نام کتاب: **مشاہیر**

(بنامِ) شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
(مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

تالیف وترتیب توضیح وحواشی: شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نظر ثانی: شفیق الدین فاروقی۔ مولانا محمد ابراہیم فانی

صفحات: ۵۶۸ صفحات

قیمت:

باہتمام: ادارہ الحق مدیر مولانا راشد الحق سمیع

کمپوزنگ: بابر حنیف۔ فضل حیٔ آصف۔
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

طبع: باراول ۔جون 2011

رابطہ: فون 0923-630435 فیکس 0923 630922

ای میل: editor_alhaq@yahoo.com

ناشر موتمر المصنفین ، جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ملنے کے پتے:

☆ مکتبہ ایوان شریعت، جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک ☆ موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
☆ القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ ☆ مکتبہ رشیدیہ ،جی ٹی روڈ سردار پلازہ اکوڑہ خٹک

مشاهیر کتاب ایک نظر میں

جلداول: مکتوبات بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ

صفحات ۷۰۴

مکتوبات بنام مولانا سمیع الحق کی تفصیل

اکابر برصغیر پاک و ہند بشمول بنگلہ دیش کے خطوط۔ (چار جلدوں پر مشتمل)

جلددوم : ا ب پ .... صفحات: ۱ ـ ۵۱۶ (۵۱۶)

جلدسوم : ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ز س

.... صفحات ۵۱۱ـ۱۰۷۹ (۵۶۸)

جلدچہارم: ش ص ض ط ظ ع ....صفحات ۱۰۹۲ـ۱۷۵۰ (۶۵۸)

جلدپنجم: غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی......صفحات ۱۷۵۳ـ۲۲۳۰ (۵۱۲)

جلدششم : افغانستان (جہادی مشاہیر کے خطوط، جہادی رپورٹیں، شہداء، تحریک طالبان پر

مشتمل تفصیلات گویا **جہاد افغانستان اور جامعہ حقانیہ**

مستقل ایک جلد .... (صفحات تقریباً ۵۰۰)

جلدہفتم: بیرونی ممالک ایران، عالم عرب، افریقہ، سنٹرل ایشیاء فارایسٹ،

امریکہ اور یورپی ممالک .... (صفحات ۵۰۰ سے زائد)

جلدہشتم: ضمیمہ جات، اضافات اور توضیحات پر مشتمل مستقل جلد

نوٹ:

مکتوب نگاروں کی ترتیب فرقِ مراتب کا لحاظ کئے بغیر حروف تہجی الف باء تا کے مطابق رکھی گئی ہے

بعض مشاہیر کے خطوط کے عکسی نمونے

جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمان

خط صفحہ 539

Tanzil-ur-Rahman & Co.

Dr. Tanzil-ur-Rahman, ...
M.A., LL.B., Ph.D.

مکرمی السلام علیکم

مولانا سید محمد تقویم الحق کاکاخیل

خط صفحہ 543

S. M. Taqweem-ul-Haq
Ka Ka Khel
PROFESSOR OF PUSHTO

الغیاث اے میرے لیڈر! الغیاث — میری
درخواست وزارتِ مذہبی امور تک پہنچی تو آپ سالمیت
سمیٹ کر نکل چکے تھے۔ پھر تین دن آپ پنڈی کی ممبروں
سے [illegible] ہوتے رہے۔ وہ وہاں دیتے [illegible] کہتے کہاں
[illegible] پر لگے رہے وہ کہتے [illegible] کی آنکھوں پر
[illegible] — تم کیا جانو ان بوڑھے دلوں پر کتنی بے تابیاں جاگ

مولانا تقی الدین ندوی مظاہری

خط صفحہ 544

امید کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے، گو صحیح آپ حضرت سے ملاقات
نہیں ہے بحیثیت الحق ہے کہ ذریعہ تعارف ہوا اور مدرسہ کا حال معلوم
رہتا ہے، میں اپنی طرف سے بذریعہ مولانا عبدالرحمٰن صدیقی کا
مبلغ پانچصد روپیہ بمد زکوٰۃ مدرسہ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں،
پاکستان آنے اور وہاں سے ملاقات کا اشتیاق تھا، مگر اب
رمضان المبارک ہے، اسلئے میں یہاں سے ہندوستان جا رہا ہوں اور
پھر وہاں سے عید کے بعد ان شاء اللہ ابوظہبی ان شاء اللہ واپس آنا ہو گا

حافظ محمد تقی (ایم این اے کراچی)

خط صفحہ 544

محترم مولانا سمیع الحق صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

بطفیل حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا ہے کہ آپ خیریت
سے ہوں!

میری دلی خواہش تھی کہ میں آپ کے یہاں شادی کی خوشیوں میں
بذاتِ خود شریک ہوتا۔ مگر انتہائی ضروری مصروفیات نے
اس کی اجازت نہ دی۔ جس کا مجھے بے حد افسوس رہا۔
امید ہے میری معذرت قبول فرمائیں گے۔

حافظ محمد تقی

رکن قومی اسمبلی پاکستان
سیکرٹری جنرل جمعیت علماء پاکستان
سابق صوبائی وزیر

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی۔ کراچی

خط صفحہ | 561

ماہنامہ البلاغ کراچی ۱۴

لگتا ہوں سے بہت دور، مگر دل سے بہت قریب۔ —— صدیق دلنواز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خشک آنکھوں میں رخصت کا دل شگاف منظر لیے ہوئے کل دوپہر واپس کراچی پہنچ گیا۔ آپ کا وہ اندیشہ تو درست تھا کہ پھر

تراخیال ہمراہِ سفر نہ ہو جائے

مدت ہوئی، کہیں ایک شعر پڑھا تھا، کچھ خاص پسند بھی نہیں آیا، اور نہ اس کی کیفیات کا صحیح اندازہ ہوسکا، لیکن پنڈی سے لاہور تک کے سفر میں وہ نہ جانے ذہن کے کس گوشے سے زبان پر آگیا اور پھر وردِ زبان ہوگیا ~

ہر منزلِ حیات سے گم کرگیا مجھے
مڑ مڑ کے راہ میں وہ ترا دیکھنا مجھے

محترم جانباز مرزا

خط صفحہ | 617

آج کے اخبارات میں یہ افسوسناک خبر پڑھ کر
صدمہ ہوا کہ آپ کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئیں
انا للہ وانا الیہ راجعون۔
اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور جوارِ رحمت میں جگہ دے،
اور آپ سب کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ آمین

مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی لاہور

خط صفحہ | 628

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
[illegible]
معلوم ہوا کہ راولپنڈی سے کسی غیر مقلد نے ایک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مولانا مفتی محمد جمیل خان شہید، کراچی

خط صفحہ | 632

28/12/[illegible]

[illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مولانا چمن پیر
حویلیاں ایبٹ آباد
خط صفحہ 637

باسمہ سبحانہ، بعد الحمد والصلوۃ اما بعد

مکرمی بندہ زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عنایت نامہ ملا تھا، حوصلہ افزائی کا مشکور ہوں، لاہور کی کنونشن میں میری جگہ میرے لڑکے پروفیسر محمد طاہر علی الہاشمی شرکت کریں گے،

محمود شاہ حویلیاں صاحب نے حضرت معاویہؓ کو گالیاں دی تھیں اور [illegible] ہزارہ نے اس کے خلاف عدالت میں مقدمہ قائم کر رکھا ہے، لیکن عدالت میں محمود شاہ کے وکلاء اس پر بحث کر رہے ہیں آیا وہ صحابی ہیں یا نہ۔ آپ کنونشن میں یہ سوال اٹھا [illegible]

[illegible]

مولانا حبیب الرحمان درخواستی
رحیم یار خان
خط صفحہ 648

بخدمت اقدس حضرت مخدومنا المکرم قائد محترم حضرت الشیخ مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الجامعہ دار العلوم حقانیہ
امین عام جمعیت علماء اسلام پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد

عرض یہ ہے کہ [illegible] جامعہ [illegible] کو اطلاع ہو [illegible] حقیقت [illegible]
[illegible] اطلاع ہوئی [illegible] فقط [illegible]
فقط [illegible] آباد حاضر ہوا [illegible]
[illegible] کوشش [illegible]
[illegible] رابطہ ہوا [illegible]

مولانا حبیب الرحمان قاسمی
مدیر ماہنامہ دار العلوم دیوبند
خط صفحہ 649

۲۲ شوال ۱۴۰۵ھ
۱۰ جولائی ۱۹۸۵ء

۲۰۷

گرامی قدر و منزلت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج سامی بخیر ہوں۔ عرض یہ ہے کہ سابق انتظامیہ دار العلوم دیوبند کے زمانہ میں ماہنامہ دار العلوم کے [illegible] رقم آنجناب نے ارسال فرمائی تھی۔ انتظامیہ میں تبدیلی کے سبب کچھ معروضات کی بناء پر اس کا دوسرا انتظام کیا گیا لیکن ابھی تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آنجناب کے پاس رسالہ کے مد کی کتنی رقم محفوظ ہے اور [illegible] کیا صورت ہو سکتی ہے
[illegible] دار العلوم [illegible]

مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی
جامعہ رشیدیہ ساہیوال
خط صفحہ 651

گرامی قدر حضرۃ المخدوم السید الکریم مدیر الحق دامت برکاتہم

سلام مسنون

ایک عریضہ پہلے لکھ چکا ہوں۔ امید کہ نظر سے گذرا ہوگا۔ دار العلوم [illegible] پر مشتمل [illegible] الحق کا ایک پورا حصہ آنا چاہئے۔

امید ہے توجہ فرمائیں گے۔

سید لطیف علی شاہ بخاری نے پانچ حضرات کی [illegible] ارسال کی تھی
[illegible] دار العلوم [illegible]
[illegible]

مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید
جامعۃ بنوری ٹاؤن کراچی

خط صفحہ 656

حضرۃ الشیخ الموقر الأستاذ سمیع الحق حفظہ اللہ ورعاہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ وبعد

فقد اطلعت بمذکرتکم باسم فضیلۃ الشیخ حفظہ اللہ
علی المصاب الجلیل والرزء الفادح بوفاۃ جدتکم الکریمۃ فحزنت
بہ جدا فعظم اللہ أجورکم فلتصبروا ولتحتسبوا فإن للہ ما أعطی
ولہ ما أخذ وکل عندہ بأجل مسمی، وإن فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ
وخلفا من کل فائت، غفر اللہ لہا ونور قبرہا وجعل قبرہا روضۃ من

الشیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان
چارسدہ

خط صفحہ 659

حضرۃ الأخ المحترم حفظہ اللہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،

امید ہے آپ بمعہ جمیع خاندان اور احبہ بخیر و عافیت سے ہونگے ۔
جس رات کو آپ معہ حضرات ہمارے ہاں تشریف لائے تھے اسی کی صبح کو
میں لاھور سے واپس چارسدہ پہنچا ۔ لیکن میں گھر کی بجائے سیدھا
دار العلوم اتمانزئی گیا ۔ دار العلوم سے واپسی پر جب گھر پہنچا بارہ بجے پہنچا
تو گھر والوں سے آپ کے آنے کے متعلق معلوم ہوا ۔

جناب محمد حسن عسکری صاحب

خط صفحہ 667

[illegible] کی جو خدمت بھی میں کر سکوں میرے لیے سعادت دارین کا باعث ہوگا ۔ آپ کو کوئی
مشورہ دینا چھوٹا منہ بڑی بات ہے ۔ لیکن یہ عرض کردوں گا [illegible] کیجئے جو
انگریزی تعلیم یافتہ لوگ بھی متوجہ ہوں ۔ اسکے لیے کسی کاوش کی بھی ضرورت نہیں ، آپ نہایت آسانی سے
اس کا انتظام کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ کو علم ہو کہ جن لوگوں نے انگریزی تعلیم پائی ہے وہ کیا پڑھنا چاہتے
ہیں ۔ گستاخی معاف ، آج کل ہمارے بہت سے علماء کا بھی یہ حال ہوتا جا رہا ہے کہ انہیں اپنے اسلام غیر
معلوم ہونے لگے ہیں ۔ دوسری طرف بہت سے "جدید" لوگوں ، بلکہ فاسق و فاجر لوگوں کو یہ شوق ہے کہ
علماء کو بھی دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا کہتے ہیں ۔ مگر علماء ؟
یہی ہوا کافر تو وہ کافر مسلماں ہو گیا
مثلاً آپ کے دار العلوم میں جو فلسفہ پڑھایا جاتا ہے وہی ایک ایسی چیز ہے جس سے ہم لوگ صحیح طور پر واقف ہونا
چاہتے ہیں ۔ مگر علماء کی طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ پرانا فلسفہ پڑھانے کی کیا ضرورت ہے ، یہ تو ازکار رفتہ
ہو چکا ۔ حقیقت حال یہ ہے کہ آج کل یورپ میں ابن سینا ، شہاب الدین [illegible]

قاضی حسین احمد جماعت اسلامی

خط صفحہ 680

برادرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ دفاع افغانستان و پاکستان کونسل
اجلاس کی روئداد پڑھ لی ۔ آپ کی مسلسل منظم سرگرمیاں اور با اعتماد قیادت [illegible]
کراچی جلسہ میں [illegible] امید ہے آپ نے [illegible]
[illegible] تحریک [illegible]
[illegible] جا رہا ہے ۔ [illegible]
[illegible]

مولانا حفیظ الرحمان واصف

خط صفحہ 693

۵ شوال ۱۳۷۶ھ

مولانا المحترم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۳۰ مئی [illegible] موصول ہوا۔
حضرت استاذی مولانا عبدالغفور صاحب کی خبر وفات پڑھ کر
دل کو بے انتہا صدمہ اور قلق ہوا۔ مولانا مرحوم میرے
مشفق استاد تھے۔ تقریباً ۱۶ سال مدرسہ امینیہ کے
مدرس رہے۔ میرے ساتھ مولانا جو شفقت فرماتے تھے
وہ یاد کر کے بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں۔

مولانا حفیظ اللہ پھلواری کراچی

خط صفحہ 693

[illegible] مکرمی و محترمی [illegible]

[illegible]

ابوالاثر حفیظ جالندھری
شاعر اسلام

خط صفحہ 699

محترم مولانا سمیع الحق [illegible]

الحق کا شمارہ ستمبر [illegible]

[illegible] پاکستان کی قومی اسمبلی [illegible] فرمایا۔

مولانا ۔ آپ کے نزدیک بھی یہ قادیانی کا ایسا فعل ہے [illegible]
[illegible] آپ سب کے ساتھ شامل ہو جاؤں [illegible]
[illegible] معذور ہوں
[illegible] میں فرمایا

مولانا میاں حکمت شاہ کاکاخیل
زیارت کاکا صاحب

خط صفحہ 704

جناب حضرت الحاج مولانا سمیع الحق صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج عالی بخیر باشد
[illegible] ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہونے کو ہے کہ گزرا [illegible]
[illegible] دیکھنے کی آرزو پوری نہ ہو سکی
نہ معلوم کیا وجہ پیش آ گئی [illegible] کی طبیعت [illegible]
نہیں۔ مہربانی فرما کر میرے تحفظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے خوشی
سے مجھے زیادہ دیجئے کہ قارئین پڑھتے ہیں کتاب خریدنے کے

جناب خالد شمس الحسن کراچی

خط صفحہ	737

اگست ۱۹۸۴ء

مکرمی - السلام علیکم

پرسوں ۔ الیس ایا ۔ خداوند تعالیٰ

کے فضل و کرم سے آپریشن کامیاب

[illegible]

جناب خالد علوی لاہور

خط صفحہ	737

مکرم و محترم !

السلام و رحمت !

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ میں خود محسوس کرتا ہوں کہ مضمون خاصا طویل

ہو گیا ہے اور اسے بالاقساط شائع کرنے میں خاصی دقت پیش آئیگی ۔ میں آپکو

چاہیئے مطالعہ کرتا ہوں ۔ [illegible] ۔ آپ کو مختصر مقالہ ارسال کروں گا۔

آپ اگر زحمت محسوس نہ فرمائیں تو مقالہ تاجر کے نام ارسال کردیں ڈاک کے اخراجات

میں خود برداشت کروں گا۔ بصورت دیگر آپ بہ زحمت کو محسوس نہ فرمائیے

حضرت مولانا خواجہ خان محمد کندیاں

خط صفحہ	770

التاریخ ۲۰۰۲-۱-۱

الحوالة

مخدوم المکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

بعد از سلام مسنون کے مطالعہ فرماویں ۔ کہ مکمل لیبانیے رجسٹری

بھجوانے کے بعد آپ کی رجسٹری موصول ہوئی ۔ آپ کی

اس کرم فرمائی کا بہت بہت شکریہ ۔ کہ اس حقیر کو اپنی اس

شفقت و عنایت کے قابل سمجھا ۔ جزاک اللہ تعالیٰ عنا خیر الجزاء

قادیانیت کے سلسلہ میں آئینی ترمیم کی بحالی کے متعلق آپ

پروفیسر خواجہ حمید الدین شاہد کراچی

خط صفحہ	786

محترمی زاد لطفہ

سلام مسنون مزاج گرامی

۱۱ اگست

آپ کی خدمت میں ماہنامہ سب رس کا اقبال نمبر بذریعہ رجسٹری ارسال کیا گیا

امید کہ آپ کو مل گیا ہوگا ۔ اس اقبال نمبر کی نوعیت دوسرے اقبال نمبروں سے

مختلف ہے یعنی گزشتہ ۵۰ سالوں میں جو کچھ لکھا گیا تھا اس کو سندی طور پر منضبط کر دیا گیا ہے

امید کہ آپ اپنے موقر جریدہ "الحق" میں اس پر تبصرہ شائع کر کے

ممنون منت و مرہون [illegible] فرمائیں گے ۔

ابو الدعو

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد
اسلام آباد

خط صفحہ 788

بخدمت محترم و مکرم مولانا سمیع الحق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی خبر سے بے حد رنج اور صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ
کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ان کی [illegible] اور بشری لغزشوں سے درگزر
[illegible] جمیل سے نوازے [illegible] افراد کو یہ غم [illegible]
برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مولانا خیر الامان فاضل حقانیہ
منگلور سوات

خط صفحہ 791

بخدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم!

محترما! ہمیں اخبارات کے مطالعہ پر یہ اندوہناک خبر ملی کہ دارالعلوم کا مایۂ
ناز ناظم مولانا سلطان محمود صاحب انتقال کر گئے۔ مجھے بذات خود بھی دکھ ہوا
مرحوم بڑے متقی، شریف النفس اور خاموش طبع انسان تھے۔ آپ نے مرحوم
تک امانت و دیانت داری سے دارالعلوم کی خدمت کی [illegible] کے مطابق
دنیوی مفادات کے برخلاف ان کا مطمح نظر دارالعلوم کی تعمیر و ترقی تھا۔
اور انشاء اللہ [illegible]

مولانا خیر محمد ندوی

خط صفحہ 791

قابل احترام جناب حضرت علامہ سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از حمد و ثنا خیریت کا طالب بفضلہ تعالیٰ خیر و
عافیت سے ہے۔ گذارش ہے کہ مدرسہ عربیہ ریاض الاسلام کو جو عرصہ چار سال سے
بندہ کی زیر نگرانی دین کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ آمدنی قلیل اور
اخراجات زیادہ کی بنا پر مدرسہ کافی قرضوں کے بوجھ میں دبا ہوا ہے۔ ان
پریشانیوں کے تحت کویت سے تعاون حاصل کرنے کا مشورہ ہوا ہے

ذوالفقار احمد تابش لاہور

خط صفحہ 796

مکرمی جناب!
السلام علیکم۔ کتاب مل گئی ہے۔
ان شاء اللہ جلد ہی اس پر تبصرہ
کر دیا جائے گا۔ ویسے سرسری طور پر
میں نے کتاب دیکھی ہے۔ آپ کے مضامین
کا انداز بیان اور اسلوب بے حد
پسند آیا ہے۔ میری طرف سے
مبارکباد قبول فرمائیے۔

ذوالفقار علی بھٹو
پرائم منسٹر ہاؤس راولپنڈی

خط صفحہ 796

عید مبارک

ذوالفقار علی بھٹو

ایوان وزیر اعظم راولپنڈی

مولانا راحت گل
راحت آباد پشاور

خط صفحہ 798

قائد جمعیت و قائد متحدہ دینی محاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ کی علمیت، آپ کی سیاسی بصیرت کے سامنے مجھ جیسے کوتاہ بین کا عرض کرنا بے ادبی ہوگی، مگر اپنی قلبی تعلق کی بنا پر عریضہ ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ آج کے سیاسی مداریوں نے پھر آپکے آستانہ کا طواف شروع کر دیا ہے۔ لیکن

"ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار"

پاکستان کی ناکام ترین سیاسی پارٹی اے این پی جو ابھی تک حصول کو ہی جائے کہ ہم پاکستان میں سیکولر لادینی نظام چاہتے ہیں۔ اور ان کے محسن کش، نمک حرام لیڈر آئے دن علماء کی توہین کرتے رہتے ہیں، جو انکی شکست سے سیاہ رو ہو کر بیک فٹ پر پہنچے، نواز شریف تو انہیں اپنی گود میں بٹھایا ہوا ہے! اور ان کی نازبرداریاں کر رہا ہے، اور کشمیر کے مسئلہ پر برملا بھارت کی حمایت کرتے ہیں، فوجی اخراجات اور دفاعی ضروریات میں کمی کے حامی ہیں، مگر یہ تو وزارتوں کے منتظر ہیں، تو مولانا سمیع الحق سے ایک بار پھر اپنی کرسی کو مستحکم کرنا

مولانا محمد رحمت اللہ
جامعہ محمدی جھنگ

خط صفحہ 819

محترم و مکرم ہمدرد ملت اسلامیہ جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت حسناتکم (ب)

مزاج مبارک؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا دعوت نامہ شرکت اجلاس موصول ہوا۔ جس کی دور حاضر (ج)
میں اشد ضرورت ہے۔ بندہ ناسازی طبیعت کے باعث خود حاضر
ہونے سے قاصر ہے۔ اور اپنی طرف سے حق اللہ بخش سعید صاحب (د)
معاون مدیر الجامعہ کو شرکت کیلئے بھیج رہا ہوں۔

مولانا رحیم اللہ باچہ صاحب
اسماعیل خیل بالا

خط صفحہ 822

بخدمت محترم مولانا برادرم سمیع الحق صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ صاحبان کا [illegible] دعا [illegible] مولانا [illegible] سلطان محمود صاحب [illegible] بندہ آپ [illegible] یاد [illegible] بے حد مشکور و ممنون [illegible] اہل بیت [illegible] آپ صاحبان کو زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وزیارت بیت اللہ تعالیٰ وزیارت الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حافظ رشید احمد ارشد

خط صفحہ	826

مکرمی و محترمی جناب سمیع الحق
اکوڑہ خٹک

السلام علیکم ۔ آپ کا جوابی خط موصول ہوا ۔ مضمون کی رسید سے
ہم کو اس کا علم حاصل ہوئی ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو وہ مضمون پسند
نہیں آیا ۔ تاہم وہ قومی اور اصلاحی ضرورت کے پیش نظر لکھا گیا ہے
آپ کے مجلہ میں کبھی کبھی عام علمی اور اصلاحی مضامین کے شائع ہونے کی
سخت ضرورت ~~ہے~~ آپ نے جدید عربی ادب کے جن مضامین کی طرف

ڈاکٹر رشید احمد جالندھری

خط صفحہ	833

مکرمی ڈاکٹر صاحب !
السلام مسنون

امید ہے مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوں گے ۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی

خط صفحہ	838

برادر محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام لطفکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا ۔
ابھی ابھی تقی میاں کے خط سے بھتیجے صاحب کے حادثۂ جانکاہ کی
المناک اطلاع ملی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ چونکہ پہلے سے بیماری کی کوئی
اطلاع بھی نہ تھی اس لئے اس وحشتناک خبر سے اور بھی دلی رنج پہنچا ۔ آپ
حضرات کو جو صدمہ پہنچا ہے ظاہر ہے کہ بہت شدید ہے ۔ لیکن والدین مرحوم کی
کیا حالت ہوئی ہوگی اس کا اندازہ سوائے اللہ کے کون کر سکتا ہے ۔

مولانا محمد رمضان

خط صفحہ	840

بخدمت جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم
13
السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔
احوال آنکہ جامعہ عربیہ تبلیغ الاسلام سوئی مسجد میانی (ا) کا سالانہ جلسہ
مورخہ 12، 13 مارچ 87ء بروز جمعرات جمعہ شروع ہو رہا ہے ۔
ان میں سے ایک یوم عنایت فرما کر مشکور فرمائیں ۔

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی

خط صفحہ 857

عزیز گرامی قدر زید فضلکم وعلمکم وعملکم السلام علیکم

امید ہے حضرت دامت برکاتہم کی صحت اب بحال ہو چکی ہوگی
ہم گناہ گاروں کی دعا ہے کہ خداوند قدوس ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے
صحت کاملہ اور حیات طویلہ عطا فرمائیں آمین۔
احقر الحمد للہ بخیریت ہے اور درخواست دعا پیش خدمت ہے
رکھو، ماہ گذشتہ ... ملاقات ...

مولانا زاہد الراشدی

خط صفحہ 874

محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفکم

ریکارڈ شعبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی؟

حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم نے سیکرٹری شعبہ نشر و اشاعت کے تحت جماعتی ضروریات کے مطابق لٹریچر کی ترتیب و تدوین کیلئے مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل خصوصی کمیٹی قائم کی ہے
۔ سرپرست حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ۲ کنوینر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب مدظلہ

زاہد ملک

خط صفحہ 898

بخدمت مولانا سمیع الحق صاحب

السلام علیکم: امید ہے آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہوں گے۔

دو تین دن قبل مولانا عبد الحق مرحوم کی ... پر ... آپ کا مضمون ملاحظہ
جو آج کے اخبار میں شائع ہوا ہے۔ مضمون کی اشاعت کے بعد آج ... بے حد
جو ... ہے مضمون کا ... شائع نہ ہو سکیں۔ اللہ ... ہے ... اپنے
... کی حفاظت ... کہ ... سکیں۔

حضرت مولانا محمد زر ولی خان

خط صفحہ 904

DATE 17 10. 2002 ۱۱ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

عظیم القدر بزرگوارم محترم شاہ عظیم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتکم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عزیز القدر حامد الحق سلمہٗ کی کامیابی و کامرانی پر مبارک بادیوں کے ... گلدستے قبول فرمائیں ما شاء اللہ کہ کامیاب ہوئے کثیر ووٹوں
... انتخاب تھا اب اللہ مبارک کرے

بہت بہت مبارک ہو اور آپ کی قیادت میں مجلس عمل کا اتفاق حق تعالیٰ احقاق حق اور
ابطال باطل کے لئے مزید مستحکم فرمائیں اور ہر اختلاف و تفرقہ سے اور بار ... سے
حق تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔ مجھے اور دیگر رفقاء و علماء جامعہ عربیہ احسن العلوم کے جملہ اساتذہ
... اور احباب کو دلی خوشی و مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے افغانستان کی ...
... اعلان حق کی ... پہلے ... بشارت ...

مولانا محمد زکریا بنوری

خطصفحہ	913

میرے عزیز محترم السلام علیکم

سلام مسنون۔ السلام کے بعد عرض ہے۔ امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہونگے۔ میں نے شیخ الحدیث کو بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے لندن روانہ کیا۔ آپ کا ماہنامہ الحق باقاعدہ آرہا ہے جسکے دیکھنے سے بے حد متاثر ہوا۔ ماہنامہ کیا تھا، اہم مضامین کا ایک گنجینہ تھا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ خصوصاً نقش آغاز۔ اس بار نقش آغاز پہلے بھی بے حد دلچسپ رہا ہے لیکن اس دفعہ دلچسپی کی کوئی حد نہ رہی۔ بار بار پڑھا اور خوب محظوظ ہوا۔ اس کی دعا ہے کہ آپکی اور قلم روز بروز روبترقی ہو فقط والسلام

مولانا محمد زکریا صاحب
کراچی

خطصفحہ	913

محترم و مکرم جناب حضرت مولانا محمد سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔

آپ بنڈی سے واپس ہو کر بھی غالباً پنجاب کا دورہ رہا۔
16 کو حضرت مولانا ... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...

محترم جناب زیڈ اے سلہری

خطصفحہ	916

مکرمی و محترمی جناب سمیع الحق صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ معاف فرمائیے جواب میں تاخیر ہوگئی۔ آج "الحق" دیکھا تو مجھے یاد دہانی ہوئی کہ جواب لکھنے بیٹھ گیا۔ [illegible] حضرت کے ... رسالہ بہت شوق سے پڑھتا ہوں اور اس علم کا خزینہ سمجھتا ہوں۔

والسلام
آپکا مخلص
(زیڈ اے سلہری)

قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی

خطصفحہ	919

مخدوم و محترم جناب مولانا سمیع الحق
بعد سلام مسنون

[illegible]

مولانا مفتی زین العابدین
لائل پور

عزیز محترم صاحبزادہ مولانا سمیع الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب العافیت بعافیت ہیں

ماہنامہ الحق میں آپ نے محترم المقام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ

کی تقریر [illegible] الحق کی ضخیم اشاعت [illegible]

خطصفحہ 923

مولانا محمد سالم قاسمی
مہتمم دارالعلوم دیوبند

برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج سہ ماہی [illegible] محترم حاجی محمود صاحب [illegible] کے مکتوب کے ساتھ موصول ہوا، اور یہ صحیفہ [illegible] کو زندہ کر دیا [illegible] امید ہے [illegible] ملک [illegible] ہوا [illegible]

خطصفحہ 930

مولانا سرفراز خان صفدر

الی محترم المقام جناب برادرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج سامی؟
عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے آپ کا مایہ ناز رسالہ الحق مستقل مطالعہ کرنے کا موقع نہیں مل سکتا کبھی کبھار کوئی مضمون سامنے آجاتا ہے الحمدللہ تعالیٰ بہت اچھے انداز سے آپ اسے مرتب فرماتے اور مضامین نکالتے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مزید سے مزید احقاق حق اور ابطال باطل کی توفیق بخشے آمین ثم آمین
اللہ کرے زور قلم اور زیادہ
۱۰ مارچ ۱۹۷۵ء کے شمارہ میں حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدرس و مفتی دارالعلوم حقانیہ کا دعا کے بارے میں ایک مضمون ہے جو ص [illegible] سے شروع ہوتا ہے اور ص [illegible] پر ختم ہوتا ہے اس میں بعض امور اپنے اکابر کی تحقیق

خطصفحہ 936

ابوالقلم محمد سعد درانی

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید کرمکم

السلام مسنون۔ زاد لطفکم

آپ کا گرامی نامہ صادر ہوا یاد آوری کا شکریہ

الحق میں درج کرنے کے لیے تذکرہ محمد درانی [illegible]

کے [illegible] بھیجے تھے جس کا مذکور آپ نے اپنے

گرامی نامہ میں نہیں فرمایا تھا۔ لیکن اب حکم

خطصفحہ 947

مولانا محمد سعید حویلیاں

خط صفحہ 950

واجب الاحترام جانشین حضرت شیخ الحدیث رح حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃً واسعۃ کی رحلت کا سن کر بہت افسوس ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موت العالِم موت العالَم ...

ہر ذی روح کو ایک نہ ایک دن موت آنی ہی ہے۔ مبارک و مسعود ہیں وہ عظیم ہستیاں جن کی

مبارک زندگیاں اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کیلئے گزریں اور گزر رہی ہیں۔ الحمدللہ تبارک وتعالیٰ

حضرت شیخ الحدیث رح نور اللہ مرقدہ نے اسی مقصد عظیم کیلئے اپنا سب کچھ وقف فرما رکھا تھا۔ اور دار العلوم

مولانا سعید احمد اکبر آبادی

خط صفحہ 975

حبیبی الصمیم و اخی الکریم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible] آپ کا [illegible] حضرت مولانا [illegible] گیا۔ آپ کا [illegible]

[illegible] بہت بہت شکریہ۔ [illegible] آپ [illegible] حضرت مولانا [illegible]

حضرت مولانا [illegible] رحمۃ اللہ علیہما کے نقش قدم پر [illegible] جواب [illegible]

فجزاکم اللہ جزاءً خیراً۔ آپ کا خط [illegible] خط سے بھی معلوم ہوا [illegible]

[illegible] گزارش یہ ہے کہ اب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قاری سعید الرحمان
راولپنڈی

خط صفحہ 999

مکرم و محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب

السلام علیکم! امید ہے کہ بخیر ہوں گے۔

بغداد سے یہ چند سطور لکھ رہا ہوں۔ ہم 9/4/83 کو بغداد پہنچ گئے تھے۔

کانفرنس آج 14/4/83 کو شروع ہوئی ہے۔ [illegible]

[illegible] کانفرنس میں پوری دنیا سے 350

[illegible] شریک ہیں۔ مولانا اسعد مدنی صاحب [illegible]

آئے ہیں۔ [illegible] کبھی [illegible]

[illegible]

مولانا سعید الرحمن علوی

خط صفحہ 1004

مکرم و محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کتاب کے دو حصے ملے [illegible] حضرت مولانا کو بھیج دیا

میرا دعویٰ [illegible] ہر چند کہ [illegible] ضرورت نہیں

کہ آپ کا نام کافی ضمانت ہے اور پھر [illegible] چیزیں

[illegible] میں [illegible] ہیں تاہم [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] نسبت روحانی حاصل کر رہا ہوں

[illegible]

مولانا سلطان الحق
دارالعلوم دیوبند

خطصفحہ 1012

دیوبند

عزیزی برادری سمیع الحق صاحب

السلام علیکم

[illegible] معلوم ہوا ہے کہ خیریت سے ہو بجد مسرت ہوئی

کہ تمہارے آج خط لکھا پڑھ کر دل شاد ہوا

پدر بزرگوار بخیر تمام گشتند باقی تو بھلا ہے

خدا کا شکر ہے [illegible] میں نیا [illegible]

مولانا سلطان محمود

خطصفحہ 1020

مخدومی المحترم صاحب الفضیلت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج سامی بخیر باد

الحمد للہ کہ آنجناب بخیر وعافیت منزل مقصود (سرکار دوعالم سرور کائنات شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین) بارگاہ عالی میں حاضری کی سعادت سے سرفراز ہوئے بارک اللہ ثم بارک اللہ ثم بارک اللہ

نیاز مندان عقیدت یہ ہیں آپ کو رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ جیسے مبارک

حصہ میں روضہ اطہرہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات وانوار سے

اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا۔ سرکار مدینہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام

مولانا سلیم اللہ خان

خطصفحہ 1038

مخدوم ومحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

حضرت الاستاد مولانا عبدالحق صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی ذات کا حادثہ جانکاہ

آپ حضرات اور دوسرے عزیز واقارب کے لئے تو عظیم ومشکل ہے ہی لیکن حضرت

مرحوم کے بے شمار تلامذہ جو ہند وپاک میں خصوصاً اور بلاد اسلامیہ اور دنیا بھر میں

عموماً پھیلے ہوئے ہیں ان سب کے لئے بھی انتہائی رنج والم کا باعث بنا بلکہ ملت

اسلامیہ پاکستان میں ہر درد مند دین سے تعلق رکھنے والے ہر مسلمان کو اس صدمہ نے [illegible]

[illegible] آمین۔

سلیم سیف اللہ خان

خطصفحہ 1044

مولانائے محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں قدر بلگرامی دیگر احباب ... طارق کا ممنون

کہ آپ کے ہاں پر شکریہ ادا کروں لیکن

شومئی قسمت کہ آپ سے شرف ملاقات

نصیب نہ ہو سکا۔ انشاء اللہ کبھی حاضر ہوں گا

مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل

خط صفحہ 1062

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا گرامی نامہ کافی دن ہوئے موصول ہوا تھا۔ آپ نے اپریل کے پرچہ میں مضمون شائع کرنے کا وعدہ فرمایا تھا امید ہے کہ اس پرچہ میں شائع ہوگا۔ یہ مضمون کراچی میں بینات میں شائع کرنے کیلئے ارسال کیا تھا۔ چند روز ہوئے عزیزم مولوی عبداللہ صاحب کا خط آیا۔ کہ مضمون مولانا بنوری صاحب کو پسند آیا بہت خوش ہوئے اور اپریل کے پرچہ میں شائع کردیا جائے گا۔ آپ کو خط کا جواب دیر سے دے رہا ہوں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ گردوں کی بیماری کی وجہ پریشان خاطر میں ہوں اور عدیم الفرصت میں پیشہ ور اسباق سے کچھ میں بمشکل وقت نکال لیتا ہوں۔ دوسری قسط لکھ چکا ہوں اور آپ کو بھیجنے کے لئے اس کی نقل میں کرا رہا ہوں۔ تکمیل ابھی باقی ہے۔ مضمون میں چند ایسی باتیں تھیں جن کا مجھے علم تھا اور درس کے لئے لکھ

پروفیسر سید محمد سلیم

خط صفحہ 1068

مکرم و محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

[illegible]

مولانا مفتی سیف اللہ

خط صفحہ 1072

باسمہ

از سیف اللہ حقانی فاضل دارالعلوم حقانیہ

30/7/77

بخدمت جناب محترم المقام مخدومی و مطاعی حضرت استاذ صاحب زید مجدکم السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

وبعدہ عرض یہ ہے کہ عرصہ دراز سے کوئی عریضہ جو ارسال خدمت نہ کیا ہے تو جناب کے سامنے بے حد شرمندہ ہوں مگر آپ عالی اخلاق سے امید ہے کہ معاف فرمائیں گے۔ کہ باقی عرض طلب ادب یہ ہے کہ گذشتہ سال میں نے جامع جلیبہ میں مولانا محمد حسن کے ساتھ گذر دیا مگر مجھے اب ... میرا انقطاع



فہرست مضامین

مولانا تاج محمود[1] ایڈیٹر ہفتہ وار لولاک فیصل آباد

۷ نومبر ۱۹۷۷ء (مولانا بنوری پر لولاک کا خاص شمارہ)

بخدمت محترم ومکرم حضرت مولانا سمیع الحق زید مجدکم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی !مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان ہفتہ وار "لولاک" دنیائے اسلام کے عظیم فرزند محدث عصر یگانہ روزگار عالم دین حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی جامع صفات شخصیت پر ایک یادگار نمبر شائع کرنا چاہتا ہے۔آپ سے درخواست ہے کہ از راہ کرم اولین فرصت میں حضرت مولانا کی شخصیت کے کسی پہلو پر اپنے خیالات ومشاہدات کو تحریر فرما کر ہمیں ارسال فرمائیں۔ہم آپ کی اس اسلام دوستی،علم نوازی کے لئے آپ کے احسان مند ہوں گے۔

والسلام عقیدت کیش تاج محمود غفرلہ ایڈیٹر ہفتہ وار "لولاک" فیصل آباد

نوٹ: برادرم آپ سے خصوصی درخواست ہے فوری توجہ کے مستحق ہیں۔اس دفعہ اکتوبر کا "الحق" تادم تحریر موصول نہیں ہوا۔

☆☆☆

جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمان[2]

(۱)

۷ اپریل ۱۹۷۲ء (شراب پر پابندی مفتی محمود کے پریس کانفرنس کے تناظر میں)

مکرمی۔سلام مسنون!امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ پابندی کے ساتھ ماہنامہ الحق ارسال فرماتے ہیں۔اور اس کے بعد اظہار ندامت کے ساتھ کہ اب تک آپ کو کوئی مضمون اشاعت کے لئے نہ بھیج سکا۔بہر حال آج شریک محفل ہو رہا ہوں' تقریب یہ کہ محترم مولانا مفتی محمود کی پریس کانفرنس کہ ہم شراب پر پابندی لگائیں گے اس مضمون کی اشاعت کی متقاضی ہوئی۔

یہ مضمون دراصل وہ رائے ہے جو راقم الحروف نے سردار عبدالقیوم صاحب صدر حکومت آزاد کشمیر کو ان کی فرمائش پر ۸ ماہ قبل ارسال کی تھی اس مضمون کے آخری صفحات پر حوالے ہیں۔آپ مضمون کی متعلقہ عبارت کے نیچے کتابت کرائیے گا۔اس سلسلہ میں کاتب کو ہدایت ضروری ہے۔جس پرچہ میں یہ مضمون چھپے اس کی دو یا تین کاپیاں فاضل ارسال فرمادیں۔ممنون رہوں گا۔اسکی اشاعت کے بعد انشاء اللہ العزیز دوسرا مضمون "دروغ حلفی کی سزا" پر ارسال کروں گا" والسلام مع الاکرام بخدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب

مخلص تنزیل الرحمان

(۲)

۳۰ اگست ۱۹۷۲ء (الحق میں دینی مدارس کے انحطاط کے اسباب پر بزرگوں کے ارشادات)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

۱۔ مضمون "شراب نوشی کی سزا" جس شمارہ میں شائع ہوا اس کی ایک دو کاپیاں ارسال فرمادیجئے تاکہ اپنے پاس محفوظ کرسکوں۔ مجھے کوئی کاپی نہیں ملی۔

---

[1] مولانا کی قادیانیت کے تعاقب میں بڑی خدمات ہیں۔ہفت روزہ لولاک کے مدیر شہیر ان کے صاحبزادہ طارق محمود مرحوم بھی اس میدان میں مصروف عمل رہے(س)

[2] ڈاکٹر جسٹس تنزیل الرحمان نے اسلامی قوانین کو جدید انداز میں دفعہ وار مدون کرنے کا عظیم کام کیا۔ضیاء الحق کے دور میں مرحوم اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین رہے اور کونسل نے اس دور میں موثر اور ٹھوس کام کیا،ناچیز کو اسلامائزیشن کے سلسلہ میں مجلس شوریٰ اور سینٹ میں جنگ کے دوران ان سے بڑی تقویت ملتی رہی۔

۲۔ آپ کے چند شماروں میں دینی مدارس کے انحطاط کے اسباب پر چند بزرگوں کے ارشادات نظر سے گزرے۔اس سلسلہ میں چند سطور پیش خدمت ہیں۔اسے جس شمارہ میں شائع فرمائیں گے اس کی ایک کاپی مجھے ارسال فرمانا نہ بھولیے گا۔ شکریہ

والسلام مع الاکرام مخلص تنزیل الرحمان

(۳)

(قومی اسمبلی کی کاروائی کی رپورٹوں کی اشاعت کی اہمیت)

الحق کی گذشتہ چند اشاعتوں میں آپ نے قومی اسمبلی کی کاروائیوں سے متعلق جو اطلاعات شائع کی ہیں۔وہ خاصی اہم ہیں۔میرا خیال ہے کہ اس طرف مزید توجہ کی ضرورت ہے۔کوشش کر کے اطلاعات حاصل کی جائیں اور تبصرہ کیساتھ شائع کی جائیں۔اس سے دو فائدے متصور ہیں ایک تو یہ کہ قارئین کو بہت سی ان باتوں کا علم ہو جائے گا جو انہیں دیگر اخبارات ورسائل کے ذریعہ معلوم نہیں ہوتیں۔دوسرا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ علماء کی اسمبلیوں میں ضرورت کا یہ احساس بڑھے گا کہ علماء اسمبلی کا رکن بن کر دینی اقدار کی حفاظت کے زیادہ اہل ہو سکتے ہیں۔آپ کی سابقہ اشاعتوں میں ''مسلمان کی تعریف'' کے متعلق نگارشات بھی مطالعہ میں آئیں۔اس تعریف کے سلسلہ میں چند سطور پیش خدمت ہیں۔مناسب خیال فرماویں تو شائع فرمادیں۔ تنزیل الرحمٰن

(۴)

۱۲ستمبر ۱۹۸۰ء

(الحق میں اشاعت کیلئے تقریر)

To: The Editor, Monthly "Al-Haq" Akhora Khataq Distt. Peshawar

Dear Sir, I am directed to forward herewith Speech of Justice Dr. Tanzil ur Rehman, Chairman, Council of Islamic Ideology, which was delivered by him in the Ulema Convention, for publication in your Monthly Paper.

Yours faithfully (Abdul Qayyum Ansari) Research Assistant

(۵)

۲۷مارچ ۱۹۸۳ء

(اداریہ اور مجلس شوریٰ میں دو تقاریر پڑھ کر دل سے دعا نکلی)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، مدیر ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آج ماہنامہ الحق کا شمارہ فروری ۱۹۸۳ء ملا اور آپ کا اداریہ اور مجلس شوریٰ میں آپ کی دو تقاریر نظر سے گزریں، دل سے دعا نکلی۔اللہ تعالیٰ آپ کو دین کی خدمت کے مزید مواقع عطا فرمائے۔ والسلام مع الاکرام آپ کا مخلص تنزیل الرحمان

(الحق میں تنزیل الرحمان کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ شراب نوشی کی سزا[مفتی محمودؒ کی طرف سے شراب پر پابندی]، جون ۱۹۷۲/ ۹-۱۴

۲۔ مسلمان کی تعریف، مارچ ۱۹۷۳/ ۳۶-۳۹ ۳۔ مسلم ممالک میں اسلامی قانون سازی کی تحریکیں، مارچ ۱۹۷۷/ ۱۶-۲۳

۴۔ حقِ شفعہ اور اسلام، مئی ۱۹۸۲/ ۲۳-۳۳ ۵۔ مروجہ قانونِ شہادت ایکٹ مجریہ ۱۸۷۲ء اور اسلامی قانون، جون ۱۹۸۲/ ۱۹-۲۵

۶۔ اسلام کا قانون صحیح النسبی اور مروجہ قانونِ شہادت[مترجم:عبدالقادر]، اگست ۱۹۸۲/ ۲۳-۲۷

۷۔ اسلام اور سود، اکتوبر ۱۹۸۲/ ۳۵-۴۰ ۸۔ اصلاحِ معاشرہ،قرآنِ حکیم کی روشنی میں، نومبر ۱۹۸۲/ ۵۰-۵۴

تنگی باباجی[1]

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ (قادیانی مسئلہ کے حل پر خوشی اور دعا)

فضیلت مآب جناب شیخ الحدیث صاحب دارالعلوم حقانیہ ادام اللہ فیوضاتہ۔ بعد از تسلیم وتکریم گزارش بحضور انور یہ ہے کہ خیریت جانبین نیک نصیب ہوں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سعی خدمت قوم کا ایک مسئلہ میں جو کہ قادیانی تھا بلند کیا اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت کو اور جو خدا کے لئے دین کی خدمت کرتے ہیں اس کو بھی سربلند وسرفراز بنادیں۔ یہ صرف آپ لوگوں کا اخلاص تھا کہ مالک الملک جل جلالہ نے ظاہر کیا۔ باقی اللہ تعالیٰ آپ سے اور آپ کی اولاد و احفاد اور ارکین مدرسہ سے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائیں۔ زیادہ آداب جناب والا کو عرض ہے کہ بندہ کو خمس الاوقات دعاؤں میں محروم نہ فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور ہماری اولاد و احفاد کو کامیاب بنادیں۔

(واپسی پتہ) تنگی باباجی صاحب بمعرفت شیر بہادر خان کپڑا فروش، ڈاک خانہ معیار علاقہ جندول ضلع دیر



مولانا تنویر الحق تھانوی[2]

خطیب جامع مسجد جیکب لائن کراچی

(مولانا احتشام الحق تھانوی کے علوم کی اشاعت ○ عائلی قوانین پر اختلافی نوٹ ○ تاثرات کی خواہش)

۲۲ شوال ۱۴۲۸ھ، ۴ نومبر ۲۰۰۷ء

محترم المقام جناب مدیر ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے، احقر بھی بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہے۔ جناب محترم! اپنی بقیہ زندگی کا ایک مشن سمجھتے ہوئے اپنے عظیم والد محترم حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ کی جملہ تحریرات وتقریرات اور 32 سالہ دین وملت کی بے لوث خدمات پر مبنی علمی وقلمی دستاویزات منظر عام پر امت کے سامنے لانے کی سعی مقدور میں لگا ہوا ہوں۔ منجملہ دیگر مجموعہائے خطبات ونادر تالیفات کے زیر نظر کتاب ''عائلی قوانین اور اختلافی نوٹ'' بھی ایک معرکۃ الآرا شاہکار ہے، جسکے لئے اتنا ہی تعارف کافی ووافی ہے کہ یہ کتاب علمائے دین ومفتیان شرع متین سمیت طبقہ وکلاء و بیرسٹر، ارباب صحافت وسیاست نیز دانشوران ملت اور اصحاب علم وذوق کی انتہائی مطلوب ومقصود ہے، جو علمائے حق کے لئے سرمایۂ فخر اور برائے دیگراں اصلاح ونظر کا پورا سامان اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔

خاص اسی جذبے سے آپکی خدمت میں ارسال کی جارہی ہے۔ ذرا سی ایک حرص اور لالچ بھی ہے جو حُسن کے درجے ہی میں ہے، وہ یہ کہ اپنے گرانقدر قیمتی خیالات وتاثرات قلمبند فرمادیں وہ یقیناً ہمارے لئے سرمایہ عظیم ہوگا اور اگلے ایڈیشن میں مانند نجوم کتاب کی زینت بن کر چمکتا رہے گا اور آنے والی نسلیں طریق ہدایت کے ساتھ ساتھ عیون وبصائر کی ٹھنڈک بھی حاصل کرتی رہیں گی۔

یہ ایک چھوٹی سی درخواست ہے ؎ گر قبول افتد زہے عزّ وشرف

جملہ متعلقین کتاب کے حق میں دعاؤں کی خصوصی درخواست، وصولیابی کی اطلاع دینا نہ بھولیئے گا۔ والسلام العارض احقر الناس تنویر الحق تھانوی

---

[1] علاقہ جندول ضلع دیر کے ایک خدا رسیدہ بزرگ شخصیت

[2] مولانا اپنے عظیم والد کی تصویر، ان جیسا انداز خطابت، رفتار وگفتار اور اسی جذبوں سے سرشار، جامعہ احتشامیہ کراچی اور علمی وقیع ماہنامہ ''حق نوائے احتشام'' کے ذریعہ علمی ودینی خدمات میں لگے ہوئے ہیں۔

قاری تنویر احمد شریفی ۔کراچی

جولائی ۱۹۹۴ء (مقبوضہ کشمیر میں خواتین کی عصمت دری اور بھارتی مظالم)

مکرمی! کشمیری مظالم کے حوالے سے دو خصوصی خبریں برائے اشاعت ارسال خدمت ہیں۔نئی دہلی پی پی اے کے حوالے سے خبر چھپی ہے، کہ مقبوضہ کشمیر سے اغواء کی گئیں پانچ نوجوان مسلمان طالبات کو آندھرا پردیش کے قصبہ سے برآمد کرلیا گیا ہے، تاہم پولیس اپنا سارا زور اس حقیقت کو تبدیل کرنے میں صرف کررہی ہے کہ مغوی لڑکیاں کشمیری طالبات نہیں ہیں۔تفتیش کے دوران ملزمان نے بتایا کہ مذکورہ پانچوں کشمیری لڑکیاں ان کے تین دوستوں نے انہیں فروخت کی ہیں، جو فوجی اہلکار ہیں اور گزشتہ دنوں مقبوضہ کشمیر میں تعینات تھے، ذرائع نے بتایا کہ لڑکیوں کے جسموں پر تشدد کے واضح نشانات موجود ہیں اور ان میں سے دو لڑکیاں صدمہ کی وجہ سے دماغی توازن کھو بیٹھی ہیں۔کشمیر نیوز بین الاقوامی میڈیا اور براہ راست ملنے والی اطلاعات سے بھارتی مظالم کے اعداد و شمار دیتے ہوئے بتایا ہے کہ جنوری فروری ۱۹۹۴ء کے دوران گھر گھر تلاشی کی کاروائیوں میں بھارتی افواج نے ۳۰۰ کشمیری خواتین کو اجتماعی عصمت دری کا شکار بنایا۔جولائی ۱۹۸۹ء سے فروری ۱۹۹۴ء تک بھارتی افواج نے کشمیر میں جو مظالم ڈھائے ہیں ان کی تفصیل اسطرح ہے۔

شہید کیے گئے کشمیریوں کی تعداد ۴۳۵۵۲۔زخمی ہونے والے کشمیریوں کی تعداد ۶۹۸۲۹

اجتماعی عصمت دری کا شکار خواتین ۷۰۲۱۰۔گرفتار کشمیریوں کی تعداد ۷۱۴۳۷

مکانات اور جلائی جانے والی دکانوں کی تعداد ۱۸۱۳۵۔

قاری تنویر احمد شریفی کراچی



مولانا سید محمد تقویم الحق کاکاخیل[1]

(۱)

۱۲ دسمبر ۱۹۷۰ء (شیخ الحدیث کی کامیابی پر مبارکباد)

برادر محترم! سلام علیکم ورحمة الله و بر کاته.داسلامیت[2] او خپل ځان پـه دې شـاندار .کامیابی دزما مبارک بادی قبولـه کړی. کوشش م او کړو چه خپله حاضر شم. خو سرکاری اور غیر سرکاری کارونه م خوزیدو ته نه پریبزدی .انشاء الله د صوبائی الیکشن ختمیدو نه پس به مبارک باد او سلام ته حاضر شم.

حضرت مولانا مدظلهم العالی ته زما مبارک باد' سلام' اور دعا طلبی اور وسوئی .

والسلام ستاسو مخلص سید محمد تقویم الحق کاکاخیل

---

[1] مولانا تقویم الحق کاکاخیل دارالعلوم دیوبند کے ذہین وفطین فاضل جدید علوم میں بھی دسترس حاصل کی اور عصری تعلیمی اداروں میں عمر گزاری۔مولانا عزیر گل اسیر مالٹا اور مولانا عبدالحق نافع کے بھتیجے کاکاخیل کے علمی خاندان کے خوشنما پھول، پشتو ادیب دارالعلوم دیوبند میں والدمکرم کے چہیتے شاگرد، اس مناسبت سے ناچیز کو بے پناہ محبت وشفقت سے نوازتے رہے۔ [2] قومی اسمبلی کیلئے حضرتؒ کی کامیابی

(۲)

چارسدہ ۶ مارچ ۱۹۸۰ء (دیوبند کے جشن صد سالہ کیلئے شوق اور تڑپ)

یا حضرت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! الغیاث اے میرے لیڈر! الغیاث۔ میری درخواست وزارت مذہبی امور تک پہنچی تو آپ معاملات سمیٹ کر نکل چکے تھے۔ پھر تین دن آپ پنڈی کی صحبتوں سے لذت اندوز ہوتے رہے۔ اور یہاں اللہ جانے کتنے کان فون پر لگے رہے۔ اور کتنے پائے سبک خرام کی آہٹوں پر۔ ہائے۔ تم کیا جانو ان بوڑھے دلوں میں کتنی بے تابیاں جاگ اٹھی ہیں۔

میرا نام تو آپ[1] نے فہرست میں خود شامل کیا ہوگا۔ دیوبند کا ذکر آئے اور میں یاد نہ آؤں تو پھر کب آؤں گا۔

بلاد بها حل الشباب تمائمی اتنا اور کر لیں کہ منسلکہ مضمون کا ایک تصدیق نامہ حاملِ رقعہ کو دے دیں۔ تاکہ میں اپنا کام انفرادی طور پر جلدی نپٹا سکوں۔ ہمارے حساب سے دن تھوڑے رہ گئے ہیں اور کام بہت ہے۔ آپ اللہ والوں کے ہاں پہنچ کر وقت رک جاتا ہے۔ اور گنتی بدل جاتی ہے۔ **ان یوماً عند ربک کالف سنة مماتعدون.** آپ جانے کب فہرستیں پیش کریں اور کب ویزے دلوائیں؟ جانے کی کیا صورت ہے؟ یہ بات غالباً میں نے مہینہ بھر پہلے پوچھی تھی۔ اور آپ نے ایسی لاتعلقی ظاہر کی تھی جیسے آپ کو کبھی اس کام سے واسطہ پڑے گا ہی نہیں۔ آخر وہی ہوا جس کو پہلے ہونا چاہیے تھا۔

مولانا سید تسنیم الحق صاحب اور مولانا حافظ عبدالقدوس صاحب کو وزارت مذہبی امور سے اجازت مل چکی ہے۔ ان کے نام آپ کی فہرست میں ہوں گے۔ نہ ہوں تو ان کو بھی درج فرما کر حافظ عبدالقدوس صاحب کے لئے اسی قسم کا ایک تصدیق نامہ بھجوادیں۔

حامل رقعہ کو اب تک طے شدہ تفصیلات سے مطلع فرمائیں۔ میرا کالج کا فون نمبر چارسدہ 942 ہے اور گھر کا چارسدہ 760۔ مولانا صبیح الدین جس کا چارسدہ 755 ہے کسی فوری اطلاع کے لئے ان میں سے کسی نمبر پر مطلع فرما سکتے ہیں۔

حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں تعظیمات اور دوستوں کو سلام مسنون۔ والسلام آپ کا مخلص سید محمد تقویم الحق

(۳)

چارسدہ ۲۵/ دسمبر ۱۹۸۶ء (ایک استاذ کی تقرری کی سفارش)

اخی العزیز! بارک اللہ فی حیاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبارات میں آپ کے متعلق پڑھتا رہتا ہوں۔ خداوند پاک آپ کو جزائے خیر دے۔ حامل رقعہ خالد ایک صالح نوجوان ہے اور بوجوہ اپنی پرانی نوکری نہیں کر سکتا۔ تعلیم یافتہ اور محنتی ہے اور سنا ہے کہ آپ کے سکول میں ایک استاد کی گنجائش ہے۔ امید ہے انکی مدد فرما کر مجھے شکرگزار فرمائیں گے۔ والسلام آپ کا مخلص سید محمد تقویم الحق

---

[1] دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ کے سلسلہ میں سرحد زائرین کے انتظامات کا کام ناچیز نے سنبھالا تھا۔ خط سے دیوبند جانے کا ولولہ اور تڑپ ظاہر ہو رہا ہے۔

مولانا تقی الدین ندوی مظاہری[1] العین یونیورسٹی عرب امارات

(۱)

(مدرسہ کیلئے عطیہ پاکستان کے علماء ومدارس سے ملنے کا اشتیاق)

از فیصل آباد۔۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

مکرم ومحترم جناب مولانا سمیع الحق دامت برکاتکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔اگرچہ آپ حضرات سے ملاقات نہیں ہے مگر ''الحق'' کے ذریعہ تعارف ہوا' اور مدرسہ کا حال معلوم ہوتا رہتا ہے۔ میں اپنی طرف سے مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقی کے ذریعے مبلغ پانچ صد روپے بمد زکوٰۃ مدرسہ کے لئے بھیج رہا ہوں۔پاکستان کے مدارس وعلماء سے ملاقات کا اشتیاق تھا مگر اب تو رمضان المبارک ہے۔اس لئے میں یہاں سے ہندوستان جا رہا ہوں اور وہاں سے عید کے بعد متصلاً ابوظہبی انشاء اللہ جانا ہوگا۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام مسنون ودرخواست کردیں معلوم نہیں، ہماری کتاب ''محدثین عظام'' آپ تک پہونچی یا نہیں؟ فقط والسلام تقی الدین الندوی المظاہری الحکمۃ الشرعیہ ابوظہبی

(۲)

۳۱ر جنوری ۲۰۰۰ء

(اٹھارہ جلدوں میں اوجز المسالک شرح موطا کا ھدیہ ○ اہلیہ کی وفات پر تعزیت ○ راشد الحق کے تحریرات سے خوشی)

محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ مزاج گرامی بعافیت ہونگے۔ آپ کے مدرسہ کے لئے اوجز المسالک کا ایک نسخہ رکھا ہوا ہے جو اس ناچیز کی تحقیق کے ساتھ بیروت سے (۱۸) جلدوں میں طبع ہوا ہے دیکھ کر بہت خوش ہونگے۔اگر کوئی تعلق والا یہاں موجود ہو تو اس کو مطلع کردیں کہ وہ مجھ سے کتاب آکر لے لے اور آپ تک پہنچا دے۔

اس کے ساتھ کسی نے خبر دی کہ جناب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ہے۔اس خبر سے بہت رنج ہوا، بڑھاپے میں اہلیہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت فردوس میں جگہ دے آمین، ایصال ثواب کیا گیا۔

آپ کے صاحبزادے[2] کے مضامین دیکھ کر خوشی ہوئی ہے۔''الحق'' آتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ سے زیادہ دین کا کام لے۔تعزیت کے بعد سلام مسنون فقط ڈاکٹر مولانا محمد تقی الدین ندوی

☆☆☆

حافظ محمد تقی (ایم۔این۔اے کراچی)[3] سیکرٹری جنرل جمعیت علماء پاکستان

۱۹۹۴ء

محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔بطفیل حضرت مصطفیٰ ﷺ اللہ سے دعا ہے کہ آپ خیریت سے ہوں! میری دلی خواہش تھی کہ میں آپ کے یہاں شادی کی خوشیوں میں بذات خود شریک ہوتا۔مگر انتہائی ضروری مصروفیات نے اس کی اجازت نہ دی۔ جس کا مجھے بے حد افسوس رہا۔امید ہے میری معذرت قبول فرمائیں گے۔زندگی کے نئے سفر کے آغاز پر میں دولہا دلہن کی خدمت میں سلام اور دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔دعا ہے کہ شادی کا یہ بندھن کامیاب وکامران رہے۔اور دولہا دلہن'ان کے عزیز اور خاندانوں کا لمحہ لمحہ خوشیوں اور محبتوں کے گلوں کی خوشبو سے ہمیشہ ہمیشہ مہکتا رہے۔ والسلام آپ کا بھائی حافظ محمد تقی

---

[1] مشہور ومعروف مصنف ومحدث، ندوہ اور مظاہر العلوم کے قابل فخر فرزند، امارات کے ''العین'' یونیورسٹی میں خدمات انجام دے رہے ہیں، بھارت میں بھی بڑے ادارے قائم کئے۔''اوجز المسالک شرح موطا مالک'' کو اپنے تحقیق کے ساتھ اٹھارہ جلدوں میں شائع کرایا۔

[2] برخوردارم راشد الحق سلمہ جو ''الحق'' کے اداریے لکھ رہے ہیں۔

[3] جمعیۃ علماء پاکستان بریلوی مکتب فکر کے فعال اور سرگرم رہنما کسی حادثہ میں شہید ہوگئے جو ہمارے ساتھ وفاقی مجلس شوریٰ میں بھی رہے۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی[1] کراچی

(۱)

ستمبر ۶۷ء جمادی الثانیہ ۱۳۸۷ء (پشاور اور اکوڑہ خٹک آنے کا پروگرام)

برادر محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہم و لطفہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اس سے قبل ایک عریضہ ارسال خدمت کر چکا ہوں جسے کافی عرصہ ہو گیا جواب ابھی تک نہیں ملا خیال ہوتا ہے کہ وہ کہیں ضائع نہ ہو گیا ہو۔ اس عریضے میں احقر نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ملاقات کی کوئی صورت پیدا فرما دیں اس وقت یہ تصور بھی نہ تھا کہ اتنی جلدی یہ دعا قبولیت سے مشرف ہو جائیگی: حسن اتفاق سے احقر کو ایک ضروری کام سے پشاور آنا ہے انشاء اللہ دوشنبہ ۵/جمادی الثانیہ ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۱/ستمبر ۱۹۶۷ء کی صبح کو میں پشاور پہنچوں گا۔ برادر مکرم جناب مولانا محمد رفیع صاحب عثمانی بھی ساتھ ہونگے۔ اسکے بعد یا تو اسی دن یا منگل کی صبح تک اکوڑہ خٹک حاضر ہونیکا بھی عزم ہے‘ اللہ تعالیٰ پورا فرمائیں، سر دست اکوڑہ خٹک پہنچنے کا معین وقت بتانا مشکل ہے تاہم انشاء اللہ کوشش کرونگا کہ پشاور پہنچ کر اطلاع دیدوں اس طرح انشاء اللہ دل کی ایک دیرینہ آرزو پوری ہوگی۔ کراچی سے ہم انشاء اللہ جمعہ ۲/جمادی الثانیہ کو روانہ ہو جائیں گے۔ ایک آدھ دن لاہور قیام رہیگا۔ واپس بھی جلدی آنا ہے، اسلئے پشاور میں قیام مختصر ہوگا، ظاہر ہے کہ سیری تو نہ ہو سکے گی تاہم ’قلیلک لایقال له قلیل“ آپ جیسے حضرات کی صحبت جتنی بھی میسر آجائے نعمت ہی نعمت ہے، حضرت والد ماجد مدظلہم کی خدمت میں احقر کا سلام مسنون پہنچا دیں اور قدم بوسی کا ارادہ بھی۔

والسلام آپکا بھائی محمد تقی عثمانی

---

[1] محبّ قدیم صدیق حمیم کریم ابن کریم محبوب و محبّ صمیم مولانا محمد تقی عثمانی کو اللہ تعالیٰ نے جن بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے اس بارہ میں قلم خامہ فرسائی سے عاجز ہے۔ ع قلم ایں جا رسید و سر بشکست انکی ذات علم و دانش اور علم و حکمت کا ایسا متنوع گلشن ہے جس کی رنگینی اور بوقلمونی کی منظر کشی سے خود کو بے بس پاتا ہوں گویا حالت وہ ہے ؎ ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل میں کشد کہ جا ایں جاست

غالباً ۱۹۵۵ء میں ان سے پہلی ملاقات ہوئی۔ جبکہ وہ اپنے عظیم والد ماجدؒ کے ساتھ اکوڑہ خٹک تشریف لائے تھے۔ ایک دو دن ہمارے غریب خانہ جو حقیقی معنوں میں غربت کدہ تھا اور مہمانداری کی تمام سہولتوں سے محروم بھی۔ مگر پھر بھی یہ ملاقات طبعی و فکری مناسبت اور ہم آہنگی کی وجہ سے خلوص و محبت کے ان مٹ نقوش ثبت کر گئی جس کی جھلک ان مکاتیب کے ہر ہر سطر میں نظر آتی ہے۔ یہ ہماری طالب علمی کا دور تھا‘ علمی فکری‘ مطالعاتی ذوق عربی‘ اردو‘ فارسی ادب سے دلچسپی‘ سیر و سیاحت کا شوق اور اہم علمی و ملی امور پر مباحثے مناظرے و مذاکرے یہ سارے مشترکہ میلانات اس رشتہ صدق و صفا کو مضبوط سے مضبوط تر بناتے رہے۔ اس دور کی ہر ملاقات کسی مسیحا و خضر کے ملنے سے کم نہیں لگتی تھی۔ یہ خطوط اس عہد جنوں و جوانی کی حسین یادیں سمیٹے ہوئے ہیں۔ بعد میں ان میں سے کئی خطوط پر مولانا نے خط تنسیخ بھی کھینچا اور کئی حصے حذف کرنے کی خواہش ظاہر کی مگر میرا دل اس دل صد پارہ خویش کے ایک لفظ پر بھی قینچی چلانے کا روادار نہ ہو سکا اور اب مولانا کی ناراضگی کا خطرہ مول کر بھی اس جگر لخت لخت کا گلدستہ اہل ذوق کو پیش کر رہا ہوں۔ مکاتبت کے دوران اپنے خطوط میں اپنے دل صد پارہ کے ٹکڑے کس طرح ان کے سامنے سجا تا رہا اس کا علم ان کو ہوگا یا ان لکھے گئے خطوط سے جو ان کی ناقدر شناسی کی وجہ سے اگر ضائع نہ ہوئے ہوں۔ اس میں قلب و جگر کی قاش فروشی کے کیا کیا دکان سجائے گئے ہونگے۔ واللہ اعلم؟ بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغبان

اس میں شک نہیں کہ اب مولانا علم و فضل کے اوج کمال پر ہیں مگر یہ مقام زندگی کے لطیف احساسات اور ہجر و وصل کی بادیہ پیمائی کے منافی نہیں۔ یہ خطوط ان کے قلبی و روحانی ذکاوت حس اور اعلیٰ ادبی ذوق کے آئینہ دار ہیں۔ یہ ایسا دور تھا کہ دل و دماغ اپنے عہد کی نابغہ روزگار شخصیات کے مکاتیب کی سحر انگیزی سے مسحور ہو جاتا۔ مثلاً مولانا آزاد و شیروانی کے بے تکلف خطوط ___ اندر چھپے ہوئے جذبات کیلئے کوئی فرضی یا موہوم ہمدم و غمگسار کو مخاطب بناتا ہے اور بڑے لوگوں کی تقلید میں اپنے خاکوں میں بڑے لوگوں کے رنگ بھرتا ہے۔ طالب علمانہ ادبی منافست کے جذبات بھی کارفرما ہوتے ہیں۔ یہ نامہائے محبت اسی کا رنگ لئے ہوئے ہیں۔ مولانا نے دینی علوم کے ساتھ عصر حاضر کے جدید علوم اور نت نئے حوادث اور مسائل بالخصوص معاشی و اقتصادی میدانوں میں بھی جدید روشن خیال طبقہ میں علمی فتوحات کے جھنڈے لہرا دیئے ہیں۔ اسلامی علوم پر دسترس‘ تحریر و تقریر‘ تصنیف و تالیف‘ ادب و انشاء کا یہ شہسوار آسمان علم و فضل پر کمندیں ڈال چکا مگر ان کا یہ کم سواد‘ کم ہمت ہمدم دیرینہ ابھی تک کوچہ ہائے پیچ و تاب میں بھٹکتا اور سوز و ساز کی وادیوں کی خاک چھان رہا ہے۔ گویا نقشہ وہ ہے کہ

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوانِ عشق او بصحرا رفت و ما در کوچہ ہا رسوا شدیم (س)

(۲)

(اکوڑہ خٹک کا دورہ پر کیف یادیں دریائے کابل اکوڑہ کی مقدس پہاڑیوں سے سید احمد و اسماعیل شہید کی یادیں O قلبی تعلق میں اضافہ O ائیر فورس میں اسلامیات کے ڈائریکٹر کے عہدہ کا مسئلہ O مقاصد کے خلاف زندگی کی لائن تبدیل کرنے میں تردد O ایل ایل بی امتحان فرسٹ ڈویژن میں کامیابی)

دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴۔ ۲۲ر جمادی الثانیہ ۱۳۸۷ھ

برادر محترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، شرمندہ ہوں کہ اپنے کراچی پہنچنے کی اطلاع بھی تاخیر سے دے رہا ہوں، لیکن پندرہ دن کی غیر حاضری نے یہاں کاموں کا ایک انبار جمع کر دیا تھا اسمیں الجھنا پڑا لیکن یہ کہنے کی تو میں ضرورت ہی نہیں سمجھتا کہ

ع لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

حقیقت یہ ہے کہ یہ سفر ہر حیثیت سے اسقدر پُر کیف اور خوشگوار تھا کہ اسکا سُرور اب تک دل ودماغ پر طاری ہے۔ بطور خاص اکوڑہ خٹک کی مقدس فضاوں میں گزری ہوئی دو راتیں شاید میں کبھی نہ بھول سکوں، دریائے لنڈا کی چاندنی رات اور سہانی صبح نے اگر تفریح ونشاط کا ناقابل فراموش سامان مہیا کیا تو اس ماحول کی مقدس پہاڑیوں نے سیدؒ واسماعیلؒ جیسے مجاہدین کی صورتیں بھی چشم تصور سے دکھلا دیں، مدرسے کے پُرنور ماحول نے دل میں امید کے چراغ جلائے تو وہاں کے رفقاء نے اصغر کا یہ شعر بھی یاد دلا دیا کہ

ے خط ساغر میں راز حق و باطل دیکھنے والے ابھی کچھ لوگ ہیں ساقی کی محفل دیکھنے والے

میں سمجھتا ہوں کہ اس سفر کا یہی فائدہ میرے لئے کچھ کم نہیں ہے کہ آپ سے ابتداءً غائبانہ اور پھر خط وکتابت کے ذریعے جو قلبی تعلق تھا اس سفر کی بدولت اسمیں أضعافاً مضاعفةً اضافہ ہوا، احباب دنیا میں بہت ملتے ہیں مگر ایسے ہم ذوق، ہم مقصد اور ہم رنگ بہت کم میسر آتے ہیں جن سے ملکر ''من دیگرم تو دیگری'' کا احساس مٹ جائے الحمد للہ کہ آپکے ساتھ گزرے ہوئے پر کیف لمحے اسی تاثر کے حامل تھے اسکے بعد سے میں بار بار یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خالصةً لوجهه الكريم اس تعلق، تعاطف اور مودت میں اور اضافہ فرمادے اور اسے کسی نیک مقصد میں استعمال فرمالے، آمین،

آپ سے جدا ہو کر ہم لوگ شام چار بجے کے قریب پنڈی پہنچے تھے اتفاق سے وہاں مولانا غلام اللہ خان صاحب موجود نہ تھے اسلئے اسی روز رات کو پسنجر میں سوار ہو کر آرام سے سوتے ہوئے صبح لاہور پہنچ گئے اور دو روز وہاں قیام کر کے گزشتہ جمعرات کی صبح کو کراچی آپہنچے۔ اسے ہماری غفلت کہئے یا آپکی رفاقت کی محویت کہ آپکے ساتھ دو دن گزارنے کے باجود میں آپکو وہ بات بتانا بالکل بھول گیا جس کیلئے میں نے پشاور کا سفر کیا تھا حالانکہ آپکے پاس آتے وقت خیال تھا کہ کسی وقت اطمینان کیساتھ آپ سے اسکا ذکر کر کے مشورہ لوں گا، مگر ادھر ادھر کی ساری باتیں ہوتی رہیں اور یہی بات رہ گئی ے

ہم گئے تھے عرض کرنے مدّعا اور عرض مدّعا ہی رہ گیا

میرے پشاور آنیکا مقصد اصل میں یہ تھا کہ ائیر فورس نے اپنے یہاں ایک نہایت مستحسن اقدام یہ کیا ہے کہ اپنے جدید نظام تعلیم میں تمام فوجیوں کیلئے اسلامیات کی تعلیم لازمی کر دی ہے اسکے لئے وہ اپنے یہاں ایک مستقل محکمہ قائم کر رہے ہیں اس محکمے کیلئے انہیں ایک ڈائریکٹر کی ضرورت ہے اتفاق سے ڈائریکٹر تعلیمات بڑے اچھے ذہن کے مسلمان اور ہمارے ہم خیال ہیں انہوں نے ایم اے اسلامیات قسم کے لوگوں کی جہالت کا تجربہ کرنیکے بعد حکومت سے یہ تجویز منظور کرائی کہ اس جگہ کسی مستند عالم دین کو رکھا جائیگا جو جدید علوم سے بھی

واقف ہوا سکے لئے انہوں نے والد صاحب سے کہا اور اصرار کیا کہ مجھے اس کام کیلئے بھیج دیا جائے یہاں اہل الرائے حضرات نے بھی مشورہ یہی دیا کہ اس کام کیلئے ضرور جانا چاہیے' مولانا بنوری صاحب[1] نے بطور خاص اسکی تاکید کی والد صاحب نے ائیرفورس والوں سے میرے جانے کے سلسلے میں کچھ مجبوریاں ذکر کیں تو انہوں نے لکھا کہ آپ خود پشاور آجائیں ہم آپکو اور آپ ہمیں دیکھ لیں اسکے بعد اگر جانبین کام کی اہمیت کے پیش نظر مطمئن ہو جائیں تو آپکا فیصلہ کرلیں پشاور آنے کا مقصد اس وقت یہی تھا کہ وہاں کے ماحول اور حالات کا اندازہ کیا جائے بھائی رفیع صاحب مدظلہم بھی اسی لئے ساتھ آئے تھے کہ رائے قائم کرنے میں آسانی ہو، وہاں کے حالات دیکھ کر یہ اندازہ ہوا کہ کام کا بلاشبہ بڑا میدان ہے اسمیں نصاب تعلیم مقرر کرنا، اساتذہ کا تقرر، انکی نگرانی، آئمہ مساجد کا تقرر اور انکی تربیت ونگرانی، فوجوں کی پریڈ اور طرز بودوباش میں ضروری اسلامی تغیرات وغیرہ جیسے کام اس ڈائریکٹر کے ذمے ہونگے اتفاق سے اوپر تک کے تمام افسران بھی تبلیغی جماعت سے بیحد متاثر اور اپنے ہم خیال ہیں۔ یہ حالات ہم نے والد صاحب کو بتائے تو انہوں نے فرمایا کہ کام بلاشبہ بہت اہم ہے اسلئے میں اتنا کرسکتا ہوں کہ ایک سال کیلئے تمہیں بھیج دوں تاکہ کام صحیح نہج پر چل پڑے تو اس عرصے میں کسی اچھے آدمی کو تلاش کرکے اسکے سپرد کیا جاسکے یہ بات ائیرفورس والوں سے کہدی گئی ہے مگر چونکہ قانوناً اسکی گنجائش نہیں ہے کہ کوئی شخص ایک مرتبہ فوج میں جاکر ایک سال میں واپس آجائے اسلئے انہوں نے اسکا تصفیہ کمانڈر انچیف نور خان پر چھوڑ دیا ہے وہ عنقریب کراچی آئینگے یہاں ان سے ملاقات ہوگی اگر انہوں نے ہماری یہ شرط منظور کرلی تو عین ممکن ہے کہ ایک سال کیلئے میں آپکے بالکل قریب آپڑوں، بعض حضرات مثلاً بنوری صاحب مدظلہم وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ انکی اس دعوت کو بہرصورت قبول کرلیا جائے خواہ وہ ہماری ایک سال والی شرط منظور نہ کریں، لیکن ابھی تک اسپر دل مطمئن نہیں ہے، کیونکہ زندگی کی لائن ہمیشہ کیلئے تبدیل کرنا ان مقاصد کے خلاف معلوم ہوتا ہے جن کیلئے زندگی کو ابتک ایک خاص نہج پر ڈال رکھا ہے آپ بھی مشورہ دیں کہ کیا کرنا چاہیے؟ ایک خوشخبری سنکر آپ مسرور ہونگے' کراچی پہنچ کر اپنے ایل ایل بی کے نتیجے کا علم ہوا بحمدللہ میں فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوگیا، اور اپنے کالج میں اول اور پوری یونیورسٹی میں دوم پوزیشن حاصل کی ہے، مولانا شیر علی شاہ صاحب کی محبت، خلوص اور خوش ذوقی نے بڑا متاثر کیا وہ بھی بہت یاد آتے ہیں انکی خدمت میں سلام محبت، آپکے والد صاحب مدظلہم العالی کی عنایات ناقابل فراموش ہیں انکی خدمت بابرکت میں مؤدبانہ سلام اور دعا کی درخواست ہے، مولانا محمد رفیع صاحب بھی آپ حضرات کو بیحد یاد کرتے اور سلام لکھواتے ہیں۔

والسلام آپکا بھائی تقی

حکیم مشرف حسین مرحوم کا ذکر: مولوی حکیم مشرف حسین صاحب[2] لاہور میں ہم سے جدا ہوگئے تھے وہ بھی آپ حضرات کا بہت ذکر کرتے رہے مجھ سے کہا تھا کہ جب تم خط لکھو تو مولانا سمیع الحق صاحب کو بطور خاص سلام لکھ دینا۔ ''بہ مَے سجادہ رنگیں کن'' والی بات کو تو وہ بار بار یاد کرکے محظوظ ہوتے رہے۔

---

[1] مولانا بنوری وغیرہ کئی اہل رائے اکابر نے اس عہدہ کو قبول کرنے کا مشورہ دیا مگر حق تعالیٰ نے مولانا سے علم وتحقیق کے میدان میں جو عظیم کام لینے تھے وہ اس فوجی ملازمت سے محفوظ رہے' ورنہ یہ متاع بے بہا فوجی چھاؤنیوں اور بیرکوں کی نظر ہوجاتی خود مولانا بنوری بھی قدرت کی غیبی دستگیری سے امۃ کا سرمایہ بن گئے جبکہ حالات فراغت علم کے بعد انہیں کسی درزی کی دکان میں خیاطی کی طرف لے جارہی تھی۔ خود مولانا کے الفاظ میں زندگی کی لائن ہمیشہ کیلئے تبدیل کرنا ان مقاصد کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ جس کیلئے زندگی کو ابتک ایک خاص نہج پر ڈال دیا ہے۔

[2] مولانا کے قریبی عزیز' ہم عمر' ہمدم وہم ذوق عجیب محبت واخلاص والے دوست جوانی نے وفانہ کی دارالعلوم کراچی میں آسودۂ خواب' سفر میں ہماری مجلسوں کی رونق نہیں بلکہ جان محفل ہوتے تھے۔

(۳)

(عالمِ اسلام کی دگرگوں حالت O عید کراچی آکر ساتھ قیام کرنے کی تاکید ڈھاکے کا مجلس مذاکرہ O امتحان وفاق کے بارہ میں امید افزا خیالات)

۶ رشوال ۱۳۸۷ھ

برادر محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عید کی مبارکباد پیش کرنے کو دل چاہتا تھا لیکن جب آپ خود بلکہ پورا عالم اسلام بــایۃ حال عدت یـــاعیـــد کی پکار سے معمور ہے تو یہ مبارکباد ایک رسم ہی رہ جاتی ہے تاہم خوشی منانے پر ہم مامور ہیں۔ اسلئے اس رسم کی ادائیگی میں کوئی مضائقہ بھی نہیں خدا کرے یہ عید حقیقی مسرتوں کا پیغام ثابت ہو۔ اس مرتبہ الحق عید کے ٹھیک اگلے دن مل گیا تھا اسلئے عید کی ملاقات سے محرومی کا احساس کم ہو گیا۔ عید کے دن آپ کے منیجر صاحب سے جانفزا خوشخبری سنی کہ آپ اپنے والد ماجد مدظلہم کیساتھ کراچی آنے والے ہیں، تفصیل تو معلوم نہ ہوسکی لیکن یہ اجمال بھی کچھ کم لذیذ نہیں اپنی آمد کی تاریخ سے ضرور مطلع فرمائیں، اور غالباً یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں ہے کہ قیام کیلئے غریب خانہ سراپا انتظار ہے۔ ایک ضروری بات یہ عرض کرنی تھی کہ رمضان سے پہلے ماہنامہ "مدینہ" ڈھاکہ کے ایڈیٹر [1] یہاں آئے تھے وہ ۲۱ رفروری کو ڈھاکہ میں ایک مجلس مذاکرہ منعقد کررہے ہیں، زبانی دعوت دینے کیساتھ انہوں نے مجھے یہ بھی بتلایا تھا کہ اس مجلس میں آپکو بھی مدعو کیا جائے گا پرسوں انکا باضابطہ دعوت نامہ میرے پاس آگیا ہے غالباً آپکے پاس بھی پہونچا ہوگا آپ اسے ضرور منظور کرلیں پھر انشاء اللہ تعالیٰ کراچی سے ساتھ ہی چلے جائیں گے۔ جس آرٹسٹ سے میں الحق کا ٹائیٹل بنوانا چاہتا تھا وہ آجکل بہت مشغول تھا انشاء اللہ ہفتہ عشرہ میں بنوا کر ارسال کرونگا اتنا آپ بتلائیں کہ کیا عبارت بعینہ یہ ہی رہے گی یا اس میں کچھ اختصار کرلیا جائے؟ مولانا محمد رفیع صاحب کے پاس رسالے پہونچ گئے تھے شکریہ کیساتھ سلام کہتے ہیں، مولانا شیر علی شاہ صاحب کی خدمت میں بھی میرا سلام پہنچادیں، کیا انکے آنے کی بھی کوئی امید ہے؟ وفاق کے امتحان کے بارے میں آپ نے جن تأثرات کا اظہار کیا تھا وہ بلاشبہ بڑے امید افزا ہیں اس رجحان کو مزید تقویت دینے کی ضرورت ہے، تعلیمی سال کے شروع میں اگر اسکی رعایت رکھ لی جائے اور اساتذہ کو اسکی ضرورت واہمیت پر اچھی طرح متنبہ کرکے اس کام کیلئے تیار کیا جائے تو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ثابت ہوگا۔ بلاشبہ نیا کام محنت چاہتا ہے لیکن اگر اب بھی ہم محنت کیلئے تیار نہیں ہیں تو حالات کی خرابی کا شکوہ کس منہ سے کرسکتے ہیں۔ میں ۳ دن سے بخار میں تھا بحمد اللہ تعالیٰ آج بخار تو اتر گیا لیکن اسکے باقیات کی وجہ سے ابھی تک صاحب فراش ہوں اسلئے یہ خط لکھنے کے بجائے لکھوانے کی ضرورت پیش آئی۔ البلاغ کے عنوانات ان شاء اللہ کسی دوسری فرصت میں ارسال کرونگا۔　　والسلام اخوکم فی اللہ محمد تقی عثمانی

(۴)

ذیقعدہ ۱۳۸۷ھ

(بین الاقوامی اسلامی کانفرنس راولپنڈی O الحق پر میرا بھی حق ہے O الحق کے ٹائٹل کی تیاری O افتاء کی ذمہ داری)

اخی المکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ باعث صد شکر بنا، بحمد اللہ میں بالکل بخیریت ہوں اور آپکی عافیت کیلئے دعا گو، میں

---

[1] ڈھاکہ ماہنامہ مدینہ کے ایڈیٹر مولانا محی الدین خان ہمارے مخلص دوست اور مشرقی پاکستان میں دینی اور سماجی اور صحافتی میدانوں میں سرگرم عمل۔

انشاء اللہ چہار شنبہ ۷/ذیقعدہ ۱۳۸۷ھ کو یہاں سے روانہ ہوکر جمعرات ۸/ذیقعدہ کو پنڈی پہنچوں گا ایک رات مولانا غلام اللہ خان صاحب مدظلہم کے یہاں قیام رہیگا۔ جمعہ کی صبح کو حضرت والد صاحب اور مولانا بنوری صاحب مدظلہما بذریعہ طیارہ وہاں پہنچیں گے۔ میرا دل خود بھی اس بات پر آمادہ نہیں ہو رہا ہے کہ اتنے قریب آکر بغیر ملے واپس ہو جاؤں۔ اسلئے انشاء اللہ پوری کوشش کرونگا کہ تھوڑا بہت وقت نکل آئے لیکن حضرت والد صاحب مدظلہم کیساتھ سفر میں بہت ذمہ داریاں ہو جاتی ہیں اور اپنا پروگرام بڑا غیر یقینی سا رہتا ہے۔ اسلئے خدا جانے کیا صورت ہو، ویسے اگر آپ بھی اس کانفرنس میں میری طرح بحیثیت سامع کے شریک ہوتے تو بڑا اچھا ہوتا، کانفرنس والوں نے عام اجلاس کیلئے کارڈ جاری کئے ہیں اگر رائے ہو تو میں اپنے ساتھ ایک کارڈ اور لے لوں؟ اسطرح تقریب بہر ملاقات یا ملاقات بہر تقریب بہر حال ہو جائیگی۔ اگر تشریف آوری کا قصد ہو تو مولانا غلام اللہ خان صاحب کے یہاں فون یا خط سے احقر کو ضرور مطلع فرمادیں۔ ''الحق'' کا ٹائٹل تیار ہو گیا ہے انشاء اللہ ساتھ لیکر آؤنگا۔ دو تین نمونے اور بھی بنوا کر لا رہا ہوں تاکہ اگر ان میں سے کوئی پسند ہو تو اسکا بلاک بنوالیا جائے۔ اس مرتبہ تو آپ مجھے تعاملوا کالأجانب کے ارشاد سے مستثنیٰ فرمادیں بڑا ہی کرم ہوگا۔ ''الحق'' پر میرا ابھی تو کچھ ''حق'' ہے لہٰذا اس دفعہ تو مجھے آپ ''تھادوا'' پر عمل کر لینے دیجئے۔ لیکن آئندہ کیلئے وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ ''تعاملوا الخ'' پر ہی عمل ہوگا۔ تاکہ آئندہ اس قسم کے کسی کام کیلئے آپکو کوئی ہچکچاہٹ نہ ہو۔ ڈھاکہ کیلئے مقالہ ابھی تک نہیں لکھ سکا ابتدائے سال کی وجہ سے مصروفیات کا سخت ہجوم ہے امسال افتاء کا کچھ کام بھی میرے پاس آ گیا ہے اسکی وجہ سے سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیسے کچھ لکھ سکوں گا۔ ابھی ڈھاکہ والوں کی طرف سے بھی کوئی یاد دہانی نہیں آئی۔ اس ماہ کے البلاغ[۲] کے عنوانات درج ذیل ہیں۔ عنوانات میں ہمیشہ کیلئے حذف و ترمیم کا حسب گنجائش آپکو اختیار ہے۔ مولانا شیر علی شاہ صاحب کی خدمت میں سلام مسنون، بھائی رفیع صاحب سلام کہتے ہیں۔

والسلام اخوکم فی اللہ محمد تقی عثمانی

(۵)

۱۳ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ (سفر ڈھاکہ میں رفاقت سے محرومی O الحق البلاغ کبھی دو نہیں ہوئے O ڈاکٹر حب اللہ اور پروفیسر ابراہیم حسن کے انٹرویو)

صدیق مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ عین انتظار کی حالت میں شرف صدور لایا، ڈھاکہ کے سفر میں جس رفاقت کا مدت سے انتظار تھا اس سے محرومی ابتک باعث ملال بنی ہوئی ہے لیکن ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لایکون، حضرت والد صاحب مدظلہم ۲۶ رتاریخ کو حج کیلئے تشریف لیجا رہے تھے۔ اسلئے کوئی صورت بنتی نظر نہ آئی، اسکے علاوہ میرے ٹکٹ کا بھی کچھ ایسا جھگڑا پڑ گیا کہ اسکے بعد جانیکی کوئی شکل باقی نہ رہی وہاں کی کانفرنس کیسی رہی؟ اگر اسکی روداد سے بھی ''الحق'' کے ذریعہ لوگوں کو باخبر کردیں تو بڑا اچھا ہو۔ الحق اور البلاغ کبھی دو نہیں ہوئے والد صاحب کا مقالہ آپ نے پہلے شائع کر دیا تو مقصود حاصل ہے، اس مرتبہ میں بھی اسے دے رہا ہوں انٹرویو کے بارے میں پہلے ہی سے میرا خیال تھا کہ آپکو بھیجوں گا مگر اسکو مرتب کرنیکے علاوہ کانفرنس کی روداد محرم کے اداریہ اور نقد و تبصرہ وغیرہ لکھنے میں اسقدر مشغول رہا کہ ذہن سے نکل گیا۔ اب اس عریضے کیساتھ بھیج رہا ہوں اگر موقع ہو تو محرم ہی کے پرچے میں دیدیں تاکہ دونوں جگہ ساتھ ساتھ

۱۔ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ کو یہ کانفرنس راولپنڈی میں منعقد ہوا بڑے مشاہیر علماء سے ہماری مشترکہ ملاقاتیں رہیں اور انٹرویو بھی لئے

۲۔ الحق اور البلاغ کے آنے والے شماروں کی فہرست مضامین کا اشاعت کے لئے تبادلہ ہوتا تھا۔

آجائے۔ڈاکٹر حبّ اللہ سے انٹرویو لینے میں کامیابی نہیں ہوسکی پروفیسر ابراھیم حسن کا انٹرویو ابھی مرتب نہیں کیا مرتب ہوجائیگا تو انشاء اللہ وہ بھی ارسال کردونگا۔ آجکل مصروفیت بہت زیادہ ہے نہایت عجلت میں یہ سطور تحریر کررہا ہوں۔ ''الحق'' کے ٹائٹل کی بیل جلد از جلد ارسال فرمادیں۔انتظار ہے۔ والسلام احقر محمد تقی عثمانی

(۶)

(حضارۃ الاسلام دمشق کا ٹائیٹل)

۱۳ / محرم ۱۳۸۸ھ

محبّ مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عرصہ دراز کے بعد شرف مخاطبت حاصل کررہا ہوں' آپ بھی اپنی مصروفیتوں کی بنا پر اس عرصے میں خاموش رہے اور میں بھی کچھ ایسا پھنسا رہا کہ دم لینے کی مہلت نہ ملی خدا کرے کہ آپ مع والد صاحب دامت برکاتہم بالکل بعافیت ہوں، آمین۔ آپکا ارسال فرمودہ ''حضارۃ الاسلام'' کا ٹائٹل مل گیا تھا' آج ہی آرٹسٹ کو دیکر آیا ہوں اس نے آئندہ جمعہ کو دینے کا وعدہ کیا ہے انشاء اللہ تیار ہوتے ہی ارسال کردونگا، اتفاق سے گزشتہ دو مہینوں میں الحق کے عنوانات مضامین ایسے وقت ملے کہ پرچہ پریس جاچکا تھا اسلئے شامل نہ ہوسکے' اب خدا خدا کرکے کاتب کا مستقل انتظام ہوا ہے اور اسکی وجہ سے ۲۰ رتاریخ تک پرچہ پریس چلا جاتا ہے اسلئے از راہ کرم عنوانات اس سے قبل ارسال فرمادیا کریں میں بھی انشاء اللہ اسکا اہتمام کرونگا۔ آج تازہ الحق ایک بک اسٹال پر سرسری طور سے نظر سے گزرا امید ہے کہ ایک دوروز میں ڈاک سے مل جائیگا۔ پشاور میں ہماری کوئی ایجنسی نہیں ہے کسی وقت موقعہ ہو تو اپنے ایجنٹ سے البلاغ کا تعارف کرادیں' اس سے قبل ایک مرتبہ میں نے عرض کیا تھا مگر آپ اپنی مصروفیات کی وجہ سے شاید بھول گئے۔ ہمارا اشتہارات کا ایجنٹ دو ماہ سے کام نہیں کررہا غالباً بیمار ہے اس سے ملاقات ہوگی تو انشاء اللہ اس سے الحق کے بارے میں بات کروں گا۔ پشت پر ماہ صفر کے عنوانات درج کررہا ہوں آپ بھی براہ کرم عنوانات جلد بھیج دیں خواہ گزشتہ مہینے کی طرح منیجر کے ذریعے ہوں آپکے گرامی نامے کا انتظار رہیگا قلیل کی فکر نہ کیا کریں کیونکہ ع **قلیلک لایقال له قلیل**، حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

والسلام احقر محمد تقی عثمانی

(۷)

(البلاغ اور الحق بارگاہ الٰہی سے قبولیت O سفر پر دارومدار ہے O بیت المقدس کا سقوط صرف آنسو بہانے کی بات نہیں)

برادر محترم دامت عنایاتکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، شرمندہ ہوں کہ آپکے گرامی نامے کا جواب بہت تاخیر سے دے رہا ہوں لیکن اتفاق سے اس مرتبہ ایک کاتب کی بے وفائی کی وجہ سے البلاغ کے وقت پر نہ نکلنے کا خطرہ پیدا ہوگیا تھا اس دوڑ دھوپ میں اسقدر مصروف رہا کہ چند سطریں لکھنے کی مہلت نہ مل سکی اب جو دیکھا تو ڈاک کا ایک انبار جمع ہوگیا تھا میں خط لکھنے کے معاملے میں شروع سے بہت کوتاہ ہوں مگر جب سے البلاغ کا کام سر پر پڑا ہے ڈاک ایک مستقل مسئلہ بن گئی ہے' بہرحال اب رفتہ رفتہ عادت ڈال رہا ہوں اس پورے عرصے میں بہت دل چاہتا رہا کہ آپکو خط لکھوں مگر عجلت اور ذہنی الجھاو کے عالم میں آپ سے مخاطب ہونا پسند نہ آیا۔ آج جب پرچہ چھپ کر آگیا تو اطمینان کا سانس لیکر حاضر ہوں امید ہے کہ یہ تاخیر قابل مواخذہ نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ حضرات کی پرخلوص دعاؤں سے البلاغ کی مقبولیت میں بہت اضافہ ہورہا ہے' اس امید افزا صورتحال کو دیکھ کر دل چاہتا ہے کہ خدمت دین کے اس ذریعے سے کوئی بہتر سے بہتر کام لینے کی کوشش کی جائے' اپنے گوناگوں مصروفیات کے باوجود البلاغ ہی پر زیادہ وقت صرف کررہا ہوں' مقبولیت عندالناس کا تو کچھ حال معلوم ہوگیا مگر خدا جانے یہ ناچیز کاوش اس بارگاہ میں بھی کسی قابل ہوئی ہے یا نہیں جہاں کی سند قبولیت پر اسکے کارآمد ہونیکا مدار ہے بس اس دعا کی

درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں اسے قبول فرمالے۔الحق کا تازہ شمارہ ابھی ابھی نظر افروز ہوا'البلاغ کے بارے میں آپکی ہمت افزائی کے کلمات سے کچھ امید بندھتی ہے کہ شاید مقبولین عنداللہ کی قبولیت سے قبولیت عنداللہ کی راہ بھی کھل جائے۔آمین،آج مصروشام وغیرہ میں جنگ بندی کی اطلاع آئی ہے' صبح سے دل ودماغ اس المیے سے ماؤف ہیں سات سوسال کے بعد بیت المقدس،قبلہ اول کا اس آسانی سے ہاتھوں سے نکل جانا کوئی ایسی خبر نہیں ہے جس پر صرف آنسو بہا کر بس کیا جاسکے' سنا ہے کہ جب اسرائیلوں نے دودن روزہ رکھ کر حملہ کیا تھا اور مسلمان حملے کے وقت ناچ رنگ میں مصروف تھے' اسکے نتیجے میں پوری امت اسلامیہ کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکہ نہ لگتا تو کیا ہوتا؟ان تتولو ایستبدل قوما غیر کم سے ڈرلگتا ہے دوسوسال سے اس قوم کی قسمت گردش میں ہے' اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کو اس چکر سے نجات عطا فرمائے آمین،احقر کی طرف سے حضرت والد صاحب قبلہ کی خدمت میں سلام مسنون اور دعاء خصوصی کی درخواست پیش کریں۔ احقر محمد تقی عثمانی

(۸)

(آپ کا نقش آغاز علاج درد سے کچھ اور درد بڑھ ہی گیا O ۱۹۵۶ء زمانۂ طالب علمی میں اکوڑہ میں پہلی ملاقات دھندلی یادوں کو جلا دینے کی خواہش)

برادر مکرم ومحترم،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،ربیع الثانی کی ابتداء میں گرامی نامہ مل گیا تھا' اس وقت سے میرے امتحان شروع ہوگئے تھے' بیس دن اسی میں مشغول رہا' البلاغ کی طرف بھی کماحقہ توجہ نہ دے سکا،پرسوں بحمداللہ اس سے بخیر وخوبی فراغت ہوگئی۔''نقش آغاز'' حسب معمول دلچسپی اور شوق سے پڑھا ماشاءاللہ خوب تھا،مگر ع علاج درد سے کچھ اور درد بڑھ ہی گیا

سمجھ میں نہیں آتا کہ دل کو قرار کیسے آئیگا؟فالایدی مرفوعة الی اللّٰہ الکریم ھو حسبنا ونعم الوکیل ،''الحق'' پر تبصرہ کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے تاہم تعمیل حکم انشاءاللہ ضرور کرونگا بزم الحق میں شمولیت میری سعادت ہے اور اس سعادت سے بہرہ ور ہونے کیلئے موقعہ ڈھونڈ رہا ہوں' انشاءاللہ چند دنوں میں ''اظہارالحق'' کا کچھ حصہ نقل کرا کے ارسال کرونگا۔۱۹۵۶ء میں احقر اور برادر محترم مولانا محمد رفیع صاحب دونوں ہی اکوڑہ خٹک حاضر ہوئے تھے آپ بھی غالباً اس وقت ہدایہ پڑھتے تھے اور ہم بھی دھندلی سی یادیں دل میں اب بھی تازہ ہیں جنہیں جلا دینے کی خواہش ہے' اللہ تعالیٰ ملاقات کی کوئی صورت پیدا فرمادے۔آمین،حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون اور دعا کی درخواست فرمادیں۔ والسلام احقر تقی

(۹)

(الحق کیلئے ٹائیٹل اور بلاک O ساقی رسالے کا مسئلہ O جمعیۃ کی لاہور کانفرنس خوش آئند خبریں O کمیونزم کا منظم سیلاب O قدرت نے آپکے قلم میں باطل شکنی کی صلاحیت رکھی ہے)

محب مکرم دام فضلکم،السلام علیکم ورحمۃ اللہ،انتظار مدید کے بعد گرامی نامہ باعث تسکین قلب ونظر ہوا،میں خود آج ہی شرف مکاتبت حاصل کرنیکا ارادہ کررہا تھا کہ محبت نامے نے اسے مہمیز لگادی۔ٹائٹل آپکو پسند آگیا فالحمدللہ،مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ بلاک وہاں اچھا نہیں بن سکے گا ورنہ یہیں سے بنوا کر بھیج دیتا اب بھی اگر بلاک نہ بنا ہو تو براہ کرم اسے بھیج دیں میں انشاءاللہ جلدی ہی بلاک بنوادونگا۔اسمیں پہلے کی طرح دیر نہیں لگے گی اور یہ آپکا مجھ پر ایک اور احسان ہوگا۔اگر'تعاملوا کالأجانب' والی بات باعث تذبذب ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ آپکے ہر حکم کی تعمیل کرونگا اور یہ نہایت عاجزانہ التجا ہے کہ آپ اسکی وجہ سے آئندہ الحق کی یا اپنی کسی خدمت سے مجھے محروم نہ کریں۔ ہمنے اپنے اشتہارات کے ایجنٹ کو خرابی معاملہ کی بنا پر اسی ماہ الگ کردیا ہے وہ کئی ماہ سے صرف دو اشتہار لاتا تھا اور ہمارے اپنے لائے

ہوئے اشتہارات پر بھی کمیشن کا مطالبہ کرتا تھا جو اسکے اشتہارات سے کم از کم دو گنے تو ہوتے ہی تھے۔لہذا ہمارا نفع ٹوٹا برابر ہو جاتا تھا۔ اسکو الگ کر کے اب ہم نے اپنے سفیر کو اس کام پر لگایا ہے اس سے الحق کیلئے بھی کہدیا ہے دیکھئے وہ کس حد تک کامیاب ہوتا ہے؟

ساقی پہلے ہمارے یہاں تبادلے میں آیا کرتا تھا مگر شاہد احمد دہلوی مرحوم کے انتقال کے بعد بند ہو گیا۔اسلئے اب تک اسے نہیں دیکھ سکا وہ پرچہ تلاش کراتا ہوں اگر مل گیا تو آپکو بھی ارسال کرونگا لیکن اس واقعے کو دیر اتنی گزر گئی ہے کہ یہ "مشتے بعد از جنگ" نہ ہو حقیقت یہ ہے کہ بڑی کوتاہی ہوئی کہ ابتک اسے نہ دیکھا اور نہ اسکے خلاف کوئی کارروائی کی بہر کیف، پرچہ تو منگانیکی کوشش کرتا ہی ہوں بعد میں غور کرلیا جائیگا کہ کیا اقدام مناسب ہے؟

جمعیۃ علماء اسلام کی لاہور کانفرنس کے اجمالی حالات تو بعض پرچوں سے معلوم ہوئے اور جتنی باتیں معلوم ہوئیں وہ سب خوش آئند ہی تھیں اللہ تعالیٰ دینی حلقوں کی صحیح سرگرمیوں میں برکت عطا فرمائے آمین،تازہ ترجمان اسلام کا انتظار ہے تاکہ مکمل کیفیات معلوم ہو سکیں۔

پشاور کے ایجنٹ کا پتہ ارسال کرنے پر شکریہ کیا ادا کروں کہ شکریہ سے اجنبیت جھلکتی ہے البتہ مبارکباد دے سکتا ہوں انشاء اللہ اس ماہ سے اسکو پرچہ ارسال کر دیا جائیگا۔آجکل کیمونزم بڑے منظم طریقے سے ایک سیلاب کی صورت اختیار کرتا جارہا ہے لاہور کا پاکستان ٹائمز اور نصرت، کراچی کا حریت اور نہ جانے کتنے دیدہ زیب پرچے اسکی تبلیغ کیلئے وقف ہو گئے ہیں۔میرا خیال ہے کہ ہمیں اسطرف بھی توجہ دینی چاہیے میں امتحان سے فارغ ہو جاوں تو انشاء اللہ اسپر کچھ لکھونگا آپ بھی توجہ فرمائیں تو انشاء اللہ نہایت مفید ہوگا آپ کے قلم میں قدرت نے "باطل شکنی" کی صلاحیت رکھی ہے اور اگر "فکر و نظر" کیساتھ "نصرت" کی بھی کچھ خبر لے لیا کریں تو بڑا اچھا ہوگا۔ایک ماہ میں میرا امتحان شروع ہونیوالا ہے اب ذرا تیاری کی طرف توجہ کی ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں۔والسلام اخوکم فی اللہ تقی

(۱۰)

(البلاغ کا بنیادی ھدف ایجابی ہے مگر باطل کو باطل کہنا بھی ہے دینی گوشے پر کام کیلئے الحق البلاغ اور بینات کو باہمی دائرہ کار طے کرنا چاہیے O عیسائیت پر تین سال سے کام O ایل ایل بی کا امتحان جدید قوانین کا اسلامی قوانین سے تقابلی مطالعہ کیلئے دیا)

برادر مکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم السامی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ نظر نواز ہوا میں اس سے قبل آپکو ایک خط روانہ کر چکا تھا "البلاغ" کے بارے میں آپکے ہمت افزا کلمات موجب تسکین و افتخار ہوئے مگر مجھے اسپر مفصل تنقید کا انتظار تھا رسالے کی ظاہری و معنوی ترتیب وغیرہ میں اگر کوئی مفید مشورہ آپکے ذہن میں ہو تو اس سے ضرور مطلع فرمائیں۔"البلاغ" نے اگرچہ بنیادی ہدف ایجابی دعوت کو قرار دیا ہے، مگر جیسا کہ میں نے اداریئے میں لکھا ہے اسکا مطلب یہ نہیں کہ باطل کو باطل قرار دینے سے یا اسپر تنقید کرنے سے کوئی اعراض ہے اسلئے انشاء اللہ "البلاغ" تثلیث اور الحاد و تجدد کے فتنوں پر بھی مضامین پیش کریگا البتہ اسمیں لب ولہجہ نرم رکھنے کا ارادہ ہے، احقر کی رائے میں ہم سبکو تقسیم کار کے اصول پر کام کرنا چاہیے تاکہ حتی الامکان دینی ضرورتوں کے ہر گوشے میں علمائے دیوبند کی مساعی پھیل سکیں اور کتنا اچھا ہو کہ کسی وقت ہم تینوں ملکر اپنے لئے مخصوص اور بنیادی کام کا دائرہ متعین کرلیں اور ایک سوچے سمجھے نقشے کے تحت کام چلے، اسطرح اہل علم کی توانائیاں زیادہ بہتر طریقے سے دینی خدمات میں صرف ہو سکیں گے اگر اس سلسلے میں آپکے ذہن میں کوئی نقشہ ہو تو احقر کو ضرور مطلع فرمائیں ورنہ درحقیقت یہ چیز ملاقات کے وقت طے کرنیکی ہے۔مگر

؎ کیف الوصول الی سعاد و دونها   قلل الجبال و دونهن ختوف

میں پچھلے تین سال سے عیسائیت پر کام کر رہا ہوں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کی شہرہ آفاق کتاب اظہار الحق کا اردو ترجمہ شرح وتحقیق کیساتھ شائع کرنیکا ارادہ ہے، بحمد اللہ تعالیٰ تین سال کی عرق ریزی کے بعد وہ تو مکمل ہوگیا ہے اب چار ماہ سے اس پر ایک مبسوط مقدمہ لکھ رہا ہوں جو تقریباً نصف ہو چکا ہے۔ کتابت بھی تقریباً نو سو صفحات کی ہو چکی ہے۔ کم وبیش سات سو صفحے ابھی اور باقی ہیں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر خدمت کو پایہ تکمیل تک پہنچانیکی توفیق مرحمت فرمائے اور اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے۔ آمین، اس کام کے علاوہ میں نے اس سال ایل ایل بی کے سال اول میں بھی داخلہ لے رکھا ہے امتحان سر پر آچکا ہے مگر مصروفیات کے سبب تیاری کالعدم ہے اس امتحان سے مقصد یہ تھا کہ جدید قانون کا اسلامی فقہ کیساتھ تقابلی مطالعہ کر کے اسلامی قانون پر کچھ کام کیا جائے۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ ان مصروفیات کیساتھ تدریس کا کام تو تھا ہی اب رسالے کی ذمہ داری بھی آپڑی ہے نتیجہ شب وروز کی غیر معمولی مصروفیت کی صورت میں نکل رہا ہے اللہ تعالیٰ تمام کام آسان فرمادیں۔ آمین، آپکی مصروفیات کیا ہیں؟ مطلع فرمائیں؟ کونسے اسباق زیر تدریس ہیں؟ احقر کی رائے میں آپکو قمع باطل کیلئے انگریزی ضرور پڑھنی چاہیے اسکا کوئی خیال ہے یا نہیں؟ حضرت والد ماجد کی خدمت میں میرا اسلام مسنون عرض ہے۔ والسلام آپکا ان دیکھا بھائی محمد تقی عثمانی

(۱۱)

(معارف القرآن کی ترسیل O اکوڑہ خٹک اور کابل کا قصد)

محبی المکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ ملا، معارف القرآن کے بارے میں حکم کی تعمیل کردی گئی اور تاجرانہ حساب سے بھجوا دیا گیا' آپ آئے اور پھر ہاتھ نہ لگ سکے مجھے بھی ان دنوں سر اٹھانے کی مہلت نہ ملی' میں صبح انشاء اللہ اسلام آباد جا رہا ہوں ۸/فروری تک وہاں رہونگا اسکے بعد اس مرتبہ پھر آپ کے یہاں حاضری کا قصد کر رکھا ہے اور موقع ہوا تو کابل کا بھی، مشرف اور کلیم بھی کہہ رہے ہیں کہ ۶/فروری تک اسلام آباد پہنچ جائینگے۔ خدا کرے کہ پہلے کی طرح آپ سے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ والسلام احقر محمد تقی عثمانی

(۱۲)

(البلاغ کی اشاعت پر خیر مقدمی کلمات اور ربط وتعلق پر خوشی O تنقیدی مشوروں کی خواہش)

برادر مکرم دام مجدھم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ باعث افتخار ہوا، ''البلاغ'' کے آغاز سفر میں آپکی اس پر خلوص ہمت افزائی پر بلا تصنع یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس نئے راستے میں ہر مرحلے پر ایک مخلص اور مشفق بھائی میرے ساتھ ہے خدا کرے کہ ہمارا یہ ربط وتعلق ''حب فی اللہ'' کی حیثیت سے بارگاہ خداوندی میں قبول ہو۔ آمین،

''الحق'' کا تازہ شمارہ پہنچا، اسمیں ''البلاغ'' کا اشتہار اور اسکی پیشانی پر ایک خوبصورت جملہ نظر نواز ہوا جس سے دل میں محبت کی پھواریں پڑتی چلی گئیں، آپکے اداریئے یوں تو ماشاء اللہ ہر شمارے میں ہی بہت مفید اور جان دار ہوتے ہیں مگر خاص طور سے اس شمارے کا اداریہ بہت پُر مغز ہے' پڑھ کر آپ کیلئے دل سے دعائیں نکلیں، اللہ کرے زور قلم اور زیادہ،

''البلاغ'' آپ تک پہنچ چکا ہوگا' آپ چونکہ اس راہ میں ہمارے پیش رو ہیں' اسلئے آپکی رائے کا شدت کیساتھ انتظار ہے' گزارش یہ ہے کہ اسکے بارے میں اپنی مفصل رائے سے آگاہ فرمائیں' مجھے آپکی تعریف سے زیادہ تنقید اور مشوروں سے مسرت ہوگی۔ رسالے میں جو بات بھی کھٹکی ہو بلا تکلف بذریعہ خط ارشاد فرمادیں کہ آئندہ کیلئے مفید ہوگا۔ رسالے پر کسی قریبی اشاعت میں تبصرہ بھی آجائے تو باعث ممنونیت ہوگا۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون اور دعا کی درخواست ہے۔

والسلام نیاز کیش محمد تقی عثمانی دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

(۱۳)

(الحق کی حسن ذوق اور سلیقہ سے ترتیب قابل فخر ہے ○ الحق نے ہماری مشکل آسان کردی ○ حق اور بلاغ میں قدرتی ربط ○ شیخ الحدیث کا پیغام)

محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ماہنامہ الحق، اکوڑہ خٹک پشاور، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جب سے ماہنامہ الحق کو دیکھا ہے اسوقت سے بار بار ارادہ کیا کہ آپکو اس قابل تعریف دینی خدمت پر ہدیہ تبریک پیش کرنے کیلئے خط لکھوں مگر اتفاق سے میں مراسلت کے معاملے میں کچھ اسقدر کاہل واقع ہوا ہوں کہ یہ ارادہ شرمندۂ تعمیل نہ ہوسکا بعض حضرات کی معرفت زبانی آپکو مبارکباد کا پیغام بھیجا۔ معلوم نہیں پہنچا یا نہیں، بہرکیف، آج ایک طویل عرصے کے بعد سہی میں سب سے پہلے تو ''الحق'' کی مبارکباد پیش کرتا ہوں آپ نے جس حسن ذوق اور سلیقے کیساتھ پرچے کو ترتیب دیا ہے وہ بلاشبہ ہم سب کیلئے قابل فخر ہے۔ عوام کی طرف سے جب یہ پوچھا جاتا تھا کہ ماہناموں میں کونسا رسالہ ہمارے لئے مناسب رہے گا؟ تو پہلے جواب دینے میں بڑا تذبذب ہوا کرتا تھا، ''الحق'' نے ہماری یہ مشکل آسان کردی پچھلے دوسال سے اس سوال کے جواب میں الحق ہی زبان پر چڑھا ہوا ہے۔ آپکو یہ اطلاع مل ہی چکی ہے کہ دارالعلوم سے ''الحق'' کا ایک پرخلوص بھائی محرم ۸۷ھ سے منظر عام پر آرہا ہے کل اسکے لئے مخدوم محترم حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت فیوضہم کا ایک پیغام بھی موصول ہوگیا جزاہ اللہ تعالیٰ خیرا، بہرکیف، مجھے مسرت ہے کہ ''البلاغ'' انشاء اللہ ہمارے درمیان رابطے کا ایک بڑا اچھا ذریعہ ہوگا ''حق'' اور ''بلاغ'' میں قدرتی طور پر ایک گہرا ربط ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ یہ دونوں شانہ بشانہ رہ کر مفید خدمات انجام دے سکیں گے۔ یہ خط صرف اسلئے لکھ رہا ہوں کہ ''البلاغ'' کوملاحظہ فرما کر اپنی رائے اور مفید مشوروں سے ضرور مطلع کریں۔ نیز پیش رو ہونیکے لحاظ سے ''البلاغ'' کا آپ پر ''حق'' ہے اور وہ یہ کہ اسکے لئے ہوسکے تو اپنی کوئی تازہ تحریر ارسال فرمائیں۔ کبھی کراچی آنا ہو تو احقر کو ضرور مطلع کریں۔　والسلام نیازکیش محمد تقی عثمانی ابن حضرت مفتی محمد شفیع صاحب

(۱۴)

(نظم اے وادئ کشمیر کی اشاعت پسند نہیں یوں آپکی مرضی ○ رمضان رحمت کی گھٹائیں)

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اپنے عریضے کا پیشگی جواب موصول ہوگیا تھا غالبا ہم دونوں کے خطوط ساتھ ساتھ ہی پہنچے ہونگے۔ آج ''الحق'' کے ذریعہ اپنے خط کی رسید بھی ملگئی جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا، ''البلاغ'' کے اشتہار کے سلسلے میں آپ مطلق فکر نہ کیا کریں یہ تو بلاتکلف معاملہ ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ کیلئے ہے اسلئے اسمیں کمی بیشی ہونا ممکن ہی نہیں ناگزیر ہے۔ یہی معاملہ ختم نبوت کے تبصرے کا ہے کہ اسکی کوئی جلدی نہیں۔ ''البلاغ'' کے کام کی وجہ سے مجھے اسکا پورا احساس ہے کہ تبصروں اور مضامین کی کیسی قطار لگی رہتی ہے اور اسمیں تقدیم وتاخیر کا فیصلہ مدیر رسالہ ہی کو کرنا پڑتا ہے اور اسمیں کسی قسم کا تقاضا اسکے ساتھ ناانصافی ہے رہ گئی ''اے وادی کشمیر'' سووہ تو خالصۃ آپکے لئے تھی مجھے اب بھی نجانے کیوں اسکی اشاعت پسند نہیں ہے، یوں آپکی مرضی!

رمضان کا ''البلاغ'' آپکے پاس پہنچ گیا ہوگا یا عنقریب پہنچ جائیگا مجھے ڈر ہے کہ آپ جیسے باذوق حضرات اسکی کتابت وطباعت دیکھ کر مایوس نہ ہوجائیں لیکن کیا عرض کروں؟ کراچی کے کاتبوں کے بارے میں میری کیا رائے قائم ہوگئی ہے؟ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کوئی بہتر انتظام فرمادے۔ رمضان کی مبارک ساعات میں آپ جیسے حضرات تو نہ جانے کیا کیا دولتیں سمیٹتے ہونگے یہاں تو حالت یہ ہے کہ گھٹائیں جھوم جھوم کر برستی ہیں مگر ''درشورہ بوم خس!'' کا سماں نظر آتا ہے موتی لٹتے ہیں مگر ہمارا دامن خالی، اپنی اس محرومی سے بعض اوقات مایوسی ہونے

لگتی ہے خدا کیلئے خاص اوقات میں میرے لئے دعا کیجئے گا کہ اللہ کچھ عمل کی توفیق بخشدے۔ اسی مضمون کا ایک مختصر عریضہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم العالی کی خدمت میں پیش کررہا ہوں انہیں سنا دیجئے گا۔

آجکل چھٹیاں ہیں مگر گونا گوں مصروفیات کا ایک انبار لیکر آئی ہیں۔ ہمہ وقت ان میں مصروف رہنا پڑتا ہے کیفیت یہ ہے کہ

ع تن ہمہ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ہر کام کرنیکو جی چاہتا ہے مگر نتائج کو دیکھ کر کبھی دل گھبرانے لگتا ہے اللہ صبر واستقامت عطا فرمائے۔ حضرت والد صاحب مدظلہم العالی کے پاؤں میں گزشتہ کچھ دنوں سے نقرس کی شدید شکایت تھی اب بحمد اللہ خفت ہے مگر مسجد تک بھی گاڑی میں بیٹھ کر جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انکا سایہ شفقت ہم پر تا دیر سلامت رکھے۔ آمین، شوال کے البلاغ کے عنوانات یہ ہیں اگر کوئی مانع نہ ہو تو انہی کو شائع فرمادیں۔

اسلامی ذبیحہ (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب)، تقلید پر ایک گفتگو (حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی)، سخن راست (خواجہ محمد شفیع دہلوی)، قضیہ فلسطین (احمد عبداللہ المسدوسی)، سویڈن کا ''خوشحال معاشرہ'' (یو ایس نیوز کی ایک رپورٹ)، اور مستقل عنوانات (معارف القرآن، درسگاہ رسالت ﷺ، خواتین اسلام سے، تراشے وغیرہ) بھائی رفیع صاحب قرآن کریم سنانے میں مصروف ہیں سلام کہتے ہیں اور ''الحق'' کیلئے چشم براہ ہیں۔ والسلام ......آپکا تقی

(۱۵)

(حقانیہ کے سالانہ اجتماع کی کامیابی پر خوشی ○ البلاغ کا ادارۂ تحقیقات پر تنقید ○ اے وادئ کشمیر ○ مشینی ذبیحہ)

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ موصول ہو کر سرور قلب ونظر بنا، اس سے پہلے میں انتظار کی لذت سے تو محروم نہیں رہا لیکن ساتھ ہی اس بات کا انداز بھی تھا کہ سالانہ جلسے کی مصروفیات دامنگیر ہونگی۔ یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ بحمد اللہ یہ اجتماع نہایت کامیاب رہا اور اسمیں چالیس ہزار افراد نے شرکت کی اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو مدرسہ کیلئے، دین کیلئے اور ملک وملت کیلئے ہر اعتبار سے باعث خیر وبرکت بنائے۔ آمین، یہ سب آپکے والد ماجد دامت فیوضہم کے حسن نیت، اخلاص اور للّٰہیت اور آپ حضرات کے جہد وعمل کا ثمرہ ہے۔ بارک اللہ فیہما۔

ائیر فورس کے معاملے میں ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کرسکا دونوں ہی رخ سامنے آتے ہیں کبھی امید بندھتی ہے کبھی ڈر لگتا ہے استخارہ او استشارہ جاری ہے بس دعا یہی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو مقدر فرمادے جسمیں دینی اعتبار سے خیر ہو آپ سے بھی اسی دعا کی درخواست ہے۔

''مشترکہ اعلامیہ [1]'' پر اس ماہ سے عمل شروع تو ہوگیا لیکن اتفاق سے جب میں پشاور سے واپس پہنچا تو رسالے کی کتابت تقریباً مکمل ہوچکی تھی اسلئے ''الحق'' کا اشتہار خاطر خواہ طریقے پر نہ دے سکا۔ ''البلاغ'' کے تازہ شمارے میں ''وقت کے تقاضوں'' پر اور زیر طبع شمارے میں ادارۂ تحقیقات اسلامی کے ''انداز تحقیق'' پر میں نے کچھ لکھا ہے اسکا تنقیدی نظر سے مطالعہ فرمایئے گا کیونکہ آئندہ چند اداریئے اسی موضوع پر لکھنے کا ارادہ کررہا ہوں کوئی بات قابل اصلاح ہو تو اسکی اطلاع ہوجانے سے مدد ملیگی۔

مشینی ذبیحہ کے بارے میں حضرت والد صاحب مدظلہم ایک مفصل مقالہ تحریر فرمارہے ہیں اگر جلد مکمل ہوگیا تو انشاء اللہ شعبان کے شمارے

---

[1] الحق اور البلاغ اپنے پرچوں میں آنے والے مضامین کا اعلان چاہتے تھے یہ گویا مشترکہ اعلامیہ تھا۔

میں آجائیگا ورنہ آئندہ شمارے میں، اخبارات کے اندر اس سلسلے میں جو بحث چلی اسکا بحمد اللہ یہ نتیجہ تو برآمد ہوا کہ بلدیہ کراچی نے ذبح میں مشینوں کے استعمال نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے البتہ آج ہی کے ''جنگ'' میں سرور صاحب کا جو مضمون آیا ہے اس میں انہوں نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے چند غیر محتاط جملوں سے فائدہ اٹھالیا ہے اسکا جواب بھی انشاء اللہ ''جنگ'' ہی میں آجائیگا۔ مشرف صاحب چند روز پہلے آئے ہوئے تھے کل ہی واپس گئے ہیں آپکا خط بھی انہی کے سامنے پہنچ گیا تھا آپ کو بہت یاد کرتے اور سلام کہتے تھے بھائی رفیع صاحب آجکل مشکوٰۃ ختم کرانیکی دھن میں لگے ہوئے ہیں آپکو بہت سلام کہتے ہیں۔ مولانا شیر علی شاہ صاحب ۔۔۔ بھولنے کی چیز نہیں ہے انہیں میری طرف سے بطور خاص سلام کہد یجئے گا شعبان کی چھٹیاں ہونے والی ہیں اگر آپ اس عرصے میں کراچی کا کوئی پروگرام بنالیں تو کتنا اچھا ہو امید ہے کہ انشاء اللہ اس سے ''الحق'' کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ اس عریضہ کیساتھ ''اے وادیٔ کشمیر[2]'' ارسال ہے یہ صرف آپکے لئے ہے آپ چاہیں تو الحق میں دیدیں مگر مجھے نجانے کیوں اسکی اشاعت میں تامّل ہوتا ہے احباب کے بے انتہا اصرار کے باوجود ابتک وہ ''بیاض'' ہی کی زینت بنی ہوئی ہے ''کراچی سے خیبر تک'' لکھنے کا بڑا شوق تھا مگر آخر سال کی مصروفیات حائل بن گئیں ابھی

(مولانا تقی کی نظم O اے وادیٔ کشمیر)

۲ یہ نظم میں نے الحق میں اس تمہیدی کلمات کیساتھ شائع کی۔

''پچھلے دنوں محبّ محترم مولانا محمد تقی عثمانی مدیر ماہنامہ ''البلاغ'' معہ برادر مکرم مولانا محمد رفیع عثمانی اکوڑہ خٹک تشریف لائے' دو تین دن پر لطف محفلیں رہیں۔ ان مجالس کی یادگار یہ ایک نظم ہے۔ اس نظم سے شاعر نے چاندنی رات میں دریائے لنڈا (دریائے کابل) کی سیر کرتے ہوئے کشتی میں احبابِ مجلس کو محظوظ کیا۔ دریائے لنڈا اکوڑہ خٹک کی آبادی سے متصل دریا ہے۔ سامنے اس پار وہ گھاٹی ہے جس کو طے کر کے شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید شہیدؒ کے دیگر رفقاء نے دریا کو عبور کیا اور رات کے وقت اکوڑہ خٹک میں سکھوں کے کیمپ پر شب خون مارا۔ اس ماحول نے اشعار میں لطف و تاثیر کی ایک عجیب شان پیدا کر دی تھی' پڑھنے والا خود بھی سراپا سوز بنا ہوا تھا اور سننے والے بھی اپنے آپ کو ڈیڑھ صدی قبل یہاں کی اس تاریخی رات میں محسوس کر رہے تھے' جسے سید شہیدؒ نے لیلۃ الفرقان قرار دیا تھا۔ مولانا تقی عثمانی سے معذرت کرتے ہوئے الحق غالباً پہلی بار انہیں بحیثیت ایک قادر الکلام شاعر کے متعارف کرا رہا ہے۔

تو حسن کا پیکر ہے تو رعنائی کی تصویر
مخمور بہاروں کے حسین خواب کی تعبیر — اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!
رخشاں ہے ترے ماتھے پر آزادی کی تنویر

ہر لحہ مچلتی ہیں ترے من میں بہاریں
میخانہ در آغوش درختوں کی قطاریں — ندیوں میں تری نغمۂ آزادی کی تفسیر
چشموں کے ترانے ہیں کہ ساون کی ملہاریں — اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

کیوں تیری فضاؤں پہ اداسی کے نشاں ہیں؟
چشمے ترے کیوں نالہ کش و نوحہ کناں ہیں؟ — کہسار ترے کیوں ہیں جگر بستہ دِلگیر
نکھرے ہوئے گلزار بھی کیوں محوِ فغاں ہیں؟ — اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

شاید تجھے مسلم کی وفاؤں سے گلہ ہے
فریاد تری سچ ہے، ترا شکوہ بجا ہے — گونجے گا فضاؤں میں جب اک نعرۂ تکبیر
لیکن مرے محبوب وہ وقت آن لگا ہے — اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

تک اسپر قلم ہی نہیں اٹھاسکا فرصت کے کچھ لمحات میسرآ گئے تو شاید لکھ ہی ڈالوں۔آج آپکی بھیجی ہوئی کتب برائے تبصرہ بھی مل گئیں انشاء اللہ رمضان کے شمارے میں ان پر اور ''الحق'' دونوں پر ساتھ ہی تبصرہ آجائیگا۔الحق پر اپنے تأثرات ضبط بھی کر چکا ہوں مگر والد صاحب کے

(گزشتہ سے پیوستہ)

مانا کہ دلوں میں وہ تب و تاب نہیں ہے
مانا مری تلوار میں وہ آب نہیں ہے
اب عزم مسلمان وہ سیلاب نہیں ہے
گردش میں ہے برسوں سے مری قوم کی تقدیر
اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

مانا تری مٹی پہ بہت خون بہا ہے
تو نے غم و آلام غلامی کو سہا ہے
لیکن مرے ہمدم! مرا دل بول رہا ہے
ہمت کی حرارت سے پگھل جائے گی زنجیر
اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

تکبیر کا نعرہ تری عصمت کا امیں ہے
چھٹنے کو ہے تاریکیٔ غم مجھ کو یقین ہے
کیا ظلمتِ شب صبح کی تمہید نہیں ہے
کیا خون شفق رنگ نہیں مژدۂ تنویر
اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

اب وقت ہے سینوں میں عزائم کو جگا لیں
ہم جام و سبو توڑ کے تلوار اٹھا لیں
ہر راہِ گلستان کو کمیں گاہ بنا لیں
کمزور ہے لیکن ابھی ٹوٹی نہیں شمشیر!
اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

ہیں یاد ابھی خالدؓ و طارقؒ کے فسانے
کچھ دور نہیں احمدؒ و ٹیپوؒ کے زمانے
اٹھو کہ چلیں ظلم کو دنیا سے مٹانے
پھر زندہ کریں دہر میں یہ اسوۂ شبیر
اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

ہم کو ترے شاداب نظاروں کی قسم ہے
جہلم کے دلآویز کناروں کی قسم ہے
پھولوں کی، درختوں کی، چناروں کی قسم ہے
کاٹیں گے ترے پاؤں سے ہر ظلم کی زنجیر!
اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

سَر حُرمت توحید پہ کٹوا کے رہیں گے
ہم کفر کے طوفان سے ٹکرا کے رہیں گے
طاغوت کے ایوان کو اب ڈھاکے رہینگے
پیوند زمیں ہو گی ہر اک کفر کی تعمیر
اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

اے غلغلۂ نعرۂ تکبیر اٹھا کر
یہ برقِ تپاں خرمن باطل پہ گرا کر
توپوں کے برستے ہوئے شعلوں میں نہا کر
ہم خون سے لکھیں گے تری آزادی کی تحریر
اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

مضمون کی وجہ سے شاید کئی سلسلے روکنے پڑ جائینگے۔آپ شعبان کے شمارۂ الحق کے عنوانات براہ کرم جلدارسال فرمادیں اس بہانے آپکا جواب جلدی مل جائیگا۔ والسلام ...... آپکا بھائی تقی

(۱۶)

(پروگرام شادی اور امتحان میں فرسٹ ڈویژن کامیابی کی خوشخبری O غم دوران سے نکل کر اجتماع قریحہ کا پروگرام O مودودی کی خلافت وملوکیت پڑھکر رونگٹے کھڑے ہوگئے حوالوں میں قطع وبرید کی پست حرکت)

برادر مکرم زید فضلکم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ،کافی دنوں سے عریضہ تحریر کرنے کوسوچ رہا تھالیکن رجب کا مہینہ[1] ایک مولوی کیلئے جسقدر ہنگامہ خیز ہوتا ہے وہ آپکے سامنے بیان کرنیکی ضرورت ہی نہیں ادھر میری والدۂ ماجدہ مدظلہا گزشتہ ایک ماہ سے سخت بیمار چل رہی ہیں انکی علالت نے دل ودماغ ماؤف کرر کھے تھے اسلئے شرف مخاطبت حاصل نہ کرسکا۔سب سے پہلے تو آپکو اکٹھی دوخوشخبریاں سنانے کو جی چاہتا ہے بشرطیکہ آپ مٹھائی کھلانے کاوعدہ کریں؟۔پہلی خوشخبری تو یہ ہے کہ اس مہینے آپکے بھائی کی زندگی کا ایک بڑااہم فیصلہ ہوگیا ہےاور شاید شوال کے بعد کسی بھی وقت اسکی زندگی میں ایک اور فرد کا اضافہ ہوجائے اور آپ کیلئے ایک مزید بھابی کا ، کہئے ہے نا یہ زوردار خوشخبری؟ دوسری خوشخبری یہ ہے کہ کل ہی میرے امتحان کا نتیجہ آگیا ہے اور بحمداللہ فرسٹ ڈویژن میں کامیابی نصیب ہوئی ہے دعافرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ان معلومات کو دین کی صحیح خدمت میں صرف کرنیکی توفیق عطافرمائے۔آمین،

آپکی سی آئی ڈی بڑی تیز معلوم ہوتی ہے اکتوبر میں بلاشبہ اکوڑہ خٹک حاضری کا پروگرام بنایا ہوا تھالیکن ابھی تک اسکا اظہار دوتین افراد کے علاوہ کسی اور کے سامنے نہیں ہوتا تھا اور خیال یہ تھا کہ آپکو عین موقعہ پر اطلاع دونگا مجھے حیرت ہے کہ آپ تک یہ بات کسطرح پہنچ گئی؟ بہرکیف، یہ سال مجھ پر شدید مصروفیات کا گزرا ہے اور میں نے یہ سوچ رکھا ہے کہ ۲۰ رجب تک اسباق ختم کراکے کچھ عرصہ خالصۃً تفریح کیلئے نکالا جائے تاکہ مسلسل ''غم دوراں'' کی الجھنوں سے۔۔کچھ دیر آپکی رفاقت میسرآسکے گزشتہ سفر میں یہ طے ہوا تھا کہ آئندہ پروگرام

(گزشتہ سے پیوستہ)

دشمن کے عزائم تری مٹی میں ملیں گے
مدت سے جو رستے ہیں ترے زخم سلیں گے
اس خاک پہ الفت کے حسین پھول کھلیں گے
صیاد جو ابتک تھا وہ بن جائے گا نخچیر!
اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

پھوٹینگے تری خاک سے پھر نور کے دھارے
ظلمت کدۂ کفر سے اٹھیں گے شرارے
گونجیگی اذانوں کی صدا ڈل کے کنارے
پھر جاگ اٹھے گی تری سوئی ہوئی تقدیر
اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

تو خاتمِ دنیا کا اک انمول نگیں ہے
تو حُسن کا مسکن ہے بہاروں سے حسیں ہے
آسی کی نگاہوں میں تو فردوس بریں ہے
فردوس تو ہوتی نہیں شیطان کی جاگیر
اے وادیٔ کشمیر ! اے وادیٔ کشمیر!

[1] مفوضہ نصاب ختم کرنے کا آخری مہینہ ہوتا ہے۔

میں سوات تک کا ساتھ سفر کیا جائے سارا سال اسی سفر کے حسین تصور کو عملی جامہ پہنانیکی صورتوں پر غور کرتے گزرا، اب یہی سمجھ میں آیا کہ رجب کے اواخر میں موسم بھی غیر معتدل نہ ہوگا، ہم لوگوں کے اسباق بھی ختم ہو جائنگے اور اس موقعہ پر شاید آپکے لئے بھی وقت نکالنا نسبۃً آسان ہو، لہٰذا اب گزارش یہ ہے کہ آپ بھی اس بات کی کوشش فرمالیں کہ اسباق رجب کے آخری ہفتے تک ختم ہو جائیں اور اسکے بعد دس بارہ دن کیلئے آپ ہر غم ماسوا سے آزاد ہوسکیں آپ بھی ہمہ وقت علمی اشغال میں گھرے رہتے ہیں اچھا ہے کہ کچھ وقت ''حق نفس'' کے طور پر ''استجمام قریحہ'' کیلئے بھی نکالا جائے۔۔ یہ کوشش آپکو بہر صورت کرنی ہے آپ جیسے آدمی کیلئے وقت نکالنا واقعۃً مشکل ہوتا ہے لیکن امید ہے کہ آپ اس مشکل پر قابو پالینگے۔ بھائی رفیع صاحب تو اس سفر میں شاید ساتھ نہ ہوسکیں لیکن مشرف صاحب انشاء اللہ ساتھ ہوں گے ادھر سے آپ مولانا شیر علی شاہ صاحب سے بھی کہہ رکھیں کہ وہ بھی کچھ وقت فارغ کرلیں۔

پشاور کے مولوی محمد یوسف صاحب چند ماہ قبل یہاں آئے تھے وہ بھی بیحد اصرار کر رہے تھے کہ ایک ایسا پروگرام بنایا جائے اگر آپ مناسب سمجھیں تو انکو بھی ساتھ رکھا جائے لیکن ابھی تک میں نے انہیں کوئی خط نہیں لکھا، آپ نے اجازت دی تو انہیں بھی خط لکھ دونگا۔ اور اگر ان سے آپکی ملاقات ہو تو آپ بھی ان سے بات کرلیں انہیں اس بات کا بڑا شوق لگا ہوا تھا کہ لنڈی کوتل کے تمام رفقاء یکجا ہو کر سوات کا سفر کریں۔ ہاں ایک ضروری گزارش یہ ہے کہ آپ خود بھی والدہ صاحبہ مدظلہا کی صحت کیلئے دعا فرمائیں اور حضرت والد صاحب دامت برکاتہم سے بھی دعا کی درخواست کردیں آجکل دل و دماغ بے چین ہیں اور مذکورہ پروگرام بھی اسپر موقوف ہے کہ والدہ کی صحت کی طرف سے اطمینان خاطر نصیب ہو۔

اس ماہ میں بھی مختلف پریشانیوں میں آپکو خط نہ لکھ سکا اور البلاغ کے عنوانات آپ تک نہ پہنچ سکے اور آپکا گرامی نامہ بھی ایسے وقت (۲ر رجب) ملا جبکہ پرچہ چھپ چکا تھا خدا جانے کئی مہینوں سے کس کی نظر ہم پر لگ گئی ہے؟

''خلافت وملوکیت'' کا میں نے ابھی تک مطالعہ نہیں کیا تھا ایک کتاب پر تبصرے کے دوران اسے دیکھنے کا موقعہ ملا تیسرے باب کو پڑھ کر تو رونگٹے کھڑے ہوگئے مودودی صاحب نے یہ حصہ لکھ کر اپنی جان پر بڑا ظلم کیا ہے پڑھ کر مجھ سے رہا نہ گیا آجکل اسپر تبصرہ لکھ رہا ہوں اور عجیب وغریب انکشافات ہو رہے ہیں۔ مودودی صاحب سے کم از کم مجھے یہ توقع نہ تھی کہ وہ حوالوں میں قطع و برید کی پست حرکت کے مرتکب ہونگے مگر اب یہ منظر آنکھوں سے دیکھنا پڑ رہا ہے، بہرکیف، تبصرہ دیکھ کر انشاء اللہ آپ خوش ہونگے۔ ہاں ڈاکٹر فضل الرحمان کے بارے میں مبارکباد دینا تو بھول ہی گیا دعا کی ضرورت ہے کہ خدا کرے کوئی مناسب آدمی اس عہدے پر آجائے جو سمجھداری، دیانت داری اور لگن کیساتھ کوئی مفید کام کر سکے۔ آمین

باتیں اور بہت ساری کرنیکی ہیں لیکن آپکا سارا وقت لینے کا حق مجھے نہیں پہنچتا۔ اسلئے انشاء اللہ ملاقات کے وقت سیر ہونیکی کوشش کیجائیگی۔ مشرف صاحب آجکل کراچی آئے ہوئے ہیں آپکو بہت یاد کرتے اور سلام کہتے ہیں۔ والسلام تقی

(۱۷)

(اردگرد سردی کے پہرے ○ قلم وقرطاس کا رشتہ سیاست کا رقیب برداشت نہیں کرتا)

برادر مکرم ومحترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ مسرت کی بہاریں لیکر آیا پڑھا اور پڑھتا ہی رہا علالت کی خبر سے فکر وتشویش ہوئی مگر

ع وقدیوذیٔ من المقۃ الحبیب،

کا خیال کر کے دل کو یہ تسلی دیدی کہ قد حرف تقلیل ہے۔ اسلئے انشاء اللہ یہ تکلیف طویل نہ ہوگی۔ شفاک اللہ وعافاک،

میں کل (۳۱ر دسمبر کو) لاہور کیلئے روانہ ہورہاہوں ''نصف بہتر'' بھی ساتھ ہیں اسلئے آگے جانیکا پروگرام نہیں بنا سکا۔ یوں بھی آپ نے اپنے اردگرد سردی کے پہرے بٹائے ہوئے ہیں۔ میرے لئے جو سزائیں آپ نے تجویز کی ہیں وہ ان یقتلوا أو یصلّبوا سے کیا کم ہیں، مگر بدن پرلرزہ تیسری سزا (پان کی ناکہ بندی) کے تصور سے طاری ہوا وہ اول الذکر دو سے نہیں ہوسکا۔ خاص طور سے اسلئے بھی کہ پہلی دوسروں کے بارے میں گمان غالب یہی ہے کہ وہ آپ کے بس کی بات نہیں، ہاں اگر ''فائر بندی'' کے انتقام میں آپ نے تیسری سزا پر عمل کرڈالا تو کیا کرونگا؟ یہ خیال ضرور پریشان کرتا ہے۔

''مردمیدان'' تو بڑی بات ہے ہم تو سیاست کے ''گردمیدان'' بھی نہ بن سکے نہ بن سکنے کی امید ہے' قرطاس وقلم سے جو رشتہ قائم ہوا ہے وہ اپنا کوئی رقیب برداشت ہی نہیں کرتا۔ البتہ تھوڑے بہت ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں والد صاحب مدظلہم کا مضمون ہر طبقۂ خیال میں بہت پسند کیا گیا اب جمعیت (کراچی شاخ) کی طرف سے الگ شائع ہورہاہے۔ جمعۃ الوداع کو ایک دوورقہ ہم نے جمعیت کی طرف سے چھاپ کر کراچی میں ایک لاکھ تقسیم کیا تھا وہ برائے ملاحظہ بھیج رہاہوں رائے سے مطلع فرمائیں۔ ایک مرتبہ خواب میں اکوڑہ خٹک حاضری دے چکا ہوں اس خواب کی حسین تعبیر کب ہوگی؟ اس وقت سفر کی وجہ سے عجلت میں ہوں۔ مولانا شیر علی شاہ صاحب کی خدمت میں سلام مسنون پہنچادیں۔ وہ ہم سے ناراض تو نہیں؟ جواب ۱۲رجنوری سے پہلے ادارۂ اسلامیات نمبر۱۹۰ انارکلی لاہور کے پتے پر عنایت ہو تو زہے مقدر! والسلام......احقر تقی

(۱۸)

(اکوڑہ خٹک پہنچنے کے پروگرام کی اطلاع)

۱۹ر اکتوبر ۱۹۶۸ء

برادرمکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ابھی ابھی گرامی نامہ پہنچا جسکا بڑا انتظار لگا ہوا تھا۔ میرا پروگرام یہ ہے کہ انشاء اللہ پیر ۲۱ر اکتوبر کو چل کر ۲۲ر کی صبح کو لاہور پہنچوں گا' وہاں مشرف صاحب سے کہہ رکھا ہے کہ وہ ۲۳ر تاریخ کو عوامی جمہوریہ ایکسپریس سے سیٹیں نوشہرہ کیلئے بک کرالیں، لہٰذا انشاء اللہ ۲۳ر کی شام کو کسی وقت ہم نوشہرہ پہنچ جائینگے اور وہاں سے بذریعہ ویگن آپکی خدمت میں، میرے ساتھ مشرف صاحب اور میرے ایک اور دوست کلیم صاحب بھی ہونگے۔ جن سے مل کر انشاء اللہ آپ یقیناً مسرور ہونگے۔ مجھے یہاں سے روانگی میں دیر ہوگئی کل ہی مولوی محمد یوسف صاحب (پشاوری) کا بھی خط آگیا ان سے آپ نے ذکر کردیا ہوگا۔ نہایت عجلت میں یہ سطور لکھ رہاہوں، والباقی عندالتلاقی انشاء اللہ، والسلام......آپ کا تقی

(۱۹)

(''شیخ الاسلام'' کی کانفرنس O ڈھاکے کا سفر)

برادرمکرم ومحترم دامت عنایاتکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ نظر نواز ہوکر تسکین قلب کا موجب ہوا میں بحمداللہ اب بالکل تندرست ہوں اور حضرت والد صاحب مدظلہم بھی ضعف کے لازمی عوارض کے سوا بحمداللہ اب بعافیت ہیں سفیر صاحب کی اطلاع کا مغالطہ پرمبنی ہونا بڑا تکلیف دہ ثابت ہوا کاش کہ یہ خبر بالکل درست ہوتی، بہرکیف! انشاء اللہ ڈھاکہ کے سفر کے موقع پر ملاقات ہوگی اس سے چند روز قبل راولپنڈی میں آپکے ''شیخ الاسلام[1]'' بھی ایک کانفرنس کررہے ہیں اکابر میں سے حضرت والد صاحب، مولانا بنوری صاحب،

[1] غالباً صدر جنرل ضیاء الحق مراد ہیں۔

مولانا ظفر احمد عثمانی مدظلہم جمیعاً اسمیں شرکت کریں گے طفیلی کی حیثیت سے میں بھی ان حضرات کیساتھ انشاء اللہ پنڈی آؤنگا اسکے بعد انشاء اللہ ۱۸ رفروری تک ڈھاکہ روانگی ہوگی، والد صاحب کا تشریف لیجانا یقینی نہیں لیکن ابتک میری طرف سے کوئی تذبذب نہیں۔ اپنے اشتہارات کے ایجنٹ سے میں انشاء اللہ ''الحق'' کیلئے بھی گفتگو کرونگا۔ وہ ۲۵ فیصد کمیشن پر اشتہارات فراہم کرتے ہیں۔ اس دفعہ البلاغ کے عنوانات یہ ہیں۔ صنعتی انقلاب (اداریہ)، قرآن اور فلکیات (مولانا مفتی محمد شفیع) نظم قرآن (مولانا انظر شاہ کشمیری)، سخن راست (خواجہ محمد شفیع دہلوی)، تاثرات (ملاّ واحدی)، انڈونیشیاء میں عیسائیت (مکتوب انڈونیشیاء)، اسلامی مساوات (محمد حفیظ اللہ پھلواری)، اور دیگر مستقل عنوانات آپ ''الحق'' کے عنوانات ارسال فرمادیں اگر گرامی نامہ لکھنے کی فرصت نہ ہو تو صرف عنوانات ایک کارڈ پر لکھ کر جلد بھیج دیں۔ عجلت میں یہ چند سطور لکھ رہا ہوں، حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون پہنچادیں۔

والسلام......احقر محمد تقی عثمانی

(۲۰)

(خشک آنکھوں میں رخصت کا دل شفاف ○ رخصت کے بعد کے حالات وجذبات ○ کائنات میں محبت کا لفظ بے معنی نہیں ○ ہمرکابی کی لذتیں)

نگاہوں سے بہت دور مگر دل سے بہت قریب، صدیق دلنواز، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خشک آنکھوں میں رخصت کا دل شفاف منظر بسائے ہوئے کل دوپہر واپس کراچی پہنچ گیا آپکا وہ اندیشہ کتنا درست تھا کہ ع ترا خیال میرا ہمسفر نہ ہوجائے مدت ہوئی کہیں ایک شعر پڑھا تھا کچھ خاص پسند بھی نہیں آیا اور نہ اسکی کیفیات کا صحیح اندازہ ہوسکا لیکن پنڈی سے لاہور تک کے سفر میں وہ نہ جانے ذہن کے کس گوشے سے زبان پر آگیا اور پھر ورد زبان ہوگیا

ے ہر منزل حیات سے گم کر گیا مجھے مڑ مڑ کے راہ میں وہ تیرا دیکھنا مجھے

کذا الدنیا نزولٌ وارتحال، کے مناظر تو روزمرہ نگاہوں کے سامنے آتے ہی رہتے ہیں لیکن ایسے مواقع بہت کم آتے ہیں جو اتنی شدت کیساتھ دل ودماغ پر چھاجائیں میں تو میں، پنڈی سے روانہ ہوتے وقت مشرف اور کلیم کی آوازیں رندھی ہوئی تھیں اور میں بزبان حال انسے کہہ رہا تھا کہ ے وہ تو وہ ہیں تمہیں ہوجائیگی الفت مجھ سے اک نظر تم مرا محبوب نظر تو دیکھو

ابتک کیفیت یہ ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا ان حیات آفریں ایام کے کونسے جزء کو زیادہ یاد کروں؟ اکوڑہ اور سخاکوٹ کی محفلیں، یا بٹ خیلہ اور سوات کے مرغزاروں میں ہمرکابی کی ناقابل فراموش لذت؟ یا پنڈی اور اسلام آباد میں قہقہوں کی بہار؟ یا جدائی کے وقت آنکھوں کی وہ خشک ندیاں جن میں داستانیں ہی داستانیں پوشیدہ تھیں؟ آپ بھی کیا کہیں گے کہ اچھے بھلے آدمی نے شاعری شروع کردی مگر نہ جانے کیوں اس مرتبہ بیساختہ یہ حماقت سرزد ہو ہی گئی دل کا غبار اسکے سوا کیسے ڈھل سکتا تھا؟ دل کے آئینہ خانے میں روزانہ نجانے کتنے انسانوں کا عکس آتا ہے لیکن سب بقول مولانا گیلانیؒ جانے ہی کیلئے آتے ہیں اور جب کوئی عکس آنے کیلئے آجائے تو آدمی کو تھوڑا سا شاعر بننا ہی پڑتا ہے۔ بہر کیف! ناشکری کیوں کروں؟ اللہ کی اس نعمت کا شکر کیوں نہ ادا کروں کہ اس نے ملاقات کے یہ پرکیف لمحے عطا کئے جو سالوں پر بھاری تھے اور جب اس نے دلوں کے درمیان سے ایک ہزار میل کا طویل فاصلہ مٹادیا تو محض جسموں کے درمیانی فاصلے کی کیا حقیقت ہے؟ مجھے یہیں بیٹھ کر اس بات پر مسرت کا اظہار کرنا چاہیے کہ اس کائنات میں ''محبت'' کا لفظ بے معنی نہیں ہے۔

بھائی رفیع صاحب نے سفر کے حالات بڑے رشک کیساتھ سنے آپکو بہت یاد کرتے اور سلام کہتے ہیں، مشرف نے چلتے چلتے مجھے تاکید کی

تھی کہ آپکو سلام لکھنا نہ بھولوں اور کلیم بھی بار بار آپکا ذکر کر کے سلام پہنچانیکی فرمائش کرتے رہے۔
والدہ صاحبہ مدظلہا کی صحت ابھی تک قابل اطمینان نہیں ہے آج نیا علاج شروع کیا ہے خود بھی دعا کیجئے اور حضرت مدظلہم سے بھی درخواست کر دیجئے کہ خصوصی دعا فرمائیں آج کوئی اور بات سمجھ میں نہیں آرہی، باقی انشاءاللہ پھر کبھی۔ والسلام آپکا تقی

(۲۱)

(دل کو خط لکھنے سے ٹالتا رہا مگر صبر نہ ہوسکا ○ امتحانات کا چکر ○ قلبی تعلق اظہار و بیان کے حدود سے گذر چکا ○ البلاغ پر سنسر کی پابندی ○ جہاد پر شیخ الحدیث سے سوالنامہ)

جون ۱۹۶۸ء

برادر مکرم، قرت بکم العیون دائماً ابداً، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ ابھی دو روز مزید دل کو تسلیاں دے دیکر خط لکھنے سے ٹالتا رہتا آج جب آپکا گرامی نامہ نظر نواز ہوا تو صبر نہ ہوسکا آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا کہ میں بیس روز سے ''امتحانات'' کے چکر میں پھنسا ہوا تھا' ابھی ایک پرچہ باقی ہے جس سے انشاءاللہ پرسوں فراغت ہوگی۔ لیکن بحمداللہ وہ پرچہ زیادہ تشویش اور اضطراب کا موجب نہیں ہے۔ آپکو معلوم ہے کہ سارا سال تو مجھے اپنے امتحانات کے سلسلے کی کوئی کتاب دیکھنے کا موقعہ ملتا نہیں اسلئے میرے لئے یہ لازمی ہوجاتا ہے کہ جب امتحانات شروع ہونے والے ہوں تو کم از کم ایک مہینے کیلئے گھر کا اعتکاف کر کے بیٹھ جاؤں ظاہر ہے کہ اس کے بغیر کم وبیش چار ہزار صفحات کے نصاب کو ہضم کرنا ممکن ہی نہیں' چنانچہ ۲/جولائی ۶۸ء سے امتحانات شروع ہونے والے تھے اور میں نے ۲۸/جون سے چھٹی لے لی تھی' اس عرصہ میں دفتر گیا بھی تو صرف چند مضمون کاتب کو حوالہ کرنے کیلئے۔ آپ نے پچھلے گرامی نامے میں اپنے اس ''صحیح اندازے'' کا احساس دلا ہی دیا تھا کہ میں امتحان میں لگا ہوا ہونگا اسلئے مجھے جراءت ہوگئی کہ جواب میں تاخیر کر دوں۔ ورنہ جہاں تک قلب کی خواہش کا تعلق ہے اب وہ بقول آپ کے ان حدود سے گزر چکی ہے جہاں اسے اظہار و بیان کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ نہ جانے کیوں بحتری کا یہ شعر دل و دماغ میں رقص کر رہا ہے کہ ؎

فیاحُبه زدنی جویً کلّ لیلۃٍ ویاسلوۃ الأیّام موعدکِ الحشر،

(حبہ کے تصرف پر بحتری کی روح سے معذرت کرلونگا)

سچ پوچھئے تو میں ان امتحانات میں دل پر جبر کر کے ہی شریک ہوتا ہوں کیونکہ انکی وجہ سے نہ نجانے اپنی کتنی حسین مصروفیات کو خیر باد کہنا پڑتا ہے۔

<u>قادیانیت اور خاندانی منصوبہ بندی پر اداریہ اور سنسر کی پابندی:</u> جی ہاں! اداریئے کا بھی بڑا عجیب قصہ ہوا امتحانات کی گہما گہمی ہی میں میں نے یہ اداریہ جوں توں کر کے لکھا تھا مگر اسے حسن اتفاق کہئے یا سوء اتفاق کہ موضوع گفتگو قومی اسمبلی کی وہ بحث تھی جو قادیانیوں کو زرمبادلہ جاری کرنے کے سلسلے میں ہوئی تھی اور جسمیں انکے مسلم یا غیر مسلم ہونیکا مسئلہ بھی زیر بحث آیا تھا اداریہ کا اصل موضوع تو یہی تھا اور اتفاق سے اسمیں کچھ دکھتی ہوئی رگوں کو چھیڑ دیا گیا تھا پھر اسپر طرّہ یہ کہ اسکے ساتھ ایک مختصر سا دم چھلا خاندانی منصوبہ بندی کے موضوع پر بھی تھا۔ نتیجہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ یاران طریقت کو یہ بات کھل گئی۔ ہمارے اوپر دوہری مہربانی یہ ہوئی ہے کہ ایک نوٹس تو براہ راست ہمیں بھیجا گیا ہے کہ ہر ''فرقہ وارانہ تحریر چھپنے سے پہلے دکھاؤ'' دوسری طرف پریس کو تو عام ہدایات ہیں ہی کہ کوئی تحریر بغیر سنسر کے نہ چھپے چنانچہ پریس والا اس وقت تک ایک سطر نہیں چھاپتا جب تک وہ اسے انفارمیشن لیجا کر دکھائے نہیں خواہ وہ سطر 'توحید' ہی کے موضوع پر کیوں

نہ ہو اور نہ وہ اس بات پر راضی ہے کہ ''اسٹاپ پریس'' کے بجائے سادہ صفحات پر کوئی اطلاع ''نذر سنسر'' وغیرہ کے عنوان ہی سے لکھدی جائے اب تک تو یہ مصیبت صرف تین ماہ کیلئے تھی آئندہ سنا ہے کہ پریس میں مستقل احکام آگئے ہیں مگر ابھی ہمارے پاس کوئی نوٹس نہیں آیا اس معاملے میں مشورہ دیجئے کہ کیا کرنا چاہیے؟

ایک اور گزارش یہ ہے کہ ابھی دو چار روز پہلے میں نے ایک خط حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہم العالی کی خدمت میں بھجوایا ہے جسمیں جہاد ستمبر سے متعلق کچھ سوالات ہیں ستمبر کے شمارے میں علماء کا ایک مذاکرہ مرتب کرنیکا خیال ہے آپ براہ کرم اس کی طرف خصوصی توجہ فرمائیے گا۔ کتابت وطباعت کے مراحل سے آپ واقف ہیں کیا اچھا ہو کہ وہ مقررہ تاریخ سے کچھ پہلے ہی مل جائے حضرت مدظلہم کی مصروفیات اگر مانع ہوں تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انکی ہدایات کے مطابق آپ تحریر فرمادیں تو وہ ''دو آتشہ'' ہو جائیگا اور ہم فقیروں کا کام بن جائیگا۔ آپ ''الحق'' (اگست) کی سرخیاں اس ہفتے میں بھجوادیں تو بڑا اچھا ہو، پچھلے مہینے پرچہ پریس (بلکہ انفارمیشن) چلا گیا تھا میں بھی دو ایک روز میں انشاءاللہ بھیج دونگا۔ حضرت والد ماجد مدظلہم کی خدمت میں سلام ودرخواست دعا۔ والسلام...... آپکا تقی

(۲۲)

(علوم جدیدہ میں امتحانات ان علوم کی بے ضابطہ تدوین ٥ مجبوری ہے ورنہ ان واھیات کو طلاق دے چکا ہوتا ٥ الحق کی محفل ٥ مشرقی وسطیٰ کا ذکر صلاح الدین ایوبی کہاں سے کھڑا ہوگا؟)

برادر مکرم ومحترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ باعث افتخار ہوا اسکی وصولیابی سے چند ہی دن پہلے میں نے ایک عریضہ تحریر کیا تھا امید ہے کہ ملا ہوگا، آجکل میں جدید مصروفیات میں گھرا ہوا ہوں۔ جسکی وجہ وہ امتحان ہے جو بالکل سر پر آگیا ہے' تیاری چند روز پہلے تک کم نہیں بالکل معدوم تھی۔ اب رفتہ رفتہ وجود میں تو آرہی ہے۔ مگر آہستہ آہستہ آپ سے دعا کی درخواست ہے کہ امتحانات میرے لئے کبھی پریشان کن نہیں بنے لیکن دو سال سے انکا بہت بوجھ ہونے لگا ہے اسلئے کہ دار العلوم کی مصروفیات کے باعث تیاری نہیں ہو پاتی، اور اتفاق سے یہ ''علوم جدیدہ'' اتنے بے ضابطہ طریقے پر مدون کئے گئے ہیں کہ ایک مولوی مزاج کے آدمی کیلئے سخت کوفت کا باعث بن جاتے ہیں۔ صرف ضرورت کی بنا پر پڑھ رہا ہوں ورنہ ان واھیات کو کبھی کا طلاق دے چکا ہوتا۔ الحق کی محفل میں شرکت کی سعادت حاصل کرنیکو میں خود بھی سوچ رہا تھا اسلئے کہ میں اسے ''مـن لایشـقی جلیسهم'' سمجھتا ہوں لیکن مصروفیات مانع بن رہی ہیں انشاءاللہ امتحان سے فارغ ہوکر تقریباً ۳۱ رجولائی تک کچھ نہ کچھ ضرور ارسال کرونگا والامر بید اللہ، مشرقی وسطیٰ کا نام سنکر دل کٹنے لگتا ہے نہ جانے اس مرتبہ صلاح الدین ایوبی کہاں سے کھڑا ہوگا؟ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارا کیا بننے والا ہے؟ حضرت والد ماجد مدظلہم کی خدمت میں احقر کا سلام نیاز پیش فرمادیں۔ اور دعاؤں کی درخواست۔ والسلام اخوکم فی اللہ تقی

(۲۳)

رجب شعبان ۱۳۸۸ھ

(ایک خط کے بارہ میں تحقیق)

محب گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب، زیدمجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس وقت عجلت میں یہ سطور آپکو ایک تکلیف دینے کیلئے لکھ رہا ہوں' میرے پاس ایک خط آیا ہے جو منسلک ہے' یہ صاحب فرماتے ہیں کہ مفتی فرید صاحب سے بیعت اور ان کے مجاز ہیں یہ تحقیق کرنی ہے کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟ اور کیا یہ واقعی ضرورت مند ہیں؟ اگر آپ کسی ذریعے سے یہ تحقیق بآسانی فرماسکتے ہوں تو بندے کو مطلع فرمادیں اور ساتھ یہ خط بھی واپس کردیں اگر تحقیق ممکن نہ ہو تب بھی مطلع فرمادیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ، والسلام ...... محمد تقی عثمانی

(۲۴)

(رمضان کی ساعتیں اور حرمان نصیبی کا احساس O حقیقت کی دنیا میں خواب کی کوئی تعبیر O تحریر انیاب الاغوال نہیں گل وگلزار O اداریہ پر داد دیئے بغیر نہیں رہا جاتا O میرا عزم حجاز اور سفری تعاون کی پیشکش)

۲۶ رمضان ۱۳۸۸ھ

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ کو فردوس نظر ہوئے تقریباً بیس دن ہو گئے ہیں ہر روز ارادہ کرتا ہوں کہ جواب لکھوں مگر کچھ تو طبعی سستی حارج ہو جاتی ہے اور کچھ یہ عادت بد کہ رمضان کی مبارک ساعتوں میں جب اللہ کے نیک بندوں کے ولولے تازہ ہوتے ہیں مجھ سیہ کار کی قوت عمل گھٹ جاتی ہے۔ خدا اس ''بارود[1]'' کی مصیبت سے چھٹکارا عطا فرمائے یہ کیسی کیسی محرومیوں کا سبب بنتا ہے رمضان کے دنوں میں اسکی وجہ سے دماغی کام بالکل نہیں ہوتا، قلم ہاتھ میں لیتا بھی ہوں تو ذہن بالکل سپاٹ ہو جاتا ہے۔ تیسرے والدہ ماجدہ کی مسلسل علالت نے نشاط طبع بالکل چھین رکھا ہے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین، رمضان کی ساعتیں گزر رہی ہیں مگر اس حرماں نصیب کو کیا کیجئے جسکے سر پر گھٹائیں جھومتی ہیں۔ مگر وہ اپنے لب بھی تر نہیں کر سکتا اتنی امید ضرور بندھتی ہے کہ آپکی دعاوں کے کسی گوشے میں شاید ایک بے نکا دوست بھی شامل ہو جاتا ہو۔ شوال کا اسلئے بڑے اشتیاق کیساتھ انتظار کر رہا ہوں کہ اس مہینے میں آپنے کراچی آنیکی امید دلائی تھی کیا حقیقت کی دنیا میں اس خواب کی کوئی تعبیر ہے؟ آپکے عزم حجاز کا کیا رہا؟ اگر پنڈی میں پی فارم کی کوشش بار آور نہ ہو سکی ہو تو فوراً مجھے لکھئے میں یہاں کوشش کروں اپنے پاسپورٹ کا نمبر، تاریخ پیدائش، تاریخ ومقام اجراء پاسپورٹ اور جسم کے امتیازی نشان جو پاسپورٹ میں درج ہوں۔ ضرور لکھئے، نیز یہ کہ ایکسچینج کی بھی ضرورت ہے یا اسکے بغیر کام چلیگا؟ ''بائبل سے قرآن تک کے اشتہار کا بلاک ابھی بنکر آیا ہے چربے بنوانے کیلئے بھیجا ہے تیار ہوتے ہی ارسال کرونگا نصاب کی کاپیوں کیلئے بھائی صاحب سے کہدیا تھا انہوں نے بھیج دی ہونگی۔ عید آرہی ہے اسکی مبارکباد پیشگی ہی قبول فرمالیجئے۔ آمین، لیکن ہماری عید تو ''وجہ الحبیب'' کیساتھ ہوگی ورنہ اسکے سوا کیا کہیں کہ عيدٌ بأيةِ حالٍ عُدتَّ ياعيد

کلیم صاحب آپکو بہت یاد کرتے ہیں اور حکیم صاحب تو آجکل لاہور میں جامعہ اشرفیہ کی مسجد میں معتکف ہیں ان پر رشک آرہا ہے۔ آپنے اپنی تحریر کیلئے 'انیاب الاغوال'' کا نام تجویز کیا ہے۔ مجھ سے اسکا نام نہ پوچھئے ورنہ پھر شاعری کا شبہ ہوگا میرے لئے تو یہ تحریر گل وگلزار سے کم نہیں ؎ عروس شام، نگار سحر، بہار چمن کسی بھی نام سے اسکو پکارتے چلئے

شیر علی شاہ صاحب کا ''سفر تقویت بدن'' کب شروع ہونیوالا ہے؟ اسکے راستے کی کوئی منزل کراچی بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ انہیں میری طرف سے محبت بھرا اسلام پہنچا دیجئے گا۔ آپ نے الحق کے تازہ اداریہ میں تو کمال ہی کر دیا ہے میرا نظریہ تو آپکو معلوم ہے مگر جس جذبے سے آپنے لکھا ہے اسکے پیش نظر داد دیئے بغیر نہیں رہا جاتا۔ باتیں بہت سی، خط کا ظرف تنگ، اس مشکل کا حل کبھی سمجھ میں نہ آیا۔

والسلام تقی

شوال میں آپکا پروگرام کسی نہ کسی طرح بنا ہی لیجئے کچھ تھوڑا سا حق ان دور افتادگان کا بھی تو ہے۔ بھائی رفیع صاحب کو آپکا خط مل گیا ہے وہ جواب لکھنے کو کہہ رہے تھے آجکل قرآن کریم سنانے میں محو ہیں پتہ نہیں لکھا یا نہیں بہر صورت سلام تو انکا قبول کر ہی لیجئے۔ آپ کا تقی

---

[1] پان اور اس کا زردہ قوام

(۲۵)

(جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس ڈھاکہ رفتار ترقی مگر ہائے اے سوشلزم O اکابر جمعیۃ کو خطوط مگر جواب میں خاموشی)

۳ر ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ

برادر دلنواز، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ایک ماہ سے بھی زائد مدت کے بعد تخاطب کی مسرت حاصل کررہا ہوں' اعذار کی داستان سناؤ نگا تو سارا وقت اسی کی نذر ہوجائیگا اور آپ بھی یقیناً اس سے ''بور'' ہوجائینگے مختصر یہ کہ والدہ صاحبہ مدظلہا کی علالت یوں تو عرصے سے چل ہی رہی تھی ان دنوں میں وہ شدت اختیار کرگئی ادھر حضرت والد صاحب مدظلہم بواسیر کے مرض میں مبتلا ہوکر نشست و برخاست تک سے معذور ہوگئے۔ اب بحمداللہ دونوں کی صحت افاقہ پذیر ہے لیکن تادم تحریر دونوں صاحب فراش ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آمین ثم آمین، دونوں کی بیک وقت علالت کے باعث دفتر بھی روزانہ بہت مختصر وقت کیلئے آنا ہوتا تھا مگر اتنی بات کا یقین دلاتا ہوں کہ

گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار　　لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

شوال کے مہینے میں آپکو میری جن ''حسین مصروفیات[1]'' کا تصور تھا اور اب بھی ہوگا وہ عیدالاضحیٰ کے بعد تک کیلئے مؤخر ہوگئی ہیں لہٰذا اب آپکو ان دنوں کراچی میں ہونے سے کوئی عذر نہیں ہونا چاہیے، آپ نے حج کے بارے میں بڑی دیر کردی اسٹیٹ بنک کے ایک صاحب نے ہم سے کہا تھا کہ آپ اگر ۵ر جنوری سے پہلے پہلے پی فارم کی کوئی کوشش کرنا چاہیں تو ۷۵ فیصد کامیابی کی امید ہے اور اسکے بعد کوشش کرینگے تو معاملہ مشکل ہوجائیگا تاہم میں پوری کوشش کررہا ہوں کہ پی فارم مل جائے اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین، اگر کچھ امید ہوئی تو میں آپکو لکھ کر یہیں بلالونگا کیونکہ پاسپورٹ داخل کئے بغیر پی فارم نہیں ملتا فی الحال نمبر وغیرہ سے کام چلا رہا ہوں۔ آپ پھر اکیلے اکیلے مشرقی پاکستان[2] ہو آئے میرے لئے یہی کیا کم ہے کہ وہاں کی مست بھری فضاؤں میں آپ مجھے بھولے نہیں؟ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ کسی موقعہ پر وہاں کا ساتھ ضرور ہوگا جمعیۃ کانفرنس کی تھوڑی سے رئیداد حضرت مولانا بنوری صاحب مدظلہم سے سن لی تھی' جمعیۃ کی رفتار ترقی سے مسرت ہوتی ہے مگر ہائے اے سوشلزم، مولانا ہزاروی صاحب کی تازہ پریس کانفرنس آپ نے پڑھ لی ہوگی۔

دشمنوں نے تو دشمنی کی　　دوستوں نے کیا کمی کی

اس بیان سے وہ پوری طرح کھل کر سامنے آگئے ہیں اگر اب بھی ہم لوگوں نے عبرت حاصل نہ کی تو لات حین الندامۃ کہنا پڑیگا۔ میں نے مفتی محمود صاحب اور مولانا ہزاروی صاحب دونوں کو خطوط لکھے ہیں مگر جوابات سے ہنوز محروم ہوں۔ خدا جانے اس قوم کا کیا حشر ہونے والا ہے؟ کیا آپ انکے اس نقطہ نظر سے براءت کا اعلان الحق میں نہیں کرینگے؟ میں نے خط اسلئے لکھا تھا کہ اس ناگوار فریضے کی نوبت نہ آئے تو اچھا ہے لیکن ابتک ''سکوت محض'' ہے اب سوچتا ہوں کہ ہمارا سکوت کسی طرح مناسب نہیں ہے اور اگر ہم نے اس سے براءت کا اعلان نہ کیا تو عنداللہ مأخوذ نہ ہوں؟ بہر کیف، سوچئے اور کوئی مناسب قدم اٹھائیے۔ والد ماجد مدظلہم العالی کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

والسلام ...... احقر محمد تقی عثمانی

---

[1] غالباً شادی کا پروگرام تھا جو موخر ہوا۔

[2] والد ماجد قدس سرہ مولانا مفتی محمود' مولانا عبداللہ درخواستی' مولانا محمد یوسف بنوری اور شاید مولانا شمس الحق افغانی اور مولانا عبیداللہ انور کی معیت میں یہ سفر ہوا تھا۔

(۲۶)

۱۱؍فروری ۱۹۶۹ء («کلب الصالحین» مہینوں سے چشم براہ ہے نامۂ بشارۃ نے غنچۂ آرزو کو وا کردیا)

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامے باعث افتخار ہوئے جواب میں تاخیر اسلئے ہورہی تھی کہ خیال تھا پی فارم کے سلسلے میں کوئی حتمی جواب آپکو دے سکوں اور امید وبیم کی کیفیات میں یہ ممکن نہ تھا ہمارے تعلق دار صاحب بیمار پڑ گئے کرفیو لگ گیا اور اب وہ مسلسل "بہت دیر کردی" کی رٹ لگارہے ہیں مگر اب آپکے خط سے معلوم ہوا کہ وہیں کوئی انتظام ہوگیا ہے یاللسعادۃ !اس وقت سے ہمہ تن انتظار ہوں آمد کی تاریخ اور گاڑی سے ضرور مطلع کیجئے گا۔ خواہ بذریعہ تار ہی کیوں نہ ہو اور ہاں یہ مولویانہ حیلے یہاں نہیں چلیں گے، کراچی میں آپ کہیں اور نہیں ٹھہر سکتے آپکی شہر کی ضروریات مسلم ہیں لیکن انکی بجا آوری میری معیت ہی میں ہوگی۔ دن شہر میں اور رات "کَلبُ الصالحین" میں جو مہینوں سے چشم براہ ہے۔ اس کے سوا کوئی صورت لائق سماعت نہیں ہوگی براہ کرم اس سلسلے میں مزید کوئی گفتگو نہ فرمائیں۔ قاری سعید الرحمان صاحب کی تشریف آوری سونے پر سہاگہ کا کام دیگی۔ نہایت عجلت میں اس آرزو پر یہ خط لکھ رہا ہوں کہ جلد ہی کوئی نامہ بشارت غنچۂ آرزو وا کریگا۔ والسلام...... محمد تقی عثمانی

(۲۷)

(مکتوب کی زیارت باعث فراوانیٔ شوق ○ ایل ایل بی کا امتحان ○ بائبل سے قرآن تک کی طباعت ○ سفر مشرقی پاکستان کی روئداد فکر انگیز ○ سفر سلہٹ مولانا مدنی کی مسجد کے ذکر میں اختر شیرانی کے مصرع کا نامناسب سہارا مفتی ولی حسن صاحب کا بھی پیغام)

محب مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ سے مخاطبت کی لذت حاصل کرنیکا انتظار تو ہمیشہ ہی رہتا ہے لیکن جب آپکا کوئی گرامی نامہ میرے پاس میز پر رکھا ہوتا ہے تو یہ انتظار اور بڑھ جاتا ہے اور آتے جاتے اس مکتوب کی زیارت شوق میں فراوانی پیدا کرتی رہتی ہے۔ مگر کتنا بے بس ہے انسان کہ اپنی کسی آرزو کو پورا کرنے پر قادر نہیں۔ اس عریضہ کے ہمراہ الحق کے ٹائٹل کا ڈیزائن ارسال خدمت کررہا ہوں امید ہے کہ پسند خاطر ہوگا یہاں تو سب لوگوں نے بہت پسند کیا۔ حضرت والد صاحب مدظلہم اور برادر مکرم مولانا محمد رفیع صاحب آجکل مشرقی پاکستان گئے ہوئے ہیں اسلئے کاموں کا ہجوم کچھ اور بڑھ گیا ہے ادھر ایل ایل بی سال آخر کا امتحان بھی سر پر آگیا ہے۔ یہ آخری امتحان ہے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بطریق احسن فارغ فرمادے۔ "بائبل سے قرآن تک" کی جلد اول بالکل تیار ہے انشاء اللہ ایک ہفتے میں پریس چلی جائیگی امید ہے کہ اسے دیکھ کر انشاء اللہ آپ بہت مسرور ہونگے اور آپ جیسے صاحبان علم وذوق نے اگر اسے پسند فرمالیا تو میں سمجھونگا کہ میری چار سالہ عرق ریزی رائیگاں نہیں گئی۔ اسپر میں نے تقریباً سوا دو سو صفحات کا مبسوط مقدمہ لکھا ہے اسکے کچھ حصے البلاغ میں دینے کا ارادہ ہے۔ آپکی "مشرقی پاکستان کے سفر کی روداد" بڑے ہی مزے لے لیکر پڑھی، کبھی رفاقت سے محرومی کی حسرت میں اضافہ ہوتا اور کبھی ایسا محسوس ہوتا کہ میں آپکی رفاقت سے محروم کہاں رہا؟ اس دلچسپ روداد نے تو یہ کمی پوری کردی۔ مشرقی پاکستان کے حالات پر آپکا تبصرہ بھی بڑا فکر انگیز تھا خاص طور سے یہ بات کہ "ربوہ" اور "احمد نگر" دونوں سرحدوں پر واقع ہیں بہر کیف پورے اداریئے کو پڑھ کر دل سے دعائیں نکلیں۔ ایک بات البتہ عرض کردینے کے قابل ہے کہ حضرت مدنیؒ کی مسجد میں پہنچکر تاثرات میں والہانہ شدت تو ہونی چاہیے تھی مگر اسکے اظہار کیلئے اختر شیرانی کے مصرعے کے بجائے کچھ اور ہوتا تو مناسب تھا۔ اسے پڑھکر خیال تھا کہ آپکو یہ بات لکھونگا کہ اتنے میں مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی سے ملاقات ہوئی انہوں نے بھی کہا کہ میرا یہ پیغام بھی آپ مولانا سمیع الحق صاحب کو پہنچادیں۔ اب اجازت چاہتا ہوں۔ و لے بادل ناخواستہ، عنوانات انشاء اللہ پھر ارسال کرونگا۔ والسلام...... اخوکم فی اللہ احقر تقی

(۲۸)

۱۴؍صفر ۱۳۸۹ھ (رہ رسم واخا مسدود نہیں ہوسکتے مفتی محمود کیساتھ معاشی مسائل اور سوشلزم پر کھل کر باتیں O دعوات حق پر تبصرہ O بائیبل سے قرآن تک)

اخی فی اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا جانے کن کن اسباب کی وجہ سے گرامی نامہ کے جواب میں تاخیر ہوئی لیکن مجھے اسپر ''رہ ورسم اخا مسدود است'' کے الفاظ کے اطلاق میں اشکال ہے ''دل بیار و دست بکار'' ہوتو اس سے اخاء کے رسم وراہ مسدود نہیں ہوتے اور خدا کا شکر ہے کہ کیفیت یہی تھی۔ صورتحال اصل میں یہ تھی کہ پچھلے دنوں مولانا مفتی محمود صاحب کراچی آئے ہوئے تھے' انکے ساتھ بعض معاشی مسائل کی تحقیق میں صبح وشام نیوٹاون میں رہنا پڑا۔ بڑی دلچسپ صحبتیں رہیں' سوشلزم کے موضوع پر کھل کھل کر باتیں بھی ہوئیں اس مصروفیت کی وجہ سے دارالعلوم کے سارے کام معرض التواء میں پڑے رہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم (جمع متکلم) بالکل خیریت سے ہیں البتہ والدہ صاحب مدظلہا کی طبیعت مسلسل خراب چل رہی ہے' انکی وجہ سے فکر دامنگیر رہتی ہے انکی صحت کیلئے دعا فرمائیں' کئی مہینوں سے البلاغ کا اشتہار نہیں بھیج سکا تھا آپکا اشتہار بھی صفر کے پرچے میں نہیں آسکا' انشاء اللہ اس ماہ سے یہ سلسلہ پھر شروع ہوجائیگا۔ دعوات حق پر تبصرہ کرنیکا تو میں اہل ہی کہاں ہوں البتہ اسکے تعارف کے طور پر چند کلمات ربیع الاول کے شمارے میں دیدیئے ہیں ناشر صاحب کو مطلع فرمادیں۔ ''بائبل سے قرآن تک'' ہنوز آپکی توجہ کی محتاج ہے، صاحبزادی[1] کی وفات پر اہلیہ کو تو بہت متاثر پایا ہوگا متاثر ہونیکی بات ہی ہے اللہ تعالیٰ صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، شاہین، آپکی بھاوج کی طرف سے انکی خدمت میں سلام اور تعزیت پہنچادیں، آئندہ کیلئے یہ سوچا ہے کہ مفصل خط لکھنے کا انتظار نہ کیا کروں مختصر پر اکتفاء نہ لکھنے سے بہرصورت بہتر ہوگا، اسلئے اجازت، والسلام......آپکا تقی

آپ نے پان خوری کی رفتار کے بارہ میں پوچھا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ (کسی لطیفہ کی طرف اشارہ) ''ماشاء اللہ کثیر''۔

(۲۹)

(اکابر جمعیۃ (مفتی محمود' مولانا ہزاروی) سے معاشی ایشوز پر اختلاف O الحق کا اداریہ' طول بیانی لائق رشک O بائبل سے قرآن کے بارہ میں کلمات سے خوشی)

۱۸؍ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ جو شکوہ وعتاب کی لذتوں سے معمور تھا موصول ہوکر باعث شرح صدر ہوا۔ میری سستی اور کاہلی پر آپ جتنا بھی عتاب کریں آپکو حق ہے (صاحب ''الحق'' جو ٹھہرے) اور اب اپنی یہ سستی ناقابل علاج ہوتی جارہی ہے' آپ ہی دعا فرمائیں کہ اللہ اس سے نجات دے اور اوقات ضائع ہونیکے بجائے کام میں لگنے لگیں۔ ''معاشی نظام'' کے بارے میں خدا کا شکر ہے کہ یہ بدگمانی نہ پہلے تھی نہ اب ہے کہ حالات سے پوری طرح واقف ہونے کے بعد آپ نے عمداً ایسا کیا ہوگا یہ ظاہر ہے کہ آپ ایک ہزار میل کے فاصلے پر ان حالات سے کیونکر واقف ہوسکتے تھے؟ ہاں، مفتی محمود صاحب کو چاہئے تھا کہ آپکو صحیح صورت حال بتلاتے انہوں نے نہیں بتلائی تو لیس ھذا باوّل کرم منه! بہرحال جو کچھ ہوا وہ ہوگیا مولانا بنوری صاحب نے بھی اپنا اداریہ مجھے بعد میں دکھلایا ورنہ عرض کرتا کہ

[1] نعیمہ بی بی میری ایک چھوٹی بچی جس کا میرے سفر حج کے دوران انتقال ہوگیا۔

اصل موردالزام کون ہے؟ اب ان حضرات کی ''عنائتیں'' روزافزوں ہوتی جاتی ہیں اشتراکیت نوازی میں کوئی کمی نہیں آئی اضافہ ہی ہورہاہے۔ لیبر پارٹی کیساتھ معاہدہ کے بعد اب نیپ اور پیپلز پارٹی کی طرف رُخ ہے جسکا اعتراف خود مولانا ہزاروی نے لاہور کی پریس کانفرنس میں کیاہے۔ **فالی اللّٰہ المشتکیٰ و لاحول و لاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم۔**

آج ہی الحق ملا، اداریہ پڑھ کر طبیعت باغ باغ ہوگئی آپنے بڑی سلامت فکر اور سلاست بیان کیساتھ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو روشن کردیا ہے اللہ آپکو جزائے خیر عطافرمائے جس طول بیانی کا آپ نے شکوہ کیاہے وہ دوسرے کیلئے لائق رشک ہے اللہ ایسے طول بیان لوگوں کی ہم میں کثرت فرمائے۔ بائبل سے قرآن تک، پر آپکے کلمات طیبہ میری خوش نصیبی ہیں ورنہ یہ واقعہ ہے کہ اتنی قدر افزائی کا اہل نہیں تھا۔

''اوقاف'' کے اشتہار کا قضیہ یہ ہے کہ انہوں نے میرے پاس خط لکھکر اشتہار کے نرخ طلب کئے تھے میں نے نرخ تو بھیج دیئے لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ اشتہار کا مضمون پہلے بھیج دیجئے۔ اسکو دیکھ کر معاملہ کیا جاسکے گا خیال تھا کہ اگر اشتہار مصالح کے خلاف نہ ہوں تو شائع کردینگے ورنہ واپس بھیج دینگے میرا خیال ہے کہ آپ بھی ایسا ہی کردیں اور نرخ کے معاملے میں کوئی مصالحت نہ برتیں اشتہار کا مجموعہ دیکھ کر باہمی مشورے سے کوئی فیصلہ کرلینگے۔ اوقاف کے سیمینار کی شرکت کے بارے میں رائے یہی ہوئی کہ شرکت کی جائے مولانا بنوری صاحب مدظلہم بھی تشریف لیجائنگے۔ لیکن ابھی ہمارے یہاں سے جانیوالے کی تعین نہیں ہوئی اوقاف کو یہ خط لکھا ہواہے کہ تفصیلی پروگرام، موضوعات اور مندوبین کی فہرست ارسال کی جائے یہ معلومات آجائیں تو کسی کی تعین کردی جائیگی بظاہر بھائی صاحب کو یا مجھے بھیجا جائیگا۔ آپ بھی جانیکا ارادہ فرمالیں اللہ کو منظور ہو تو اسطرح ملاقات ہوجائیگی۔ والسلام ...... احقر محمد تقی عثمانی

(۳۰)

(مولانا بنوری کی تحریک پر مفتی محمود کی کراچی آمد سوشلزم کے مسئلے پر بحث مباحثے اور تحفظات O مسودہ جمعیۃ کو منسوب کرنے کی شکایت O سوشلزم اپنی آمد کیلئے علماء کو ذریعہ نہ بنائے)

۵/جمادی الاولی ۱۳۸۹ھ

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرصے کے بعد آپ سے مخاطب ہونیکی مسرت حاصل کررہاہوں' والدین کی مسلسل علالت اور شدید بیرونی مصروفیات کی وجہ سے اس سے قبل موقعہ نہ مل سکا۔ بحمد للہ اب حضرت والد صاحب مدظلہم کی طبیعت بہتر ہے البتہ والدہ صاحب مدظلہا کی صحت بدستور خراب چل رہی ہے دعا فرمایئے۔ معاشی پروگرام کا قضیہ اصل میں یہ تھا کہ حضرت بنوری صاحب مدظلہم کی تحریک پر مفتی محمود صاحب کراچی تشریف لائے تھے تاکہ اس مسئلے پر غور کریں' مولانا بنوری صاحب نے والد صاحب کی شمولیت کی بھی تجویز پیش کرکے دعوت دی۔ والد صاحب نے دو شرطیں رکھیں کہ اگر مفتی محمود صاحب اسپر آمادہ ہوں تو ہم شریک ہوجائنگے ایک یہ کہ جمعیۃ کا موقف سوشلزم کے سلسلے میں مخدوش چل رہاہے اسلئے اس کام کو جمعیۃ کی طرف منسوب نہ کیا جائے، دوسرے یہ کہ اس بات کو مفروغ عنہ سمجھا جائے کہ سرمایہ داری اور سوشلزم اسلام کے خلاف ہیں۔ یہ شرطیں منظور ہوکر اصول موضوعہ میں لکھدی گئیں اسکے بعد ہم دونوں بھائی والد صاحب کی علالت کی وجہ سے ان کی جانب سے نیابۃً شامل ہوئے۔ روزانہ مفتی صاحب سے طویل گفتگو ہوتی تھی سوشلزم کے موضوع پر نرم گرم ہر قسم کی بحثیں چلتی رہیں وہ اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح زمینوں کو قومیانے کا ثبوت نکل آئے بالآخر انکے چلتے وقت تک یہ مسودہ تیار ہوا تھا لیکن ان مجلسوں سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ سوشلزم نہیں تو سوشلسٹ ضرور مفتی صاحب کے ذہن پر بری طرح چھاگئے ہیں۔ اس سلسلے میں مجھے آپ سے شدید شکایت ہے اور وہ یہ کہ جب اس مسودہ میں صاف طور پر یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ کسی جماعت سے منسوب نہیں ہوگا تو

آپ نے کیوں خواہ مخواہ اسے "مجلس علماء جمعیۃ علماء اسلام" کی طرف منسوب کر دیا؟ یہ سراسر ایک آزاد کام تھا اسکا مطلب اب یہ ہے کہ مفتی محمود صاحب کیساتھ مل کر اب کوئی کام نہ کیا جائے اس سلسلے میں اس مرتبہ مولانا بنوری صاحب نے بھی بینات کے اداریئے میں کچھ لکھا ہے آپ اسے بنیاد بنا کر اصل حقیقت کی وضاحت رسالے ہی کے ذریعہ فرما دیجئے۔

اس مہینے کا الحق نہ جانے کیوں ابتک نہیں ملا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاک میں ضائع ہوگیا۔ اپنی کتاب پر آپکا تبصرہ اور تسخیر ماہتاب پر آپکا اداریہ پڑھنے کا اشتیاق ہے اتفاق سے اس مرتبہ میں نے بھی اسی موضوع پر چند صفحے سیاہ کئے ہیں۔ اس ہفتے کا ترجمان اسلام آپ ضرور ملاحظہ فرمائیے خاکسار پر کس شان سے کرم فرمایا گیا ہے۔ کیا آپکو اب بھی محسوس نہیں ہوتا کہ ان لوگوں کا رخ کس طرف ہے؟ میں تو اب صاف صاف دیکھ رہا ہوں کہ ع کیں رہ کہ او میرود بہ "ترکستان" است

اب افہام وتفہیم کی بھی حد ہو چکی ہے مفتی محمود صاحب زبانی مجھے یہ فرما رہے تھے کہ سوشلزم اس ملک میں آیا ہی چاہتا ہے، اور اگر ہم نے فقہی مسائل میں کچھ لچک پیدا نہ کی تو یہ فتنہ مسلط ہو جائیگا، اور اب پریس کانفرنس میں فرما رہے ہیں کہ سوشلزم سے پاکستان کو کوئی خطرہ نہیں ہے، لیبر پارٹی سے اتحاد کر چکے ہیں، عراق میں علماء پر ہونیوالے مظالم کو انکا "داخلی مسئلہ" قرار دیکر خاموش ہو گئے، جو شخص سوشلزم کے خلاف بولتا ہے اسے امریکہ کا ایجنٹ قرار دینا معمولی بات ہے، یہ سب آخر کیا ہے؟ کیا اب ہم لوگوں کا خاموش تماشائی بنے رہنا مداہنت کی تعریف میں نہیں آئیگا؟ **الم یان للذین آمنوا أن تخشع قلوبهم لذكر الله وما نزل من الحق** ؟ اس مرتبہ "المنبر" کا اداریہ بھی پڑھیے اور براہ کرم بتایئے کہ اس سلسلے میں آپکی کیا رائے ہے؟ میں آجکل سخت بے چین ہوں کہیں خدانخواستہ اس ملک میں بھی سوشلزم اپنی آمد کیلئے علماء ہی کو ذریعہ نہ بنائے۔ آجکل دن رات مصروفیت بہت زیادہ ہے، چار سو پھیلے ہوئے فتنوں کے احساس سے دماغ شل سا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنا کرم فرمائے۔ حضرت والد ماجد مدظلہم کی خدمت میں احقر کا سلام پہنچا دیجئے۔ والسلام ...... تقی

(۳۱)

(کبھی کبھی دل کی عقل کی پاسبانی سے تنہائی)

۸راگست ۷۱ء

برادر محترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں، دس بارہ روز ہوتے ہیں ایک مفصل عریضہ لاہور سے ارسال کیا تھا تین دن کے بعد سے جواب کا انتظار شروع کر دیا تھا اور ابھی تک سراپا انتظار ہوں خدا جانے وہ خط ملا نہیں یا ملا، مگر یہ جذبہ انتظار کا مظاہرہ ہے؟ خط میں اور باتوں کے علاوہ میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ ۲۰ راگست سے ۲۷ راگست تک کا ایک ہفتہ آپکی رفاقت میں گزارنے کو دل چاہ رہا ہے، اسکا موقعہ بھی ہے میں آجکل لاہور میں ایم اے کا امتحان دینے کیلئے آیا ہوا ہوں، اگر آپ بھی ولو بجھد یہ وقت فارغ کر سکے تو کاغان کا پروگرام بنا لیا جائے کیونکہ اس سے بہتر موقعہ پھر بہت دیر تک ملنے کی توقع نہیں ہے اگر ارادہ ہو تو رفیق صاحب[1] کو ابھی سے لکھدیں، ۲۰ راگست کو میں یہاں سے روانہ ہو کر مع مشرف وکلیم صاحبان انشاء اللہ پنڈی پہنچ جاؤنگا۔ آپ بھی وہاں تشریف لے آئیں وہاں سے ساتھ چلیں گے۔ اگر کاغان جانا کسی وجہ سے مناسب نہ ہو تو مری میں ایک مکان کا انتظام ہے دو تین روز وہاں گزارے جا سکتے ہیں۔ آپکی مصروفیت کا اندازہ ہے مگر کبھی کبھی دل کو پاسبان عقل سے تنہا بھی چھوڑنا چاہیے آپ کے جواب کا بے چینی سے منتظر ہوں۔ حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ والسلام ...... احقر محمد تقی عفی عنہ

---

[1] جناب الحاج رفیق احمد خان سرکاری محکمہ میں ملازمت تھی ملاکنڈ سے تعلق اکابر دیوبند بالخصوص مولانا مدنی وغیرہ کے گرویدہ اخلاص ومحبت کے پیکر جشن صد سالہ دیوبند میں بھی ساتھ رہے۔ ایکسیڈنٹ میں جوانی میں جان بحق ہوئے نور اللہ مرقدہ

(۳۲)

(دوش صبا رہوا ریار بن گیا O مجھ سے ایک غلط بیان کی نسبت O ناخوشگوار فضا تعلقات پر اثر انداز نہیں ہوسکتا)

۱۴رر جب ۱۳۸۹ھ

اخی الکریم فی اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ایک ہفتے سے روزانہ خط لکھنے کا ارادہ کررہا تھا مگر تقدم کی فضیلت آپ ہی کو حاصل ہونی تھی ہم جیسے متخلفین آپکی برق رفتاریوں کا ساتھ کیسے دے سکتے ہیں؟ مجھے اس بات کا شدید قلق ہے کہ اس مرتبہ کراچی میں آپکے قیام کے دوران ملاقاتیں نہایت مختصر اور ہنگامہ خیز رہیں اور ملتے وقت ڈھنگ سے سلام کا بھی موقع نہ مل سکا۔ کئی بار فون پر رابطہ قائم کرنیکی کوشش کی مگر ناکام رہا یہاں تک کہ یہ معلوم ہوا کہ دوش صبا رہوا ریار بن گیا ہے اور اب اس پر رشک کرنیکا موقع بھی نہیں ہے۔ دل میں یہ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ کہیں خاطر دوست پر ملال کا کوئی غبار نہ ہو اسی لئے چاہ رہا تھا کہ جلد از جلد خط لکھ ڈالوں مگر معلوم ہوا کہ دوست ہمارے پست تصورات سے کہیں بلند ہے۔

''جنگ'' کا بیان بعض طلباء نے مجھے دکھایا تھا میں نے تو فوراً ہی ان سے کہہ دیا تھا کہ یہ نسبت یقیناً غلط ہے ان حضرات کی طرف سے جو بیانات آرہے ہیں وہ سینکڑوں کے حساب سے دستخطوں پر مشتمل ہوتے ہیں مگر دستخط لینے اور بیان دینے کے معاملے میں ان حضرات کے نزدیک کذب کی حرمت غالباً منسوخ ہوگئی ہے' مولانا حیدر زمان صاحب لانڈھی کے نام سے ایک بیان جنگ میں آیا تھا تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ مولانا ایک مل کی لیبر یونین کے صدر ہیں اور اپنی دہریت وخدا بیزاری سے پورے محلے کو بیزار کئے ہوئے ہیں' خدا کی ضرورت کے قائل نہیں قرآن کریم تو درکنار کلمات بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے' ایک اور مولانا کا بیان بھی جنگ میں آیا تھا جن کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ ایک مقامی مسجد میں تیسرا پارہ ناظرہ پڑھ رہے ہیں' ان حالات میں آپکے دستخط دیکھ کر میرا یہ یقین کہ آپکی طرف نسبت غلط ہوئی ہے چنداں تعجب خیز نہیں ہوسکتا البتہ آپ حضرات کی طرف سے اسکی تردید ضروری ہے خواہ الحق ہی میں ہو۔ ایک بات کا پھر اعادہ کردوں جو ناخوشگوار فضا اس وقت پیدا ہوگئی ہے اسکا کوئی اثر ہمارے تعلقات پر نہیں پڑسکتا، اسلئے کہ ع ساقی سے مرا واسطہ جام نہیں ہے

آپکی محبت آپ کے تعلق اور آپ کی عنایات سے کسی بھی درجے میں صرف نظر کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ حضرت والد صاحب مدظہم العالی کی خدمت میں سلام مسنون پیش فرمادیں۔ والسلام ......احقر تقی

(۳۳)

(شکایت سے بچنے کا انداز دلربا راضی ہونے کی علامت O دوسطریں سامان تشفی بخش گئیں)

۲۷رر مضان المبارک ۱۳۸۹ھ

برادر مکرم ومحترم دام فضلکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مختصر نامہ ملا، اور اس نے حیران کردیا کہ جو شکایت مجھے آپ سے کرنی تھی وہ الٹی آپ نے کرڈالی' شکایت سے بچنے کا یہ بھی ایک انداز دلربا ہے جسپر غصہ نہیں پیار آتا ہے' برادر محبوب من، ذرا حافظہ پر زور ڈالئے خط کا انتظار مجھے ہونا چاہیے تھا آپکو نہیں' بہرکیف، اب یہ انتظار ختم ہوگیا' عرصے کے بعد دوسطریں ان دلنواز تحریر کی نظر سے گذریں جسکا ہر ہفتے انتظار رہا کرتا تھا۔ میں خود انتظار سے عاجز آکر دوبارہ خط لکھنے والا تھا اور دل میں یہ وساوس بھی گزر رہے تھے کہ کہیں خدانخواستہ مجھ سے کوئی ایسی غلطی تو سرزد نہیں ہوئی جسکی سزا اس انتظار سے دی جارہی ہو لیکن ہجوم مشاغل نے ہر ارادے کی کمر توڑ رکھی تھی اسلئے یہ بے چینی از خود رفع نہ کرسکا اب آپ کے قلم سے دوسطریں سامان تشفی بخش گئیں۔ اسلئے کہ شکایت راضی ہونے کی علامت ہے ناراض ہونے کی نہیں۔!!!

رمضان المبارک کی رحمتیں سایہ گستر ہوئیں اور ہیں لیکن اس محروم انسان کو کیا کہئے جس پر گھٹائیں برستی ہیں مگر اسکی خشکی دور نہیں ہوتی، آپ حضرات کو اللہ نے توفیق دی ہے جھولیاں بھر لی ہونگی اسلئے ناچیز کیلئے بھی مخصوص اوقات میں دعا فرمائیں۔ ملاقات کو بیحد دل چاہ رہا ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ کیونکر ہوگی؟ عید کے بعد انشاء اللہ لاہور جانیکا ارادہ ہے موقعہ ہوا تو شاید وہاں سے حاضری ہو جائے۔ رات ہی آپکو اور والد ماجد مدظلہم کو خواب میں خوش وخرم دیکھا اسپر شکر ادا کیا حضرت کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دیں۔ والسلام...... احقر تقی

روزے کی حالت میں اس سے زیادہ لکھنے کی آرزو تمنا کو والوں سے عبث ہے۔

(۳۴)

۱۷رمئی ۱۹۶۹ء (اوقاف سیمینار اور لقاء حبیب کا شوق)

محبی المکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ نظر افروز ہو کر سکون قلب کا باعث بنا، اسوقت صرف محکمہ اوقاف کی بات کا فوری جواب دینے کیلئے یہ عریضہ تحریر کر رہا ہوں۔ باقی باتیں انشاء اللہ چند روز بعد مفصل عریضہ کے ذریعہ ہونگی۔ اوقاف کے سیمینار کا دعوت نامہ یہاں بھی آیا ہے، رائے یہ ہوئی کہ بہتر تو یہ ہے کہ کوئی بھی شریک نہ ہو اور اگر معلوم ہو کہ کچھ مدارس شرکت کر رہے ہیں تو ضرور جانا چاہیے چنانچہ والد صاحب مدظلہم نے ایک خط انکو لکھ دیا تھا کہ جن حضرات کو دعوت دی گئی ہے اور جنہوں نے دعوت قبول فرمالی ہے براہ کرم انکے اسماء لکھ کر بھیج دیں اسکے بعد شرکت وعدم شرکت کا فیصلہ کیا جائیگا۔ ہنوز وہاں سے جواب نہیں آیا۔ اسکا انتظار ہے، اگر آپ بھی ایسا خط بھیج دیں تو اچھا ہو اور اگر شرکت کا وعدہ کر لیا ہو تو پھر انشاء اللہ یہاں سے بھی کوئی نہ کوئی ضرور جائیگا۔ اور لقاء حبیب کے شوق میں میری کوشش یہ ہوگی کہ وہ ''کوئی'' میں ہی ہوں۔ والباقی عن قریب انشاء اللہ. والسلام...... احقر محمد تقی

(۳۵)

۲۵ر ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ (قیام ہمارے ہاں نہ ہونے پر احتجاج گھیراؤ جلاؤ ہوگا جو آنے والی جمہوریت کے لوازم ہیں ○ اداریہ میں مساوات کسی قیمت پر نہ چھوڑیں)

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، لاہور بھی پہنچا، اور وہاں سے واپس آئے ہوئے بھی پندرہ دن ہونے کو ہیں لیکن مراسلت کی سعادت حاصل نہ ہو سکی وہی مصروفیات کا گھسا پٹا عذر جسے بیان کرتے ہوئے اب شرم آنے لگی ہے لاہور سے اکوڑہ خٹک نہ پہنچ سکا کچھ الجھنیں ہی ایسی تھیں لیکن دل غافل نہیں ہوا۔ ''الحق'' کے اشتہار کی پشت پر چند حسین سطریں نظر نواز ہوئیں بقرعید کی تعطیلات میں کراچی آنے کا ارادہ اسمیں سب سے زیادہ دلکش چیز ہے خدا جانے یہ ''عزم'' ہے یا حسین تصورات میں الجھا کر کسی ناکردہ گناہ کا انتقام لیا جار ہا ہے، بہرحال! اگر یہ کوئی فریب ہے تب بھی بڑا حسین ہے اور فی الحال اس فریب میں آجانا بھی بڑا لذیذ معلوم ہو رہا ہے خدا کرے کہ یہ فریب حقیقت بنے لیکن میں پہلے سے کہہ رہا ہوں کہ قیام دار العلوم میں کرنا پڑیگا۔ اس مرتبہ انشاء اللہ مصروفیات زیادہ نہیں ہونگے اسلئے دار العلوم میں قیام کرنے کے بعد جہاں آپ جانا چاہینگے انشاء اللہ اسمیں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی لیکن اگر آپ نے کوئی اور راستہ اختیار کیا تو آپکو معلوم ہے کہ احتجاج، ہڑتال، جلوس، مظاہرہ، توڑ پھوڑ، گھیراو، ہر چیز کی آزادی قوم کو مل چکی ہے اور جوں جوں جمہوریت کی منزل قریب آئیگی اس آزادی میں اضافہ ہی ہوگا۔ حضرت والد صاحب مدظلہم العالی کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ جنوری کا اداریہ بہت خوب تھا مگر گول مول ہونے کے باوجود پلہ ضلع ہزارہ کی طرف جھکتا نظر آرہا تھا، بس اس جھکاؤ سے مجھے اختلاف ہے مساوات کو کسی قیمت پر نہ چھوڑیئے۔

والسلام...... احقر محمد تقی عثمانی

(۳۶)

(صاحبزادہ کی ولادت پر مبارکباد O پسر تمام کند O اداریہ پریشانی افکار کا نہیں صحت افکار کا مجموعہ ہے O ایک سال برزخیت میں گذارا)

۱۳ رصفر ۱۳۹۰ھ

اخی فی اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نامہ اخلاص ومحبت نظر افروز ہوا۔ اس ''مبارکباد''[1] کا انتظار ہی لگا ہوا تھا آپ سے مبارکباد سننے کو واقعی دل چاہ رہا تھا خدا کرے کہ آپکی دعائیں رنگ لائیں اور وہ واقعۃ علم وعمل کے اعتبار سے ''پسر تمام کند'' کا مصداق بن جائے۔ آجکل کچھ بیمار ہے۔ صحت کیلئے دعا فرمایئے۔ خط لکھنے کو دل تو ہمیشہ اور ہر وقت چاہتا ہی رہتا ہے لیکن کراچی کی ھنگامہ خیز زندگی بہت سی خواہشوں کو مؤخر کرنے پر مجبور کرتی ہی رہتی ہے اسکا مطلب کبھی غلط نہ سمجھئے گا۔ جون یا جولائی میں انشاء اللہ لاہور حاضری ہوگی، لیکن مشکل یہ آپڑی ہے کہ بیس بائیس دن امتحان کی نذر ہو جائینگے۔ اسکے بعد دارالعلوم سے مزید غیر حاضری کہیں نا قابل برداشت نہ ہو جائے اسکی فکر ہے بہر حال، انشاء اللہ کوئی صورت نکالنے کی کوشش تو لازمی کرونگا۔ کاغان کی وادیوں میں ہمسفری کی لذت ایسی چیز نہیں ہے جسے آسانی سے نظر انداز کیا جاسکے تصور آتا ہے تو دل مچلنے لگتا ہے۔ آپکا موجودہ اداریہ پریشانی افکار کا نہیں، صحت افکار کا مجموعہ ہے اور اب آپ ''سادہ لوحی'' سے ''دانشمندی'' کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں بس یہ ایک سال اسی ''برزخیت'' کیساتھ گزار دیجئے انشاء اللہ جو ہونا ہے ہو رہیگا۔

ہمارا حال تو یہ ہے کہ　ع　اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش

آجکل مصروفیت اپنے شباب پر ہے، خاتمہ بالخیر کی دعا نہ بھولئے گا حضرت والد ماجد مدظلہم کی صحت کی خرابی کی خبر سنکر بہت تشویش ہے اللہ تعالیٰ انکا سایہ شفقت ہم نااہلوں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین،　والسلام......احقر تقی

(۳۷)

(ہمارے عزائم بغیر حصول معرفت کے ٹوٹتے ہیں O معاشی اصلاحات پر کتابچہ کیلئے سرکردہ علماء کے دستخط ۲۲ نکات کے طرز پر معاشی اصلاح کے نکات اور مثبت تجاویز)

۲۵ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

برادر مکرم ومحترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، صدائے نغمہ بار فون پر سن لی اور اس ''مثلثا اللقاء'' پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ مگر یہ ''مثلثا اللقاء'' تشنگی کو اور بڑھا دیتی ہے، بہر حال اس پُر آشوب دور میں لقاء کا جتنا حصہ بھی حاصل ہو جائے وہ غنیمتِ باردہ ہی ہے۔ ہاں سب سے پہلے یہ بتایئے کہ والدہ ماجدہ مدظلہا کی صحت اب کیسی ہے؟ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وعافیت کلی عطا فرمائے۔ امید ہے کہ اس عریضہ کی دست بوسی تک ان کی طبیعت بحال ہو چکی ہوگی۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ میرا آپکا ارادہ بنا، ٹوٹا، پھر بنا، مگر پھر ٹوٹ گیا، عرفت ربیّ بفسخ العزائم تو بہت اونچا مقام ہے ہمارے صرف عزائم ٹوٹتے ہیں حصول معرفت کا کوئی مرحلہ نہیں آتا۔ اس وقت اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ تمام علماء کی طرف سے متفقہ طور پر اسلام کی معاشی اصلاحات کو لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے چنانچہ ایک کتابچہ جو احقر نے مرتب کیا ہے اسپر تمام مکاتب فکر کے علماء کے دستخط کرائے جارہے ہیں تاکہ انہیں متفقہ طور پر شائع کیا جائے ابتک اسی سے زائد سربرآوردہ علماء واکابر نے

---

[1] عزیزی عمران اشرف کی ولادت پر مبارکباد۔

اسپر دستخط کئے ہیں اس کتابچے میں صرف وہ تجاویز مثبت طور پر پیش کی گئی ہیں جو اسلام کے مطابق معاشی اصلاح کیلئے ہونی چاہئیں۔ تجاویز تقریباً وہی ہیں جو رمضان ۸۹ھ کے البلاغ کے اداریئے میں شائع ہو چکی ہیں یہ کوئی کفر وغیرہ کا فتویٰ نہیں ہے نہ کوئی سیاسی مسئلہ ہے نہ اسے کسی سیاسی جماعت کی طرف سے شائع کیا جائیگا بلکہ یہ ۲۲ نکات کے طریقہ پر معاشی نکات ہیں جن پر ہر مکتب فکر کے علماء دستخط کر رہے ہیں' میری عین خواہش یہ ہے کہ اسپر حضرت مولانا عبدالحق صاحب دام ظلہم العالی اور آپ کے دستخط بھی ہوں لیکن خط لکھ کر اسلئے پوچھ رہا ہوں کہ آپ رمضان ۱۳۸۹ھ کا البلاغ دیکھ کر اندازہ کر لیں اور اگر حضرت مدظلہم کی طبیعت پر بار نہ ہو تو کتابچہ کا مسودہ ارسال کر دیا جائے اور حضرت اسپر دستخط فرمادیں اگر جواب اثبات میں ہو جیسا کہ توقع یہی ہے تو پھر اسطرح شاید ملاقات کی بھی کوئی صورت نکل آئے۔ آپ کے حالات کو دیکھتے ہوئے ۱۱۳ علماء کے فتوے پر دستخط کیلئے ہم نے درخواست کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا، لیکن اس کام کی نوعیت بالکل مختلف ہے اور ایک دوست کی حیثیت سے آپ کے حالات کو پوری طرح مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس درخواست کی جرأت کی ہے براہ کرم جواب جلد دیدیں کیونکہ کام تیزی سے ہو رہا ہے۔ حضرت مدظلہم کی خدمت میں نیاز مندانہ سلام عرض کر دیں۔ والسلام آپ کا تقی

(۳۸)

(وصال دوست کی راہ میں رکاوٹ جرم O پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کا امتحان O تعطیلات میں کاغان مری کا پروگرام بنانے کی خواہش)

۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

برادر عزیز و مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ایک عرصہ کے بعد تخاطب کا شرف حاصل کر رہا ہوں اس سے پہلا خط بھی غالباً لاہور ہی سے لکھا تھا اور اب پھر یہیں سے لکھ رہا ہوں پہلے کیوں نہ لکھ سکا؟ کیا اسباب پیش آئے؟ اسکا بیان کب تک کروں؟ اور کس طرح کروں؟ وصال دوست کی راہ کی کوئی رکاوٹ رکاوٹ نہیں ہوتی اسے رکاوٹ سمجھنا بھی جرم ہے اور میں اس جرم کا اعتراف کر کے سزا کا طلب گار ہوں بشرطیکہ وہ ''خذل وہجران'' کی شکل میں نہ ہو۔

اس عرصہ میں آپ بہت یاد آئے بار بار یاد آئے اور یاد آتے ہی رہے لیکن مشکل یہ ہے کہ یاد کا تعلق دل سے ہے قلم سے نہیں ہے اسلئے اسکا اظہار نہ ہو سکا' آپ نے نجانے میری کن کن حماقتوں پر صبر کیا ہے اور کن کن خطاؤں سے درگزر اسلئے امید ہوتی ہے کہ یہ جرم بھی ناقابل معافی نہ ہوگا۔ میں ایک ہفتے سے لاہور میں ہوں اور اپنی ایک حماقت کی سزا بھگت رہا ہوں، حماقت یہ تھی کہ میں نے ایک سال بچانے کی خاطر پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے کے امتحان میں داخلہ کرا لیا تھا، اب جو امتحان کا پروگرام آیا تو معلوم ہوا کہ پرچے اتنے طویل طویل وقفوں سے ہونگے کہ اختتام امتحان تک چالیس دن لگ جائینگے۔ ان چالیس دنوں میں سے آٹھ روز گزار چکا ہوں باقی باقی ہیں۔

کاغان کا لالچ آپ نے بار بار دلایا اب ایک موقع نکل رہا ہے اور وہ یہ کہ میں ۲۰ اگست سے ۲۷ر اگست تک لاہور میں بالکل خالی رہونگا ۲۸ر اگست کو آخری پرچہ ترجمہ اور مضمون کا ہے جسکے لئے تیاری کی ضرورت نہیں' یہ ایک ہفتہ کہیں باہر گزارا جا سکتا ہے، اگر آپ بھی باہمہ مصروفیات، اپنا یہ وقت فارغ کر سکیں تو کاغان کا پروگرام بنالیا جائے' اسکی شکل یہی ہو سکتی ہے کہ میں بھی ۲۰ر اگست کو پنڈی پہنچ جاؤں اور آپ بھی، وہاں سے جمع ہو کر ساتھ چلیں آپ کے حکیم اور کلیم صاحبان سے بھی درخواست کر کے انہیں بلالونگا۔ آخر سال میں تھوڑا سا وقت نکالنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ اسلئے یقیناً آپکو دشواریاں بہت ہونگی لیکن اگر ان دشواریوں پر قابو پایا جا سکتا ہو تو ایسا موقعہ شاید پھر سال دو سال تک ہاتھ نہ آئے یوں بھی ملاقات کیلئے دل صحیح معنی میں ''بیتاب'' ہے۔ اگر رفیق صاحب کاغان میں نہ رہے ہوں تو پھر کچھ

روز مری ہی میں گزارے جاسکتے ہیں وہاں ایک مکان کا انتظام ہے آپ کے جواب کا بے چینی کیساتھ انتظار رہے گا۔ حضرت والد ماجد مدظلہم العالی کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ اور بہت سی باتیں منتظر ملاقات ہیں۔ مشرف صاحب سلام کہتے ہیں۔

والسلام آپ کا تقی (ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور)

(۳۹)

۱۸/اگست ۱۹۷۰ء

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، انتظار شدید بلکہ مایوسی کے بعد گرامی نامہ باعث مسرت ہوا، انتخابات تو ملتوی ہو ہی گئے خود مجھے بھی ۲۷/اگست کو لاہور پہنچنا ضروری ہے اسلئے زیادہ وقت لگانیکا موقعہ نہیں، اب ہم انشاءاللہ ۲۲/اگست کو علی الصباح پنڈی پہنچیں گے بہتر تو یہ ہوگا کہ آپ ۲۱ کی شام کو پنڈی پہنچ جائیں ورنہ ۲۲ کی صبح کو تو ضروری پہنچ جائیں کیونکہ وقت کم ہوگا ہم صبح آٹھ بجے کے قریب پسنجر سے پہنچیں گے۔ اسی دن ہمیں ایبٹ آباد پہنچ جانا چاہیے۔ ہم راجہ بازار میں دہلی مسلم ہوٹل کے اندر ٹھہرینگے۔ یہ ہوٹل مولانا غلام اللہ خان صاحب کے مدرسہ کے برابر میں ہے۔ آپکا وہیں پر شدت سے انتظار رہے گا۔ والباقی عندالتلاقی انشاءاللہ، والسلام..... محمد تقی عثمانی لاہور

(۴۰)

۲۱/شعبان ۱۳۹۰ھ

(۷۰ء کے الیکشن میں شرکت ○ ہمشیرہ کی شادی پر مبارکباد ○ خود حصہ لیں ○ حضرت کے آگے تاب گفتار نہ ہوگی)

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ایک مہینہ ہوتا ہے تقریبا روزانہ ارادہ تو کر ہی لیتا تھا کہ آج خط لکھونگا مگر اس ھنگامہ خیز دور میں ایسے ارادوں کا جو حشر ہونا چاہیے وہی ہوتا رہا۔ سب سے پہلے تو میں ہمشیرہ کی شادی[1] پر تہ دل سے مبارکباد پیش کردوں اللہ تعالیٰ اس نئے رشتے پر اپنی برکتیں نازل فرمائے اور زوجین میں توارد و تعاطف ہمیشہ ہمیشہ قائم رکھے، آمین۔ مولانا محمد یوسف صاحب کے دعوت نامہ سے اس تقریب سعید کا علم ہوا تھا۔ دوسری مبارکباد قومی اسمبلی کی امیدواری پر قبول فرمایئے اخبار میں والد بزرگوار دامت برکاتہم اور آپ دونوں کے نام امیدواروں میں دیکھے غالبا ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہوسکا کہ کون کھڑا ہو؟ یوں میرا ذاتی مشورہ یہ ہے کہ حضرت مدظلہم کو اس خرخشہ میں نہ ڈالیں خاص طور پر جبکہ یہ قیام جمعیت کے ٹکٹ پر ہورہا ہے آپ اگر مولانا ہزاروی صاحب[2] کے پرائیوٹ سیکرٹری بنکر بھی آجائیں تو آپ سے ہم لڑ سکتے ہیں لیکن حضرت مدظلہم کے آگے تاب گفتار نہ ہوگی انہیں آپ اس جھنجھٹ میں نہ ڈالیں تو بہتر ہے۔ آپنے طعنہ دیا تھا کہ

ع یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا۔

یار لوگوں نے زبردستی ہمارے کاغذات بھی صوبائی اسمبلی کیلئے داخل کردیئے ہیں ابھی میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا رجحان اسی طرف ہے کہ واپس لیکر بیٹھ جاوں دعا کیجئے کہ جسمیں بہتری ہو وہ صورت پیدا ہو، آمین۔ کبھی کبھی دعاؤں میں یاد کرلیا کیجئے کئی بار آپ کو خواب میں دیکھا اور ایک بار تو ایوبیہ کی تشنہ[3] تکمیل سیاحت کی تکمیل بھی خواب ہی میں ہوگئی۔ حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے،

والسلام...... آپکا بھائی تقی

---

[1] محترم مولانا محمد اشرف علی قریشی مرحوم جامعہ اشرفیہ پشاور سے عقد ہوا۔ [2] انتخابات میں تھانوی اور ہزاروی گروپوں کی چپقلش چل رہی تھی، انتخابات سے قبل اسلامی سوشلزم اسلامی مساوات تحدید ملکیت زمین، تو میانے کی پالیسیاں اور اس جیسے مسائل کا زورشور سے ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا کچھ حضرات کا رجحان ان مسائل میں سخت موقف اختیار کرنے اور بعض کا مصلحت آمیز اور نرم موقف کی رائے تھی۔ اکابر دو گروپوں میں بٹ گئے، ایسے بہت سے مسائل رہے۔

[3] مری سے تفریحی مقام ایوبیہ جانے کا پروگرام تشنہ رہ گیا تھا۔

(۴۱)

(شیخ الحدیث کی کامیابی روح فرسا نتائج میں چند نور کی مشعلیں O انقلابی کروٹ میں راہ عمل کی تلاش)

۱۸ رذیقعدہ ۱۳۹۰ھ

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کافی دنوں سے چاہ رہا تھا کہ آپکو یہ شعر لکھ کر بھیج دوں کہ ؂

تو اگر بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دوں　　　تیرے فتراک میں کوئی کبھی نخچیر بھی تھا

اسکے علاوہ حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت فیوضہم کی انتخابات میں کامیابی پر مبارکباد بھی پیش کرنی تھی، انتخابات کے جو روح فرسا نتائج سامنے آئے ہیں، ان میں چند نور کی مشعلیں ایسی ہیں جن سے مایوسی کی تاریکیوں کا کچھ کچھ کفارہ ہوتا ہے۔ حضرت مدظلہم کی شخصیت بھی انہی میں سے ہے، شروع میں میری رائے یہ تھی کہ حضرت کھڑے نہ ہوں لیکن اب اسکو اللہ کا کرم سمجھتا ہوں کہ میری رائے پر عمل نہ ہوا۔ آپکا تازہ پرچہ پہنچا تو یہ ارادہ پھر تازہ ہو گیا، اداریہ کے ختم پر آپ نے جو معذرت کے الفاظ لکھے ہیں انکا مخاطب میں نے خود بخود اپنے آپکو بنالیا۔ خدا جانے یہ بھی محض میری خوش فہمی ہی ہے یا ان الفاظ کو لکھتے وقت آپ کے دل کے کسی گوشہ میں تقی نام کا کوئی بھی شخص نہیں رہا! حالات نے پھر ایک کروٹ لی ہے اور بڑی انقلابی کروٹ! نئے ماحول میں راہ عمل کیا ہوگی؟ کیا ہونی چاہیے؟ یہ سب باتیں سوچنے کی ہیں۔ کاش! کہ ہم سب ان باتوں کو سنجیدگی سے سوچ سکیں اور خدا کرے کہ بتلاومون کا وظیفہ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے صحیح راہ عمل کی توفیق مانگ لیں۔ آمین، اپنی خیریت سے مطلع فرمادینگے تو ممنون ہونگا۔　　　والسلام　احقر محمد تقی

(۴۲)

(رمضان پان کا فراق دل دوز O مفتی اعظم کے جوابات O مدارس کے بارہ میں شیخ الحدیث کے جوابات)

برادر مکرم و محترم دامت عنایاتہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، شرمندہ ہوتے ہوتے تھک گیا ہوں لیکن امید ہے کہ معذوری جلد ہی سمجھ میں آجائیگی رمضان المبارک سے ایک دن پہلے ایک مفصل عریضہ رات کے وقت بیٹھ کر لکھا کہ رمضان میں لکھنا مشکل ہوگا اب جو صبح کو تلاش کرتا ہوں تو غائب ہے دو تین دن تلاش کرتا رہا مگر نہ ملا اسکے بعد جبکہ رمضان شروع ہو چکا تھا پان وتمبا کو (رحمہما اللہ) کے فراق دل دوز نے دن میں کسی کام کا نہ چھوڑا اور اب تاخیر جواب کی تلافی یوں کرنی چاہی کہ والد صاحب سے سوالات کے جوابات لکھوا کر بھیجوں بس یوں دیر در دیر ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ بیس دن گزر گئے کل والد صاحب سے مضمون ملا آج حاضر ہوں۔

البلاغ کا وقتی اور فوری کام کرنے دفتر آتا ہوں مگر ایک گھنٹہ کے کام میں چار گھنٹے صرف کر کے معلوم ہوتا ہے کہ کام الٹا ہو گیا رات کو ہوش ضرور آتا ہے مگر تراویح کے بعد اور وہ وقت تصنیف کے کام کیلئے مخصوص کر رکھا ہے۔ والد صاحب مدظلہم[1] سے جوابات لکھوا کر ساتھ بھیج رہا ہوں ان بڑوں سے اس قسم کی کوئی چیز لکھوانا معمولی کام نہیں ہے اسلئے میں نے کہا تھا کہ آپ مجھے خاکہ بتادیں میں لکھ دونگا مگر بالآخر خود لکھ ڈالا۔ آپ کے حضرت والد ماجد مدظلہم نے جس عنایت، شفقت اور محبت سے جوابات عطا فرمائے اور آپ نے جس کاوش اور محنت سے انکو حاصل کیا اسپر شکریہ ادا کرنا تو رسمی بات ہے جزاکم اللہ تعالیٰ خیر کی دعائیں روئیں روئیں سے نکل رہی ہیں' رمضان کی مبارک ساعات میں احقر کیلئے دعائے خیر کی درخواست فرمادیجئے۔ آجکل میری جو حالت ہے اسکا کچھ اندازہ اس تحریر سے ہو سکتا ہے کہ کاغذ پر مختلف الاشکال کیڑے رینگتے نظر آتے ہیں یہ سب مرحوم پان کا فیض صحبت ہے۔ اے کاش کہ عید کے بعد آپ آجائیں سونڈا کے دوست کہتے ہیں کہ "جاء البردو المرغابی" اچھا اب اجازت عطا فرمائیے کہ مزید کچھ لکھنا تکلیف مالایطاق ہے اور تحریر لحظہ بہ لحظہ بگڑتی ہی جارہی ہے انشاءاللہ عید کے بعد ملاقات ہوگی۔ حضرت والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔　　　والسلام　احقر محمد تقی عثمانی

[1] علمی ومطالعاتی زندگی کے سوالات کا یہ جامع پُر مغز جواب حضرت مفتی اعظم کے مکتوبات میں ملاحظہ فرماویں۔

(۴۳)

۲۸ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ (یادیں، تذکرے، پرکیف جملے، حسین لمحات O البلاغ میں اکابر کا عکس تحریر)

برادر مکرم و محترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مدت کے بعد تم نے جو کی لطف کی نگاہ دل خوش تو ہو گیا مگر آنسو نکل پڑے آپکا ''شاید'' بہت ظالم ہے۔ بہت جلدی ایک ناممکن چیز پر جا لگتا ہے' اگر بھول جانا خط نہ لکھنے کا نام ہے تو مجھ جیسے سست اور کاہل آدمی کیلئے بہت مشکلات کھڑی کردیگا اور اگر یہ ''فعل قلب ہے'' تو خدا شاہد ہے کہ ''یـزیـدُ و لا ینقص' ' آپکے تذکرے آپکی یادیں آپ کے پرکیف جملے، اور آپکے ساتھ گزرے ہوئے حسین لمحات مجھ جیسا شیدائی کیسے بھلا دے؟ شاید ہی کوئی دوستوں کی محفل ایسی ہوتی ہو جو آپ کے ذکر سے خالی ہو کبھی کبھی کام دھندوں سے اکتا کر بیساختہ دل چاہنے لگتا ہے کہ آپکی طرف آمادۂ سفر ہو جاؤں مگر حالات زنجیر پا بن جاتے ہیں اور سنایئے کیا حال چال ہیں؟ کراچی کا کوئی پروگرام ۔۔؟ البلاغ میں ایک نیا سلسلہ اکابر کا عکس تحریر شائع کرنیکا شروع کیا ہے دیکھا ہو گا اس سلسلہ میں حضرت شیخ الہند کا عکس تحریر مجھے ابھی تک نہیں مل سکا اگر آپ کے علم میں کہیں ہو تو نشان دہی فرمائیں یا بھیجنا ممکن ہو تو بھیج دیں۔کلیم صاحب آتے ہیں آجکل کچھ پریشانیوں میں ہیں انکے لئے دعا فرمائیں۔ مولانا شیر علی شاہ صاحب کو بہت بہت سلام مسنون، حضرت والد ماجد مدظلہم کی خدمت میں مودبانہ سلام اور درخواست دعا۔ والسلام...... تقی

(۴۴)

۶۲ جولائی ۱۹۷۱ء (فیصل آباد میں تبلیغی پروگرام کا بڑا داعیہ ملاقات)

برادر مکرم و محترم دام فضلکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، چند روز قبل ایک عریضہ ارسال کیا تھا جسمیں اپنے سفر اسلام آباد کے امکان کا تذکرہ تھا' میرا یہ سفر تو منسوخ ہو گیا البتہ حکیم اشرف صاحب نے اپنے تبلیغی پروگرام کے سلسلے میں لائل پور مدعو کیا ہے' اسکے پروگرام میں آپکا اسم گرامی بھی باعث صد مسرت وافتخار ہوا میرا ارادہ وہاں ۲۱ یا ۲۲ رجولائی تک پہنچنے کا ہے' اگر آپ بھی انہی دنوں میں وہاں کا قصد کرلیں تو یہ تقریب بہر ملاقات ہو جائیگی اور شاید چند روز رفاقت کی سعادت مل جائے' اس سفر کا ایک بڑا داعیہ یہ بھی ہے۔ اسلئے اپنے پروگرام سے فوراً مطلع فرمادیں تو بہتر ہو، کیونکہ بظاہر منگل یا بدھ تک میں یہاں سے روانہ ہو جاونگا۔ والسلام احقر محمد تقی عثمانی

(۴۵)

(کابل بلخ غزنی کے سفر میں خیالوں میں آپ کے ساتھ محوسفر O حیبان جفامشق کی شان O تاثرات البلاغ کیلئے قلمبند کرنے پر اصرار)

۱۱ رجمادی الثانیہ ۱۳۹۱ھ

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ آپکو جزائے خیر دے۔ آپ نے واپسی کی اطلاع دیدی، ورنہ میں پریشان تھا کہ خط لکھوں تو ضائع ہونیکا خطرہ، اور نہ لکھوں تو یہ اندیشہ ہو سکتا ہے واپس آگئے ہوں اور تاخیر جواب پھر میری جانب میں ندامت کا اور آپ کی جانب میں ملال خاطر کا سبب بنے۔

آپ افغانستان ہو آئے، کابل، غزنی اور بلخ کو اپنے اشکوں سے تو سیراب کردیا یہاں بھی حسرت ہی رہی اور حسرت پر بھی آنکھوں کے پاس بہانے کیلئے آنسو نہیں، یہ غلط ہے کہ ان مقامات پر میں آپکے ساتھ نہیں تھا میں نے تو اس عرصہ میں بارہا یہ محسوس کیا کہ آپ کے ساتھ ساتھ محوسفر ہوں مگر ۔ مجھ ہی میں تیرا سراپا دکھائی دیتا ہے تجھے بھی کیا کوئی مجھ سا دکھائی دیتا ہے

خیر، اس بار نہ سہی انشاء اللہ پھر کبھی ایسا بھی ہوگا کہ آپ ''بھی'' یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ تو ساتھ نہیں تھا۔ ہاں شاید ۱۰ ر جولائی تک کسی وقت ایک کام کے سلسلے میں پنڈی آنا ہو، اگر ایسا ہوا تو انشاء اللہ اطلاع دونگا اور موقعہ مل سکا تو اکوڑہ خٹک بھی حاضر ہونگا۔ اسلئے کہ میرے بس میں یہ نہیں ہے کہ اتنے قریب آؤں اور آپکو اطلاع تک نہ دوں یہ شان تو انہی حبیبان جفا مشق کی ہے جو کراچی میں پہنچ کر دو تین روز (کم از کم) گزار کر اسطرح تشریف لیجائیں کہ اہل کراچی سے یہ بھی نہ پوچھ سکیں کہ فلان عندکم کیف حالہ؟ یہ شکایت نہیں حکایت ہے اس معذرت کے ساتھ کہ ؎ مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز ورنہ در محفلِ رنداں خبرے نیست کہ نیست

شکایت اپنے آپ سے ضرور ہے کہ جتنی بار آپ کراچی آئے آپکو تنگ کرنے میں اور زحمت انتظار دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، ورنہ اتنا اعتماد مجھے بھی ہے کہ یہ صورت پیش نہیں آتی۔

آج کا خط کچھ عجیب کیفیت میں لکھ رہا ہوں اسلئے وہ بے ربط سا معلوم ہو رہا ہے، خدا کرے کوئی بات باعث ملال خاطر نہ ہو، آپ سے افغانستان کے تفصیلی حالات سننے کو دل چاہ رہا ہے خدا جانے اسکا موقعہ ملیگا بھی یا نہیں؟ لیکن میرا خیال ہے کہ آپکو اپنے سفر کے تاثرات قلمبند ضرور کرنے چاہئیں ؎ ذکر اس پری وش کا اور پھر بیان اپنا

بس لطف آجائیگا ''الحق''، تو خیر، اسکا مستحق اول ہے ہی لیکن ایک دو را فادہ البلاغ بھی ہے اگر یہ شہ پارہ اسے عنایت ہو جائے تو سبحان اللہ، بہر صورت، آپ یہ کام ضرور کریں، بلکہ اجازت ہو تو یہاں تک کہہ دوں کہ آپکو یہ کام کرنا ہی ہے۔ حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں سلام و نیاز، ہاں، البلاغ کیلئے جن صاحب کے پاس مولانا عبدالحئی صاحب وغیرہ کی تحریریں ہیں۔ وہ ضرور بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔

والسلام...... احقر تقی

(۴۶)

(تبریک عید)

۲۲ ر نومبر ۱۳۹۱ھ

برادر مکرم و محترم، السلام علیکم و رحمۃ اللہ، عریضہ مل گیا ہوگا اس وقت صرف عید مبارک پیش کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی بیاد آر حلیفان بادہ پیارا

محمد تقی عثمانی

(۴۷)

(قومی اسمبلی کے اجلاس ڈھاکہ کیلئے روانگی جہاز میں التواء کی اطلاع[1] ○ پاکستان کے دولخت ہونے کا آغاز ○ پکا سوا اور چغتائی کا آرٹ ایسے ہی حالات کا پیداوار ہوگا)

۱-۱۰-۱۳۹۱ھ

برادر مکرم و محترم، السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، گرامی نامہ باعث صد مسرت ہوا تھا، اور اسکے بعد یہ امید بندھی رہی کہ انشاء اللہ عنقریب کم از کم ائیر پورٹ پر ملاقات ہوگی۔ مشرقی پاکستان جانے کا بھی ۷۵ فی صد ارادہ کرلیا تھا، جس روز آپ کا کراچی آنے کا دن تھا، میں نے کلیم

---

[1] قومی اسمبلی کے اجلاس ڈھاکہ کیلئے والد صاحب کی معیت میں جارہے تھے کہ دوران پرواز ہی انتظامیہ نے اجلاس کے التواء کی اطلاع دی اور سفر ڈھاکہ چھوڑ کر کراچی پر ختم کرنا پڑا۔ اجلاس کا جبری التواء بالآخر پاکستان کے دولخت کردینے اور مشرقی پاکستان کی جدائی پر منتج ہوا فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

صاحب سے طے کیا کہ ہوائی اڈہ چلیں گے۔ چنانچہ وہ ۲ بجے کے قریب یہاں پہنچیں گے کہ ۳ بجے آپکا استقبال کرسکیں۔ ہوائی اڈہ فون کیا تو معلوم ہوا کہ پنڈی سے پونے دو بجے جہاز آرہا ہے اور ڈھائی بجے ڈھاکہ روانہ ہوجائیگا۔ اس صورت میں ملاقات کا کوئی امکان نہ تھا۔ اسلئے حسرت کیساتھ بیٹھے رہ گئے۔ پھر اجلاس ملتوی کرنا پڑا، پھر اچانک ایک دن فاروقی صاحب نے بتایا کہ مولانا سمیع الحق صاحب کا فون نیوٹاؤن سے آیا ہے اور وہ آج ہی جارہے ہیں میں نے کم وبیش بیس پچیس مرتبہ فون ملانے کی کوشش کی مگر فون خراب تھے، نہ ملنا تھا نہ مل سکا۔ بہرحال، اللہ کو منظور یہی تھا۔ آج عاشوراء ہے، بیوی سے شرماکر روزہ رکھ لیا تھا، دماغ بوجہ عدم موجودگی پان وتمبا کو، بالکل آوٹ ہے سوچتا کچھ ہوں، لکھتا کچھ اور، اس حالات میں یہ رسم الخط جو کوفی ورقاعی خطوط سے بالکل جدا ہے، بیساختہ ایجاد ہوگیا میرا خیال ہے کہ پکاسو وچغتائی آرٹ بھی اسی قسم کے حالات کے پیداوار ہیں۔ ملکی حالات سے دل پریشان ہے، دماغ معطل، قیاسات، اندازے، سب فیل ہیں۔ دعا کے سوا چارہ نہیں، حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ والسلام احقر تقی

(۴۸)

۲۹ رشوال ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۸ ردسمبر ۱۹۷۱ء ہفتہ (المیہ مشرقی پاکستان، احساسات دل وجگر زخمی مزید بہکنے کی سزا O پشاور کراچی بمباری کی زَد میں O حضرت معاویہ پر کتاب)

محب گرامی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہونگے۔ عرصہ سے خیریت کی کوئی اطلاع نہیں، پہلے میں خط لکھنے کے معاملہ میں سستی کا مظاہرہ کرتا رہا اب آپ پورا پورا بدلہ لے رہے ہیں کہ کئی خط بغیر رسید کے غائب کر گئے، بہرحال، آپکو حق حاصل ہے۔ یہ سطور لکھ رہا ہوں اور مشرقی پاکستان کے المیہ سے دل جگر زخمی ہیں آنکھوں سے آنسو بھی خشک ہوگئے ہیں، ۶۵ء کے بعد اللہ نے ہمیں سنبھلنے کا موقعہ عطا فرمایا تھا ہم اور زیادہ بہک گئے۔ یہ اسی کی سزا ہے اللہ تعالیٰ اب ہماری بداعمالیوں کو معاف فرمادے اور آئندہ اپنی صلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بظاہر تو چارسوٗ اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے۔ ماشاء اللّٰہ کان ومالم یشا لم یکن۔ پشاور کے نواح میں ایک دوبار بمباری کی اطلاع ملی تھی۔ خدا کرے کہ آپ سب حضرات بعافیت ہوں اس مرتبہ کراچی تو خاص نشانہ تھا کم وبیش تین سو افراد بمباری میں شہید اور اتنے ہی زخمی ہوئے، بندرگاہ کے پاس پٹرول کی ٹینکوں میں جو آگ لگی تو تقریباً پانچ دن تک نہیں بجھی۔ کورنگی سے اسکی سرخی نظر آتی تھی لیکن اللہ نے بڑا فضل فرمایا کہ دوسری اہم فوجی تنصیبات محفوظ رہیں۔ اس خط کا مقصد خیریت معلوم کرنا ہے براہ کرم بعجلت ممکنہ خیریت وحالات سے مطلع فرمایئے۔ اور ہاں، ''حضرت معاویہؓ'' پر احقر کی کتاب آپ کے پاس پہنچ گئی ہوگی اسپر اب تبصرہ ضرور شائع فرمادیں۔ فاران کا تبصرہ تو آپ نے دیکھ لیا ہوگا انہوں نے تو پورا حق وفاداری ادا کردیا ہے بعض احباب کا خیال ہے کہ آپ تبصرہ لکھتے وقت اسے ضرور سامنے رکھیں۔ حضرت والد ماجد مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔ والسلام احقر محمد تقی عثمانی

(۴۹)

۱۷ اپریل ۱۹۷۲ء (عدم التفات کی سزا جھیل رہا ہوں)

برادر مکرم ومحترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، پندرہ روز سے صاحب فراش تھا آج دفتر آیا ہوں طبیعت بہتر ہے لیکن نقاہت بہت زیادہ، مہینوں کے بعد آپکا ایک خط آیا تھا اسکا جواب فوراً لکھ دیا تھا لیکن خدا جانے کوئی بات خاطر عاطر کو ملول کرگئی یا کیا وجہ ہوئی کہ ابتک عدم التفات کی سزا جھیل رہا ہوں اگر کسی بات سے تکلیف پہنچی ہو تو معافی کا خواستگار ہوں۔ زچشم آستیں بر دارو گوہر را تماشا کن والسلام احقر تقی

(۵۰)

۲۳-۵-۱۳۹۲ھ پنجشنبہ **(حضرت مفتی اعظم کی شدید علالت اور افاقہ)**

برادر مکرم و محترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ ہجوم افکار میں تسکین قلب کا باعث ہوا۔ اس سے قبل ٹیلی گرام بھی ملا تھا جسکا جواب تار ہی کے ذریعہ دیدیا گیا تھا۔ والد صاحب کو دل کا دورہ ہوا تھا، اس سے پہلے بھی قلب پر دباؤ ہوا مگر وہ ریاحی اثرات سے تھا، دل میں بذاتہ کوئی بیماری نہ تھی، اس مرتبہ دل ہی کا حملہ تھا، ڈاکٹروں کے اصرار پر ہسپتال میں داخل کردیا گیا تقریباً پندرہ روز بیم ورجاء کی کیفیت رہی، اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اسکے بعد حالت اطمینان بخش ہوگئی اب بحمداللہ روز بروز روبصحت ہیں، نماز بیٹھ کر اشارے سے پڑھنے لگے ہیں۔ دن میں دو بار ایک ڈیڑھ منٹ کیلئے کھڑے بھی ہوجاتے ہیں اور امید ہے کہ انشاء اللہ تین چار روز کے بعد ہسپتال سے رخصت مل جائیگی۔

والد صاحب نے ایک مضمون ''کچھ تلافیٔ مافات'' کے زیرعنوان ہسپتال ہی سے لکھوایا ہے جو میں بذریعہ ڈاک آپکے پاس بھیج چکا ہوں اور اس خط کیساتھ ساتھ بھی مرسل ہے، والد صاحب کی خواہش ہے کہ یہ مضمون ''الحق'' کے زیر کتابت شمارے میں آجائے اسے ضرور شامل کردیجئے، جزاکم اللہ، آجکل والد صاحب کیساتھ ہسپتال میں زیادہ وقت گزرتا ہے۔ اسلئے معمولات کا نظام مختل ہے۔ انشاء اللہ سکون پانے کے بعد اطمینان سے باتیں ہونگی۔ والسلام احقر محمد تقی عثمانی

''حضرت معاویہؓ'' اور ''مقام صحابہؓ'' پر تبصرہ کی کب تک امید رکھی جائے؟ احقر محمد تقی عثمانی

(۵۱)

۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ **(متنبی کے بعد اسکے مجدد کی ضرورت تھی ○ کراچی کا مستانہ موسم)**

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ نے شاد کام کیا، آپ تو کوہساروں اور وادیوں کی مخمور فضاؤں میں مست ہیں ہم اسکے سوا اور کیا عرض کرسکتے ہیں کہ ؎

چوں باحبیب نشینی و بادہ پیائی بیاد آر حلیفان بادہ پیا را

حضرت والد صاحب مدظلہم ایک ہفتہ سے پھر صاحب فراش ہیں، بواسیر کی گٹھلیاں بہت تکلیف دے رہی ہیں۔ انکی وجہ سے بخار بھی ہے اور دونوں پاؤں میں نقرس کا درد بھی۔ بحمداللہ کل سے کچھ افاقہ ہوا ہے ادھر بھائی رفیع صاحب کمر کے درد کی وجہ سے ڈیڑھ ماہ سے صاحب فراش ہیں، اسلئے معمولات کی بدنظمی کے سبب یہ عریضہ دیر سے آپ تک پہنچ رہا ہے۔ انہی مصروفیات کی وجہ سے ابتک رشید سورتی صاحب سے ملاقات بھی نہیں ہوسکی۔ تاہم تقریباً ۵۴ ریم کاغذ بالکل اچانک دو ہفتہ پہلے انہوں نے بھجوادیا۔ شاید یہ آپ ہی کی مساعی کا اثر ہوگا۔ اس کاغذ سے فوری ضرورت بڑی حد تک پوری ہوگئی آگے کیلئے انشاء اللہ ان سے جاکر بات کرونگا۔ شفیق صاحب کو شاعری کا ''فن لطیف'' مبارک ہو۔ آغاز کیلئے انہوں نے جو چہکتا مہکتا موضوع منتخب کیا ہے یہ انکی جودت طبع اور موزونیت خیال کی دلیل ہے۔ یوں بھی متنبی کو گزرے ہوئے ایک ہزار سال ہوگئے۔ اب ''مجدد الف ثانی'' کی ضرورت تھی، بہرحال، انکی پیٹھ تھپک کر مبارکباد دیجئے اور فرمائیے کہ

ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند،

خود میرا دل سننے کیلئے بیتاب ہے، آپ کے قلم میں تاب ہو تو لکھ کر بھیج دیں، انکا پتہ ایک چھوٹی سی سلپ پر لکھ کر میں نے منیجر کو سپرد کیا تھا۔ مگر جیسی روح ویسے فرشتے، وہ سلپ انکے پاس سے کہیں سلیپ ہوگئی۔ نتیجۃً مغفل میں قرار پایا۔ اب یادداشت پر زور ڈالتا ہوں تو پتے میں سوائے شفیق صاحب کے نام اور بابو محلہ کے کچھ اور یاد نہیں آتا۔ آپکا پرانا خط بھی گم، براہ کرم ایک بار اور تکلیف فرما کر پتہ مجھے لکھ بھیجے۔ انشاء اللہ آئندہ غفلت نہ ہوگی۔ یہاں تک پہنچا تھا کہ قلم میں سیاہی ختم ہوگئی اور پھر پورا ایک دن گزر گیا۔ دیکھتا ہوں تو ڈاک میں شفیق صاحب کا

خط چلا آرہا ہے۔معلوم ہوا کہ البلاغ [1] اُن تک پہنچ گیا آج ہی انکو بھی خط لکھ رہا ہوں۔مری کی سیر مبارک ہو لیکن کراچی بیچاری کا انتظار کب ختم ہوگا؟ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آجکل مری کا موسم بھی اتنا خوشگوار اور حسین نہیں ہوگا جیسا کراچی کا ہے۔افق سے افق تک بادلوں کے قافلے محوخرام ہیں۔فضا کا رنگ تک سرگیں ہے۔لہذا عرض یہ ہے کہ

کھلے ہیں پھول جو ایسے میں تم بھی آجاتے ۔۔۔ یہ اہتمام بہاراں نہ رائیگاں ہوتا

والسلام آپکا تقی

(۵۲)

(سرمایۂ افتخار قلبی تعلق O سفر اسلام آباد وا کوڑہ خٹک کی خوشگوار یادیں O ۷۳ء دستور کی تدوین میں مشاورت اور منظوری پر مبارکباد)

حبی و محبی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہ درست ہے کہ میں یہاں پہنچتے ہی خط نہ لکھ سکا اور فون پر پہنچنے کی اطلاع دینے کے بعد کسی فرصت کے انتظار میں رہا لیکن اس جرم کی سزا اتنی بڑی تو نہ ہونی چاہیے کہ بے وفائی کا ملزم قرار دیا جائے ایسے شخص کو جسکا شاید کوئی گھنٹہ سمیع الحق صاحب کی یاد سے خالی نہ ہو۔واقعہ یہ ہے کہ جب سے یہاں پہنچا ہوں اسوقت سے اسلام آباد اور اکوڑہ میں گزرا ہوا ایک ہفتہ خیالِ محبوب کیطرح ہروقت دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے ہروقت

ان کا ذکر ان کی تمنا ان کی یاد ۔۔۔ وقت کتنا قیمتی ہے آجکل

البتہ یہ احساس بھی کبھی کبھی ہونے لگتا ہے تمہاری [2] رفاقت کا سرور حاصل کرنیکے لئے میں نے تمہیں پریشان بہت کیا خدا جانے کہاں کہاں گھسیٹا، اور اسمبلی کی مصروفیات میں کچھ اور الجھنیں پیدا کردیں لیکن پھر یہ خیال بھی آتا ہے کہ تم نے میرے مختصر سے وجود پر محبت کا جو طلسم کیا ہے اسکی سزا ابھی یہی تھی میری زندگی میں دوست کی حیثیت سے بہت کم لوگ داخل ہوئے ہیں اور شاید ہر ایک نے یہ سزا پائی ہے۔ بہرحال اب جو بویا ہے اسے کاٹو۔

شاہین [3] اکوڑہ سے بہت مسرور لوٹی ہے۔اور گھر میں اکثر وہاں کے تذکرے کرتی رہتی ہے بارہا اس نے کہا کہ خط لکھو تو سب کو میرا سلام ضرور لکھنا۔اور ہاں، آئین کی منظوری [4] مبارک ہو میرے خیال میں اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہم پر ہوگیا اگرچہ اسلامی اعتبار سے کوئی بنیادی اور اہم ترمیم منظور نہیں ہوسکی لیکن اس دستور کو نہ ماننے کا مطلب ملک کے وجود ہی سے ہاتھ دھو لینا ہوتا۔اب جو ترمیمات باقی رہ گئی ہیں رفتہ رفتہ انہیں منظور کرانے کی آئندہ بھی کوشش ہوسکتی ہے البتہ اللہ تعالیٰ متحدہ محاذ والوں کو ہدایت دے جو نئے انتخابات کا مطالبہ کررہے ہیں بحالات موجودہ اسکا نتیجہ اچھا نظر نہیں آتا۔ میں بحمد اللہ ٹھیک ہوں۔والدین کی صحت بھی پہلے سے کچھ بہتر ہے ششماہی امتحان کے موقع پر اگر کراچی آسکیں تو بڑا اچھا ہو انشاء اللہ پچھلی شکایات دور ہوجائنگی لیکن قیام ہر قیمت پر کورنگی میں ہوگا۔شفیق صاحب اپنی ''شفقتوں'' سمیت اکثر یاد آتے رہتے ہیں خاص طور سے جب پان ملنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے اب ان کیساتھ کراچی کا کوئی پروگرام ضرور بنالیجئے۔حضرت والد صاحب کی خدمت میں مودبانہ سلام عرض کردیں اور دوران قیام جو گستاخیاں ہوئیں انکے لئے معافی کی درخواست۔ والسلام تمہارا تقی

---

[1] البلاغ کیلئے کاغذ کی قلت اور فقدان کے وجہ سے ہمارے علاقہ میں آدم جی پیپر ملز نوشہرہ سے معاملہ رسم وراہ محبت وعقیدت کے بناء پر طے پا گیا۔

[2] آج سے میں نے خط میں بھی ''آپ'' کے تکلف کو برطرف کرکے ''تم'' کی طرف گریز کرلیا ہے امید ہے کہ آئندہ تمہارے خطوط میں بھی میرے لئے ''آپ'' کا لفظ نہیں ہوگا۔

[3] اہلیہ محترمہ بھابی صاحبہ جو اس سفر میں ساتھ اکوڑہ خٹک بھی تشریف لائیں۔

[4] دستور کی تدوین کے دوران حضرت شیخ الحدیث کی خواہش پر مولانا اسلام آباد تشریف لائے اور مسودہ دستور میں ترامیم شامل کرانے پر باہمی مشاورت رہی۔

(۵۳)

(کاتبوں سے ایڈیٹروں کے گناہوں کی تخفیف O دریا آبادی صاحب کے تعاقب کی ضرورت تھی نیا شوشہ چھوڑنے میں مزا O حقیقت پسندی کا نام نہاد شوق O ادارہ تحقیقات کا البلاغ میں تعاقب O تسمیہ پر مفتی اعظمؒ کی عمدہ تحقیق)

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ تسکین قلب ونظر بنا، آپکے جواب کی تاخیر اگر چہ ایک اعتبار سے انتظار کی زحمت دیتی ہے لیکن مجھے انتظار میں بھی کچھ کم لطف محسوس نہیں ہوتا، آپکی اور میری مصروفیات چونکہ بڑی حد تک یکساں ہیں اسلئے مجھے پورا احساس ہے کہ یہ تاخیر کیوں ہوتی ہے؟ اس مرتبہ تو ''الحق'' نے بھی کافی انتظار دکھایا مگر کاتب صاحبان وہ مخلوق ہیں جسے غالباً ایڈیٹروں کے گناہوں کی تخفیف کیلئے پیدا کیا گیا ہے خود مجھے شب وروز اسکا مشاہدہ ہوتا ہے، رمضان کا شمارہ میں بھی ایسی ہی مشقت سے نکال رہا ہوں۔ اس مرتبہ تو آپ نے مولانا دریا آبادی صاحب کو بھی خوب آڑے ہاتھوں لے لیا، بلاشبہ اسکی ضرورت تھی ہر سال ایک نیا شوشہ چھوڑنے میں انہیں کچھ مزا آتا ہے ''حقیقت پسندی'' کا نام نہاد شوق نہ جانے ان سے کیا کرا کے رہیگا؟ ''ادارۂ تحقیقات'' اور اسکے ہمنواؤں پر پچھلے دو شماروں میں احقر نے جو کچھ لکھا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ مفید ثابت ہوا، بعض ایسے لوگ جنکا ذہن اس معاملے میں صاف نہیں تھا انہوں نے کہا اور لکھا کہ اس سے ہماری بہت سی غلط فہمیاں دور ہوئیں رمضان کا اداریہ بھی اسی پر آرہا ہے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ان پراگندہ خیالات کو مفید اور مؤثر بنادے مٹی سے سونے کا کام لے لینا اسکی درگاہ میں کیا مشکل ہے؟ حضرت والد صاحب کے مقالہ کی دوسری قسط جو رمضان کے شمارے میں آرہی ہے ضرور پڑھئے گا، ''تسمیہ'' کے مسئلے پر ایک عمدہ تحقیق کی حامل ہے۔ بھائی رفیع صاحب سلام کہتے اور آپ سب حضرات کو یاد کرتے ہیں انکے پاس ''الحق'' نہیں پہنچ رہا ذرا دفتر میں کہہ دیجئے گا۔ اس مرتبہ البلاغ کے عنوانات درج ذیل ہیں: نئی تعبیر (اداریہ)، اسلامی ذبیحہ (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب)، رمضان کی بعض کوتاہیاں (حکیم الامۃ مولانا تھانویؒ کی ایک نادر تحریر)، نیز روزہ، تراویح، شب قدر، اعتکاف اور رمضان سے متعلق جملہ ضروریات پر گرانقدر مضامین۔ ''البلاغ'' کی قیمت فی شمارہ ۵۶ پیسے ہے، (اس مرتبہ الحق میں ۵۰ پیسے چھپ گئی ہے)، آپ بھی رمضان کے عنوانات جلد از جلد روانہ فرمادیں، کتابت قریب الختم ہے مولانا شیر علی شاہ صاحب مدظلہم العالی کی خدمت میں سلام مسنون کے ساتھ دعاء کی درخواست ہے۔ والسلام آپکا بھائی تقی

(۵۴)

(آپکو خطوط کام کے داعیہ سے نہیں دل کے تقاضے سے لکھے جاتے ہیں O آئین سازی کی رپورٹنگ پر مبارکباد)

۷ر رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ

محب گرامی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرصہ دراز سے نہ خطوط کا مخاطب بن سکا نہ کاتب، ہجوم مشاغل، ذھنی انتشار، یکسوئی کا فقدان ان چیزوں نے بہت سے لذائذ سے محروم کردیا ہے ان میں سے وہ خطوط بھی ہیں جو کسی کام کے داعیہ سے نہیں بلکہ دل کے تقاضے سے لکھے جائیں اور یہ اللہ کا کرم ہے کہ آپکے نام خطوط پہلی فہرست میں نہیں دوسری فہرست میں آتے ہیں، بہر حال خط میں تاخیر کے باوجود بحمد اللہ یہ کیفیت تقریباً روزانہ ہی رہتی ہے کہ

می ہیمت عیاں ودعامی فرستمت

اسوقت اس عریضہ کا مقصد صرف اسی قفل سکوت کو توڑنا ہے، ورنہ رمضان کا دن ہے اور ہم جیسے مجوران پان وتمبا کو کیلئے یہ وقت کوئی لکھنے

پڑھنے کے کام کا نہیں ہے، آپکو معلوم ہے کہ ان دو اشیاء کے فراق میں دماغ بالکل خوابیدہ اور اعصاب بالکل ساکن ہو جاتے ہیں اس حد تک کہ　　ع　　سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر

بعض اوقات بولنے والے کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی ایک انتہائی لذیذ نیند کا جھونکا عالم مثال کی ان پر بہار وادیوں میں لیجاتا ہے جہاں فکر روزگار کا کوئی گزر نہیں ہے، ''الحق'' کو ضخیم سے ضخیم تر بنانے میں جو قلمی کاوشیں آپ کر رہے ہیں۔ بالخصوص اسمبلی کی کارروائی کی مفصل رپورٹ[1]، قابل صد مبارکباد ہے، اللہ ہمتیں اور جوان کرے اور حوصلے مزید بلند۔۔۔!

بھابی کا کیا حال ہے؟ راشد، حامد اور نفیسہ سلمہم کو بہت سی دعائیں، حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون پیش کرنیکے بعد درخوست دعا۔　　والسلام احقر تقی

(۵۵)

۳رشوال ۱۳۹۳ھ　　(مفتی اعظمؒ کی علالت　O　صدر آزاد کشمیر کی دعوت)

محب مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عید سعید مبارک ہو، رمضان المبارک میں گرامی نامہ شدید انتظار کے بعد نظر افروز ہوا۔ لیکن اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ابھی تک یہ ناکارہ حواشی خیال میں موجود ہے۔ اور اس سے زیادہ مسرت اس بات سے ہوئی کہ بین العیدین کراچی آنے کا پروگرام بن رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ملبوس عمل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین،

وسط رمضان سے حضرت والد صاحب مدظلہم کی طبیعت پھر خراب چل رہی ہے ایک تکلیف ختم ہوتی ہے تو دوسری شروع ہو جاتی ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وقوت نشاط خاطر عطا فرمائے۔ آمین، انکی علالت کی وجہ سے دل ہر وقت بے چین اور نظام الاوقات مختل ہے۔ ادھر بھائی رفیع صاحب کل لاہور چلے گئے ہیں غالباً دس بارہ روز میں واپسی ہوگی، انکی عدم موجودگی کی وجہ سے مصروفیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ صدر آزاد کشمیر کی دعوت والد صاحب کے پاس بھی آئی تھی لیکن بوجہ علالت وہ تشریف لیجانے سے معذور تھے کچھ تجاویز لکھ کر بھیج دی تھیں خدا جانے انکا کیا بنتا ہے؟ شفیق صاحب کی کراچی تشریف آوری کا آپ کے خط سے علم ہوا پھر ایک دن آپ کے اخ اصغر (رفیق صاحب) کا فون آیا کہ وہ بھی آجکل کراچی میں براجمان ہیں میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ عید کے تیسرے روز شفیق صاحب کو لیکر یہاں تشریف لے آئے مگر اس دن مشرف صاحب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اس پریشانی میں مجھے شہر جانا پڑ گیا افسوس ہے کہ میری ملاقات ان سے نہ ہوسکی بھائی رفیع صاحب سے کچھ دیر صحبت رہی اب مشرف صاحب بحمد للہ افاقہ پذیر ہیں، شیر علی شاہ صاحب سے بھی رمضان میں ایک دن سعودی سفارت خانے میں اچانک ملاقات ہوگئی۔ بڑے وعدے اور دعوے کئے کہ انشاء اللہ فلاں دن آونگا لیکن پھر کچھ خبر نہ دی۔ میں نے ٹیوٹا ون فون کیا تو معلوم ہوا کہ روانہ بھی ہو چکے ہیں، بہر حال اللہ تعالیٰ انہیں خوش وخرم رکھے۔

اپنی آمد کی تاریخ اور وقت سے براہ کرم پہلے سے ضرور اطلاع دیں ایسا نہ ہو کہ پہلے کی طرح کہیں صدر میں چلتے پھرتے اچانک ہمہ تن معذرت بنکر ملاقات ہو، جواب (مع بشارت) کا انتظار رہیگا۔ میرے خیال میں اواخر شوال یا اوائل ذی قعدہ کا وقت موسم اور ماحول ہر اعتبار سے موزوں ہوگا۔　　والسلام محمد تقی عثمانی

(قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ)

[1] ۱۹۷۳ء کے آئین ودستور کے سارے مراحل کا چشم دید گواہ بلکہ بالواسطہ شریک تھا شیخ الحدیث اور اکابر جمعیۃ اراکین پارلیمنٹ کی مشاورت اور انکے طرف سے آئین میں جمہوری اور اسلامی ترامیم داخل کرتا رہا زیر بحث آنے کے بعد کس کا کیا کردار تھا؟ یہ سب کچھ میں گیلری سے رپورٹ کرتا رہا بعد میں یہ ساری تفصیلات قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ کے نام سے خود مرتب کر کے شائع کرائیں چار سو صفحات کا یہ ریکارڈ ایک تاریخی دستاویز ہے۔

(۵۶)

۲۵ رشوال المکرم ۱۳۹۳ھ (مولانا عبدالحلیم کانپوری کے محل نظر خیالات)

مخدومی و معظمی دامت الطافہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، خدا کرے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں، آمین، گرامی نامہ اور مضمون ملا، جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً، جناب نے جو مضمون ارسال فرمایا ہے اسمیں متعدد باتیں جمہور مفسرین کے نقطہ نظر سے محل کلام ہیں۔ آیت کی بے تکلف تفسیر درحقیقت وہ ہے جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان القرآن میں اختیار فرمائی ہے۔ بہرحال! مضمون واپس ارسال خدمت ہے۔ انتظامی امور سے متعلق جو باتیں جناب نے تحریر فرمائی ہیں انکا جواب الگ پرچہ پر مرسل ہے۔ والسلام احقر محمد تقی عثمانی

(۵۷)

(ع وہی زندگی وہی کاروان وہی راستے وہی مرحلے الخ کراچی میں تلاش O نہ مل سکنے کا کرب وافسوس کوفت اور ذہنی اذیت O قرآن کریم اور تعمیر اخلاق O نظریاتی کونسل کے ارکان)

۱۲ رمحرم الحرام ۱۳۹۴ھ

ایک بے وفا کے باوفا دوست، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ایک ہفتے سے خط لکھنے کیلئے بیٹھتا ہوں لیکن اظہار مدعا کیلئے الفاظ نہیں ملتے کچھ عرصہ سے اپنی قسمت کے ایسے دور میں ہوں کہ کراچی کی گھٹی ہوئی فضا میں ایسے مواقع کو ترستا رہتا ہوں جن میں آزادی سے ہنسنا بولنا میسر آسکے۔ لیکن جب کبھی ایسے مواقع آتے ہیں تو کچھ ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے کہ ان سے فراغت ذہنی کیساتھ فائدہ نہیں اٹھا سکتا، ہر چند کہتا ہوں کہ ؎

یہ خوشی کے چند لمحے تجھے کیوں نہیں گوارا
میری زندگی میں اے غم! ترے بیشمار دن ہیں

لیکن اس التجا کا بھی کوئی جواب نہیں ملتا۔ اس مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ اور بھائی جان[1] ساتھ ساتھ تشریف لائے دونوں کی شخصیت ایسی تھی کہ

ع کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اگر بھائی جان ایک ہفتے کے بعد آتے تو میرے پندرہ دن انتہائی مسرت ونشاط کیساتھ گزر سکتے تھے مگر ابتلاء کیسے ہوتا؟ اس روز بدھ کو میں آپکو موٹر کی دکان پر چھوڑ کر تو چلا گیا لیکن رات بھر بے چین رہا، اگلے دن کبھی نیوٹاؤن اور کبھی سوسائٹی میں معین صاحب کو فون کرکے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تاکہ جمعہ کے دن ملاقات پختہ ہو سکے لیکن نیوٹاؤن میں کوئی رجل رشید نہ ملا اور سوسائٹی میں معین صاحب[2] سے ملاقات نہ ہو سکی جمعہ کی صبح کو پھر سوسائٹی فون کیا خیال تھا کہ اس وقت ضرور رابطہ پیدا ہو جائیگا لیکن فون کسی عورت یا بچے نے اٹھایا اور وہ معین صاحب کو بلانے کے لئے ایسا گیا کہ واپس نہ آیا چاروناچار لسبیلہ پہنچا، اپنے استحقاق کے بغیر امید تھی کہ وہاں آپ آجائینگے مگر آپ نہ تھے کچھ دیر انتظار کرکے نیوٹاؤن میں آپکو تلاش کیا مگر وہاں بھی آپ نہیں تھے ادھر جمعہ کے بعد کا جو پروگرام بدھ کے دن میں نے عرض کیا تھا اس کیلئے پوری جماعت سر پر سوار تھی اگلے ہی دن بھائی جان کو بھی رخصت ہونا تھا اسلئے انکے ساتھ جانا پڑا ہفتہ کے روز دوپہر کو نیوٹاؤن پہنچا تو

---

[1] محترم ومکرم جناب ذکی کیفی مرحوم تقی صاحب کے بڑے بھائی

[2] شفیق فاروقی صاحب کے والد معین الدین فاروقی مرحوم کا وہاں ورکشاپ کا کام تھا۔

معلوم ہوا کہ آپ عصر کے بعد حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب کے یہاں گئے تھے افسوس کہ وہاں میں نہ پہنچا پھر معین صاحب کے مکان پر اور ورکشاپ میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ صرف دو گھنٹے پہلے راولپنڈی کیلئے روانہ ہو چکے ہیں اور

ع پٹری چمک رہی تھی گاڑی گزر چکی تھی

نتیجہ یہ کہ اس دفعہ آپ کے قیام کے دوران یہی نقشہ رہا کہ ؎

وہی زندگی وہی کارواں وہی راستے وہی مرحلے مگر اپنے اپنے مقام پر کبھی تم نہیں، کبھی ہم نہیں

اس سانحہ کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ پورا ہفتہ انتہائی کوفت، ذہنی اذیت، کرب واضطراب اور احساس ندامت میں گزرا۔اس ساری داستان کے سنانے سے عذر گناہ پیش کرنا مقصود نہیں اسلئے کہ اگر آپ معاف کر بھی دیں تب بھی مجھے ذاتی طور پر جو کرب ہوا ہے اسکا تدارک ممکن نہیں لیکن آپکو اپنی قسمت کا حال سنا کر صرف دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہوں آپ میرے جرائم کی سزا میں جو کچھ بھی کر لیں کم ہے مجھ سے مایوس ہو جائیں تو بھی میرے استحقاق سے زائد نہیں لیکن امید یہ ہے کہ یہ کام آپ سے ہو نہیں سکے گا۔

بہرکیف، اب تو میرا حال یہ ہے کہ جتنے لمحات آپ کیساتھ میسر آ گئے ان پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جتنی تکلیف میں نے آپکو پہنچائی اسپر ندامت کیساتھ طالب عفو ہوں اور اس سانحے سے جو اذیت مجھے پہنچی اس پر صبر کی دعا کرتا ہوں۔

آپکا مسودہ قیمہ[1] کاتب صاحب کو کتابت کیلئے دیدیا ہے آپکی قسمت سے ایک اچھے کاتب صرف ۱۲/۲ فی صفحہ کے نرخ پر میسر آ گئے ہیں کتابت انشاءاللہ اچھی ہوگی اور امید ہے کہ انشاءاللہ ایک ماہ تک اسے پریس بھیجا جاسکیگا مطلع فرمائیں کہ ٹائٹل آرٹ پیپر کا ہو یا بکس بورڈ قسم کے موٹے کاغذ کا؟ ٹائٹل کے آخری صفحے پر کوئی اشتہار دینا ہو تو وہ بھی بھیج دیں اس اشتہار کو ٹائپ پر چھپوایا جائے یا بلاک بنوائیں اسی طرح ٹائٹل کا بلاک بنوائیں یا آفسٹ پر چھپوادیں؟ ناشر کی جگہ مکتبہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور) لکھدیا ہے اگر کچھ اور لکھنا ہو تو بتادیں۔

اسلامی کونسل کے نام آپ نے دیکھ لئے ہونگے۔ سب الا ماشاءاللہ ہیں، کبھی موقع ہو تو اسمبلی میں یہ سوال اٹھنا چاہیے (بلکہ میری رائے میں تو اسپر عدالتی چارہ جوئی بھی ہوسکتی ہے) کہ ارکان میں سے وہ چار کونسے ہیں جنہوں نے پندرہ سال تعلیم وتحقیق کا کام کیا ہو؟ شفیق صاحب اور قاری صاحب کو بہت بہت سلام۔ حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون، والسلام احقر محمد تقی عثمانی

(۵۸)

(رشتہ محبت واخوت میں آپ فوق کل ما التصور ہیں O ایک کامیاب ایڈیٹر O البلاغ کانپوری کی سرمستیوں کا نشانہ O ایڈیٹرانہ تیشہ)

۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

محبی الکریم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عریضہ لکھنا چاہ ہی رہا تھا کیونکہ خطرہ تھا کہ کہیں میری بے شمار بے تکی حرکتوں میں سے آپ عموماً مسامحت سے نوازتے رہتے ہیں نجانے کیوں یہ کوئی غیر معمولی حرکت خارج از تحمل تو نہیں ہوگئی مگر کل پتہ چلا کہ یہ خیال بھی انہی بے تکی

[1] ڈھاکہ کے اسلامی کانفرنس میں پڑھا گیا مقالہ جو قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق کے نام سے مکتوب نگار نے بڑی محنت اور محبت سے کراچی میں چھپوایا اس کا ذکر کئی جگہ آرہا ہے۔

حرکات میں سے تھا، ورنہ اس رشتہ محبت واخوت کے اعتبار سے آپ فوق کلّ ما أتصوّر ہیں۔ گرامی نامہ باعث تسکین وتقویت بھی ہوا اور باعث ندامت بھی کہ اولیت کے شرف سے کیوں محروم رہا؟

آپ تشتت اور پراگندگی کا شکوہ تو ہر خط میں اس شان سے کرتے ہیں جیسے اس وصف عاشقی میں کوئی آپ کا شریک و سہیم نہیں لیکن دفتر الحق سے جو ڈاک آتی رہتی ہے اس سے ایک ایسے ایڈیٹر کا تصور ابھرتا ہے جو اپنے فرائض منصبی کے سلسلے میں بڑا منتظم، مدبر اور عملہ پر حاوی ہے۔ اسی سلسلے میں کل "دعوات عبدیت" کے دو نسخے نظر افروز ہوئے اور دل خوش ہوگیا۔ تبصرہ کی تو مجال کیا ہے؟ البتہ استفادے کیلئے مطالعہ کرونگا اور تاثرات میں انشاء اللہ قارئین البلاغ کو بھی شریک کرلونگا، آپ نے بڑا اچھا کیا کہ یہ مجموعہ چھپوادیا۔ "قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق" کا مسودہ سرد خانے کی نذر نہیں ہوسکتا۔ بحمد اللہ اسکی کتابت مکمل ہو چکی ہے اور آج ہی اسے تصحیح کیلئے بھیجا ہے۔ غلطیاں بن کر آجائے تو انشاء اللہ پریس بھیجنے میں دیر نہیں ہوگی۔ خدا کرے کہ کاغذ مل جائے۔ آپ نے کتاب کے جملہ امور کا فیصلہ چھوڑ کر مجھ پر بڑی ذمہ داری ڈال دی ہے۔ اسلئے پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا ہوں کہ کہیں کوئی چیز اسمیں مزاج نازک وذوق لطیف کے خلاف نہ ہوجائے۔ خدا کرے کہ اس کوشش میں کامیاب رہوں۔ مولانا احمد عبدالحلیم ایک ایسے بزرگ ہین جنہیں اب اللہ اللہ پر اکتفا کرنا چاہیے لیکن مضمون نگاری کا ذوق ان میں پھر سے جوان ہو رہا ہے۔ اور اس جوانی کی سرمستیوں کا نشانہ بیچارہ البلاغ ہوتا رہتا ہے۔ مگر صرف دو تین بار انکے ذوق کی تسکین ہوسکی ہے۔ ان میں سے ایک مضمون کا کچھ حصہ قابل تنقید بھی تھا، مولانا ترمذی[1] نے مجھ سے مشورہ کرلیا تھا لہذا انکا مضمون آپ ضرور شائع کردیں۔ البتہ امید ہے کہ انداز تنقید شائستہ ہی ہوگا کہیں زیادتی دیکھیں تو ایڈیٹرانہ تیشہ استعمال کریں۔ شفیق صاحب کے ہاں وی پی کیسے پہنچ گیا؟ واللہ اعلم، تحقیق کرونگا لیکن بظاہر اسکی وجہ یہ ہوگی کہ میں نے ان کے نام پرچہ اعزازی رجسٹر میں نہیں بلکہ خریداروں میں درج کراکے جاری کرایا تھا۔ بہرحال، دفتر سے تحقیق کرونگا۔ اور انشاء اللہ اب پرچہ پہنچتا رہیگا۔ یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ وہ کتنے یاد آتے ہیں۔ آج موسم بڑا پر کیف ہے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ نشہ برس رہا ہے۔ آپ سب ہی بہت یاد آتے ہیں۔ حضرت والد ماجد مدظلہم کی خدمت میں سلام نیاز،　　　　والسلام،　　احقر محمد تقی عثمانی

الحق سے شیخ الازہر کی ملاقات کا علم ہوا۔ ایک مختصر سا انٹرویو ان سے میں نے بھی لے لیا تھا، آئندہ شمارے میں آرہا ہے۔ ایک چھوٹا سا اشتہار ارسال خدمت ہے اگر موقعہ ہو تو شامل اشاعت کردیجئے گا۔

(۵۹)

(قومی اسمبلی کی کاروائی دستور سازی کی رپورٹنگ کا محنت طلب کام سربستہ راز منکشف ہوں گے آئین کی منظوری غنیمت ہے O نفاذ اسلام کیلئے آخری سانس تک جنگ)

صدیق مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ باعث تسکین قلب ونظر ہوا آپکو شعر[2] لکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ آپ کے خط کا بذات خود یہ حال ہے کہ　　　ع　　　حاجت مشاطہ نیست روئے دلآرام را

آپکی "خواہی نخواہی" مصروفیات واقعۃً تکلیف کا باعث ہیں لیکن انکا ایک بہتر پہلو یہ ہے کہ اسطرح آپکا ذہن بہت سے "گمبھیر" مسائل سے

---

[1] مولانا عبدالشکور ترمذی جامعہ حقانیہ ساہیوال

[2] آپ نے تم کا جواب آپ سے دینا قبول نہیں کیا اس لئے اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹنا پڑا خیر　ع　اور کھل جائینگے دو چار ملاقاتوں میں (تقی)

نجات حاصل کر لیتا ہوگا۔

میری ''زمیلہ'' کو تکلیف؟ وہ تو وہاں سے آپ حضرات کی محبت، عنایات اور مہمان نوازی کے گن گاتی ہوئی واپس آئی ہیں کئی مرتبہ انہوں نے خط لکھنا چاہا مگر کوئی نہ کوئی مانع پیش آ گیا وہ والدہ صاحبہ بھابی صاحبہ اور دوسری بھابیوں کی خدمت میں سلام پیش کرتی ہیں۔

تازہ ''الحق'' نظر نواز ہوا جتنی محنت آپ نے اسمبلی میں کی اس شمارے کی ترتیب میں یقیناً اس سے کم محنت نہیں اٹھائی ہوگی اللہ تعالیٰ اس ہمت اور حوصلے کو سدا جوان رکھے بلاشبہ اس کارروائی کے منظر عام پر آنے سے بہت سے سربستہ راز منکشف ہونگے اور لوگوں کو صحیح حالات کا علم ہوگا۔ جزاک اللہ خیراً۔

''آئین'' پر خوشی اس بات کی نہیں ہے کہ وہ مکمل طور پر اسلامی ہے البتہ خوشی اس کی ضرور ہے کہ یہ ''علی شرف السقوط'' ملک تباہی کے کم از کم ایک اہم سبب سے بچ گیا۔ یوں اسلام کے نفاذ کا جہاں تک تعلق ہے اسکے لئے تو زندگی کے آخری سانس تک لڑتے رہنا ہی پڑیگا۔

رشید سورتی صاحب سے ملاقات ہوگئی تھی وہ کہتے تھے کہ میرے پاس میکاتی صاحب کا کوئی فون نہیں آیا تاہم انہوں نے اپنے اختیارات کی حد تک یہ کرم کیا کہ ۲۹x۲۳ کا کچھ کاغذ عنایت فرما دیا جسمیں ہمیں ۷۔۸ انچ کی پٹی کاٹ کر کام چلانا پڑا۔ مگر ہمیں مزید دو جلدوں کیلئے کم از کم دو سو ریم کاغذ کی ضرورت ہے اور اب یہ کاغذ ۳۶x۲۳ سائز میں بھی نہیں مل رہا ہے۔ اگر آپ میکاتی صاحب سے یہ کہدیں کہ وہ ہمارے لئے خاص طور پر ۲۹x۲۲ سائز میں کاغذ تیار کرا دیں تو بڑا اچھا ہو۔ اگر دو سو ریم پر اسپیشل طریقے سے کاغذ بنوانے میں دشواری ہو تو یہ معلوم ہو جائے کہ کتنی مقدار کے آرڈر پر بنا سکتے ہیں؟ اگر اتنی مقدار خریدنا ہمارے لئے ممکن ہو تو اتنی مقدار ہی بیک مشت خرید لینگے۔ اور اگر خاص طور پر یہ سائز بنانا ممکن ہی نہ ہو تو پھر ۳۶x۲۳ سائز ہی میں دو سو ریم کا مزید انتظام فرما دیں آپ زحمت کر کے ان سے یہ مفصل بات ضرور کر لیں مجھے اسکے جواب کا انتظار رہیگا۔ حامد، راشد، نفیسہ کو بہت بہت دعائیں، بھابی کو سلام، والسلام احقر محمد تقی عثمانی

(۶۰)

مئی ۱۹۷۳ء **(فون جواب کا نائب نہیں)**

برادر مکرم و محترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اس سے قبل ایک مفصل عریضہ ارسال کر چکا ہوں آپ آجکل فون کی گفتگو کو جواب کا نائب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است، خدا کرے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں اور ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ، آمین، اسوقت باعث تحریر یہ ہے کہ ''تعمیر اخلاق'' کیلئے کاغذ خرید رہا ہوں۔ اگر کچھ رقم (آٹھ سو سے ایک ہزار تک) علی الحساب بھیج دیں تو باعث سہولت ہوگی۔ مفصل حساب انشاء اللہ کتاب کی تکمیل کے بعد ہو جائیگا۔ ڈرافٹ ''محمد تقی عثمانی'' کے نام ارسال فرما دیں۔ ایک متعین رقم اس مد کی موجود ہوگی تو خرچ کے وقت سوچنا نہیں پڑیگا۔ باقی آئندہ انشاء اللہ، والسلام احقر محمد تقی

(۶۱)

۸ راگست ۱۹۷۳ء **(اسلام آباد ہنگامہ خیز پر لطف رفاقت کی یاد خوشبوئے زلف یار کی طرح دل و دماغ پر محیط ہے ○ سوالات ربوہ اور یادداشت)**

محب مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ سے رخصت ہو کر بحمد اللہ بعافیت تمام گھر پہنچ گیا۔ اس مرتبہ کا قیام[1] اگرچہ بڑا ہنگامہ خیز رہا

---

[1] وہی قادیانیوں کے خلاف تحریک کے سلسلہ میں کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں اسلام آباد میں قیام

مگر پرلطف رفاقت کے لمحات کی یادخوشبوئے زلف یار کی طرح دل و دماغ پر محیط ہے۔ ہر مرتبہ کی طرح اس بار بھی آپ کوستانے اور ستاتے رہنے کا احساس رہتا ہے لیکن کیا کروں کہ ع وقديو ذی من المقة الحبيب

سوالات ربوہ کے سلسلہ میں ایک یادداشت جلدی میں مرتب کر کے بھیجی تھی امید ہے کہ مل گئی ہوگی۔ بحمد اللہ ''قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق'' چھپ کر تیار ہوگئی ہے اسکے پانچ نسخے آج بذریعہ بک پوسٹ برائے ملاحظہ روانہ کردیئے ہیں باقی نسخے انشاء اللہ بذریعہ ٹرک جلدی ہی پہنچ جائینگے۔ خدا کرے کہ مطبوعہ شکل میں یہ پسندِ خاطر ہوجائے، بڑاافسوس ہے کہ اس خدمت میں تاخیر بہت زیادہ ہوگئی لیکن واقعۃً اس میں مجبوری تھی۔ جمعہ کے دن شفیق صاحب سے ملاقات ہوئی آپکا ذکر خیر ہوتا رہا، کتاب کا پہلا نسخہ انہی کے ساتھ بائنڈر سے وصول کیا، خدا کا شکر ہے کہ انہیں کتاب پسند آئی۔

چند گھنٹے ساتھ گزرے پھر انہیں ''لغاری صاحب'' کے پاس جانے کی جلدی تھی اسلئے جلد رخصت ہوگئے اور کورنگی آنے کا وعدہ کر گئے شاید کل پرسوں تک کلیم انہیں یہاں لے آئیں۔ عجلت کی حالت میں یہ سطور لکھ رہا ہوں مفصل حساب انشاء اللہ چندروز میں روانہ کرونگا۔ کتابوں کی رسید سے مطلع فرمادیں۔ والسلام احقر محمد تقی عثمانی

(۶۲)

(قادیانی فیصلہ[1] O خلاف توقع جامع مانع قوانین کی منظوری O قلب وروح کی گہرائیوں سے جذبات مسرت)

۲۳ رشعبان المعظم ۱۳۹۴ھ، ۱۱ ستمبر ۱۹۷۴ء

محب مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، سمجھ میں نہیں آتا کہ کن الفاظ میں آپکو مبارکباد پیش کروں؟ سالہا سال کے بعد دل ان جذبات مسرت سے لبریز ہے جو قلب وروح کی گہرائیوں سے پیدا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہم سب پر اتنا بڑا انعام فرمایا ہے کہ اس پر شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ ذاتی طور پر اگرچہ مجھے توقع تھی کہ انشاء اللہ یہ مسئلہ اس بار حل ہوجائیگا لیکن جس بہترین طریقے سے حل ہوا ہے اور اس سلسلے میں جو جامع و مانع قوانین منظور ہوئے ہیں اسکی پہلے سے توقع نہیں تھی، بہرکیف! اس پُر مسرت واقعے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد قبول فرمائیے اور حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں بھی سلام کے بعد ہدیہ تبریک پیش فرمادیجئے، اللہ تعالیٰ اس واقعے کو آئندہ کیلئے ملک وملت کی فلاح کا مقدمہ بنائے اور اس کی برکت سے ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی راہ ہموار فرمادے۔ آمین

افسوس ہے کہ ''تعمیر اخلاق'' کی طباعت میں مجھ سے بڑی کوتاھیاں ہوئیں اور اسکے پورے نسخے بھیجنے میں بھی تاخیر ہوگئی لیکن آخری مرحلے میں پریس والے نے حماقت یہ کی کہ ٹائٹل کل ۱۰۰۰ چھاپ کر ختم کردیئے اور ۱۰۰ نسخے بغیر ٹائٹل کے رہ گئے اسلئے ٹائٹل دوبارہ چھپوانا پڑا اسمیں غیر معمولی تاخیر ہوگئی، بہرحال اب وہ نسخے امید ہے کہ آپ تک پہنچ گئے ہونگے، تقریباً ۶ نسخے احقر نے رکھ لئے تھے بعض اپنا حق سمجھ کر اور بعض کچھ دوستوں کا۔

اخراجات کا بل وغیرہ ارسال خدمت ہے تاکہ آپکے لئے وہاں اندراجات میں سہولت ہو، کاتب چونکہ غلطیاں بتائے بغیر لاپتہ ہوگیا تھا

---

[1] ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا اس سارے پارلیمانی ایکسرسائز میں ہم دونوں اکابر کے حکم پر شریک رہے اکٹھے اسلام آباد میں بیٹھ کر قادیانیوں کے بارہ میں ملت اسلامیہ کا موقف مرتب کیا جسے مولانا مفتی محمود نے قومی اسمبلی میں پیش کیا اور بحمد اللہ اس بیان نے حکومت کے لبرل روشن خیال اراکین اور اس وقت کے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ جیسے لوگوں کے ذہن کو بدل دیا۔ مکتوب نگار اور مکتوب الیہ دونوں کا اس جہاد عظیم میں جو تھوڑا سا حصہ تھا اس کے بارآور ہوجانے پر دونوں کی حیرت انگیز خوشی طبعی امر تھی کیا عجب بارگاہ ایزدی سے اس کا صلہ محشر میں سرخروئی اور حضور کی شفاعت کے شکل میں مل جائے۔

اسلئے کتابت کا بل اسمیں شامل نہیں ہے نفیس صاحب کی کتابت میں آپنے ساتھ لے آیا تھا خیال تھا کہ بلاک ساتھ بن جائینگے لیکن یہاں بلاک بنوانے کا ارادہ فی الحال ملتوی ہوگیا ہے اسلئے کتابت ارسال کررہا ہوں یہاں ضائع ہوجانے کا خطرہ ہے۔ شفیق صاحب آئے بھی اور چلے بھی گئے ان سے صرف ایک ملاقات ہوسکی ان کو بہت بہت سلام اور مبارکباد قاری سعید الرحمان صاحب کو بھی سلام اور تبریک پہنچادیں۔ یہ خط عجلت میں لکھ رہا ہوں باقی انشاء اللہ آئندہ،

(۶۳)

(مولانا محمد زکی کیفی کا سانحۂ ارتحال اور والد کی شدید علالت کی وجہ سے آخری رسوم میں شرکت سے معذوری اور غیر معمولی استقامت کا مظاہرہ O شیخ الحدیث کی کاشانۂ زکی جاکر تعزیت O سربراہ کانفرنس شالامار باغ لاہور میں رفاقت کی یادیں)

۱۲ صفر ۱۳۹۵ھ، ۱۹۷۵ء

اخی العزیز الکریم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ غم وآلام کی تاریکیوں میں ستارۂ امید بنکر ملا، آپکی تحریر کا انتظار واشتیاق تو ہمیشہ ہی رہتا ہے لیکن شکایت نام کی کوئی چیز بحمد اللہ پیدا نہیں ہوئی کیونکہ ہمارا تعلق ان رسوم وضوابط سے بہت بالا ہے، خط کے نہ آنے سے یہ گمان کبھی نہ ہوا نہ ہوسکتا تھا کہ اس سانحے میں آپ کا دل ہمارے ساتھ شریک نہیں یوں بھی یہ اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی کہ حضرت والد ماجد مدظلہم نے انتہائی شفقت ومحبت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ''کاشانۂ زکی'' میں قدم رنجہ فرمایا اور غمزدہ بچوں کی تسلی فرمائی جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء، بلکہ چند روز سے میں خود آپکو خط لکھنے کا ارادہ کررہا تھا اور حوادث روزگار نے مہلت نہ دی تھی کہ آپکا خط موصول ہوگیا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس ایک مہینے میں ہم لوگوں پر جو قیامت گزر گئی اسکی داستان بہت طویل ہے۔ حضرت والد صاحب مدظلہم العالی اواخر ذی الحجہ ہی سے ٹانگوں کے شدید درد کی بناپر صاحب فراش تھے اور ایک ایسے نئی قسم کے درد میں مبتلا تھے جسے تمام معالجین درد کی شدید ترین قسم بتاتے ہیں کروٹ لینا تو بڑی بات ہے ٹانگ کو ایک انچ سرکانا بھی دوسرے کی مدد کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ اسی حالت میں بھائی جان کی شدید علالت کا علم عاشورہ کی شام کو ہوا اور رات دو بجے تک آخری جانگداز اطلاع بھی مل گئی حادثہ جانکاہ کا صدمہ الگ اور اس عالم میں حضرت والد صاحب مدظلہم کو اسکی خبر دینے کی فکر الگ، جمعہ کو گیارہ بجے دوپہر تک والد صاحب سے اس خبر کو چھپایا اور اس عرصہ میں تدریجاً انہیں شدت علالت کی اطلاع دیتے رہے یہاں تک کہ گیارہ بجے خبر دیدی اس حالت میں ان پر جو کچھ گزری ہوگی اسکا اندازہ کیا کیا جاسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو صبر وہمت بھی مثالی عطا فرماتا ہے۔ جس استقامت کا ہمیں تصور بھی نہ تھا وہ ان کے پاس دیکھنے میں آئی، بھائی جان مرحوم سے انہیں غیر معمولی تعلق خاطر تھا۔ لیکن جس ثبات واستقلال سے انہوں نے اس صدمے کو برداشت کیا وہ انہی کا حصہ ہے۔ **حفظه الله فی عافیة سابغةِ**، والدین کی علالت کی بناپر میں اور بھائی رفیع صاحب بھی لاہور نہ جاسکے اور ابھی تک ان کی قبر پر پہنچنا بھی نصیب نہ ہوا۔

اس صدمے سے دل ودماغ بیحد متاثر ہے بھائی جان صرف بڑے بھائی ہی نہ تھے آپکو اندازہ ہے کہ وہ ہمارے لئے کیا تھے؟ آج لوگ سربراہ کانفرنس کی یادگار منار ہے ہیں اور میرے ذہن میں پچھلے سال انہی دنوں کی وہ تصویریں رقص کررہی ہیں جب آپ میں اور بھائی جان ساتھ شالامار کی شام سے لطف اندوز ہورہے تھے بس دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے ورنہ فی الوقت تو زندگی کے ہر کام سے شدید اکتاہٹ محسوس ہوتی ہے حضرت والد صاحب مدظلہم کی تکلیف میں بحمد اللہ اب خاصی خفت ہوگئی ہے لیکن ابھی تک بستر سے اترنے پر قادر نہیں ہوئے حضرت والد مدظلہم سے انکی صحت وعافیت کی دعا کی درخواست کردیجئے گا۔

بہت سی باتیں دل میں آتی ہیں لیکن حالات نے ایسا جکڑا ہوا ہے کہ یہ چند سطور بھی متعدد نشستوں میں مکمل کر چکا ہوں، شفیق صاحب آئیں تو میرا اسلام پہنچا دیجئے گا اور انکو اطلاع کئے بغیر ایک مرتبہ آپ خود ان کا ڈاک کا پتہ بھیج دیجئے یہاں کافی تلاش کے باوجود مل نہیں سکا۔

والسلام احقر تقی

(۶۴)

(بھائی زکی کی وفات کے بعد لاہور آمد میری تعزیت سے اہل خانہ کو خوشی O ''زجاجی'' زیارت O کمیٹی کا قصہ)

حبی و محبی زیدت الطافکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ حسب معمول تاخیر سے پہنچا اور خلاف معمول قدرے تاخیر سے اسکا جواب لکھ رہا ہوں دراصل بھائی جان کے حادثہ وفات کے بعد والدین کی علالت کی بنا پر اب تک لاہور جانا نہیں ہو سکا تھا، اب ذرا مہلت ملی اور والد صاحب کو افاقہ ہوا تو لاہور کا قصد کیا۔ اور مجھے بھی ان کے ساتھ آنیکا موقعہ ملا یہاں قدرے فرصت ملی تو یہیں سے یہ عریضہ تحریر کر رہا ہوں یہاں محمود سلمہ سے معلوم ہوا کہ آپ ایک مرتبہ مزید یہاں تشریف لائے اور کافی دیر گھر اور دوکان دونوں پر بچوں کو تسلی دی بچوں کا کہنا یہ ہے کہ ان کے آنے سے ایسا سکون ہوا جیسے چچا (یعنی میں) آگئے فجزاکم اللہ تعالیٰ خیرا و اعظم اجرا، میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ آپ نے احقر کی ''زجاجی زیارت'' فرمائی اور اس وقت شفیق صاحب بھی موجود تھے اسطرح آپ کی محفل میں ایک دورافتادہ کو بیٹھے بیٹھے شرکت کا شرف حاصل ہو گیا لیکن کاش، کہ آپ حرکت کرتے ہوئے ہونٹوں کیساتھ ان سے نکلنے والے الفاظ بھی سن لیتے جو یقیناً آپ ہی کے دل کا ترجمان تھے کمیٹی کی شرکت پر مبارکباد بھی وصول ہو گئی اور اس پر آپکا حقیقت افروز تبصرہ بھی اس کمیٹی کا ایک طویل قصہ ہے جسے خط میں لکھنا ممکن نہیں کسی وقت زبانی عرض کرونگا۔ اور اگر آپکو میری نیک نیتی پر شبہ نہ ہو تو ملاقات کے وقت تک پوری صورت حال سے آپ کی ناواقفیت میرے لئے قابل گوارائی ہے ہاں خدانخواستہ دوسری صورت ہو تو بتائیے گا تاکہ میں پورا قصہ کسی نہ کسی طرح لکھ کر بھیج ہی دوں۔ یہ خط لاہور میں شروع کیا تھا مگر سپرد ڈاک نہ کر سکا یہاں تک کہ آج واپس کراچی پہنچ گیا اب مزید جو باتیں دل میں ہیں انہیں آئندہ کیلئے موخر کر کے یہ خط ارسال کر رہا ہوں اس خیال سے کہ کہیں مزید لکھنے کے انتظار میں تاخیر نہ ہو جائے حضرت والد ماجد مدظلہم کی خدمت میں مزاج پرسی کے بعد سلام مسنون عرض کر دیں، سب بھائیوں کو سلام، حامد و راشد اور نفیسہ سلمھم کو بہت سی دعائیں۔ والسلام احقر تقی

(۶۵)

(شیخ الحدیث کی علالت سے پریشانی O مفتی اعظمؒ کے مرض قلب کی روشنی میں مفید حفاظتی مشورے O کراچی آکر تشخیص کرائیں O حضرت کی ذات امت کی گرانقدر امانت)

مورخہ ۲۴ رجب المرجب ۱۳۹۵ھ

محب مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کافی دنوں سے آپکی طرف سے کوئی خط نہیں آیا تھا اسلئے طبیعت فکر مند تھی اسی دوران حضرت مولانا بنوری صاحب سے معلوم ہوا کہ ہفتہ دو ہفتہ پہلے حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم العالی دورۂ قلب کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں سخت تشویش ہوئی مگر اس سے اگلے دن انکے نام آپکا تار پہنچا کہ بحمداللہ اب وہ روبصحت ہیں۔ اسکے بعد سے بارہا آپ سے بات کرنے کیلئے ٹرنک کال بک کرائی مگر تین چار گھنٹے کے انتظار کے بعد کبھی یہ جواب ملا کہ لائن خراب ہے کبھی رات کو بہت دیر ہو گئی اور از خود کال کینسل کرانی پڑی۔ اسی دوران قاری سعید الرحمان صاحب سے تفصیلا حالات معلوم ہوئے اور قدرے اطمینان ہوا۔ اور خط لکھنے کے

ارادے کو بھی کئی روز گزر گئے۔ حضرت والد صاحب مدظلہم کو چونکہ دل کا دورہ ہو چکا ہے اسلئے اس مرض کا ہم لوگوں کو خاصا تجربہ ہو چکا ہے اس تجربے کی روشنی میں چند باتیں عرض خدمت ہیں۔

۱) اس بیماری میں دوائیں بالکل ثانوی حیثیت رکھتی ہے اصل چیز آرام ہے اب ایسے ہر کام سے کلی پرہیز کی ضرورت ہے جس سے جسمانی یا ذہنی تھکن ہو جائے طویل گفتگو، لمبی نشست اور ہجوم افکار سے پرہیز لازمی ہے اور اسکے لئے آپ پر شدید ذمہ داریاں عائد ہوگئی ہیں۔

۲) سوء ہضم اور قبض کا شائبہ بھی ہو تو اسکی فوری تدبیر ضروری ہے۔

۳) ہر ایسے کام سے پرہیز لازم ہے جس سے سانس پھولنے کا احتمال ہو۔

۴) گھی کے بجائے مکئی کا تیل استعمال کیا جائے۔

۵) پورے پاکستان بلکہ پورے برصغیر میں امراض قلب کے علاج کا سب سے بڑا مرکز کراچی ہے یہاں اس مرض کے بہترین معالج اور سرجن جمع ہیں ایک پورا ہسپتال صرف امراض قلب ہی کیلئے مخصوص ہے۔ اور اسمیں جدید ترین آلات بھی موجود ہیں۔ دور دراز کے ممالک سے لوگ علاج کرانے کیلئے یہاں آتے ہیں۔ لہذا احقر کا صرف مشورہ ہی نہیں اصرار ہے کہ جب حضرت مدظلہم کی طبیعت سفر کی متحمل ہو جائے اور ڈاکٹر اجازت دیدیں تو کچھ عرصہ کیلئے انہیں یہاں لاکر کم از کم معائنہ اور تشخیص ضرور کرالی جائے اس بات کو آپ معمولی سمجھ کر ٹالیں نہیں بلکہ پوری اہمیت کیساتھ اسپر عمل کریں، حضرت مدظلہم کی ذات امت کی ایک گراں قدر امانت ہے اور یہ ہم سب کا فریضہ ہے کہ اسکے تحفظ کیلئے جو بہتر سے بہتر علاج میسر ہو اس میں دریغ نہ کریں امید ہے کہ آپ اس مشورے کو سرسری نہیں سمجھیں گے اللہ تعالی حضرت مدظلہم کا سایہ رحمت ہم سب پر تادیر سالم رکھے۔ آمین، حضرت کے ہسپتال میں ہونے کی بناء پر آپکی مصروفیات میں جو اضافہ ہوا ہوگا اس کا تھوڑا بہت اندازہ ہے اللہ تعالیٰ آپکو ان تمام ذمہ داریوں سے بطریق احسن عہدہ برآ ہونے کی توفیق کامل مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین،

میں بھی آجکل چند در چند مصروفیات کا شکار ہوں میرے لئے بھی دعائے خیر فرمائیں۔ اور حضرت مدظلہم سے موقع ہو تو مزاج پرسی کے بعد سلام عرض کردیں حضرت والد صاحب مدظلہم اور بھائی رفیع صاحب بھی مزاج پرسی کے بعد سلام کہتے ہیں اور خیر و عافیت کیلئے دعا گو ہیں۔ اگر چند سطری خط سے خود یا کسی اور کے ذریعہ حضرت کی خیریت سے مطلع کردیں تو ممنون ہونگا خود مصروف ہوں تو کسی اور سے لکھوانے میں تامل نہ کریں ٹیلیفون پر بات کی کوشش جاری رکھونگا۔ والسلام احقر تقی

(۶۶)

(تحریرِ محبوب فردوس نظر، گلے شکوے قصے تبصرے اور نہ جانے کیا کیا لیکن ایک لحظے میں تلافی ممکن نہیں O ربا کے بارہ میں بار بار سوالنامہ کے جوابات ردی کی ٹوکری کی نظر O لندن کا اسلامی فیسٹول میلہ[۱] O جے یو آئی کا قاضی کنونشن)

۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

محب مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرصہ دراز کے بعد تحریر محبوب فردوس نظر ہوئی۔ غنیمت ہے کہ ایک دور افتادہ مسکین یاد تو آیا ورنہ خیال

---

[۱] ان دنوں لندن میں اسلامی فیسٹول کے نام پر ایک بڑے میلہ کے انعقاد کا چرچا تھا جس میں کتابوں کی نمائش وغیرہ جیسا پرکشش پروگرام بھی تھا شاید ہم نے اسے دیکھنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہی ٹیڑھے دماغ ہی آڑے آگئے کہ اصولوں کی قربانی حاشا وکلا

یہ ہو رہا تھا کہ یہ حرف غلط ذہن سے مٹ ہی نہ گیا ہو۔کوتاہی بلاشبہ میری بھی ہے کہ ٹیلی فونی وعدے کے باوجود خط نہیں لکھ سکا،لیکن اسکی ذمہ داری سے آپ اپنے آپ کو بالکلیہ بچانے کی کوشش نہ فرمائیں۔

بہر حال،اس قیل وقال سے قطع نظر،ایک عرصہ کے بعد شرف تخاطب حاصل کرتے وقت دل میں بہت سی باتیں موج زن ہیں۔ گلے شکوے، قصے،تبصرے اور نہ جانے کیا کیا؟ لیکن ایک لفظے میں ان سب کی تلافی ممکن نہیں۔لہذا فی الحال صرف دو باتوں پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ کہیں آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ جھکی پھر پیچھے پڑ گیا۔

ا۔ ''ربا'' کے بارے میں سوالنامہ یہاں بھی پہنچا ہے۔اگرچہ جھنجھلاہٹ یہ آتی ہے کہ ہم ان سوالناموں کے جواب کب تک لکھ لکھ کر ردی کی ٹوکری کا پیٹ بھرتے رہینگے؟ تاہم دوسرا خیال یہ بھی آتا ہے کہ

گرچہ رخنہ نیست عالم راپدید ؎ خیرہ یوسفؑ وارمی باید دوید

اس خیال سے جواب لکھنے کا ارادہ کرلیا ہے انشاءاللہ جونہی مکمل ہوگیا،آپکوارسال کردونگا۔

۲۔ ''قاضیوں'' کا ایک کونشن جمعیت علماء اسلام کی طرف سے لاہور میں ہو رہا ہے اسمیں دعوت احقر کو بھی پہنچی ہے۔کوشش کررہا ہوں کہ اس اجتماع میں شرکت ہوجائے۔اور ایک بڑا داعیہ یہ بھی ہے کہ غالباً آپ سے وہاں ملاقات ضرور ہوگی۔خدا کرے کہ ایسا ہی ہو،اگر میں حاضری کی کوشش میں کامیاب ہوگیا تو انشاءاللہ قلم وتحریر کی کمی زبان وبیان سے پوری ہوگی۔

ہاں تیسری بات یہ یاد آئی کہ لندن کے میلے کے سلسلہ میں شرکت کیلئے جو کوشش اپنے اصولوں کے دائرے میں رہ کر جو کر سکتا تھا وہ میں نے کرلی آپ کیلئے بھی اور اپنے لئے بھی۔لیکن اندازہ یہ ہوا کہ اس قسم کے کام ہم جیسے ٹیڑھے دماغ کے لوگوں کے بس کے نہیں۔کیونکہ ایسے کاموں کیلئے شرط اول اصولوں کی قربانی ہے۔لہٰذا آپ نے کچھ سوچا ہو تو بتایئے۔ والسلام احقر تقی

(٦٧)

(بیزار ہونا چاہیں بھی تو نہ ہوسکیں O مفتی اعظمؒ اور سوالنامہ ربوا کا جواب O دیوبند کی صد سالہ تقریب کیلئے کمیٹی)

۲ربیع الثانی ١٣٩٦ھ

برادر مکرم ومحترم،السلام علیکم ورحمۃ اللہ،خدا کرے کہ آپ بہمہ وجوہ بعافیت ہوں۔آمین،لاہور حاضر نہ ہوسکنے کا افسوس رہا۔لیکن آپکی یہ زیادتی نا قابل تلافی ہے۔کہ آپ کراچی نہ آئے۔والد صاحب مدظلہم بوجہ علالت اگر معذور تھے تو آپ ان کی نمائندگی کیوں نہیں کرسکتے تھے؟سوائے ناچیز سے بیزاری کے اسکی اور کیا توجیہ ہوسکتی ہے؟بہر حال،اللہ تعالیٰ مجھے ایسا بنائے کہ آپ بیزار ہونا بھی چاہیں تو نہ ہوسکیں۔

تعمیل ارشاد کے طور پر سوالنامہ ربا کے جواب، جو حضرت والد صاحب مدظلہم کی طرف سے بھیجا گیا ہے ارسال خدمت ہے۔''مسئلہ سود''، ''اسلام کا نظام تقسیم دولت'' اور پراویڈنٹ فنڈ'' و''بیمہ زندگی'' تو آپ کے پاس ہونگے،اگر نہ ہوں تو مطلع فرمائیں۔یہاں سے بھیج دیئے جائینگے۔عجلت میں یہ سطور لکھ رہا ہوں،تفصیلات انشاءاللہ پھر، والسلام......محمد تقی

ہاں!ایک ضروری بات یہ ہے کہ ۳۱/مارچ کی میٹنگ میں پاکستان کے اندر دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریب کا انتظام کرنیکے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جسکے ایک رکن حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم بھی ہیں اسکی اطلاع انکو دیدیجئے گا،تفصیلات انشاءاللہ حسب موقع بھیجی جائیں گی۔ والسلام......تقی

(۶۸)

(خط کے معاملہ میں قوت ہاضمہ پر رشک ○ مفتی اعظم کے بارہ میں ایک نظم ○ ایک گھریلو گذارش)

۹ رجمادی الثانیہ ۱۳۹۶ھ

حبی ومحبی زاد لطفکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرصہ ہوا ایک کاروباری خط کے جواب میں کاروباری خط ہی ارسال کر چکا ہوں لیکن اسکا اثر مطلق ظاہر نہ ہوا اور خط کے معاملے میں آپکی قوت ہاضمہ پر رشک آیا' ہار جھک مار کر اب یہ عریضہ خود ہی تحریر کر رہا ہوں شاید کہ کوئی چشم کرم بارد گر ہو جائے۔ اب آپ سے ملاقات الحق کی حد تک محدود ہو کر رہ گئی ہے سو یہ بھی غنیمت ہے یا پھر دور دور سے کچھ سلام و پیام مل جاتے ہیں اس پر بھی شکر ادا کرتا ہوں آپکی مصروفیات کا اندازہ تو ہے لیکن کبھی ان مصروفیات میں ایک دیوانے کا بھی حصہ ہوا کرتا تھا بُرا ہو اس عقل وخرد کا، کہ اس نے دیوانے سے یہ حصہ بھی چھین لیا بہر کیف، مدت دراز کے بعد سہی۔ کبھی کبھی اپنی خیریت اور کوائف سے مطلع کر کے اس دیوانے کو بھی پوچھ لیا کیجئے کہ وہ زندہ ہے یا نہیں؟ فی الحال تو میں خود بتا دیتا ہوں کہ بحمد اللہ زندہ ہوں بخیریت ہوں اور آپکی خیریت کیلئے دعا گو۔ اب دو گزارشیں ہیں ایک دفتری اور ایک گھریلو، دفتری گزارش تو یہ ہے کہ ایک صاحب نے حضرت والد صاحب مد ظلہم کے بارے میں ایک نظم کہہ کر البلاغ میں بھیجی تھی، نظم اچھی ہے مگر والد صاحب کو اسکا البلاغ میں شائع کرنا پسند نہیں' اسلئے انہیں انکار کر دیا اب وہ مصر ہیں کہ اس نظم کو میں اپنے خط کیساتھ آپکے پاس الحق میں شائع کرنے کیلئے بھیجوں۔ انکی خواہش کی تکمیل کیلئے یہ نظم منسلک کر رہا ہوں۔ لیکن اشاعت کے بارے میں کوئی سفارش نہیں، بلکہ صرف بحیثیت قاصد انکا پیغام آپ تک پہنچا رہا ہوں۔ آپ پوری آزادی سے اسکی اشاعت یا عدم اشاعت کا اپنے طریق کار اور اپنی مصالح کے مطابق فیصلہ فرمالیں اگر اشاعت کو مناسب نہ سمجھیں تو احقر کو ادنیٰ ملال نہ ہوگا۔ دوسری گھریلو گزارش یہ ہے کہ جب ہماری بیگم صاحبہ آپکے یہاں آئی تھیں تو یہ دیکھ کر انکی بقول شخصے آنکھیں چوڑی ہوئیں کہ وہاں گھر میں کام کرنے والی خواتین بکثرت مل جاتی ہیں۔ بلکہ شاید کسی عورت نے ان سے کہا بھی تھا کہ آپ مجھے کراچی ساتھ لے چلیں مگر بات آئی گئی ہوگئی۔ اب یہاں گھر میں کام کرنے والی عورتوں کا شدید قحط ہے اگر وہاں کوئی بیوہ عورت اس کیلئے ہو سکتی ہو تو اسے کرایہ دیکر کراچی بلا لیا جائے اور یہاں اسکی رہائش و خوراک وغیرہ کا انتظام کر دیا جائے۔ اور جیب خرچ کیلئے ۵۰ ریا ۶۰ روپیہ تک دیدیئے جائیں تو میری بیوی کا اصرار ہے کہ آپ سے درخواست کروں کہ اس سے بات کر لی جائے یہ ایک نہایت فضول قسم کا کام ہے اور اس معاملے میں آپکو لکھتے ہوئے تامل بھی ہو رہا ہے لیکن وزارت داخلہ کے جبر سے لکھ رہا ہوں اگر بآسانی ایسی صورت ممکن ہو تو لکھ دیں ورنہ نفی میں جواب لکھ دیں تا کہ وزارت داخلہ کا منہ بند کیا جا سکے۔

حضرت والد صاحب مد ظلہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے یہ خط کئی کئی وقفوں میں پورا کر سکا ہوں اللہ میری حالت پر رحم فرمائے۔ شفیق صاحب سے سلام و پیام کے بعد بہت سی ان کہی باتیں؟ ''دعوات حق''[۱] ماشاء اللہ خوب آئی ہے اب اس کا مفصل ذکر خیر۔۔ رجب کے شمارے میں آرہا ہے۔ والسلام احقر محمد تقی عثمانی

(۶۹)

(علمی مطالعاتی زندگی کے بارہ میں سوالنامہ مفتی اعظم کا جواب اور اپنے بارہ میں کسر نفسی ○ اکابر ملت سے دینی مدارس کے بارہ میں سوالات)

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے آپ بہمہ وجوہ بعافیت ہوں آمین، لائل پور میں آپکی رفاقت میں گزرے ہوئے لمحات کی

[۱] احقر کے مرتب کردہ حضرت شیخ الحدیث کے خطبات کی جلد اول

یاددل میں لئے یہاں پہنچا تو والدہ کو سخت علیل پایا یہاں تک کہ ہسپتال میں داخل کرنا پڑا بحمداللہ اب کسی قدر افاقہ ہے لیکن دن رات اسی پریشانی میں رہا اور اب تک ہوں اسلئے نہ کوئی عریضہ تحریر کرسکا اور نہ آپکے حالیہ مکتوب گرامی کا جلد جواب دے سکا یوں بھی خط کے معاملے میں میری روایتی سستی آپ پر بار ہا الم نشرح ہو چکی ہے۔ بہر حال! حسب معمول درخواست معافی پیش ہے گر قبول افتد زہے عزوشرف، آپ نے سوالات بڑے دلچسپ اور مفید مرتب فرمائے ہیں جہاں تک والد صاحب کا تعلق ہے انشاللہ ان سے ان کے جوابات ضرور لکھواونگا لیکن آجکل والدہ کی علالت کی وجہ سے والد صاحب کا ذہن بری طرح الجھا ہوا ہے اور اب ایک دوروز سے خود بھی علیل ہیں اسلئے انشاءاللہ جوں ہی حالات سازگار ہونگے جوابات ارسال کردونگا۔

رہا میرا معاملہ، سو مجھے حیرت ہے کہ آپ بھی سب کچھ جانتے بوجھتے یہ توقع کرتے ہیں کہ میں ان سوالات کا جواب دینے کا اہل ہوں کوئی ناواقف آدمی کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوا اور اس قسم کی فرمائش کر بیٹھے تو تعجب نہ ہو لیکن جو رگ رگ سے واقف ہوا سے تو ایسے مغالطہ میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے بھلا میں ان سوالوں کا جواب لکھونگا تو کس کو فائدہ ہوگا؟ کون اسے پڑھیگا؟، لاحول ولاقوۃ الاباللہ،

ہاں آپکے مکتوب کی نظر نوازی سے پہلے ہی حکیم اشرف صاحب کے طویل وعظ سے متاثر ہو کر میں نے ایک اداریہ لکھا اسمیں چند سوالات مرتب کئے اور اب یہ سوالات [1] ملت کے اکابر کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ مسئلہ بڑا قابل توجہ ہے اور ان حضرات اکابر کی موجودگی میں اسکا حل ہونا ضروری ہے اسلئے قبلہ حضرت والد صاحب مدظلہم العالی کی خدمت میں میرا پرزور سفارش فرمادیں کہ وہ از راہ شفقت ونوازش ان سوالات کا مفصل جواب قلمبند فرمادیں اور اگر ضرورت ہو تو املا کروادیں یا اپنے خیالات سے آپکو باخبر فرمادیں آپ قلمبند فرمالیں بہر صورت یہ کام آپکے ذمہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ ملت کے چیدہ اکابر کے جواب شائع کرنے کے بعد پھر علماء کی نئی نسل کو بھی اس موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دوں تاکہ مسئلہ کچھ اور نکھر سکے۔ کلیم کئی بار سلام کہہ چکا ہے لکھنا بھول جاتا ہوں۔ اچھا خدا حافظ۔ والسلام محمد تقی عثمانی

(۷۰)

(دعوات حق کی نظر افروزی)

محترم المقام زید مجدکم، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، کاروباری خط کا کاروباری جواب پیش خدمت ہے ''دعوات حق'' نظر افروز ہوگئی اسکا ذکر خیر انشاءاللہ تابحد امکان جلد ہی کرنے کی کوشش کرونگا۔ اب تو آپ طباعت وجلد بندی کے معاملے میں بھی لاہور وکراچی کو مات کرنے کی فکر میں نظر آتے ہیں بہر حال کام بڑا اچھا کیا۔ حضرت والد صاحب مدظلہم کی علالت کی خبر سے تشویش ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ آمین، کسی وقت دلجمعی سے مفصل خط لکھونگا۔ انشاءاللہ، والسلام...... احقر محمد تقی عثمانی

(۷۱)

(عتاب محبت کا لطف O نگاہوں میں عالم جوش کی تصویر O مصنوعی غصے کا لہجہ O اسلامی نظام کے فضائل)

۲۴۔۶۔۱۳۹۶ھ

برادر مکرم ومحترم زید فضلکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرصہ دراز کے بعد تحریر سامی باصرہ نواز ہوئی۔ اور عرصے کے بعد عتاب محبت کا لطف

---

[1] سوالات حسب ذیل تھے۔

۱۔ یہ ایک عام تاثر ہے کہ ہماری موجودہ دینی درسگاہوں سے موثر علمی ودینی شخصیتوں کی تیاری تقریباً بند ہورہی ہے، جناب کی نظر میں اسکے کیا اسباب ہیں؟

۲۔ موجودہ دینی مدارس کو دوبارہ مردم خیز اور امت کے لئے زیادہ نفع بخش بنانے کے لئے کون سے اقدامات آپکی نظر میں ضروری ہیں؟

۳۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ ہماری دینی درس گاہوں میں تعلیم وتعلم کا اصل مقصد نگاہوں سے اوجھل ہوتا جارہا ہے۔ براہ کرم نشاندہی فرمائیں کہ آپکی نظر میں یہ مقصد کیا ہے؟ اور اہل مدارس میں اسکا ایسا استحضار کیونکر پیدا کیا جاسکتا ہے جو انکے فکر وعمل پر اثر انداز ہو سکے؟

آیا۔ آپ کے عالم جوش کی تصویر نگاہوں میں پھر گئی اور مصنوعی غصے کا لہجہ کانوں میں گونجنے لگا۔ احقر نے پہلے عریضے میں چھیڑ کی ہی اسلئے تھی کہ آپ کو غصہ دلایا جائے، الحمدللہ، کہ مقصد حاصل ہوگیا۔ گھر کے خادم کا معاملہ تو میں نے اپنے سر سے وزارت داخلہ کی فرمائش ٹالنے کیلئے لکھا تھا ایک عارضی انتظام ہو بھی گیا ہے لہذا آپ اس کیلئے زیادہ تگ ودو نہ فرمائیں۔ البتہ اگر ایسا کوئی موقع سامنے آجائے تو اطلاع فرمادیں۔ آپ نے اسلامی نظام کے جو فضائل بیان فرمائے انہیں پڑھکر تو منہ میں، بلکہ آنکھوں میں بھی، پانی آنے لگا۔ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے۔ شفیق صاحب کے مستقل طور پر الحق میں آجانے کی اطلاع باعث مسرت ہوئی۔

شفیق صاحب کو مودبانہ سلام فرمادیں۔ ایک عاجزانہ درخواست یہ ہے کہ احقر کے حق میں یہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے کولھو کے چکر سے کبھی کبھی نکلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر آپکی یہ دعا قبول ہوگئی تو شاید شعبان میں قدم بوسی کا شرف حاصل ہوجائے۔ ''قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق'' کے بارے میں احقر کو تو یہ یاد ہے کہ اسکے مطبوعہ نسخوں کیساتھ کتابت اور بلاک وغیرہ سب بھیج دیئے گئے تھے۔ احتیاطاً میں نے یہاں کتابت شدہ کاپیوں میں تلاش بھی کرالیا وہ نہیں تھی، چونکہ کتاب کی بھائی رضی صاحب کی معرفت کتابت ہوئی تھی اسلئے ان سے بھی درخواست کی ہے کہ وہ تلاش کرلیں۔ اگرچہ کہہ وہ بھی یہی رہے ہیں کہ وہ بھیج دی گئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ آپ وہاں اہتمام سے تلاش فرمائینگے تو اپنی بہت سی گمشدہ چیزوں کی طرح وہ بھی مل جائیگی۔ تاہم بھائی رضی صاحب[1] کی تلاش کا جواب کل تک مل سکیگا، کیونکہ ان کی کتابت شدہ کاپیوں کا ذخیرہ بہت زیادہ ہے۔ اگر وہاں مل گئی تو انشاءاللہ فوراً اطلاع کردونگا۔ والسلام.....محمد تقی عثمانی

(۷۲)

(قادیانیت کی قرارداد کا انگریزی متن O مؤتمر المصنفین کی تیسری پیشکش O کتاب علوم القرآن پر چشم کرم O دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر تبصرہ O اعلاء السنن کا کام)

۱۱ر رمضان ۱۳۹۶ھ

حبی ومحبی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرصہ دراز سے میں آپکی طرف سے خط لکھنے کے معاملے میں اتنی پھرتی اور چستی کی توقع نہیں رکھتا کیونکہ توقع رکھنے میں تکلیف زیادہ ہوتی ہے لیکن اس مرتبہ تو آپ نے کمال ہی کردیا نہ صرف یہ کہ پے در پے دو خطوط تحریر فرمائے بلکہ قادیانیت کی قرارداد بھی حاصل کرکے بھیج دی۔ اور اشتہار کی فلم بھی بنواکر بھیج دی۔ اللہ تعالیٰ اس قوت کارکردگی میں بیش از بیش ترقی عطا فرمائے۔ آمین، رمضان کے مہینے میں بالخصوص جبکہ بارشوں کی وجہ سے شہر کے راستے آدھے کٹے ہوئے ہیں شہر جانا مشکل ہے مجھے تو قرارداد کے انگریزی متن کی ضرورت تھی، ارکان اسمبلی کے دستخطوں کو بطور تبرک رکھنا مقصود نہیں اسلئے قرارداد کی کاپیاں یہیں ٹائپ کراکر اصل فوٹو اسٹیٹ کاپی واپس کررہا ہوں۔ امید ہے کہ مؤتمر المصنفین کی تیسری پیشکش کو منظر عام پر لانے میں بھی آپ اسی پھرتی سے کام لینگے۔ کاش، کہ ایک بیچارے کی کتاب ''علوم القرآن'' پر چشم کرم بھی جلد ہوجائے میں تو دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر تبصرہ لکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپکو بھی توفیق عطا فرمائے آمین،

رمضان کے دن ہیں اور پان وتمباکو کے فراق نے دل ودماغ کو حسب معمول ماؤف کیا ہوا ہے تحریر بھی ٹیڑھی میڑھی ہوگئی ہے جتنا لکھتا ہوں اتنا ہی کاٹتا ہوں لہذا اسی بدخط کو غنیمت تصور فرمایئے۔ کچھ تفصیل اعلاء السنن کے کام کی لکھنا چاہتا تھا۔ مگر نیند اس زور کی آرہی ہے کہ۔۔۔۔ خدا حافظ، والسلام محمد تقی

---

[1] مکتوب نگار کے صاحب علم وفضل بھائی مولانا محمد رضی

(۷۳)

(مفتی اعظم کا المناک سانحۂ وفات زندگی کا سنگین حادثہ O باپ سے بیٹے کا ہر انداز ے سے بالاتر تعلق O دولت بیدار کا ہر لمحہ غنیمت سمجھیں O والدین کی للّٰہیت اور روحانی تقدس)

۶ رشوال المکرم ۱۳۹۶ھ

حبی و محبی السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔کرب واندوہ کی گھٹاٹوپ تاریکیوں کے عین درمیان پہلے آپ کا ایک چھوٹا سا دستی رقعہ، پھر وقفے وقفے سے دو مفصل خط، بیچ میں ٹیلی گرام، اور کل الحق کا اداریہ خلوص ومحبت کی روشنی لیکر ملے، اور کرب واضطراب کے اس عالم میں اُن سے دل میں ٹھنڈک محسوس ہوئی، اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس دنیا میں ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جو ہمارے دل کی چُبھن کو اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں۔

برادرم! کیا عرض کروں کہ ۱۰ رشوال کے بعد سے دل ودماغ کی کیا کیفیت ہے؟ حضرت والد صاحبؒ کے ساتھ ہم سب بھائیوں کو اور اِس ناچیز کو جو تعلق تھا، اسکا کچھ اندازہ آپ کو یقیناً ہے، لیکن وہ ہر اندازے سے بالاتر تھا وہ صرف باپ نہیں نجانے کیا کچھ تھے؟ آپکو معلوم ہے کہ سفر میں مجھے گھبراھٹ اسی لئے رھتی تھی کہ ہمہ وقت دھیان انکی طرف تھا۔صرف رات کو سونے کے وقت ان سے جدا ہوتا اور اسمیں بھی جب آنکھ کھلتی، بار بار انہیں دیکھنے کیلئے آتا اور زیارت کرکے واپس چلا جاتا اب جدائی ہوئی تو ایسی ہوئی کہ الامان، اب انکے کمرے کے برابر بیٹھ کر کس طرح کام کروں؟ زندگی کا ہر قدم انکی یاد دلا کر دل میں نشتر چبھوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی اس حادثے پر صبر وسکون عطا فرمائیگا۔

اللہ کی مشیت میں چون وچرا کی گنجائش نہیں۔جس نے انکو ہم پر اتنا شفیق بنایا تھا، وہ آج بھی زندہ ہے اسے موت نہیں آئیگی۔اس نے جو کچھ کیا حکمت کے عین مطابق کیا یقیناً ہماری مصلحت بھی اسی میں تھی۔اللہ تعالیٰ انہیں درجات عالیہ عطا فرمائے۔آمین، البتہ یہ حسرت رہ رہ کر ہوتی ہے کہ ہم نے انکی زندگی میں اس نعمت کی کما حقہ قدر نہ کی نہ ان سے ان کی حقیقی کمالات کا کوئی حصہ حاصل کر سکے اللہ تعالیٰ اب عقل دیدے اور ان کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اب زندگی ان کی ملاقات کے انتظار سے عبارت ہے اللہ تعالیٰ یہ انتظار انہی کے نقش قدم پر چل کر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین، اسی دعا کی آپ سے درخواست ہے۔آپکی تشریف آوری یقیناً بڑی باعث تقویت ہوتی لیکن آپ جن مصروفیات میں ہیں انکو چھوڑ کر آنا کسی طرح مناسب نہیں اور اب تو میں زندگی کے سب سے سنگین حادثے اور تجربے سے دوچار ہونے کے بعد آپکو یہی مشورہ دونگا کہ جتنا ہوسکے حضرت مولانا مدظلہم العالی کی خدمت وصحبت سے فائدہ اٹھالیجئے۔دنیا کے اور سارے کام بعد میں ہوسکیں گے لیکن یہ دولت بیدار جو آپکو نصیب ہے اور اللہ تعالیٰ مدت مدید تک نصیب رکھے۔ پھر ہاتھ نہیں آئیگی آج سب سے شدید صدمہ ہمیں اسکا ہے کہ ہم ان کے علمی اور عملی کمالات اور روحانی فیوض حاصل نہ کرسکے دوسرے آآ کر دامن بھر گئے اور ہم تشنہ کام بیٹھے رہے خدا کرے کہ آپ اس حسرت کی اذیت سے محفوظ رہیں جو ذمہ داریاں سر پر آنے والی ہیں ان سے عہدہ برآ ہونے کیلئے علم وفضل وغیرہ سے زیادہ اس للّٰہیت اور روحانی تقدس کی ضرورت ہے جسکا حصہ وافر اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کے والدین کو دیا تھا ہم اپنی شامت اعمال کے سبب اس دولت سے محروم رہ گئے اسلئے ہر ذمہ داری کا بوجھ دس گنا معلوم ہوتا ہے آپکے پاس موقع ہے اللہ تعالیٰ اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین،

وارفتگی کے عالم میں خدا جانے کیا کیا لکھ گیا بلکہ اپنے منصب سے بہت آگے بڑھ کر لکھ گیا اور شاید اتنا سنجیدہ خط میں نے پہلے کبھی آپکو نہیں لکھا لیکن سینہ چیر کر کیسے دکھاوں کہ اس حادثے سے دوچار ہونے کے بعد جو دو ایک ہستیاں باقی ہیں انکی قدر ومنزلت کتنی بڑھ گئی ہے اور یوں دل

چاہتا ہے کہ ان ہستیوں کے متعلقین کو پکار پکار کر اور چیخ چیخ کر اس اذیت سے خبر دار کروں جس سے خود میں گزر رہا ہوں اور جس سے وہ بچ سکتے ہیں اور آپ پر تو میں اپنا بہت کچھ حق سمجھتا ہوں اسلئے آپ سے بطور خاص یہ بات لکھنے کو جی چاہ رہا تھا میری مجنونانہ گستاخی کو امید ہے کہ حسب سابق قابل عفو سمجھیں گے۔ حضرت والد ماجد مدظلہم کی خدمت میں دست بستہ سلام کے بعد درخواست دعاء پیش کردیں۔ انکی دعائیں ہمارا بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عافیت کیساتھ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین، مزید کچھ لکھنے کا دم ختم ہو گیا۔ باقی انشاء اللہ پھر مضامین بہت سے آرہے ہیں ان میں سے ایک جو آج ہی ملا ملفوف ہے میں یہ بھی نہیں دیکھ سکا کہ قابل اشاعت ہے یا نہیں آپ خود فیصلہ فرمالیں اور بھی انشاء اللہ بھیج دوں گا۔ والسلام آپکا تقی

(۷۴)

(شکار سے کراچی واپسی پر دادی مرحومہ کے وفات کی اطلاع اور اچانک مفارقت کا صدمہ O نومولود بچی کی وفات اور والدین پر اثر)

۳ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ

حبی و محبی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ سے مفارقت بالکل اچانک ایسے حالات میں ہوئی کہ پہلے سے اس کا تصور تک نہ تھا ہماری جیپ میں چونکہ شکار تھا اور سپر ہائی وے پر اسکی چیکنگ ہوتی ہے اسلئے وہ پکی سڑک سے آنے کے بجائے تمام کچے راستے سے آئی گرد وغبار میں بُرا حال ہو گیا اور منزل تک پہنچنے میں دیر بھی بہت لگی مغرب کی نماز کے وقت احسن آباد پہنچے تو پہنچتے ہی یہ روح فرسا خبر سنی کہ آپکی دادی صاحبہ رحلت فرما گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون، فوراً شفیق صاحب کے گھر فون کیا تو معلوم ہوا کہ آپ ائیر پورٹ جا چکے ہیں اور جہاز روانہ ہو چکا ہوگا چنانچہ چند در چند حسرتیں دل میں لئے واپس آئے۔ اس ضعف اور اس علالت میں حضرت مولانا مدظلہم العالی کیلئے والدہ ماجدہ کے انتقال کا حادثہ کس قدر باعث اذیت ہوا ہوگا؟ اس کے تصور ہی سے دل بے چین ہے پھر آپ جس ناگہانی طور پر اس حادثے سے دو چار ہوئے اور جسطرح گھبراہٹ کے عالم میں یہاں سے رخصت ہوئے کہ الوداعی سلام تک نہ ہو سکا اس سے مزید بے چینی رہی، اللہ تبارک وتعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ تمام حضرات کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین،

آپکے جانے کے فوراً ہی بعد میرے گھر میں ولادت کی تکلیف شروع ہوگئی، شروع میں کافی تشویش رہی لیکن بفضلہ تعالیٰ ولادت عافیت کے ساتھ ہوگئی، اور ایک بچی پیدا ہوئی۔ لیکن ابھی اسے تین ہی دن گزرے تھے کہ وہ اللہ کو پیاری ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون، اس حادثے نے اسکی ماں پر بہت اثر ڈالا خود میں بھی بہت دل شکستہ رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اسکی حکمتوں میں کون دخل اندازی کر سکتا ہے؟ ادھر مشرف میاں کی شادی کی تقریبات شباب پر تھیں جن میں دن رات مصروفیت رہی اسلئے اس سے پہلے خط لکھنے کی مہلت ہی نہ مل سکی۔ میری طرف سے حضرت والد ماجد مدظلہم کی خدمت میں سلام کے بعد پیغام تعزیت پیش فرمادیں اور احقر کیلئے دعا کی بھی درخواست کردیں شفیق صاحب کیلئے بھی مضمون واحد ہے۔ انہیں بہت بہت سلام۔ والسلام...... احقر تقی

---

[1] مولانا تقی صاحب نے کراچی قیام کے دوران ہمیں اندرون سندھ شکار کیلئے لے گئے وہاں کا کالری یا سنہری جھیل دیکھنے کے قابل تھا جھیل میں شکار کے ساتھ رات کی تاریکی میں ریگستان میں خرگوش وغیرہ کا شکار رہا جیپ چلانے والے کی مہارت حیرت انگیز تھی اس سفر کی رعنائیاں نا قابل فراموش ہیں۔

(۷۵)

۸ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ (ع یہ ادائے بے نیاز تجھے بے وفا مبارک ○ ۱۹۷۷ء کا انتخابی مہم)

برادر مکرم و محترم دام فضلکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کراچی تشریف لاکر اور دور ہوگئے' ایک بار فون پر بھی رابطہ قائم نہ فرمایا۔ یہ ناکارہ دو مرتبہ قیام گاہ پر حاضر ہوا۔ وقت چونکہ معلوم نہ تھا اسلئے ملاقات نہ ہو سکی۔ ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ میر پور خاص تشریف لے گئے ہیں۔ پندرہ میل کا کورنگی ڈیڑھ سو میل کے میر پور خاص سے بھی دور تھا۔ تیسری بار قیام گاہ پر حاضر ہوا تو پتہ چلا کہ آج صبح ہی عوامی ایکسپریس سے واپس تشریف لے گئے ہیں ع پٹری چمک رہی تھی گاڑی گزر چکی تھی

دل چاہتا ہے کہ یہ شعر پڑھوں ؎

یہ ادائے بے نیازی تجھے بے وفا مبارک مگر ایسی بے رخی کیا کہ سلام تک نہ پہنچے

پاؤں میں ایک زخم دو ماہ سے چل رہا تھا چند روز سے شدت اختیار کر گیا ہے دو دن سے صاحب فراش ہوں۔ آجکل تو آپ پھر انتخابی مہم میں بیحد مصروف ہونگے۔ جواب کی بھی فرصت نہ ہوگی۔ اسلئے جواب نہ آنے پر کوئی شکایت تو نہ ہوگی البتہ اشتیاق وانتظار تو فطری امر ہے۔ حضرت والد صاحب مدظلہم سے سلام کے بعد رمضان کی مبارک ساعات میں خصوصی دعا کی التجا پیش کردیں۔ شفیق صاحب سے مذکورہ تمام شکایات کیساتھ سلام ودعا۔ والسلام......احقر تقی

(۷۶)

۱۴-۳-۱۳۹۸ھ (دو روزہ رفاقت کی حلاوت وفراغت ذہن کا سرور ○ البلاغ کے مفتی اعظم نمبر کیلئے مضمون)

برادر مکرم و محترم دام فضلکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ سے رخصت ہو کر بفضلہ تعالیٰ بعافیت کراچی پہنچ گیا اس دوران کئی اور سفر پیش آگئے جنکی بنا پر خط نہ لکھ سکا۔ لیکن وہ دو روز جس حلاوت اور فراغت ذہنی کے ساتھ گزرے انکا سرور ابتک دل و دماغ پر محیط ہے۔ اس وقت اس عریضے کا اصل مقصد یہ ہے کہ جیسا کہ احقر نے زبانی عرض کیا تھا جمادی الثانیہ ۱۳۹۸ھ میں البلاغ کا مفتی اعظم نمبر شائع کرنے کا باسمہ تعالیٰ ارادہ کرلیا ہے' اور اعلان بھی کردیا ہے اب اس نمبر کیلئے آپ کے مضمون کی فوری ضرورت ہے' اس مسئلے میں کوئی عذر، کوئی حیلہ، کوئی بہانہ مسموع نہ ہوگا، کیونکہ آپ کے مضمون کے بغیر نمبر نامکمل رہے گا۔ لہٰذا براہ کرم اپنے اوقات میں سے تھوڑا سا وقت اس کام کیلئے نکال کر جس قدر جلد ممکن ہو ایک مضمون مرتب فرما کر بھیج دیجئے۔ حضرت مدظلہم کے نام الگ خط ہمرشتہ ہے۔ والسلام......احقر محمد تقی عثمانی

(۷۷)

(البلاغ بھی آپ کا اور مدیر البلاغ بھی تو ع اقرباء میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر ○ البلاغ نمبر میں تقسیم ہند اکابر کے اختلافات اچھالنے سے گریز کا مشورہ ○ جواہر الفقہ میں دو قومی نظریہ کے بارہ میں فتویٰ)

۳ رجمادی الثانیہ ۱۳۹۸ھ

برادر مکرم و محترم دامت مکارمہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ موصول ہوئے ایک ماہ سے زائد ہوگیا میں اس عرصے میں گھریلو اور بیرونی دونوں قسم کی مصروفیات میں بیحد غرق رہا کیونکہ مختلف اسفار کے علاوہ گھر میں بچے بیمار ہوگئے، والدہ صاحبہ تو مستقلاً صاحب فراش ہیں ہی، اسلئے جواب لکھنے کا موقع نہ مل سکا امید ہے کہ آپ حسب معمول معاف فرمائیں گے۔ آپ نے ''مفتی اعظم نمبر'' کیلئے جو چیز روانہ

فرمائی اس سے آپ کا قرض حسنہ برابر نہیں اترا، کیونکہ وہ تو تمام تر حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر ہے جو میں خود ''الحق'' کے متعلقہ شمارے سے لے سکتا تھا اگر اسطرح ''خریداران یوسف'' میں شمولیت ہو جاتی ہے تو یہ سودا بہت ہی سستا ہے۔ بہرکیف، اگر آپ یہی مناسب سمجھتے ہیں کہ یہ نمبر'' آپ کی اپنی'' تحریر کے بغیر شائع ہو جائے تو آپکی مرضی ہے، ''البلاغ'' بھی آپکا ہے اور ''مدیر البلاغ'' بھی، لہٰذا

ع　　اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر؟

خیال تھا کہ ''فیصل آباد'' کے جلسے میں آپ سے ملاقات ہو جائیگی میرے اس سفر کا ایک محرک یہ شوق ملاقات بھی تھا اور ارادہ کیا ہوا تھا کہ وہاں لڑائی ہوگی مگر آپ نے ایک تار بھیج دیا کہ تشریف نہ لاسکیں گے خدا کرے کہ حضرت مولانا مدظلہم العالی کی صحت اب بہتر ہو۔ آپ نے اپنے گرامی نامے میں نمبر کے سلسلے میں جو گرانقدر مشورہ عطا فرمایا آپ کے جذبہ مودت واخوت سے اسی کی امید تھی یہ بات تو بفضلہ تعالیٰ ابتداہی سے احقر کے پیش نظر رہی ہے کہ اکابر دیوبند کے درمیان تقسیم ہند سے پہلے جو سیاسی اختلافات رونما ہوئے انکو اب اُچھالنا ملت کیلئے سخت نقصان دہ ہوگا چنانچہ بحمد اللہ ''البلاغ'' کی گیارہ سالہ تاریخ میں کبھی ایسا کوئی ناخوشگوار بحث نہیں چھڑا، میں نے تو ۱۹۷۰ء کے ہنگامہ اختلاف سے بھی حتی الامکان ''البلاغ'' کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔

<u>قیام پاکستان کیلئے اکابر دیوبند کے مساعی:</u>　اس نمبر میں بھی تحریک پاکستان کیلئے حضرت والد صاحبؒ اور دوسرے اکابر امت کی مساعی کا ذکر تو لازماً آئیگا، کیونکہ وہ ان حضرات کی زندگی کے اہم کارناموں میں سے ہے، اور آج جبکہ قیام پاکستان کی جدوجہد کے جملہ حقوق بعض دوسرے لوگ اپنے حق میں محفوظ کرنے کیلئے تاریخ کو مسخ کر رہے ہیں۔

ان اکابر دیوبند کی خدمات کو منظر عام پر لانے کی اہمیت مسلم ہے جنہوں نے پاکستان بنانے میں حصہ لیا، لیکن اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ خدانخواستہ دوسرے اکابر دیوبند جو فیما بینھم و بین اللہ تقسیم ہند کو مضر سمجھتے تھے۔ انکی شان میں کوئی ادنی تنقیص کا شائبہ بھی پیدا ہو، اللہ تعالیٰ اس بے ادبی سے ہمیشہ ہم سب کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین، انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ ''البلاغ'' کا نمبر تحریک پاکستان کے تذکرے کے باوجود اس بے ادبی سے محفوظ رہیگا۔

جہاں تک ''جواہر الفقہ'' میں دوقومی نظریہ کے بارے میں حضرت والد صاحبؒ کے فتوے کی اشاعت کا تعلق ہے اسکے بارے میں احقر کو ان حضرات سے اختلاف ہے جو اس کتاب میں اس فتوے کی اشاعت کو نامناسب سمجھتے ہیں وہ تو ایک علمی تحقیق ہے جسے محفوظ رہنا چاہیے۔ اب اس حفاظت کی ایک شکل تو یہ تھی کہ اسے الگ کتابی شکل میں شائع کیا جاتا (جیسا کہ ہمارے بعض دوستوں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مقالہ ''مسئلہ قومیت'' جداگانہ شائع کیا ہے) لیکن اس طریقے میں ایک پچھلے مسئلے کو خواہ مخواہ اچھالنے کی تحریک ہوتی اور دوسرا طریقہ یہ تھا کہ فقہی رسائل کے ایک مجموعے میں دوسرے مقالات کے ساتھ وہ بھی آجائے ہم نے اس دوسری صورت کو اختیار کیا، تاکہ یہ عمل کسی سابقہ بحث کا احیاء نہ ہو بلکہ ایک علمی تحقیق کی حفاظت ہو۔ حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں بہت بہت سلام مسنون، اور درخواست دعا پیش فرمادیں اور شفیق صاحب کو بہت سے سلام و پیام۔　　والسلام　احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

(۷۸)

۱۰؍۱؍۱۴۰۱ھ　(ستارۂ امتیاز کو مبارک ہو کہ ایسی مقدس جگہ پہنچا اس پر آپ کا اداریہ خوب ہے)

برادر مکرم و محترم دام فضلکم، مدتوں کے بعد تحریر محبوب نظر نواز ہوئی آپکی یاد اور تذکرہ نہ جانے کہاں کہاں رہتا ہے؟ رفیق صاحب[۱] کے

۱　پچھلے کسی خط کے حاشیہ میں انکا ذکر آچکا ہے۔

بارے میں عرض یہ ہے کہ سفارت خانے میں تو سب نئے چہرے ہیں جن سے شناسائی نہیں اسلئے وہاں کوشش بے سود ہے البتہ رئیس شؤن الحرمین سے ایک مرتبہ ملاقات بحیثیت رکن اسلامی کونسل ہوئی تھی اسلئے ان کے نام ایک خط لکھ کر بھیج رہا ہوں رفیق صاحب اپنی درخواست کی فوٹو کاپی کیساتھ اسے ارسال فرمادیں خدا کرے کہ کچھ کام بن جائے۔ آمین،

اس وقت نہایت عجلت میں ہوں اسلئے ان سطور پر اکتفا کررہا ہوں حضرت مدظلہم کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا۔ ''ستارہ امتیاز'' کو مبارک ہو کہ وہ ایسی مقدس جگہ پہنچا۔ آپکا اداریہ اس موضوع پر ماشاءاللہ خوب ہے۔ جزاک اللہ، والسلام احقر محمد تقی عثمانی

(۷۹)

۲؍صفر المظفر ۱۴۰۲ھ (بھائی کی شادی پر مبارکباد O شریعت کورٹ کی ججی سے اکتاہٹ)

حبی الکریم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے کہ آپ بخیر وعافیت ہوں۔ بھائی صاحب[۱] کے عقد کے موقع پر حاضر نہ ہوسکا۔ اسکی شرمندگی اور افسوس دامنگیر ہے۔ ہوا یہ کہ جیسے میں نے فون پر کہدیا تھا اس روز جلدی روانگی ممکن نہ تھی۔ جب پونے تین بجے روانہ ہونے کیلئے فارغ ہوا، بچے بھی کمرے میں تیار تھے۔ تو ڈرائیور نے بتایا کہ راستے میں ٹریفک بند ہے۔ بسوں کی ہڑتال ہے اور ہڑتالیوں نے پرائیوٹ گاڑیوں کو بھی جانے سے روکا ہوا ہے۔ اسلئے جانے کا کوئی راستہ نہیں، مجبور ہو کر ارادہ ملتوی کیا، اگلے دن صبح روانگی کا ارادہ کیا، لیکن کچھ مہمان ایسے آگئے کہ اس روز بھی حاضری ممکن نہ ہوئی بہرحال، شرکت مقدر میں نہ تھی یہ عریضہ اسی کی معذرت خواہی کیلئے ہے۔ بھائی صاحب کو میری طرف سے بہت بہت مبارکباد پیش فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ انکو خوشگوار ازدواجی زندگی عطا فرمائیں۔ آمین،

حضرت والد ماجد مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد یہ معذرت اور عدم حاضری کا سبب بیان فرمادیں۔ ممنون ہونگا شریعت کورٹ کی ججی[۲] کرتے کرتے اکتاہٹ ہونے لگی ہے دسمبر کے پہلے ہفتے میں کراچی جارہا ہوں۔ اور اب طویل رخصت لینے کا ارادہ ہے۔ شفیق صاحب کو بہت بہت سلام۔ والسلام

(۸۰)

(مدتوں بعد لفافہ پر جانی بوجھی تحریر سے حیرت O مولانا سلطان محمود ناظم کی وفات O ملت اسلامیہ کا موقف O نئے پیرھن میں دیکھ کر دل باغ باغ ہوا O حقائق السنن کی طباعت)

۵؍۱۰؍۱۴۰۴ھ

محب گرامی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، لفافے پر ایک جانی بوجھی تحریر مدتوں کے بعد دیکھ کر حیرت بھی ہوئی اور یہ قیاس بھی قائم ہوا کہ خط کے آغاز میں اپنے شیوۂ تغافل پر پردہ ڈالنے کیلئے اس ناکارہ کے نام نہاد تغافل کا شکوہ بھی ضرور ہوگا۔ اندازہ غلط نہیں تھا، اسلئے نہ تعجب ہوا نہ تردید کی فکر بڑے لوگوں کے انداز بھی بڑے ہوتے ہیں۔۔۔ لہٰذا اس موضوع سے صرف نظر کرتے ہوئے ادائے شکر ہی مناسب ہے سالہا سال کے بعد اس کرم پر صمیم قلب سے شکر گزار ہوں۔

خط، کتاب، اور الحق تینوں چیزیں ساتھ ساتھ پہنچیں، الحق میں حضرت مولانا سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حادثہ وفات کی خبر نظر سے گزری دل کو دھکا سا لگا ان کی سادہ اور معصوم صورت نگاہوں میں پھر گئی۔ واقعۃً یہ دار العلوم اور آپکے لئے بڑا حادثہ ہے انہوں نے آپکو نہ

---

۱ برادرم پروفیسر محمود الحق حقانی کی شادی

۲ مولانا اس وقت وفاقی شرعی عدالت کے جج تھے اور ان دنوں اسلام آباد میں ٹھہرے تھے۔

جانے کتنے بکھیڑوں سے فارغ کر رکھا تھا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ،اللہ تعالیٰ انکو جنت الفردوس میں درجات عالیہ عطا فرمائیں اور آپ سب حضرات کو صبر جمیل کی توفیق بخشیں آمین، مناسب ہو تو میری طرف سے متعلقین کو تعزیت کا پیغام پہنچا دیں۔ ''ملت اسلامیہ کا موقف'' نئے پیرھن میں دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ ع این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

واقعۃ اس کتاب کی بہت ضرورت محسوس ہو رہی تھی اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین

اس کتاب پر ''تعارف'' لکھنے کا مطلب اگر تبصرہ ہے تو انشاء اللہ بہت جلد ''البلاغ'' میں لکھنے کی کوشش کرونگا اور اگر کتاب کے دوسرے اڈیشن کیلئے ''تعارف'' مقصود ہے تو میری رائے میں آپکے تحریر کردہ پیش لفظ کے بعد اسکی چنداں ضرورت نہیں۔ ''حقائق السنن'' کی طباعت کا مژدہ بھی ملا اور اسکا اشتیاق کیساتھ انتظار لگ گیا خدا کرے جلد پہنچ جائے براہ کرم جس تیقظ کا آپ نے اس وقت خلاف توقع مظاہرہ فرمایا ہے اسکو ''حقائق السنن'' کے منظر عام پر آنے تک باقی رکھئے گا۔ کہیں یہ ارادہ روایتی بے نیازی کی نذر نہ ہو جائے۔ شفیق صاحب، امید ہے خیریت سے ہونگے۔ انہیں بہت بہت سلام۔ دونوں بھابیوں کو سلام بچوں کو دعا و پیار۔ والسلام احقر محمد تقی عثمانی

(۸۱)

(اسلامی ممالک کی تنظیم اسلامی کانفرنس (او آئی سی) کی اسلامی فقہ اکیڈمی کی رکنیت پاکستانی علماء کا بایوڈاٹا)

مورخہ ۱۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

گرامی قدر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اسلامی ممالک کی مشترک تنظیم اسلامی کانفرنس نے پچھلے دنوں ''اسلامی فقہ اکیڈمی'' قائم کی ہے جس کا ہیڈ کوارٹر جدہ ہے۔ دوسرے امور کے علاوہ اس اکیڈمی کے اغراض و مقاصد میں فقہی کتابوں کی تحقیق، ایک فقہی انسائیکلوپیڈیا کی تدوین اور مختلف فقہی موضوعات پر تحقیقی مقالات کی تالیف شامل ہے احقر پاکستان کی جانب سے اس اکیڈمی کا رکن ہے حال ہی میں اکیڈمی کی طرف سے مجھے ایک خط موصول ہوا ہے جس میں ایسے پاکستانی علماء، محققین اور علوم جدیدہ کے ماہرین کی ایک فہرست طلب کی گئی ہے جو مذکورہ تحقیقی کاموں میں اکیڈمی کیلئے بوقت ضرورت تحقیقی کام کر سکیں اور جن کا سابقہ تصنیفی اور تحقیقی تجربہ مسلّم ہو۔

اس فہرست کے ساتھ ہر ایک کا مختصر سوانحی خاکہ بھی ارسال کرنا ہے جس میں نام، مکمل پتہ، تعلیمی قابلیت، تدریس یا تصنیفی تجربہ، شائع شدہ تصانیف اور خصوصی دلچسپی کا موضوع بیان کرنا ہوگا، جناب والا سے درخواست ہے کہ اپنا سوانحی خاکہ عربی زبان میں مرتب کر کے احقر کے پاس جلد از جلد بھجوا دیں کیونکہ یہ فہرست ۸ر جمادی الثانیہ ۱۴۰۵ھ تک وہاں پہنچنی ضروری ہے۔ اس علمی اور تحقیقی کام میں پاکستانی اہل علم کی شمولیت نہایت مفید اور ضروری ہے اسلئے براہ کرم خصوصی توجہ فرمائیں۔ والسلام محمد تقی عثمانی

(۸۲)

۲۹ر جمادی الثانیہ ۱۴۰۷ھ (مولانا نور احمد[1] مرحوم کی وفات پر تعزیت کا شکریہ)

برادر گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت مولانا نور احمد صاحب کی وفات پر آپکا تعزیت نامہ باعث تسکین ہوا۔ انکے اہل خانہ کو اسکی اطلاع کر دی ہے سب اس کرم فرمائی پر ممنون ہیں۔ حضرت مولانا مدظلہم کی خدمت میں سلام اور دعا کی درخواست ہے۔ والسلام محمد تقی عثمانی

---

[1] مرحوم حضرت مفتی اعظم کے داماد بڑے مدبر اور منتظم انسان حضرت مفتی صاحب کی عظیم خدمات میں ان کے دست و بازو نایاب علمی کتابوں کا ایک عظیم الشان ادارہ صدقہ جاریہ میں چھوڑا جسے ان کے قابل و لائق صاحبزادے چلا رہے ہیں۔

(۸۳)

(شیخ الحدیث کی وفات خراج عقیدت تاثرات حضرت سے تعلق ○ گراں بار ذمہ داریوں پر دعائیں)

محب گرامی قدر و مکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت قدس سرہ کے سانحۂ وفات کی خبر دل ودماغ پر بجلی بنکر گری، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔حضرتؒ کی ذات بابرکات ہم سب کیلئے ظلمتوں کے اس گرداب میں وہ عظیم سہارا تھی جسکے تصور ہی سے قلب میں تسکین اور ٹھنڈک کا احساس ہوتا تھا۔ اکابر کے سائے ایک ایک کرکے سر سے اٹھ چکے تھے۔ حضرتؒ کا تصور کرکے اپنے عہد کے افلاس کا احساس کم ہوتا تھا۔ آج یہ مبارک سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ،دل کی خواہش تھی کہ نماز جنازہ میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوجاتی لیکن اطلاع رات کو ایسے وقت ملی کہ پہنچنا ممکن نہ تھا اور اسطرح اس سعادت سے بھی محرومی رہی ہماری طرح دارالعلوم کے تمام اساتذہ وطلبہ اس حادثے سے بیحد متاثر ہیں اور سب یہ محسوس کررہے ہیں کہ وہ یتیم ہوگئے۔ تدفین والے دن دارالعلوم میں تعطیل کرکے ایصال ثواب کا اہتمام ہوا، تمام اساتذہ وطلبہ شریک تھے اور سب سوگوار وغم زدہ! یہ تو بارہا پڑھا بھی تھا اور متعدد مواقع پر استعمال بھی کیا لیکن اپنے ملک کے حالات کے پیش نظر یوں محسوس ہوا کہ اسکا صحیح مصداق آج پیش آیا ہے کہ

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

حضرتؒ کی عنایات اور شفقتیں اور ان کا نور مجسم وجود نگاہوں کے سامنے ہے ایک ایک کرکے حضرتؒ کی شفقتیں یاد آرہی ہیں جب اپنا حال یہ ہے تو آپ اور دوسرے بھائیوں، اہل خانہ اور اہل مدرسہ کی جو کیفیت ہوگی وہ ظاہر ہے۔ خاص طور سے آپکے عظیم صدمے کیساتھ جو گراں بار ذمہ داریاں آپ پر آگئی ہیں ان کا تصور بھی روح فرسا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپکو جن صلاحیتوں سے نوازا ہے اور جس تواتر کیساتھ حضرتؒ کی صحبت سے فیض یاب کیا ہے اسکے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ اس صدمے کو سہارنے اور ان ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کی توفیق بھی مرحمت فرمائینگے۔ جب وہ کوئی صدمہ یا ذمہ داری دیتے ہیں تو پھر مدد بھی فرماتے ہیں۔ حضرتؒ کی دعائیں آپکے ساتھ ہیں جن کی موجودگی میں انشاء اللہ آپ تنہا نہیں رہینگے۔ احقر چونکہ ایسے حادثے سے پہلے دوچار ہوچکا ہے اس لئے اسکی سنگینی کا پورا احساس ہے اور تسلی وتعزیت کیلئے آپ سے کچھ کہنا لقمان کو حکمت سکھانے کے مترادف ہے لیکن میں اپنا ذاتی تجربہ عرض کرتا ہوں کہ صدمے کی ایسی شدت کے باوصف حضرت والد صاحب قدس سرہ کی وفات کے بعد میں نے کبھی اپنے آپکو تنہا محسوس نہیں کیا، اور اب بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت والد صاحب قدس سرہ کہیں موجود ہیں اور انکی رہنمائی حاصل ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ آپکے ساتھ بھی ایسا ہوگا ۔

خیر مّن العبّاس أجرک بعدہٗ واللّٰہ خیر منک للعبّاس

تمام اہل خانہ کی خدمت میں پیغام تعزیت پہلے ٹیلی گرام کے ذریعے بھی ارسال کرچکا ہوں لیکن آپ اور حضرتؒ کے دوسرے اہل خانہ کیساتھ تعلق بحمداللہ رسمیات سے بالاتر ہے ان سب کی خدمت میں خاص طور پر سلام اور درخواست دعا۔

والسلام آپکا غم زدہ بھائی احقر محمد تقی عثمانی عفی اللہ

(۸۴)

(عزیزم راشد الحق کی دستار بندی میں شرکت سے معذرت) ۱۴۱۷ھ

عزیزم مولوی راشد الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں سفر سے واپس آیا تو ڈاک میں آپ کی دستار بندی کا دعوت نامہ موصول ہوا۔ اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ الحمدللہ آپ نے فراغت حاصل کرلی ہے۔ میں سفروں کی وجہ سے اس تقریب میں شرکت سے معذور رہا، لیکن دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو علم نافع، عمل صالح کی دولت سے مالا مال فرمائیں اور اپنے باپ دادا کا نام روشن کرنے کی

توفیق بخشیں۔آمین۔میری طرف سے اپنے والدگرامی کو بھی دلی مبارکباد پہنچادیں اور یہ مصرعہ بھی کہ بیاد آر خلیفان باد پیارا
والسلام محمد تقی عثمانی

(۸۵)

(''الحق'' کی ادارۃ ہمارے عزیز بھتیجے نے سنبھال لی ہے)

۲۰۰۰ء

برادر زادہ عزیز مولوی راشد الحق سلمہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بہت دنوں سے حواس باختگی کی حد تک بڑھے ہوئے اسفار اور اشغال کی وجہ سے وہ رسالے میں ابھی سرسری بھی نہیں دیکھ پارہا جو کبھی پورے پڑھا کرتا تھا۔انہیں میں ''الحق'' بھی داخل ہے۔اس لئے مجھے یہ معلوم بھی نہیں تھا کہ اب ''الحق'' کی ادارۃ ہمارے عزیز بھتیجے نے سنبھال لی ہے اور خط کا اسلوب تحریر میں "الولد سر لابیہ" کے جو ثبوت نظر آئے ان سے بے حد مسرت ہوئی۔اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو۔آپ نے جس مقالے یا مضمون کی فرمائش کی ہے۔دل کی خواہش تو یہ ہے کہ اپنے بھتیجے کی یہ خواہش فوراً فوری کروں لیکن مصروفیات اور ذمہ داریوں کے انبار سے ہر وقت سامنا رہتا ہے اسکی وجہ سے کوئی حتمی وعدہ کرنا تو مشکل ہے لیکن ان شاءاللہ کوشش کرونگا کہ اختصار کے ساتھ ہی سہی اپنے خیالات آپ کو بھیج سکوں۔اپنے والدگرامی کو میرا سلام پہنچادیں اور یہ شعر بھی۔ چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی بیاد آر حلیفان بادہ پیمان را

والسلام: محمد تقی عثمانی (ممبر شریعت اپیلٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان)

(۸۶)

(مولانا محمد تقی عثمانی کی تصانیف کا تحفہ)

۳۰۔۱۔۱۴۲۳ھ

مخدوم ومحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ انشاءاللہ مزاج گرامی خوب اچھے ہوں گے۔ آپ جامعہ دارالعلوم کراچی تشریف لائے تھے' تو ہم نے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی تصانیف آپ کی خدمت میں پیش کی تھیں' وقت کی کمی اور عجلت کے باعث کچھ رہ گئی تھیں وہ اب بذریعہ ڈاک رجسٹرڈ ارسال ہیں' براہ کرم وصولیابی پر مطلع فرمائیے گا۔دعا کی درخواست کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔کتابیں الگ پیکٹ میں ارسال ہیں۔والسلام ......احقر محمد مشتاق ستی دارالعلوم کراچی

(۸۷)

(سفرناموں کا نیا مجموعہ دنیا میرے آگے O سفر یمن کا تذکرہ)

محب مکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خواہش کے باوجود اکثر نصف ملاقات سے بھی محروم رہتا ہوں اس وقت تقریب بہر ملاقات یہ ہوئی کہ میرے سفرناموں کا نیا مجموعہ ''دنیا مرے آگے'' ابھی ابھی ترمیم شدہ شکل میں چھپ کر آیا ہے۔دل چاہا کہ آپکی خدمت میں پیش کروں سفر یمن کے سلسلے میں اسمیں آپکا ذکر خیر بھی ہے۔اگر ''الحق'' میں تبصرہ بھی آجائے تو زہے قسمت، یہ سطور بھی چھین جھپٹ کر اس حالت میں لکھ رہا ہوں کہ پانچ افراد منتظر بیٹھے ہیں کہ کب یہ خط ختم کرے اور کب وہ اپنی بات کریں۔امید ہے کہ کبھی نہ کبھی یہ ناکارہ یاد آجاتا ہوگا۔

(۸۸)

(مجلس عمل کی کامیابی پر مبارکباد تجاویز اور گزارشات)

۲۱رشعبان ۱۴۲۳ھ

بسم اللہ الرحمان الرحیم،

الحمدللّٰہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مجھے ۱۰ اکتوبر کو اپنا ووٹ ڈالنے کے بعد بعض ناگزیر وجوہ سے بیرون ملک سفر پر روانہ ہونا پڑ گیا اس مرتبہ متحدہ مجلس عمل کے قیام سے جو دلی مسرت تھی اسکی بنا پر انتخابات سے پہلے اور بعد مجلس عمل کی کامیابی کیلئے دل سے دعا کی توفیق ہوتی رہی، اور

سفر پر روانہ ہونے کے بعد نتائج معلوم کرنے کی بیتابی بھی پہلے سے کہیں زیادہ تھی ،۱۱ اکتوبر کی صبح میں جرمنی کے ایک ایسے شہر میں تھا جہاں سے پاکستان کی پل پل کی خبریں ملنی مشکل تھیں لیکن میں نے فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے باخبر رہنے کی کوشش کی اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی کہ الحمدللہ متحدہ مجلس عمل نے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔سی این این نے اس روز صرف یہ مختصر خبر نشر کی کہ افغانستان سے ملحق دو صوبوں میں طالبان کی حامی اسلامسٹ گروہوں نے Swap کیا ہے۔بہر کیف ان خبروں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور مختلف مغربی ممالک (جرمنی ، اٹلی ، برطانیہ اور امریکہ) کے مسلمانوں کو بھی مسرور پایا۔

میں اس سفر سے دو روز قبل واپس پہنچا ہوں اس موقع پر آپ حضرات سے چند دلی تاثرات اور کچھ تجاویز پیش کرنے کے شدید داعیہ کیساتھ یہ سطور تحریر کر رہا ہوں مجھے آپ حضرات کی مصروفیت کا پورا احساس ہے مگر امید ہے بندے کی یہ گزارشات آپ کی ان مصروفیات میں خلل انداز نہ ہونگی۔

(۱) سب سے پہلے تو میں اس کامیابی پر آپ حضرات کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں آپ حضرات نے اپنے عمل سے برسوں سے لوگوں کے دلوں میں بٹھائے ہوئے جن تصورات کے بت توڑے ہیں اسپر جتنی مبارکباد دی جائے کم ہے۔

(۲) یہ بات بھی واضح ہے کہ یہ نمایاں کامیابی جو خالصۃً اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہوئی ہے اس اتحاد کی برکت ہے جس کا مظاہرہ آپ نے متحدہ مجلس عمل بنا کر اور اسپر استقامت دکھا کر کیا ہے۔ ہر دردمند مسلمان کی دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسمیں مزید استقامت عطا فرمائیں اور اسمیں رخنہ ڈالنے والے ہر امر سے محفوظ رکھیں۔آمین

(۳) اس کامیابی کے بعد آپ حضرات کے کندھوں پر ایک بھاری ذمہ داری آگئی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بطریق احسن عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

(۴) حکومت سازی کے مرحلے میں اپنی راہ عمل کا تعین یقیناً آپ اپنی دینی وسیاسی بصیرت سے کرینگے آپ حضرات کی سیاسی بصیرت بندے سے یقیناً کہیں زیادہ ہے میں سیاست دان نہیں ہوں لیکن دین اور سیاست کا چھوٹا سا طالب علم ضرور ہوں اس لحاظ سے نقطہ نظر آپ حضرات کے سامنے رکھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا جو مندرجہ ذیل ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس وقت متحدہ مجلس عمل کے پاس طاقت کا توازن موجود ہے اور اسکی بنیاد پر وہ حکومت میں شامل ہونے کی پوزیشن میں ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں حکومت میں شمولیت سنگین خطرات سے خالی نہیں چونکہ پارلیمنٹ اور کابینہ میں مجلس کی اکثریت نہیں ہے اسلئے مجلس تنہا اپنی منصوبہ بندی اور ترجیحات کے مطابق حکومت چلانے سے غالباً قاصر رہیگی اور اس سے ملکی انتخابی سیاست میں مجلس عمل بلکہ دینی جماعتوں کو جو سرخروئی اور نیک نامی حاصل ہوئی ہے اسکے بہت جلد مجروح ہونے کا اندیشہ ہے اسکے برعکس اگر مجلس اپوزیشن میں بیٹھے تو وہ ایک مضبوط اپوزیشن کی حیثیت سے نمایاں خدمات انجام دے سکے گی اور حکومت کو غلط راہوں سے روکنے کی پوزیشن میں ہوگی اس طرح اسکی نیک نامی میں اضافہ ہوگا جو آئندہ اسکے لئے اکثریت لانے کی راہ بھی ہموار کریگا۔

(۶) اگر کسی دوسری پارٹی کیساتھ ملکر حکومت میں شریک ہونے کی رائے ہی قرار پائے تو اس صورت میں میری نظر میں دو باتیں مدنظر رکھنی چاہیں۔پہلی بات یہ ہے کہ جس دوسری پارٹی کیساتھ کوئی سمجھوتہ ہو اسمیں اصولوں اور نظریات کو عہدوں پر مقدم رکھا جائے میری نظر میں مندرجہ ذیل امور پر اس پارٹی سے تحریری معاہدہ منظر عام پر لا کر اسکے ساتھ حکومت بنانے کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

(الف) لیگل فریم ورک آرڈر کی تمام دفعات کو کھلی بحث کیلئے پارلیمنٹ میں پیش کرنا اور ایسی تمام آئینی ترمیمات کی مخالفت جن سے وزیر اعظم صدر کے آگے بے دست و پا بن جائے۔ (ب) صدارت کے عہدے کا از سر نو آئینی طریقے پر انتخاب

(ج) آزاد اور خود مختار خارجہ پالیسی (د) اسلامی قوانین کی تیز رفتاری سے نافذ کرنے کا معین منصوبہ جسکے لئے دو کام فوری طور پر کئے جاسکتے ہیں۔

(۱) اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو نافذ کرنا اور اسکے لئے ٹائم فریم

(۴) پاکستان کے موجودہ حالات میں اسلامی قوانین کے نفاذ کا سہل ترین راستہ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بنچ ہے لیکن اسکے بہتر نتائج پیدا ہونے میں ایک بہت بڑی رکاوٹ بندے کے ذاتی تجربے میں ان اداروں کا ایڈھاک ازم ہے اسے فوری طور پر ختم کرنا ضروری ہے جب میں سپریم کورٹ میں تھا تو موضع تہمت میں ہونیکی وجہ سے یہ بات کہتے ہوئے لحاظ ہوتا تھا اب چونکہ الحمدللہ میں اس سے آزاد ہوں اور دوبارہ وہاں جانے کا دور دور ارادہ نہیں اسلیئے میں یہ بات کسی رکاوٹ کے بغیر کہہ سکتا ہوں کہ وہاں جید علماء کو نامزد کر کے انہیں مستقل حیثیت دی جائے اور انکے ایڈھاک تقرر کا راستہ بند کیا جائے۔ جب آئینی ترامیم کا مسئلہ زیر بحث آئیگا تو ترامیم کے پیکج میں ان ترامیم کی شمولیت مشکل نہ ہوگی۔ (ہ) ذرائع ابلاغ سے عریانی وفحاشی کے خاتمے کیلئے موثر اقدامات کرنا

(و) ملک کے نظام تعلیم کو اسلامی رنگ میں رنگنا اور ملک بھر میں وسیع پیمانے پر تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنا۔

(ز) کرپشن کے خاتمے کیلئے غیر جانبدار اور بے لاگ احتساب کمیشن کا قیام

ان تمام امور پر تحریری معاہدہ میری نظر میں ضروری ہے جسے منظر عام پر ہی آنا چاہیے ورنہ زبانی معاہدے ہوا میں اڑ جاتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ حکومت میں شمولیت کی صورت میں بھی اس بات کو ترجیح دونگا کہ اس تحریری معاہدے کے بعد مجلس اپنا وزیراعظم بنانے پر اصرار نہ کرے یوں تو مولانا فضل الرحمان صاحب کا وزیراعظم بننا میرے لئے ذاتی طور پر کہیں زیادہ قابل مسرت ہے لیکن ساتھ ہی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسکا صحیح موقع وہ ہوگا جب پارلمنٹ اور کابینہ میں مجلس کی اکثریت ہو لیکن موجودہ حالات میں جبکہ پارلیمٹ اور کابینہ میں مجلس کی اکثریت نہیں ہوگی اور بیوروکریسی کی جو حالت ہے وہ سب کو معلوم ہے میرے لئے اور تمام دینی حلقوں کیلئے یہ بات زیادہ تکلیف دہ ہوگی کہ حکومت کی ہر ناکامی مولانا فضل الرحمان کی طرف انکے واسطے سے مجلس کی طرف اور بالآخر تمام دینی حلقوں کی طرف منسوب ہو۔

نیز موجودہ صورت حال میں ایک شرعی پہلو بھی قابل توجہ ہے اور وہ یہ کہ موجودہ حالات میں جبکہ ملک بہت سے غیر اسلامی قوانین کی گرفت میں ہے فوری طور پر وزیراعظم کو بہت سے خلاف شرع امور کی منظوری دینی پڑیگی اور ان پر دستخط کرنے ہونگے اور ایک عالم کیلئے یہ بات ظاہر ہے کہ ناقابل قبول ہے اسکے برخلاف اگر وزیراعظم کسی اور پارٹی کا ہو اور مندرجہ بالا تحریری معاہدے کا پابند ہو تو مذکورہ امور کی ذمہ داری اسپر ہوگی اور اگر وہ اس تحریری معاہدے کی خلاف ورزی کرے تو مجلس کیلئے اسکا ساتھ چھوڑنے کا ہر وقت موقع بھی ہوگا اور اس کی بنا پر وہ مجلس کے دباؤ میں بھی رہیگا۔ مجلس عمل کی طرف سے وزیراعظم کے امیدوار کے طور پر مولانا فضل الرحمان صاحب کی نامزدگی ایک معمول کی کارروائی ہے اور لائق خیر مقدم ہے۔ لیکن اسکو فی الحال مذکورہ بالا نکات منوانے کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ مجلس عمل کامیاب ہو اور اسکی مقبولیت میں اضافہ ہو تو وہ آئندہ اکثریت لیکر اپنا وزیراعظم لا سکتی ہے۔ یہ رائے بندے کے ذہن میں ہے اخلاص کیساتھ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اسپر غور ضرور فرمالیں اور اگر میرے اندیشے غلط ہوں اور خدا کرے کہ غلط ہوں اور انکے حل کا کوئی واضح راستہ موجود ہو تو ظاہر ہے کہ میرے لئے تو مولانا فضل الرحمان صاحب کو وزیراعظم بنتا ہوا دیکھنا سراپا مسرت ہی مسرت کا باعث ہوگا کہ وہ میرے مخدوم زادے بھی ہیں اور نہایت فعال اور معاملہ فہم عالم اور سیاست دان بھی۔

یہ گزارشات آپکی خدمت میں پہنچا کر اپنے دل کا بوجھ قدرے ہلکا کر رہا ہوں اور دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس نازک مرحلے پر آپ کی قدم قدم پر دستگیری فرمائیں اس اتحاد و اتفاق کو ثبات و دوام عطا فرمائیں آپ کے کندھوں پر جو ذمہ داری آئی ہے اسے سرخروئی سے انجام دینے کی توفیق کامل مرحمت فرمائیں آپ سے وہ فیصلے کرائیں جو ملک وملت کے حال اور مستقبل دونوں کیلئے نافع ہوں اور آپ کے ذریعے ملک کی ڈگمگائی ہوئی کشتی کو پار لگائیں۔ آمین، والسلام آپکا نیاز مند بھائی محمد تقی عثمانی [1]

[1] یہ خط مولانا سمیع الحق اور دیگر اکابرین متحدہ مجلس عمل کے نام مجلس عمل کی انتخابات میں کامیابی کے بعد لکھا گیا۔

(۸۹)

(درس ترمذی اسلام کا نظام اکل وشرب کی اشاعت پر مبارکباد O حامد الحق کی کامیابی پر خوشی O آباؤ اجداد کے علمی و عملی امین بننے کی دعا)

۶/۱۰/۱۴۲۳ھ

بگرامی خدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پچھلے سعید دنوں میں دو مرتبہ تحریر دلنواز باعث تسکین نظر ہوئی ایک مرتبہ ''نظام اکل وشرب'' موصول ہونے پر اور دوسری بار عزیزم حامد الحق سلمہ کے انتخابات پر مبارکباد کے جواب میں ایک دور افتادہ وگمنام رفیق سفر کو یاد فرمانے پر شکر کا حق کیسے ادا کروں؟ جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً تقریر کی اشاعت قابل مبارکباد ہے اللہ تعالیٰ اسکو نافع بنائیں، آمین، عزیزی حامد الحق سلمہ سے امید ہے کہ انشاء اللہ اپنے آباء واجداد کی علمی و عملی میراث کے امین ہونگے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا ہی بنائیں اور ان سے ملک وملت کی خدمت لیں، آمین، والسلام..... محمد تقی عثمانی

(۹۰)

(حدود آرڈیننس[1] میں مجوزہ ترامیم اور حکومت کا مجوزہ تحفظ حقوق نسواں بل)

"باسمہ تعالیٰ"

بگرامی خدمت محترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی! گذارش ہے کہ ایک اہم ملی وقومی مسئلہ کی طرف آنجناب کو توجہ دلائی جارہی ہے امید ہے کہ آپ پوری توجہ کے ساتھ اس پر غور فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔ کافی عرصہ سے ملک میں حدود آرڈیننس کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کی مہم جاری ہے اور قرآن وسنت میں صراحت کے ساتھ موجود حدود شرعیہ کو مسلسل ہدف تنقید بنایا جارہا ہے۔ حالانکہ پاکستان کا قیام اسلامی احکام وقوانین کے نفاذ اور اسلامی معاشرہ کے قیام کے لیے عمل میں لایا گیا تھا اور دستور پاکستان میں اس بات کی ضمانت دی گئی ہے کہ قرآن وسنت کے قوانین کی عملداری کا اہتمام کیا جائے گا اور پاکستان کے معاشرہ کو اسلامی معاشرہ بنانے کے لیے پورے وسائل بروئے کار لائے جائیں گے۔ مگر اس کے برعکس ہمارے معاشرہ کی اسلامی اور مشرقی اقدار کو پامال کرکے مغرب کی مادر پدر آزاد معاشرت کو فروغ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

---

[1] پرویز مشرف کی قومی اسمبلی نے حدود آرڈیننس پر تحفظ حقوق نسواں کے پرفریب نام سے تلوار چلانی چاہی' اسی سلسلہ میں تگ ودو جاری رہی کہ یہ سازش ناکام بنائی جائے مگر بدقسمتی سے ایم ایم اے کی شکل میں پارلیمنٹ میں ممبران کی جم غفیر کے باوجود لبرل اور سیکولر حکومت کامیاب ہوگئی۔ احقر نے بہر طور سینٹ میں ترامیم کو قانونی صورت میں جمع کرانے کا فیصلہ کیا اس سلسلہ میں مولانا محمد تقی صاحب' مولانا زاہد الراشدی صاحب سے بھی رہنمائی چاہی کہ وہ اس بارہ میں کام کررہے تھے۔ احقر کے تحفظ حقوق نسواں کی شکل میں سینٹ میں پیش کئے' جنہیں اکثریت کے بل بوتے پر مسترد کردیا گیا مگر الحمدللہ فریضہ اظہار حق ادا ہوا۔ یہ خط مجوزہ ترامیم کے بارہ میں ہے۔

(بقیہ اگلے صفحے پر)

حدود آرڈیننس میں مجوزہ ترامیم اور قومی اسمبلی میں پیش کیا جانے والا "تحفظ حقوق نسواں بل "اسی سلسلہ کی ایک کڑی دکھائی دے رہے ہیں اور ملک کے سرکردہ علماء کرام نے اس سلسلہ میں اپنے تحفظات کا اظہار کر کے اس بل کو قرآن وسنت کے مطابق بنانے کے لیے تجاویز و سفارشات پیش کردی ہیں، جو اس عریضہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھجوائی جارہی ہیں۔آنجناب سے گذارش ہے کہ پوری سنجیدگی کے ساتھ ان کا مطالعہ فرمائیں اور (۱) قرآن وسنت کے واضح احکام (۲) دستور پاکستان کے تقاضوں اور (۳) اسلامی ومشرقی معاشرت کی روایات کی پاسداری کرتے ہوئے تحفظ حقوق نسواں بل کو علماء کرام کی سفارشات کی روشنی میں قابل قبول بنانے کے لیے اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں تاکہ ہم اپنے ملی اور دستوری فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ کل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہوسکیں اور آقائے نامدار محمد ﷺ کے حضور قیامت کے دن پیش ہوتے ہوئے شرمساری اور ندامت سے بچ سکیں۔

امید ہے کہ ہمارے معروضات، آپکی سنجیدہ توجہ کی مستحق قرار پائیں گے۔شکریہ

والسلام محمد تقی عثمانی دیگر علماء کرام ومشائخ عظام پاکستان

قومی اسمبلی میں ''تحفظ حقوق نسواں'' کے عنون سے حدود آرڈیننس میں ترامیم کا جو بل زیر بحث ہے اس کے بارے میں پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین اور قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد مولانا فضل الرحمٰن کے درمیان ملاقات میں طے کی جانے والی خصوصی علماء کمیٹی کا اجلاس آج اسلام آباد میں منعقد ہوا جس میں مولانا مفتی محمد تقی عثمانی' مولانا مفتی منیب الرحمٰن' مولانا حسن جان' مولانا مفتی غلام الرحمٰن' مولانا قاری محمد حنیف جالندھری' ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی' مولانا زاہد الراشدی' مولانا اخلاق احمد اور حافظ محمد عمار یاسر نے شرکت کی جبکہ پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین کے ہمراہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ چوہدری پرویز الٰہی' سردار نصر اللہ دریشک اور وزارت قانون کے بعض ذمہ دار حکام نے شرکت کی۔

چوہدری شجاعت حسین نے علماء کرام سے کہا کہ ''تحفظ حقوق نسواں'' بل کے بارے میں یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ اس میں قرآن وسنت کے منافی باتیں بھی شامل ہیں اس لئے ہم نے آپ حضرات کو زحمت دی ہے کہ آپ حضرات بل کا جائزہ لے کر قرآن وسنت کی روشنی میں ہماری رہنمائی کریں۔ کیونکہ ہم کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتے جو حدود شریعہ اور قرآن وسنت کے منافی ہو بلکہ ہم ایسا سوچنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔اس پر علماء کرام اور ماہرین قانون نے بل کی متعدد دفعات کا تفصیلی جائزہ لیا جو 10 ستمبر 2006ء بروز اتوار صبح نو بجے سے کھانے اور نماز کے وقفے کے ساتھ رات تین بجے تک جاری رہا اور اگلے روز 3 بجے سہ پہر تک بھی یہ مشاورت جاری رہی اور متعدد اصولی امور پر اتفاق رائے ہوگیا جس کے مطابق مندرجہ ذیل معاملات طے پائے۔

۱۔ زنا بالجبر اگر حد کی شرائط کے ساتھ ثابت ہوجائے تو اس پر حد زنا جاری کی جائے گی۔

۲۔ حدود آرڈینس میں زنا موجب تعزیر کی بجائے ''فحاشی'' کے عنوان سے ایک نئی دفعہ کا تعزیرات پاکستان (PPC) میں اضافہ کیا جائے گا جس کا متن درج ذیل ہے۔

A man and a woman are said to commit lewdness if they willfully have sexual inter-course with one another and shall be punished with imprisonment which may extend to five years and shall also be liable to fine.

۳۔ زنا آرڈیننس کی دفعہ تین کی جگہ مندرجہ ذیل دفعہ تحریر کی جائے گی۔

In the interpretation and application of this Ordinance the injunctions of Islam as laid down in the Holy Quran and Sunah shall have effect notwithstanding any thing

contained in any other law for the time being in force.

اجلاس میں شریک علماء کرام نے کہا کہ حقوق نسواں بل کے بارامیں قرآن وسنت کے حوالے سے اصولی امور پر اتفاق رائے ہوگیا ہے اوراب اس بل میں اصول طور پر قرآن وسنت کے منافی کوئی باب باقی نہیں رہی تا ہم بعض ذیلی امور پر اگر ہمیں مزید وقت دیا گیا تو تفصیلی سفارشات پیش کردی جائیگی۔ اجلاس میں علمائے کرام نے عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں بعض اہم سفارشات پیش کی ہیں جو منسلک ہیں۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی۔	مولانا مفتی منیب الرحمٰن	مولانا حسن جان	مولانا زاہد الراشدی
ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی	مولانا مفتی غلام الرحمٰن	مولانا قاری محمد حنیف جالندھری	مولانا اخلاق احمد
حافظ عمار یاسر	جناب چوہدری شجاعت حسین	جناب چوہدری پرویز الٰہی صاحب	جناب سردار نصر اللہ دریشک صاحب

اس بل پر احقر نے ۲۳ رنومبر ۲۰۰۶ صبح وقت کی تنگی کے باوجود ۲۰۔ ۲۵ منٹ سینٹ میں خطاب کیا اور سینٹ کی شام کی نشست میں یہ ترامیم ۲۳ رنومبر ۲۰۰۶ ءکو ایوان میں زیر بحث آئیں مگر ایوان نے اکثریت کی بنیاد پر انہیں مسترد کردیا' جس کی تفصیل سینٹ کی رپورٹنگ کے مطابق یہ ہے:

''تحفظ نسواں'' بل پر سینٹ آف پاکستان میں احقر سمیع الحق کے خطاب کا متن:

سینٹ میں پیش کردہ ترامیم اوراس پر بحث:

''تحفظ حقوق''نسواں بل پر ۲۳ رنومبر ۲۰۰۶ ءکو ایوان بالا میں عام بحث کے دوران جمعیت علماء اسلام کے سربراہ سینیٹر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے خطاب فرمایا اگر چہ وقت کی تنگی کے بناء پر چیئر مین سینٹ کے بار بار روکنے کی وجہ سے مولانا مدظلہ اپنے خیالات کا مکمل اظہار نہ کرسکے تا ہم ۲۰۔ ۲۵ منٹ کے اس خطاب میں حدود آرڈیننس کی تنسیخ وترمیم کے اصل محرکات وعوامل خواتین سے متعلق اسلامی قوانین دیت' شہادت وراثت اور حدود کے بارہ میں اسلامی سزاؤں پر سیر حاصل روشنی پڑتی ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق نے حکومت کے ترمیمی بل میں علماء کے تجاویز کی روشنی میں دس اہم ترامیم بھی داخل کیں جسے شام کے بعد دوسری خواندگی کے دوران ایک ایک کرکے دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا مگر ایوان نے حکومتی کثرت رائے کے بنیاد پر ان سب کو مسترد کردیا۔ مولانا مدظلہ کا خطاب اور ترامیم (سینٹ سیکرٹریٹ کی رپورٹنگ شدہ) یہاں من وعن پیش کیا جارہا ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئر مین صاحب! شکریہ آپ نے بڑے کھلے دل سے سب کو موقع دیا ہے اور خیالات پر کسی قسم کی قدغن نہیں لگائی۔ آپ نے اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیا۔ میں گزارش کروں گا کہ میں چار پانچ منٹ میں اپنی بات پوری نہ کرسکوں گا۔ میں ایک پارلیمانی جماعت کا لیڈر ہوں اور جس طرح اور جماعتوں کے ساتھ آپ نے بڑے اچھے رویے کا مظاہرہ کیا ہے تو مجھ ناچیز کو بھی کچھ تفصیل سے موقع عطا فرمائیں۔ مجھے احساس ہے کہ بہت لمبی لسٹ ہے ____ جناب چیئر مین: آپ اپنی تقریر شروع کریں۔ آپ کی تقریر کے متن اور جو آپ بات کریں گے اس کے اوپر دارومدار ہے۔ اسی حساب سے دیکھ لیں گے۔ ____ سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین صاحب! میں گزارش کروں گا کہ یہ ساری صورتحال جو پیدا ہوئی ہے اسلامی قوانین کے بارے میں' احکام کے بارے میں بالخصوص ترمیمی آرڈیننس کی شکل میں' حقیقت یہ ہے کہ اس کے بنیادی عوامل دو ہیں۔ ایک جو ساری دنیا میں سلسلہ چل رہا ہے جسے ہم خارجی عوامل کہیں گے' اس کے محرکات سب کو معلوم ہیں۔ حدود آرڈیننس ۲۹ سال سے ہے۔ کوئی اچانک ایسا حادثہ نہیں ہوا کہ آسمان گر پڑا اور حدود آرڈیننس سے بہت سارے مسائل پیدا ہوگئے۔

اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف مغربی دباؤ: یہ ساری جنگ جو عالم اسلام کے خلاف' امت مسلمہ کے خلاف' مغربی طاقتوں نے شروع کی ہے اور اس کو وہ تہذیب کی جنگ قرار دے رہے ہیں' اس تہذیب کی جنگ کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے امت محمدیہ اور نبی کریم ﷺ کی تہذیب کو ہرگز برداشت نہیں کرنا ہے۔ اور اسلامی ممالک میں سیاسی' معاشی' مادی وسائل (Sources) پر قبضہ کرنے اور سارے اسلامی امت کو غلام بنانے اور ان کو دوبارہ کالونی سسٹم میں تبدیل کرنے کے لئے وہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اس امت کا اسلامی تشخص اس کی شناخت اور کوئی بھی ایسی چیز باقی نہ رہے جو ان کو مومن اور مسلم رکھے۔ ان کو اپنی آزادی کا تحفظ سکھائے' یہ ایک وسیع جنگ شروع ہے۔ یہ اسی کا ایک حصہ ہے۔ وہ برداشت نہیں کرتے کہ ہماری شناخت کا کوئی اپنا نظام ہو' ہماری اپنی تہذیب ہو اور جہاں جہاں اسلامی تہذیب اور آزادی کی جدوجہد شروع ہوتی ہے وہاں امریکہ اور ساری طاقتیں پہنچتی ہیں اور اس کو مٹاتی ہیں' ان طاقتوں کو ختم کرتی ہیں۔ طالبان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ یہ صورتحال بہت تیزی سے شروع ہے ہمارے دوستوں کو علم ہے اور ان کو معلوم ہے کہ کئی سالوں سے امریکہ نے یہ رپورٹیں تیار کی ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے اخبارات میں انہوں نے صراحتاً کہا ہے کہ پاکستان میں اسلامائزیشن کا جو کام ہوا ہے اس کو ہم نے ختم کرنا ہے۔ اس میں حدود آرڈیننس بھی ہے۔ اس کے بعد قادیانیوں کا سلسلہ آئے گا۔ ہم خود وہ رپورٹیں پڑھتے ہیں' وہ بار بار دباؤ ڈالتے ہیں کہ امتناع قادیانیت قوانین بھی بنیادی حقوق کے خلاف ہیں۔ وہ توہین رسالت ایکٹ کے خلاف مستقل جدوجہد کررہے ہیں کہ کسی طرح توہین رسالت قانون کو ختم کیا جائے۔ تو ایک ایک چیز آگے چل کر آئے گی۔ یہ سلسلہ چلتا رہے گا اور کسی ایک جگہ ختم نہیں ہوگا۔ ہم جتنا بھی حدود آرڈیننس کو مسخ کردیں' اسے تبدیل کردیں' اس میں لچک پیدا کردیں' اسے نرم کردیں' پھر بھی وہ خوش نہیں ہوں گے۔ اگر حدود کا لفظ اور اصطلاح بھی قوانین میں ہو تو امریکہ اس سے مطمئن نہیں ہوگا۔ ابھی آپ نے قومی اسمبلی میں بل پاس کیا تو دوسرے تیسرے دن امریکہ کے ذمہ دار افراد کے بیانات آئے کہ ہم اس سے پوری طرح مطمئن نہیں ہیں۔ ابھی پورا کام نہیں ہوا ہے۔ قرآن کریم میں اس طرح اشارہ ہے کہ ولن ترضی عنک

الیهود و لاالنصاری حتی تتبع ملتهم الایة. جب تک اسی تہذیب کو نہیں اپناؤ گے اپنے کو مکمل اسی سانچے میں نہیں ڈھالو گے تو یہود و نصاری آپ سے کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ جو ان کی تہذیب ہے جانوروں کی حیوانات کی بے حیائی کی فحاشی کی اس کے بارے میں حضورﷺ نے فرمایا کہ وہ چاہیں گے کہ تم بھی ایسے ہی بن جاؤ۔ حیاء تہذیب اور شرافت کو چھوڑ دو۔

دورے یا غیروں کی چھاپہ مار مہم: میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کچھ قربان کر کے بھی ان کی دوستی ان کی رضامندی حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ ہم نے پورے وسائل کو دفاع کو آزادی کو خود مختاری کو ان کے قدموں میں ڈال دیا۔ اپنے پڑوسی اسلامی ملک کو تباہ کیا اور اپنے تمام سوزر وسائل ان کو مہیا کئے لیکن کیا وہ ہم سے راضی ہو گئے؟ آج بھی وہ سارا ملبہ ہم پر ڈال رہے ہیں۔ کرزئی بھی ہمیں گالیاں دے رہا ہے ممبئی سے بھی اعلانات ہوتے ہیں اور امریکہ آ کر ہمیں بار بار پٹی پڑھاتا ہے۔ کل میرے سینیٹر دوست نثار میمن نے یہاں کہا کہ ہماری کتنی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ سارا یورپ اور ساری دنیا کی طاقتیں پاکستان کے دورے کر رہی ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ افسوس ہے کہ یہ دورے ہمیں کچھ دینے کے لئے نہیں ہو رہے ہیں بلکہ وہ سب کچھ چھیننے کے لئے آتے ہیں کہ ان کی کچھ شناخت رہ گئی ہے تو اسے بھی مٹا دیں۔ وہ نمبر دس کے بدمعاشوں کی طرح ہمیں صبح و شام چیک کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک چھاپہ مار مہم ہے۔ ٹونی بلیئر بھی آتا ہے رمزفیلڈ بھی آتا ہے یہ سب چھاپہ مار مہم کا حصہ ہے۔ وہ چیک (Check) کرتے ہیں کہ کچھ بچا بھی ہے یا نہیں یا ہر چیز ختم کر دی ہے۔ جناب والا! میری کیا اہمیت ہے۔ کل اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کا وفد پاکستان آیا ہے۔ بڑا اہم وفد ہے انسداد دہشت گردی ٹیم وہ کل اکوڑہ خٹک میں میرے پاس آئی اور پانچ گھنٹے وہ میرے ساتھ رہے۔ کیا یہ انکی میرے ساتھ کوئی محبت تھی یا میری بڑی عظمت تھی بہت احترام تھا کہ پوری ٹیم اکوڑہ خٹک میں میرے گھر پر پانچ گھنٹے تک رہی۔ ایک بجے آئے شام کو پانچ بجے واپس گئے۔ وہ ہمارے تعلیمی نظام اور اسلامی طرز حیات اور خیالات کو خوردبین سے چیک کر رہے تھے۔ اس لئے میں کل کے اجلاس میں مجبوراً حاضر نہیں ہو سکا تھا۔ انہوں نے سب کچھ دیکھا وہ ندامت محسوس کر رہے تھے کہ ہم کس غلط فہمی میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نیویارک میں ہم آپ کے بارے میں کچھ اور سنتے تھے مدرسے کے بارے میں بھی مگر یہاں تو ہم اور کچھ دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے پریس کو کہا کہ ہمیں ایسی بریفنگ دی گئی کہ ہمارے سارے خدشات ختم ہو گئے۔ لیکن پرنالہ پھر بھی وہیں کا وہیں رہے گا۔ تو یہ کوئی ہمارے ہمدرد نہیں ہیں کہ وہ اکوڑہ جیسے دورافتادہ علاقے میں اپنے آپ کو خطرات میں ڈال کر آتے ہیں۔ یہ فخر کی بات نہیں ہے کہ وہ بار بار آ رہے ہیں اور ہمیں کچھ دے رہے ہیں۔ ـــــ جناب والا! ٹونی بلیئر نے آ کر اعلان کر دیا کہ مدرسوں کو ختم کر دو تو اتنے پیسے اور زیادہ لے لو تو یہ خوشی کی بات نہیں ہے اگر ہم یہ سلسلہ اسی طرح چلاتے رہیں گے تو کبھی مقصد حاصل نہیں ہو گا۔

حکمران اپنے آئیڈیل ترکی اور مصطفیٰ کمال سے سبق سیکھیں: ہمارے سامنے آئیڈیل ہے مصطفیٰ کمال ہمارے سامنے آئیڈیل ہے ترکی۔ جنرل صاحب بھی ان سے بڑی محبت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ترکی نے کیا کچھ قربان نہیں کیا۔ خلافت کو گنوا بیٹھے اور سارا عالم اسلام ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ پھر اسلامی تہذیب اور شناخت ختم کر دی گئی۔ عربی زبان پر پابندی لگائی گئی۔ اذان پر پابندی لگائی اور بدقسمتی سے ہم بھی اسی رخ پر چل پڑے ہیں۔ ہم نے بھی ٹونی بلیئر کے لئے شاہ فیصل مسجد میں اذان بھی رکوائی اور عصر کی نماز بھی تو یہ سب کچھ ہوا انہوں نے اپنا سارا ملک مغربی تہذیب میں ڈبو دیا۔ مسجدیں بند کر دیں اذان عربی رسم الخط بند کر دیا لیکن ترکی کو کیا ملا؟ آج تک ترکی یورپ کے دروازے پر کھڑا ہے دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ سوسوا سو برس کی جدوجہد کے باوجود بھی ان کو داخلے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مسلمان ہیں ان ساری قربانیوں کا بدلہ ان کو کیا ملا۔ ہم نے بوسنیا کی حالت دیکھی بوسنیا ایک یورپی ملک تھا یورپ کے درمیان میں ایک جزیرہ تھا ان بے چاروں پر یورپ نے اپنا ہم قوم ہونے کے باوجود ترس نہیں کھایا کہ وہ مغربی تہذیب میں پورے ڈوب گئے تھے ان کی تہذیب حیاء شرافت انگریزوں سے بھی زیادہ گئی گزری تھی۔ لیکن چونکہ ان کی لا الہ الا اللہ اور اسلام سے نسبت تھی انہوں نے ان کو برداشت نہیں کیا۔ اس کو کو تباہ کیا۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ سارا پس منظر موجود ہے آپ اس کی ہزار بار تردید کریں اب آپ کے سامنے ایک تلوار اور لٹکنے والی ہے کہ توہین رسالت ایکٹ ختم کرو۔ حضور اقدسﷺ اور انبیاء اکرام کے ناموس کے تحفظ کا کوئی حق آپ کو نہیں ہے۔ جو چاہے جو کرے سو کرے۔ جو چاہیں وہ کریں اب بھی وہ بار بار ہمارے احتجاجوں کے باوجود کر رہے ہیں۔ کیا انہوں نے ناموس انبیاء کا کوئی قانون بنایا؟ ہم چیختے چلاتے رہے کہ ہمارے ساتھ انصاف کا معاملہ کرو۔

اقوام متحدہ دہشت گردی کی تعریف کرے: کل کی ملاقات میں میں نے سیکورٹی کونسل اور اقوام متحدہ والوں سے کہا کہ بھئی ساری دنیا کی نظریں آپ پر ہیں انصاف کرو اور پہلے ٹیررازم کی تعریف کرو۔ اس کے حدود متعین کرو بش کو بھی مجبور کرو ٹونی بلیئر کو مجبور کرو کہ دہشت گردی کی یہ تعریف ہو گی اور اپنی بقاء کی جنگ یہ ہو گی۔ پھر آپ مظلوم اور ظالم قوتوں کا فرق کریں اور ہماری تہذیب اور ثقافت نہ مٹائیں ہمیں اپنا علم پڑھنے پڑھانے دیں۔ آپ نے اگر ہمارے نظام تعلیم کو سیکولر بنا دیا تو قرآن و سنت اور حدیث اور فقہ پڑھنے والا کہاں جائے گا۔ وہ تو مجبوراً مسجدوں میں مدرسوں میں بچے بھیجے گا۔ تم نے اگر تعلیم کی یہ تفریق ختم کر دی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسلامی تعلیم لازم کرا دیا تو تمام مدرسے خود بخود بیکار ہو جائیں گے لیکن یہ تو کسی راستے پر آئیں گے ہی نہیں۔

داخلی عوامل روشن خیال اور سیکولر ذہنیت: جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ ایک تو یہ عوامل ہیں دوسرے داخلی عوامل ہیں۔ ہمارے ملک میں روشن خیالوں کا ایک طبقہ ہے وہ علی الاعلان تو نہیں کہتا لیکن جب بھی ہم اسلام اور اسلامائزیشن کی بات کرتے ہیں تو یہ روکنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں نے اس سینٹ میں دس بارہ سال شریعت بل کے لئے جنگ لڑی۔ اس دوران ہمارے چیئرمین غلام اسحاق خان صاحب اور جناب وسیم سجاد صاحب تھے۔ میرے سامنے جو یہاں موجود ہیں۔ اس وقت اتنا امریکی دباؤ نہیں تھا لیکن ایک روشن خیال طبقہ سیکولر ذہن والا نہیں چاہتا تھا کہ اس ملک کا نظام اسلامی سانچے میں ڈھل جائے۔ اس ملک میں اسلامی احکام اور قوانین آ جائیں اور وہ بظاہر علی الاعلان نہیں کہہ سکتا۔ کوئی بھی ہمارا وزیر اور ممبر نہیں کہہ سکتا کہ ہم اسلامی تعلیمات کو برداشت نہیں کریں

گے۔ اسلامی قوانین ہمیں قبول نہیں ہیں کیونکہ پھر وہ اس معاشرے میں نہیں رہ سکتے۔ لیکن وہ طبقہ پھر اور راستہ اختیار کرتا ہے، وہ عورت کے کاندھے پر بندوق رکھ کر معاشرے کو غیر اسلامی بناتا ہے، وہ شور مچاتا ہے کہ عورت کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے، وہ براہ راست حملہ نہیں کر سکتا، وہ ایک بالواسطہ (Indirect) راستہ اختیار کر لیتے ہیں کہ اسلام میں تو عورت کے ساتھ ظلم نہیں ہے مگر یہ مولوی ظلم کر رہے ہیں۔ یہ تو قرآن وسنت کے قوانین کے نام پر ظلم کر رہے ہیں۔ اور جب ''عورت دشمنی'' کا ذکر آتا ہے تو خواتین تو چیخ اٹھتی ہی ہیں لیکن مرد بھی کہنے لگتے ہیں کہ ان پر اتنا ظلم ہو رہا ہے۔ اسلام کا راستہ روکنے کے لئے وہ عورت دشمنی کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ اکبر آلہ آبادی نے یہی محسوس کیا تھا کہ ؎ اکبر ڈرے نہ تھے کبھی دشمن کی فوج سے لیکن شہید ہو گئے بیگم کی نوج سے

اسلامی قوانین کے بارے میں خواتین کو ورغلایا گیا: جناب چیئر مین: اب ان خواتین سے میں دو چار باتیں کروں گا، عورتوں کو ورغلایا گیا کہ قانون شہادت میں تیرے ساتھ ظلم ہوا۔ عورت کو ورغلایا گیا کہ آپکی دیت آدھی ہے، عورت کو ورغلایا گیا کہ آپ کی وراثت میں آپ کیساتھ ظلم ہو رہا ہے تو میں مختصراً دو تین باتیں گزارش کروں گا کہ یہ سراسر دھوکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو ترجیحی رعایتوں سے نوازا ہے۔ کتنا غلط پروپیگنڈہ ہے کہ مرد کی دیت پوری ہے اور عورت کی آدھی۔

دیت: حقیت میں اگر ہم سوچیں تو مرد کی دیت آدھی ہے اور عورت کی دیت بالکل کامل ہے۔ وہ کیسے؟ مرد قتل ہوا ہے اور فرض کریں کہ دیت دس لاکھ روپے ہے اور مرد کا کوئی اور وارث نہیں اور اگر وارث ہیں بھی تو ان میں ایک اس کی بیوی بھی ہے۔ اور اگر وارث صرف اس کی بیوی ہے تو دس کے دس لاکھ روپے اس کو مل گئے۔ مقتول تو دیت قبر میں نہیں لے جا سکتا وہ تو چلا گیا، قتل ہوا لیکن دس لاکھ روپے اس کی بیوی کو مل گئے تو مرد کی دیت اس کو کامل مل گئی۔ اور اگر عورت قتل ہو گئی تو شوہر مرد جو زندہ ہے، کو پانچ لاکھ روپے ملیں گے تو مرد کو نقصان ہوا یا عورت کو۔ مرد تو بیچارا پانچ لاکھ سے محروم ہو گیا۔ اور عورت کی دیت اس وجہ سے آدھی کر دی گئی ہے کہ عورت کی ساری ذمہ داریاں تو مردوں پر ہیں۔ بیوی قتل ہوئی ہے اور اسکا شوہر زندہ ہے تو شوہر اس کے بچوں کو بھی سنبھالے گا، ان کے تمام ضروریات اور گھر بار کو سنبھالے گا تو اللہ تعالیٰ ان حکمتوں کو خوب سمجھتا ہے۔

وراثت: اب وراثت کی بات کر لیں۔ ایک شخص کا بیٹا ہے اور بیٹی بھی ہے۔ بیٹے کو ایک پورا حصہ ملا۔ بیٹی کو آدھا ملا ہے۔ بظاہر دیکھیں تو عورت کو آدھا حصہ بھی ملنا نہیں چاہیے تھا اگر ہم سوچیں کہ کیوں؟ اسلئے کہ عورت گھر میں ہے تو اس کی ساری ضروریات کی ذمہ داری شوہر پر ہے یا باپ پر ہے (یہاں پر اذان ظہر سنائی دی)

قانون شہادت: یہی صورتحال قانون شہادت کی ہے، شور مچا ہے کہ دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہیں۔ یہ ظلم ہے جبکہ یہ صورتحال نہیں ہے۔ حقیقت کو سمجھنا چاہیے۔ قانون شہادت میں گواہی دینا حق نہیں ہے، ذمہ داری ہے۔ کسی کو گواہ ہونے پر مجبور کرنا، کسی کو گواہی کے کٹہرے میں لانا کوئی عزت اور فائدے کی چیز نہیں ہے۔ اس کو فقہ میں حق اور فرض کہتے ہیں۔ حقوق اور ہیں، فرائض اور ہیں۔ عورت کو اللہ تعالیٰ نے فرائض سے مستثنیٰ کر دیا ہے کہ یہ مصیبت میں نہ پڑیں۔ اور چارونا چار اگر مجبوراً عدالت میں جانا بھی پڑے، عورت رحیم یار خان سے، گجر خان سے، چکوال سے، اور گلگت سے عورت بیچاری کیسے اکیلی جائے گی۔ عورت نامحرم کے ساتھ جا نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کے ساتھ ایک دوسری خاتون ہونی چاہیے جو اس کی ڈھارس بندھائے، جو اس کا ساتھ دے، خطرات سے محفوظ رکھے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ عدالت میں جرح کا کیا نظام ہے، کتنی غلاظت سے وکیل گواہوں کی چیر پھاڑ کرتے ہیں۔ اب ایک خاتون بیچاری اکیلے ان حالات کی کیسے متحمل ہو گی۔ دل گردے والا کوئی مرد بھی اس کٹہرے میں وکیلوں کی جرح اور چیر پھاڑ برداشت نہیں کر سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمہارے ساتھ ایک خاتون ہونی چاہیے جو حوصلہ اس کو دلاتی رہے وہ اکیلے نہ جائیں۔ مرد سے بھی عدالت میں گھبراہٹ میں ہزار باتیں غلط ہو جاتی ہیں۔ عورت بیچاری اگر بیانات میں، کٹہرے میں، جرح میں، گواہوں میں کہیں پھسل گئی، غلط فہمی میں آ گئی، گھبرا گئی تو دوسری عورت اس کو ٹوکے گی۔ اس کی تصحیح کرے گی۔ فتذکر احداهما الاخرى بیچاری سے گڑبڑ ہو گی یا بات کرنے میں کمزوری آ بھی گئی تو دوسری خاتون اس کو تنبیہ کرے گی کہ تم ان باتوں میں نہ پڑو۔ ایسی بات نہ کرو، ایسی بات کرو۔

قانون وراثت: اب وراثت کے قانون کو دیکھتے ہیں انگریزوں کے زمانے میں وراثت تھی ہی نہیں، نہ انگریزوں کے ہاں اب بھی ایسا قانون وراثت ہے۔ جاہلیت کے دور میں عورت کو بالکل بھیڑ بکری کی طرح، مال کی طرح، جائیداد کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے آ کر سب سے پہلے اسکو وراثت کا حق دار بنایا۔ اب دیکھیں ایک شخص باپ ہے اس کی بیٹی ہے اور بیٹا ہے۔ بیٹے کو دوگنا ملا، بیٹی کو اس سے آدھا ملا کیونکہ اس کی پرورش، تعلیم وتربیت سب باپ کرتا ہے لیکن جب وہ شوہر کے گھر چلی جائے گی تو ہر بوجھ اس کا شوہر پر ہے مگر وہ پھر بھی پچاس فیصد لے گئی تو یہ بھی اللہ کا انعام اور رحمت ہے ورنہ اس کو کیا ضرورت تھی، اس کا گھر بار چلانا، آٹا، روٹی، کپڑا، مکان اور بچے کی پرورش، بچے کے دودھ کی ذمہ داری شوہر پر ہو گی۔ حتی کہ مرد پر لازم ہے کہ بیوی کے لئے ایک خادمہ گھر میں رکھے گا۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ دو نوکر لازمی ہیں۔ ایک بازار سے سودا سلف لانے کیلئے باہر کے کاموں کے لئے، ایک گھر کی خدمت کے لئے۔ تو جب وہ بیٹی ہے سارا بوجھ مرد باپ پر ہے۔ جب وہ ماں ہے تو مرد بیٹے پر لازم ہے کہ وہ اسے سنبھالے، محنت مشقت کرے اور لاکر اسے دے۔ اگر وہ بیٹی ہے تو حضور نے فرمایا کہ جس نے بیٹیوں کی پرورش پر خرچ کیا، ان کی کفالت کی، انکی تربیت کی اور اس کو تعلیم دلائی تو حضور ﷺ نے دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا کہ ایسا شخص میرے ساتھ اتنا قریب ہو گا جس طرح یہ دو انگلیاں ہیں وہ جنت میں میرے ساتھ ایسے جائے گا تو وراثت میں بھی اللہ نے سراسر احسان کیا اور مرد کو وہاں پر مجبور کیا کہ عورت کروڑ پتی کیوں نہ ہو مگر اسکا نان نفقہ مرد پر ہے۔ مزدوری کرے مگر بیوی کو لا کر دے گا۔ ___ جناب چیئر مین: آپ وقت کا ذرا خیال رکھیں۔ ___ سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب مجھے موقع دیں۔ یہاں پر تین تین گھنٹے تقریریں ہوتی ہیں۔ ___ جناب چیئر مین آپ بولیں لیکن بل پر رہیں۔ ___ سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں مختصر کرتا ہوں:

تعزیرات اور فوجداری قوانین میں اللہ کا کرم: دنیا میں جرائم کا سلسلہ لامحدود ہے، ہم غیر متناہی جرائم نئے نئے شکلوں میں پیدا ہوتے دیکھتے ہیں۔ اب لوگ سائنسی طریقے سے جرائم کرتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں جرائم لوگ کرتے ہیں تو ان تمام جرائم کی سزا متعین کرنے کی اللہ نے ہمیں کھلی چھٹی دے دی

کہ سزا کا آپ خود فیصلہ کریں۔ اللہ نے فوجداری قوانین میں جتنی لچک کا مظاہرہ کیا ہے' انسانوں کے ساتھ' مسلمانوں کے ساتھ' اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اللہ نے کسی جرم کی سزا متعین نہیں کی بلکہ کہا ہے کہ آپ جانیں اور آپ کا کام۔ تمہارے قاضی' تمہارا جج جو سزا متعین کرے۔ تمہاری مقننہ جو سزا متعین کرے۔ تمہاری عدلیہ جو بھی سزا دے اسے اختیار ہے' ان تمام جرائم کی سزا یعنی تعزیر اجتہادی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہے۔ کہاں بند ہے۔ آپ کسی بھی جرم میں اجتہاد کر کے کوئی تعزیر بنا سکتے ہیں۔ سو سال بھی' ایک سال بھی' دس سال بھی۔ اللہ نے تمام فوجداری قوانین ہمارے رحم و کرم پر چھوڑ دیئے ہیں۔ کوئی قدغن نہیں لگائی سوائے حدود کے۔

حدود اللہ کراس نہیں کئے جاسکتے: سوائے حدود کے چار پانچ جرائم جس کا تعلق حکومت سے ہے' ملک سے ہے' معاشرے سے ہے' وہ حقوق اللہ میں شامل ہیں' باقی حقوق العباد ہیں لیکن حدود اللہ خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھ لئے کیوں؟ وہ حکیم ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے' جہاں اللہ تعالیٰ وحی میں بیان کردہ سزا پر اصرار کرتا ہے یہ ضروری ہے وہاں اللہ کو پتہ ہوتا ہے کہ عقل پھسلے گی' انسانی عقل صحیح فیصلہ نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے زنا' قذف جو زنا کا ایک حصہ ہے بظاہر دو ہیں حقیقت میں ایک۔ ڈکیتی وہ بھی سرقہ کا حصہ ہے اور شراب نوشی ہے تو اللہ نے حد متعین کردیئے کہ اب اس میں چھیڑ چھاڑ نہیں کرنا یہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اس میں ذرا اگر بڑ کرنے سے کیا کیا معاشی بحران آئے گا۔ کیا معاشرتی بحران آئے گا۔ نسل انسانی اور خاندان بکھر جائے گا تو وہاں فرمایا تلک حدود اللہ یہ میری مقرر کردہ ہیں۔ اب اسے کراس نہیں کرنا' بارڈر ہے' حد ہے۔ اس بارڈر میں نقب نہ لگاؤ کسی بھی ملک کے بارڈر کو کراس کرتے ہیں تو گولی ماری جاتی ہے۔ خدا نے فرمایا کہ اس حد کو کراس نہیں کرنا۔ چار چیزوں ہیں اب اس کو کراس نہ کرو۔

نبی علیہ السلام کو بھی تبدیلی کا حق نہیں: تلک حدود الله فلا تعتدوها ومن یتعد حدود الله فاولیک هم الظالمون. حضور اقدس ﷺ کو بھی یہ حق نہیں دیا گیا کہ کسی حد کو وہ تبدیل کریں' نہ کر سکتے تھے۔ قل مایکون لی ان ابدله من تلقاء نفسی ان اتبع الامایوحیٰ الی الایة مجھے حق نہیں ہے کہ میں اپنے طور پر اس میں کوئی تبدیلی کروں۔ جب تک وحی نہ آئے۔ ایک چوری ہوگئی' حد سرقہ کا مسئلہ آیا۔ فاطمہ خذومی ایک مخدومیہ قبیلے کی عورت تھی اس سے چوری سرزد ہوگئی' وہ بڑی بااثر خاندان اور قبیلے کی عورت تھی۔ ہلچل مچ گئی۔ سب نے کہا کہ اگر اس عورت کا ہاتھ کاٹا جائے گا تو بڑے مسائل پیدا ہوں گے اسے بچایا جائے۔ کوئی جرأت نہیں کر سکتا تھا کہ حضور ﷺ کے پاس جا کر سفارش کرے۔ انہوں نے بالآخر تلاش کیا حضرت زید کو جو حضرت اسامہ بن زید کے والد تھے اور وہ حضور ﷺ کو اولاد کی طرح عزیز تھے۔ اس کی بات حضور ﷺ نہیں ٹالتے تھے۔ اس کو تیار کیا گیا کہ آپ حضور ﷺ کو سفارش کردیں کہ اس فیصلہ سے بڑے سیاسی نقصانات ہوں گے۔ قبائل اٹھیں گے کہ بڑے معزز خاندان کی خاتون ہے' خاتون اول ٹائپ کی چیز ہے۔ تو انہوں نے ڈرڈر کر حضور ﷺ سے سفارش کی تو حضور ﷺ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ جلال میں آگئے۔ فرمایا: افی حد من حدود الله کہ اللہ کے بندے تم اللہ کی حدود میں سفارش کرنے لگ گئے۔ پھر فرمایا: والله لوا ن فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدها

حضور ﷺ نے فرمایا یہ تو وہ فاطمہ مخزومیہ ہے اگر میری بیٹی فاطمہ بنت محمد سے بھی خدانخواستہ معاذ اللہ چوری ہوجائے تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ کے رہوں گا کیونکہ حد میں مجھے کوئی اختیار نہیں۔ یہاں میں مختصر کرتا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ آپ مجھے دو تین گھنٹے دیتے۔____ جناب چیئرمین: بعد میں بھی آپ تجاویز دے سکتے ہیں۔ ختم کریں لیکن تجاویز بعد میں بھی دے سکتے ہیں۔____ سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): اسلام کا اصول یہ بھی ہے کہ ڈسپلن قائم کرو۔ یہ تو ویسے بھی عالم ہیں ساری بات کو کوزے میں بند کرلیتے ہیں۔

قوانین حدود کی حکمت: اسلام اور حضور ﷺ کا منشا یہ نہیں کہ خوانخواہ حد نافذ ہو۔ اللہ نے یہ حدود کا نظام رجم اور سو کوڑوں کی سزا عبرت کے لئے' ڈرانے کے لئے' خوف دلانے کے لئے رکھی' رجم کو بہت بھیانک بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ رجم موت کے طریقوں میں سب سے کم خطرات اور زندگی کو بچانے کے امکانات کا طریقہ ہے۔ رحمت کا طریقہ ہے۔ حضور ﷺ کے پاس اگر کوئی آ کر کہتا ہے کہ میں غلطی کر بیٹھا ہوں تو حضورؐ اسے ٹالتے تھے۔ خواہ مخواہ پیچھے نہیں پڑتے تھے۔ ایک صاحب آ کر کہنے لگے حضور ﷺ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے' عورت سے زنا ہوگیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا جاؤ جاؤ لعلک قبلتها لعلک لمستها ان کو طریقے سے سمجھایا کہ شاید تم نے صرف بوس و کنار کیا ہوگا۔ تم نے ہاتھ وغیرہ لگایا ہوگا لیکن وہ اصرار کر رہا تھا اور اس نے صریح انداز میں کہہ دیا کھل کر کہ نہیں مجھ سے زنا والا کام ہوا ہے۔ ایک بار ایک عورت آئی اقرار کیا کہ مجھ سے زنا ہوا ہے مجھے پاک کرادیجئے۔ تو حضور ﷺ نے کہا جاؤ تمہارے پیٹ میں بچہ ہے۔ اب بچوں کو تو ہم سنگسار نہیں کر سکتے۔ جب وہ پیدا ہوگا تو پھر دیکھیں گے۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی وقت بھی وہ اپنے اقرار سے رجوع کرلے تو پانچ چھ مہینے وضع حمل تک گزار لے۔ ہم پیچھے نہیں پڑیں گے مگر وہ اللہ کی بندی' جس پر اللہ کا خوف غالب تھا وہ بچہ اٹھا کر لے آئی اور کہا یا رسول اللہ اب تو مجھے پاک کردو۔ بچہ پیدا ہوگیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بچہ کیسے زندہ رہے گا۔ اس کو پالنے پوسنے اور دودھ پلانے کے لئے ماں کے علاوہ کون آئے گا؟ چلی جا۔ جب بچہ بڑا ہوجائے گا تو پھر دیکھیں گے۔ دو ڈھائی سال بعد جب بچہ بڑا ہوگیا تو وہ اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دے کر پھر چلی آئی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اب تو مجھے پاک کرادو۔ ایک وہ لوگ تھے اور ایک ہم ہیں کہ ہم سب کچھ حلال کرانے کے پیچھے پڑ گئے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اب تو کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس نے کل ایک حوالہ مجھ سے سن کر دیا کہ ادر و الحدود مااستطعتم مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ حد ساقط کرانے کے پیچھے خواہ مخواہ پڑ جاؤ۔ اور اسے منسوخ کرادو بلکہ ہر ممکن احتیاط کرو۔ کسی معقول اعتراض کی وجہ سے قانون شہادت میں معمولی کمی بھی آگئی۔ ساڑھے تین فیصد بھی گواہ ہوگئے اور آدھا یا ایک فیصد نہیں ہے پھر بھی ٹال دو۔ لیکن جب حد کا فیصلہ ہوگیا تو پھر رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ میں خود بھی اسے معاف نہیں کراسکتا۔____ جناب چیئرمین: ذرا ختم کریں مہربانی کر کے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: وقفہ کے بعد دوبارہ ٹائم دے دیجئے گا۔____ جناب چیئر مین: نہیں دوبارہ تو موقع نہیں ہوگا۔تجاویز آپ بعد میں بھی دے سکتے ہیں۔

سزائے موت اور رجم کی حکمتیں: مولانا سمیع الحق: سزا کو حد سے نکال کر آپ نے اسے تعزیر میں ڈال دیا ہے۔اب جب موت کی سزا آپ نے رکھ دی ہے تو موت کے کئی طریقے ہیں۔ایک طریقہ یہ ہے کہ پھانسی کا پھندا ڈال دو۔ایک یہ ہے کہ گولی ماردو۔ایک یہ ہے کہ گیس والی جگہ پر ڈال دو۔ایک یہ ہے کہ بجلی کے جھٹکے سے ماردو۔ایک یہ ہے کہ اسے زہریلا انجکشن دے دو۔یہ سارے طریقے دنیا میں رائج ہیں' سزا دینے کے لئے۔لیکن قرآن میں ایک طریقہ اور ہے وہ ہے رجم کہ اسے سنگسار کرو۔اب کون سی صورت میں زندگی کی بچت کی ہے ذرا میری بات غور سے سن لیں۔رجم کرنے میں مجرم شخص کو اللہ نے ایک ہزار فیصد زندہ رہنے کا امکان رکھا ہے۔گولی سے ماردیا تو پھر وہ زندہ نہیں ہوسکتا۔پھانسی کے پھندے سے پھر زندہ نہیں ہوسکتا لیکن رجم میں ایک ایک کنکری ماری جائے گی۔دو گھنٹے میں' تین گھنٹے میں' چار گھنٹے میں جتنا وقت لگے اس دوران چاروں گواہ بھی موجود ہوں گے' جج بھی موجود ہوگا۔حکمران بھی موجود ہوگا۔اور جب سنگساری شروع ہوئی تو کسی گواہ کا ضمیر بیدار ہوا کہ جناب میری گواہی سے یہ زخمی ہورہا ہے۔____ جناب ایس ایم ظفر صاحب میری بات زیادہ سمجھتے ہیں یہ تو وکالت اور قانون کے ماہر ہیں۔اور غور سے متوجہ بھی ہیں۔____ جناب چیئر مین: مولانا صاحب ذرا مختصر رکھیں مہربانی کرکے ابھی اور بھی بہت سپیکرز ہیں۔دو منٹ میں بس ختم کریں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جی ہاں! مجھے رجم کی بات کرنے دیں۔اگر ایک گواہ بھی ہٹ جائے' اگر ایک پتھر لگا جو مجرم کو کسی گواہ کے دل میں ترس آ گیا' اوہ میں نے تو غلط گواہی دے دی اور وہ اٹھ کر کہے کہ میں نے غلط گواہی دی ہے۔فوراً ''حد'' رک جائے گا۔قاضی یا جج جس نے رشوت لی ہے' پیسے لئے ہیں اس کا ضمیر جاگ گیا' کہ یا اللہ کتنا بڑا ظلم ہوا مجھ سے یہ بیچاری عورت یا مرد زخمی ہورہا ہے' تڑپ رہا ہے۔وہ جج کہنے لگا کہ مجھ سے غلط فیصلہ ہوا یا تزکیۃ الشہود غلط ہوا ہے۔کوئی یہ کہہ دے کہ یہ تزکیۃ الشہود صحیح نہیں تھا تو فوراً رجم رک جائے گا کسی جج کے بارے میں ثبوت ہو جائے کہ اس نے تو پیسے لئے تھے۔کوئی ٹیپ ریکارڈ لے آئے کہ ان گواہوں نے تو وہاں منصوبہ بنایا تھا۔بس سارا ''حد'' گر گیا اور وہ زندہ رہ گیا۔جب تم نے ایک گولی کا برسٹ مارا تو وہ کہاں زندہ رہ سکے گا۔تو ایک گواہ' دو گواہ' تین گواہ' چار گواہ ایک بھی بیچ میں سے نکل سکتا ہے یا مثلاً مجرم نے اقرار کیا ہے زنا کا اقبال جرم کیا ہے' عورت ہے یا مرد' اور اس پر رجم شروع ہوگیا اور وہ دکھ سے چلا اٹھا۔اس نے کہا میں نے غلط اقرار کیا ہے۔اقبال جرم سے منکر ہوگیا تو اسی وقت ''حد'' رک جائیگی۔____ جناب چیئر مین: مولانا آپ تشریف رکھیں تا کہ میں دوسرے کو شروع کراسکوں۔____ سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں جناب تجاویز تو دے دوں۔____ جناب چیئر مین: میں نے کئی بار موقع دیا ہے کہ جلدی ہے ایک دو منٹ میں ختم کردیں۔____ سینیٹر مولانا سمیع الحق: امیر جمع ہیں احباب درددل کہہ دے پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

چونکہ ایک بات قانون شریعت اور فقہ کی آئی ہے تو آپ نے گھنٹے گھنٹے دیئے ہیں۔اگر مجھے نماز کے بعد دوسری مرتبہ وقت دے دیں۔

آوازیں: اگلے سیشن میں (بل پاس ہونے کے بعد)____ سینیٹر مولانا سمیع الحق: نہیں اگلے سیشن میں نہیں۔(مذاق نہ کریں)____ جناب چیئر مین: آپ تجاویز لکھ کر دے دیں ان کو میں ریکارڈ میں ڈال دوں گا۔____ سینیٹر مولانا سمیع الحق: نہیں میں مختصراً اس بل کی اصلاح کے لئے ضرور بات کروں گا۔

جناب چیئر مین: زیادہ سے زیادہ ایک دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔چونکہ بہت لمبی لسٹ ہے۔____ سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب مجھے شام کو اپنی ترامیم کے موقع پر وقت دیں گے۔____ جناب چیئر مین: میں وعدہ نہیں کرسکتا...... ____ سینیٹر مولانا سمیع الحق: گو کہ میرا حق ہے پارلیمنٹ میں ترامیم پر بات کرنے کا اور میں اپنا وقت پورا کرنا چاہتا ہوں۔میں بل کے اصلاح کی کوشش کرتا ہوں یہ کوئی غیر ضروری بات نہیں ہے۔____ جناب چیئر مین: تجاویز تو دے دیں ناں۔یہ ہم سب کے لئے چیلنج ہے۔محدود وقت ہے اور اپنی تجاویز اور خیالات کا اظہار کریں۔ یہ ذمہ داری بھی ہے۔____ سینیٹر مولانا سمیع الحق: حضور ابھی پندرہ منٹ بھی نہیں ہوئے۔____ جناب چیئر مین: پچیس منٹ ہوگئے ہیں۔اذان کا وقت نکال کر ۲۵ منٹ ہوگئے ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں یہ عرض کررہا ہوں' مختصر سی بات کہ آپ نے زنا اور زنا بالجبر سب باتوں کو تعزیر میں ڈال دیا ہے تو اگر چار گواہوں کا ثبوت نہ ہو تو اس طرح اس کو تعزیرات میں ڈالا جاسکتا ہے۔لیکن اگر آپ ان دفعات میں ایک دو لفظ بڑھا دیں صرف یہ کہ بشرطیکہ وہ چار گواہ پیش نہ کرسکتے ہوں' اگر عدالت میں چار گواہ پیش نہ ہوچکے ہوں تو پھر تعزیر میں چلا جائے۔لیکن اگر واقعتاً کہیں چار گواہ پیش ہوگئے تو وہ زنا بالرضا ہو یا بالجبر ہو سب پر حد شرعی نافذ ہوگا۔

خواتین پر نظام عدل اور پولیس کی وجہ سے ظلم ہورہا ہے: دوسری میری تجویز یہ ہے کہ سارا شور یہ ہے کہ عورت کے ساتھ ظلم ہورہا ہے۔پولیس کا نظام ایسا کررہا ہے۔تو آپ پولیس کے نظام کی کیوں اصلاح نہیں کررہے۔پولیس تمام تعزیرات ہند' تعزیرات فوجداری ودیوانی پاکستان کے ساتھ کیا کچھ کرتی ہے۔ہزاروں عورتیں اب بھی ان تعزیرات کی وجہ سے جیلوں میں بند ہیں۔کیا آپ ان سب کو منسوخ کریں گے۔زنا بالجبر میں عورت کو اللہ تعالیٰ کوئی سزا نہیں دیتا۔زنا بالجبر میں وہ مظلومہ ہے۔وہ عدالت میں جاکر فریاد کرے گی۔تو یہ شور مچا ہے کہ پولیس اس کو اندر کردیتی ہے۔تو ہم اگر ایک لفظ بڑھا دیں ایک دفعہ لگادیں کہ مستغیثہ کو اس وقت تک نہیں چھیڑا جائے گا جب تک عدالت مکمل فیصلہ نہ کرلے۔عدالت جب اس کیس کے بارے میں مکمل فیصلہ دے دے بریت کا یا مجرم ہونے کا اس وقت تک پولیس نے خاتون پر ہاتھ ڈالا یا گرفتار کیا تو وہ قابل تعزیر جرم ہوگا۔

جناب چیئر مین: آپ پولیس اصلاحات کو چھوڑیں۔آپ تجاویز دے دیں۔آدھے منٹ میں ختم کریں۔تجاویز دیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب میں تو تجاویز ہی دے رہا ہوں۔ میں یہ تجویز تو نہیں دے رہا۔ کہ آپ لنچ میں جا کر ہمیں مرغ کھلائیں یا چاول کھلائیں۔ بل ہی کی بات کر رہا ہوں۔___ جناب چیئر مین: آپ کے اور ساتھیوں نے بھی بولنا ہے۔ ان کا بھی تو خیال رکھنا ہے۔___ سینیٹر مولانا سمیع الحق: دوسرا اس میں ایک دفعہ یہ رکھنا چاہیے کہ جب کسی ''حد'' کا فیصلہ ہو جائے تو حکومت کو اس میں تخفیف' کمی یا معافی کا ہرگز اختیار نہیں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے سخت ناراضگی سے فرمایا ہے کہ انی فی حد من حدود اللہ۔ کیا حد کو بھی میں تبدیل کر دوں؟ گویا رسول اللہ نے فرمایا کہ مجھے حق نہیں ہے کہ میں معاف کر دوں۔ آپ نے صوبائی حکومتوں کو بھی اختیار دیا' مرکز کو بھی اختیار دیا کہ عدالت کے دیئے گئے فیصلے میں کمی بیشی کریں یا اس کو معاف کریں' اس چیز کو اس سے ختم کرنا چاہیے۔ اگر آپ دیکھیں کہ فحاشی' قابل دست اندازی پولیس نہیں۔ (بات مکمل کرنے نہیں دی گئی)___ جناب چیئر مین آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیئے' میں دوسرے اسپیکر کو بلاتا ہوں' بہت زیادہ وقت ہو گیا ہے۔___ سینیٹر مولانا سمیع الحق ترامیم میں آپ مہربانی کریں کیونکہ وہ میرا حق ہے۔___ جناب چیئر مین: اس وقت میں دیکھوں گا' اگر وقت ہوا تو میں حاضر ہوں۔

سینٹ میں پیش کردہ اہم ترامیم پر ایوان کی کارروائی
۲۳ر نومبر ۲۰۰۶ء کو نماز مغرب کے بعد دوسری خواندگی کی کارروائی

جناب چیئر مین: مولانا سمیع الحق۔___ سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین اس بل کی شق پانچ میں مجوزہ نئی دفعہ ۳۳۶ کی ذیلی شق (۱) میں حسب ذیل کا اضافہ کر دیا جائے یعنی اگر زنا بالجبر چار گواہوں کی موجودگی میں ثابت ہو جائے یا مطلقاً زنا ثابت ہو جائے بالجبر یا بالرضا تو حدود اللہ کے مطابق اس کی سزا سنگساری یا سو کوڑے دی جائے گی۔___ جناب چیئر مین: دوسری ترمیم بھی پڑھ دیں۔ اکٹھا ہی کر دیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین! اسی دفعہ میں ذیلی شق (۲۰) کو حسب ذیل سے بدل دیا جائے یعنی حدود آرڈیننس کی کسی دفعہ کے تحت زنا کی مستغیثہ کو گرفتار کرنا تاوقتیکہ عدالت میں مقدمہ زیر سماعت ہو مجموعہ تعزیرات کے مطابق ایک قابل تعزیر جرم ہوگا۔ تو اس کا مطلب وہی ہے۔ ساری بنیاد جناب والا! یہی رکھی گئی ہے کہ عورت کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے اور وہ فریاد کرنے جاتی ہے تو اس کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ ہم نے ترمیم کے ذریعے اس بنیاد ہی کو ختم کر دیا ہے کہ جب تک عدالت کوئی قطعی فیصلہ نہ دے تو اس خاتون کو گرفتار کرنا یا پولیس وغیرہ سے پریشان کرنا قابل تعزیر جرم ہوگا' تو اس سے ان سارے مظالم کے جو خدشات ہیں ان کا سد باب ہو جائے گا۔___ سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب میری کلاز ۵۔___ جناب چیئر مین: آپ کا ایک ہو گیا ناں اب اور کون سا اس میں ہے۔ پانچواں ہمارے پاس کوئی نہیں ہے۔___ سینیٹر مولانا سمیع الحق: اس میں شامل ہے جناب___ جناب چیئر مین: آپ نے ساری اکٹھی پڑھ لی ہیں۔___ سینیٹر مولانا سمیع الحق: نہیں میں نے تو اس میں سے ایک پڑھی ہے جی۔___ جناب چیئر مین: ہو گئی ہے جناب___ سینیٹر مولانا سمیع الحق: نہیں' نہیں' وہ نہیں پڑھی ہے جی۔ میری تو ابھی آ رہی ہیں۔___ جناب چیئر مین: کلاز ۵ آپ کہہ رہے ہیں کہ ابھی کلاز ۶ آئی ہے۔___ سینیٹر مولانا سمیع الحق: ابھی پہنچا نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: ابھی آنا ہے۔___ سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں تجویز کرتا ہوں کہ بل شق سات میں نئی مجوزہ دفعہ 491۔ بی میں حسب ذیل میں دفعہ ۱۹۴ اب یا ج کا اضافہ کر دیا جائے۔ یعنی زنا کے مقدمے میں ایک بار دی گئی سزا کو کم یا ختم کرنے کا اختیار وفاقی یا صوبائی سطح پر کسی اتھارٹی کے پاس نہیں ہوگا۔ تو جناب چیئر مین صاحب' اس بل میں اختیار دیا گیا ہے کہ میں نے صبح بھی تفصیل سے کہا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے واضح طور پر کہا کہ میں حدود اللہ کی کسی حد کے بارے میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا ہوں۔ تو حضور اقدس ﷺ کو جب یہ اختیار نہیں ہے تو کسی صوبائی حکومت کو یا وفاقی حکومت یا کسی اور اتھارٹی کو تو قطعاً یہ اختیار نہیں ہے کہ عدالت کے فیصلوں میں وہ کوئی کمی کرے یا تخفیف کرے۔ تو آپ اس ترمیم کو برائے کرم شامل فرمالیں۔___ جناب چیئر مین: دوسرا بھی پڑھ دیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین! بل کی شق ۷ میں نئی مجوزہ دفعہ ۴۹۶ جی میں حسب ذیل دوسرے شرطیہ فقرے کا اضافہ کر دیا جائے۔ کہ یہ ساری سزائیں اس صورت میں ہیں کہ قرآن میں مذکور چار گواہ پیش نہ ہو سکیں اور اگر پیش ہو سکیں تو اس پر شرعی حد نافذ کی جائے گی۔___ سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین! اس Bill کی دفعہ نمبر ۲۹ کا تعلق لعان سے ہے یعنی جب شوہر بیوی پر تہمت لگائے اور بیوی اس تہمت کو سچ تسلیم نہ کرے پھر مرد کو بھی اس کیس میں عدالت میں جانا پڑے گا۔ انہوں نے اس کو اس طرح کھلا چھوڑے ہے' ہر جگہ عورت پر اس کے حقوق کے نام پر ظلم ہو رہا ہے تو لعان کے مقدمے میں اگر عورت چاہے تو مرد کو مقدمے کی سماعت کے دوران حاضر ہونے سے انکار کی اجازت نہیں ہوگی۔ انہوں نے اجازت دی ہے کہ مرد الزام تو لگا بیٹھا' اس کی زندگی تباہ کر دی اب عدالت میں بھی نہیں جائیگا۔ اگر وہ کہے کہ میں نہیں جاتا' اس کو پابند کرنا چاہیے کہ اگر آپ نے الزام لگایا ہے اور عورت دعویٰ کرتی ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو اس کے ساتھ وہ عدالت کے روبرو پیش ہو۔ میں نے Bill کی شق نمبر 29 کی ذیلی شق ہفتم (الف) کے بعد حسب ذیل نئی شق تجویز کی ہے جو کہ شامل کر دی جائے یعنی لعان کے مقدمے میں اگر عورت چاہے تو مرد کے مقدمے کی سماعت کے دوران حاضر ہونے سے انکار کی اجازت نہ ہوگی۔___ سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب میں نے بھی اس پر ان کو ترمیم دیا تھا۔ انہوں نے دس ترامیم سے پانچ بنا دیئے۔ کسی کو Table کیا ہے' کسی کو نہیں۔ وہ تو اس میں شامل تھا۔ نئی دفعہ کے اضافے کے متعلق ہے وہ۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین یہ بہت اہم دفعہ ہے جو میں بل میں بڑھانا چاہتا ہوں۔___ جناب چیئر مین: جلدی آپ پڑھ دیں۔ ٹائم کم ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں یہی کہہ رہا ہوں کہ......... ___ جناب چیئر مین: آپ پڑھ دیں' کیا کہہ رہے ہیں۔___ سینیٹر مولانا سمیع الحق: اسے پڑھنے کے

بعد وضاحت کروں گا۔ سب کو آپ موقع دے رہے ہیں۔____ جناب چیئر مین: جنہوں نے پہلے Submit کیا ہے۔ بغیر Submission کے نہیں دے رہے، بہر حال آپ ہمارے بزرگ ہیں۔

قرآن وسنت بالاتر قانون ہوگا: سینیٹر مولانا سمیع الحق: صرف دو منٹ بات کروں گا۔ جناب چیئر مین! دیکھئے آخر میں درج ذیل نئی شق نمبر تین کا اضافہ یہ ہے کہ اس آرڈیننس کی تشریح اور اطلاق میں اسلام کے وہ احکام جو قرآن کریم اور سنت نے متعین فرمائے ہیں، ہر صورت میں موثر ہوں گے۔ چاہے رائج الوقت کسی قانون میں کچھ بھی درج ہو اور اس کی تشریح میں یہی مختصر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس سارے بل میں کئی چیزیں ایسی ہیں یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ اسلام کے مطابق ہے، ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ قرآن وسنت سے متصادم ہے۔ تو میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے دستور کی دفعہ ۹ جو ہے وہ اسلامی دفعات پر مشتمل ہے۔ اس میں شامل دفعہ نمبر ۲۲۷ یہ ہے کہ موجودہ تمام قوانین کو اسلام کے احکام، جیسا کہ وہ قرآن کریم اور سنت میں بیان ہوئے ہیں، کے مطابق بنایا جائے گا۔ اس حصہ دستور میں جس طرح اسلام کے احکام کا حوالہ دیا گیا ہے کہ ایسا قانون نافذ نہیں کیا جائے گا۔ جو احکام اسلام سے متصادم ہو۔ مگر یہاں یہ بل سراسر آئین کی دفعہ ۲۲۷ سے بغاوت ہے، انحراف ہے، اور غداری ہے۔ میں سرکاری بینچوں سے اپیل کروں گا کہ اس ترمیم پر آپ اتنے زور وشور سے "NO" نہ کہیں۔ خاص طور سے محمد علی درانی صاحب کو جو بڑے چیخ چیخ کر نو نو کہہ رہے ہیں۔ آپ کہیں گے کہ یہ فتویٰ دے رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ کا قانون بالاتر ہوگا تو اللہ کی حاکمیت کو اس طرح پامال نہ کریں۔ یہ ایمان کا مسئلہ ہے۔ اور اسے خطرہ میں نہ ڈالیں۔

ترمیم یہ ہے کہ اس آرڈیننس کی تشریح اور اطلاق میں اسلام کے وہ احکام جو قرآن کریم اور سنت نے متعین فرمائے ہیں ہر صورت میں موثر ہوں گے۔ چاہے رائج الوقت کسی قانون میں کچھ بھی درج ہو۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔ I put the Amendment to the House (The Amendment was rejected)

سینٹ میں سمیع الحق کی پیش کردہ ترامیم:

جناب سیکرٹری سینٹ سلام مسنون! میری طرف سے قومی اسمبلی میں منظور شدہ تحفظ حقوق نسواں بل کے ترمیمی بل میں حسب ذیل ترامیم شامل کئے جائیں۔ جنہیں سینٹ میں پیش کردہ مذکورہ بل کو زیر بحث لایا جا سکے۔

1- دفعہ ۵ کے ۳۷۶ کے شق (۱) میں یہ اضافہ کیا جائے کہ اگر زنا بالجبر کے ارتکاب کرنیوالے پر چار گواہ پیش ہو جائیں تو اسے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حد کے مطابق رجم/۱۰۰ دروں کی سزا دی جائیگی 2- (۳۷۶) کے شق (۲) کو حذف کر دیا جائے۔

3- دفعہ ۵ کے (۳۷۶) میں حسب ذیل شق کا اضافہ کیا جائے۔ زنا بالجبر کی مستغیثہ کو مقدمے کی کارروائی عدالت میں پوری ہونے تک حدود آرڈیننس کی کسی بھی دفعہ کے تحت گرفتار کرنا ناقابل تعزیر جرم ہوگا۔

4- بل کے دفعہ ۲۹ میں شق (۷) کے بعد حسب ذیل نئی دفعہ کا اضافہ کیا جائے۔ عورت کے مطالبہ کی صورت میں مرد کو لعان کی کارروائی میں شرکت سے انکار کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

5- بل کے دفعہ (۷) کے ۴۹۶ (ب) کے بعد ۴۹۶ ذیلی دفعہ (ج) کا اضافہ کیا جائے۔ ایک مرتبہ زنا کی حد کا فیصلہ ہو جانے کے بعد مرکزی صوبائی حکومت کو سزا میں کسی قسم کی تخفیف یا معافی کا اختیار نہیں ہوگا۔

6- بل کے دفعہ ۷۔ ۴۹۶ کے آخر میں یہ اضافہ کیا جائے۔ بشرطیکہ جرم کے ثبوت کیلئے قرآن کے مقرر کردہ چار گواہ پیش نہ کئے جا سکیں، پیش ہونے پر شرعی حد نافذ کیا جائے گا۔

7- قومی اسمبلی کے منظور کردہ بل میں حسب ذیل دفعات کا اضافہ کیا جائے۔ زنا بالرضا موجب حد اور فحاشی جیسے جرائم قابل دست اندازی پولیس ہوں گے اور ان جرائم کو ایسے کوئی تحفظات نہیں دیئے جائیں گے جو ان جرائم کو عملاً ناقابل سزا بناتے ہوں۔

8- قذف آرڈیننس سے متعلق دفعات میں یہ اضافہ کیا جائے۔ الف۔ عورت کے رضا کارانہ اقرار جرم پر اسے سزا دی جا سکے گی۔

9- بل میں اس دفعہ کا اضافہ کیا جائے کہ عدالتوں کے سامنے مختلف جرائم سامنے آنے پر وہ دوسرے جرائم میں سزا دے سکیں گے۔

10- بل میں حسب ذیل نئے دفعہ کا اضافہ کیا جائے۔

اس آرڈیننس کی تشریح اور اطلاق میں اسلام کے وہ احکام جو قرآن کریم اور سنت نے متعین فرمائے ہیں بہر صورت موثر ہوں گے چاہے رائج الوقت کسی قانون میں کچھ بھی درج ہو۔ سمیع الحق ممبر سینیٹ آف پاکستان

حافظ تنویر احمد شریفی العین یونیورسٹی عرب امارات

۱۱ جون ۲۰۰۵ء　　(قاری محمد طیب اور مولانا حسین احمد مدنی کے خطوط)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ مزاج مبارک بعافیت ہوں گے۔ حکیم الاسلام حضرت قاری طیب صاحب کے مکاتیب گرامی میں نے جمع کیے ہیں اور تقریباً ڈیڑھ سو خطوط جمع ہو گئے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ سے قاری صاحب کا گہرا تعلق تھا اور یقیناً انکے نام اور آں جناب کے نام قاری صاحبؒ کے خطوط ہوں گے۔ آپ انکی فوٹو اسٹیٹ کرا کے روانہ فرمانے کی زحمت اگر فرمائیں تو میں آپکا انتہائی ممنون ہوں گا۔ جو خرچہ ہوگا وہ میرے ذمے ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مکتوبات میں جناب کے شکریے کے ساتھ شائع کیے جائیں گے۔

نیز حضرت مدنی علیہ الرحمہ کے خطوط بھی ہوں تو انکی بھی فوٹو اسٹیٹ مل جائے تا کہ مکتوبات شیخ الاسلام میں اضافے کے طور پر شامل ہو جائیں۔ جوابی لفافہ ارسال ہے اور امید ہے کہ مجھے ناکامی نہیں ہوگی۔ اگرچہ مجھے احساس ہے کہ جناب مصروف ترین عالم دین ہیں تکلیف کی معذرت۔ دعاؤں کا طالب ہوں۔　　والسلام　تنویر احمد شریفی



خانزادہ تاج محمد خان[1] شادی خان چھچھ

۱۸ اپریل ۱۹۷۵ء　　(حقانیہ عظیم الشان دینی یونیورسٹی)

واجب الاحترام مجمع الفضائل جناب مولانا صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! جناب کا نوازش نامہ مل کر کاشف حالات ہوا۔ یادآوری کا شکریہ۔ امید ہے آنجناب بھی مع الخیر ہونگے۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جو جناب کی نگرانی میں اپنی پوری کامیاب منازل سے ہم کنار ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دست بدعا ہونا چاہیے کہ خداوند عالم حضرت محمد صلعم کے لائے ہوئے دین کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرنے کیلئے حصول تعلیم کے اس عظیم الشان دینی یونیورسٹی اور درسگاہ کو ہمیشہ ہمیشہ قائم دائم رکھے۔ آمین۔ میری پنجوقتہ دعائیں اور ہر قسم کا تعاون آنجناب کے ساتھ ہمیشہ رہینگی۔

امید ہے کہ آنجناب اور درسگاہ کے جملہ طلبہ واساتذہ مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہینگے۔

والسلام　جناب کا مخلص خانزادہ تاج محمد خان

مینجنگ ڈائریکٹر فرنٹیر شوگر ملز تخت بھائی ضلع مردان

---

[1] خانزادہ مرحوم علاقہ چھچھ اٹک کے سرکردہ بزرگوں میں سے تھے۔ پنجاب وغیرہ کی سیاست میں سرگرم عمل رہے، اسمبلیوں کے ممبر بنے، غریب پروری اور علماء ومدارس سے تعلق قائم رکھا حضرت شیخ الحدیث سے بے حد والہانہ اور مجھ ناچیز سے مشفقانہ تعلق رہا، انکے بزرگوں نے انگریزی دور میں بھی فوجی خدمات میں نمایاں مقام بنایا۔

ڈاکٹر ثریا ڈار۔ شعبہ عربی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

۱۹/اکتوبر ۱۹۸۹ء (شاہ محمد اسحاق پر مقالہ)

محترم جناب مولانا صاحب۔ السلام علیکم۔ بذریعہ خط ھذا آپ کو صرف یہ یاد دلانا مقصود ہے کہ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۸۹ء کو میں ایک عدد تحقیقی مقالہ بعنوان ''شاہ محمد اسحاق دہلوی'' آپ کی زیرنگرانی چھپنے والے جریدہ میں برائے اشاعت ارسال کیا تھا۔ امید ہے موصول ہوگیا ہوگا۔ برائے مہربانی مطلع فرمادیں کہ مقالہ اس وقت کس مرحلہ میں ہے۔ بہت نوازش ہوگی۔ شکریہ

ڈاکٹر ثریا ڈار

☆☆☆

ثناءاللہ بھٹہ۔ ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

(۱)

۲/اکتوبر ۱۹۸۸ء (۲۰/صفر ۱۳۹۰ھ) (شیخ الحدیثؒ کی وفات پر مجلس احرار اسلام کی تعزیت)

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب دام برکاتہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبارات کے ذریعہ یہ رنجیدہ خبر معلوم کر کے دلی رنج ہوا کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب صدر ''متحدہ شریعت محاذ پاکستان'' اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس صدمہ عظیم پر مجلس احرار اسلام کے تمام کارکنوں کو انتہائی قلق ہوا۔ کیونکہ حضرت مرحوم نے اپنی پوری زندگی میں جس طرح خدمت دین وطن کی ذمہ داریوں کو نبھایا یہ اُنکی عظیم شخصیت کا غماز تھیں۔ پیرانہ سالی اور ضعفِ شدید کے باوجود مرحوم متحدہ شریعتِ محاذ کی میٹنگوں اور جلسوں میں رونق افروز ہوتے رہے اور اپنے تدبر سے رہنمائی فرماتے رہے۔

احرار اسلام کو آپکے ساتھ اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ کہ آپ ایک عظیم باپ کے سایہ عاطفت سے محروم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ متعلقین کو صبر جمیل سے سرفراز فرمایئے اور مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ہم سب آپکے ساتھ ہیں۔ فقط والسلام

ثناءاللہ بھٹہ ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام لاہور

(۲)

۲۶/اپریل ۱۹۹۳ء (متحدہ دینی محاذ O تحفظات)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ کنوینر متحدہ دینی محاذ پاکستان۔ اکوڑہ خٹک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ مورخہ ۲۲/اپریل ۱۹۹۳ء آج ہی ملا۔ جبکہ کل صبح 10 بجے لیک ویو ہوٹل اسلام آباد میں آپ نے مجلس مشاورت میں شرکت کی دعوت فرمائی ہے۔

قبل ازیں کئی ماہ سے آپکی تحریک پر متحدہ دینی محاذ کی تشکیل ہوئی تھی۔ لیکن پھر مسلسل مکمل خاموشی رہی۔ اب ملک کے نئے سیاسی حالات میں

پھر سر جوڑ کر بیٹھنے کی سعی کی گئی ہے۔ حالانکہ اصل بنیادی مسئلہ (دینی قوتوں کی یکجائی) کوئی نیا مسئلہ نہیں۔ 45 سال سے دینی حلقوں کی سوچی سمجھی رائے ہے کہ جب تک دائیں اور بائیں بازو کی قوتوں کے مقابلہ میں دینی قوتوں کا مضبوط اور مستحکم پلیٹ فارم نہ ہوگا جاہ طلب اور دین سے باغی لوگ قوم کو بے وقوف بنا کر مطلب برآری کا شغل جاری رکھیں گے۔ اور دین سے شغف رکھنے والے طبقہ کی بیخ کنی اور کردار کشی کا سلسلہ قائم رہے گا۔ انہی حقائق کے تحت آپکی سابقہ مجلس مشاورت میں ہر طبقہ فکر اور دین و دانش حضرات نے شرکت فرمائی۔ وہاں کی گئی تقریروں سے مترشح ہوتا تھا کہ مرض کی تشخیص میں کوئی غلطی نہیں۔ لیکن پھر کیا ہوا کہ محرکین کی سابقہ کارگذاریوں کا حوالہ دیکر مختلف جماعتوں نے اپنے ردعمل کا اظہار کیا۔ جس کے نتیجہ میں ایک اچھی سوچ اور مستقبل کی تحریک سردخانہ میں چلی گئی۔

جہاں تک مجلس احرار اسلام کا تعلق ہے۔ ہم ہر اس تحریک کے ساتھ کام کرنا ثواب سمجھتے ہیں جو ملک میں حکومت الٰہیہ کے قیام میں ممد و معاون ہو۔ لیکن یہ امر افسوسناک ہے کہ علماء کرام نے جس انداز میں اپنی کوتاہیوں اور بے تدبیریوں سے مایوسی کی فضا قائم کردی ہے سرگرم اشتراک مشکوک ہوتا جارہا ہے۔ حالانکہ مجموعی طور پر پورے دینی حلقوں کی سوچ اور تجزیہ اس امر میں دوٹوک ہے کہ اس ملک کی تقدیر صرف تیرے دینی پلیٹ فارم کی مرہون منت ہوگی۔ لیکن دینی حلقوں کے سرکردہ حضرات کی صبح و شام کی الٹ بازیاں کسی بھی مثبت پروگرام کی تکمیل میں سدراہ ہیں۔

آپکو یاد ہوگا کہ گذشتہ اجلاس میں احرار کی طرف سے ایک وفد شریک ہوا تھا لیکن اب مندرجہ ذیل وجوہات کے باعث شرکت اجلاس ناممکن ہوگئی ہے۔

ا۔ ہر مسلک کی نمائندہ دعویدار جماعتوں میں اشتراک کے بجائے افتراق بدرجہ اتم ہے اور ہر گروہ کا لیڈر اپنے علاوہ کسی بھی شخصیت کو اپنا راہنما بنانے کیلئے تیار نہیں۔

۲۔ ہر صاحبزادہ کی انا مشترکہ پلیٹ فارم کو اپنے لئے سم قاتل سمجھتی ہے۔

۳۔ مختلف حضرات نے دو دو یا تین تین کارندوں کو ملا کر نام نہاد جماعت بنا رکھی ہے جس کی وجہ سے دیرینہ، فعال اور تاریخی کردار کی حامل جماعتوں کی وقعت ہی باقی نہیں رہی اور مشترکہ و اجتماعی نظام عمل میں نمائندگی مشکوک و غیر معتبر ہوجاتی ہے۔

۴۔ قبل ازیں مجلس احرار اسلام کے دو گروپ اپنی اپنی سوچ کے مطابق مصروف عمل تھے لیکن گذشتہ دنوں دونوں گروپوں میں سمجھوتہ ہوگیا ہے اور تمام احرار ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے ہیں۔ لہٰذا نئی پالیسی کے تحت جب تک مرکزی شوریٰ سے مشورہ کر کے کوئی فیصلہ نہ کر لیا جائے مزید اقدام مشکل ہے۔ کیونکہ آپ کا دعوت نامہ اتنے تنگ وقت میں موصول ہوا کہ باہمی مشورہ ممکن نہ تھا لہٰذا شرکت اجلاس سے معذرت خواہ ہوں۔

۵۔ مستقبل کیلئے اگر کوئی مثبت اور قابل عمل لائحہ عمل پیش نظر ہو تو مطلع فرمائیں ہم مجلس احرار کی شوریٰ میں پیش کر کے اپنے فیصلہ سے آپکو مطلع کریں گے۔

فقط والسلام خادم احرار ثناء اللہ بھٹہ

محترم جانباز مرزا[1]

(والدہ کی تعزیت)

۲۹/مارچ ۱۹۸۸ء

مکرمی محترمی مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج کے اخبارات میں یہ افسوسناک خبر پڑھ کر صدمہ ہوا کہ آپ کی والدہ محترمہ اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ اناللّٰہ و انا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور آپ سب کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

والسلام آپ شریک غم جانباز مرزا

☆☆☆

جانباز ملک علوی وزیر آباد

(۱)

(امام ابوحنیفہ فارسی النسل تھے یا افغانی)

۱۹۸۲ء

یہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ مولیٰ لفظ ولی سے مشتق ہے اور ولا اس تعلق کو کہتے ہیں جو عرب میں خاندان کا ایک دوسرے سے ہوتا تھا۔ اور غلام کو بھی مولیٰ کہتے ہیں اس لئے لوگوں نے غلام سمجھ لیا۔ حالاں کہ امام صاحب کا خاندان بنی تیم اللہ کا مولیٰ غلام نہیں تھا بلکہ مولیٰ حلیف تھا۔ چنانچہ قاضی حمیری نے صاف تصریح کی ہے کہ۔ زوطی بنی تیم اللہ کے حلیف یعنی ہم قسم تھے (قلائد عقود الجمان) اور مولیٰ حلیف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ امام نوی لکھتے ہیں۔ کہ ''مولیٰ کا لفظ زیادہ تر حلیف ہی کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے (مقدمہ تہذیب الاسماء واللغات)۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے جو کابل سے گرفتار ہو کر آنے اور افغانی ہونے کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق محقق شبلی لکھتے ہیں "یہ قصہ بھی غلط ہے کہ وہ کابل سے گرفتار ہو کر آئے۔ زوطی کے باپ دادا کا نام فارسی زبان کے ہیں۔ خود امام ابوحنیفہ کی نسبت ثابت ہے کہ وہ خاندانی حیثیت سے فارسی زبان جانتے تھے یہ ظاہر ہے کہ کابل کی زبان فارسی نہ تھی۔ (سیرت النعمان)

اور یہ تو ڈاکٹر صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ افغانستان میں غزنی خاندان کے دور حکومت سے فارسی زبان آئی تھی (دیکھئے ماہنامہ الحق ۴۳ صفر ۱۴۰۲ھ) امام صاحب کے والد ثابت کوفہ میں پیدا ہوئے اور خود امام صاحب ۸۰ھ کوفہ میں پیدا ہوئے اس لحاظ سے امام عربی زبان جانتے تھے۔ اور خاندانی زبان ہونے کی وجہ سے فارسی بھی جانتے تھے۔ جو کابل کی زبان بالکل نہ تھی۔ امام کے سن ولادت میں مورخین نے ۶۱ھ اور ۶۳ھ کے قول بھی نقل کئے ہیں لیکن پہلا قول ۸۰ھ کا ہی زیادہ صحیح ہے اور اسی پر وثوق ہے۔ اس تمام بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب کابلی نہیں بلکہ فارسی النسل تھے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث بھی قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگی۔

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ ''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر دین ثریا کے پاس بھی ہوگا تو ایک فارسی الاصل شخص اس کو حاصل کرے گا''۔ اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے بالفاظ مختلف ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کے متعلق امام سیوطی شافعی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث ایسی اصل صحیح ہے

---

[1] جانباز مرزا مرحوم مجلس احرار کے فعال تاریخی شخصیت، شاعر، مصنف، جہاد آزادی کے داستان گو، بڑی خوبیوں کے مالک انسان

جس پر ابوحنیفہ کی بشارت وفضیلت پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔(تبیض الصیحفہ)علامہ محمد بن یوسف دمشقی شافعی کہتے ہیں ۔اس حدیث سے مراد ابوحنیفہ ہیں اور ابنائے فارس میں کوئی بھی علم میں ابوحنیفہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچا (حاشیہ علی المواہب)

امام ابن حجر تصریح کرتے ہیں ۔ابوحنیفہ ابنائے فارس میں سے ہیں۔ (تہذیب التہذیب)

اس مضمون میں وسعت تو کافی ہے لیکن ڈاکٹر صاحب کی تسلی اور قارئین کی دلچسپی اور معلومات کے لئے اتنا ہی کافی ہے جس سے ثابت ہوا کہ امام صاحب فارسی النسل تھے کابلی نہیں تھے۔ان کا خاندان کبھی بھی غلام نہیں رہا۔ائمہ اربعہ میں سے صرف ابوحنیفہ ہی ایسے ہیں جن کی بشارت وفضیلت حدیث صحیح میں موجود ہے۔ جانباز ملک علوی چوڑا تحصیل وزیر آباد۔خریداری ۶۱۲۱

(۲)

(امام ابوحنیفہ عجمی النسل تھے مگر نعمان غلام نہیں تھے)

اپریل ۱۹۸۲ء

الحق صفر المظفر ۱۴۰۲ھ میرے سامنے ہے۔آگاہی ہوئی۔ڈاکٹر ابوالفضل بخت روان صاحب اپنے مضمون ملت افغان اور عربی زبان و ادب کی خدمات میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے آباؤ اجداد کابل کے تھے جو قیدی بنا کر کوفہ لے جائے گئے۔موصوف کے اس دعویٰ کا تاریخی حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔گو کہ غلام ہونا کوئی شرعی عیب نہیں۔کئی صحابہ غلامی کی زندگی گذار چکے تھے۔نیز امام حسن بصری،ابن سیرین،طاؤس،عطا ابن یسار،نافع عکرمہ اور مکحول خود یا ان کے آباؤ اجداد غلام رہ چکے تھے۔

یہ بات عموماً مسلم ہے کہ امام صاحب عجمی النسل تھے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کس نسل سے تھے اور عرب مین کیونکر آئے۔)سیرۃ النعمان از شبلی)امام ابوحنیفہ کے دادا زوطی جن کا اسلامی نام نعمان ہے سب سے پہلے عرب میں آئے۔یہ صحابہ کا دور تھا۔کافی عرصہ عرب میں انکی حالت بیگانگی کی رہی۔معاشرتی ضرورتوں نے وطی کو مجبور کیا کہ وہاں (عرب) کے رہنے والوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کریں۔یہ طریقہ عرب میں عام طور پر جاری تھا۔اس قسم کے تعلق کو ولاء کہتے ہیں جس کا مشتق مولیٰ ہے۔اور مولیٰ غلام کو بھی کہتے ہیں۔س لئے بعض لوگوں نے لفظی مشارکت سے امام ابوحنیفہؒ کے خاندان کو غلام سمجھ لیا۔

بعض مورخون نے لکھا ہے کہ وطی کابل سے گرفتار ہو کر آئے اور قبیلہ بنی تیم اللہ کی ایک عورت نے خریدا کچھ دنوں غلامی میں رہے پھر اس نے آزاد کر دیا اس لئے امام ابوحنیفہ کا خاندان بنی تیم اللہ کہلاتا ہے۔اسی سے غالباً ڈاکٹر صاحب موصوف نے امام کو کابلی اور غلام سمجھ لیا۔لیکن یہ روائت غلط ہے کیونکہ اس کے مقابلہ میں امام صاحب کے پوتے اسماعیل کی روائت ہمیں ملتی ہے۔جو ہر اعتبار سے صحیح اور ثقہ ہے چنانچہ خطیب مورخ بغدادی امام صاحب کے پوتے کی یہ روایت نقل کی ہے۔

میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہوں۔ہم لوگ نسل فارس سے ہیں اور کبھی کسی کی غلامی میں نہیں آئے۔ہمارا دادا ابوحنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ثابت بچپن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔انہوں نے ان کے خاندان کے حق میں دعائے خیر کی تھی۔ہم کو امید ہے کہ وہ دعا بے اثر نہیں رہی۔(تاریخ بغداد للخطیب جز لہ ترجمہ امام ابوحنیفہ)اس واضح روایت کے بعد امام کے افغانی اور غلام ہونے کا شک رفع ہو جانا چاہئے۔کیونکہ امام کے پوتے نے تصریح کر دی ہے کہ ہم فارسی النسل اور آزاد ہیں۔اسماعیل کو یہ بات کہنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اس کا جواب علامہ شبلی یوں دیتے ہیں۔

"لفظی مشارکت سے بعضوں نے زوطی کو غلام سمجھ لیا اور رفتہ رفتہ یہ خیال روایت کی شکل پکڑ کر کسی قدر عام ہو گیا۔جس کی وجہ سے اسماعیل کو دفع کرنا پڑا"۔واللہ ہمارا خاندان کبھی کسی کی غلامی میں نہیں آیا۔اسماعیل نہایت ثقہ اور معزز شخص تھے۔اس وجہ سے دقیقہ سنج مورخوں نے اس بحث میں انہی کی روایت پر اعتماد کیا ہے کہ صاحب مکتوب نگار جانباز ملک علوی البیت ادری بما فیہا۔ (سیرت النعمان از علامہ شبلی)

جاوید جبار وفاقی وزیر اطلاعات اسلام آباد

(نئے سال کی تہنیت)

Season's Greetings

and

Best Wishes for the New Year

Ministry of Information and Broadcasting Islamabad

JAVED JABBAR

Minister of State Information and Broadcasting Islamabad

☆☆☆

محمد جعفر ایڈیٹر منارت کراچی

۱۷ جولائی ۱۹۷۲ء

Ref: No. 36/12/E.C. /4.

The Manager, Al-Haq, Darul Uloom Haqqania, Akora Khattak, Distt. Peshawar.

Dear sir, Adverting to your post card no.10166 dated 4-7- 72, we are to state that the record at this and confirm the posting of each issue of Minaret to your address.

However we have noted down your instructions for our future guidance. Please see your records and let us know that issues you have not received; on receipt of your replay, we will send those issues.Your faithfully,

Muhammad Jafer(Editor)

مولانا جلال الدین[1]
بھیرہ سرگودھا

(۱)

از ڈیرہ اسماعیل خان رمضان المبارک ۸۳ھ (دیارِ حبیب کی تڑپ O نایاب فارسی نظم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نہ لینا نام اے قاصد فقط اتنا ہی کہ دینا — جنہیں تم بھول بیٹھے ہو تمہیں وہ یاد کرتے ہیں

بسم اللہ گرفتم نامۂ را بخون دِل نویسم نامۂ را

بحمد اللہ قلم درست کر دم — بخون دِل قلم مست کر دم

سوادِ دیدہ حل کر دم نوشتم خط بسوئے تو — کہ در ہنگام خواندن چشم من افتد بروئے تو

محترمی ومکرمی ومخدومنا المکرم اسوۃ الصلحا والاتقیاء حضرت مولینا سمیع الحق صاحب دامت الطافکم

السلام علیکم! و علیٰ من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از قدمبوسی عرض یہ ہے کہ آپ کو دیارِ حبیب مدینۃ الرسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا قیام مبارک ہو اور ان مبارک خانقاہوں کی زیارت مبارک ہو اور من زار قبری وجبت لہ شفاعتی مبارک ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم بدنصیبوں کو بھی یہ سعادت نصیب فرماوے۔[2]

امیدیں اور ہیں لاکھوں بڑی امید سے یہ — کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار

جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں — مروں تو کھائیں مجھ کو مدینہ کے مور و مار

محترمی اِن مبارک ایام میں بندہ نے چاہا کہ کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ لکھکر اپنے مخلص اکابرین کی خدمت میں عرض کرے۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے مجھ جیسے ناکارہ کو بھی یہ سعادت حاصل ہو جاوے ویسے بھی آپ والا کی شفقت سے مجھے اُمید ہے کہ بندہ پر جیسے دارالعلوم حقانیہ ادام اللہ بقائہٗ کے قیام کے زمانہ میں آپ والا کی شفقت تھی اسی طرح دیارِ حبیب میں پہنچ کر بھی بندہ کو یاد فرماویں گے۔ لیکن المکتوب نصف الملاقات کی بنا پر عریضہ پیش کر دیا کہ بندہ کو اپنی مخصوص دعاؤں میں اور آقائے نامدارؐ کے روضۂ اقدس میں یاد فرماویں تو عین شفقت ہوگی۔ حرم پاک کے اے راہ روان پاک نفس۔ حضورؐ پاک سے میرا اسلام کہہ دینا۔ بندہ نے یہاں اپنے چھوٹے گاؤں سکنہ بہلوالخیل میں درس قرآن مجید شروع کیا ہے۔ جسمیں تقریباً چالیس نفر شریک رہتے ہیں قاضی عبدالکریم صاحب مہتمم نجم المدارس کلاچی افتتاح کیلئے تشریف لائے تھے۔ اور انہوں نے تدریس کے متعلق بھی کہہ دیا ہے اس لئے حضرت والا سے درخواست کرتا ہوں کہ بندہ کیلئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان نیک کاموں میں ترقی عطا فرماوے۔ پرسوں حضرت قبلہ سیدی ومولائی شیخ الحدیث مولینا مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ کا جواب باصواب شفقت نامہ بھی آیا تھا جسمیں خیریت لکھی تھی اور آپ کا پتہ بھی تحریر فرمایا تھا۔ باقی بندہ کے کچھ مشکلات ہیں۔ گھر میں اُن کیلئے بھی خصوصی دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ حاجات پورے فرماوے دیارِ حبیب ﷺ کو بہت دِل ہو رہا ہے۔

---

[1] مولانا دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے زمانۂ طالب علمی کے خصوصی خادم پراچگان بھیرہ کے مدرسہ خضریہ بھیرہ ضلع سرگودھا میں خدمات درس وتدریس آخر تک انجام دیتے رہے۔ خط میرے قیام مدینہ کے دوران موصول ہوا۔

[2] حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے دلگداز عشقیہ قصیدہ رائیہ کے اشعار ہیں۔

کے شودیارب کہ رودر جانب صحرا کنم گہہ بمکہ منزل وگہہ درمدینہ جاکنم
گرز صحرائی مدینہ بویت آید اے رسول جان خود رامن فدائے خاک آن صحرا کنم
بردر باب السلام آیم بگریم زار زار تا کہ چشم خویش را از گریہ چوں دریا کنم
برکنار زمزم آیم برکشم صد زمزمہ گہ بباب جبرائیل از شوق وا ویلا کنم
یارسول اللہ دوچشم از انتظارت شد سفید خاک نعلینت بدہ تادیدہ رابینا کنم
یا رسول اللہ بسوئے خویش مارا رھنما تاز شوق سر قدم سازم زدیدہ پا کنم
مالداراں برسواری سوئے کعبہ میر وند ماگدایاں تنگ پایاں سرِ برھنہ میروم
گرچہ حج البیت فرضے نیست برما مفلساں مابروئے زیارت شاہ مدینہ میروم
خرم آں ساعت کہ باصد نا کہ وآہ فغان چشم گریاں سینہ بریاں سوئے کعبہ میروم

باقی بندہ کے شیخ وفات پا گئے ہیں جس کیلئے تجدید بیعت کا خیال ہے آپ اگر کوئی استخارہ فرمادیں بندہ کے حق میں تو نورعلی نور ہوگا۔ کیونکہ اگر دیار حبیب میں کوئی اشارہ مل جاوے تو اس صورت میں زیادہ بہتری ہوگی۔ واقعی بندہ نے آپ کا معزز وقت لے لیا ہے لیکن آپ بندہ پر شفقت کی بنا پر ناراض نہ ہونگے۔ اور دیار حبیب ﷺ میں یاد فرمالیں گے۔

ع ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہو

عید المبارک بھی قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مبارک کرے کہ حقیقت میں عید آپ کیلئے ہے اور پھر ساتھ بیت اللہ شریف کو بھی تشریف لے جاویں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ہمیشہ یہ سعادت نصیب فرماتا رہے۔ اور آپ کی برکت سے مجھ جیسے ناکارہ کو بھی خدا کرے کہ اس سعادت کا کچھ حصہ مل جاوے سب احباب کو سلام عرض ہیں۔ بندہ کی طرف سے اور برادرم حافظ سراج الدین صاحب اور تمامی شہر والے اور مسجد اور شرکاء درس سلام عرض فرمارہے ہیں امید ہے کہ آپ بھی و یار حبیب میں یاد فرماویں گیں۔

والسلام احقر الانام جلال الدین ڈیروی

بمقام بہلولخیل معرفت نجم المدارس کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد پاکستان۔

(۲)

۱۹/اگست ۱۹۸۲ء

برادر مکرم ومحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، دامت برکاتکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی، میں آپ حضرات کا نہایت مشکور ہوں کہ آپ حضرات نے میرے معاملہ کو ملک کی آخری اتھارٹی صدر مملکت تک پہنچایا لیکن شاید حکومت کی پالیسی دیوبندی بریلوی تنازع کرانے کی ہے یا کیا وجہ ہے کہ اتنے نازک حالات میں کچھ بھی نہ ہوا۔ بہرحال میں اپنی جماعت اور آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پورے ملک میں اس بات پر احتجاج ہوا ہے باقی فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ماہنامہ الحق رمضان المبارک کا میرے پاس نہیں پہنچا کیا وجہ ہے؟ دوسری عرض یہ ہے کہ ملک کے تمام رسائل میں احتجاج آیا ہے لیکن الحق میں نہیں آیا حالانکہ الحق میں ضرور آنا چاہیے تھا بہرحال میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مزید بھی ہمارے ساتھ تعاون فرمادیں گے۔ تمام احباب کی طرف سے سلام عرض ہے حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام وقدمبوسی عرض ہے۔ والسلام آدب الاحترام جلال الدین بھیرہ۔

پیر صاحب کے مرید صاحب نے ہمیں مباہلہ کی دعوت دی ہے جسکو ہم نے قبول کیا ہوا ہے یہ اشتہار خدمت میں پیش ہے۔

(۳)

۱۶ر ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۸۲ء (جمعیۃ علماء اسلام میں انتشار اور گروپ بندی)

برادر مکرم و محترم حضرت المخدوم مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتکم وشفقاتکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اللہ کرے آپ اور حضرت الشیخ مخدوم ومکرم حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم اور تمام اہل وعیال بخیر ہوں۔آپکا گرامی نامہ ملا۔درحقیقت بندہ آپ حضرات کے پورے خاندان کا خادم ہے اوراللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مجھے یہ شرف عنایت فرماوے اور خصوصاً حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم کی شخصیت کا کیا کہنا ہماری عقیدت کبھی بھی انشاء اللہ العزیز ختم نہیں ہوسکتی۔اب رہی جماعت کی بات تو یہ اگر گروپ کی حیثیت سے دیکھا جائے تو یہ تین گروپ ہیں۔(۱)ایک گروپ حضرت درخواستی صاحب مدظلہ العالی کا(۲) گروپ حضرت امروٹی صاحب مدظلہ العالی کا(۳) گروپ وفاقی شوریٰ میں شرکت کرنے والے حضرات گرامی کا۔اور حقیقت پر نظر کرتے ہوئے اس معاملہ کو ٹھنڈے دل سے سوچا جائے تو پھر یہ صرف اور صرف ایک ہی جماعت ہے اور ایک ہی لڑی کے بزرگ ہیں اور ان میں صرف اختلاف رائے ہے اور کچھ نہیں۔مجلس عمومی کا اجلاس جب خانپور میں ہوا تو بندہ نہ جاسکا پھر جب دس شوال المکرم کو اجلاس ہوا تو بندہ شرکت نہ کرسکا لیکن یہ اختلافات جو اخباروں کی رونق بنے رہے اور گروپ کی حیثیتیں بنتی رہیں اس بات کا طبیعت پر کافی اثر رہا۔۲۴ اگست جامعہ مدنیہ میں جو اجلاس ہوا اسمیں اس حیثیت سے شریک ہوا ہوں کہ آخر بات تو سنی جائے کہ یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں اور کیا واقعی بزرگوں کی توہین کرتے ہیں۔اس اجلاس میں نہ تو بزرگوں کی توہین ہوئی ہے نہ کوئی غیر مہذب بات ہوئی ہے۔بلکہ یہاں تک کہ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا جب تک حضرت عبداللہ درخواستی صاحب مدظلہ اور حضرت عبیداللہ انور صاحب مدظلہ ہمارے ساتھ مل نہیں جاتے اور جماعتی انتخابات نہیں ہوجاتے میں جمعیۃ علماء اسلام کے کسی جلسہ عام میں شریک نہ ہونگا۔باقی وہاں بات دستور کی ہورہی تھی اور واقعی دستور جماعتی ساتھیوں میں ایک واجب الاحترام معاہدہ ہوتا ہے جسمیں چھوٹے بڑے سب برابر ہوتے ہیں بڑوں کی بزرگی اور احترام سب اپنی جگہ اور دستور کی پابندی کا مطالبہ اپنی جگہ ہوتا ہے۔میں تو اس وقت اس اختلاف کو اختلاف رائے سمجھتا ہوں۔ہم تو یہ واقعات اور حادثات پہلے سے سنتے آئے ہیں۔حضرت مدنیؒ اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا اختلاف رائے حضرت مفتی صاحبؒ اور حضرت مولانا ہزارویؒ کا اختلاف رائے اب موجودہ حالت یہ ہے ایکطرف حضرت درخواستی مدظلہ اور حضرت عبیداللہ انور صاحب مدظلہ دوسری طرف حضرت امروٹی مدظلہ حضرت دینپوری مدظلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی حضرت مولانا حامد میاں صاحب مدظلہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مدظلہ اب ان دونوں فریقین کے بزرگوں میں کس کس کو حق پر سمجھیں۔اور کس کو باطل پر کس کو مجرمین سمجھیں کن کو خارجین سمجھیں اس واسطے میر انظریہ اب بھی یہ ہے کہ یہ اختلاف رائے ہے مخالفت نہیں البتہ یہ دورفتن ہے اسمیں اختلاف رائے کی بجائے ہرصورت میں اتفاق ہونا چاہیے تھا۔اسکے بعد بات رہی وفاقی شوریٰ میں شرکت کرنے والے حضرات گرامی کی ان کے اخراج پر مجھے بہت افسوس ہے اور یہ بات قابل مذمت ہے کہ اتنے بااعتماد ساتھیوں کو نوٹس دیئے بغیر خارج کردیا اور پھر سخت افسوس اس بات کا ہے کہ اگر حضرت امروٹی صاحب مدظلہ گروپ نے یہ فیصلہ کیا تھا تو کم از کم حضرت درخواستی مدظلہ العالی نے جب کہ خود اجازت دی تھی انکو یہ فیصلہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔حالانکہ ۱۲۸ اگست کے نوائے وقت میں حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ نے اخبارات میں بیان دیا کہ ہم وفاقی شوریٰ میں شرکت کرنے والوں کو اجلاس میں نہیں بلائیں گے اور انکو جماعت سے خارج کریں گے چنانچہ انہوں نے یکم ستمبر کے اجلاس میں اسکی توثیق کردی۔اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ دونوں گروپوں نے یہ فیصلہ کیا ہے تو پھر یہ حضرات گرامی جو واقعی بااعتماد اور مخلص ترین ساتھی ہیں انکو دونوں گروپوں نے نکالکر ایک تیسرے گروپ کی بھی گنجائش بنادی۔جو واقعی قابل مذمت بات ہے اسلئے اب آپ فرمادیں کہ جب دونوں گروپوں نے آپ حضرات کے متعلق یہ فیصلہ کیا ہے تو ہم کس طرف جائیں اور آپ حضرات کی پالیسی یا رائے کونسے گروپ کیساتھ ہے بہرحال اتنی بات میں ضرور عرض کرونگا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم کو بہت بڑا مقام عنایت فرمایا ہے اس سلسلہ میں

حضرت شیخ اور حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ العالی کلاچی والے تمام ساتھیوں کو آپس میں ملا سکتے ہیں اور میری التماس ہے خدارا اس معاملہ کو جلدی سلجھانے کی کوشش فرماویں یہ دشمن کی عجیب سازش ہے کہ آپ حضرات کی جماعت جو غیروں کی قیادت کیا کرتے تھے آپس میں دست بگریبان ہوئے۔ فیا اسفیٰ اُمید ہے میرے اس عریضہ کو غور سے پڑھیں گے اور ناراضگی معاف فرماویں گے۔

(۴)

اگست ۱۹۸۳ء **(مولانا شمس الحق افغانی کے وصال کی تعزیت O دارالعلوم سے علامہ افغانی کی محبت)**

حضرت مولانا افغانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر سن کر نہایت صدمہ ہوا ان کے وصال پر سب سے زیادہ تعزیت کے مستحق آپ حضرات ہیں اس لیے کہ ان کو دارالعلوم حقانیہ سے نہایت محبت تھی اور کئی بار جناب کا اور دارالعلوم کا تذکرہ نہایت محبت سے کرتے تھے۔ ان کے وصال پر اپنے مدرسہ خضریہ میں ختم کلام پاک کر کے ایصال ثواب کیا گیا۔ اور تعزیتی اجلاس بھی ہوا۔

(تراب الاقدام جلال الدین بھیرہ)

(۵)

۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء **(والدہ مرحومہ کی وفات پر تعزیت)**

مکرمی و مخدومی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ! مزاج گرامی آج ہی اخبارات میں جناب کی والدہ مرحومہ کے انتقال کی خبر پڑھی حقیقت میں بہت صدمہ ہوا مکمل حقانی برادری کیلئے برابر کا صدمہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی والدہ کے لیے مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ حاضری کا ارادہ ہے لیکن بیماری کی وجہ سے شاید جلدی حاضری نہ ہو سکے۔ اس لیے تعزیت نامہ لکھ رہا ہوں ہم سب جناب کے شریک غم ہیں اپنے مدرسہ میں ختم قرآن مجید کا ایصال ثواب کر دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی روح پر فتوح کو پہنچا کر علیین میں جگہ نصیب فرمائے۔ حضرت مولانا صاحب کو بھی عریضہ لکھا ہے۔ پھر بھی ہم سب کی طرف سے تعزیت فرما دینا۔ والسلام۔ تراب الاقدام جلال الدین حقانی

(۶)

۵ ربیع الثانی **(الحق اور دارالعلوم حقانیہ کی ترقی پر مسرت)**

محترمی و مکرمی حضرت اخی المحترم مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ بفضلہ تعالیٰ یہاں پر خیریت ہے۔ والمسئول من اللہ عزوجل عافیتکم فی الدارین۔ بعد از قدم بوسی عرض یہ ہے کہ اکوڑہ سے چلتے وقت افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی کوشش کی لیکن آپ اس وقت کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ ناراضگی معاف فرماویں۔ معذرت خواہ ہوں۔ دیگر عرض یہ ہے کہ حضرات اخوان صاحبان[1] کی شادی خانہ آبادی مبارک قبول ہو اللہ تعالیٰ اس شادی خانہ آبادی کو جانبین کے لئے باعث برکت ورحمت بنادے۔ ثانیاً عرض ہے کہ اللہ کریم کے فضل ورحمت سے ماہنامہ ''الحق'' کے مضامین خصوصاً آپ کا اداریہ اتنا پُراثر ہوتا ہے کہ آفتاب آمد دلیل آفتاب اللہ تعالیٰ ''الحق'' کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرماوے۔ بحمداللہ دارالعلوم حقانیہ کا نقشہ جدید دیکھ کر اتنی مسرت ہوئی کہ زبان پر اظہار کرنے سے عاجز ہوں۔ اللہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ کو اس سے بھی زیادہ ترقی عطا فرماویں۔ ہمارے مدرسہ کے حق میں بھی دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ دین حنیف کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ عزیز مولانا سراج الدین صاحب کی طرف سے سلام عرض ہے۔

والسلام: تراب الاقدام جلال الدین بھیرہ

---

[1] مولانا انوار الحق اور حاجی اظہار الحق کی شادی

جماعت اسلامی منصورہ ملتان روڈ لاہور

(لندن کا اسلامی فیسٹول اور اسلامی کانفرنس گڈ مڈ خبریں، جماعت اسلامی پر تنقید اور جوابی وضاحت)

۲۱ رجمادی الثانی ۱۳۹۶ھ ۲۰ رجون ۱۹۷۶ء

مکرمی ومحترمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ نے اپنے ماہنامہ "الحق" شمارہ جون میں "لندن کا اسلامی جشن یا اسلام کے خلاف گھناؤنی سازش" کے زیرعنوان جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ اپنی جگہ بجا اور درست ہے۔ یہ واقعی اسلام کے خلاف مغربی استعمار کی ایک سازش اور اسے غلط رنگ میں پیش کرنے کا منصوبہ تھا۔لیکن آپ نے اس میں بعض علماء، سکالر اور مفکرین اور اسلامی جماعتوں کے خلاف جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح نہیں ہے اور حقیقت کے خلاف ہے۔آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "یہی حال بعض اسلامی تنظیموں اور جماعتوں کا ہے جس میں ہمارے ہاں کی ایک اسلامی جماعت بھی پیش پیش ہے جو پروپیگنڈہ کی کوئی ایسی تقریب ہاتھ سے جانے نہیں دیتی اور عواقب ومحرکات سے بے نیاز ہوکر پورے صحافت اور قلم کے لاؤلشکر کے ساتھ اس کی تائید وتحسین میں شریک ہو جاتی ہے"۔آپ کے علم میں شاید یہ بات نہیں ہے کہ اس فیسٹیول کے انعقاد کے دوران ایک دوسری اسلامی کانفرنس بھی لندن میں منعقد ہوئی جس کا اہتمام وانصرام اسلامک کونسل آف یورپ نے کیا تھا اور یہ کانفرنس ۳ راپریل سے ۱۳ راپریل تک جاری رہی۔اسلامک کونسل نے یہ کانفرنس اسلامک فیسٹیول کے مقابلے میں منعقد ہی اسی غرض کے لئے کی تھی کہ اس میلے میں اسلام کو غلط رنگ میں پیش کرنے کا انہیں یقین ہو گیا تھا اور اسلام کو صحیح روپ میں پیش کرنے کے لئے اسلامک کونسل نے اس کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں اسلام پر جامع مقالات پڑھے گئے۔اس کا پہلا اجلاس ۳ راپریل کو البرٹ وکٹر ہال لندن میں ہوا جس میں دس ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی تھی۔ اس کانفرنس کے باقی اجلاس کامن ویلتھ سوسائٹی ہال میں منعقد ہوتے رہے یہ الگ بات ہے کہ مغربی اور پاکستانی پریس کا ایک حصہ اس کانفرنس کو بھی اسلامک فسٹیول میں شامل کر کے پیش کرتا رہا۔اس کانفرنس میں امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں طفیل محمد قیم جماعت اسلامی پاکستان چوہدری رحمت الٰہی اور جماعت اسلامی کے دوسرے رہنما شریک ہوئے۔مولانا مودودی صاحب کا مقالہ......... "اسلام کس چیز کا علمبردار ہے" پڑھا گیا۔دوسرے بہت سے مسلمان علما کے بھی مقالات پڑھے گئے اور تقاریر ہوئیں جن میں کوئی بات خلاف اسلام نہ تھی۔مقالات، تقاریر اور مذاکرات کے ماسوا کوئی ایسی سرگرمی نہیں ہوئی جو اسلامی نقطہ نظر سے قابل اعتراض ہو۔

جس فیسٹیول کا آپ نے ذکر فرمایا ہے اس میں جماعت اسلامی شریک نہیں ہوئی بلکہ ہمارا سرکاری وفد وزیر مذہبی امور کی قیادت میں شریک ہوا اور اس وفد نے اسلامی کانفرنس جو اسلامک کونسل آف یورپ کے زیر اہتمام منعقد کی گئی تھی، اس کا بائیکاٹ کیا۔یہ عجیب بات ہے کہ سرکاری وفد کو تو آپ نے معاف فرما دیا اور جماعت اسلامی جو سرے سے اس میں شریک نہیں ہوئی اس کو رگیدنا شروع کر دیا۔یہ کہاں کا انصاف ہے۔کسی پر الزام دھرنے سے پہلے اسکی تحقیق کر لینی چاہیے کیونکہ یہی فرمان نبوی ہے۔

میں آپ کی خدمت میں روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کا تراشہ بھیج رہا ہوں جس کے مطالعہ سے ساری صورتحال آپ پر واضح ہو جائے گی۔ اس میں شائع شدہ مضمون میں جہاں جشن عالم اسلام کو اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کی ایک ناپاک سازش قرار دیا گیا ہے۔وہاں اسلامک کونسل آف یورپ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی اسلامی کانفرنس پر اظہار تحسین کیا گیا ہے۔اس طرح کے کئی مضامین اخبارات خصوصاً

نوائے وقت لاہور میں شائع ہو چکے ہیں۔اس صورتحال کی وضاحت کے بعد میں آپ سے امید کرتا ہوں کہ آپ اس خط کو شائع فرما کر اپنی غلط بیانی (جو میرے خیال میں نادانستہ آپ سے سرزد ہوئی ہے) کا ازالہ فرمائیں گے۔

والسلام خاکسار محمد انور خان شعبہ نشرواشاعت جماعت اسلامی پاکستان

درج بالا خط کے جواب میں احقر سمیع الحق کے خطوط

(۱)

محترم المقام سلام مسنون!

نامہ گرامی سے مشرف ہوا احوال مندرجہ سے آگاہی ہوئی دراصل جیسا کہ آپ نے اعتراف کیا ہے کہ مغرب اور پاکستانی پریس اسلامی کانفرنس کو بھی میلہ ہی کا ایک حصہ بنا کر پیش کرتا رہا۔خبریں بہت گڈمڈ ہو کر آتی رہیں ایسے حالات میں کثرت مصروفیات کی وجہ سے اخبارات کا سرسری مطالعہ کرنے والا کوئی بھی شخص یقیناً غلط فہمی کا شکار ہو سکتا تھا۔مگر محرک تنقید کوئی تعصب نہیں بہرحال دینی تھا۔تاہم اگر میری بات خلاف واقعہ تھی تو مجھے افسوس ہے۔میں نے بھی اشارتاً جماعت کے بارہ میں بات کی روئے سخن زیادہ تر کچھ اور لوگوں کی طرف تھا جو میلوں ٹھیلوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔بعض علماء، سکالر اور مفکرین کے بارہ میں میری بات اب بھی قابل رجوع نہیں۔بہرحال آپ کی وضاحت انشاء اللہ اگلے پرچہ میں دے دی جائے گی۔امید ہے آپ کسی بات کو غلط سمجھیں تو اصلاح اور تنبیہ سے ممنون فرماتے رہیں گے۔ والسلام سمیع الحق

(۲)

محترم المقام زید کرمکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، نامۂ گرامی نے مشرف فرمایا۔آپ کی اخلاص پر مبنی تنقید اور تنبیہ کا ممنون ہوں۔الحق نے بحمد للہ ایسے کسی موقع پر ذاتی رائے اور غرض یا کسی تحزّب وتعصب کی بناء پر کچھ نہیں لکھا مگر محض دینی جذبہ اور مسئولیت خداوندی کے بناء پر جو بات حق محسوس ہوئی اس کے اظہار میں کوئی باک بھی محسوس نہیں کیا۔خواہ وہ اپنی ذات اپنے جماعت اور اپنے لوگوں کے خلاف کیوں نہ ہو۔گو اس بارہ میں موقف غلط ہو سکتا ہے مگر محرک انشاء اللہ دینی درد ہی رہا ہے آپ حضرات کو کسی خلاف طبع بات پر جبکہ وہ بھی تصریح نہیں محض اشارہ ہو پراتنا برافروختہ ہونے کے بجائے اس کا صحیح محمل ڈھونڈھنا چاہئے۔بہرحال لندن کے ''اسلامی میلہ اور اسلامی کانفرس کی خبریں اتنی گڈمڈ ہو کر اخبارات میں آتی رہیں کہ میری طرح بہت سے اور پراگندہ اشغال لوگوں کو پوری توجہ نہیں ہو سکی آپ حضرات کے خطوط سے معلوم ہوا انشاء اللہ مجھے خود بھی بات متیقن ہوگئی۔تو اگلے شمارہ میں وضاحت پیش کر دینے میں کوئی تامل نہیں ہوگا'' سعودی عرب کے بارہ میں اگر ایک طرف اسلامی کانفرنس سے تعاون کی خبریں آتی رہیں تو دوسرے طرف کئی اخبارات اور مضامین میں میلے میں امداد اور جوش وخروش سے تعاون کا بھی پڑھا حقیقت حال تو اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔ہم تو ظواہر پر مکلف ہیں۔ والسلام سمیع الحق

محمد جمیل احمد[1] اسلام آباد

(۱)

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ (مئوتمر المصنفین کے کتاب ''قادیان سے اسرائیل تک'' پر تبصرہ)

محترمی و معظمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، بشیر احمد صاحب میرے رفیق کار ہیں اور یہی ہمارے بالواسطہ تعارف کا ذریعہ بنے تھے ان سے معلوم ہوا تھا کہ آپ کے کتب خانہ میں میری تالیف ''انبیاء قرآن'' کی صرف پہلی جلد ہے بقیہ دو جلدیں آپ کو نہیں مل سکیں اسلئے باقی دو جلدیں ارسال کررہا ہوں۔ یہ رکھے رکھے میلی ہوگئی ہیں اسکے لیے معذرت خواہ ہوں۔ بہر حال مقصود یہ کہ آپکا سیٹ مکمل ہوجائے۔ میرے لیے یہی بات قابل شان ہے کہ مجھ جیسے بے علم کی کاوش گہوارہ علم میں ہوگی اور صاحبان علم کی نگاہوں سے گزرے گی۔ گو اس کتاب کو شائع ہوئے اب کافی عرصہ ہوگیا ہے پھر بھی آپ جیسے صاحب علم و نظر کی داد یا تبصرہ میرے لیے باعث تشکر ہوگا۔ آپ کی مرسلہ کتاب ''قادیان سے اسرائیل تک'' رفیق بشیر صاحب کے ذریعہ مجھے مل گئی تھی مجھے سخت شرمندگی ہے کہ اب تک اسپر تبصرہ ارسال نہ کرسکا گو اسکا پختہ ارادہ تھا۔ پچھلے چھ سات مہینوں سے کچھ عارضہ قلب کے سلسلہ میں ڈاکٹروں کے چکر میں رہا کچھ اسوجہ سے اور کچھ اپنی طبیعت کے تساہل کی بنا پر اب تک امتثال امر نہ کرسکا امید ہے کہ آپ معاف فرمائینگے۔ تفصیلاً تو تبصرہ کا یہ موقعہ نہیں ہے ہاں مگر چند جملے ضرور عرض کرونگا۔

قرآن اللہ تعالیٰ کا بنی نوع انسان کے نام آخری پیغام ہے اور محمد عربی ﷺ تمام جن وانس کیلئے اسکے آخری رسول ہیں اور اسلام وہ پہلا اور آخری دین ہے جسکو اللہ کے رسولوں نے وقتاً فوقتاً نافذ کیا اور جسکی تکمیل خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمائی۔ اب اسکے بعد نہ کوئی نبی آنا ہے نہ کوئی نئی شریعت اسلئے قرآن کریم کی طرح خود اسلام کا بھی محافظ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی شیطانی حربہ انشاء اللہ تعالیٰ اسلام کو کوئی مستقل نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

اسی حفاظت اور توفیق ایزدی کی ایک واضح مثال موجودہ تالیف ہے۔ قادیانیت کے رد میں ابتک جو کچھ لکھا گیا ہے اسمیں بیشتر کتابوں میں اس جھوٹی نبوت کا بطلان ختم نبوت کا اثبات اور مسلمانوں کو اس دینی گمراہی سے بچنے کی تلقین وتاکید کی گئی ہے مگر اسکی سیاسی ریشہ دوانیوں اور فتنہ انگیزیوں کی طرف کم ہی توجہ دی گئی۔ زیادہ سے زیادہ عوام کو اتنا معلوم ہوسکا یہ فرنگی خدا کی ساختہ نبوت تھی مگر اسکے ناپاک عزائم اور اسلام دشمن مقاصد پر پوری طرح روشنی نہیں پڑسکی تھی۔ میری نظر سے اب تک کوئی ایک ایسی کتاب نہیں گزری جسمیں اسدرجہ دقت نظر، اس قدر تحقیق و تفحص اور اتنی محنت اور عرق ریزی سے اسلام دشمنی کے اس فتنہ کو اسطرح واشگاف کیا گیا ہو اور اسطرح ناقابل تردید دستاویزی ثبوت کیساتھ انکی اسلام دشمن سامراجی طاقتوں اور یہودیوں کیساتھ سلسلہ جنبانیاں خفیہ معاہدے اور خطرناک منصوبے بے نقاب کیئے گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ مولف کو اس محنت شاقہ اور سعی بلیغ کی جزائے خیر دے۔ آمین مجھے یقین ہے کہ یہ اس خدائے بزرگ و برتر کی توفیق کا نتیجہ ہے جو خود اسلام کا محافظ ہے۔

قانون فطرت ہے کہ باطل جب بھی حق سے ٹکراتا ہے خود پاش پاش ہوجاتا ہے اسلام کو دور اول ہی سے طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ پہلے یہ فتنہ جھوٹے نبیوں کی صورت میں ظاہر ہوا۔ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے اس فیصلے سے قیامت تک کیلئے یہ دلیل قائم کردی کہ

---

[1] محمد جمیل صاحب صاحب قلم کئی تصانیف کا خطوط میں ذکر ہے جناب بشیر احمد صاحب راولپنڈی (ابومدثرہ) کے خطوط میں ان کا ذکر ہے۔

یہ اور اسطرح کے تمام کذاب دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور انکے خلاف جہاد وقتال واجب ہے۔ پھر یہ ابلیسی فتنہ کبھی خارجیت کی شکل میں ظاہر ہوا کبھی ناصبیت کی۔ کبھی انکار حدیث کی صورت میں تو کبھی مغربی تشکیک اور عقلیت کے روپ میں، کبھی بہائیت کے رنگ میں کبھی ذکری شکل میں اور کبھی قادیانیت کے بھیس میں یہ سب جسد اسلامی پر کوڑھ کے بدنما داغ ہیں۔ مرض کی صحیح تشخیص ہی اسکا آدھا علاج ہے۔ اس کتاب میں اسلامی جسم کے اس مفسدہ کو پوری طرح بے نقاب کر دیا گیا ہے۔

میں پھر دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولف کو جزائے خیر دے اور دین حق کی اس خدمت کے سلسلہ میں انکو مقامات عالیہ سے سرفراز فرمائے۔ آمین

والسلام جمیل احمد

(۲)

۲۲ر دسمبر ۱۹۸۱ء (انبیاء قرآن و دیگر تصانیف)

مکرم ومحترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ہر ماہ آپکا رسالہ الحق موصول ہو کر باعث ازدیاد علم وایمان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوا، بشیر احمد صاحب سے جو اکثر آپکی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں معلوم ہوا تھا کہ آپکو میری تالیف انبیاء قرآن کی دوسری اور تیسری جلد نہیں ملی۔ میں نے یہ دونوں جلدیں بشیر صاحب کے ہاتھ آپکو ارسال کر دی تھیں امید ہے کہ آپ کو مل گئی ہونگی۔ اب میں ریٹائر ہو کر مستقلاً کراچی آ گیا ہوں اور میرا پتہ اوپر درج ہے ریٹائر ہونے کے بعد پچھلے ایک سال میں میں نے چند اور کتابیں مرتب کیں ہیں جنکے نام یہ ہیں (۱) محفل انبیاء (۲) خلفائے راشدین (۳) عشرہ مبشرہؓ (۴) آئمہ اہل بیت اور (۵) اسلام دوراہے پر کتاب نمبر (۲)، (۳) اور (۴)۔۔۔۔ میں میں نے شیعہ حضرات کی مستند کتابوں اور ان کے معتبر مجتہدین کے حوالوں سے ان الزامات کو رد کرنے کی کوشش کی ہے جو ان حضرات کا شیوا بلکہ مذہب ہے۔ فی الوقت یہ کتابیں پریس میں ہیں۔ شائع ہونے پر انشاء اللہ آپکی خدمت میں ارسال کرونگا۔ ربیع الاول کا مبارک مہینہ آرہا ہے اسکی رعائت سے اپنی دو نعتیں بھیج رہا ہوں اگر آپ انکو اس قابل سمجھیں تو الحق میں شائع فرما دیجئے۔ امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دیجئے ممنون ہونگا۔

والسلام محمد جمیل احمد اسلام آباد

☆☆☆

مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی لاہور[1]

(۱)

۲۷ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ (پاکستانی قانون کیا ہو اور کیوں ہو؟)

مکرمی۔ السلام اعلیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے کہ وقت کی ضرورت کے پیش نظر ان جملوں کو کم از کم ایکبار آپ ضرور شائع کر دینگے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں۔

والسلام جمیل احمد

---

[1] بزرگ جید عالم اور مفتی، صاحب سلوک وارشاد حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے نہایت قریبی عزیز، جامعہ اشرفیہ لاہور میں آخر تک خدمات انجام دیتے رہے۔

پاکستانی قانون کیا ہونا ضروری ہے

نمبرا: ہر کام مزاج کے موافق مفید اور مزاج کیخلاف خطرناک ہوتا ہے مسلمانوں کا مزاج اسلامی ہے انکے لیے غیر اسلامی قانون خطرناک ہے۔

نمبر۲: اسلامی قانون خدائی قانون ہے جسکو ہر قانون سے وہی مرتبہ حاصل ہے جو خدا تعالیٰ کو سب سے ہے۔

نمبر۳: جیسے خدا تعالیٰ سے روگردانی دو جہاں کی تباہی ہے خدائی قانون سے روگردانی بھی تباہی ہے۔

نمبر۴: نیک مسلمان کل مخلوقات سے بہتر اور کافر کل مخلوق سے بدتر ہے۔(سورۃ بینہ) بہترین کیلئے بدترین کا قانون اسکی توہین و بربادی ہے۔ بہترین کیلئے بہترین قانون ہی درکار ہے۔

نمبر۵: متفقہ اطمینانی اسلامی قانون کی واحد صورت یہ ہے کہ اکثریت کے فقہ سے نقل کر کے دوسرے فرقوں سے اختلافی دفعہ میں ذیلی دفعات بنوالی جائیں

نمبر۶: پاکستان قدیم اسلامی حکومت کا واپس شدہ حصہ ہے یہی اسکا قانون تھا یہی اسکا ہونا لازم ہے۔

نمبر۷: ملک کے مشہور مفتیوں کی پرکھ سے ہی معلوم ہو سکے گا کہ غیر اسلامی کو اسلامی قوانین قرار دیا گیا۔

درخواست ہے کہ ہر مسلمان کم از کم ایک بھائی کو روزانہ یہ باتیں سنا دیا کرے تا کہ قیامت تک عمل والوں کے برابر کا ثواب بتانے والوں اور کوشش والوں کو ملتا رہے۔　جمیل احمد تھانوی (مفتی جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن لاہور)

(۲)

۲۶ رشعبان ۱۳۹۳ھ

(حنفی نماز جنازہ اور غیر مقلدین)

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ، تقریباً ایک ماہ ہوا ہے کہ راولپنڈی سے کسی غیر مقلد نے ایک پوسٹر شائع کیا تھا کہ نماز جنازہ جسے حنفی پڑھتے ہیں خلاف سنت اور غیر صحیح ہے۔ پھر وزیر آباد سے چند لوگوں کے نام سے اپیل کا پوسٹر طبع ہوا کہ ہم نے فلاں فلاں علماء کو لکھا جواب نہیں ملا اب تمام علماء احناف سے اپیل ہے کہ وہ جواب دیں ورنہ ہم سب اہلحدیث بن جائینگے۔ یہ مفصل جواب نہایت تحقیقی لکھ کر بھیجد یا تھا مگر سیلاب کی وجہ سے غالباً اس وقت طبع نہیں کیا ہے اسکی نقل کرالی تھی اگر آپ طبع کرنا چاہیں تو منگا لیجئے۔ اور اگر ۱۶ صفحے میں یا آٹھ صفحہ میں اسکو ایسے طبع کردیں کہ علیحدہ بھی اٹھ سکے اور سو دو سو ۱۵۰۰ الگ طبع کرادیں تو مزید۔۔۔ خرچہ معلوم ہونے پر میں ارسال کردوں تا کہ یہاں سوال کرنے والوں کو دیا جا سکے۔ اسکا حجم فل سکیپ کے ۱۳ صفحے ہیں۔

اگر آٹھ صفحوں میں نہ آئے اور ۱۶ کرنے ہوں تو اطلاع ملنے پر کہ کتنا اور مضمون چاہئے اضافہ پیش کردیا جائیگا یا اشتہارات وغیرہ یا اپنی طرف کچھ لکھ کر صفحے پورے کرائے جائیں۔　جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

(۳)

اکتوبر ۱۹۸۷ء

(شریعت بل کے ناقدین O بل کی مخالفت شریعت سے انکار ہے)

ارباب حکومت اور مخالفین شریعت کو انتباہ: بعض مسلمان مسلمان ہو کر شریعت کے مخالف ہیں۔ حیرت ہے کہ مسلمان کا دعویٰ اور شریعت بل سے انکار؟ تاویل یہ کہ بل کا انکار ہے شریعت کا نہیں۔ لہٰذا اس پر غور کرنا چاہئے۔ اور پھر اس پر غور کہ شریعت کیا چیز ہے تو بل کیا چیز ہے۔ تو بل اس مجوزہ قانون کو کہا جاتا ہے۔ جسے قانون بنانے کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔...... شرعی قانون کوئی مانے نہ مانے قانون ہے

اور رجسٹرڈ سے زیادہ حتمی ہے (محرک بل نے)[1] اس کیطرف توجہ دلائی ہے غفلت دور کرانی ہے منظوری سے پہلے بھی قانون ہے بعد میں بھی قانون ہوگا۔اسکو بل آج کل کی زبان میں کہا گیا ہے۔اب غور کیجئے۔کہ خدائی قانون کو نہ ماننا کیسا ہے؟ کیا مسلمانوں کو آخرت بالکل یاد نہیں؟اس کے انکار کو خدائی قانون کا انکار نہیں کہیں گے کیا قیامت میں اس پر مواخذہ نہیں ہوگا؟ لہٰذا اب آپ خوب ذہن نشین کرلیں کہ یہ بل قانون شرعی ہے۔اس کا انکار بھی شریعت کا انکار اور سخت خطرناک ہے۔اور شریعت وہ احکام ہیں جو صاف آیات واحادیث سے یا یقینی وظنی طریق سے مراد الٰہی ثابت ہوں ان کے کسی یقینی قانون کے انکار سے اسلام باقی نہیں رہتا۔نکاح بھی قائم نہیں رہتا۔اپنے اوپر رحم کیجئے اور ان خیالات سے رجوع وتوبہ کیجئے۔ مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہ



جمیل اطہر، ایڈیٹر روزنامہ وفاق لاہور

(۱)

۱۲/جون ۱۹۶۸ء (الحق اور وفاق نوازی کا ثبوت)

مکرمی ومحترم،سلام مسنون،گرامی نامہ ملا۔وفاق میں ''الحق'' کا اشتہار چھاپ کر ہم نے ہرگز کوئی احسان نہیں کیا یہ ہمارا دینی فریضہ تھا جو ہم نے ادا کردیا۔آپ نے وفاق کا اعلان از خود''الحق'' میں شائع کرکے وفاق نوازی کا ثبوت دیا ہے خدا کرے دین کی بناء پر قائم ہونے والا یہ تعلق زیادہ سے زیادہ مستحکم ہو آمین،جمعیۃ نمبر میں وفاق کے اشتہار کی گنجائش ضرور نکالی جائیگی انشاءاللہ،ہم نے آپ کے تازہ شمارہ سے عیسائیت کے متعلق ایک مضمون وفاق میں نقل کیا ہے امید ہے آپ پسند فرمائیں گے۔آپ حضرات کو اگر وفاق پسند ہو جیسا کہ ظاہر ہے تو اپنے حلقہ اثر میں اسکی توسیع اشاعت کا اہتمام ضرور فرمائیے کیونکہ زیادہ ہاتھوں میں پہنچنے سے ہی اسکے مقاصد کی افادیت ہوسکتی ہے امید ہے آپ بزرگانِ دارالعلوم کو اس طرف ضرور متوجہ فرمائیں گے۔خدا کرے آپ حضرات بخیریت ہوں۔ مخلص جمیل اطہر (مدیر معاون)

(۲)

۱۱/نومبر ۱۹۶۸ء (ہمشیرہ کی تعزیت)

برادر محترم،سلام مسنون،تازہ الحق آج بلکہ ابھی ملا،آپ کی ہمشیرہ محترمہ کی جوان مرگی کی اطلاع سے سخت دکھ اور افسوس ہوا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار پاک میں جگہ دے اور آپ اور دوسرے افراد کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کیلئے بالخصوص اولاد کا یہ صدمہ رنج وغم کا باعث ہوگا۔اللہ تعالیٰ اپنے مقبول ومحبوب بندوں کیلئے طرح طرح کی آزمائش کا سامان کرتا رہتا ہے،خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ایسی آزمائشوں میں صبر وضبط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے مستحق بنتے ہیں۔ مخلص جمیل اطہر (مدیر معاون)

---

[1] احقر اور قاضی عبداللطیف کی طرف سے سینٹ میں شریعت بل پیش ہوا تو بعض سیاسی طالع آزما اسکی مخالفت میں اتر آئے یہ بل بہت سے لوگوں کے لئے ''نہر طالوت'' ثابت ہوا اور اصل چہرے بے نقاب ہوکر سامنے آئے حضرت مفتی جمیل احمد تھانویؒ نے ایسے لوگوں پر تنقید فرمائی۔

(۳)

(روزنامہ وفاق O قوم کی فکری وذہنی تربیت)

مکرمی ومحترمی، سلام مسنون، آپ یقیناً اس حقیقت سے آگاہ ہوں گے کہ روزنامہ ''وفاق'' ایک آزاد قومی اخبار کی حیثیت سے گزشتہ کئی سال سے ملکی وملی مسائل ومعاملات پر عوام کی رہنمائی اور ان کی ترجمانی کا فریضہ ادا کر رہا ہے۔ ہم ان دنوں اخبار کو زیادہ سے زیادہ مفید، متنوع، معلوماتی اور فکر انگیز بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اس ضمن میں ہمیں آپ جیسے اصحاب علم وفضل کے قلمی تعاون کی شدید ضرورت ہے۔ یقیناً آپ قوم کے سیاسی، معاشرتی ومعاشی، دینی واخلاقی، قانونی وتعلیمی مسائل پر ایک رائے رکھتے ہوں گے نیز بین الاقوامی مسائل بالخصوص عالم اسلام کے حالات سے آپ کو گہری دلچسپی ہوگی۔ آپ اپنے خیالات سے ''وفاق'' کے قارئین کو بھی مستفید ہونے کا موقع دیں تو یہ ایک علمی وقومی خدمت ہوگی اور خود آپ کو یہ اطمینان نصیب ہوگا کہ آپ قوم کی فکری وذہنی تربیت میں حصہ لے رہے ہیں۔ بنابریں ہم آپ سے گزارش کریں گے کہ اپنے رشحات فکر سے ''وفاق'' کے وسیع حلقہ قارئین کو روشناس کرانے کیلئے ہمیں خدمت کا موقعہ دیجئے۔ انشاء اللہ آپ کے مضامین اور تبصرے بروقت اور پوری ذمہ داری سے شائع کئے جائینگے۔ امید ہے آپ ہماری طرف دست تعاون بڑھا کر ایک مفید کوشش کو کامیاب تر بنانے میں مدد دیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔ مخلص جمیل اطہر، (ایڈیٹر روزنامہ ''وفاق'')

☆☆☆

مولانا مفتی محمد جمیل خان[۱] شہید، کراچی

(۱)

(علماء کونسل، دیوبندی اکابر اور جماعتوں میں مفاہمت اور اشتراک عمل کی کوشش)

محترم جناب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اجلاس منعقدہ ۲۲ جنوری ۲۰۰۱ء بمقام جامعہ قاسمیہ فیصل آباد کے فیصلے کے مطابق علماء کونسل کا اجلاس مورخہ ۲۱ مارچ ۲۰۰۱ء کو جامعہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی میں منعقد ہوگا۔ اجلاس کے میزبان اشاعت التوحید کے مولانا محمد اشرف قریشی ہوں گے۔ آپ سے خصوصی طور پر شرکت کی التماس ہے۔ والسلام

کاروائی اجلاس منعقدہ ۲۲ / جنوری ۲۰۰۱ء جامعہ قاسمیہ فیصل آباد

گزشتہ اجلاس کے فیصلے کے مطابق موجودہ اجلاس سپاہ صحابہؓ پاکستان کی میزبانی میں حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ کی خواہش پر جامعہ قاسمیہ میں منعقد ہوا۔ رب کائنات کی قدرت کہ حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ کی یہ خواہش ان کی زندگی میں پوری نہیں ہوئی۔ اجلاس سے چند روز قبل ۳۰ دسمبر ۲۰۰۰ء کو آپ دار فانی سے دار البقا کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ کے فرزند مولانا زاہد محمود قاسمی نے مولانا ضیاء القاسمیؒ کی خواہش کا بہت احترام کیا اور اکابر علمائے کرام کی نہ صرف میزبانی کا حق ادا کیا بلکہ اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے انتھک

---

[۱] مولانا مفتی شہید صالح اور سرگرم عمل عالم تھے دینی وملی مسائل میں پیش پیش بالخصوص تحفظ ختم نبوت کے کاموں میں بڑا کردار تھا۔ دینی صحافت کا فریضہ روزنامہ جنگ اور ماہنامہ اقراء کے ذریعہ انجام دیتے رہے۔ دینی تعلیم کو عصری سکولوں کے ذریعے پھیلانے کیلئے اقراء پبلک سکول کا ایک جال پھیلایا۔ اکابر مشائخ کی خدمت خاص شغف تھا۔ جامعۃ العلوم بنوری ٹاؤن میں پھلے پھولے۔ تعلق پشاور سے تھا اور میرے سسرال سے قریبی رشتے تھے۔ دہشت گردی اور فرقہ واریت کی لہر میں نامعلوم افراد کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

محنت کی اور ٹیلی فونوں کے ذریعہ بار بار رابطہ کر کے اکثر اکابرین کو اجلاس میں شرکت پر راضی کیا۔ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ نے بھی اکثر اکابر سے رابطہ کر کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا زاہد محمود قاسمی صاحب نے اپنے والد محترم کی جانب سے اکابر علمائے کرام کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں مولانا محمد اعظم طارق نے اجلاس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے اس بات کا شکوہ کیا کہ قائدین خود اجلاس میں شرکت نہ کر کے اس کونسل کی افادیت کو ختم کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں مولانا سمیع الحق صاحب کے بعض تحفظات اور شکوؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے رابطہ سیکریٹری کو ہدایت کی کہ وہ مولانا سمیع الحق صاحب کے تحفظات کا خیال رکھیں اور ان کی شکایات کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں اور ایسا کوئی اقدام نہ اٹھائیں جس سے انکو شکایت پیدا ہو۔ اس سلسلے میں رابطہ سیکریٹری، مولانا سمیع الحق سے ملاقات بھی کرلیں۔ بعد ازاں سابقہ اجلاسوں کی کارروائی کی توثیق کرتے ہوئے تمام جماعتوں سے اپیل کی گئی کہ وہ گزشتہ اجلاس کے فیصلے کے مطابق اپنی اپنی جماعتوں کی مجلس شوریٰ سے قرارداد منظور کرائیں تاکہ اس کونسل کے فیصلوں کی ایک حیثیت ہو اور اس پلیٹ فارم کو مزید مؤثر بنایا جاسکے۔ بعد ازاں تمام اراکین علماء کونسل نے تفصیل کے ساتھ اپنی تجاویز پیش کیں اور درج ذیل فیصلے ہوئے اور قراردادیں منظور کی گئیں۔ اجلاس میں جمعیت علماء اسلام کی جانب سے افغانستان پر امریکی جارحیت کے خلاف مظاہروں کی تائید کرتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ ان مظاہروں میں علماء کونسل کے رہنما بھی شرکت کریں اور ان مظاہروں کو کامیاب بنائیں۔ اسی طرح امریکی مصنوعات کے بائیکاٹ کی بھی مولانا فضل الرحمٰن کی اپیل کی تائید کرتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ اس کی بھرپور حمائیت کی جائے۔ اسی طرح مولانا سمیع الحق کی قائم کردہ دفاع افغانستان کونسل کے فیصلوں کی بھی تائید کرتے ہوئے انکے پروگراموں میں شرکت کی اپیل کی گئی۔ طالبان پر امریکی اور اقوام متحدہ کی پابندیوں کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ طالبان کے ساتھ بھرپور تعاون کیا جائے اور تمام جماعتیں انفرادی طور پر جو مہم چلا رہی ہیں ان کی بھی حمایت اور تائید کی جائے، اور ضرورت محسوس ہو تو علماء کونسل خود بھی کیمپ لگانے سے گریز نہیں کرے گی۔ فوری طور پر کچھ جماعتوں اور افراد نے نقد رقم جمع کی جو رابطہ سیکریٹری، طالبان کو براہِ راست پہنچائیں گے اور طالبان کو مشکل وقت میں کسی صورت میں اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ اجلاس میں وزارتِ تعلیم کی جانب سے میٹرک کے امتحان کے پرچہ سے سوالات کو حذف کرنے کے فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ فوری طور پر حذف شدہ حصوں کو شامل کیا جائے، بصورت دیگر وزارت تعلیم کے خلاف مہم چلائی جائے گی۔ اسی طرح مطالبہ کیا گیا کہ ملک میں دینیات کا ایک ایسا نظام نافذ کیا جائے جس سے طلباء میں دینی استعداد پیدا ہو۔ اجلاس میں توہینِ رسالت قانون کے خلاف مختلف تنظیموں کی جانب سے مظاہروں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ ان پر فوری طور پر پابندی عائد کی جائے بصورت دیگر علماء کرام ان کو روکنے پر مجبور ہوں گے۔ اجلاس مین ۱۹۷۳ء کے آئین کو پاکستان کے استحکام کی ضمانت قرار دیتے ہوئے قوم پرست اور لسانی تنظیموں کی جانب سے اس کی مخالفت کی مذمت کی گئی۔ اجلاس میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور دیگر علماء کے قاتلوں کی عدم گرفتاری پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ ان کی گرفتاری کے لئے اقدامات کئے جائیں اور آئندہ کے لئے علماء کرام کے تحفظ کے اقدامات کئے جائیں۔ اجلاس مین حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کی مغفرت کی دعا کی گئی۔ اجلاس میں درج ذیل علماء کرام نے شرکت کی:۔

قاضی عبدالطیف، مولانا محمد اعظم طارق، مولانا محمد اسفندیار خان، مولانا اشرف علی، حافظ عبدالقیوم نعمانی، قاضی نثار احمد، قاری خلیل احمد، مولانا عبدالغفور ندیم، مفتی محمد جمیل خان، مولانا عبدالمجید کہروڑپکا، حافظ محمد صدیق، قاضی عصمت اللہ، مولانا عبدالغفور حیدری، مولنا محمد امجد، مولانا قاری عبدالحیٔ عابد، حافظ محمد ریاض درانی، مولانا صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا عطا المہیمن شاہ بخاری، صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی، مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری، مولانا خالد عمران، مولانا علی شیر حیدری، مولانا محمد احمد لدھیانوی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، خلیفہ عبدالقیوم، مولانا عبدالغنی، مولانا عبدالعزیز خان لاشاری، قاری خلیل احمد سراج، مولانا امداداللہ محمود، مولانا محمد سعید، مولانا معین الدین قاضی، مولانا امدادالحسن نعمانی، مولانا فصیح الدین سیف، مفتی عثمان یار خان، ڈاکٹر منظور احمد شاکر، مولانا عبدالخالق

رحمانی، مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ، مولانا یار محمد عابد، مولانا محمد قادری، مولانا محمد سیف الدین، مولانا حافظ اقرار احمد عباسی، ڈاکٹر خالد نواز فاروقی، مولانا محمد نذیر فاروقی، مولانا ظہور احمد علوی، مولانا محمد سیف اللہ خالد نقشبندی، خواجہ محمد زاہد، قاضی بشیر احمد، مولانا محمد اسمٰعیل انقلابی، حافظ کریم بخش، قاری عبدالغفار طارق، مولانا عبدالرؤف ملک، میاں محمد اویس، قاری عتیق الرحمٰن، مولانا محمد ارشد قاسمی، حافظ ارشد عبید، قاری محمد ابراہیم، مولانا سید مزمل شاہ، مولانا مجیب الرحمان انقلابی، مولانا ابوبکر فاروقی، قاری محمد ادریس قاسمی، مولانا محمد احمد مجاہد، قاری محمد یامین گوہر چنیوٹی، مفتی محمد شفیع، فتح محمد، طیب محمود، مولانا محمد عثمان رضی، حاجی نور محمد، مولانا محمد اشرف، مولانا ضیأ الدین، مولانا محمد عبدالوارث۔ فیصلہ کیا گیا کہ تمام جماعتیں اگلے اجلاس میں مندرجہ ذیل قرارداد اپنی اپنی مجالس شوریٰ سے منظور کرا کر تشریف لائیں گی۔

قرارداد

پاکستان علماء کونسل کے اجلاس میں مسلک حقہ کے علماء کرام متفقہ طور پر جو فیصلہ کریں گے اس فیصلے کی ہر شریک جماعت مکمل تائید و توثیق کرے گی اور مشترکہ کاز اور مقاصد اور مسلک حقہ کے تحفظ کے لئے مشترکہ طور پر مل جل کر کام کریں گے۔ علماء کونسل کے فیصلے کی حیثیت جماعتی فیصلے کی ہوگی۔ تمام شریک جماعتیں اس کی مکمل پابندی کریں گی۔

(۲)

(اشتراک عمل کیلئے سپاہ صحابہ کی میزبانی میں اجلاس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترمی و مکرمی جناب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج گرامی! گزشتہ اجلاس منعقدہ ۲۰ / نومبر ۲۰۰۱ء بروز پیر کے فیصلے کے مطابق سپاہ صحابہ پاکستان کے حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب، حضرت مولانا محمد اعظم طارق صاحب کی میزبانی میں جامعہ قاسمیہ، غلام محمد آباد، فیصل آباد میں ۲۲ / جنوری ۲۰۰۱ء کو صبح دس بجے علماء کونسل کا اجلاس منعقد ہوگا۔ مولانا فضل الرحمٰن کی میزبانی میں منعقدہ اس اجلاس میں شریک تمام علماء کرام نے خصوصی طور پر درخواست کی تھی کہ مفاہمت اور اشتراک عمل کے لائحہ عمل کو موثر اور بہتر بنانے کیلئے سربراہان جماعت اور مقتدر علماء کرام بذات خود شرکت فرمائیں۔ آپ حضرات کے نمائندہ کی حیثیت سے میں دردمندانہ اور ملتجانہ اپیل کرتا ہوں کہ مسلک حقہ کے علماء کرام اور انکے دینی کاموں کے تحفظ اور پاکستان میں نفاذ شریعت اور باطل قوتوں کی لادینی سرگرمیوں کو روکنے کیلئے اس اجلاس میں شرکت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ والسلام مفتی محمد جمیل خان رابطہ سیکریٹری علماء کونسل

(۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (یکجہتی کیلئے پچیس رکنی کمیٹی اجلاس شرکت کی دعوت)

محترمی و مکرمی جناب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ مزاج گرامی! گذشتہ اجلاس منعقدہ ۱۷، ۱۸ / جولائی جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی کارروائی اور اس کے ساتھ ۱۷ / ستمبر کا دعوت نامہ ارسال کر دیا تھا۔ امید ہے کہ مل گیا ہوگا۔ یاددہانی کے طور پر دوبارہ عرض ہے کہ ۱۷ / ستمبر کو لاہور میں دفتر مجلس احرار اسلام میں علماء کونسل کے نام سے قائم کردہ پچیس رکنی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوگا۔ جس میں گذشتہ اجلاس کے موقع پر ہونے والے فیصلوں کی روشنی میں مزید اقدامات کئے جائیں گے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس اجلاس میں حسب سابق خصوصی طور پر شرکت فرمائیں تا کہ علماء دیوبند کے درمیان یکجہتی کے عمل کے لئے مزید کوششیں کی جاسکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مقام اجلاس: دفتر احرار اسلام نزد مسجد عائشہ، حسین اسٹریٹ نیو مسلم ٹاؤن، لاہور والسلام محمد جمیل خان رابطہ سیکریٹری علماء کونسل

(۴)

(قادیان سے اسرائیل تک کتاب کی فرمائش) ۱۰ / دسمبر ۱۹۷۸ء

محترم جناب سمیع الحق صاحب، ایڈیٹر ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، خیریت جانبین تک نصیب باد، کافی عرصہ سے

آپ کی طرف سے کوئی خط نہیں ہے مضامین اب ختم ہو چکے ہیں کوئی نیا بہترین موضوع پر قلم اٹھائیں تا کہ نئی نسل کیلئے کوئی اعلیٰ چیز پیش کی جا سکے۔ آپکی کتاب قادیان سے اسرائیل تک دوعدد ملیں جلد ہی تبصرہ کی جائیگی۔ مگر یہ تو ناانصافی ہے وہ کتابیں تو مولانا یوسف صاحب اور لائبریری جائے گی ہم کیا کریں گے براہ کرم دوعدد کتابیں ہمیں بھی ارسال کردیں تا کہ پڑھ کر آپ کا شکریہ ادا کیا جائے۔ باقی تمام خیریت ہے۔ فقط والسلام محمد جمیل خان جامع العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

(۵)

۱۴۲۱/۸/۱۴ھ (مولانا عبدالسمیع شہیدؒ کا تذکرہ)

محترمی ومکرمی جناب حضرت مولینا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت مولانا عبدالسمیع[1] شہید رحمۃ اللہ علیہ کی گراں قدر خدمات کے پیش نظر ایک کتاب تصنیف کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس میں علماء کرام کے تاثرات اور مضامین شامل کئے جائیں گے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اپنے تاثرات اور مضامین مرحمت فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ میری ذاتی طور پر بھی گذارش ہے کہ جلد مضمون مرحمت فرمائیں۔ والسلام محمد جمیل خان

(۶)

(مولانا محمد یوسف شہید لدھیانوی ○ یوم احتجاج اور قرارداد)

محترمی ومکرمی جناب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ ۱۷، ۱۸/ جولائی کو جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں پاکستان بھر کے نمائندہ علماء کرام کی تجویز کی روشنی میں آپ سے درخواست ہے کہ جمعہ ۲۸ جولائی کو پرامن یوم احتجاج مناتے ہوئے درج ذیل قرارداد منظور فرمائیں: والسلام مفتی محمد جمیل خان رابطہ سیکرٹری علماء کونسل

''جمعۃ المبارک کا یہ عظیم اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے اصل قاتلوں کو فی الفور گرفتار کرے، اس سانحہ کی پشت پر بین الاقوامی سازش کو بے نقاب کرے اور علمائے کرام کے تحفظ کے لئے اقدامات کرے۔ اصل قاتلوں کا ابھی تک گرفتار نہ ہونا حکومت کی نااہلی یا قاتلوں کو تحفظ دینے کے مترادف ہے۔ اگر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے قاتلوں کو گرفتار نہ کیا گیا تو ہم احتجاج پر مجبور ہوں گے''۔

مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ۔ مولانا فضل الرحمٰن۔ مولانا سمیع الحق۔ مولانا اعظم طارق۔ مولانا ضیاء القاسمی۔ مولانا عطاء المہیمن۔ حافظ حسین احمد۔ مولانا سلیم اللہ خان۔ مولانا محمد اسفندیار خان۔ مولانا اشرف علی۔ مولانا عبدالمجید کہروڑپکا۔ مفتی نظام الدین شامزی۔ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر۔ مفتی زرولی خان۔ قاری شیر افضل۔ مولانا اسعد تھانوی۔ مولانا حسن جان۔ ڈاکٹر شیر علی شاہ۔ مولانا محمد حنیف جالندھری۔ قاضی عبداللطیف۔ سید کفیل شاہ بخاری۔ حافظ عبدالقیوم نعمانی

(۷)

(مفاہمتی علماء کونسل)

محترمی ومکرمی جناب زید مجدکم۔ السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۱۸/۱۷ جولائی کے علمائے کرام کے اجلاس میں یہ بات طے پائی کہ اس کمیٹی کو ''علماء کونسل'' کے نام سے موسوم کیا جائے اور اس کونسل کو مستقل پلیٹ فارم کی حیثیت دیئے بغیر اس کو کچھ عرصہ کے لئے مفاہمت کا ادارہ قرار دیتے ہوئے اس کے اجلاسوں کو جاری رکھا جائے، اس بنا پر فیصلہ کیا گیا کہ اس کا آئندہ اجلاس ۷ ستمبر ۲۰۰۰ء کو لاہور میں منعقد کیا جائے

---

[1] جامعہ العلوم بنوری ٹاؤن کراچی کے جید استاذ، نامعلوم قاتلوں کے ہاتھوں مولانا حبیب اللہ مختار اور دیگر علماء کے ساتھ شہید کردئے گئے۔

اوراس اجلاس کی میزبانی مجلس احرار اسلام نے قبول کی۔اس فیصلہ کی روشنی میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ کونسل کا اجلاس ۷ ستمبر ۲۰۰۰ء کو دفتر مجلس احرار اسلام میں منعقد ہوگا۔اس کا باقاعدہ دعوت نامہ جلد دوبارہ ارسال کر دیا جائے گا۔ برائے کرم آپ اس تاریخ کے اپنے دوسرے پروگراموں میں ردوبدل فرما کر اس اجلاس میں اپنی شرکت کو یقینی بنائیں تا کہ مفاہمت کے طریقہ کار اور ضابطہ اخلاق کو حتمی شکل دی جاسکے۔اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ والسلام مفتی محمد جمیل خان رابطہ سیکرٹری علماء کونسل

(۸)

(مایوس کن حالت میں اکابر علماء کی ذمہ داری)

محترم ومکرم حضرت مولانا زید مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امت مسلمہ اس وقت مشکلات اور مصائب کا شکار ہے اور حدیث شریف کے مصداق اپنوں اور دشمنوں کا تر نوالہ بنی ہوئی ہے۔اس کی وجہ سے دینی مدارس، مذہبی تنظیمیں، خانقاہیں، دعوت وتبلیغ اور علماء کرام کی شخصیات سب ابتلاء وآزمائش کے مراحل میں ہیں اس صورت حال اور نزاکت کا احساس کرتے ہوئے شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے مجھے حکم دیا کہ میں فوری طور پر علماء کونسل کے رہنماؤں سے مل کر ایک وقیع اجلاس کا اہتمام کروں، جس میں اہم علماء کرام سر جوڑ کر بیٹھیں اور مستقبل کے لئے اہل دین کے لئے لائحہ عمل تیار کریں اور کام کی ترتیب بنائیں اور امت مسلمہ کو ان مایوس کن حالات سے نکالنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔اس سلسلے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا اعظم طارق صاحب، حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب، حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب، قاری سعید الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب، مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب، حضرت مولانا عطاء المہیمن صاحب سے میں اس اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر کئی ملاقاتیں کر چکا ہوں۔

اس حوالہ سے اور اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر میری آپ سے مودبانہ درخواست ہے کہ اس اجلاس میں بھرپور انداز میں شرکت کریں۔اسیر رہنماؤں سے درخواست ہے کہ اس اجلاس میں نمائندگی کے لئے بھیجنے کا اہتمام فرمائیں۔اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی خدمات کو قبول فرمائے۔واضح رہے کہ اجلاس کی میزبانی قاری سعید الرحمٰن صاحب، مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی فرمائیں گے۔

والسلام محمد جمیل خان رابطہ سیکرٹری علماء کونسل

☆☆☆

جمیل جالبی[1] کراچی

(الحق کیلئے مضمون بھجوانے کا وعدہ)

محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم، گرامی نامہ ملا۔یاد آوری کا شکریہ۔میں کوشش کرونگا کہ الحق کے خاص شمارے کیلئے کوئی مفید تحریر بھجوا سکوں انشاءاللہ۔امید ہے آپ بخیر وعافیت ہونگے۔ احقر جمیل جالبی

---

[1] ستارہ امتیاز و ہلال امتیاز، سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی چیئرمین نیشنل لینگویج اتھارٹی

جنرل جہاں داد خان[1] صدر الشفا ٹرسٹ اسلام آباد

۲۰/جنوری ۲۰۰۱ء (اہلیہ کی وفات پر تعزیت)

My Dear Maulana Sami ul Haq

Please accept my heartfelt condolence on sad demise of your WIFE. May God bless her soul and give you and the family fortitude to bear this loss. With kind regards.

Yours Sincerely Jahan Daad Khan

☆☆☆

جے سالک (وزیر)[2]

۱۵/جولائی ۱۹۹۵ء (بڑھتی ہوئی عالمی آبادی)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم، امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہونگے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اس کرہ ارض کی آبادی ساڑھے پانچ ارب سے تجاوز کر چکی ہے اور اسی طرح پاکستان کی آبادی بڑھتے بڑھتے ۱۲ ارکروڑ ۸۰ لاکھ تک جا پہنچی ہے اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ آبادی میں اس خوفناک اضافے کا رجحان ملکی ترقی اور خوشحالی کیلئے انتہائی تشویشناک ہے۔ ہمارا شمار دنیا کے ان ممالک میں ہوتا ہے جن کی سالانہ شرح پیدائش دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے یعنی ۲٫۹ (دو اعشاریہ نو) فیصد۔ آبادی میں بے تحاشا اضافے کی یہ رفتار ہمارے لئے لمحہ فکر یہ ہے کیونکہ ہمارے وسائل کم اور مسائل بہت زیادہ ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے اس چیلنج کا سامنا کرنے کیلئے ہم سب کو مل جل کر کام کرنا ہوگا اس سلسلے میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کا تعاون حاصل کئے بغیر کامیابی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصاً منتخب نمائندوں کی بھرپور دلچسپی اور تعاون بڑھتی ہوئی آبادی کے مسائل پر قابو پانے کیلئے بے حد ضروری ہے۔ ہر سال کی طرح اس مرتبہ بھی ۱۱/جولائی ۱۹۹۵ء کو عالمی یوم آبادی کے سلسلے میں وزارت بہبود آبادی کی طرف سے ملکی وصوبائی سطح پر مختلف تقریبات کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ بطور منتخب نمائندے کے اپنے حلقہ انتخاب میں ہونے والی تقریبات میں بھرپور شرکت کے ذریعے عوام میں بڑھتی ہوئی آبادی کے چیلنج کا سامنا کرنے کیلئے شعور اور آگہی پیدا کرنے میں مدد دیں۔ اس سلسلے میں اپنے حلقہ انتخاب سے تعلق رکھنے والے صوبائی یا ضلعی بہبود آبادی آفس سے رابطہ قائم کر کے آپ اپنی سہولت اور دلچسپی کے مطابق پروگرام طے کر سکتے ہیں۔ ان تقریبات میں شرکت اور تعاون کیلئے میں ذاتی طور پر آپ کا شکر گزار رہوں گا۔ آپکا مخلص جے سالک

---

[1] جنرل جہاں داد سابق گورنر سندھ وغیرہ اس بڑھاپے میں آنکھوں کے ہسپتال کے ذریعہ خدمت خلق میں بہمہ جوش اور ولولہ مصروف ہیں۔

[2] جے سالک مسیحی برادری کے سرکردہ رہنما۔ قومی اسمبلی کے ممبر اور وزیر بھی رہے اور نت نئے طریقوں سے اپنے وجود اور مقاصد کے لئے زندہ اور متحرک رہنے کا مظاہرہ کرتے رہے۔

مولانا سید چراغ الدین شاہ[1] (راولپنڈی)

۱۶/مارچ ۲۰۰۲ء باسمہ الکریم قومی اتحاد اُمت کانفرنس

مکرمی محترمی جناب قائد جمعیت مولانا سمیع الحق صاحب جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک السلام علیکم رحمتہ اللہ و برکاتہ

موجودہ نازک وقت میں ملت اسلامیہ خصوصاً پاکستان جس سنگین بحرانی کیفیت سے دوچار ہے وہ کسی ذی شعور اور صاحب فکر و دانش سے پوشیدہ نہیں ہے اگر اکابرین ملت نے اس پرآشوب کیفیت میں مذہبی، لسانی اور علاقائی گروہ بندی سے بالاتر ہو کر وطن عزیز کی سلامتی بقاء استحکام، کشمیر کی آزادی، مذہب و ملک کے خلاف صف آراء قوتوں کا متحدہ یکجا ہو کر مقابلہ نہ کیا تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہ کریگی اور مخالف قوتوں کیلئے ان عزائم کی تکمیل میں رکاوٹ باقی نہیں رہے گی موجودہ حالات کا جائزہ اور آمدہ خطرات کا ادراک ہر صاحب الرائے پر فرض ہو چکا ہے۔ اس نازک موقعہ پر تحریک اتحاد اُمت نے ملک بھر بشمول آزاد کشمیر اور شمالی و قبائلی علاقہ جات کے قومی، سیاسی و مذہبی راہنما علمائے کرام و مشائخ عظام (ریٹائرڈ) سینئر سول و فوجی افسران ماہرین قانون ممتاز دانشور صحافی حضرات کو مدعو کیا ہے یہ قومی اتحاد اُمت کانفرنس بتاریخ 17 مارچ 2002ء بروز اتوار بوقت 10.00 بجے صبح ہوٹل ڈی پاپا (طباق ریسٹورنٹ) 16D ویسٹ بلیواریا اسلام آباد میں منعقد ہو گی اس قومی اتحاد اُمت کانفرنس میں بہت قیمتی آراء سامنے آنے کا امکان ہے اس لیے تجویز ہے کہ برائے مہربانی ذیل ایجنڈے کے مطابق اپنی تجاویز (مقالہ) آراء تحریری طور پر ساتھ لائیں تا کہ اسکے بعد اُسے کتابی شکل میں شائع کیا جائے برائے کرم اپنی تشریف آوری کے پروگرام سے بعجلت ممکنہ مطلع فرمائیں تا کہ اُس کی روشنی میں انتظامات کو حتمی شکل دی جاسکے بے حد مشکور ہوں گا۔

ایجنڈے کے اہم نکات

۱۔ سرحدوں کی سنگین صورتحال اور ہماری قومی ذمہ داریاں۔ ۲۔ پاکستان کو درپیش مسائل اور مذہبی و سیاسی راہنماؤں کی ذمہ داریاں۔ ۳۔ اتحاد ملت اور قومی سلامتی کے تقاضے۔ ۴۔ مسئلہ کشمیر اور ہماری قومی ذمہ داری۔ ۵۔ عالمی برادری کے درمیان غلط فہمیاں دور کرا کر ایک دوسرے کے قریب لانے کیلئے لائحہ عمل۔ ۶۔ ملک سے دہشت گردی اور فرقہ واریت کے خاتمے کیلئے اپنے اپنے مسلک پر قائم رہتے ہوئے قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کیلئے تجاویز جس کیلئے 1951ء میں چاروں مکاتب فکر کے 131 اکابرین علماء و مشائخ کے اتحاد اُمت کیلئے مرتب کردہ 22 نکات پر عمل درآمد۔ (چشم براہ: سید چراغ الدین شاہ عفا اللہ عنہ داعی تحریک اتحاد اُمت)



ڈاکٹر چراغ حسین شاہ (سول ہسپتال لکی مروت)

جنوری ۱۹۷۴ء (پیر سباکؒ ایک تحقیقی علمی کام)

راقم الحروف کا حضرت محمود شاہ المعروف پیر سباکؒ پر ایک مقالہ لکھنے کا خیال ہے۔ اس سلسلے میں آپ کا دستِ تعاون درکار ہے۔ اس علاقے کی ایک عظیم علمی و دینی درسگاہ سے متعلق ہونے کی وجہ سے آپ میری کافی مدد کر سکتے ہیں۔ پیر سباکؒ کا مختصر سا تعارف یوں ہے کہ آپ شیخ رحمکار کا کا صاحبؒ کے ہم عصر اور روحانی فیض دہندہ تھے۔ ۱۰۲۵ھ کے آس پاس فوت ہوئے۔ ان کے نام کی مناسبت سے ایک گاؤں "پیر سباک" (جسے زمانہ حال میں غلط طور پر "پیر سباق" لکھا جاتا ہے) نوشہرہ شہر سے تین میل آگے دریائے کابل کے کنارے واقع ہے۔ ان کا مزار اقدس ٹل بلند خیل کوہاٹ میں واقع ہے۔ آپ اُس پیر سباک سے مختلف ہیں جو علاقہ سدھوم موضع رستم میں مدفون ہیں۔ آپ سے میری درخواست وگزارش یہ ہے۔ کہ آپ اس سوال کا جواب تلاش کرنے میں میری مدد فرمائیں۔ کہ ان کو "پیر سباک" کیوں کہا گیا؟ اب

---

[1] مکتوب نگار راولپنڈی کے معروف عالم اور خطیب جامعہ سراجیہ اور جامعہ محمدیہ چھتر پلین ہزارہ اور کئی مدارس کے بانی، عرصہ تک جمعیۃ علماء اسلام (س) کے صوبائی عہدہ نظامت پر فائز رہے مگر استقامت اور یکسوئی نہ ہونے کی وجہ سے جماعت سے الگ ہوئے۔

تک میرے سامنے اس کی درج ذیل توجیہات سامنے آچکی ہیں۔

۱۔ سباک عربی کا لفظ ہے جس کے معنی " پگھلانے والا "۔لیکن کسی طور بھی یہ بات ثابت نہیں کہ آیا وہ سبا کی کا کام کرتے تھے یا ان سے اس قسم کی کسی کرامت کے ظہور کی وجہ سے ان کو یہ لقب دیا گیا۔

۲۔ حضرت کا کا صاحب کو سبق پڑھانے کی وجہ سے "پیر سباک" کہلائے ان کی اولاد کا یہی دعویٰ ہے کہ سباک سبق ہی کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔

۳۔ خٹک اور سباک دو مترادف الفاظ ہیں جب ہم کہتے ہیں پیر سباک تو اس کے معنی ہوئے پیر خٹک۔

۴۔ حضرت اسحاق الموافقؒ برادر حضرت امام موسیٰ کاظمؒ کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے "سبا کی پیر" مشہور ہوئے۔

۵۔ آخری توجیہ یہ ہے کہ "سبکین" کے نام سے ایک گاؤں ملک شام میں واقع ہے کئی محدثین اور فقہاء وہاں سے تعلق رکھنے کی وجہ سے "سُبکی" کہلائے۔ جیسے تاج الدین سبکیؒ۔امام تقی الدین سبکیؒ۔عبدالباقی سبکی۔سعید سبکی۔معروف سُبکی اور محمد عمر سبکی وغیرہ۔مولانا میر محمد یعقوب سُبکی۔(زمانہ حیات ۶۱۶ھ)ایک محدث جلیل اور فقیہہ بے عدیل بھی اسی خاندان میں گزرے ہیں۔حضرت محمود شاہ اسی مولانا میر محمد یعقوب سُبکی کی اولاد میں سے ہیں اور اسی نسبت سے "سبا کی پیر" کہلائے۔اب مجھے مولانا میر محمد یعقوب سُبکی کے متعلق معلومات درکار ہیں۔خاص کر ان کا شجرۂ نسبی۔حضرت پیر سباکؒ کی اولاد کے پاس جو شجرے ہیں ان میں یہ نام یوں درج ہے:-

۱ محمود شاہ عرف پیر سباک ۲ ابن ابا بکر ۳ ابن شاہ اسماعیل ۴ ابن میر علی ۵ ابن میر کلاں ۶ ابن میر قلندر شاہ کریم ۷ ابن میر ولی اللہ ۸ ابن میر سلیمان ۹ ابن میر قطب الدین ۱۰ ابن علی اکبر ۱۱ ابن طاہر ۱۲ ابن میر یعقوب ۱۳ ابن بہاء الدین حلیم ملقب بہ برہان الدین ۱۴ ابن سید جلال الدین حسین مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ دراُچ شریف۔

مکرمی مولانا صاحب! میں آپکو بے جا تکلیف نہیں دینا چاہتا۔آپ بھی سوچتے ہوں گے۔کہ مجھے کسی غیر متعلقہ موضوع پر لکھنے کو کہا جا رہا ہے۔لیکن کیا کریں صوبہ سرحد ایک ایسا بدقسمت علاقہ ہے جہاں کے قدیم مشائخ عظام اور علمائے کرام کے مستند حالاتِ زندگی معلوم نہیں۔جو تھوڑی بہت معلومات دستیاب ہیں بھی تو روایات کی شکل میں جو غیر مصدقہ ہونے کے ساتھ ساتھ کبھی کبھار شریعتِ مقدسہ کی روح کے بھی خلاف ہوتے ہیں۔

امید ہے آپ میرے اس شوق کی حوصلہ افزائی فرمادیں گے۔اور مولانا میر محمد یعقوب سُبکی کے متعلق معلومات فراہم کر کے لفظ سُبکی۔سبا کی اور سباک کے بامقصد معنی متعین کرنے میں میری مدد فرمادیں گے۔ ڈاکٹر چراغ حسین شاہ (انچارج ٹی بی سی سول ہسپتال لکی مروت ضلع بنوں)



مولانا چمن پیر[1] حویلیاں ایبٹ آباد
(صحابیت معاویہؓ)

باسمہٖ سبحانہ، بعد الحمد والصلوٰۃ امابعد، مکرمی بندہ زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عنایت نامہ ملا تھا۔حوصلہ افزائی کا مشکور ہوں لاہور سنی کونشن میں میری جگہ میرے لڑکے پروفیسر محمد طاہر علی الہاشمی شرکت کریں گے۔محمود شاہ حویلیاں جس نے حضرت معاویہؓ کو ننگی گالیاں دی تھیں اور انتظامیہ ہزارہ نے اسکے خلاف عدالت میں مقدمہ قائم کر رکھا ہے لیکن عدالت میں محمود شاہ کے وکلاء اس پر بحث کر رہے ہیں آیا وہ صحابی ہیں یا نہ۔آپ کونشن میں یہ سوال اٹھائیں جماعتی سطح پر حکومت پر زور دیں کہ وہ حضرت معاویہؓ کو صحابہ کی فہرست مین شامل کریں محمود شاہ بیسیوں مقدمات ہمارے خلاف اپنے چیلوں سے کام کروا رہا ہے۔ایبٹ آباد، کوہاٹ اور کراچی وغیرہ سے، کم از کم علماء کرام جماعتی سطح پر اسے ننگا کریں اور دباؤ ڈالیں تا کہ حکومت میں اسکے کارندے مثلاً قاری خوشی محمد، حنیف طیب وغیرہ جو بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں کا اسکے ساتھ تعاون کمزور ہو اور انتظامیہ کا یک طرفہ طور پر (جو مجھ پر دباؤ پڑ رہا ہے) اسکے اثرات کمزور ہوں۔آپکی دعاؤں کیساتھ ساتھ آپکی پوری توجہ کی بھی ضرورت ہے۔ آپکا ادنیٰ خادم چمن پیر عفاء اللہ عنہ حویلیاں۔

[1] حویلیاں ہزارہ ایبٹ آباد کی سرکردہ دینی اور روحانی شخصیت

مولانا حامد الانصاری غازی دیوبند[1]

۱۲۴/اکتوبر ۱۹۷۷ء (دیوبند کے جشن صد سالہ کا اعلان)

محترمی و مکرمی سلام ورحمت۔ دارالعلوم دیوبند کے عظیم الشان صد سالہ اجلاس کا اعلان پیش خدمت ہے۔ آنحترم کے کریمانہ اخلاق سے یہ توقع ہے کہ اسے نمایاں شائع فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ اجلاس کی کامیابی کے لئے آپ کی خاص توجہات کا خواستگار ہوں۔

مخلص حامد الانصاری غازی، اجلاس صد سالہ دارالعلوم دیوبند

☆☆☆

میجر محمد حامد کاکول[2] (مصنف امام شامل)

(۱)

نومبر ۱۹۷۶ء (الحق سے استفادہ ○ کتاب امام شامل پر تبصرہ ○ ہند اسرائیل تعلقات عربی میں)

مکرمی ومحترمی سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے آپ خیر وعافیت سے ہوں گے۔ آپ کا "الحق" باقاعدہ ملتا رہا ہے۔ اور آپ کے مضامین بڑی دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔ پچھلے دنوں آپ نے چند اہم مضامین شائع کئے جس کے لئے مبارکباد وصول کیجئے۔ میری کتاب امام شامل پر ہمارے ایک دوست محمد امین صاحب نے تبصرہ لکھا ہے۔ یہ میں بھجوا رہا ہوں شریکِ اشاعت کر لیجئے گا۔ والد صاحب قبلہ کی خدمت میں احقر کے نیازمندانہ سلام پہنچایئے۔ ان کی طبیعت اب ٹھیک ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ایسے بزرگوں کا سایہ دیر تک ہمارے سر پر قائم رکھے۔ میری کتاب "ہند اسرائیل تعلقات" دمشق سے عربی میں چھپ گئی ہے۔ ڈاکٹر احسان حقی صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہے اور طویل دیباچہ لکھا ہے۔ انگریزی زبان میں زیر اشاعت ہے۔ اردو میں بھی چھپ جائے گی۔ انشاء اللہ

والسلام نیازکیش محمد حامد

(۲)

۱۶/اگست ۱۹۷۸ء (شہیدین کی تحریک پر مضمون ○ ہالے پوتا اور ڈاکٹر محمود احمد غازی کے ہمراہ اکوڑہ آمد)

مکرمی ومحترمی سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ شہیدینؒ کی تحریک پر ایک مختصر مضمون بھجوا رہا ہوں۔ "الحق" کے لائق ہو تو شریک اشاعت کر لیجئے گا۔ اکوڑہ حاضر ہونے کا موقع ملا تھا۔ اس ماہ کے پہلے جمعہ کو آپ کراچی گئے ہوئے تھے۔ امید ہے اب آپ واپس آگئے ہوں گے۔ ڈاکٹر (عبدالواحد) ہالے پوتا صاحب اور برادرم محمود احمد غازی صاحب (اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ) ہمراہ تھے۔ آپ سے ملاقات نہ ہونے کا افسوس رہا۔ ہم سب سوات جا رہے تھے۔ وہاں تعلیمی کانفرنس تھی۔ ندوی صاحب (مولانا ابوالحسن علی ندویؒ) کے اکوڑہ خٹک تشریف لانے کا پتہ چلا تھا۔ ان کے پنڈی آنے کا بروقت پتہ نہ چلا ورنہ ملاقات رہتی اور ان سے استفادے کا موقع ملتا۔

والسلام: نیازکیش محمد حامد

---

[1] مولانا حامد الانصاری غازی صحافی مؤلف، ناظم اجلاس صد سالہ دارالعلوم دیوبند

[2] اردو عربی انگریزی میں اہم مسائل پر کتابوں کا ذکر خطوط میں موجود ہے جس سے مکتوب نگار کی علمی اور ادبی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

(۳)

(آزادی کیلئے بغیر قربانی دیئے ہمارے لیڈران ○ جنگ آزادی کس نے لڑی؟ جہاد نہ کہ مسلح خونی انقلاب ○ اقبال سرسید اور آغا خان کے صف کا نہیں ○ فرنگی مرعوبیت کے بعد اشترا کی مرعوبیت)

برادر مکرم سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ آپ نظر بندی[1] سے رہا ہو کر واپس آ گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قربانیوں کو قبول کرے اور دنیا و آخرت میں ان کے ثمرات سے نوازے آمین۔

"الحق" کے شماروں میں کچھ مضامین ایسے شائع ہوئے ہیں۔ جس سے مجھے کسی حد تک اختلاف ہے۔ چونکہ یہ بات علمی و تاریخی دلچسپی کی ہوگی اسلئے میں آپ کو لکھ رہا ہوں۔ پہلا مضمون جناب مضطر عباسی صاحب ایم اے کا ہے جو اشاعت دسمبر ۷۶ء دسمبر تا جنوری ۷۷ء میں چھپا ہے۔ عنوان "زیڈ اے سلہری اور علمائے حق کی مخالفت" ہے۔ "آج کالج کا نوجوان پوچھتا ہے صاحب بتائیں سرسید ہمارے سیاسی راہنما تھے۔ آغا خان مرحوم ہمارے لیڈر تھے۔ علامہ اقبال ہمارے ہیرو تھے۔ سر سکندر ہمارے محترم بزرگ تھے۔ فضل حسین ہمارے قائد تھے لیکن ان میں سے کسی نے آزادی کی خاطر جیل نہیں دیکھی۔ کوڑے نہیں کھائے جائیداد ضبط نہیں کرائی۔ امریکہ، فرانس، روس، چین، کوریا، ویت نام اور بے شمار عرب اور افریقی ممالک کے عوام نے سامراج سے آزادی حاصل کرنے میں جان اور مال کی قربانیاں دی ہیں۔ ہزاروں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ لینن اور سٹالن نے اپنی ہی قوم کے جابر حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے سالہا سال تک خفیہ رہ کر زیر زمین تحریکیں چلائیں۔ عدالتوں سے موت کی سزائیں پانے کے باوجود مفرور رہ کر کام کرتے رہے۔ ماؤ نے لانگ مارچ کیا تو قوم کو آزادی ملی۔ آخر ہمارے ان لیڈراں کرام نے اس قسم کی قربانیوں کے بغیر آزادی کیسے حاصل کر لی ہے"؟

میں عباسی صاحب کے مولانا حسین احمد مدنیؒ اور دیگر علمائے کرام کی حمایت کا قائل ہوں اور تاریخ کی یہی تعبیر درست مانتا ہوں کہ علماء کی قربانیوں کی وجہ سے ہی ملک آزاد ہوا۔ مجھے یہاں صرف دو باتیں عرض کرنا ہیں ایک یہ کہ علامہ اقبال کو سر سکندر، فضل حسین آغا خان اور سرسید کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔ جبکہ علامہؒ کا علماء سے تعلق خاطر اسلام کی سچی اور گہری تڑپ زندگی کا عملی رویہ اور انگریزوں کی ہر سطح پر مکمل مخالفت انہیں باقی ماندہ گروہ سے بالکل الگ قرار دینے کیلئے کافی ہیں۔ علامہؒ ان تمام حضرات کا بالکل اُلٹ واقع ہوئے تھے۔ دوسرا یہ کہ مضطر صاحب نے امریکہ فرانس روس چین کوریا اور ویت نام کا تو خصوصی ذکر کیا ہے لیکن مہدی سوڈانیؒ، عبدالکریمؒ رفیقی، عبدالقادرؒ الجزائری، امام شاملؒ حاجی مراد، امام بونجبلؒ اور دیگر بہت سے مسلمان مجاہدین کو نظر انداز کرتے ہوئے۔ لینن اور سٹالن کا ذکر خیر خصوصیت سے کیا ہے۔ اسی طرح ماؤ کو بھی خصوصی ذکر کا مستحق سمجھا ہے۔ لینن اور سٹالن نے اپنے ملک کے ہزاروں مسلمانوں کے ساتھ ظلم و تشدد کیا اسکا تصور کر کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس مضمون میں ان دو حضرات کا ذکر خیر دو اور جگہ پر اس شدومد سے کیا گیا ہے کہ جیسے یہ حضرات ہم لوگوں کے لئے لائق صد التفات ہیں۔ یہی نہیں آخر میں سلہری صاحب کی زندگی کا حدود اربعہ ان معلومات کی بنیاد پر فراہم کیا گیا ہے۔ جو لینن سٹالن اور ماؤ کے پرستار اور ترجمان ہفت روزہ "الفتح کراچی" نے شائع کی ہیں مجھے سلہری صاحب کے بارے میں کچھ نہیں کہنا۔ صرف یہ عرض کرنا ہے کہ "الحق" جیسے دینی مزاج رکھنے والے پرچے میں "اور گفتہ آید در حدیث دیگراں" کے ضمن میں بھی ایسی بات آنا نہیں چاہیے۔

---

[1] احقر ۷۷ء کے تحریک نظام مصطفیٰ میں کئی ماہ ہری پور جیل میں نظر بند رہا۔

پھر الحق کی جلد ۱۲، شمارہ ۷، ۸ میں بھی جناب عبدالحفیظ صاحب کا مضمون " جنگ آزادی کس نے لڑی " میں بہ عنوان " ہم مسلح خونی انقلاب کی وجہ سے آزاد ہوئے " بھی خاصا معنی خیز ہے۔ مسلح خونی انقلاب خالص اشترا کی اصطلاح ہے۔ شالی، امبیلا، وزیرستان، چترال اور مالا کنڈ کے جہاد کو مسلح خونی انقلاب کا نام دینا ویسا ہی ہے جیسا کہ عبدالرحمٰن کو رام پرشاد کہا جائے۔ پھر ہماری تحریک آزادی کو جو دراصل جہاد کا مضمون تھا، انقلاب فرانس، اشترا کی انقلاب، کوریا، ماؤ، ویت نام، کمپوڈیا، جنوبی افریقہ سے مشابہت دینا بلکہ بار بار " سے بھی مختلف نہیں " کے الفاظ انتہائی کھٹکتے ہیں یہ آٹھ بار استعمال کئے گئے ہیں۔

اسمیں شک نہیں کہ فاضل مضمون نگار نے مجاہدین کا تذکرہ کیا ہے لیکن آخر میں یہ الفاظ جو خالص اشترا کی محاورے میں لکھے گئے ہیں قابل توجہ ہیں :۔ کیا سامراج اور اس کے حواریوں کے خلاف کانگریس، جمعیت العلمائے ہند، مجلس احرار، تحریک خاکسار اور کیمونسٹ پارٹی آف انڈیا کے سرفروش گوریلوں کی جنگ آزادی کسی طرح بھی انقلاب، فرانس انقلاب روس انقلاب الجزائر انقلاب انڈونیشیاء انقلاب چین انقلاب کوریا انقلاب ویت نام اور کمپوڈیا اور آزادی تحریک فلسطین اور جنوبی افریقہ کے ریگزاروں میں مقامی غیرت مند مجاہدوں کی سفید فام اقلیت کے خلاف جنگ۔۔۔۔۔ ہماری " مسلح جنگ " سے کم ہے۔

فاضل مقالہ نگار جنکا اسلوب اشترا کی مرعوبیت کی چغلی کھاتا ہے نہیں تو وہ " عظیم لینن " جیسے الفاظ استعمال نہ کرتے اور نہ ہی عظیم انقلابی ماؤزے تنگ اور سامراج کے پٹھو چیانگ کائی شیک کے الفاظ لکھتے۔ پورا مضمون اس نوع کے الفاظ سے بھرا ہوا ہے۔

ہمیں اپنی جہاد کی سرگرمیوں کیلئے کسی لینن، ماؤ یا سٹالن کی موافقت یا مشابہت کی ضرورت نہیں۔ فرنگی مرعوبیت کے بعد اشترا کیت اور اسکے حواریوں کی سرگرمیوں سے مرعوب ہونے کا فیشن چل پڑا ہے جو کسی طرح پہلی صورت حال سے مختلف نہیں۔ موخرالذکر بھی فرنگی استعمار سے کسی طرح کم نہیں۔ یہ شمارہ جس میں عبدالحفیظ صاحب کا مضمون شائع ہوا آپ کے زمانہ اسیری میں نکلا۔ تاہم پھر بھی اس تعلق خصوصی کی وجہ سے جو مرشد مرحوم و مغفور کی وساطت سے آپ سے قائم ہے۔ میں یہ لکھنے پر مجبور ہوا۔ حضرت مدنیؒ کے دفاع میں برسبیل تذکرہ بھی لینن ماؤ اور سٹالن کی بات بھلی نہیں لگتی۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے ساتھ محمد سرور نے جو کچھ کیا ہے اسکے بعد بھی اسی طرح کی کاروائیاں جاری ہیں اور ہماری جدو جہد آزادی کو جہاد سے الگ کر کے مسلح خونی انقلاب سے وابستہ کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ یہ کاروائی الفتح یا دوسرے اشترا کی پرچوں میں ہوتو کیا کہا جا سکتا ہے۔ لیکن "الحق" کی حق پرستی کے دامن پہ اس طرح کا کوئی چھینٹا غلطی سے بھی پڑ جائے تو اضطراب ہوتا ہے۔ ہماری جہاد کی تحریک کو اجاگر کرنے اور کانگریس و مسلم لیگ کی آئین پرستی کی حقیقت واضح کرنے کی ضرورت ہے لیکن خدارا "جہاد" کو کمیونسٹ پارٹی کی کاروائیوں کا تتمہ بننے یا اسی نہج کی کوشش ثابت کرنے سے بچایئے۔ ان شہیدوں کے مقدس لہو کو جو امبیلا میں بہا، سٹالن اور لینن کی خونریزیوں سے تشبیہ دینا یا ان کے نام نہاد انقلاب سے جو یہودی امریکی سرمایہ داروں کے تعاون سے پیش آیا تاریخ میں بے حد زیادتی ہوگی۔

<u>اشترا کیت بین الاقوامی یہودیت کا نیا ایڈیشن:</u> اشترا کیت بین الاقوامی یہودیت ہی کا ایک نیا ایڈیشن ہے۔ اسکے مکروہ اور ناگفتنی تذکرے سے "الحق" کا دامن یقیناً پاک رہنا چاہیے چاہے یہ برسبیل تذکرہ اور گفتہ آید در حدیث دیگراں کے ضمن ہی میں کیوں نہ ہو۔

والد گرامی کی خدمت میں احقر کے سلام و آداب۔ امید ہے ان کی صحت اب اچھی ہوگی۔ پنڈی سی ایم ایچ میں ان کا نیاز حاصل کرنے کا موقع ملا تھا۔

والسلام: نیاز کیش ابوصہیب

نوٹ:۔ <u>ممتاز کا کا تحقیقی پراجیکٹ:</u> یہ مضمون نما خط لکھ چکا تھا کہ آپ کا نوازش نامہ ۱۹ ر جولائی کا موصول ہوا۔

ممتاز صاحب[1] شکاگو ہی میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے زیر سایہ کام کررہے ہیں۔افسوس یہ ہے کہ وہ ہمارے کسی کام آنے کے بجائے امریکہ کے یہودیوں کی تحقیق کے معاون بن گئے۔وہ علماء کے اثر ونفوذ سے پریشان ہیں اور ممتاز صاحب کا پراجیکٹ اسکی حقیقت سمجھنے کی کوشش ہے۔

(محمد حامد)

(۴)

(تحریک ہجرت مولانا چمرکنڈی سے متعلق نایاب یادداشت O جنگ امبیلا O ممتاز احمد کا شیخ الحدیث سے انٹرویو)

۱۱رشعبان المعظم ۹۵ھ

مکرمی سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے آپ خیروعافیت سے ہوں گے۔آپ کا گرامی نامہ ملا۔میں کئی دنوں سے آپ کو خط لکھنے کی سوچ رہا تھا۔آپ کے والدِ گرامی کی علالت کا سن کر بہت تشویش ہوئی تھی۔وہ ہمارے بزرگوں کی نشانیوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر قائم رکھے اور انہیں ہم ایسے گناہ گاروں کی عمر کا وافر حصہ نصیب کرے۔آمین۔ والدِ گرامی کے مزاج پوچھیے اور میری جانب سے دعا کی التماس کیجئے گا۔

الحق برابر پہنچ رہا ہے۔آپ کا بے حد شکریہ۔مولانا عزیر گل اور ریشمی رومال کی تحریک سے متعلق جو کچھ شائع ہوا اسے دلچسپی سے پڑھا۔میں خود تحریک ہجرت اور اس تمام دور کا ایک ادنیٰ طالب علم ہوں۔مولانا بشیرؒ کے تلمیذ خاص مولانا عبدالکریم چمرکنڈی کی ڈائری جو ۳۵-۱۹۲۰ء کے احوال پر مشتمل ہے اور تحریک مجاہدین سے متعلق ایک غیر مطبوعہ اور نایاب یادداشت ہے کا انگریزی ترجمہ کررہا ہوں۔بعد میں حواشی کے ساتھ اردو اور انگریزی دونوں میں شائع کروانے کا ارادہ ہے۔اگر مولانا بشیرؒ کے بارے میں آپ کے احباب میں سے کسی کے بارے میں معلومات ہوں تو وہ مجھ سے رابطہ قائم کریں۔مولانا ہی چمرکنڈی صاحب کی ڈائری کا اصل موضوع ہیں اور یہ سب یادداشت انہیں کے گرد گھومتی ہے۔بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس دور سے متعلق بہت کچھ ہونا باقی ہے۔جہاں برصغیر کانگریس اور مسلم لیگ کے بارے میں بہت کچھ مواد ملتا ہے۔پہاڑوں میں انگریزوں سے برسرپیکار ہونے والے ان مجاہدین کو لوگوں نے فراموش کردیا ہے۔میں امبیلا کی جنگ ۱۸۶۳ء کے بارے میں بھی مواد اکٹھا کررہا ہوں۔خود وہاں جاکر اس مقام کو دیکھ چکا ہوں۔میں نے سنا ہے کہ اس جنگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے دو تین اصحاب ابھی باقی ہیں۔کیا یہ ٹھیک ہے؟ پشتو میں اس جنگ کے بارے میں کچھ مواد ہے؟ درمقال نامی ایک فارسی مخطوطہ اس جنگ کے بارے میں ہے کیا آپ اس کے بارے میں کچھ رہنمائی کرسکیں گے؟ یہ گزشتہ صدی کی سرحد کی سب سے بڑی جنگ تھی۔سرحد کی جنگوں کے مجموعی نقصان سے بڑھ کر یہاں انگریزوں کا نقصان ہوا تھا امام شامل کا ایک نسخہ؛ پیش کررہا ہوں۔آپ کے تاثرات کا منتظر ہوں گا۔والدِ گرامی کو بھی دکھائیے گا۔ والسلام: نیازکیش محمد حامد

پس تحریر:۔ برادرم ممتاز احمد صاحب کا انٹرویو پڑھنے کا اتفاق ہوا۔بہت عمدہ چیز ہے۔اس موضوع پر ایک نادر تحریر کا درجہ اختیار کرگئی ہے۔ اس رات واپسی پر ہم سب مولانا کے خیالات کی وضاحت راستی اور سلاست کی تعریف کرتے رہے۔انہوں نے ہر سوال کا براہ راست جواب دیا۔اور ہر ہر پہلو پر خوب روشنی ڈالی۔مولانا کے بارے میں جو سنا تھا انہیں اس سے بڑھ کر پایا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی ان کی علمی وراثت کا وافر حصہ عطا کیا ہے۔

---

[1] ممتاز سکالر جو اس وقت تک امریکہ میں کئی یونیورسٹیوں سے وابستہ ہیں ان کا تعارف ان کے خطوط میں دیکھئے۔

(۵)

(تحقیقی کام کیلئے برطانیہ کا سفر)

برادرم سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے آپ خیروعافیت سے ہوں گے۔ آپ سے ملنے کے بعد میرا اچانک پروگرام باہر جانے کا بن گیا ہے۔ لندن میں ایک دوست نے میرے لئے رہائش کا انتظام بھی کردیا ہے میں تین چار سال سے تحقیق کے کام کیلئے باہر جانے کا سوچ رہا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ میری دلچسپی جن موضوعات سے ہے ان کا مواد یہاں ملنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ وہاں تین ماہ رہ کر پانچ چھ ہزار صفحات فوٹوسٹیٹ کروا کر لانے کا پروگرام ہے۔ اس تمام کام کیلئے وہ چیز چاہیے۔ جس کا فقیروں کے ڈیرے میں بسیرا نہیں۔ سوچا کیا کروں۔ آپ نے انگریزی میں ترجمے کے کام کا کہا تھا۔ اس طرف دھیان گیا۔ یوں بھی ایسے عالم میں دھیان دور دور جاتا ہے۔ آپ اگر میرے لئے پانچ ۵۰۰۰ پانچ ہزار روپے کا انتظام فوری طور پر کرسکیں تو میں بھی فوری طور پر یعنی جون میں جانے سے پہلے آپ کی خدمت میں ترجمے کو مکمل پیش کرسکتا ہوں۔ یہ کام کر کے مجھے روحانی تسلی بھی ہوگی کہ یہ مزدوری کسی نیک کام کی ہے۔ اس کا جواب منفی یا مثبت مجھے دس روز کے اندر ملنا چاہیے تاکہ میں کام شروع کردوں آپ بھی روپوں کا انتظام کرنے کے بعد مجھے لکھیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم ایک دوسرے سے شرمندہ ہوں۔ پھر چونکہ میرے جانے کا بڑا انحصار اس پر ہوگا۔ اسلئے بھی یہ ضروری ہے کچھ کام بھی طویل ہے اسلئے اسکی خاطر بھی جلد اطلاع ملنی چاہیے۔ تار اس مضمون کی دے دیں۔ والسلام نیاز کیش حامد

HAMID P/7 KAKUL = TRANSLATE ARRANGEMENTS MADE

☆☆☆

مولانا حامد میاں[1] جامعہ مدنیہ لاہور

(۱)

(مشکوۃ کیلئے عربی تحریر کی اصلاح)

۱۶ مئی ۱۹۷۴ء

محترمی ومکرمی دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنجناب کا ارسال فرمودہ پرچہ دیکھ رہا تھا کہ اسمیں جناب کا مضمون جو مشکوۃ کے شروع میں تعارف حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی[2] قدس سرہٗ کے لیے عربی میں تحریر فرمایا ہے، نظر پڑی۔ میں نے اسمیں ایک آدھ غلطی دیکھی تو پھر سارا پڑھنا ضروری معلوم ہوا۔ اس لیے میں اسے اس سفر میں ساتھ لے آیا اور آج اسے مکمل پڑھ لیا اور نشانات لگائے۔ اگر آنجناب پسند فرمائیں تو مجھے اس مضمون کی ایک کاپی یا رسالہ ہی ارسال فرمادیں تاکہ میں اس پر نشانات لگا کر ارسال خدمت کردوں اور

---

[1] مولانا مرحوم ابن مولانا محمد میاں دہلوی خلیفہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قیام پاکستان کے بعد لاہور آئے۔ یہیں مسلم مسجد چوک انارکلی لاہور میں خدمات انجام دیتے رہے' اس کے بعد کریم پارک لاہور میں جامعہ مدنیہ کے نام سے ایک موقر ادارہ قائم کیا انوار مدینہ کے نام سے مجلّہ بھی' دیوبند میں حضرت شیخ الحدیث مرحوم سے تلمذ کا شرف بھی حاصل ہوا اور آخر تک خصوصی تعلق طرفین کا قائم رہا ان کے صاحبزادگان مولانا محمود میاں مولانا رشید میاں ان کے کام کو بہتر طور پر آگے بڑھا رہے ہیں۔ (س)

[2] شیخ الحدیث مولانا غورغشتی کے حاشیہ مشکوۃ المصابیح پشاور کا ایک ناشر نئے پیرایہ میں طبع کروا رہا تھا اس کی خواہش پر عربی میں مختصر سے حالات لکھے تھے جو شامل کتاب ہوئے' مولانا کی نہایت درجہ محبت تھی کہ تصحیح کی زحمت فرمائی۔ (س)

جناب ان الفاظ کو بدل دیں۔ یہ میری طرف سے ایک علمی تحفہ ہوسکتا ہے۔ حضرت والد صاحب دام مجدہم کی خدمت میں ہدیۂ سلام پیش فرمادیں اور دعاء کی درخواست فرمادیں۔ والسلام حامد میاں

(۲)

۱۴ جنوری ۱۹۷۵ء (قادیانی مسئلہ O مولانا محمد میاں دہلوی)

برادرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب ظلہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ جناب والا اور والد صاحب مدظلہم بخیر وعافیت ہوں گے۔ والد صاحب دام مجدہم کا گرامی نامہ دہلی سے آیا ہے۔ جناب نے اُن سے قادیانیوں کے اقلیت قرار دیئے جانے پر ان کے تاثرات دریافت فرمائے تھے۔ انہوں عدیم الفرصتی کا عذر فرمایا ہے۔ اور مجھے تحریر فرمایا ہے کہ میں جناب کو ان کے جواب سے مطلع کردوں۔ حضرت والد صاحب دام مجدھم کی خدمت میں میری طرف سے ہدیۂ سلام پیش فرمادیں اور دعاء کی درخواست فرمادیں۔

والسلام: خواستگار دعوات صالحہ حامد میاں

(۳)

۱۸ اپریل ۱۹۷۸ء (علماء ہند کا شاندار ماضی O کی نئی طباعت)

مدیر محترم۔ سلام مسنون۔ گذارش ہے کہ فی الحال ہم نے شاندار ماضی کی تین جلدیں (حصے) ہی شائع کئے ہیں۔ چوتھی جلد زیر طباعت ہے۔ حضرت قبلہ والد صاحب زید مجدہم کی خدمت عالیہ میں سلام عرض کیجیے اور دعاؤں کی درخواست۔ آپ سے بھی دعاؤں کی درخواست ہے۔ والسلام رشید میاں (فرزند مولانا حامد میاںؒ)

☆☆☆

مولانا سید حبیب الحق ندوی[۱]

(۱)

جنوری ۱۹۷۵ء (عربی لغت قرآن کی ترویج واشاعت کیلئے پہلی قومی کانگریس)

محترمی ومکرمی۔ سلام ورحمت! یوں تو قرآن کریم اور اس کی مقدس عربی زبان کے تحفظ کا ذمہ خدا نے خود لیا ہے لیکن ہر مومن باوفا کا فرض ہے۔ خواہ وہ عرب ہو یا عجم، عالم ہو یا جاہل، مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بوڑھا، کہ لغت قرآن کی ترویج واشاعت میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہو، ساتھ ہی قرآن اور اس کی زبان کی خدمت کے ذریعے امت مسلمہ کی منتشر اکائیوں کو متحد کرسکے۔ غیر عرب مسلم ممالک کے علماء و فضلا نے قرآن اور عربی زبان کی جو خدمت کی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ استعماری قوتوں کی خواہشات کے خلاف ان کا زوال اور پرامنگ تیسری دنیا یعنی "امت مسلمہ" کے ظہور کی علامات فال نیک ہیں۔ نشاۃ کی لہریں ہر شخص محسوس کررہا ہے۔ ان مبارک لمحات میں ملت پاکستان کو بھی اپنا حصہ ادا کرنا ہے اور عربی زبان کی ترویج واشاعت کی شایان شان خدمات انجام دے کر نشاۃ کی تاریخ میں نئے ابواب کا

[۱] مولانا ندوی عربی کے فروغ کے اس پہلے قومی کانگریس کے صدر اور داعی تھے اہتمام جامعہ کراچی نے کیا تھا۔

اضافہ کرنا ہے۔ یہ دینی وملی فریضہ آپ جیسے دانائے علم وفضل، اہل فکرونظر اور صاحبان تجربہ کی مدد اور رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں۔ ستمبر ۱۹۷۴ء سے اس سلسلہ میں ہماری سعی جاری ہے۔ ملک کے نامور فضلاء اور علماء زبان عربی کے علاوہ محبین عربی سے بھی رابطہ قائم ہے تاکہ وہ اس پہلی قومی کانگریس میں شرکت فرمائیں اور مقالات پڑھیں، ماضی میں فروغ عربی کے مساعی جمیلہ کا جائزہ لیں اور مستقبل کے لئے نئی راہیں اور امکانات تلاش کریں۔ کانگریس کا مفصل پروگرام، عربی زبان کی اہمیت سے متعلق چند معروضات کے ساتھ پیش خدمت ہے آپ کا فریضہ ہے کہ آپ کانگریس کی مدد کریں کیونکہ یہ آپ کی کانگریس ہے بلکہ ہر مسلمان کی کانگریس ہے۔ کانگریس دو حصوں پر مشتمل ہے۔

الف۔ تاریخی، ب۔ تفکیری۔ اول الذکر حصہ میں ایسے مقالات ہوں گے جو ہمیں ماضی کی خدمات سے متعارف کرا سکیں مثلاً پاکستان کے مختلف صوبوں میں فروغ عربی کی تاریخ کیا رہی ہے۔ سندھ، پنجاب، سرحد، بلوچستان اور کشمیر میں کیا کچھ کوششیں ہوئی ہیں یا ہو رہی ہیں۔ ان علاقوں کے کون سے شہروں میں کن کن ممتاز شخصیتوں نے خدمات انجام دی ہیں۔ اس میں شعراء وادباء کا کیا حصہ ہے۔ جرائد ورسائل نے کیا کردار ادا کیا ہے۔ فروغ عربی کے لئے کتنے ادارے سرگرم عمل رہے۔ کتنے طلباء عرب ممالک میں تحصیل لغت کے لئے گئے۔ عربی کے طلباء واساتذہ کی تعداد دوسرے مضامین کے مقابلہ میں کیا رہی۔ اس راہ کی مشکلات کیا ہیں جنہیں دور کرنے کے بعد مستقبل روشن ہو سکتا ہے وغیرہ مباحث، اسی ذیل کے مرکزی وعمودی مضامین ہیں۔ ثانی الذکر یعنی تفکیری حصہ میں فروغ عربی کے لئے ایسے جدید علمی مناہج پر غور کرنا مقصود ہے جو مستقبل کے لئے قابل قبول لائحہ عمل بن سکیں۔ اس حصہ میں اہل فکر ان سفارشات، تجاویز اور تخلیقی راہ عمل کی نشاندہی فرمائیں گے۔ جو اس سائنسی دور میں تدریس لسانیات کے لئے اختیار کی جا سکتی ہیں۔ کسی زمانے میں قرآن نے منتشر اقوام کو متحد کیا تھا کیا آج پیروان کلمۂ توحید کو قرآن اور اس کی زبان متحد نہیں کر سکتی؟ اور کیا مقدس عربی زبان عالمی زبان بننے کی استعداد نہیں رکھتی؟ چند بنیادی سوالات قابل ذکر وفکر ہیں۔ علماء وفضلاء کو اختیار ہے کہ وہ تاریخی یا تفکیری حصوں میں سے کسی ایک پر یا دونوں میں مقالے پڑھیں۔ کانگریس انہیں مرحبا اور اھلاً سھلاً کہے گی۔ آواخر دسمبر تک کانگریس کا ایک نمائندہ آپ کی خدمت میں ذاتی رابطہ نیز کانگریس میں پڑھے جانے والے مقالات حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوگا۔ آپ کے یہ مقالات وسفارشات کانگریس کے اختتام پر کتابی صورت میں شائع کیے جائیں گے جسکی ایک کاپی ہدیۂ آپ کی خدمت میں پیش کی جائیگی۔ یہ کتاب ہر ذی علم کیلئے حوالہ کا کام دے گی بلکہ یہی کام کانگریس کا شاہکار ہوگا۔ اس خط کا فوری جواب ہمارے لئے حوصلہ افزائی کا باعث ہوگا۔ نیازمند: سید حبیب الحق ندوی داعی

(۲)

۶ /اپریل ۱۹۷۵ء (قوم اور حکومت کا عربی سے منفی رویہ ○ فروغ عربی کیلئے کانگریس میں شرکت کی دعوت)

گرامی قدر سلام ورحمت: ادام اللہ بقاء ک و صانک عن النوائب

الحمد للہ تاریخ پاکستان میں پہلی بار وہ مبارک لمحہ آ ہی گیا جب سارے ملک سے مندوبین زبان قرآن کے فروغ، ترویج واشاعت کے لئے یکجا ہو رہے ہیں۔ اجتماع کا مقصد محض لسانی اشاعت نہیں یہ اجتماع تمام لسانی سمتوں کو محیط ہے۔ یعنی فروغ عربی کی روحانی اور مادی تضمینات بھی پیش نظر ہیں۔

کانگریس کے اراکین مجلس منتظمہ آپ کی شرکت کے آرزومند اور دیدہ ودل فرش راہ کئے ہیں۔ اس سے پہلے بھی بار بار اس التماس کا اعادہ کیا جا چکا ہے کہ دنیاوی رکاوٹیں ایسے اہم مقصدی سفر کے آڑے نہ آئیں ہم ہمیشہ یہی شکایت کرتے رہے ہیں کہ عربی کی جانب قوم اور حکومت کا رویہ منفی رہا ہے۔ اب فضاء بدل چکی ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ آپ جیسے قوم کے دانائے علم وفضل حکومت کے سامنے فروغ عربی کے لئے

مثبت تجاویز پیش کریں تا کہ اسے کراچی اعلامیہ کے نام سے تاریخ پاکستان میں ہمیشہ یاد کیا جائے۔اس سے پہلے ہم اس قسم کی کانگریس بلانے کی کب جرأت کر سکتے تھے اور نہ ہی ایسے اعلامیوں کی ہم میں جسارت تھی ہمارا یہ اقدام خود وقت کے تیور کی تبدیلی کی سب سے بڑی شہادت ہے۔ہماری امکانی سعی ہے کہ آپ کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کر سکیں اور آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو سکے البتہ ہماری کوتاہیوں اور تقصیرات کو اپنے دامن عفو میں جگہ دیں کیونکہ اس کانگریس کی راہ کی دشواریاں اور مجبوریاں کم لوگوں کو معلوم ہیں۔(والعذر عند کرام الناس مقبول) ہم آپ کی زیادہ سے زیادہ خدمت اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب آپ ہمیں اپنی آمد اور وقت آمد سے مطلع فرمائیں اور دیگر امور میں تعاون فرمائیں۔

۱۔ صدر پاکستان کانگریس کا افتتاح ۱۵ اپریل کو بروز منگل ۲/۱ ۷ بجے شام جامعہ کراچی میں فرمائینگے۔

۲۔ آپ ۱۴ یا ۱۵ اپریل کو کراچی تشریف لائینگے؟ عین مناسب ہوگا اگر آپ ۱۴ اپریل کی شام تک یا ۱۵ اپریل کی صبح تک کراچی تشریف لے آئیں۔

۳۔ ہمارا ایک دفتر کینٹ اسٹیشن پر کانگریس کے علامتی نشانات کیساتھ موجود ہوگا یہی اسٹیشن یونیورسٹی سے قریب تر اور آپ کیلئے سہل ہوگا۔

۴۔ اپریل کا مہینہ شہر کراچی کیلئے خوشگوار موسم ہے پھر بھی ایک ہلکا بستر آپ ضرور ساتھ لائیں۔شب میں ایک کمبل کی ضرورت محسوس ہو سکتی ہے۔

۵۔ آپ کا قیام جامعہ کراچی کے انجینئرنگ کالج کے دارالاقامہ (ہوسٹل) میں ہوگا۔تقریبات بھی جامعہ میں ہونگی۔

۶۔ مقالات کی نشستوں میں شرکت کیلئے ہمیں تھوڑی چستی سے کام لینا ہوگا۔وقت کی قلت اور کثیر تعداد میں مقالات کی قرأت کا انتظام اسی صورت میں ممکن ہے جب اجتماعات ٹھیک وقت پر شروع اور ختم ہوں پابندی وقت کے سب سے عظیم مدرس خود آپ ہیں۔اسلام سے زیادہ پابندی وقت کا درس اور کہاں مل سکتا ہے جہاں پنجگانہ صلوۃ کے ذریعہ ہر مسلم کی زندگی کے پورے نظام کو محدود موقت کر دیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ ریلوے نے مندوبین کے لئے کنسیشن کی منظوری دیدی ہے اتھارٹی لیٹر پشت ہذا پر موجود ہے۔ریلوے کی ہدایات کے مطابق اس اتھارٹی لیٹر کو دیکھائے بغیر کنسیشن نہیں ملے گا۔داعی الی الخیر۔ دعا گو دعا جو خادم: سید حبیب الحق ندوی چیئرمین وکنوینر



مولانا حبیب الرحمان ثانی لدھیانوی[1] لدھیانہ پنجاب انڈیا

۱۱رفروری ۲۰۰۱ء (مشرقی پنجاب میں قادیانیوں کی سرگرمیاں اور علماء کی احراری پروگرام میں سردمہری)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ خیریت سے ہوں گے۔ماہنامہ "الحق" گذشتہ ۲۰ سالوں سے پڑھ رہا ہوں، جب آپ کا رسالہ ملتا ہے تو جب تک شروع سے پورا رسالہ پڑھ نہیں لیتا اس وقت تک چین نہیں ملتی ہے۔اللہ کا شکر ہے کہ آپ کی باتیں کافی کارآمد اور سودمند ثابت ہوتی ہیں، اور اس کے ذریعہ کافی لوگوں کی اصلاح ظاہر و باطن ہوئی ہے، اور انشاءاللہ ہوتی رہے گی۔دوسری بات گزشتہ سال فتنہ قادیانیت سے متعلق آپ کو ایک تفصیلی خط لکھا تھا، معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ خط آپ کو نہیں ملا، جس کا افسوس ہے۔تقسیم ہند کے بعد پورے پنجاب میں تقریباً ساٹھ لاکھ مسلمان جو گاؤں دیہاتوں میں رہ گئے تھے۔ان میں اکثر

---

[1] مکتوب نگار مشہور احراری لیڈر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے اولاد میں سے ہیں اور انڈیا پنجاب کے شہر لدھیانہ میں خدمات انجام دے رہے ہیں (س)

کی حالت غیر مسلموں کی طرح ہے اوران کی زندگی بھی غیر مسلموں کے طرز پر گزر رہی ہے۔

قادیانیوں نے جب یہ دیکھا کہ میدان خالی ہے۔تو انہوں نے گاؤں درگاؤں جا کران بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کیا۔اس کی اطلاع جب مجلس احرار لدھیانہ کے دفتر میں پہنچی تو پورے پنجاب، ہریانہ ہماچل میں احراری رضا کار گاؤں درگاؤں جا کرلوگوں کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کیا۔اوران کی گمراہی سے بچانے کی پوری پوری کوشش کی۔

قادیانی اس عمل سے کافی گھبرا گئے اورانہوں نے جب اپنی پچاس سالہ محنت کوضائع ہوتے دیکھا تو انہوں نے سب سے پہلے میرے گھر پر جان لیوا حملہ کیا،لیکن اللہ نے حفاظت فرمایا۔اس کے بعد ایک مشاعرے میں احراری رضا کاروں سے جھڑپ ہوئی جہاں قادیانی اپنا کتابچہ بانٹ رہے تھے، پھر ۱۵ اپریل ۲۰۰۰ عیسوی کو جامع مسجد فیلڈ گنج چوک لدھیانہ میں قادیانی حملہ آور ہوئے، چونکہ قادیانی کوحکومت کی پوری پوری پشت پناہی اور یہودیوں کے روپیہ پرغرور ہے، حملہ آور کولوگوں نے پکڑا اور پولیس کے سپرد کردیا۔ جہاں ایک مولوی قادیانی پولیس کی تشدد سے تھانہ میں مرگیا، جب پولیس نے یہ دیکھا کہ قادیانی ہمارے ہاتھوں مارا گیا،تو قادیانیوں کو بھی ایک سنہرا موقع مل گیا۔ پھر قادیانیوں نے پولیس کے حکام اور بڑے بڑے افسران کولاکھوں روپیہ رشوت دیکر ۱۶ احراری نوجوں پر ۳۰۲ قتل کا مقدمہ ڈلوایا اور پولیس نے ان احراری نوجوانوں پر بہت ہی تشدد کیا اور نعوذ باللہ ایسی ایسی باتیں کہی ہیں جوتحریر میں لانا مشکل ہے۔اس کے بعد پورے پنجاب کے اندر مسلمانوں نے قادیانیوں اور حکومت وقت کے خلاف مظاہرہ کئے۔لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان کی رہنمائی کرنے والے نام نہاد قائدین میں سے کسی نے بھی کوئی مدد نہیں کی۔اور نہ ہی وہ لدھیانہ آنے کی زحمت گوارہ کر سکے،ان کی مدد صرف اتنی تھی کہ ٹیلیفون اور خط کے ذریعہ مسلمانوں کوتسلی دیتے رہے،بس۔

اس کے بعد پنجاب کے مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ لدھیانہ میں کل ہند ختم نبوت ﷺ کانفرنس منعقد کر کے گاؤں دیہاتوں کے مسلمانوں کو اس قادیانی فتنہ سے باخبر کیا جائے ،اس سلسلہ میں ۴ نومبر ۲۰۰۰ کو لدھیانہ میں کل ہند ختم نبوت ﷺ کانفرنس کا اعلان کیا گیا۔اس کے بعد میں خود براہ راست دارالعلوم دیو بند کے مہتمم جناب مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب کے پاس دعوت کی درخواست لے کر گیا تو انہوں نے طبیعت کا بہانا بنا کرانکار کردیا، پھر میں نے شعبہ ختم نبوت ﷺ کے ناظم اور دارالعلوم دیو بند کے نائب مہتمم حضرت مولانا قاری عثمان صاحب سے بھی درخواست کیا،تو انہوں نے صوبہ بہار کے پروگرام کا ذکر کر کے وقت نہ ہونے کا بہانا کیا، پھر امیر الہند حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب سے گزارش کیا تو انہوں نے گجرات کے پروگرام کی خبر دی،تو میں نے حضرت کے صاحبزادے کوہی بھیجنے کے لئے کہا تو کوئی جواب نہیں ملا پھر حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری صاحب کے خدمت میں گیا تو انہوں نے وعدہ فرما کر وقت پر نہیں آئے ،اہل حدیث حضرات کے ناظم عبدالوہاب خلجی صاحب بھی وعدہ کر کے وقت پرآنے سے انکار کر گئے۔جس کا زندگی بھر افسوس رہے گا۔ادھر بریلویوں کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کے نواسے سبحانی میاں سے بات ہوئی تو انہوں نے وعدہ کیا کہ مولانا توصیف رضا کو بھیج دوں گا،لیکن وقت پر انہوں نے بھی ہمیں کافر بنا کر اپنا ارادہ منسوخ کردیا۔ جب کہ ہمارا مقصد بریلوی، دیو بندی، اہل حدیث کے علماء کو دعوت دینا اسلئے تھا کہ قادیانیوں کے خلاف ایک مشترکہ محاذ قائم کیا جائے اور تمام مسلمانوں کواس فتنہ ضالہ سے بچایا جاسکے، ہمارے بچے نو ماہ ۶ دن جیل کی سلاخوں میں بند رہے۔لیکن کسی مسلم قائدین نے آکر ہمدردی کے دوالفاظ بھی نہیں بول سکے،ادھر انٹرنیشنل ختم نبوت ﷺ مومنٹ کے روح رواں مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب کواطلاع دی۔ ساؤتھ افریقہ میں جمعیۃ علماء والوں کواور امریکہ کے مسلم اخباروں کوروزنامہ جنگ انگلینڈ کولیکن افسوس کی بات ہے کہ کسی نے بھی کوئی جوابی خط یا فون سے جواب دینا گوارہ نہیں کیا، میرا مقصدان باتوں کے بیان سے صرف یہ ہے کہ ہمارے عالم اسلام کواس بات کا پتہ چلے کہ ہم لوگ یہاں اکیلے قادیانی کے خلاف فضل باری تعالیٰ ڈٹے ہوئے ہیں۔

کیا ہمارے قائدین قادیانی سے خوف زدہ ہیں؟ نہیں تو ہماری مدد اور قادیانی کا مقابلہ کھل کر کیوں نہیں کرتے، پنجاب میں تقریباً ساٹھ ستر جگہ ایسے ہیں، جہاں قادیانی اپنا امام اور مولوی رکھے ہوئے ہیں اور ان کے ذریعہ عوام کو گمراہ کرتے ہیں اور لوگوں کو ڈش انٹینا، ٹیلی ویژن وغیرہ مفت دیتے ہیں، اس لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ بڑے پیمانے پر ان جگہوں میں ایک ایک اپنا امام اور مولوی بھیجا جائے، جس کے پاس رد قادیانی کا کتابچہ بھی ہو، اور جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے مکاتب قائم کئے جائیں، اگر اس طرح محنت کی جائے تو انشاء اللہ دو تین سال کے اندر پورے پنجاب کو قادیانیوں سے پاک کیا جاسکتا ہے۔ آپ کی خدمت میں لدھیانہ میں ہوئی کل ہند ختم نبوت ﷺ کانفرنس کی رپورٹ اور احراری نوجوان جو جیل سے ضمانت پر رہا ہوئے کی رپورٹ ارسال ہے امید ہے کہ اپنے قیمتی رسالے میں اس کو جگہ دیگر عند الناس مشکور اور عند اللہ ماجور ہوں گے، دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ شہادت والی موت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

فقط خادم (مولانا) حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی) (ابن مولانا و مفتی محمد احمد رحمانی لدھیانویؒ)

جامعہ حبیبیہ فیلڈ گنج چوک لدھیانہ پنجاب (انڈیا)



مولانا حبیب الرحمان درخواستی[1] رحیم یار خان

(۱)

(جامعہ عبداللہ بن مسعود کا اجتماع)

بخدمت مخدوم مکرم واجب الاحترام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امابعد۔ المرام اینکہ۔ اہل حق کا معروف مرکز و عظیم دینی درسگاہ جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور کا تاریخ ساز عظیم الشان اجتماع بتاریخ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۰ء، ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ بروز جمعۃ المبارک۔ ہفتہ۔ اتوار کو ہونا قرار پایا ہے۔ انشاء اللہ عزیز آنجناب سے گزارش ہے کہ حسب سابق کمال شفقت فرماتے ہوئے مذکورہ تواریخ میں سے کوئی وقت عنایت فرمادیں۔ اگر ۱۵ اکتوبر بروز اتوار عنایت فرمادیں تو زیادہ موزوں اور ہمارے نظم کے اعتبار سے مناسب ہوگا۔ تاکیدی عرض ہے۔ (حسب الارشاد حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم رئیس الجامعہ)

والسلام حبیب الرحمٰن درخواستی استاذ الحدیث و ناظم اعلیٰ جامعہ ہذا

حماد اللہ درخواستی استاذ الحدیث و نائب مہتمم جامعہ ہذا

---

[1] مولانا عبداللہ درخواستی کے کاموں کو اپنے بھائیوں مولانا شفیق الرحمان درخواستی اور مولانا سیف الرحمان درخواستی کے ساتھ جاری رکھنے میں مصروف ہیں تینوں ان کے بھانجے اور ان کے علمی روحانی دعوتی کاموں کو بڑھا رہے ہیں۔ جامعہ عبداللہ بن مسعود خانپور جیسا وقیع تعلیمی ادارہ بھی ان حضرات کے محنتوں کا نتیجہ ہے۔ اللھم زدفزد اپنے عظیم بزرگ مولانا درخواستی کے سیاسی مشن سے میرے ساتھ تعاون کرتے ہوئے جمعیت کے فلور سے وابستہ ہیں اور حال ہی میں پنجاب کے صوبائی امیر منتخب ہوئے ہیں۔ (س)

(۲)

۲۲؍رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ　(رمضان فیضان رحمت)

بخدمت اقدس مخدوم مکرم حضرت الشیخ دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امابعد، عرض ہے کہ رمضان المبارک کا مبارک مہینہ اپنے اختتام پر ہے اللہ جل جلالہ کا دریائے رحمت موجزن ہے۔ فیضان رحمت کے حصول کیلئے اہل اللہ کے دامن خصوصیت سے بھرپور ہیں گزارش ہے کہ ہم فدویان کیطرف بھی نظر کرم رہے خصوصاً لیلۃ القدر کی راتوں میں۔

جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور جو بحمد اللہ ملک کا عظیم دینی علمی تربیتی ملی مرکز ہے اور اسکے خدام کا آنجناب کے خداموں میں شمار ہے رمضان المبارک کے نہایت پرقیمتی لمحات میں فقیر کیلئے اور جامعہ کیلئے کہ اللہ تعالیٰ جامعہ کو اپنے ہاں مزید قبولیت نصیب فرمائے معیار تعلیم وتربیت، عوام وخواص، علماء ومشائخ اساتذہ وطلباء، میں محبت، اسباب ووسائل کی فراوانی وفتوحات نصیب فرمائے۔ اور ہمیں علمی عملی روحانی فتوحات اور خدمت دین متین کیلئے قبول فرمائے جامعہ کی مشکلات آسان فرمادیں حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کیطرف سے مضمون واحد۔ جملہ حاضرین مجلس کی خدمت تسلیمات مسنونہ اور درخواست دعا۔　والسلام حبیب الرحمان فاضل، خادم التنظیم جامعہ ہذا،

(۳)

۱۸؍اگست ۲۰۰۲ء　(نمائندہ اجتماع جمعیت کا پلیٹ فارم)

باسمہ تعالیٰ، بخدمت اقدس مخدومنا المکرم قائد محترم حضرت الشیخ مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ، رئیس الجامعہ دارالعلوم حقانیہ امین العام جمعیت علماء اسلام پاکستان، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امابعد، عرض ہے کہ آپ کے جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ کا تاریخ ساز اجتماع جو درحقیقت اہل حق کا نمائندہ اور ترجمان اجتماع ہوتا ہے اب تو آنجناب ہی فقط اس ادارہ کے سرپرست ہیں فقط اجتماع کی دعوت کیلئے اسلام آباد حاضر ہوا تھا لیکن تشفی بخش ملاقات نہ ہوسکی رات تک آنجناب کو تلاش کرتا رہا موبائل پر بھی کوشش ناکام رہی بھائی شفیق صاحب سے رابطہ ہوا معلوم ہوا آنجناب راولپنڈی کسی دعوت پر ہیں پھر تقریباً روزانہ ٹیلی فون پر رابطہ کی کوشش کر کر کے بالآخر ناکام ہی رہا تو عریضہ ارسال خدمت ہے۔ براہ کرم شفقت فرماتے ہوئے ۵؍ستمبر اتوار بعد عشاء بیان کیلئے ضرور وقت عنایت فرمادیں۔ ہوائی جہاز پر بھی تشریف لاسکتے ہیں سفرخرچہ ہمیشہ کیطرح جامعہ ادا کریگا۔ ہمارے علاقہ کا نمائندہ اجتماع ہوتا ہے۔ جمعیت کا پلیٹ فارم ہوتا ہے۔ آنحضرت کی تشریف آوری نہایت ہی ضروری ہے ہمارے جمعیت کے کارکنوں میں ایک نئی زندگی آجاتی ہے۔ ہرحال تشریف لائیں۔ نظام الاوقات سے بھی مطلع فرمادیں۔ تاکیدی عرض ہے۔　والسلام　حبیب الرحمان

(۴)

دسمبر ۲۰۱۰ء

بخدمت عالی جناب مخدوم المکرم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض ہے کہ اہل حق کی عظیم طاقت علماء دیوبند کا عظیم کارواں جمعیت علماء اسلام کو صوبہ پنجاب میں منظم کرنے کے لئے جماعت نے بہترین مجلس عاملہ کے ساتھ بندہ عاجز کو ذمہ دار مقرر کیا ہے یہ کام جتنا ہی اہم اور ضروری ہے اتنا ہی سخت مشکل ہے۔ جو اللہ جل جلالہ کے فضل وکرم اور اس کی مدد کے بغیر ناممکن ہے اس لئے آنجناب سے درخواست ہے کہ براہ کرم اپنے مخصوص اوقات، مناجات میں خصوصی دعاؤں میں ضرور یاد فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم کام کی توفیق عطاء فرمائیں۔ ہمت عطاء فرمائیں، آسان فرمائیں۔ خصوصی مدد فرمائیں، اخلاص کامل نصیب فرمائیں۔ اور آنجناب سے درخواست

ہے کہ جمعیت علماء اسلام کی تنظیم کے حوالہ سے بھرپور تعاون وسرپرستی فرماویں۔ اپنی قیمتی ہدایات سے راہنمائی فرمائیں اور عملی طور پر اپنی نمائندگی بھی عطاء فرمائیں۔

مفکر اسلام، شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم مرکزی امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان کی زیر قیادت جمعیت علماء اسلام کے اہداف اور حکمت عملی:

☆ اسلاف واکابرین رحمہم اللہ کی طرز پر دینی بالادستی کو ہرحال قائم رکھتے ہوئے سیاست اسلامیہ کے عمل کو جاری رکھنا نظام اسلام کے نظام کے لئے اہل حق کو منظم کرنا، عوام کو نظام اسلام سے روشناس کرانا۔

☆ اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کے تشخص کو بحال رکھنا، عقائد واعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کی ترویج کرنا۔ تمام فرق باطلہ سے ہٹ کر اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا۔

☆ کسی سخت مجبوری کے پیش نظر وقتی طور پر اتحادی پلیٹ فارم لینا جو بقدر ضرورت ہوگا۔

☆ طویل المدت اتحاد جس سے ہمارے مذہبی تشخص کو نقصان کا خطرہ ہو اس سے احتراز کرنا۔

☆ ملکی سیاست اور تمام سیاسی پالیسیوں میں مذہبی رنگ کے غلبہ کا نمایاں ہونا۔

☆ مساجد، مدارس، علماء اور مسلمانوں کا تحفظ کرنا اور ان کے خلاف ہر سازش پر کھل کر میدان میں آنا۔

☆ اپنے مسلک کی تمام دینی جماعتوں وتنظیموں کے ساتھ تعاون کرنا اور ان کی تائید کرنا مسلک کے تمام اکابرین، جید علماء کرام، مشائخ عظام، دینی مدارس، تبلیغی مراکز اور خانقاہوں سے برابر رابطہ میں رہنا۔ ان سے راہنمائی حاصل کرنا اور ان کی دعائیں لیتے رہنا۔

امید ہے کہ آنجناب اس طرز عمل کو نظر صواب فرمائیں گے اور ہمہ قسم کی سرپرستی سے نوازے گا۔

والسلام مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب
مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ضلع رحیم یار خان

☆☆☆

مولانا حبیب الرحمان قاسمی مدیر ماہنامہ دار العلوم دیوبند

(۱)

۱۰/جولائی ۱۹۸۵ء ۲۲ شوال ۱۴۰۵ھ (ماہنامہ دار العلوم کے پاکستانی خریدار)

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے مزاج سامی بخیر ہوں۔ تحریر طلب امر یہ ہے کہ سابق انتظامیہ دار العلوم دیوبند کے زمانہ میں "ماہنامہ دار العلوم" کے پاکستانی خریداروں کی رقم آنجناب کے پاس جمع ہوتی تھی۔ انتظام میں تبدیلی کے بعد آپکی مصروفیات کی بناء پر اس کا دوسرا نظم کیا گیا۔ لیکن ابتک یہ نہ معلوم ہوسکا کہ آنجناب کے پاس رسالہ کے مد کی کتنی رقم محفوظ ہے اور اسکے وصولیابی کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ امید ہے کہ کرم فرما کر تفصیلات سے بواپسی ڈاک مطلع فرمائیں گے۔ دار العلوم دیوبند کے

ساتھ یہ آنجناب کا زبردست تعاون ہوگا۔حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام اور دعا کی درخواست پہنچا کر ممنون فرمائیں گے۔ والسلام حبیب الرحمان قاسمی مدیر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند

(۲)

اگست ۱۹۸۹ء (کاروان آخرت پر تبصرہ)

کاروان آخرت: یہ کتاب[1] مولانا سمیع الحق ایڈیٹر ماہنامہ الحق و مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ان تاثراتی مقالات اور مضامین کا مجموعہ ہے جس میں موصوف نے کسی اہم علمی دینی یا سیاسی شخصیت کے وفات کے موقع پر سپرد قلم فرمایا تھا اور ان ہی متفرق اور بیسیوں سال کے منتشر فائلوں میں بکھرے ہوئے پھولوں کو مولانا محمد ابراہیم صاحب فانی نے کتابی گلدستہ میں جمع کر کے اہل علم کے سامنے پیش کردیا ہے۔

مولانا سمیع الحق کی تحریریں: مولانا سمیع الحق صاحب جو کچھ لکھتے ہیں بہت خوب لکھتے ہیں ان کی تحریروں میں تحقیق کا وقار، ادب کی چاشنی اور جذب دل کی کشش پورے طور پر محسوس ہوتی ہے۔

اس لئے قوی امید ہے کہ ان مقالات کا یہ مجموعہ علمی حلقوں میں پسند کیا جائے گا۔اور اسماء الرجال سے شغف رکھنے والے شائقین علم اسے نعمت جدید سمجھ کر ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی۔مدیر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند

☆☆☆

جناب حبیب اللہ خان خٹک[2] فاٹا سیکرٹری

۹/اپریل ۱۹۸۸ء (والدہ مرحومہ کی تعزیت)

السلام علیکم! آپ کے والدہ محترمہ کی وفات کا علم ہوا بے شک یہ دن سب کو دیکھنا ہے اس پر ایمان ہے مگر غم و رنج بھی فطری ہیں اور پھر آپ کی والدہ جیسی عظیم ہستی۔اس جدائی پر کون سی آنکھ اشکبار نہیں ہوگی۔میری دعا ہے کہ اللہ پاک مرحومہ کو درجات عالیہ سے نوازے اور آپ سب کو صبر کی توفیق دے۔آپ کو اللہ پاک ان دعاؤں کے اثرات سے ہمیشہ نوازتے رہیں جو وہ آپ کیلئے کرتی رہیں۔

فقط والسلام: نیازمند حبیب اللہ خان (ولد حاجی ناصر خان۔کٹی میانہ رجہانگیرہ) حال امریکہ

---

[1] میرے تعزیتی مضامین کے مجموعہ کاروان آخرت پر مولانا کے ماہنامہ دارالعلوم دیوبند اگست ۱۹۸۹ء میں شائع شدہ تبصرہ

[2] سول سروس پاکستان کے انتہائی علم دوست، خدا ترس، فقیر منش افسر پورا خاندان دارالعلوم اور شیخ الحدیثؒ کے جان نثار۔جہانگیرہ کے قریب موضع کٹی مینہ سے تعلق بیرون ملک بوسنیا اور کوسوو جیسے اہم مقامات پر پاکستان کی طرف سے اہم ذمہ داریاں انجام دیں۔

مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی[1]
جامعہ رشیدیہ ساہیوال

(۱)

۷/جون ۱۹۷۵ء (الرشید کا دارالعلوم دیوبند پر اشاعت خاص)

بحضرۃ المحترم السیّد المکرم دامت برکاتہم ومدت فیوضہم۔ سلام مسنون نیاز مقرون! ترجمان جامعہ رشیدیہ ساہیوال، الرشید، حاضرِ خدمت ونظر سے گزرتا ہوگا۔ عصرِ حاضر میں یہ ایک حقیری علمی خدمت قلمی سعی ناتمام ہے۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف! آئندہ اشاعت خاص دارالعلوم دیوبند شمارہ تجویز وزیرِ ترتیب ہے۔ مکلّف ہوں کہ دارالعلوم دیوبند پر علمی مضمون تاریخی مقالہ تحقیقی وخصوصی بیان برائے الرشید (دارالعلوم نمبر) سپرد قلم فرماتے ہوئے ادارہ کی علمی سرپرستی فرماویں! جناب والا کے اخلاق علمی اور عملی سے متوقع ہوں کہ توجہ سامی وعنایت گرامی سے ادارہ کو متمتع اور اہلِ علم کو مستفیض فرمائیں گے! نیز اپنی رائے گرامی، تبصرہ علی الرشید اور خصوصی نمبر، کے اعلان سے خصوصاً ممنون فرمائیں گے۔ اعلانِ دارالعلوم دیوبند مالا بد منہ!

منظور ہے گذارشِ احوالِ واقعی   اپنا بیانِ حسن طبیعت نہیں مجھے۔

والسلام بالوف الاحترام خادم العلم فاضل حبیب اللہ مدیر اعلیٰ جامعہ رشیدیہ ساہیوال (پاکستان)

(۲)

۴/رج ۲/ مطابق ۱۵/ جون ۱۹۷۵ء (دیوبند پر مضمون لکھنے کا تقاضا)

حضرت المحترم مدیر سلمہ الحق مکرم وزید مجدکم السامی، سلام مسنون نیاز مقرون! والا نامہ باصرہ نواز ہوا یادفرمائی کا شکریہ، آپ کا یہ حق نامہ، تو اسی اشاعت میں شامل کرنے کو جی چاہتا ہے مگر مستقل مقالہ بنام اورادھار ہے۔ اسلئے آں محترم کو مستقل مضمون لکھنا ہی ہوگا۔ انٹرویو بھی ضرور بھجوادیجئے۔ وہ قندِ مکرر ہوگا۔ بہرحال توجہ سامی وعنایت گرامی کا شکریہ پیشگی قبول فرمایئے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سلام مسنون وطلب دعوات کے بعد اگر کوئی اہم پیام لکھوادیں تو ذرہ نوازی ہوگی۔ والسلام

(۳)

۲۸/ اپریل ۱۹۷۶ء (اشاعت خاص پر تبصرہ)

گرامی قدر، حضرۃ المحترم السید المکرم مدیر الحق دامت برکاتہم۔ بعد سلام مسنون! ایک عریضہ پہلے لکھ چکا ہوں۔ آپ کی نظر سے گذرا ہوگا۔ دارالعلوم نمبر پر مفصل تبصرہ تعارف الحق کے ایک پورے صفحہ پر آنا چاہیے۔ آپ توجہ سامی فرمادیں۔ سید نصیب علی شاہ صاحب بخاری[2] نے پنج نمبرات کی فرمائش اور وی پی کا حکم دیا تھا۔ جب ارشاد نصیب شاہ صاحب ۵ نسخہ دارالعلوم نمبر برعایت خاص کہ محصول ڈاک ادارہ نے ادا کردی۔ اور ۱۰ روپے کا خرچہ ادارہ کے نام ڈالا یا گیا اور باقی اصل قیمت، ۲۵ فی نسخہ وی پی کردیا گیا۔ مگر آہ مولوی سید نصیب علی صاحب نے وی پی واپس کردیا انا للہ، اگر شاہ صاحب حکم نہ فرماتے تو ہم کبھی یہ غلطی نہ کرتے۔

۱۔ جامعہ رشیدیہ ساہیوال اور الرشید کے مدیر و مہتمم۔

۲۔ شاہ صاحب فاضل حقانیہ ممبر قومی اسمبلی المرکز الاسلامی بنوں کے بانی۔

مگر آڈر دینے کے بعد دار العلوم کی واپسی پر تعجب وتحیر ہے۔اب ۱۰ روپے جامعہ کا نقصان وخسارہ نا قابل برداشت ہے۔سید نصیب علی شاہ صاحب ۱۰ روپے منی آڈر بنام ادارہ روانہ فرما کر تلافی فرمادیں۔یہ رقم مدرسہ کی ہے شرعی اخلاقی لحاظ سے موصوف کو یہ رقم داخل مدرسہ کرانی چاہیے امید کہ توجہ سامی فرمائینگے۔بحضرت مولانا مدظلہ سلام مسنون، والسلام مخلص: فاضل حبیب اللہ رشیدی غفرللہ لہٗ جامعہ رشیدیہ مدیر الرشید

(۴)

۷/اپریل ۱۹۷۸ء (اقبالی مجرم اور مولانا مدنیؒ)

بحضرۃ السید المحترم مولانا المکرم سلمہ الحق وزید مجدھم السامی، سلام مسنون نیاز مقرون آداب مسنون! راقم خادم آثم عرصہ تین ماہ سے عمرات وزیارات حرمین شریفین کے سفر سے واپس آیا۔بحوالہ ''الحق'' مولانا شیر علی شاہ صاحب سلمہ، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں باصرہ نواز ہوتا رہا۔حضرت شیخ الحدیث مدظلہ تو باالالتزام، بعد العصر ہمارے مجالس سنتے ہیں۔الرشید ''دار العلوم نمبر'' کا نقش ثانی ''مدنی نمبر'' کے نام سے شائع کیا جارہا ہے۔اس عنوان سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ ہر سال اقبالی مجرم ایام اقبال اور اب سال اقبال پر حضرت شیخ سید مدنیؒ کے خلاف مکروہ پراپیگنڈہ محاذ بنا کر علمائے حقانی کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔اور اسکا سرخیل غلام احمد پرویز اور نوائے وقت کے مرزائی کچھ بریلوی حضرات اور کچھ نادان مودودی حضرات ہیں۔ضرورت ہے کہ اسکا نوٹس لیا جائے اور مؤثر مدافعت کی جائے۔جناب اس پر جامع مقالہ تحریر فرمادیں اور متحدہ قومیت سے قطع نظر باقی مسئلہ پر اظہار خیال فرمادیں۔اور حضرت شیخ سید مدنیؒ کی خصوصیات بیان فرمادیں۔اپریل کے اواخر تک مضمون فروری، مئی کی اشاعت ضروری ہے۔امید کہ توجہ سامی فرمائینگے۔بحضرت مخدوم معظم حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سلام مسنون ومضمون واحد۔والدعا خادم العلماء فاضل حبیب اللہ رشیدی مدیر الرشید

(۵)

یکم نومبر ۱۹۷۸ء (الرشید کا مدنی اقبال نمبر)

حضرۃ المحترم مولانا المکرم سلمہ الحق، زید مجدکم السامی، سلام مسنون، الرشید مدنی اقبال نمبر ایک سعی ناتمام حاضر خدمت ہے ابھی دو نسخے رجسٹری کررہا ہوں۔ ایک نسخہ تو دار العلوم کے کتب خانہ کیلئے ہے۔حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں پیش فرما کر سلام دعا کی درخواست۔دوسرا نسخہ جناب کیلئے ہے۔براہ کرم الحق میں مفصل تبصرہ فرما کر ممنون فرمادیں۔ والسلام: فاضل حبیب اللہ رشیدی

(۶)

۱۰/اپریل ۱۹۷۹ء (الرشید سے الحق کا تبادلہ)

حضرۃ المحترم دامت برکاتہم، خیر بخیر، تبصرہ الحق نظر سے گزرا۔جناب والا تبادلہ میں شاید الحق مکتبہ رشیدیہ لاہور بھجوادیتے ہیں۔براہ کرم الرشید کا متبادل پرچہ جامعہ رشیدیہ مدیر الرشید ساہیوال کے نام بھجوایا کریں۔تاکہ اسکے مضامین حقانی سے استفادہ کیا جاسکے امید کہ توجہ سامی فرمائینگے۔حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں نیازمندانہ سلام مسنون عرض کردے۔والسلام خادم العلما ناچیز حبیب اللہ رشیدی مدیر الرشید

(۷)

۲۵ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ، ۱۶/دسمبر ۱۹۷۹ء (رشیدی مرحوم کا سانحہ)

حضرۃ المحترم اخونا المکرم داعی الی الحق زید مجدکم السامی، سلام مسنون نیاز مقرون آداب مسنون! مرشدزادہ کا ارشادنامہ موصولہ، ارسال

خدمت ہے با صرہ نوازی فرمائیے۔ اس توسّل سے دعا کا محتاج ہوں۔ تعزیت نامہ بھی باعث تسکین وتشکر ہوا تھا شاکر وصابر بننے کی سعی کرتا ہوں لیکن پھر کبھی بند ٹوٹ جاتا ہے۔ دراصل ہم کلالہ ہیں عزیزی رشیدی مرحوم میرا حقیقی بھانجہ اور میری بیوی کا سگا بھتیجا اور متبنّیٰ تھا۔ ابتدائی تربیت اور تعلیم یہاں ہی ہوئی۔ عزیز مرحوم کی ایک خالہ اور خالو جو یواین او میں ملازم آجکل یمن صنعا میں تعینات ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونیکی وجہ سے ملازمت بھی اونچی میں منسلک ہیں۔ رشیدیؒ کی خالہ اسکا رشتہ اپنے ہاں کرنا چاہتی تھی اسلئے ہماری قلبی رضا کے بغیر، کراچی اور پھر اعلیٰ تعلیم کیلئے انگلینڈ لے جانے میں غالب آگئے۔ عزیز مرحوم ایک فیکٹری میں منیجر کی حیثیت سے کام بھی کرتا تھا اور ایم بی اے کا کورس کر رہا تھا تین سال سے ہم لوگوں سے جدا تھا۔ آخری سال آکسفورڈ میں داخلہ بھی مل رہا تھا۔

عزیز مرحوم کا خیر وتمنا و پروگرام کہ اس سال حج کر کے وطن واپس ہو کر اور پھر شادی کرونگا۔ اور ایسا کورس کر رہا تا کہ سعودی عرب میں اسکی مانگ بہت رہا ہے انکے خالو کا خیال تھا کہ ملازمت بھی سعودی عرب میں کرینگے۔ ''تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ'' ہیں دل کی رہیں دل میں ہم بھی راقم خادم ناظم مع الخصوص اور عزیزی مرحوم ادعیہ خاصہ کے محتاج ہیں۔ الحق سے زیارت ہو جاتی ہے الحق لاہور کی بجائے ساہیوال جامعہ کے پتہ پر آنا چاہیے۔

حضرت الشیخ والد ماجد مدظلہم العالی کی خدمت میں خادمانہ سلام مسنون دعوات وتسلیمات استدعا بالخیر۔ ہمارے لائق کار خدمت؟ حضرت مولانا الحاج شیر علی صاحب اگر تشریف فرما ہوں تو سلام مسنون۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خادم العلماء ناچیز۔۔۔ حبیب اللہ رشیدی غفرلہ مدیر الجامعہ

(۸)

۱۲۷ فروری ۱۹۸۰ء (صد سالہ اجتماع دیو بند اور مجلّات کی ذمہ داری)

حضرۃ المحترم مدیر الحق دامت برکاتہم، سلام مسنون، دارالعلوم دیو بند کا صد سالہ اجتماع عنقریب انعقاد پذیر ہو رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس خصوصی تقریب پر ملک کا ہر جریدہ خصوصاً دینی و جماعتی جرائد اپنے خصوصی نمبرات شائع فرمایں۔ ''الحق'' دارالعلوم دیو بند کا نمائندہ اور دارالعلوم حقانیہ کا ترجمان ہے الحق کا سب سے زیادہ حق ہے کہ وہ اس تقریب پر خصوصی نمبر شائع کر کے مادر علمی کا حق ادا کرے۔ لقمان حکمت آموختن نہیں۔ بلکہ الدال علی الخیر کفاعلہ کا مصداق ہوں۔ وفی ذلک فلتینا فس الخ مجھے امید کہ آپ خصوصی توجہ سامی فرمائنگے۔

بحضرت شیخ مدظلہ سلام مسنون ومضمون واحد۔ والسلام راقم خادم مدیر الرشید ساہیوال

(۹)

۱۸ اپریل ۱۹۸۰ء (تاریخ دارالعلوم دیو بند)

حضرت السید المحترم اخونا المکرم زید مجدکم السامی، سلام مسنون، اجلاس صد سالہ مبارکباد تاریخ دارالعلوم دیو بند طبع ہو چکی نمونہ تو ملاحظہ فرمالیا تھا۔ جناب نے فرمایا تھا اور اب میں عرض کرتا ہوں کہ کم از کم پانچ صد نسخے سرحد کیلئے اگر صرف طباعت کی لاگت پر اشاعت فرما کر دارالعلوم کی خدمت میں حصہ لیتے ہوئے ماجور ومشکور ہوں۔ فرمائیے کتنے نسخے کس ذریعہ ریل یا ڈاک رجسٹرڈ پارسل بھجواوں؟ جواب طلب مطلوب۔ والسلام

حضرت شیخ مخدوم محترم مولانا مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون عرض کرتے ہوئے دعا کی درخواست۔ مولانا شیر علی شاہ صاحب سے سلام مسنون۔ حضرات واحباب پرسان حال متعارف بزرگوں سے سلام مسنون ہے۔ خادم مخلص فاضل حبیب اللہ مدیر الجامعہ

(۱۰)

۲۴ ربیع ۱۴۰۰ھ (شیخ اسماعیل جالندھری مدنی کا دارالعلوم سے تعاون)

حضرۃ المحترم مولانا المکرم زید مجدکم، سلام مسنون، خیر بخیر، ہمارے صدیق حبیب حاجی شیخ محمد اسماعیل صاحب جالندھری، مدینہ منورہ میں مقیم وخوش نصیب ہیں اور آپ حضرات سے متعارف! انہوں نے راقم ناظم کی معرفت دارالعلوم حقانیہ کیلئے امداد تعلیم القرآن ایک ہزار روپے بھجوائے ہیں ڈرافٹ جناب کے نام بنوا کر ارسال کر رہا ہوں۔ وصول فرما کر مجھے تو حرف اطلاع بخشیں۔ مدینہ منورہ سعودی عربیہ الحاج شیخ محمد اسماعیل فضل دین صندوق البرید نمبر ۳۲ کے پتہ پر رسید مدرسہ باقاعدہ مسجل بھجوادیں تو اچھا ہے تاکہ پہونچ جائے امید کہ توجہ سامی فرمائینگے۔

دارالعلوم کے صد سالہ اجلاس کیلئے جو مساعی بھی فرما رہے ہیں اسمیں مزید سعی فرمادے۔ اور آخر دم تک زیادہ سے فضلاء ومتوسلین کو دارالعلوم پہونچانے میں مددومعاون ہوں۔ ہم نے ایک وفد برسرپرستی مولانا عبدالکبیر صاحب جامعہ اشرفیہ۔۔ حافظ عبدالرشید صاحب ارشد بھجوادیا ہے اغلباً آپ بھی شریک ہونگے۔ ۱۵/۲۰ فروری تک میرے پاسپورٹ کی تکمیل انڈیا اندراج کی امید ہے ویزہ حاصل کرنے کیلئے اسلام آباد آنا ہوگا تو انشاء اللہ عزم ہے کہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی زیارت وعیادت اور آپ حضرات کی ملاقات اور دارالعلوم حقانیہ کی سعادت حاصل کرنے کیلئے اکوڑہ خٹک حاضری دوں، والامر بید اللہ حضرت شیخ مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون۔ استدعا بالخیر۔ اگر ہمارے رفیق صدیق مولانا شیر خدا تشریف فرما ہوں تو سلام مسنون عرض کردیں۔

والسلام: خادم فاضل حبیب اللہ غفرلہ مدیر الجامعہ

(۱۱)

۲۲ مارچ ۱۹۸۲ء (وفاق المدارس کا اجلاس حقانیہ جشن صد سالہ دیوبند کیلئے تیاری)

السید المحترم، مولانا المکرم زید مجدکم! سلام مسنون! خیر بخیر، کراچی زیارت ہوئی تھی۔ پھر ساہیوال آتے ہی ایک حادثہ میں زخمی ہوا کہ تاحال صاحب فراش ہوں۔ وفاق المدارس کے اجلاس دارالعلوم سے مسرت ہوئی تھی کہ آپ حضرات کی زیارت خصوصاً حضرت شیخ مدظلہ اور دارالعلوم کی زیارت سے مشرف ہونے کا موقعہ تھا۔ لیکن اپنی بدقسمتی کہ تاحال حاضری کے قابل نہیں صحن مکان میں بھی صرف اللہ کے سہارے چلنا پھرنا ہوتا ہے اسلئے تاسف وحسرت سے لکھ رہا ہوں کہ انشاء اللہ کوئی نمائندہ ضرور شامل اجلاس ہوگا۔ دارالعلوم دیوبند کیلئے علی الرأس والعین حاضر ہوں اور انشاء اللہ آپ کے پروگرام بنانے تک معیت کا قابل ہوسکونگا انشاء اللہ، وماذالک علی اللہ بعزیز میرا پاسپورٹ جس پر گزشتہ سال سے انڈیا کا اندراج ہے پاسپورٹ شناختی کارڈ ہمارا نمائندہ لیتا آویگا۔ آپ اجتماعی ویزے لگوائینگے اور پروگرام سے باضابطہ بروقت بلکہ قبل از وقت مطلع فرمائینگے۔ مقام اجتماع تو غالباً جامعہ اشرفیہ یا جامعہ مدینہ ہے جہاں بھی ہو مطلع فرمادیں تاکہ بروقت معیت حاصل کرسکوں۔۔۔ ہاں یہ بھی فرمایئے کہ کم از کم کتنی رقم اور زیادہ سے زیادہ کس قدر رقم ہم لے جاسکیں گے کہ دارالعلوم کی کچھ رقم جمع ہے۔ خیال ہے کہ وفد کے ذریعہ رقم متبادل کر کے دارالعلوم پہنچائی جاسکے کہ وہاں۔۔۔ کیمپ دارالعلوم میں بڑی ضروری ہوگی۔ اسلئے مفصل مطلع فرمائیں۔ حضرت شیخ مدظلہ کی خدمت اور مولانا شیر علی صاحب کی خدمت میں سلام مسنون اور استدعا بالخیر۔

والسلام: خادم فاضل حبیب اللہ رشیدی

(۱۲)

۱۲رشوال المکرم مطابق ۲۲؍۱۲ **(مولانا محمد فاضل ایرانی کے داخلہ کی سفارش)**

بحضرۃ سیدنا المحترم مولانا المکرم دامت برکاتہم ودامت فیوضہم، سلام مسنون، نیاز مقرون! طالب خیر مع الخیر ومستمد الدعا، حامل ھذا سید محمد فاضل ایرانی[۱] متعلم جامعہ رشیدیہ، رابعہ، حاضر خدمت حقانیہ ہے کہ اسکے رفقاء حقانی ہیں ہم بخوشی اجازت نامہ کے ساتھ سفارش بھی کرتے ہیں کہ سید محمد نہایت شریف النفس طالب علم ہے۔ جامعہ کے اساتذہ بہت مطمئن اور یہ قابل ومحنتی ہے۔ توجہ سامی سے ذرہ نوازی فرمادیں۔ راقم حرمین شریفین کیلئے پابرکاب ہے دعا کا محتاج ہے۔ جامعہ کیلئے بھی دعا مطلوب ہے۔

فقط راقم آثم خادم العلماء فاضل حبیب اللہ رشیدی الحسینی مدیر الجامعہ وامیر جمعیۃ علماء اسلام

(۱۳)

۱۲محرم الحرام ۵؍۱ **(جامعہ رشیدیہ سالانہ اجتماع)**

بحضرۃ مولانا المحترم زید مجدکم السامی، سلام مسنون نیاز مقرون! جامعہ رشیدیہ میں آپکا محدود مختصر قیام ازسر راہ ہے، قسم کی ملاقات سے زیارت کا شوق مزید پیدا ہوگیا ہے۔ (خدا کرے جلدی زیارت ہو سکے) اسوقت سلام روستائی غرض یہ کہ جامعہ رشیدیہ کا ۲۳واں سالانہ اجلاس بعنوان سیرۃ ختم نبوۃ کانفرنس ۲۹؍۳۰؍۳۱ مارچ ۱۹۷۴ء جمعہ، ہفتہ، اتوار ۴؍۵؍۶ ربیع کو حسب سابقہ منعقد ہورہی ہے۔ رشیدیہ کانفرنس میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی شمولیت ازبس ضرورت خیال کی گئی۔ اخونا المعظم حضرت مولانا محمد عبداللہ شیخ الحدیث کا اصرار اور ہم سب کا تقاضا وتمنا ئیں کہ حضرت والا امسال جامعہ کے سالانہ تبلیغی اجتماع میں ضروری شرکت فرما کر ہماری سرپرستی راہ نمائی فرمائیں۔ جامعہ کے اجتماع میں خصوصیت سے علماء حقانی کو مدعو کیا جاتا ہے اسلئے حقانی عالم کی تشریف آوری ضرور ہوگی۔ حضرت والا کی خدمت میں ہماری طرف سے تسلیمات مسنونہ کے بعد دعوت خصوصی عرض ہے گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ حضرت مولانا مدظلہ ہمارے اکابر کے بقیۃ السلف ہیں۔ اسلئے حضرت والا کسی صورت مایوس نہ فرمائینگے۔ اور جواب باصواب سے مطلع فرمائینگے۔ ان ایام میں ایکدن یارات مطلوب ہے۔ اگر حضرت والا ۳۱؍مارچ اتوار کا دن "تقسیم اسناد" اپنے ہاتھ سے منظور فرمائیں تو عین سعادت وذرہ نوازی ہوگی۔ حضرت مولانا کی یہی خواہش ہے کہ حضرت والا اسناد تقسیم فرمادیں امید کہ ایسا ہی ہوگا۔ والسلام: راقم فاضل حبیب اللہ مدیر الجامعہ

(۱۴)

۲۴؍صفر م ۱۳۹۱ **(مولانا قاری طیب، مولانا اسعد مدنی کا دورۂ پاکستان)**

السید المحترم مولانا المکرم، زید مجدکم السامی، سلام مسنون، نامہ کرم وحق نامہ ملا۔ مافیھا سے مطلع ہوا۔ شکریہ، جزاکم اللہ، اولاتو ھا المسئول عنھا باعلم من السائل والی بات ہے۔ ثانیاً غالباً معلوم ہوگا کہ آج حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ ملتان پشاور اور سیاکوٹ وغیرہ ہوتے ہوئے ۱۰؍جنوری لاہور جامعہ مدینہ ہونگے۔ اور کل جمعہ سے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ جامعہ اشرفیہ لاہور نزول طیبہ فرماچکے ہیں اور آپ جمعہ جلسہ دستار بندی جامعہ اشرفیہ تک لاہور قیام فرمائینگے اور پھر کراچی وغیرہ۔ اگر حالات اور وقت اجازت دیں تو جناب والا لاہور تشریف لے آئیں حضرات گرامی خصوصاً مدیر مسئول دارالعلوم دیوبند سے مستقل ملاقات کر کے یہ مسائل حل کرسکیں اوران

---

[۱] موصوف بحمد اللہ ایران کے علاقہ خراسان میں اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔

سے عہدہ برآ ہو سکیں۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ سے میں نے عرض کیا کہ آپ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی شوریٰ طلب فرمادے اسمیں ایک ایجنڈہ صد سالہ اجلاس دارالعلوم دیو بند بھی ہونا چاہیے۔ حضرت مفتی صاحب جلدی میں شوریٰ وفاق کا اجلاس کرینگے۔

جناب فرماتے ہیں کہ ''کوئی مناسب ہدایت دے سکیں'' اور خود گم۔۔۔ہم نے صرف فضلاء دارالعلوم پاکستان خصوصا قریبی پنجاب کے فضلاء کے پتے فراہم کرنے کی ذمہ داری لی ہوئی تھی اور اسمیں بھی ہم پوری طرح کامیاب نہ ہو سکے کہ صرف پچاس فیصد زندہ فضلاء دارالعلوم دیو بند نے توجہ فرمائی باقی کچھ ویسے مرحوم ہو گئے اور مغفور اور کچھ زندہ بھی درگور ہیں یغفر اللہ لنا ولھم ،ان حالات کے بعد اجتماعی مساعی کیسے ہوں؟ جبکہ بعض حضرات اپنے نام پتے تک نہیں لکھ سکے اور نہ توجہ فرمائی۔ بس ہم نے اپنا فریضہ سمجھتے ہوئے مادر علمی کی ادنی سی ناتمام سعی وخدمت کی۔ کہ سب حضرات اولاً پاسپورٹ بنوائیں اور اسمیں انڈیا اندراج ضروری ،انڈیا اندراج کے بغیر سفر ناممکن۔ جب پاسپورٹ مکمل ہو جائے تو اسلام آباد جا کر ویزہ لگوالیا جائے جو سہل الحصول وتیسر الوصول ہو جاتا ہے ویزہ ایک ماہ کا لگوایا جائے۔ ایک ویزے پر تین مقامات کا نام واجازت نامہ مل سکتا ہے۔ (۴۵ ڈالر کرنسی زرمبادلہ مساوی ۴۵۰ روپے پاکستان) والسلام

بحضرت اقدس مولانا الشیخ عبدالحق صاحب مدظلہ سلام مسنون واستدعا بالخیر۔

☆☆☆

مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید جامعۃ بنوری ٹاؤن کراچی

(۱)

۱۶/دسمبر ۱۹۷۶ء (دادی مرحومہ کی تعزیت)

حضرة الشیخ الموقر الاستاذ سمیع الحق حفظہ اللہ ورعاہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔ وبعد

فقد اطلعت بمکتو بکم باسم فضیلة الشیخ حفظ اللہ علی المصاب الجلیل والرزء الفادح بو فاة جدتکم الکریمة فحزنت به جدا فعظم اللہ أجورکم فلتصبروا ولتحتسبوا فان لِلّٰہ ما أعطی وله ما اخذو کل شیٔ عنده باجل مسمی، وان فی اللہ عزاء من کل مصیبة و خلفا من کل فائت، غفر اللہ لها و نور قبرها و جعل قبرها روضة من ریاض الجنة اللهم اغفرلها وارحمها وأکرم نزلها ووسع مدخلها واغسل خطایاها بالماء والثلج و البرد ونقها من الخطایا کما ینقی الثوب الأبیض من الدنس، اللهم باعد بنیها بین خطایاها کما باعدت بین المشرق و المغرب. وقدمو اتحیاتی و کلماتی الحقیرة الی المصاب فضیلة سیادة الوالد یحفظکم اللہ من کل مصیبة. والسلام علیکم و رحمة اللہ و برکاته. محمد حبیب اللہ مختار

(۲)

گرامی مرتبت زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دعوت نامہ موصول ہو کر باعث عزت افزائی ہوا۔ اللہ جل شانہ آپ حضرات کا حامی

۱؎ مولانا جید عالم دین، مدرس، مصنف، باسلیقہ منتظم، شیخ یوسف بنوری کا ان صفات کی وجہ تقرب خاص حاصل کیا، شرف دامادی سے نوازا، ان کی وفات کے بعد جامعۃ العلوم بنوری ٹاؤن کے اہتمام کی ذمہ داری سنبھالی، کراچی کے فرقہ وارانہ تخریب کاری کے فسادات میں نامعلوم افراد کے ہاتھوں اپنے رفقاء سمیت شہید کر دئے گئے۔ کئی اہم کتابیں صدقہ جاریہ بنائیں۔ خط دادی مرحومہ کی وفات پر تعزیت نامہ ہے۔ (س)

وناصر ہوان دنوں اگر کوئی دوسرا پروگرام نہ ہوا تو حاضر ہوں گا بظاہر وقت دیا ہوا ہے۔ اس وقت کاپی میرے سامنے نہیں ہے۔

والسلام محمد حبیب اللہ

(۳)

برادر محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ ملا یادآوری کا شکریہ تساہل کے باعث خط میں تاخیر ہوگئی معذرت خواہ ہوں۔ مولانا احمد الرحمان صاحب بہودی میں ہیں تاحال تشریف نہیں لائے۔ ممکن ہے جمعہ تک تشریف لے آئیں تو آپ کا پیغام ضرور پہنچا دیا جائیگا انشاء اللہ شائید قبر[۱] باعث انقطاع ہوگئی؟ حضرت مولانا بنوری مدفیضہم کل شام تشریف لا چکے ہیں اور بخیریت ہیں حج تک باہر کا پروگرام ممکن نہیں۔ دعوات صالحہ میں یاد فرمائیں۔ والسلام نیوٹاون کراچی

☆☆☆

مولانا حبیب گل کوہاٹ[۲]

(۱)

۱۹/اگست ۱۹۸۸ء (جمعیۃ کی گروپ بندی ختم کرانے کی کوشش)

محترمی! جناب مولانا سمیع الحق صاحب ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام پاکستان زادعنایۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ ایک عریضہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ جس میں جمعیت علماء اسلام کے آپس کے اختلافات ختم کرنے اور متحدہ طور پر جماعت کے کام سرانجام دینے کے بارہ میں انکی مساعی اور دعا کی درخواست کی گئی تھی۔ اُنہوں نے فرمایا کہ آپ اس عریضہ کا جواب بھیج دینگے۔ کافی انتظار کیا آپ کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ اُس کے بعد میں نے اپنے اجلاس مجلس شوریٰ منعقدہ لاہور میں اتحاد کے بارے میں اپنی اپیل پیش کی۔ اُنہوں نے مجھے اپنی مساعی جاری رکھنے کی اجازت دیدی۔ میں بمعراہی حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب شیخ الحدیث وسید جلال الدین صاحب مہتمم دارالعلوم زرگری (کوہاٹ) حضرت مولانا اجمل قادری صاحب کے ساتھ لاہور میں ملاقی ہوا۔ اور حقیقت حال عرض کی۔ اُنہوں نے ایک مشترکہ میٹنگ لاہور میں تجویز کی۔ لیکن اچانک مولانا فضل الرحمان صاحب لیبیا کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ اُس کے بعد میں بمعیت حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب وسید جلال الدین صاحب راولپنڈی حضرت شیخ الحدیث صاحب درخواستی صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دوسرے دن حضرت مولانا فداء الرحمان صاحب درخواستی اور مولانا محمد اجمل خان صاحب نے بذریعہ ٹیلیفون کوہاٹ کو پیغام بھیجا۔ کہ مصالحت کی بات چیت کے لئے وقت مقرر کیا جائے گا۔ اُس کے بعد حضرت فداء الرحمان صاحب کے ساتھ پشاور میں بہ موجودگی جاوید صاحب بات

---

۱ مولانا عبدالقادر رائپوری مرحوم کے قبر کے منتقلی کے معاملہ کے طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل مفتی احمد الرحمان مرحوم کے مکتوبات کے حاشیہ پر مل سکتی ہے۔ ۲ مولانا مرحوم جمعیت علماء اسلام سرحد کے سرکردہ مخلص رہنماؤں میں سے تھے، جمعیت کے گروپ بندی کے سلسلے میں دونوں جانب سے ایسی کوششیں وقفہ وقفہ سے جاری رہیں

چیت ہوئی۔ اورانہوں نے مجھ سے ایک خط حضرت درخواستی صاحب مدظلہ العالی اور آپ کے نام لے لیا۔ اور فرمایا کہ یہ خط آپکو پہنچادیا جائیگا۔ امید ہے وہ خط آپکو ملا ہوگا۔ لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جناب والا! آپ جیسے فہم وفراست والے عالم سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ آپس کے اختلافات کی وجہ سے آئندہ انتخابات میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور جمعیت کو جو محدود نشستیں حاصل ہورہی ہیں۔ وہ بھی خطرے میں ہونگی۔ اور الیکشن میں آپس کے اختلافات مزید بڑھ جائیں گے۔ اس لئے پُرزور استدعا ہے۔ کہ آپ اس مسئلہ پر جلد از جلد غور فرمادیں۔ اور کسی مقام پر دونوں جانب کے نمائندوں کا ایک اجلاس مقرر کرنے کی اجازت عطا فرمائیں جس میں مولانا فضل الرحمان اور آپکی موجودگی لازمی ہو۔ خدا کرے کہ یہ اختلافات جلد از جلد ختم ہوں۔ مولانا فضل الرحمان۔ امیر نواز ایڈووکیٹ اور سید احمد شاہ گیلانی ان کی جانب سے مقرر ہوئے ہیں۔ آپ بھی تین نمائندے مقرر فرمادیں۔ جس میں آپ کا نام ضرور ہو۔ امید ہے کہ آپ اس عریضہ کا جواب جلد از جلد ارسال فرمادیں گے۔　　والسلام　حبیب گل ٹل کوہاٹ

(۲)

(شیخ الحدیث کی رحلت پر تعزیتی جذبات)

گرامی القدر! مولانا سمیع الحق صاحب سینیٹر و مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک زاد عنایۃ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں گزشتہ جمعرات کے دن شیخ الحدیث صاحب نوراللہ مرقدہ کے جنازہ میں شمولیت کے لئے بمعہ اساتذہ اور طلباء دارالعلوم حاضر ہوا تھا۔ شدت گرما کی وجہ سے آپ سے ملاقات نہ ہوسکی۔ اور نہ ہی سٹیج تک جانے کی سکت رکھتا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث کے انتقال سے ہم ایک علمی سرمایہ سے محروم ہوگئے ہیں۔ مرحوم اکابر دیوبند میں شمار ہوتے تھے۔ اور اُن کی اسلامی، علمی اور سیاسی خدمات اظہر من الشمس تھے۔ مجھ خاکسار پر خصوصیت سے شفقت فرمایا کرتے تھے۔ مرحوم گوناگوں صفات سے مزین تھے۔ موت حق ہے لیکن حضرت کی وفات سے ہم ایک قیمتی سرمایہ سے محروم ہوگئے ہیں۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب، حضرت مولانا شمس الحق افغانی، حضرت مولانا سید گلباد شاہ صاحب، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری اور مفتی اعظم، حضرت مولانا محمود صاحب کی رحلت کے بعد حضرت الشیخ ہمارے لئے اُمیدوں کا مرکز تھے۔ جس سے ہم محروم ہوگئے۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس مرحوم کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمادے۔ اور پسماندگان کو اِس مصیبت عظیم پر صبر کی توفیق عطا فرماوے۔　　والسلام　حبیب گل خادم دارالعلوم عربیہ ٹل و خادم جمعیت علمائے اسلام

☆☆☆

سینیٹر حسن اے شیخ۔ کراچی

(تعزیتی مکتوب پر شکریہ)

۱۹/اپریل ۱۹۸۹ء

مولانا سمیع الحق، سینیٹر، دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، پشاور، جناب مولانا صاحب، میں مودبانہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بیگم ھاجرہ حسن شیخ کے سانحہ پر حد درجہ رنج کا اظہار کیا۔ میں التماس کرتا ہوں کہ آپ مرحومہ کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور انکو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ میں اور میرے خاندان کے تمام لوگ آپکا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

دعا کا طالب حسن شیخ سینیٹر (حسن اے شیخ)

شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان[1] چارسدہ

(۱)

۱۲/۱۰/۸۸ھ مطابق ۱/۱/۱۹۶۹ء (ملاقات نہ ہوسکنے کا صدمہ)

حضرت الاخ المحترم حفظہ اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ بمعہ جمیع خاندان اور احبہ خیر وعافیت سے ہونگے۔ جس رات کو آپ دونوں حضرات ہمارے ہاں تشریف لائے تھے اسکی صبح کو میں لاہور سے واپس چارسدہ پہونچا۔ لیکن میں گھر کی بجائے سیدھا دارالعلوم اتمانزئی گیا۔ دارالعلوم سے واپسی پر جب گھر تقریباً بارہ بجے پہونچا تو گھر والوں سے آپ کے آنے کے متعلق معلوم ہوا۔ آپ کی تشریف آوری کا از حد اور تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مگر آپ کی تکلیف اور آپ کی خدمت کا موقعہ نہ مل جانے پر جو دل کو صدمہ ہوا وہ میں نہیں لکھ سکتا۔ اپنے بھائی سے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ترنگزئی جانے کے بعد جلد واپس گئے ہونگے۔ اسلئے میں ترنگزئی بھی نہ آسکا۔ امید ہے آپ دونوں دوبارہ عندالفرصت چارسدہ آنے کا پروگرام بنائیں گے اور مجھے پہلے سے اطلاع دیں گے۔ رمضان میں خارجی پڑھائی اور تین چار بار قرآن شریف سنانے کیوجہ سے جو دماغی تھکان اور تکلیف محسوس ہورہی تھی اس کی دور کرنے کیلئے اور اساتذہ کرام کی زیارت کرنے کیلئے لاہور گیا ہوا تھا اور پھر جب آٹھویں دن کو واپسی پر آپ کی آمد اور پھر خدمت کا موقعہ نہ ملنے پر جو افسوس ہوا اس سے دوبارہ دماغی سکون کھو بیٹھا امید ہے آپ ناراض نہ ہونگے اور جواب سے میری خوشی کے اسباب مہیا فرمادینگے۔ والسلام

حضرت والد بزرگوار اور برادران محترم اور مولانا شیر علی شاہ صاحب کو تحیہ سلام عرض ہے۔ ازمحمد حسن جان پڑانگ چارسدہ

(۲)

(۱۹۷۰ء میں شیخ الحدیث کی کامیابی پر تبریک، سیکولر پارٹیوں کی جیت میں اکابرین کی بے تدبیری کا دخل)

۱۱رشوال ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۱ردسمبر ۱۹۷۰ء

برادر محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے جناب والا خیر وعافیت سے ہونگے۔ گزشتہ قومی اسمبلی کی تاریخی انتخاب میں جناب کے والد بزرگوار استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی شاندار کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خداوند قدوس اپنے فضل وکرم سے حضرت شیخ الحدیث صاحب کو قومی اسمبلی کی آئین سازی کے سلسلے میں جملہ طاغوتی طاقتوں کے مقابلے میں خصوصی توفیق وعنایتوں سے نوازے۔ آمین

ہمارے علاقے میں نیشنل پارٹی اور جمعیۃ علماء اسلام کے درمیان سخت مقابلہ رہا اور نیشنل پارٹی والے بازاروں اور گلی کوچوں میں علماء کرام کی توہین اور سب وطعن اور دشنام طرازی بلکہ کفریہ باتوں پر اتر آئے تھے صرف سرخ پوش عورتوں کا انتخاب میں حصہ لینے کیوجہ سے غیرت وحیا

---

[1] مولانا جید محقق عالم، مدرس، شیخ الحدیث، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے فارغ التحصیل اور پھر دارالعلوم حقانیہ میں حدیث اور دوسرے اعلیٰ درجہ کی کتابیں پڑھاتے رہے، مردان کے نواب امیر محمد خان نے دارالعلوم اکبر مردان کے نام سے ادارہ قائم کیا اور مولانا کو حقانیہ چھوڑ کر وہاں آنے پر مجبور کیا اس وقت جامع مسجد شاہ فیصل درویش پشاور کے شیخ الحدیث ہیں۔ خطوط کے تکمیلی مراحل میں تھے کہ کسی بد بخت اور نامعلوم قاتل کے ہاتھوں نماز مغرب اور افطار کے وقت پشاور کے وزیر باغ کے علاقہ میں انہیں شہید کیا گیا۔ دوسرے دن قیوم سٹیڈیم میں تاریخی جنازہ ہوا اور پشاور کے باہر جھگڑا کے مقام پر ایک مدرسہ میں سپرد خاک کئے گئے۔ ہماری دوستی اور شناسائی کو نصف صدی پورے ہونے کو ہے اس میں گرمجوشی ۱۹۶۳ء میں میرے پہلے سفر مدینہ منورہ کے دوران آئی ان کے ساتھ جامعہ اسلامیہ مدینہ کے دروس میں اعزازی شرکت کے علاوہ مطالعاتی دورہ میں خیبر وفدک کے سفر میں شرکت اور مدینہ منورہ کے آثار وآثار اُحد وجہاد کی خصوصی رہنمائی ملی، چند سال حقانیہ کی تدریس کے دوران خصوصی قرب ملا، ایران زاہدان وغیرہ کا اکٹھے سفر کرنے کا خوشگوار موقع بھی ملا۔

کے خلاف، ظاہری گنتی میں کامیاب ہوئے لیکن مجموعی طور پر صوبہ سرحد میں جسکو اپنا پایہ تخت سمجھتے رہے ناکام ہوئے جس کیوجہ سے کافی خفا بلکہ ان کی تحریک ختم ہو جانے کا امکان ہے۔

جہاں تک پیپلز پارٹی کی کامیابی ہے تو اس کا سہرا ہمارے چند اکابرین کے سروں پر ہے جو جماعت اسلامی کی مخالفت میں سوشلزم اور ولی خان کی حمایت کرتے رہے بلکہ اپنے اکابرین دیوبند وغیرہ کی بھی خوب خبر گیری کرتے رہے۔ اگر پہلے سے یہ حضرات بھی ہمارے بزرگ محترم آپ کے والد ماجد کیطرح سوشلسٹوں کی بھرپور مخالفت کرتے تو شاید ان کی اتنی کامیابی نہ ہوتی جواب نظر آرہی ہے۔ اب جو ہونا تھا سو ہو گیا مگر اب میرے خیال ناقص میں آپ ان حضرات کو وقتاً فوقتاً اپنے اس علاقے کے متعلق الحق کی وساطت وغیرہ سے معلومات فراہم کرتے رہیے تاکہ وہ کہیں قومی اسمبلی یا باہر میں سوشلسٹوں یا نیشنل والوں کی حمایت نہ کرنے پائیں یہ میری دلی تمنا ہے ورنہ آپ اور ہمارے یہ کامیاب شدہ حضرات اس سلسلے میں کسی کی اطلاع یا معلومات فراہم کرنے کے محتاج نہیں ہیں۔ میں ذاتی طور پر اگرچہ پہلے سے کسی خاص پارٹی سے رسمی طور پر منسلک نہیں رہا اور نہ کہیں عہدہ دار بنا بلکہ تمام علماء کرام کی حمایت واحترام کرتا رہا مگر اس آخری معرکہ میں ناموس اسلام اور مقام علماء کرام کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم سب، اور خاندان، جمعیۃ علماء اسلام کی کامیابی کیلئے ہمہ وقت انتھک محنت اور کوشش کرتے رہے۔ امید ہے آپ میری طرف سے والد بزرگوار کی طرف سے اپنے والد ماجد اور دیگر حلقہ احباب میں ارمغان تہنیت اور عریضہ دعا اور تحیہ آداب وسلام پیش فرمائینگے۔ اخوکم الفقیر محمد حسن جان۔۔۔۔۔۔

نوٹ: مولانا شیر علی شاہ صاحب کو سلام عرض کردیں۔

(۳)

۱۴/۷/۷۱ء (الحق کے پرچوں کا انتظار ○ مولانا عبداللہ کاکاخیل مولانا مطیع الرسول کی دوسری شادی)

برادر محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، زیدت مکارمکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پچھلے دنوں آپکے دونوں برادران محترم کی شادی کے سلسلے میں بالمشافہ ارمغان تھنیت پیش کرنے کیلئے حاضر ہوا تھا آپ نہیں تھے اور حضرۃ شیخ الحدیث صاحب مدظلہم کی زیارت ہوئی۔ امید ہے آپ بالکل خیر وعافیت سے ہونگے۔ عبداللہ صاحب کاکاخیل دوسری شادی کے بعد مصروف رہتے ہیں مجھے تو ان کیطرف سے اس سال صرف ایک خط ملا ہے شاید آپکو زیادہ مل گئے ہوں دوسری شادی کی خواہش ہم تینوں[1] کی تھی تیسرا مولانا مطیع الرسول صاحب ہیں مگر وہ دونوں تو سبقت لے گئے اب میری باری ہے۔ میرے والدین تو راضی ہیں مگر میں خود ابتک انتخاب نہیں کرسکا آپ جیسے مخلص احباب کسی نیک اور قابل اعتماد جگہ میں کراسکتے ہیں امید ہے آپکی تعاون اور نیک مشورہ سے مسئلہ جلد حل ہو جائیگا۔ ''الحق'' کا پرچہ مسلسل آتا رہتا ہے جون کا ملا ہے اور گزشتہ مئی کا نہیں ملا۔ اور جولائی کا امید ہے مل جائیگا پرچہ ارسال کرنے کیلئے آپکا اور ادارے کا از حد ممنون ومشکور ہوں میرے نام اعزازی طور پر الحق کا آنا میرے لئے باعث صد افتخار اور عزت ہے جس کے شکریہ ادا کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ہے ایک بدل اشتراک کی حیثیت سے اس سال کیلئے چندہ ارسال خدمت ہے قبول فرمادیں مئی کا شمارہ اگر موجود ہو تو براہ کرم ارسال فرمادیں تاکہ میرے پاس شمارے پورے اور مسلسل رہیں۔ والد بزرگوار اور برادران محترم اور مولانا شیر علی شاہ صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام وآداب عرض ہے۔ ازفقیر محمد حسن جان پڑانگ چارسدہ

---

[1] تینوں قیام مدینہ کے ساتھی اور بے تکلف دوست تھے، دو کی دوسری شادی کے بعد ہم مولانا مرحوم کو چھیڑا کرتے مگر واقعتاً مولانا کو اپنی باری کا انتظار بھی رہتا مگر حالات نے مساعدۃ نہ کی۔

(۴)

۹۹؍۱۰؍۹۴ بمطابق ۴؍نومبر ۷۴ء　(اپنے استاذ مولانا ادریس کاندھلوی پر مضمون)

فضیلۃ الاخ المحترم مولانا الحاج سمیع الحق المکرم حفظہ اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ اور حضرت مولانا شیخ الحدیث صاحب اور تمام اہل بیت خیر وعافیت سے ہونگے۔ حضرۃ الاستاذ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور پر مضمون ھذا ارسال خدمت ہے، اگر مناسب اشاعت ہو تو الحق کے آئندہ شمارہ میں شائع کرانے سے ازحد ممنون فرمادیں۔ خصوصی عنایت ہوگی۔

والسلام: ازفقیر محمد حسن جان (پڑانگ چارسدہ) حال مقیم دارالعلوم عربیہ ٹل ضلع کوہاٹ

(۵)

یکم اگست ۷۵ء　(شیخ الحدیث کی صحت کیلئے دعائیں)

برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم السامی، تحیۃ عاطرۃ! امید ہے آپ اور حضرۃ العلامہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم اور برادران محترم خیر وعافیت سے ہونگے۔ شیخ الحدیث صاحب کیلئے دعائیں کرتے اور کراتے رہے ہیں۔ انکی صحت کے بارے میں اگر جواباً اطلاع دے سکے تو بڑی کرم نوازی ہوگی۔ مولانا شیر علی شاہ صاحب آچکے ہیں؟ کہ نہیں، امتحان کے بعد شیخ الحدیث صاحب کی زیارت اور آپ اور مولانا شیر علی شاہ صاحب اور دیگر احباب کی ملاقات کیلئے حاضر ہوجانے کی خواہش ہے۔ مولانا عبداللہ صاحب کاکاخیل کے نام آج خط لکھ رہا ہوں کہ ان کا پروگرام کیا ہے؟ حلقہ احباب اور حضرت مولانا صاحب کی خدمت اقدس میں آداب وتسلیمات پیش کرتا ہوں۔

والسلام ازفقیر محمد حسن جان

(۶)

۲۸ فروری ۷۶ء　(مولوی فضل حق[1] ترنگ زئی کے داخلہ کی سفارش)

برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس سے قبل ایک عریضہ ارسال خدمت کرچکا ہوں جسمیں ایک عربی قصیدہ بھی اشاعت کیلئے شامل تھا۔ امید ہے مل گیا ہوگا۔ مولانا ڈاکٹر حبیب الحق صاحب آف ترنگزئی، مولانا سعید الرحمان کا خصوصی دوست بھی ہے۔ اسکا بھائی فضل حق مدرسہ عربیہ رائے ونڈ لاہور میں پڑھتا تھا۔ اب وہ وہاں کی آب وہوا کیوجہ سے پیٹ کے درد کی شکایت میں مبتلا ہوگیا ہے۔ داخلہ کیلئے دارالعلوم حقانیہ آپکے ہاں کی خواہش مند ہے۔ غالباً شرح جامی، دیوان المتنبی وغیرہ پڑھیگا۔ براہ کرم اسکے داخلہ میں آپ سے اعانت کی درخواست ہے۔ زیادہ بجز آرزوئے ملاقات کے کیا لکھونگا۔ والسلام محمد حسن جان حال دارالعلوم عربیہ ٹل ضلع کوہاٹ

(۷)

۱۱؍شوال ۱۳۹۶ھ　(بھتیجے کے داخلہ کی سفارش)

محترم المقام جناب ناظم صاحب، الحاج مولانا سلطان محمود صاحب، زید مجدہ، دارالعلوم حقانیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ خیر عافیت سے ہونگے۔ حامل رقعہ ھذا یعقوب جان میرا بھتیجا ہے دارالعلوم حقانیہ میں دورہ حدیث شریف پڑھنے کا خواہشمند ہے۔ داخلہ کی منظوری دینے سے ممنون فرمادیں۔　والسلام، ازفقیر محمد حسن جان غفرلہ۔۔۔ پڑانگ چارسدہ

---

[1] حالات مولانا محمد اشرف سلیمان پشاور کے حواشی میں ملاحظہ ہو۔

(۸)

(الحق کیلئے نعتیہ قصیدہ در مدح رسول ﷺ [1])

۱۴؍صفر ۹۶ھ

حضرۃ الاخ المکرم مولانا سمیع الحق المحترم حفظہ اللّٰہ ورعاہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،بمناسبۃ ذکر المولد النبوی ﷺ اتشرف بتقدیم ھذہ القصیدۃ المتواضعۃ فی مدحہ ﷺ. فالرجاء التکرم بنشرھا علی صفحات مجلتکم "الحق" الضراء النافعہ فی عددھا القادم، بارک اللّٰہ تعالیٰ فی کفاحھا المتواصل وفی جھودکم المشکورۃ. وان تنوبوا عنی بتقدیم اخلص التسلیمات القلبیۃ الی الشیخ المحترم ، والدکم الحنون ، وعائلتکم الکریمۃ...والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،اخوکم المخلص محمدحسن جان غفرلہ ولابویہ.

خادم علوم الحدیث بدار العلوم العربیۃ ، ٹل کوھاٹ

---

[1]

(مدح خاتم النبیین ﷺ)

حَمْداً لاَ ھلِ الحمد والغُفران　مَلِکٍ حَمیدٍ خالقٍ رحمٰنٍ
ثُمّ الصَّلوۃ علی النبی وآلہٖ　والصَّحب اَھل الخیر والعرفانٖ
اَللّٰہُ خَصَّ نبیَّنا و حَبِیْبَنا　بالمجد والآیات والبرھان
اعطاہ مالم یعط شخصاً غیرہ　ملکاً ولا جنا مع الانسان
فحباہ مولانا الکریم بفضلہ　نوراً مُبیناً آیۃ القرآن
وعد الالہ لحفظہٖ و بقائہ　متحدیاً للناس کل اوان
وسما بہ فوق السمآء وانہ　جبریل صاحبہ لدی السریان
فرآہ حقاً رویۃً فی نورہ　متجلیاً ربی عظیم الشان
ختم النبیین الکرام بذاتہ　وبشرعہ التنسیخ فی الادیان
صلی بھم فی القدس فھو اماھم　اسمٰی بہ شرفاً لدی المنان
ویل لآتٍ بعدہ متنبیاً　کذباً وزوراً مفتر قادیانی
فھو الاخیر قدومہ وکتابہ　وھو القدیم نبوۃً نورانی
وھو الشفیع لدی الالہ وسید　یوم القیمۃ احمد الرحمٰن
والرسل تحت لوائہ فمقامہ　محمود ھم فی اخوف المیدان
احلٰی بہ حوضاً واکثر وارداً　بین الحیاض موارد الظمان
نطق الالہُ بوصفہ وکمالہٖ　فی محکم الآیات والفرقان
سماہ نوراً ھادیاً ومبشراً　للمؤمنین ورحمۃ بحنان
اکرم بذی خُلُقٍ عظیم رأفۃً　وبمھجتی والعرض والولدان
کیف المدیحُ؟ واین شان نبینا؟　من قول واصفہ الذلیل الجانی
صلی علیہ الھنا متوالیاً　بتتابع الایام والاکوان

(ترجمہ قصیدہ)

حمد وتعریف اس ذات کی ہے جو ستائش اور مغفرت والا بادشاہ ستودہ شدہ اور خالق ومہربان ہے۔
اسکے بعد نبی کریم ﷺ پر درود ہو اور ان کی اولاد اور اصحاب پر جو نیک و پارسا تھے۔
خداوند کریم نے ہمارے محبوب پیغمبر کو بڑی عزت اور خصوصی معجزات و دلائل سے نوازا ہے۔
اور ان کو ایسے کمالات دئے جو کسی فرشتہ اور جن و انس کو نہیں دئے۔
ان میں خداوند کریم نے اپنے فضل سے قرآن مجید جیسی کھلی روشن اور بڑا معجزہ دیا ہے۔
جس کی حفاظت اور بقاء کا خود وعدہ کر چکا ہے اور یہ قرآن اپنی خوبیوں میں تمام دنیا کو چیلنج دے رہا ہے۔
اور حضور ﷺ کو آسمانوں کے اوپر لے گیا ہے اور اس سفر کا ساتھی جبریل علیہ السلام تھے۔　(بقیہ اگلے صفحے پر)

(۹)

۳۱ اگست ۱۹۷۷ء (دار العلوم کے لئے چندہ ۝ برکۃ المغازی)

محترم مولانا الحاج ناظم صاحب دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ اور حضرت مہتمم صاحب اور مولانا سمیع الحق صاحب اور دیگر عملہ اور اصحاب کار خیریت وعافیت سے ہونگے۔ شعبان کے آخری یوم کے ایک واقف نے مبلغ ایک صدر روپے دار العلوم کیلئے دیدئے تھے جو ارسال خدمت ہیں براہ کرم اس پتہ پر رسید بھیج دیجئے۔ حکیم عبدالحمید مفتی چوک فوارہ، پشاور صدر الحق کے دفتر کیلئے مولانا سمیع الحق کے ارشاد پر "برکۃ المغازی"[1] تیس عدد نسخے ارسال خدمت ہیں وہ پھر عندالطلب دیگر کتب کیساتھ بھیجدیا کریں گے۔ باقی دعاوسلام اور ارزوئے ملاقات کے علاوہ کیا لکھونگا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب اور مولانا سمیع الحق ،مولانا انوار الحق، مولانا محمد ایوب، مولانا گل رحمان اور دیگر حضرات اور حاضرین کو تحیہ سلام وآداب عرض ہے۔ والسلام،

نوٹ: رمضان المبارک کے مبارک مہینے میں مجھ جیسے نالائق کو بھی اپنی نیک دعاوں میں یاد فرمایا کریں شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں بھی یہی درخواست ہے۔ ازفقیر محمد حسن جان (خطیب جامع مسجد شوگر مل چارسدہ)

(۱۰)

۱۴/۱۰/۱۳۹۸ھ مطابق ۱۷/۹/۱۹۷۸ء (اکبر دار العلوم مردان منتقلی)

برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ اور حضرۃ مولانا صاحب اور دیگر احباب خیر وعافیت سے ہونگے۔ کسی وقت ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہو جاؤنگا انشاء اللہ تعالیٰ، الحق کا پرچہ نہیں ملا۔ براہ کرم آپ اکبر دار العلوم مردان کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر مستقل طور پر باقاعدگی کیساتھ الحق جاری کرنے کیلئے احکامات صادر فرمادیں۔ پہلا پرچہ بذریعہ وی پی ارسال فرمادیں۔ پتہ یہ ہے (مہتمم اکبر دار العلوم ڈاکخانہ شوگر ملز مردان) ازفقیر محمد حسن جان غفرلہ اکبر دار العلوم مردان

(۱۱)

۱۴ شوال ۱۳۹۸ھ (کسی دوست کے مقدمہ میں مشورہ)

برادر محترم مولانا الحاج سمیع الحق زیدہ مجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حامل رقعہ ھذا مولانا فضل کریم صاحب ہمارے مخلص ہیں انکا ایک

اور اپنے عظیم الشان خداوند تعالیٰ کے دیدار سے جونور کے پردوں میں جلوہ افروز تھے، یقیناً مشرف ہوگئے۔
ان کی ذات کریمہ سے انبیائے کرام کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے اوران کی شریعت سے پچھلی شریعتیں منسوخ کرادئے ہیں۔
حضور ﷺ نے بیت المقدس میں تمام انبیائے کرام کی امامت فرمائی ہے، جوخداوند قدوس کے ہاں بہت بڑا اشرف ہے۔
برباد ہووہ جھوٹا قادیانی پیغمبر جوحضور ﷺ کے بعد خدا پر جھوٹ باندھنے لگا ہے۔
حضور ﷺ ہی اپنے آنے اور کتاب کے اعتبار سے پیچھے ہیں، مگر نبوت کے اعتبار سے یہ نورانی ذات والے سب سے پہلے ہیں۔
حضور ﷺ ہی قیامت کے دن شفاعت کبریٰ والے سردار اور خدا کے سب سے زیادہ حمدادا کرنیوالے ہونگے۔
اس ہیبت ناک میدان میں تمام انبیائے کرام حضور ﷺ کے جھنڈے تلے اوران کے مقام محمود کی تعریف کرنے والے ہوں گے۔
پیاسوں کیلئے انبیائے کرام کے حوضوں میں سب سے زیادہ میٹھے حوض والے حضور ﷺ ہونگے جس کے پینے والے بھی بہت ہوں گے۔
خداوند قدوس نے خود ہی حضور ﷺ کے اوصاف وکمالات قرآن مجید کی آیتوں میں بیان فرمادئے ہیں۔
اور حضور ﷺ کونور، ہادی، اور مسلمانوں کیلئے بشارت دینے والا اور بہت بڑی رحمت اور شفقت جیسے ناموں سے یاد فرمایا ہے۔
کیسے عجیب کریمانہ بلند اخلاق والے مشفق ہیں ان پرتو میری جان وعزت اور بچے سب قربان ہوں۔
حضور ﷺ کی مدح کون کرسکتا ہے؟ کہاں حضور ﷺ کی شان اور کہاں ایک عاجز وگنہگار کا کلام۔
اللہ تعالیٰ ان پر ہمیشہ اپنی رحمتیں نازل فرماتے رہیں جب تک دن ورات اور کائنات کا سلسلہ جاری ہو۔

[1] مولانا مرحوم کا بخاری شریف کی کتاب المغازی پر وقیع کتابچہ

مقدمہ تھا جواب فیصلہ ہو گیا ہے لیکن انکو کچھ تردد سا ہے آپ سے مشورہ کریگا۔ پھر آپ اپنی صوابدید کے مطابق انکو سمجھائیں۔ حضرت مہتمم دامت برکاتہم اور آپ کی ملاقات کیلئے دل چاہتا ہے۔ فرصت کے وقت حاضر خدمت ہو جاونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ، ایک دوست کا چندہ بھی ناظم صاحب کے نام ارسال خدمت ہے عارضی رسید حامل رقعہ کے حوالہ کر دیجئے میں انکو بھیجدونگا۔ اور مستقل رسید دارالعلوم کیطرف سے انکو روانہ کر دیجئے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں اور مولانا انوار الحق برادر محمد شفیق اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ والسلام فقیر محمد حسن جان

(۱۲)

۱۳۹۹/۱/۸ھ (حقانیہ کے کتب خانے کی کتابوں سے استفادہ)

برادر محترم حضرۃ مولانا سمیع الحق صاحب زیدت الطافہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ اور جناب قبلہ حضرت مولانا شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم خیر وعافیت سے ہونگے۔ ملاقات کیلئے حاضر ہو جانے کا ازحد اشتیاق رہتا ہے مگر کثرت اسباق اور هجوم مشاغل کی بنا پر یہ آرزو تا ھنوز تشنہ تکمیل ہے۔ دارالعلوم حقانیہ کے کتب خانے کا ایک نسخہ مصطلح الحدیث میرے پاس تا ھنوز باقی ہے اس سے کچھ استفادہ کیلئے ناظم کتب خانہ کی اجازت پر اپنے پاس محفوظ رکھا ہوا ہے، پھر واپس کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ، حضرۃ تھانویؒ کی کتاب ''التلخیصات العشر'' کی چند دن کیلئے ضرورت ہے اگر کتب خانہ میں موجود ہو تو مجھے پھر اطلاع دیجئے تا کہ کسی ذریعہ سے منگوا سکوں۔ تمام حضرات اساتذہ کرام اور شفیق صاحب، خالد صاحب طلبہ کرام کی خدمت میں اور ناظم صاحب اور دیگر احباب کو سلام عرض ہے۔ فقیر محمد حسن جان

(۱۳)

۱۸/جولائی ۱۹۸۰ء (دارالعلوم حقانیہ میں تقرری کے معاملات)

حضرت الاخ المحترم مولانا سمیع الحق المکرم حفظہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ والا نامہ نے محظوظ فرمایا تعزیتی پیغام کا ازحد شکرگزار ہوں مضمون کی طباعت کے وعدہ پر دل سے دعائیں نکلیں فجزاکم اللہ تعالیٰ اس سال حج کے موقع پر شیخ بن باز رئیس مذہبی امور سعودی عرب سے ملاقات ہوئی تھی پھر میری تقرری کے بارے میں گفتگو ہوئی واپسی پر خط آیا کہ اپنی علمی سندات اور دیگر مطلوبہ امور ریاض بھیج دیں چنانچہ بھیج دینے کے بعد مدیر مکتب الدعوۃ لاہور کی طرف سے پیغام آیا کہ تمہاری تقرری شیخ غلام اللہ خان کے مدرسہ راولپنڈی میں ہو گئی میں نے اپنے مدرسے کے لیے لکھا تو ان کی طرف سے وہی بات دوبارہ آئی کہ یہ شیخ کی درخواست پر ہوئی ہے اس سلسلے میں شیخ مرحوم ہمارے ہاں مردان میں بھی آئے اور ان کا ایک مدرس دوبار آیا میں بھی ایک بار راولپنڈی گیا مگر جی نہیں لگتا تھا یہ بڑی داستان ہے شیخ کی وفات کے بعد وہ ضعیف ارادہ بھی تبدیل ہو گیا اور صاف انکار کیا پھر مدیر مکتب الدعوۃ لاہور۔ جو آپ سے بھی مل چکے ہیں دارالعلوم میں، نے دوبارہ لکھا ہے کہ آپ کی تقرری اپنے علاقے میں کردی جائیگی اب معلوم نہیں کہ آپ کے ہاں دارالعلوم حقانیہ میں ہے یا اپنے مدرسے مردان میں۔ دارالعلوم حقانیہ میرا اپنا مدرسہ ہے مگر مردان سے جانے میں بظاہر یہ مدرسہ بند ہو جائیگا دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان کی جامع مسجد میں جمعہ پڑھاتا ہوں وہ بھی بظاہر باقی رہنا مشکل ہے۔ دارالعلوم کی طرف سے مجھے پندرہ 1500 سو اور جامع مسجد کی طرف سے 800 سو روپے تنخواہ اور گھر وغیرہ سہولتیں میسر ہیں اور سال میں تقریباً تین بار بونس شوگر ملز مل جاتی ہے ہر بونس تنخواہ کی برابر ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک مذہبی دارالعلوم کی بقاء اور اپنی بیشمار دینی اور دنیوی مصلحتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مردان چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔ اگر دارالعلوم حقانیہ آنا ہوا تو تنخواہ ان کی طرف سے ملتی رہے گی مگر بند ہو جانے کی صورت میں آپ کی طرف سے کتنی ملے گی نیز شیخ غلام اللہ خان مرحوم نے سعودی تنخواہ

کیساتھ اپنی طرف سے طعام وقیام کے علاوہ مزید پانچ سو روپے دینے کا وعدہ کیا تھا اور اگر اشاعت العلوم اٹک میں رہتا تو شیخ الحدیث میں ہوتا اور نائب بھی میں کسی کو بلا لیتا بہر تقدیر یہ تو ان کی باتیں تھیں جو ختم ہوگئی ہیں۔ نیز میرے پاس دارالعلوم حقانیہ میں کونسی کتابیں ہونگیں میری خواہش یہ ہے کہ بخاری شریف جلد اول کبھی مفتی صاحب اور کبھی میرے پاس اس طرح بخاری جلد دوم متبادل ہوگی۔ ترمذی شریف جلد اول اور ابوداود شریف میں بھی یہ تبادل ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر پورا اعتماد کرتے ہوئے کہہ سکتا ہوں کہ طالب بہت خوش ہونگے آپ سے بے تکلفی کی بنا پر سب باتیں پیش کیں امید ہے جواب باصواب سے مطلع فرمائیں گے۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث حلقہ احباب کی خدمت میں تحفہ سلام منظور ہو۔ نیز ناظم صاحب مولانا سلطان محمود صاحب کو بھی والسلام: از محمد حسن جان شوگر ملز چارسدہ

(۱۴)

۲۸ اگست ۱۹۸۰ء (دارالعلوم واپس آنے میں نواب امیر محمد خان ہوتی رکاوٹ)

محترمی! جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والا نامہ ملا، میں خود حاضر ہونے والا تھا مگر آپ سبقت کر گئے۔ نواب امیر محمد خان[۱] جس نے مجھے دارالعلوم حقانیہ سے پہلے بلایا تھا، وہ کسی صورت میں مجھے نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ ابھی تک اس انتظار میں رہا کہ کسی بہانے سے ان سے رخصت ہو جاؤں۔ اتمام حجت کیلئے میرے بہانے سب کا جواب دے گئے۔ دارالعلوم حقانیہ میرا اپنا مدرسہ ہے جب بھی ان سے کسی طریقے سے نجات حاصل کرونگا تو آپ ہی کے مدرسے میں دینی خدمات اپنے لئے باعث عزت اور افتخار سمجھتا ہوں۔ اگر ان دنوں میں بھی ہو سکے تو پھر بھی آپ ہی کے مدرسے کا خادم ہونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب پوری مسئولیت میرے ذمہ لگادی گئی ہے۔ جو عنداللہ اور عندالناس مجھ سے بازپرس ہوگی۔ والسلام: محمد حسن جان

(۱۵)

۱۱ مئی ۱۹۸۱ء (فری میسن لاج، مسجد میں مدرسہ شاہ فیصل کھولنے کے بارہ میں مشاورت)

حضرۃ الاخ المحترم مولانا سمیع الحق المکرم حفظہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اُمید ہے آپ خیر وعافیت سے ہونگے۔ حضرت مولانا اشرف صاحب۔ اسلامیہ کالج پشاور۔ بدھ کے دن مورخہ 13 مئی بعد از عصر دارالعلوم حقانیہ آنا چاہتے ہیں اور مجھ کو بھی وہاں بلا چکے ہیں۔ وہ جامع مسجد[۲] شاہ فیصل صدر پشاور میں ایک اسلامی مدرسہ کھولنے کے بارے میں آپ سے مشورہ چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ تاریخ مذکور کو دارالعلوم حقانیہ ہی میں رہیں غالباً اس سلسلے میں آپ سے خود بھی وہ رابطہ قائم کر چکے ہونگے یا کرینگے، حلقہ احباب کو تحیہ سلام منظور باد۔

والسلام نیازمند محمد حسن جان

(۱۶)

۱۷ فروری ۱۹۸۵ء (حضرتؒ کی ۱۹۸۵ء میں کامیابی ○ موروثی اور منفی تخریبی سیاست کا خاتمہ ضروری)

برادر محترم حضرۃ مولانا الحاج سمیع الحق صاحب زید مجدہ کمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اُمید ہے آپ اور حضرۃ مولانا شیخ الحدیث

---

[۱] نوابان ہوتی مردان میں سے تھے اپنی یاد میں والد کے نام پر دارالعلوم اکبر قائم کیا۔ مولانا بھی جانے پر مجبور ہوئے مگر جیسا کہ اہل دنیا اور نوابوں کا انجام ہوتا ہے مدرسہ نہ چل سکا۔

[۲] اس کے پس منظر اور فری میسن کے شکنجے سے اس عمارت کو نکال کر مدرسہ کے قیام کی تفصیلات مولانا محمد اشرف مرحوم کے خطوط کے حاشیہ میں ملاحظہ فرماویں۔

صاحب دامت برکاتہم اور جملہ خاندان اور اہل دارالعلوم خیر وعافیت سے ہونگے۔حضرۃ مولانا صاحب کی[1] کامیابی پر تہ دل سے ارمغان تہنیت پیش کرتا ہوں۔یہ فقیر خود اور جملہ اساتذہ کرام اور طلبہ حضرۃ کی کامیابی پر بہت خوش ہیں۔اگر باقی جگہوں میں خصوصاً جنوبی اضلاع میں علماء کرام اپنے علماء کی حمایت کرتے تو دوسرے علماء کرام بھی کامیاب ہوجاتے۔مگر گلہ کس سے کیا جائے موروثی سیاسی اجارہ داری،اور شخص پرستی اور فناء فی لیڈر رہنا اور منفی تخریبی سیاست ختم ہونی چاہئے جو ملک اور ملت کیلئے نقصان دہ ہے۔حضرۃ کی کامیابی سے انشاء اللہ العزیز یہ مذکورہ بالا چیزیں ختم ہوجائیں گی۔ان کی خدمت اقدس میں میری طرف سے اور جملہ اساتذہ اور طلبہ اور اراکین کی طرف سے مبارکباد اور درخواست دعاء پیش کر کے ممنون فرمائیں۔ والسلام محمد حسن جان پشاور صدر

(۱۷)

۳۰/۱۰/۱۴۰۹ھ **(سینٹ اور پارلیمانی جدوجہد کی تحسین)**

سماحة الشيخ مولانا سميع الحق المحترم حفظه اللّٰه تعالىٰ ورعاه،السلام عليكم ورحمة الله وبركاته،لقداستلمت بجيدالمسرات خطابكم الكريم الملئى بالحب والاخلاص والنهانئى القلبية بمناسبة عرفان ابنى ابن اخيكم الفقير عزيزالحسن، فنشكركم على هذه العواطف الروحية والحنان وندعوالله، سبحانه وتعالىٰ، لسماحتكم التقدم والنجاح والفوزفيماتسمون اليه من بث كلمة الحق واعلاء هافى او ساط الحكومة ومجالها والنقدعليهم فيمايخالفون فيه شرع الله تعالىٰ وقيامكم ضدالجمهورية المونثة والوقوف فى وجهها، فبارك الله تعالىٰ فى مساعيكم المشكورة وسدّد خطاكم.فسيرواعلىٰ بركة الله ونحن من وراء كم داعين جاهدين قلبا وقالبا . والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته،

احقوكم الفقير الى اللّٰه محمدحسن جان

(۱۸)

۸/۷/۱۴۲۱ھ **(افغانیوں میں مصالحت)**

حضرة الاخ المحترم مولانا سميع الحق حفظه اللّٰه تعالىٰ، السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته، نرجومنكم المسثور ة مع هو لاء المشائخ الافغانين فى موضوع الصلح بين الفريقى المتحادين فى افغانستان. مولوى محمد گل ومولوى احمد.فانكم على علم وبصيرة وتجربة فى ذلک. والله تعالىٰ يوفقكم لمافيه خيرالاسلام واهله، واخوكم فى اللّٰه، محمدحسن جان پشاور

---

[1] ۱۹۸۵ء کا الیکشن غیر سیاسی بنیاد پر ہوئے، بہت سے علماء پہونچکر اپنی طاقت منوا سکتے تھے مگر وجوہات وہی مانع رہے جسے مکتوب نگار اشارہ کررہے ہیں الحمدللہ حضرت شیخ کامیاب ہوئے احقر بھی سینیٹ میں پہونچا اور نفاذ شریعت کے جدوجہد کا ایک طویل سفر شروع ہوا۔

جناب محمد حسن عسکری صاحب[1]

(۱)

(الحق اور اداریہ کا شدید انتظار)

۱۳ مئی ۱۹۷۰ء

محترمی و مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! چند مہینے ہوئے آپ نے کراچی[2] میں غریب خانے پر تشریف لا کر میری عزت افزائی فرمائی تھی۔ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ میں "الحق" کا باقاعدہ خریدار ہوں۔ لیکن ڈاک کا معاملہ گڑبڑ رہتا ہے۔ اس لئے ایک اور صاحب کے پتے پر منگاتا ہوں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ وہ صاحب اپنے معاملات میں اتنے مصروف ہیں کہ دو دو مہینے ملاقات نہیں ہوتی۔ اور مجھے "الحق" کا شدید انتظار رہتا ہے۔ خصوصاً آپ کا اداریہ پڑھنے کا۔ اگر آپ اپنے دفتر میں پتہ تبدیل کرا دیں تو عین نوازش ہوگی خریداری نمبر ۱۶۳۸ ہے۔ اور پرچہ مسعود وہاب صاحب کے پتے پر آتا ہے۔ اُس کے بجائے میرا مندرجہ بالا پتہ دیا جائے تو مجھے آسانی ہوگی شکریہ۔ علاوہ ازیں، اپریل اور مئی کے پرچے میرے ہی پتے پر روانہ فرما دیجیے۔ ان دو پرچوں کی قیمت میں منی آرڈر سے بھیج دوں گا۔ غالباً ستمبر یا اکتوبر میں میرا چندہ ختم ہوگا۔ آئندہ وی پی میرے ذاتی پتے پر ہی بھیجا جائے۔

دُعاء ہے کہ آپ کا مزاج بخیریت ہو۔ والسلام: نیازمند محمد حسن عسکری

(۲)

(الحق اور بلاخوف اظہار حق نئے افکار اور رجحانات کا لحاظ)

۱۹۷۱ء

محترمی و مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! گرامی نامہ آج ہی ملا۔ نوازش کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے جن الفاظ سے مجھے یاد فرمایا ہے۔ میں اُن کے لائق نہیں۔ میں تو دینی علوم کی ابجد بھی نہیں جانتا۔ بہر حال آپ کا خط بھی آئے تو میرے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک عنایت ہے۔ الحق جب سے شروع ہوا ہے دیکھتا رہا ہوں حقیقت یہ ہے کہ دین کی مدافعت کا کام جیسا "الحق" اور "بینات" نے سرانجام دیا ہے اُسکے برابر کوئی اور رسالہ نہیں پہنچ سکا۔ اپنے اداریوں میں آپ نے ہمیشہ حق کی بات بے خوف کہی ہے اور انصاف اور اعتدال کو کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ پچھلے چند مہینوں کے اداریے خاص طور سے پسند آئے۔ اور سوئیکارنو[3] مرحوم کے بارے میں تو آپ نے دینی حمیت اور دیانت داری کا حق ادا کر دیا ہے۔ کاش کہ یہ خبر بھی آپ کی نظر سے گزری ہوتی اور اپنے اداریے میں اس کا بھی ذکر آپ کر سکتے۔ ابھی سات آٹھ مہینے کی بات ہے کہ سوئیکارنو کی بیٹی کی شادی ہوئی تھی تو انہوں نے اپنے داماد سے کہا تھا۔ " بیٹے "ایک بات نہ بھولنا۔ (سورۃ) والعصر ۔۔ لیکن اُردو اخباروں نے جان بوجھ کر اس خبر کو دبا دیا۔

آپ کے رسالے کی جو خدمت بھی میں کر سکوں میرے لیے سعادتِ دارین کا باعث ہوگا۔ آپ کو کوئی مشورہ دینا چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ لیکن یہ عرض کروں گا کہ رسالے میں ایسے مضامین بھی شامل کیجیے جو انگریزی تعلیم یافتہ لوگ بھی متوجہ ہوں۔ اسکے لئے کسی کاوش کی بھی

---

[1] مایہ ناز ادیب، نقاد، مصنف افسانہ نگار فلسفی محقق، اردو ادب کے اساطین میں سے تھے المتوفی جنوری ۱۹۷۸ء

[2] مولانا محمد تقی عثمانی کی معیت میں

[3] انڈونیشیا کے صدر ڈاکٹر عبدالرحیم سوئیکارنو

ضرورت نہیں، آپ نہایت آسانی سے اس کا انتظام کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ کو علم ہو کہ جن لوگوں نے اچھی مغربی تعلیم پائی ہے۔ وہ کیا پڑھنا چاہتے ہیں۔ گستاخی معاف، آج کل ہمارے بہت سے علماء کا بھی یہ حال ہوتا جارہا ہے کہ انہیں اپنے ہی علوم حقیر معلوم ہونے لگے ہیں دوسری طرف بہت سے "جدید" لوگوں، بلکہ فاسق وفاجر لوگوں کو یہ شوق ہے کہ علماء کو بھی دیکھنا چاہئے کہ یہ کیا کہتے ہیں۔ مگر علماء؟

ع میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلماں ہو گیا۔

<u>پرانے فلسفہ اور اہل فلسفہ کی طرف توجہ</u>: مثلاً آپ کے دار العلوم میں جو فلسفہ پڑھایا جاتا ہے وہی ایک ایسی چیز ہے جس سے ہم لوگ صحیح طور پر واقف ہونا چاہتے ہیں۔ مگر علماء کی طرف سے یہ کہا جارہا ہے کہ پُرانا فلسفہ پڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو از کار رفتہ ہو چکا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ آج کل یورپ میں ابن سینا، شہاب الدین سہروردی مقتول اور ملا صدرا کی کتابیں ترجمہ ہو رہی ہیں۔ اور جس طرح سرسید اور حالی انگریزی شاعری پڑھے بغیر ملٹن کا نام لے کر فخر محسوس کرتے تھے اسی طرح آجکل یورپ کے مصنف ابن سینا اور شہاب الدین مقتول کے نام کی گردان کر رہے ہیں۔ اس کا اثر ہمارے یہاں اتنا شدید ہو رہا ہے کہ "پاکستان ٹائمز" میں کچھ حضرات بار بار لکھ چکے ہیں کہ اصلی اسلام فقہا کے یہاں نہیں، ابن سینا اور شہاب الدین مقتول کے یہاں ہے۔ اس لئے جی چاہتا تھا کہ ہمارے علماء بھی ان موضوعات پر کچھ لکھیں۔ میں نے ایک صاحب سے درخواست بھی کی۔ مگر انہوں نے مجھے گمراہ نہیں تو احمق ضرور سمجھا۔ اور اب تو معاملہ اور بھی نازک ہو چکا ہے کہ ہمارے، بہت سے علماء مغربی علوم کا ماہر مودودی کو سمجھتے ہیں۔ ان حالات میں اس بات کا امکان اور بھی کم ہو گیا ہے۔ کہ جو لوگ مغربیت میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ دینی رسالے پڑھیں۔ بہر حال اگر آپ توجہ فرمائیں اور مسلمان فلسفیوں پر یا فلسفیانہ مباحث پر مضامین شائع کر سکیں تو ہوسکتا ہے کہ مجھ جیسے بے علم لوگ جلد یا بدیر آپ کا رسالہ ڈھونڈتے پھریں۔ اگر آپ زمانے کے بدلتے ہوئے۔ رجحانات کا لحاظ رکھیں تو دین کی خدمت بھی بہتر طریقے سے ہو سکے گی۔ اب تک تو یہی مشہور تھا کہ سائنس نے فلسفے کو ختم کر کے رکھ دیا۔ لیکن پچھلے تین سال سے فلسفہ پھر زور پکڑتا جارہا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس دوران میں طالب علموں کے جو ہنگامے یورپ اور امریکہ میں ہوئے ہیں۔ اُن کے پیچھے یہی نئے فلسفے تھے۔ اگر آپ صرف اتنی بات نظر میں رکھ لیں کہ ان فلسفوں کے مرکزی مباحث کیا ہیں۔ اور ان پر اسلامی نقطۂ نظر سے روشنی ڈالیں تو آپ دین کی بات ایسے حلقوں تک بھی پہنچا سکتے ہیں۔ جو فی الحال دین سے بے اعتنائی برت رہے ہیں۔ آپ کے لئے آسانی یہ ہے کہ سُنا ہے سرحد کے علماء کو منطق اور فلسفہ سے خاص شغف ہے۔

<u>نو مسلم عبدالواحد یحییٰ[1] رینے گینوں فرانس کے عظیم مسلمان مفکر</u>: علاوہ ازیں، ایک بزرگ کا تعارف بھی آپ سے منظور ہے۔ ۱۹۳۰ء کے قریب حضرت مولانا اشرف علیؒ نے فرمایا تھا کہ میری آنکھیں تو یہ دیکھ رہی ہیں کہ اب اسلام کی حفاظت کرنے والے یورپ سے اُٹھیں گے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ فرانس میں ایک عظیم مسلمان مفکر نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ یہ صاحب رینے گینوں ہیں۔ جن کا اسلامی نام عبدالواحد یحییٰ ہے۔ ۱۹۳۷ء میں مصر چلے گئے تھے اور وہیں کی شہریت اختیار کر لی تھی۔ ۱۹۵۲ء میں وفات ہوئی۔ عربی میں اُن کے بارے میں ایک چھوٹی سی کتاب الازہر کے صدر شعبۂ دینیات ڈاکٹر محمود نے لکھی ہے۔ "الفیلسوف المسلم۔ رینے جینون او عبدالواحد یحییٰ" اُن کی کوئی پچیس کتابیں فرانسیسی میں ہیں، مگر مسلمانوں نے اب تک اُن سے استفادہ نہیں کیا حالانکہ فرانس کے بعض باشعور لوگ یہ کہتے ہیں کہ مغرب نے پچھلے چھ سو سال سے اتنا بڑا مفکر پیدا نہیں کیا۔

<u>اہل مغرب کی مشرقی ادیان کے بارہ میں دو سو گمراہیوں کی فہرست</u>: اپنی کتابوں میں انہوں نے سینکڑوں ایسی غلطیوں کی نشان دہی کی ہے

---

[1] نومسلم فرانسیسی عالم اور فلسفی المتوفی ۱۹۵۲ء

جو مغرب کے لوگ اور مغرب زدہ مشرقی لوگ ادیان کے بارے میں کرتے ہیں۔ میں نے ان کتابوں کی مدد سے کوئی دو سو گمراہیوں کی فہرست مرتب کی تھی جو ہمارے یہاں بھی رائج ہو چکی ہیں۔ اور جنہیں دور کئے بغیر انگریزی تعلیم پانے والوں کو دین کی باتیں نہیں سمجھائی جاسکتیں۔ یہ فہرست میں نے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی خدمت میں پیش کی تھی۔ خیال یہ تھا کہ مولوی تقی صاحب اس فہرست کو سامنے رکھ کر اپنے طالب علموں کو ایک خاص قسم کا کورس الگ سے پڑھائیں۔ اس سلسلے میں ایک اور "یادداشت" شیخ عبدالواحد یحیٰ کی کتابوں کی مدد سے میں نے مرتب کی تھی جس میں یونانی فلسفے سے لے کر آج تک کے مغربی فلسفوں کی بنیادی خامیاں جمع کی گئی تھیں۔ کسی وجہ سے یہ کورس چل نہ سکا۔ یا ممکن ہے میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ ہی سرے سے غلط ہو۔ بہر حال میں نے دونوں چیزیں واپس منگالی تھیں۔ بغرض محال آپ کو دلچسپی ہو تو نقل کرا کے آپ کو بھیج دوں۔ یہ ایسی چیزیں ہیں کہ اگر انہیں آپ کے یہاں استعمال کیا جائے تو آہستہ آہستہ اور بھی مواد جمع ہو سکتا ہے، اور آپ کے طلباء کو مغربیت زدہ لوگوں سے بحث و تمحیص میں مدد مل سکتی ہے۔ خط طویل ہو گیا۔ معافی کا خواستگار ہوں۔ دعا ہے کہ آپ بخیریت ہوں، اور دین کی خدمت اسی ثابت قدمی سے کرتے رہیں۔

والسلام خیر الختام نیاز مند محمد حسن عسکری ۵۴۔ کے ۴ کشمیر روڈ، پی ای سی ایچ سوسائٹی، کراچی نمبر ۲۹

چونکہ چھٹیاں ہو گئی ہیں۔ اس لئے ۲۰ اگست تک ہی میں یہاں ہوں۔ پھر لاہور چلا جاؤں گا۔

(۳)

(ٹیلی ویژن مذاکرہ میں پروفیسر حسن عسکری O ڈاکٹر عبادت بریلوی O فیض احمد فیض اور احمد ندیم قاسمی جیسے اساطین ادب کا ماہنامہ الحق کو زبردست خراج تحسین)

مشہور نقاد و ادیب جناب پروفیسر حسن عسکری صاحب مرحوم کے وفات پر ایک تعزیتی پروگرام میں جو ٹیلی ویژن کے قومی پروگرام میں پورے ملک میں نشر ہوا۔ ملک کے بہت سے اہل دانش و ارباب قلم جمع ہو کر مرحوم کی ادبی خدمات کو سراہتے ہوئے اپنے اپنے حالات کا اظہار فرما رہے تھے۔ انہیں جناب ڈاکٹر عبادت بریلوی صاحب پرنسپل اورینٹل کالج لاہور و صدر شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی نے ذکر کیا کہ حسن عسکری صاحب ایسے مستعد اور چاق و چوبند لکھنے والے تھے۔ کہ گویا ہر وقت لکھنے کے لیے آمادہ رہتے تھے، ایک دن ایک نجی مجلس میں جبکہ عبادت بریلوی صاحب کے پاس وہ بیٹھے تھے ڈاکٹر عبادت بریلوی صاحب نے ان سے کہا کہ آپ آج کل ادبی موضوعات پر کچھ نہیں لکھتے حالانکہ پہلے ملک کے مختلف ماہناموں میں لکھتے رہتے تھے۔ اس پر حسن عسکری صاحب نے فرمایا کہ اب نثر لکھنے یا پڑھنے کے مواقع بہت کم ہیں اور یہ کہ لوگوں میں اعلیٰ اَدبی ذوق و شوق مفقود ہو چکا ہے اس لئے کہ موجودہ دور میں ڈائجسٹوں اور سستے ادب کے پرچوں کی بھر مار ہے۔ خالص فنی ادبی تحریروں کو نہ پڑھا جاتا ہے اور نہ ہی ان کی اشاعت ہوتی ہے۔ پھر اسی مجلس میں تھوڑی دیر خاموشی کے بعد فرمایا کہ آپ نے الحق ایک ماہنامہ اکوڑہ خٹک سے نکلتا ہے۔ کبھی پڑھا ہے، اس پر عبادت بریلوی صاحب نے کہا کہ جی نہیں میں نے تو اس پرچے کو نہیں دیکھا ہے۔ اس پر پروفیسر حسن عسکری صاحب نے کہا کہ اکوڑہ خٹک سے ایک اَدبی مذہبی پرچہ نکلتا ہے جو حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے صاحبزادے مولوی سمیع الحق صاحب نکالتے ہیں۔

اس میں اعلیٰ ادبی نثر پڑھنے کو مل جاتی ہے۔ ان تحریروں کا وہی انداز ہوتا ہے۔ کہ جو اب سے تیس سال پہلے مختلف معیاری ادبی پرچوں میں شائع ہوتی تھیں۔ چنانچہ عبادت بریلوی صاحب یہاں فرماتے ہیں کہ انہوں نے حسن عسکری صاحب کے کہنے پر پرچہ پڑھنا شروع کیا اور

انہوں نے پروفیسر حسن عسکری صاحب کے خیال کے عین مطابق پایا۔واضح رہے کہ اس تعزیتی مذاکرہ میں جناب فیض احمد فیض صاحب، جناب احمد ندیم قاسمی صاحب، پروفیسر کرار حسین صاحب جیسے فضلاء ادب بھی موجود ہوتے تھے۔اردوادب کے ایسے اساطین کا الحق کو اتنا بھرپوراجتماعی خراج تحسین پر میں مدیر الحق اور تمام قارئین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (حکیم سید مشرف حسین حسنی۔کراچی)

[محمد حسن مثنیٰ[1] ایڈیٹر روزنامہ پاکستان ٹائمز راولپنڈی]

(۱)

۲۹/مئی ۱۹۷۸ء (الحق کے پرچوں کی طلب)

محترمی تسلیمات۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کے پچھلے دوایک شماروں میں محمد حسن عسکری مرحوم کے متعلق کچھ تحریریں شائع ہوئی ہیں۔اور کسی مضمون کے ساتھ اُن کا ایک خط بھی چھپا ہے۔عسکری مرحوم میرے بڑے بھائی تھے۔"الحق" کے پرچے انہوں نے کراچی میں بڑی احتیاط سے جمع کررکھے تھے۔یہ ایک یا دو پرچے جن میں اُن کے متعلق تحریریں ہیں مجھے بذریعہ وی۔پی۔جلد از جلد روانہ فرما دیجئے عین عنایت ہوگی۔پتہ لکھ رہا ہوں۔ خاکسار محمد حسن مثنیٰ نیوز ایڈیٹر روزنامہ پاکستان ٹائمز راولپنڈی

(۲)

۱۹/جون ۱۹۷۸ء (محراب اور حسن عسکری کی تحریری کاوشیں)

محترمی السلام علیکم!نامۂ گرامی ملا۔اور "الحق" کے چند پرچے بھی میں آپ کا بڑا ممنون ہوں کہ یہ گراں قدر چیزیں بھیجنے کی تکلیف آپ نے کی۔مجھے اس کا احساس ہے کہ آپ کا وقت بڑا قیمتی ہے اور مجھے چھوٹی موٹی بات کے لئے خط نہیں لکھنا چاہیے۔صرف یہ عرض کرنے کیلئے خط لکھ رہا ہوں کہ میرے پہلے خط سے شاید آپ کو یہ تاثر ملا ہے کہ عسکری مرحوم کا میں بڑا بھائی ہوں۔۔۔میں اُن کا چھوٹا بھائی ہوں۔بلکہ مجھے تو یہ سوچ کر بھی شرم آتی ہے کہ اُن کے چھوٹے بھائی میں جو تھوڑا بہت اُن کا فیض صحبت ہونا چاہیے میں اُس سے بھی محروم ہوں۔"الحق" میں عسکری بھائی کا خط اور آپ کا اداریہ بہت خوب ہیں۔انتقال سے مہینہ بھر پہلے لاہور سے کتابی صورت میں پہلا رسالہ "محراب" کا نکلا تھا۔اُس میں عسکری بھائی کی نئی تحریروں کے کوئی ستر اسی صفحات شامل ہیں۔اب یہ رسالہ تقریباً نایاب ہو چکا ہے۔اُس میں اُن کا مضمون "وقت کی راگنی" اور انگریزی اور فرنسیسی کتابوں پر دو تفصیلی تبصرے شامل ہیں۔یہ چاروں اُن کے قلم کی آخری کاوش ہیں۔اس لئے بہت عمدہ ہیں اور مذہبی جذبے سے پُر اگر آپ کی نظر سے "محراب" نہ گزرا ہو تو مجھے دو لفظ لکھ دیجیے میں فوراً روانہ کردوں گا۔آپ جیسے لوگوں کی نظر سے وہ ضرور گزرنا چاہیے۔ والسلام خاکسار محمد حسن مثنیٰ نیوز ایڈیٹر روزنامہ پاکستان ٹائمز راولپنڈی

(۳)

راولپنڈی ۳۰/جون ۱۹۸۰ء (جدیدیت پر تبصرہ کی خواہش)

محترم ایڈیٹر صاحب ماہنامہ "الحق" السلام علیکم!رسالہ "الحق" آپ مجھے اعزازی طور پر بھجواتے ہیں۔پتے میں تھوڑی سی تبدیلی ہوئی

[1] ادیب شہیر جناب حسن عسکریؒ کے بھائی، پاکستان ٹائمز وغیرہ کے ایڈیٹر

ہے۔رسالہ آتا ہے۔تو اُس پر اعزازی نمبر ۲۳۳ لکھا ہوا ہوتا ہے۔اب میں نے پاکستان ٹائمز چھوڑ دیا ہے لہذا پتہ گھر کا استعمال کرتا ہوں۔جو مندرجہ ذیل ہے۔محمد حسن مثنیٰ ، سی۔ایل۔نمبر ۳۰ عصمت مینشن، میورروڈ راولپنڈی

پچھلے مہینے تبصرہ کے لئے محمد حسن عسکری کی "جدیدیت" کی دو جلدیں آپ کی خدمت میں روانہ کروائی تھیں۔"الحق" کے تبصرے کا انتظار رہے گا۔ مخلص محمد حسن مثنیٰ



جناب حسن نثار[1] لاہور

۲۰رجنوری ۲۰۰۱ء

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی خبر اخبارات میں پڑھی۔میں آپ کے غم میں۔برابر کا شریک ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک محترمہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

آمین، آپ کا مخلص حسن نثار



مولانا حافظ حسین احمد
ایم این اے جمعیۃ علماء اسلام کوئٹہ
(خسر مرحوم کی تعزیت)

مولانائے محترم زیدت معالیکم! سلام مسنون! مزاج عالی بخیر! الحق کے تازہ شمارے میں یہ پڑھ کر از حد رنج ہوا کہ آنجناب کے خسر[2] محترم قضاء الٰہی سے دار الفانی سے دار البقاء کیطرف انتقال کر گئے ہیں۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. اگر چہ بندہ کا آپ سے غائبانہ عقیدت ہے لیکن قبل ازیں بھی میں نے ایک خط (متعلق حضرت مدنیؒ) روانہ کیا تھا جس کا آپ نے باوجود عدیم الفرصت ہونے کے جواب دیا تھا۔تو آپ بندہ اور والد صاحب کی طرف سے تعزیت قبول فرمائیں اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔آمین

احقر حسین احمد بن مولانا عرض محمد مہتمم مدرسہ مطلع العلوم بردری روڈ کوئٹہ

---

[1] لاہور کے مشہور صحافی، کالم نویس

[2] ممتاز تاجر اور صاحب خیر الحاج میاں کرم الٰہی پشاور

قاضی حسین احمد[1] جماعت اسلامی

(۱)

(دارالعلوم میں آمد اور خطاب کا ذکر دارالعلوم اور الحق کو خراج تحسین)

۴؍ذی الحج ۱۳۹۸ھ ۶؍نومبر ۱۹۷۸ء

محترمی و مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے ادارے میں آنے اور اپنے نوجوانوں سے مخاطب ہونے کی سعادت بخشی، اس موقع پر آپ کی طرف سے جس گرمجوشی کا مظاہرہ کیا گیا وہ آپ کے خلوص اور حسن ظن کا اظہار تھا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ علمائے حق نے ہر دور میں اسلام کی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں اور آج بھی دے رہے ہیں آپ نے اپنے دارالعلوم کے ذریعے جہاں تشنگان علم کو سیراب کرنے کا انتظام کر رکھا ہے وہیں آپ کا رسالہ الحق دینی حلقوں کو فکری غذا فراہم کرتے ہوئے نہایت ہی مفید کام انجام دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ کے علم میں ہے کہ ۲۱ تا ۳۰ دسمبر اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں ایک بھرپور مہم چلانے کا اہتمام کیا جارہا ہے اس تحریک میں آپ کی شمولیت اور آپ کے تعاون ہی کے نتیجہ میں قوت پیدا ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ ماضی کی طرح اس مرحلہ پر بھی آپ اپنا تاریخ ساز کردار انجام دیں گے۔ آخر میں میں اپنی اس خواہش کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ منصورہ میں تشریف لائیں تا کہ یہاں بھی آپ سے مستفید ہونے کی سعادت حاصل ہوسکے۔ جہاں تک تاریخوں کا معاملہ ہے اپنی آسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے جو تاریخ بھی چاہیں طے فرما کر اطلاع کردیں۔ ہم انشاء اللہ چشم براہ ہونگے۔

والسلام قاضی حسین احمد قیم جماعت اسلامی پاکستان

---

[1] قاضی صاحب معروف سیاسی و تحریکی شخصیت، جماعت اسلامی کیلئے انقلابی اور جوشیلی جدوجہد کرتے کرتے منصب امارت تک پہنچے۔ اپنے سیمابی مزاج کے نتیجہ میں جماعت کو بھی اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ انکا تعلق ہمارے گاؤں سے چند میل کی مسافت پر واقع گاؤں زیارت کا کا صاحب سے ہے۔ بچپن میں جہانگیرہ میں میل جول تعارف اور تعلق پیدا ہوا جو میرا بھی اور قاضی صاحب کا بھی ننھیال ہے اور دونوں گھرانے ایک دوسرے کے پڑوسی دریائے لنڈا سے بالکل لگے ہوئے یہ گھر اور مسجد بچپن کی معصوم شرارتوں اور تگ و تاز کے زد میں ہوتے۔ مسجد کے خطیب و امام معروف دیوبندی عالم مولانا لطف اللہ صاحب ان کے پھوپھا تھے اُن کے ایک نابینا صاحبزادے حافظ افضال اللہ بھی ہمارے ہم عمر تھے۔ اللہ نے بڑی ذہانت اور صلاحیت سے نوازا تھا وہ جماعت اسلامی کے گرویدہ تھے۔ قاضی صاحب پر بھی انکے اثرات پڑے قاضی صاحب سکول سے آتے تو لنڈا دریا مسجد کے جنگلوں کے ساتھ ٹیک لگائے ہمارے مناظرے اور مباحثے شروع ہوجاتے وہ دونوں جماعت کی وکالت کرتے تو ادھر سے جمہور علماء کا موقف اسطرح کانگریس اور اسکے نظریات اکابر دیوبند مولانا حسین احمد مدنی بھی زیر بحث اور زیر نزاع رہتے انکا دفاع کرتے کبھی یہ بحث ہنگامہ میں بدل جاتا۔ دوستی کا یہ آغاز تھا اپنی سیاسی اور پارلیمانی زندگی میں میں دینی سیاسی جماعتوں کے اتحاد کو ہر حال میں ترجیح دیتا تھا۔ عورت کی حکمرانی کے خلاف، شریعت بل کی جدوجہد کیلئے متحدہ شریعت محاذ کی تشکیل پھر متحدہ دینی محاذ، ملی یکجہتی کونسل اور پاک افغان کونسل ان تمام قومی و ملی تحریکات میں میں نے انکو نہ صرف ساتھ بلکہ ایثار و اخلاص سے انکو قائدانہ مقام دیا اور آگے رکھا۔ متحدہ شریعت محاذ جس کے صدر میرے والد گرامی تھے کے سیکرٹری جنرل قاضی صاحب ہی بنائے گئے۔ اس ایثار اور وابستگی کا آغاز ایسے دور میں کیا گیا کہ علماء بالخصوص دیوبندی حلقوں میں جماعت اسلامی کا نام بھی اچھے لفظوں میں لینا اپنے طبقوں میں خود کو گردن زدنی بنانا تھا۔ ان مشترکہ مساعی اور پروگراموں سے بالآخر اس نفرت و تلخی میں کمی آگئی اور مخالف حلقے بھی ساتھ چلنے کو ضروری سمجھنے لگے مگر افسوس کہ جماعت اور اسکے محترم رئیس اپنے تشخص اور انفرادیت کے خول سے نہ نکل سکے اور میری طویل اور تمام مخلصانہ کاوشیں عموماً ہائی جیکنگ کی نظر ہوجاتیں۔ اور اس رویوں کا کلائمکس ایم ایم اے کے آخری ادوار تھے جس کے نتیجہ میں جان بہ لب ایم ایم اے اپنے انجام تک پہنچا۔

(۲)

یکم مئی ۱۹۷۹ء (شیخ الحدیث کی احوال پرسی)

برادرم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پشاور کے ایئرپورٹ پر جس دن ملاقات ہوئی تھی اس دن حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نہیں پہنچ سکے تھے۔ بعد میں معلوم نہیں ہوسکا کہ ان کے نہ پہنچنے کی علت کیا تھی۔ مجھے ان کی صحت کے بارے میں تشویش ہے۔ امید ہے کہ آپ ان کی خدمت عالیہ میں میرا اسلام عرض کریں گے اور میرے لئے دعا کی درخوست کریں گے اور مجھے ان کی صحت کے بارے میں مطلع کریں گے۔ خاکسار حسین احمد

(اس خط کے جواب میں مولانا سمیع الحق صاحب نے جو خط لکھا وہ درج ذیل ہے)

محترم المقام حضرت قاضی صاحب، گرامی نامہ ملا۔ یادفرمائی کا نہایت ممنون ہوں۔ حضرت والد ماجد مدظلہ کی آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے ڈاکٹر نے انہیں روک لیا تھا کوئٹہ میں قومی کمیٹی برائے مدارس کی میٹنگ میں شرکت کے بعد میں کراچی گیا اب بحمد اللہ پچھلے جمعرات کو حضرت گھر پر تشریف لائے ہیں۔ اور قدرے افاقہ ہے آپ کے عنایات اور محبت کا بے حد شکر گزار ہوں۔

(۳)

۲رمئی ۱۹۸۷ء (متحدہ شریعت محاذ کی اپیل)

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ متحدہ شریعت محاذ کی مرکزی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس مورخہ ۱۸راپریل جو مدرسہ فرقانیہ راولپنڈی میں منعقد ہوا میں فیصلہ کیا ہے کہ جمعۃ الوداع ۲۴ر رمضان المبارک مطابق ۲۲رمئی ۱۹۸۷ء کو ملک بھر میں یوم نفاذ شریعت منایا جائے اس دن خطبات جمعہ میں نفاذ شریعت کے دینی فریضہ کے موضوع پر تقریریں کی جائیں اور لوگوں کو بتایا جائے کہ بحیثیت مسلمان ان کا فرض ہے کہ وہ جس معاشرے میں رہتے ہیں اس میں قرآن وسنت کا قانون نافذ کروادیں۔ حکومت کے ٹال مٹول کی پالیسی کو ناکام بنانے اور نفاذ شریعت کیلئے ایک زبردست مہم چلانے کیلئے لوگوں کو تیار کیا جائے۔ اس دن تمام ضلعی صدر مقامات پر بھرپور مظاہرے کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ والسلام قاضی حسین احمد (جنرل سیکرٹری متحدہ شریعت محاذ پاکستان)

مرکزی دفتر متحدہ شریعت محاذ پاکستان ۲۷را ے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

(۴)

۶رجون ۱۹۸۸ء (مولانا عبدالقدوس قاسمی[1] کی وفات)

مکرمی ومحترمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے بڑے بھائی مولانا عبدالقدوس صاحب کی وفات پر آپ کا پیغام میرے لئے تسلی اور ہمت افزائی کا باعث بنا۔ میں اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں۔ والسلام خاکسار حسین احمد

(۵)

۲۲/جنوری ۱۹۹۳ء (کشمیر کی المناک صورتحال پر آل پارٹیز کانفرنس)

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کشمیر جنت نظیر آج ہولناک جہنم کا روپ دھار چکا ہے۔ بھارت کے غاصبانہ قبضہ کے خلاف ہمارے کشمیری بھائیوں کی جدوجہد کو کچلنے کے لیے بھارتی مظالم تمام حدوں کو پھاند گئے ہیں۔ انسانی حقوق کی پامالی

---

[1] دارالعلوم دیوبند کے جید فضلاء میں سے، اسلامیہ کالج پشاور کے شعبۂ عربی واسلامیات کے سربراہ رہے۔

شب وروز کا معمول بن گیا ہے۔کشمیری بہنوں اور بیٹیوں کا دامن عصمت تار تار ہے۔کیا بوڑھے کیا بچے، بھارتی فوج سب کو چھلنی کیے دے رہی ہے۔ ہر کشمیری آگ اور خون کے دریا سے گزر رہا ہے۔ جمہوریت اور انسانی حقوق کی دعویدار بھارتی حکومت بربریت کا ہر ہتھکنڈہ استعمال کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ابھی چند دن پہلے سوپور میں جس طرح انسانوں اور بازاروں کو جلا کر خاکستر کردیا گیا اس نے ظلم کے بدترین ریکارڈ بھی مات کردیئے ہیں۔ایک طرف ہندوستانی فوج کے یہ مظالم ہیں اور دوسری طرف وہ عظیم جدوجہد روز افزوں ہے جو جموں وکشمیر کے مظلوم مسلمان اپنی جان اور آبرو کی حفاظت اور اپنے حق خود ارادیت کے حصول کے لئے کررہے ہیں،اور جس کے لئے انہوں نے جان کی بازی لگادی ہے۔لیکن ستم یہ ہے کہ آزادی کے ان متوالوں اور اپنے جائز دینی اور سیاسی حقوق کے لئے سرگرم جہاد ان فرزندان توحید کو مغرب کے وہی سیاست گر، جو جمہوریت، حقوق انسانی اور حق خود ارادیت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں، علیحدگی پسند (SECESSIONIST) اور تشدد کار (TERRORIST) قرار دے رہے ہیں اور ان کی حمایت کے جرم میں پاکستان کو دہشت گرد قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں۔وقت کا تقاضا ہے کہ ایک طرف کشمیری مجاہدین کی بھرپور پشت پناہی کی جائے اور دوسری طرف عالمی ضمیر کو جھنجھوڑا جائے اور بین الاقوامی قانون، اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کے چارٹر اور بین الملکی معاہدات کے تحت ریاست جموں وکشمیر میں جاری تحریک حق خود ارادیت کی مکمل تائید کی جائے اور کشمیریوں کو ان کا حق دلانے کیلئے ان کی بھرپور امداد کی جائے اور عالمی رائے عامہ کو اس حد تک بیدار کیا جائے کہ جموں وکشمیر کے عوام اپنا حق پالیں۔ ہندوستان اور مغربی اقوام کو بھی دوٹوک الفاظ میں یہ پیغام دینے کی ضرورت ہے کہ مسئلہ کشمیر کا ایک ہی پرامن حل ممکن ہے اور وہ ہے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق عالمی نگرانی میں استصواب رائے اور اس تحریک کی حمایت اور ان مقاصد کے حصول کیلئے پاکستانی قوم اپنے سارے سیاسی اختلافات کے باوجود، متحد اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔اس مقصد کے لئے ہم ہفتہ ۶ فروری ۱۹۹۳ء کو صبح دس بجے ہوٹل آواری لاہور میں ایک روزہ کل جماعتی کشمیر کانفرنس منعقد کررہے ہیں۔تاکہ کشمیر کے حالات ومسائل پر سیر حاصل گفتگو اور تبادلہ خیال ہو سکے،اور ایک متفقہ قومی موقف اختیار کرکے رائے عامہ اور عالمی ضمیر کو بیدار کیا جاسکے۔ مجھے امید ہے کہ اس کانفرنس میں آپ ضرور شرکت فرمائیں گے۔اگر آپ اپنی جماعت کے مزید دو اشخاص کو بھی اپنی صوابدید پر اپنے ہمراہ لانا چاہیں تو ہمارے لیے خوشی کا باعث ہوگا۔آپکے اس تعاون اور رہنمائی کا میں ذاتی طور پر بے انتہا ممنون ہوں گا۔

والسلام: خاکسار　قاضی حسین احمد

(۶)

۱۹ فروری ۱۹۹۳ء　**(اے پی سی میں شرکت کا شکریہ)**

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کل جماعتی کشمیر کانفرنس میں آپ کی شرکت پر میں ایک مرتبہ پھر آپ کا اور آپ کی پارٹی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے پوری توقع ہے کہ ملک کی تمام سیاسی اور دینی جماعتوں کی اس بے مثال یک جہتی سے مسئلہ کشمیر کے حل میں بہت مدد ملے گی۔ ۶ رفروری ۱۹۹۳ء کو منعقد ہونے والی اس کانفرنس میں جو اعلامیہ اور قرارداد منظور کی گئی ان کی نقول اس خط کے ساتھ منسلک ہیں۔　والسلام　خاکسار: قاضی حسین احمد

(۷)

۳۰ نومبر ۱۹۹۴ء　**(مولانا خلیل احمد حامدی کی وفات پر تعزیت)**

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مولانا خلیل احمد حامدی کی المناک وفات کے موقع پر آپ کا تعزیت

نامہ مولانا مرحوم کے اہل خانہ اور ہم سب کے لیے تسلی کا باعث بنا۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ دعا کرتے رہا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے۔ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں انبیاء، صدیقین، شہدا و صالحین کا ساتھ نصیب فرمائے۔ تمام احباب کو ہمارا سلام پہنچایئے۔ خاکسار قاضی حسین احمد

(۸)

(جماعت اسلامی کا اجتماع عام)

محترمی و مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جماعت اسلامی اپنا ۹واں اجتماع عام ۱۰/۹/۸ نومبر ۱۹۹۵ء کو مینار پاکستان لاہور کے سبزہ زار پر کر رہی ہے اس اجتماع عام میں جماعت اسلامی کے ارکان وکارکنان کے علاوہ معاشرے کے تمام طبقات اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے ایسے ہزاروں افراد بھی شرکت کریں گے جو نفاذ شریعت کو استحکام پاکستان کی ضمانت اور اس کیلئے ایک دیانتدار قیادت کی ضرورت کو ناگزیر سمجھتے ہیں۔ پاکستان کو اسلامی مملکت بنانے کے جذبہ سے سرشار لوگوں کا یہ اجتماع ایک منفرد ماحول کا حامل ہوگا۔ جہاں دینی روح جاری وساری ہوگی۔ محبت کے چشمے رواں دواں ہوں گے اور دینی موضوعات اور ملکی مسائل پر فکر انگریز اور روح پرور تقاریر پیش کی جائیں گی۔

یہ اجتماع عام ایک ایسے موقع پر ہو رہا ہے کہ ہر پاکستانی اپنے حکمرانوں کی بے حسی، شکم پروری، قومی خزانے کی لوٹ مار اور امریکی عزائم کے سامنے سر جھکا دینے کے مناظر دیکھ دیکھ کر ناامیدی اور مایوسی کے گرداب میں پھنس چکا ہے سابقہ اور موجودہ حکمرانوں کے انداز کار اور پالیسی کے تسلسل اور اپنے مفادات پر لڑائی نے اسے سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ

☆ کراچی کی آگ کو کون ٹھنڈا کرے گا۔

☆ افغان جہاد کی تاریخی کامیابی کے ثمرات کیسے محفوظ ہونگے۔

☆ کشمیر کی آزادی، ایٹمی ٹیکنالوجی اور معاشی خود کفالت کی منزل کا راہنما کون ہوگا۔

☆ مہنگائی، سیاسی عدم استحکام اور بے حیائی کے کلچر کا خاتمہ کیونکر ہوگا۔

☆ بین الاقوامی مالیاتی اداروں، غیر سرکاری تنظیموں (NGO's) اور کثیر الاقوامی کمپنیوں (MNC's) کے مکر و فریب اور نیو ورلڈ آرڈر کے راستے میں بند کون باندھے گا۔

ان حالات میں ملکی سالمیت، قومی یکجہتی اور عوامی مسائل کے حل کی خاطر کراچی سے خیبر تک کے لاکھوں پر عزم لوگوں کا مینار پاکستان پر اجتماع قوم کو ایک نیا حوصلہ اور امنگ دے گا۔ انشاء اللہ العزیز یہ اجتماع دلوں کے زنگ اتارنے، ولولوں کو تازگی بخشنے، اقامت دین کی تحریک کی سربلندی کا باعث ہوگا۔ اگر آپ پورا وقت یا کچھ وقت ہمارے اجتماع میں گزاریں تو یہ بھی عین ہماری تمنا کے مطابق ہوگا۔ آپ ہم کو مطلع فرمادیں تو ہم اجتماع گاہ میں آپ کے قیام کیلئے خصوصی انتظامات کرنے میں عین مسرت محسوس کریں گے لیکن اگر آپ صرف کسی مخصوص سیشن میں شریک ہونا چاہیں یا صرف اجتماع گاہ کو دیکھنا چاہیں تب بھی ہم بسر و چشم آپ کا استقبال کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری دعوت ضرور قبول فرمائیں گے اور اپنی شرکت کے پروگرام سے ہمیں مطلع کر دیں گے۔ والسلام حسین احمد

(۹)

نومبر ۱۹۹۵ء (آٹھواں اجتماع عام)

محترمی ومکرمی ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ آپ بخیروعافیت ہوں گے جماعت اسلامی پاکستان اپنا آٹھواں اجتماع عام ۸/۹/۱۰رنومبر کو مینار پاکستان لاہور کے میدان میں منعقد کررہی ہے اس اجتماع میں ملک کے گوشہ گوشہ سے ہمارے ہزار ہا کارکن دوست اور عام لوگ شریک ہوں گے پاکستان کو اسلامی مملکت بنانے کے جذبہ سے سرشار لوگوں کا یہ اجتماع ایک منفرد ماحول کا حامل ہوگا جہاں دینی روح جاری وساری ہوگی۔محبت کے چشمے رواں دواں ہوں گے اور دینی موضوعات اور ملکی مسائل پر فکر انگیز وروح پرور تقاریر پیش کی جائیں گی۔میری دلی خواہش ہے کہ آپ اس مبارک اور اہم اجتماع عام میں شرکت فرمائیں اس شرکت سے ہماری برکت وسعادت میں اضافہ ہوگا آپ کو بھی جماعت اسلامی کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملے گا اور اس اجتماع کے دینی ماحول کی برکات میں بھی آپ شریک ہوسکیں گے۔میں اجتماع کا پروگرام منسلک کررہا ہوں اگر آپ پورا وقت یا کچھ وقت ہمارے اجتماع میں گزاریں تو یہ بھی عین ہماری تمنا کے مطابق ہوگا اگر آپ ہم کو مطلع فرمادیں تو ہم اجتماع گاہ میں آپ کے قیام کیلئے خصوصی انتظامات کرنے میں عین مسرت محسوس کریں گے لیکن اگر آپ صرف کسی مخصوص سیشن میں شریک ہونا چاہیں یا صرف اجتماع گاہ کو دیکھنا چاہیں تو بھی ہم بسروچشم آپ کا استقبال کریں گے۔مجھے امید ہے کہ آپ میری دعوت ضرور قبول فرمائیں گے اور اپنی شرکت کے پروگرام سے ہمیں مطلع کردیں گے۔ والسلام حسین احمد

(۱۰)

۳۱رجولائی ۱۹۹۶ء (سی ٹی بی ٹی پر اے پی سی)

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔جماعت اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام سی ٹی بی ٹی (Comprehensive Test Ban Treaty) پر پیپلز پارٹی کی حکومت کی جانب سے دستخط کرنے کا عندیہ دینے اور مسئلہ کشمیر کے پچاس سالہ قومی موقف سے انحراف پر کل جماعتی سربراہی کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے آپ سے شرکت کی درخواست ہے۔

والسلام قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی پاکستان

رابطہ: سید منور حسن سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی پاکستان منصورہ ملتان روڈ لاہور

پروگرام تاریخ ۶راگست ۱۹۹۶ء بروز منگل وقت ۱۰ بجے صبح مقام خورشید ہال آواری ہوٹل لاہور۔

(۱۱)

۳۰رمارچ ۲۰۰۰ء (علماء کے تمام حلقوں میں نظریاتی کونسل کے سفارشات پر یکجہتی کا مظاہرہ)

مکرمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔پاکستان میں سیکولر سیاست کی ناکامی ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس سیکولر سیاست کی پشت پناہی کرنے والی مغربی حکومتیں اوران کے آلہ کار میڈیا کے لئے بھی اس ناکامی کو اعلانیہ تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں رہا۔البتہ پاکستان کی سیاست میں پیدا ہونے والے خلا کو دینی قوتوں کے ذریعے پر ہوتا دیکھ کر یہ ناکام عناصر نئی صف بندی کے لیے کوشاں ہیں اور پرانی سیکولر سیاست کے لئے نیا لبادہ تیار کیا جارہا ہے۔

سیکولرازم کے پشت پناہ عناصر پرانے گھسے پٹے مباحث چھیڑنا چاہتے ہیں۔بالخصوص دینی حلقوں کے اختلافات کو ابھار کر عوام کو ان سے متنفر کرنا چاہتے ہیں۔منصورہ میں گزشتہ دنوں تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والی دینی جماعتوں کے کامیاب اجتماع کے بعد روزنامہ جنگ

نے جوادار یہ لکھا ہے اس میں انہی گھسے پٹے مباحث اور اعتراضات کا اعادہ کیا گیا ہے جس کا مسکت جواب دینی حلقوں کی طرف سے کئی بار دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ لوگ عوام کو گمراہ کرنے کے لئے نئے سرے سے سرگرم عمل ہو گئے ہیں۔ ماضی میں بھی تمام مکاتب فکر کے ۳۱ علمائے کرام نے اپنے ۲۲ مشترکہ نکات طے کر کے ثابت کر دیا تھا کہ اسلامی نظام کے نفاذ میں فروعی اختلافات کوئی رکاوٹ نہیں ہیں۔ موجودہ حالات میں اس اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ علمائے کرام کے تمام حلقے مل جل کر یہ مطالبہ کریں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عملدرآمد کیا جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل میں تمام دینی مکاتب فکر کی نمائندگی ہے، نیز اس کی اب تک طے ہونے والے سفارشات پر کوئی اختلاف بھی نہیں ہے، اس لئے تمام مکاتب فکر کی طرف سے ان سفارشات پر عملدرآمد کا مطالبہ سیکولرازم اور این جی اوز کلچر کے راستے میں بند باندھنے کا سبب ہوگا۔ دین کی سربلندی کے لئے آپ جو مساعی جمیلہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ والسلام قاضی حسین احمد

(۱۲)

۲۴ رمئی ۲۰۰۰ء (افغانستان کے زرعی امکانات کے بارہ میں امیر المومنین ملا عمر کو خط)

مکرمی و محترمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہمارے کچھ دوستوں نے مل جل کر زرعی تحقیق کا ایک ادارہ بنایا ہے۔ وہ افغانستان کو خوراک میں خودکفیل کرنے اور اس کے زرعی امکانات کو بروئے کار لانے کیلئے خدمات سرانجام دینا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ قابل اعتماد ہیں اور خدمت کا حقیقی اسلامی جذبہ رکھتے ہیں۔ میں نے انہیں مشورہ دیا ہے کہ آپ حضرات سے پہلے مشورہ کر لیں اور آپ مناسب سمجھیں تو ہم تینوں مل کر افغانستان کی اسلامی حکومت سے ان کا تعارف کرا دیتے ہیں۔ امیر المؤمنین ملا عمر کے نام منسلکہ خط میں انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا ہے۔ ضرورت ہوگی تو اس کا پشتو ترجمہ کر دیں گے۔ والسلام خاکسار قاضی حسین احمد

(۱۳)

(بنام امیر المومنین ملا عمر صاحب)

Amir-ul-Mumeneen,

Islamic Republic of Afghanistan, Kabul.

Through: Ambassador of Afghanistan in Pakistan, Islamabad.

Subject: <u>REHABILITATION AND DEVELOPMENT OF AGRICULTURE IN AFGHANISTAN</u>

Dear Sir,

On the very outset, we pray for your good self and for our brothers in Afghanistan to be successful in this world and world after wards.

Agricultural Policy formulation in the Islamic countries is mostly the responsility of the government. Participation of the non-government

sector, though vitally needed, in policy making is very scant. Apropos the need for independent and scientific input from experts,we have established Agricultural Policy Studies Institute (APSI) for this noble and important cause. Our struggle is for the uplift of agruculture in Islamic perspective. This is the first and unique Institute of its nature in Pakistan rather in the Islamic World. We have a galaxy of about 383 highly qualified and experienced experts in various disciplines of agruculatre i.e. crop, fruit and vegetable production, livestock, floriculture, forestry and fisheries along with resources development, mobilization and utilization of irrigatin, mechanization, land, plant protection and seed etc.Afghanistan's sufferings in the last two decades have no parallel in the near past. All the sectors of economy including agriculture have been effected. This is an Islamic counrty and needs not only sympathy but also practical assistance especially from Muslim countries. Agriculture is basic for development as it provides all vital needs of food, fibre and shelter along with employment, raw material for the industry and foreign exchange. there is urgent need that Afghanistan is helped to rehabilitate and develop its agricultrue.

Agricultural Policy Studies Insitute feels it a duty as it has the potential to help in this regard apropos possessing expertise and commitment. It is planned to send an identification mission to asses the bench mark situation, lay hand on the problems and appraise the potential for suggesting a practical, economical and efficient strategy for early rehabilitation and development of agriculrture in Afghanistan. The Mission will consist of experts in the disciplines of horticulture, livestock, irrigation and agriculture economics along with a farmer feasibility report will be prepared. APSI will present this report to Islamic Development Bank, FAO, UNDP, World Bank, Asian Development Bank and other donning agencies/countries for financial

help. The Agricultural Policy Studies Institute will ensure implementation with its technical assistance.Now we fervently request your honour to kindly allow us to send the Identfication Mission. After permisssion from your good self, the programme will be finalized through mutual consultations with the concerned authorities in your country and Government of Pakistan. We with to convey our thanks in anticipation. With love and respect,

Yours sincerely,

CHIEF EXECUTIVE

(۱۴)

۱۵/اکتوبر ۲۰۰۰ء (اتحاد امت کانفرنس O شیطانی قوتوں کو اجتماعی قوت سے شکست)

بخدمت محترم و مکرم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ جناب بخیر و عافیت ہوں گے اور دعوت و تبلیغ، تعلیم و تربیت اور امت مسلمہ کی راہنمائی کے عظیم الشان کام میں مصروف جہاد ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں امت مسلمہ کی راہنمائی کے مقام پر فائز فرمایا ہے۔ اس پر بھی ہم اللہ رب العالمین کے شکر گزار ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی عموماً اور مسلمانانِ پاکستان کی خصوصاً اسلام اور دینی قیادت سے وابستگی سچی ہے۔ عوام نے جب بھی ایک طرف دین اور دینی قیادت کو مجتمع پایا اور دوسری طرف لادینیت کو تو دین اور اہل دین کا ساتھ دیا۔ قیام پاکستان کے بعد جب پاکستان کو سیکولر یا سوشلسٹ ریاست بنانے کی کوشش کی گئی، تمام شیطانی طاقتیں اس مقصد کے لئے اپنے بلوں سے نکل آئیں، اپنے اندرونی اور بیرونی وسائل کو لے کر اپنا پورا زور پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانے کے لئے لگا دیا تو اہل دین نے اپنی اجتماعی قوت سے ہی انہیں شکست فاش دی۔ قرارداد مقاصد پاس کرائی۔ آئین پاکستان میں اسلامی دفعات، عقیدہ ختم نبوت، خصوصاً دفعہ 63/62 کو شامل کروا کر سیکولر اور لادین قیادت کا راستہ آئینی طور پر بند کر دیا۔ لیکن افسوس کہ آئینی تبدیلیوں کے باوجود ملک کی باگ ڈور عملاً لادینوں، مفاد پرستوں اور مذبذبین کے ہاتھ میں رہی۔ نتیجتاً ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ نہ ہوا اور قرآن و سنت کی بالادستی قائم نہ ہو سکی۔ اہل دین نے نظریاتی میدان میں کامیابی کے بعد اپنی اجتماعی قوت اور تحریک کے ذریعہ سیکولر، سوشلسٹ اور لبرل گروہ کے شخصی طلسم کو بھی توڑ دیا۔ عرصہ دراز سے باری باری اقتدار پر براجمان لادینوں اور منافقوں کو پبلک کی نظروں سے گرا دیا۔ لیکن کچھ عناصر اس وقت ایک مرتبہ پھر ملک کو سیکولرازم کے راستے پر ڈالنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ جناب محترم! دینی جماعتیں اللہ تعالیٰ کے فرمان، واعتصموا بحبل اللہ جمیعا، کا عملی ثبوت پیش کرتے ہوئے کتاب و سنت، قرارداد مقاصد، آئین پاکستان کی اسلامی دفعات اور ۳۱ علماء کے ۲۲ نکات پر متحد ہیں۔ دینی جماعتوں اور دینی شخصیات کے درمیان ہم آہنگی اور یکجہتی کو مزید قوت فراہم کرنے کی خاطر جماعت اسلامی پاکستان کے سالانہ اجتماع عام ۲۷، ۲۸، ۲۹/اکتوبر کے تیسرے روز اتحاد امت کانفرنس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ اس کانفرنس میں خطاب فرمائیں۔ امید ہے کہ شرکت فرما کر جماعت اور خاکسار کو ممنون فرمائیں گے۔ جناب کے مثبت جواب اور شرکت کی اطلاع کا انتظار رہے گا۔

والسلام آپ کا دینی بھائی قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی پاکستان

(۱۵)

(نظر بند بنام نظر بند O کوہاٹ سب جیل سے خط)

۱۷/نومبر ۲۰۰۱ء ریسٹ ہاؤس (سب جیل کوہاٹ سے)[1]

برادرم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دفاع افغانستان پاکستان کونسل کے اجلاس کی روئداد پڑھ لی۔ آپ گھر میں نظر بند ہیں اور لیاقت بلوچ صاحب کراچی جیل میں ہیں۔ امید ہے آپ نے متبادل انتظام کر رکھا ہوگا تا کہ تحریک جاری رہے۔ پرویز مشرف کا لہجہ دن بدن تلخ تر ہوتا جارہا ہے۔ کچھ تو اس کو دینی طبقہ سے طبعی بغض ہے اور کچھ تحریک کی وجہ سے جھنجھلاہٹ ہے۔ لیکن پاکستان کو اپنے نظریاتی اساس پر قائم رکھنے کیلئے اس سے جان چھڑانا ضروری ہوگیا ہے۔ امید ہے آپ علماء سے رابطہ میں ہونگے۔ دینی قوتوں کے درمیان آپس میں جو قرب پیدا ہوا ہے اس کی حفاظت کرنی ہے۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کی نصرت آئے گی۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ احباب کو سلام عرض کردیں۔ میری ملاقاتوں پر پابندی ہے لیکن چالیس پچاس کا "حفاظتی عملہ" ریسٹ ہاؤس کے سب جیل میں موجود ہے انہی کے ساتھ اچھا وقت گزرتا ہے۔ مطالعے اور عبادت کے لئے اچھا موقع ہے۔ مولانا انوار الحق صاحب اور دوسرے اعزہ و احباب کو میرا سلام عرض کریں۔ والسلام قاضی حسین احمد

(۱۶)

(تیمارداری کا شکریہ)

۱۹/جون ۲۰۰۳ء

محترمی و مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج بخیر ہونگے۔ گزشتہ دنوں دل کی تکلیف کے سبب مجھے چند دن ہسپتال میں زیر علاج رہنا پڑا۔ اس دوران میرے معالجین نے تفصیلی جائزے کے بعد الحمدللہ میرے دل کی حالت کو تسلی بخش قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ سردست آپریشن کی ضرورت نہیں ہے اللہ کا شکر ہے کہ میں اب روبہ صحت ہوں اور اپنی معمول کی سرگرمیاں انجام دے رہا ہوں۔ علالت کے دوران ہسپتال تشریف لاکر، فون، فیکس اور دیگر ذرائع سے جن احباب کے بے شمار پیغامات محبت اور اخلاص بھرے جذبات مجھ تک پہنچے ان میں آپ بھی شامل تھے میں اس تعلق اور محبت پر آپ کا شکر گزار ہوں یہ محض اللہ کا کرم اور اس کا ہم سب پر احسان ہے کہ اس نے ایک دوسرے کی بے لوث محبت ہمارے دلوں میں ڈال دی ہے اور ہمیں وہ باہمی تعلق عطا فرمایا ہے کہ جسے دنیا کے تمام خزانے صرف کر کے بھی حاصل نہیں کیا سکتا اللہ ہمارے درمیان محبتوں کو مزید گہرائی اور وسعت عطا فرمائے اور ہمارے اس تعلق کو انسانیت کے اعلیٰ اقدار کو فروغ دینے کیلئے استعمال کرلے۔ اللہ ہم سب سے وہ کام لے لے جس سے وہ راضی ہوجائے۔

والسلام خاکسار قاضی حسین احمد

(۱۷)

(انس فرحان کی شادی)

۱۷/دسمبر ۲۰۰۳ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہمارے بیٹے ڈاکٹر انس فرحان قاضی کی شادی جناب غیور احمد بنگش کی بیٹی کے ساتھ ہونا قرار پائی ہے اس مبارک تقریب میں آپ کی شرکت ہماری خوشیوں کو دوبالا کردے گی۔ قاضی حسین احمد

---

[1] پاک افغان ڈیفنس کونسل کی افغانستان کے حق اور امریکہ کے خلاف تحریک زوروں پر تھی ہمیں نظر بند کردیا گیا تھا قاضی صاحب نے سب جیل سے کسی کے ہاتھ خط بھیجا۔

(۱۸)

۷ دسمبر ۲۰۰۳ء (معذرت نامہ)

مکرمی ومحترم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے آپ کو ہمارے بیٹے ڈاکٹر انس فرحان قاضی کی تقریب شادی کا دعوت نامہ مل چکا ہوگا۔مختلف دوستوں کی توجہ دلانے اور ملکی معاشی صورت حال کے پیش نظر ہم نے ولیمہ کی تقریب منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس دعوت پر اٹھنے والے متوقع اخراجات کا چیک چیر مین الخدمت فاؤنڈیشن جناب لیاقت بلوچ کو پیش کردیا ہے تاکہ وہ یہ رقم غریب اور یتیم بچیوں کی شادیوں کے اخراجات کیلئے استعمال کرلیں۔آپ سے التماس ہے کہ آپ ہمیں اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔امید ہے آپ بخیر ہونگے۔ والسلام قاضی حسین احمد واہلیہ

(۱۹)

۱۲ اگست ۲۰۰۴ء (ہمشیرہ کے انتقال پر تعزیت کا شکریہ)

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔میری بڑی ہمشیرہ کے انتقال پر آپ کا پیغام تعزیت ہمارے خاندان کیلئے باعث تقویت وتسلی بنا۔میں اپنی طرف سے اور اپنے پورے خاندان کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کیلئے دعا گو ہوں۔مرحومہ ایک عبادت گزار اور خادم خلق خاتون تھیں انہوں نے پوری زندگی قرآن کریم کی تعلیم وتعلم میں بسر کی۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومہ کی حسنات کو قبول فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اپنے مقرب بندوں کی معیت عطا فرمائے آمین۔اس موقع پر ہمارے لئے باعث تقویت اور تسلی ہونے پر ہم آپ کیلئے اللہ سے بہترین اجر کے خواستگار ہیں۔

والسلام قاضی حسین احمد

(۲۰)

۱۴ دسمبر ۲۰۰۴ء (میاں نعمان جاوید کی صاحبزادی کی شادی)

برادر محترم ومکرم۔مولانا سمیع الحق صاحب،السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔امید ہے آپ کے مزاج بخیر ہوں گے۔پروفیسر محمد امین جاوید صاحب میرے بہت عزیز دوست ہیں۔انکے صاحبزادے عزیزم میاں نعمان جاوید کی صاحبزادی کی شادی کی پرمسرت تقریب (بتاریخ 25 دسمبر) کا دعوت نامہ منسلک ہے۔ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ اس پُرمسرت تقریب کو ضرور رونق بخشیں۔اس طرح خوشی کے اس موقع پر احباب کو مل بیٹھنے کا موقع بھی مل جائے گا اور ملکی حالات ومعاملات پر تبادلہ خیال بھی ہوجائے گا۔امید ہے آپ اپنی مصروفیات میں سے اس تقریب میں شرکت کے لئے ضرور وقت نکالیں گے۔اس کے لئے ذاتی طور پر ممنوں ہوں گا۔ والسلام (قاضی حسین احمد)

(۲۱)

محترم مولانا صاحب۔کراچی کے واقعات کا ذکر کردیں۔ قاضی حسین احمد

آل پارٹی حرمت قرآن کانفرنس[۱] میں میرے خطاب کے دوران دیا) ۲۶ رجون ۲۰۰۵ء ہالی ڈے ان اسلام آباد میں کراچی میں علماء اور دینی کارکنوں کے قتل کی طرف اشارہ

---

[۱] جماعۃ الدعوۃ کی طرف سے مغرب میں قرآن کی توہین کے سلسلہ میں بلائے گئے۔

(۲۲)

۱۸ مئی ۲۰۰۵ء (ایم ایم اے کا جاری کردہ معاشی تجزیہ از شاہد حسن صدیقی)

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ پاکستان کی موجودہ معاشی صورت حال کے حقیقت پسندانہ تجزیہ پر مبنی دستاویز Pakistan : Economic Growth and Stabilization Myth or Reality ارسال خدمت ہے۔ یہ معاشی تجزیہ متحدہ مجلس عمل پاکستان کی طرف سے جاری کیا جارہا ہے اور اسے ملک کے معروف اور ممتاز ماہر معیشت محترم ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی نے ترتیب دیا ہے۔ کیا ہم فی الواقع معاشی استحکام اور ارتقاء کی راہوں پر گامزن ہیں یا اصل حقائق ہمارے سامنے کوئی دوسری تصویر پیش کر رہے ہیں۔ اس کتاب میں اسی اہم سوال کا دلائل وشواہد اور مستند اعداد وشمار کی روشنی میں جواب دیا گیا ہے۔ یہ تنقید برائے تنقید پر مبنی کوئی دستاویز نہیں بلکہ یہ حالات کے صحیح تجزیہ اور متبادل تجاویز پر مبنی ایک ایسی دستاویز ہے۔ جو ماہرین معیشت اور صاحبان فہم وفراست تک متحدہ مجلس عمل کے صحیح موقف کی بھرپور نمائندگی کرے گی۔ براہ مہربانی اس کتاب کے سلسلہ میں اپنی قیمتی آراء سے بھی مستفید فرمائیں۔ شکریہ قاضی حسین احمد

(۲۳)

۱۷ اگست ۲۰۰۵ء (قومی کنونشن)

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پاکستان اس وقت اپنی تاریخ کے نازک ترین دور اور شدید ترین بحران سے گزر رہا ہے حالات کا تقاضہ ہے کہ صرف سیاسی ودینی جماعتوں کے رہنما ہی نہیں ملک کے تمام محب وطن صاحبان فہم وفراست علمائے کرام نامور وکلاء، ریٹائرڈ جج حضرات، ریٹائرڈ عسکری شخصیات، مدیران جرائد، اہل قلم، کالم نگار اور دیگر اہم قومی شخصیات مل بیٹھیں اور پاکستان کی سالمیت وبقاء، آئین کی حکمرانی، پارلیمنٹ کی بالادستی، فوجی اقتدار کے خاتمے، آزادانہ، منصفانہ الیکشن کے انعقاد، اپوزیشن کے مشورہ سے بااختیار وغیر جانبدار الیکشن کمشنر کے تقرر، مدارس ومساجد کے خلاف اقدامات کے خاتمہ اور ظلم وناانصافی اور کرپشن کے شکنجے کو توڑ کر اقتدار واختیار عوام کے ہاتھوں میں منتقل کرنے کا لائحہ عمل تیار کریں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس اہم قومی کنونشن میں حسب پروگرام شرکت فرما کر اپنے خیالات وتجربات کی روشنی میں قومی لائحہ عمل کو خوب سے خوب تر بنانے میں اپنا کردار ادا فرمائیں۔

والسلام، (قاضی حسین احمد)

(۲۴)

۷ دسمبر ۲۰۰۶ء (حقوق نسواں بل میں حدود اللہ کی پائمالی)

مکرمی ومحترمی سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ سے ایک دیرینہ قلبی تعلق کی بناء پر نہایت اخلاص ودردمندی اور جذبہ خیرخواہی کے ساتھ چند سطور آپ کی توجہ کے لیے تحریر کر رہا ہوں۔ مجھے یہ کامل احساس ہے کہ آپ الحمدللہ اسلام پر کامل یقین رکھتے ہیں اور جانتے بوجھتے ہوئے کسی "ایسی قانون سازی" کا حصہ نہیں بن سکتے جو قرآن وسنت کے منافی ہو۔ یہ حقیقت بھی آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرآن وسنت کی تشریح کا حق اسے ہی پہنچتا ہے جو قرآن وسنت کا علم رکھتا ہو۔ ظاہر ہے کہ قرآن وسنت کی تشریح علمائے کرام ہی کر سکتے ہیں۔

15 نومبر 2006ء کو پارلیمنٹ سے منظور ہونے والے تحفظ حقوق نسواں بل کو ملک بھر کے تمام علمائے کرام نے مکمل طور پر مسترد کر دیا ہے۔

ان میں ہر مکتب فکر کے جید علمائے کرام شامل ہیں۔ جامعہ نعیمیہ لاہور میں اہلسنت والجماعت اور جامعہ اشرفیہ لاہور سمیت کراچی اور ملک کے دیگر شہروں کے ہر مکتب فکر کے علمائے کرام نے ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو کر اس بل کو قرآن وسنت کے منافی قرار دیا ہے۔ اسی طرح اہل تشیع اور اہل حدیث علمائے کرام کے فتوے بھی سامنے آچکے ہیں۔ نیز پاکستان کے جید اور ممتاز علمائے کرام جن کی کمیٹی خود حکومت نے بنائی تھی اور جن کے ساتھ مجوزہ ترامیم کے مسودے پر محترم چوہدری شجاعت حسین، چوہدری پرویز الٰہی اور نصر اللہ دریشک صاحبان نے دستخط کر کے معاہدہ کیا تھا۔ وہ بھی متفقہ طور پر کہہ چکے ہیں کہ ہماری ترامیم کو بل میں شامل نہیں کیا گیا اور اس طرح یہ بل قرآن وسنت کے مکمل منافی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی حکومت کے ساتھ یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ اسے اپنی قانون سازی کے حق میں ایک بھی عالم دین نہیں ملا (اسلامی نظریاتی کونسل میں کوئی قابل ذکر عالم دین شامل نہیں اور اس کونسل کو تمام علمائے کرام پہلے ہی مسترد کر چکے ہیں)

میں آپ کی خدمت میں محترم جسٹس (ر) مولانا محمد تقی عثمانی اور مفتی منیب الرحمٰن (جو حکومتی کمیٹی کے اہم اراکین اور ممتاز علمائے دین ہیں) اور دیگر علمائے کرام کی تحریروں پر مشتمل پمفلٹ اس گزارش کے ساتھ بھیج رہا ہوں کہ آپ ان کا مطالعہ کریں اور بالخصوص ہمارے وہ بھائی جنہوں نے مخالفت کرنے، بائیکاٹ کرنے یا عملاً اجلاس سے غیر حاضر رہنے کی بجائے کسی وجہ سے بل کی حمایت کی ہے۔ یہ غور فرمائیں کہ بلا مطالعہ اور بلا سوچے سمجھے حمایت اور تائید کرنے کے بعد آپ ملک بالخصوص اپنے حلقہ انتخاب کے عوام، ملک کی کروڑوں عفت مآب خواتین اور خود اپنے ایمان وضمیر کو کیا جواب دیں گے اور روز آخرت ہونے والی جواب دہی اور شافع محشر رحمت اللعالمین نبی کریم ﷺ (جن کی لائی ہوئی شریعت کی واضح خلاف ورزی کی گئی ہے) کا سامنا کیسے کریں گے۔ مختصراً چند نکات عرض کرتا ہوں کہ اس بل کے ذریعہ:-

۱۔ زنا بالجبر کی حد کی سزا بالکلیہ ختم کی گئی ہے۔ اب جبراً زنا کرنے والے بدکار کو چار گواہوں سے جرم ثابت ہونے یا اس کے اپنے اقرار کرنے کے باوجود قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ کی مقرر کردہ سزا نہیں دی جا سکتی۔

۲۔ رضامندی سے بدکاری کو مغربی معاشرے کی طرح فرد کا ذاتی معاملہ بنا کر اس کو ناقابل دست اندازی پولیس اور عملاً ناقابل سزا جرم بنا دیا گیا ہے۔ اس طرح یہ بل بدکاری کے فروغ ور بدکاروں کو کھلی چھٹی دینے کا ذریعہ بنا ہے۔

۳۔ بدکاری کو بھی عورت کا حق بنا دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس بل میں صرف اس حق کو تحفظ دے کر اسے تحفظ حقوق نسواں بل کا نام دیا گیا ہے۔

۴۔ 16 سال سے کم عمر بچیوں کیلئے رضامندی سے بدکاری کو جرم نہ بنا کر ہمارے معاشرے کی معصوم بچیوں کو غیر محفوظ کر دیا گیا ہے۔

۵۔ لعان + قذف (پاک دامن خواتین پر بدکاری کا الزام) سمیت کئی ایک دفعات کو غیر اسلامی بنایا گیا ہے۔

مذکورہ بالا و دیگر وجوہات کی بناء پر یہ واضح ہے کہ یہ بل ہمارے خاندانی نظام کو تباہ کرنے، ہمارے معاشرے میں سے اسلامی اقدار، شرم و حیاء اور مشرقیت کو ختم کرنے کی عالمی سازش کا حصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برطانوی وزیر اعظم بلیئر، امریکی حکمرانوں اور ان کے مختلف تھنک ٹینکس نے اسے اپنی فتح قرار دیتے ہوئے جنرل پرویز مشرف کو مبارکباد دی ہے۔ اب یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ امریکی ترجیحات کے ایجنڈے میں حدود قوانین کے بعد ناموس رسالت ﷺ کے قوانین کے خاتمے، تعلیمی نظام کو سیکولر بنانے کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے والی آئینی ترمیم کا خاتمہ بھی شامل ہے۔

میں آپ سے درمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس غیر اسلامی، غیر آئینی، قانون سازی کا حامی نہ بنیں بلکہ ایسی بے اختیار پارلیمنٹ سے بھی جلد از جلد دستبردار ہوں کہ جو ایک طرف تو عالمی منڈی میں 25 ڈالر فی بیرل کی مسلسل کمی کے باوجود ملک میں پٹرول کی قیمت میں ایک روپے کی کمی بھی نہیں کرا سکی اور دوسری طرف جسے بندوق کے زور پر اسلام کے منافی قانون سازی پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ یہ واضح رہے کہ خلاف قرآن وسنت قانون سازی کا مسئلہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں۔ یہ خالصتاً دین وایمان کا معاملہ ہے۔ امید ہے آپ اس مسئلہ کی اسی اہمیت کو

سمجھتے ہوئے مطالعہ بھی فرمائیں گے اور اپنا ذاتی فیصلہ بھی۔

میری دعا ہے کہ اللہ کریم ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں ایسے۔ فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے وہ راضی ہوتا ہو۔

والسلام قاضی حسین احمد صدر متحدہ مجلس عمل پاکستان

(۴۵)

(امت مسلمہ اور پاکستان کی زبوں حالی O مدارس مساجد قبائل، لال مسجد و شرمناک مظالم)

مکرمی و محترمی جناب سمیع الحق صاحب حفظہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اس سال رمضان المبارک کا مہینہ ہم ایسی حالت میں گزار رہے ہیں کہ امت مسلمہ پر پوری روئے زمین تنگ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اکثر مسلمان ممالک کے حکمران اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں امریکہ کے حلیف ہیں۔ خود ہمارے اپنے ملک پاکستان میں جو مسلمانوں کے لیے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، امریکہ کی عملداری ہے۔ پچھلے سال باجوڑ میں ایک مسجد اور مدرسہ پر میزائل سے حملہ کر کے تقریباً ۸۰ معصوم طلبہ اور ان کے اساتذہ کو شہید کر دیا گیا جن میں اکثریت حفظ قرآن کے طلبہ کی تھی۔ قبائلی علاقوں میں آئے دن امریکی بمباری کرتے رہتے ہیں۔ اس سال لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر فوجی آپریشن کر کے عین اسلام آباد کے وسط میں سینکڑوں بے گناہ طلبہ اور طالبات کو محض امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وحشیانہ کارروائی کر کے شہید کر دیا گیا۔ مولانا غازی عبدالرشید، ان کی والدہ محترمہ، محترم مولانا عبدالعزیز اور ام حسان کے جوان سال بیٹے حسان شہید اور سینکڑوں غریب والدین کے چشم و چراغ جنہیں علم دین کی شمع سے اپنے سینوں کو روشن کرنے کی خاطر لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں بڑی امیدوں سے بھیجا گیا تھا، خاک و خون میں نہلا دیے گئے۔ وطن عزیز کو ان ظالم حکمرانوں کے پنجۂ ستم سے نجات دلانے کی جدوجہد میں شریک ہونا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

من لم یھتم با مر المسلمین فلیس منھم (رواہ الطبرانی)

''جو مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں فکرمند نہیں ہے، وہ ان میں سے نہیں ہے''۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

کونوا عبادا للّٰہ اخواناً. المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یحقرہٗ التقوی ھھنا(ویشیر الی صدرہ ثلث مرات) بحسب امرءٍ من الشران یحقّر اخاہ المسلم. کل المسلم علی المسلم حرام: دمہ و مالہ وعرضہ. (رواہ مسلم)

''اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ خود اس پر ظلم وزیادتی کرے، نہ دوسروں کا مظلوم بننے کے لیے اس کو بے یار و مددگار چھوڑے، نہ اس کی تحقیر کرے۔ اس موقع پر تین دفعہ آپ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا ''تقوی یہاں ہوتا ہے'' کسی آدمی کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کی تحقیر کرے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لیے حرام ہے (یعنی اس پر دست درازی حرام ہے) اس کا خون بھی، اس کا مال بھی اور اس کی آبرو بھی۔''

اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی حدیث میں آنحضور ﷺ نے فرمایا:۔

المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ و من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللّٰہ فی حاجتہ و من فرّج عن مسلم کربۃً فرّ ج اللّٰہ عنہ کربۃً من کربات یوم القیامۃ. (متفق علیہ)

''ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو خود اس پر ظلم کرے، نہ دوسروں کا نشانہ ظلم بننے کے لیے اس کو بے مدد چھوڑے۔ اور جو کوئی

اپنے ضرورت مند بھائی کی حاجت پوری کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرے گا۔ اور جو کسی مسلمان کو کسی تکلیف اور مصیبت سے نجات دلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کسی مصیبت اور پریشانی سے نجات عطا فرمائے گا۔"

امت مسلمہ کو موجودہ خواری وزاری سے نکالنے کے لیے اتحاد اور واضح لائحہ عمل کی ضرورت ہے۔ اس وقت اسلام مخالف قوتوں کی کوشش ہے کہ امت مسلمہ کو فرقہ وارانہ بنیادوں پر نسلی اور لسانی بنیادوں پر تقسیم کرنے کے علاوہ اسے اعتدال پسندی، روشن خیالی اور انتہا پسندی کی بنیاد پر بھی تقسیم کر کے آپس میں لڑایا جائے۔ خود دین دار اور دین پر عمل پیرا مسلمانوں کو بھی دعوتی وتبلیغی اور جہادی وسیاسی خانوں میں تقسیم کرنے کی سازش کی جارہی ہے۔

پاکستان میں دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کے نام پر دین سے وابستہ ہر فرد وادارے کو مشکوک ومتہم کیا جارہا ہے۔ روشن خیالی کے نام پر اسلامی تعلیمات اور ہدایات قرآنی کو مسخ کرنے کی جسارت کی جارہی ہے۔ اعتدال، جدت اور جدیدیت کا نام لے کر بے حیائی و اباحیت جیسے شر محض کو وقت کی ضرورت قرار دیا جارہا ہے۔ پوری نوجوان نسل کو کیبل، بسنت، انٹرنیٹ کیفوں اور کھیل تماشوں کا رسیا بنایا جارہا ہے۔ ایڈز اور منشیات کے خاتمے کے نام پر کروڑوں روپے پھونکے جارہے ہیں لیکن ایڈز اور منشیات پھیلنے میں مدو معاون تہذیب کو دور حاضر کا ضروری تقاضا ثابت کیا جارہا ہے۔ وطن عزیز میں جہالت، مہنگائی، بے روزگاری، بدامنی، لوٹ مار اور قتل وغارت کا عفریت ہے کہ منہ پھاڑے بڑھا چلا آرہا ہے۔ ملک میں کھربوں روپے کی کرپشن ہے۔ نجکاری کے نام منافع بخش ادارے اونے پونے بیچے جارہے ہیں۔ سٹیل مل، پی ٹی سی ایل، سیمنٹ، چینی، سٹاک ایکسچینج اور دیگر میگا سکینڈلز میں حکومتی صفوں میں بیٹھے مافیا نے اربوں روپے کمائے ہیں۔ دوسری طرف غربت روز افزوں ہے اور پاکستان کی نصف آبادی خط غربت سے نیچے ایڑیاں رگڑ رہی ہے جبکہ حکمران خزانہ بھرنے کا ناقوس بجارہے ہیں۔ ادھر ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد پر تشکیل پانے والی پاک فوج میں جہاد اور سرحدوں کے دفاع کا جذبہ ابھارنے کے بجائے لہو ولعب اور ناؤ نوش کو فروغ دیا جارہا ہے۔ جبکہ قبائلی علاقوں اور بلوچستان میں فوج کو اپنے بھائیوں کے مقابل صف آرا کر کے قوم اور فوج میں خلیج پیدا کی جارہی ہے۔ اس پس منظر میں ہم سب کا فرض ہے کہ اصلاح احوال اور دین کی سربلندی کے لیے آپس میں کامل یکجہتی کا اظہار کریں۔ مجھے امید ہے کہ اس سال رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر اور آئندہ کے تمام مراحل میں آپ اس سلسلے میں امت کی رہنمائی کرنے میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکا بھائی خاکسار قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی وصدر متحدہ مجلس عمل پاکستان

☆☆☆

حسین امیر فرہاد ماہنامہ "صوت الحق" کراچی

۲۲/اکتوبر۲۰۰۴ء (جماعت اسلامی اور قاضی حسین احمد سے حسن سلوک کا بُرا صلہ)

عالی مراتب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم! اللہ کرے آپ معہ اہل وعیال کے بخیر وعافیت سے ہوں۔ پہلے اپنا تعارف کرادوں کہ میں آپ کے زیر سایہ سرحد سے ماہنامہ صوت الحق نکالا کرتا تھا۔ ڈیڑھ سال سے کراچی سے وہی پرچہ نکال رہا ہوں۔ عرض یہ ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کے زمانے سے آپ کی عزت بندھی تھی، جبکہ قاضی حسین احمد اور اُس کی جماعت اُس وقت غیر معروف تھی۔ آپ نے ان کے ساتھ الحاق کر کے اپنی آبائی عزت وتوقیر میں انکو شریک کرلیا۔ جبکہ یہ لوگ سرحد میں غیر محبوب تھے۔ میری نظر میں یہ اچھا نہیں ہوا، ہوسکتا ہے کہ آپ نے دین[1] کو مقدم رکھا ہو یا پشتون ولی کا لحاظ رکھا ہو۔ مگر انہوں نے ہر چیز کو بالائے طاق رکھ کر آپ کو دیوار سے لگانے کی پوری

کوشش شروع کر دی ہے۔ یہ چیز میرے سمیت آپ کے چاہنے والوں پر گراں گزری۔ اگر ممکن ہو تو اس گرداب سے نکل آیئے۔ دعائیں اور سلام برخوردار راشد صاحب کو سلام کہیے گا۔ حسین امیر فرہاد۔ B-429 سیکٹر 11/A نارتھ کراچی۔

☆☆☆

حسین حقانی[2] سفیر پاکستان برائے امریکہ

(دستور کا آٹھویں ترمیم)

۱۱/فروری ۱۹۸۹ء

مکرمی، دستور میں آٹھویں ترمیم کی تنسیخ یا اسمیں تبدیلی کا موضوع آجکل بہت اہمیت کا حامل ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب نواز شریف کی خواہش ہے کہ اس موضوع پر اہل فکر تمام پہلوؤں سے غور کریں اور اپنی رائے دیں۔ میں آپکی خدمت میں ایک کتابچہ ارسال کر رہا ہوں جو اس موضوع پر ایک اہم مضمون پر مشتمل ہے۔ امید ہے کہ اسکے مطالعہ سے آپکو ایک نقطہ نظر کا اندازہ ہوگا اور آپ بھی اس موضوع پر رائے عامہ کی تشکیل میں مثبت کردار ادا کریں گے۔ والسلام دعاؤں کا طالب حسین حقانی

☆☆☆

حاجی محمد حسین قریشی[3] خزانچی اکوڑہ خٹک

۲۱/دسمبر ۱۹۹۵ء

(الحق نیپال میں جاری کروادیں O نیپال قادنیت کے دلدل میں
O اس سرزمین میں نگاہ کرم ہو جائے تو کیا ہی خدا کا کرم ہوگا)

محترمی جناب ایڈیٹر صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ بعافیت ہونگے۔ الحمدللہ میں آپ تمامی اہل علم والوں کی دعاؤں کی برکت سے خیریت سے ہوں۔ محترم میں ایک ایسے ملک کا رہنے والا ہوں۔ جسے دنیا ہندو اسٹیٹ کے نام سے جانتی ہے۔ اور اللہ رب العزت کا کرم ہے کہ میں اس وقت آپ کے وطن عزیز کے ایک مشہور ومعروف اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد فیصل مسجد میں آئمہ کورس کر رہا ہوں جہاں کتب خانہ میں آپ کا رسالہ پڑھنے کو ملا پڑھ کر یہ احساس ہوا کہ آپ کے نام مجبوری نامہ لکھا جائے تا کہ آپ کا رسالہ ملک نیپال جیسے بیت الضم میں ایک چراغ کے مانند ہو۔ اگر آپ جاری فرمادیں تو نوازش ہوگی۔ اور مزید کیا عرض کروں اس وقت نیپال قادنیت کے دلدل میں ہے اور پوری قوت کے ساتھ قادنیت کا غلبہ ہو رہا ہے۔ اور پوری لگن سے قادنیت اپنے کاموں مصروف نظر آتے ہوئے دیکھائی دے رہے ہیں اسکی وجہ صرف اور صرف غربت کا زور ملک کیلئے خطرناک ثابت ہو رہی ہے۔ لہٰذا آپ جناب عالی سے گذارش کرتا ہوں کہ اگر اس سرزمین کے لئے نگاہ کرم ہو جائے تو کیا ہی خدا کا کرم ہوگا۔ باقی اگر فی الحال وہاں خط وکتابت کریں۔ تو پتہ نیچے ہے سب دعاء کی درخواست کرتا ہوں۔ والسلام آپکا محتاج دعاء محمد حسین

میرا کھٹمنڈو نیپال کا پتہ:۔ حافظ محمد حسین، مدرسہ اسلامیہ نیپال جامع مسجد دربار مارگ گھنٹا گھر کھٹمنڈو نیپال

۱۔ ساری صورتحال اسی جذبۂ اتحاد برائے دین کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ مکتوب نگار نے مختصر الفاظ میں حقیقت کی غمازی کی ہے۔

۲۔ حسین حقانی مولانا عبدالحق حقانی مصنف تفسیر حقانی کے خاندان سے تعلق ہے۔ معروف کالم نگار ہیں مختلف ادوار میں میاں نواز شریف، جناب غلام مصطفیٰ جتوئی وغیرہ کے معاون وترجمان رہے بےنظیر کے دور میں کسی ملک میں سفارت بھی انجام دی۔ اسوقت زرداری دور حکومت میں امریکہ میں پاکستان کے سفیر ہیں مگر عملاً امریکہ کیلئے سفارت کے خدمات انجام دے رہے ہیں اور بظاہر ملک کو امریکی زنجیروں میں جکڑنے کے کام میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

۳۔ دیوبند سے فارغ ہو کر آنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انجمن تعلیم القرآن مدرسہ وغیرہ کے کاموں کیلئے جن مخلص دو چار گنے چنے افراد کو حضرت شیخ الحدیثؒ کیلئے منتخب کیا ان میں مرحوم سرفہرست تھے۔ انجمن اور مسجد قدیم کی تعمیر وغیرہ اخراجات کا حساب بھی مرحوم ہی رکھتے تھے اس وجہ سے خزانچی سے مشہور ہوئے انکے فرزند محمد یحییٰ کینیڈا میں مقیم ہیں اور دوسرے فرزند محمد ہارون دارالعلوم سے پڑھکر مجذوب الحالوں والی زندگی گذار رہے ہیں۔ مرحوم اکوڑہ خٹک کے معروف قریشی خاندان کے سربرآور افراد میں سے تھے۔ یہ خط دہلی سے مکتوب الیہ کے نام دیوبند بھیجا گیا ہے۔ ایسے خطوط کی اشاعت کا مقصد ان اصحاب صدق وصفا کا تذکرہ کسی طرح محفوظ کرنا ہے۔

مولانا مفتی محمد حسین نعیمی[1] لاہور

(مولانا منظور احمد نعمانیؒ کے ایک بیان کے بارہ میں وضاحت) ۱۱/اپریل ۱۹۷۶ء

محترم جناب مولانا مکرم سمیع الحق صاحب زیدت اقبالکم مجھے پوری توقع ہے کہ آپ کے ماہنامہ الحق میں شائع شدہ ایک بیان کے اس جواب کو ماہنامہ الحق میں ضرور شائع کر کے مشکور ہوں گے۔ اخلاقی اور صحافتی فرض ہے۔ شکریہ والسلام محمد حسین نعیمی جامعہ نعیمیہ لاہور

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک پشاور کے ماہ فروری مارچ کے شمارے ۴-۵ میں مولانا منظور احمد نعمانی کی طرف سے ایک بیان شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے میری ایک ملاقات اور گفتگو سے صاف انکار کیا ہے۔ حالانکہ واقعہ بالکل درست ہے۔ میری طرف سے لعنة اللہ علی الکاذبین فرمان الٰہی قول فیصل ہے نیز حضرت مولانا غلام رسول صاحب سعیدی نہایت متقی قابل اعتماد عالم دین ہیں۔ انکی روایت مبنی برصداقت ہے۔ پہلے میں مولانا منظور احمد نعمانی کی یاددہانی کیلئے اس کا پس منظر پیش کرتا ہوں، میرا وطن سنبل ضلع مراد آباد ہے۔ میرا محلہ دیپا سرائے ہے۔ میری برادری ترک ہے۔ میرا نام محمد حسین نعیمی ہے میرے والد ملا تفضل حسین ہیں، میرے سسر مفتی محمد اجمل شاہ مرحوم تھے۔ مولانا منظور احمد نعمانی کا وطن سنبل ضلع مراد آباد ہے، انکا محلہ دیپا سرائے ہے، انکی برادری ترک ہے۔ انکے والد کا نام صوفی احمد حسین ہے، انکی ہمشیرہ میرے ایک قریبی بھائی اعجاز حسین کے نکاح میں تھیں ان کا مکان میرے سسر محمد اجمل شاہ کے بالکل متصل ہے۔ غالباً ۱۹۴۰ء کا یہ واقعہ ہے کہ میں اپنے سسر مولانا محمد اجمل شاہ صاحب کے ہمراہ سنبل سے مراد آباد جانے کیلئے ریل میں سوار ہوا۔ اتفاق سے اسی ڈبے میں مولانا منظور احمد صاحب بھی سنبل سے مراد آباد کیلئے اس میں موجود تھے۔ میں انکے قریب جا بیٹھا میں نے عرض کیا کہ آپ بہت زیادہ مناظرے کرتے ہیں جن کا موضوع عام طور پر انبیاء کرام کے بارے میں ہوتا ہے۔ خاص کر حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو موضوع بحث بنایا جاتا ہے آپ کی کوشش حضور کی ذات میں کسی نہ کسی وجہ سے ثبوت نقص وعیب ہوتی ہے اور اس کے لئے آپ جب بھی مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کی نظر کسی نہ کسی وجہ سے نقص کی تلاش پر ہوتی ہے۔ کسی امتی کا اپنے رسول کے بارے میں یہ انداز فکر درست نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد صاحب نعمانی خاموش رہے، کوئی جواب نہیں دیا۔ میرا مقصد بھی صرف ان کو اس پر توجہ دلانا تھا۔ میرا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ مولانا نعمانی صاحب نے مناظرہ بازی اسی گفتگو کے نتیجے میں ترک کردی ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ مولانا مسلک دیوبند کے نمائندے اور ان کی طرف سے مقبول ومعروف مناظر تھے۔ اور وہ اس میدان میں کافی مشہور تھے۔ اور اب عرصے سے اس مشغلے کو ترک کر چکے ہیں اس کے اسباب کیا ہیں؟ اس کی اصل وجوہات کیا ہیں؟ یہ وہ خود ہی جانتے ہیں اگر مولانا منظور احمد صاحب نعمانی ان وجوہات پر بھی روشنی ڈال دیں تو بہتوں کا بھلا ہوگا۔ اگر مولانا کو میری یہ گفتگو یاد نہیں ہے تو کسی حد تک معذور ہیں کیونکہ وہ عمر کے اس حصے میں داخل ہو چکے ہیں جس میں سہو ونسیان کا غلبہ ہو جایا کرتا ہے۔ اور میں بھی گفتگو کے زمانے میں زیر تعلیم تھا۔ مولانا کی نظر میں کوئی اہمیت نہ رکھتا تھا اس لئے بھی مولانا نے اسی گفتگو کو یاد رکھنا ضروری نہ سمجھا ہوگا۔ ویسے بھی ملاقات کو تقریباً ۳۵ سال کا عرصہ ہو چکا ہے اس کے بعد کوئی ملاقات بھی نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ بھی ہمیشہ وطن سے باہر ہی رہے ہیں اور میں بھی وطن سے دور رہوں۔ ان کا یاد نہ رکھنا عین ممکن ہے۔ مگر مولانا کو جب میری ملاقات یاد نہیں ہے تو میری گفتگو کو بالیقین سراسر جھوٹ کہنا کہاں تک صحیح ہے۔ اور اس بنیاد پر میری پوری جماعت پر برس پڑنا ان کی دیانت اور ثقافت کے منافی ہے۔ مسلک کے تعصب اور خوفِ خدا کے فقدان نے مولانا منظور احمد نعمانی صاحب کو سلیقہ سے جواب دینے سے محروم رکھا۔ مولانا خود فیصلہ کریں کہ آخرت کے محاسبہ سے بالکل بے خوف ہو کر جھوٹ بولنے اور گڑھنے کا الزام کس پر عائد ہوتا ہے۔

---

[1] پاکستان کے معروف عالم ومفتی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور کے بانی، وفاقی کونسل مجلس شوریٰ میں اسلامائزیشن کی جدوجہد، شریعت بل کے متحدہ شریعت محاذ عورت کی حکمرانی کے خلاف متحدہ علماء کونسل اور بے نظیر کے پہلے دور میں تحفظ مدارس دینیہ کی تحریکوں میں بزرگانہ ساتھ دیا اور اپنے جامعہ نعیمیہ کے دروازے مشترکہ اجتماعات کیلئے کھول دیئے۔ انکے بیٹے مفتی ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی سال پہلے خودکش حملے میں مسجد ہی میں جاں بحق ہوئے۔ ان کے راہ پر گامزن ہیں۔ مولانا نعمانیؒ انکے ہم وطن وہم قریہ تھے وہ خود اخلاص وللہیت اور دعوت وعزیمت کے ایک پہاڑ تھے۔ مناظرانہ دور کے یہ واقعات قصۂ پارینہ ہوگئے ہیں ہمیں یہ کہنے کا حکم ہے۔ ربنا اغفر لنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان (الآیۃ)۔

سید حسین ہاشمی (ایس ایچ ہاشمی)[1] کراچی

۱۴/فروری ۱۹۸۹ء (تعزیتی خط کے جواب میں شکریہ)

Mr. Samiul Haque, Darul Uloom Haqqania, Akora Khattak, Peshawar

Dear Mr. Samiul Haque, We are deeply moved by your kind message of condolence on the sad demise of our father (Late) Moulana Abdul Quddus Hashmi. May Allah Shower upon him His choicest blessing.

The loss is really colossal but your kind words of sympathy have been very encouraging in giving us the strength to face this tragedy.

Kindly accept our sincere thanks.

Yours truly, S.H. HASHMI

☆☆☆

میاں حضران بادشاہ[2] اکوڑہ خٹک

دسمبر ۱۹۸۲ء (مفتی محمود کے بارہ میں تاثرات)

برادرم مولانا سمیع الحق سلام مسنون۔ مفتی صاحب تو ہمیشہ دل میں نقش رہیں گے۔ میں نہ صحافی ہوں نہ ادیب لیکن اپنے احساسات ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ کچھ خاص باتیں نہیں مگر میرے دل کا غبار کچھ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اگرچہ مرحوم سے تعلق کو عرصہ گذرا کیونکہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سے ہمارے آباواجداد سے عقیدت چل رہی ہے۔ تو مفتی صاحب کا حضرت سے گہرا تعلق تھا۔ اس مناسبت سے ہم بھی قریب ہوئے۔ مگر آخری چند برسوں میں تو بے حد قرب ملا۔ بہت قریب سے سفر و حضر میں مطالعہ کیا۔ مجھے موجودہ زمانہ میں کوئی ایسا متبادل شخص نظر نہیں آتا کہ اس عظیم کمی کو پورا کر سکے کیونکہ مرحوم لامحدود اوصاف کے مالک تھے۔ مفتی بھی حق گو عالمِ دین بھی اور قومی رہنما بھی وہ بھی ایسے کہ ایک بہادر جرنیل کی خوبیاں آپ میں موجود تھیں۔ اگر آج پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے نعرے لگتے ہیں تو سب آپ کی برکات ہیں ورنہ معاشرہ کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہوتا۔ مفتی صاحب سخت جمہوریت پسند بھی تھے۔ اس لئے بھٹو کے خلاف تحریک چلائی جس کے دو مقاصد تھے ایک نظریۂ پاکستان یعنی اسلام دوسرا جمہوریت۔ آج ایسی خلاء کا ملک شکار ہو گیا ہے کہ خدا کسی قوم کو ایسا بے وارث نہ کرے۔ ساری قوم قومی سطح کے لیڈر کی سخت کمی محسوس کرتی ہے۔ اور ہر بیدار ضمیر کی آواز ہے۔ کہ مفتی صاحب جیسے لیڈر عرصہ بعد پیدا ہوتے ہیں۔ اُس چہ لاڑے ارمان راغے دڑ ندو کرہ مشال وے چا خیال اونہ کڑو

(میاں حضران بادشاہ چشمئی اکوڑہ خٹک)

---

[1] ایس ایچ ہاشمی مرحوم ہمارے بزرگ علامہ عبدالقدوس ہاشمی کے فرزند اور اشتہاراتی ادارہ اورینٹ کراچی کے مالک اور سربراہ تھے بڑی خوبیوں کے انسان ایڈورٹائزنگ کی دنیا میں بڑا نام کمایا (س)

[2] اکوڑہ چشمئی کا فقیر خیل خاندان حضرت شیخؒ اور دارالعلوم سے وابستہ رہا۔ اسی خاندان کے میاں میر احد گل عرف شیخ میاںؒ حضرت کے جان نثار فدا کار ساتھی تھے دارالعلوم کا دارالحدیث قدیم انکی یادگار ہے۔ میاں حضران شاہ انکے نقش قدم پر چلتے رہے۔ مفتی محمود صاحب کا تحریک کے آخری دنوں میں خصوصی قرب واعتماد حاصل کیا۔ انکا دیرینہ ربط و تعلق ہم خدام کے ساتھ بدستور ہے۔ **الهم زد فزد**

مولانا حضرت علی[1] دارالعلوم بنوں

(۱)

(شیخ الحدیث کو ستارۂ امتیاز)

۱؍فروری ۱۳۹۹ھ

بگرامی خدمت حضرت مولانا فخر الاماثل والا ماجد مولوی سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از سلام مسنون خیریت مطلوب ہے۔ اور یکم محرم الحرام ۱۳۹۹ھ کے رات صدر پاکستان[2] کے اعلان کا مبارکباد بھی حضرت العلامہ فرید عصرہ حضرۃ شیخ الحدیث دامت برکاتہم اور آنجناب کو پیش کرتا ہوں۔ خداوند ذوالجلال والاکرام سے حضرت العلامہ شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی صحت اور درازی عمر کیلئے دست بدعا ہوں۔ رب العزۃ آنجناب کا سایہ متوسلین کیلئے دراز فرمائے آمین۔ خدمت عالیہ میں سلام عرض کیجئے گا۔ اور دعا کیلئے معروض ہوں۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی صحت کے بارے میں تحریر کرنے کیلئے آنجناب کو تکلیف دیتا ہوں۔ مختصراً تحریر فرما کر نوازیں۔ قاری محمد عبداللہ حافظ حسین احمد ورشید احمد سلام عرض کرتے ہیں۔ فقط دعاجو حضرت علی سوکڑی بنوں

(۲)

(دیوبند کا جشن صد سالہ)

۱۲؍جنوری ۱۹۸۰ء

بگرامی خدمت محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب۔ دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از سلام مسنون خیریت حضرت العلامہ شیخ الحدیث صاحب وآنجناب متعلقین مطلوب ہے۔ مورخہ ۷ جنوری کو بنوں سے ارادہ تھا۔ کہ ۶ جنوری کی عشر زکوۃ صوبائی کونسل کی میٹنگ میں شرکت کے بعد ۷ جنوری کو حاضر خدمت ہوں گا۔ لیکن اچانک طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے ۶ جنوری کی میٹنگ میں حاضر نہ ہوسکا۔ اسلئے آپ کے خدمت میں حاضری سے معذور ہوا۔ حاضری کا مقصد حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی زیارت آپ صاحبان کی خدمت میں دعا کیلئے حاضری کے علاوہ مورخہ ۳۱ جنوری کو سیرت النبی ﷺ کے جلسہ میں آپ سے شرکت کی درخواست تھی جو کہ اب بذریعہ اس عریضہ کر رہا ہوں۔ ہم اس تاریخ کو منتظر ہوں گے۔ نیز دارالعلوم دیوبند اقامہاوادامہا کے جشن صد سالہ کے پروگرام میں شرکت کیلئے بھی عرض کرنا تھا۔ کہ بنوں کے احباب آپ صاحبان کے ساتھ یکجا ہو کر شرکت کریں۔ تو بہتر ہوگا۔ دارالعلوم دیوبند کے دعوتی کارڈ اکثر احباب کو مل چکے ہیں اُن سے بات بھی ہوگئی ہے۔ بہتر ہوگا۔ کہ سرحد کے تمام فضلائے دارالعلوم یا جتنے بھی ممکن ہوں یکجا ہو کر شرکت کریں۔ تو بہتر ہوگا۔ اس دفعہ (تکلیف تو ضرور ہوگی) سیرت النبی ﷺ کے جلسے میں آپ ضرور تشریف آوری فرما کر اپنے فیوضات سے مستفیض فرمادیں۔ فون 3585 پر کوئی بات ہوئی۔ تو مطلع فرمادیں۔ جواب سے بواپسی ڈاک نوازیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی خدمت سلام عرض فرمادیں۔ دعا کی درخواست ہے۔ قاری محمد عبداللہ۔ حسین احمد۔ رشید احمد سب سلام عرض کرتے ہیں۔

حضرت علی

---

[1] فاضل دیوبند ڈسٹرکٹ خطیب بنوں، دیوبند میں شیخ الحدیث سے تلمذ رہا۔

[2] غالباً حضرت کو ستارۂ امتیاز دینے کا (س)

(۳)

۲۱ستمبر ۱۹۸۸ء حامداً مصلیاً ومسلماً　(شیخ الحدیث کی تعزیت)

حضرت العلامۃ استاذ الاساتذہ شیخ المشائخ بقیۃ السلف ورہنما، دعا گو وسرپرست مجاہدین افغانستان محبوب حضرت شیخ العرب والعجم السید حسین احمد المدنی نوراللہ مرقدہ وقدس سرہٗ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق انفع رحم اللہ رحمہ واسعۃ کے انتقال ورحلت سے پاکستان علی العموم اور صوبہ سرحد، افغانستان وبلوچستان علی الخصوص آپکے فیض سے محروم ہوگئے اور یقیناً اس شعر کے مصداق ہیں۔ ع

حالِ مادر ہجر حضرت کمتر از یعقوبؑ نیست
اوپسر گم کردہ بود ما پدر گم کردہ ایم

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اپنے دائمی فیض کی صورت میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اقامہا اللہ وادامہا کو چھوڑا ہے اور ہزاروں قابل جید مدرسین علوم قرآن وحدیث وفقہ وغیرہا کی خدمت کرنے والا چھوڑے ہیں۔ جو اندرونِ ملک اور بیرون ملک دین کی خدمت کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں اور حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ علیہ کے نامہ اعمال میں قبول فرماوے۔ حضرت الشیخ کے اخلاف میں حضرت العلامۃ مولانا سمیع الحق صاحب ومولانا انوارالحق صاحب کی سرپرستی میں اس گلشن علمی کو چار چاند لگائے اور دارالعلوم کے اساتذہ، اراکین خدام جس دلجمعی سے حضرت الشیخ کے حیات طیبہ میں جانفشانی سے بےلوث خدمت انجام دے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کیلئے برقرار رکھے امین۔ اللہ تعالیٰ حضرت العلامہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے امین

ننگ اسلاف حضرت علی عثمانی　خادم جامعہ علوم شرعیہ بنوں شہر، خطیب ضلع بنوں

(دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا عبدالحقؒ کی زیر تدریس مشکوٰۃ شریف کا اختتامی درس اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی شرکت)

دارالعلوم دیوبند کے زمانہ تدریس شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے درس مشکوٰۃ شریف کے اختتام میں حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کی شرکت کے سلسلہ میں یہ واقعہ بنوں کے بقیۃ السلف فاضل دیوبند مولانا حضرت علی مدظلہ کی روایت سے مولانا عطاء اللہ شاہ نے قلمبند کی ہے جو معروف دینی وسیاسی رہنما حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ بنوی کے لائق اور رقابل فرزند ہیں۔ ہم سب کو ان سے بڑی امیدیں اور توقعات وابستہ ہیں۔

مختصر عمر میں بڑے بڑے علماء کرام، مشائخ عظام کے نام سنے اور دیکھے، ہمارے گھر میں کتابوں ملک بھر کے رسائل کا کافی ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے، والد صاحب سے شعور کے وقت سے دارالعلوم دیوبند واکابر دیوبند کا تذکرہ ہر وقت سننا پڑتا ہے کوئی دن اس سے خالی نہیں رہتا۔

والد ماجد حضرت مولانا آزادؒ کی عقیدت کے اسیر ہیں اور قبلہ عشق ومحبت حضرت مدنیؒ ہیں، یہی وجہ ہے کہ تقریر وبیان میں اکثر مدنیؒ کا تذکرہ ضرور کرتے ہیں اور مولانا آزادؒ کے اقوال بطور نصیحت فرمایا کرتے ہیں۔ والد ماجد کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے تلمذ کا شرف حاصل ہے اور دارالعلوم حقانیہ میں درس وتدریس کا اعزاز بھی حاصل ہے آج کی یہ تحریر ایک تاریخی مجلس کی روداد ہے جو والد ماجد اور حضرت مولانا قاسم قاسمی صاحب کی معیت میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے ایک شاگرد رشید

مستند عالم دین شیخ الحدیث ومفتی حضرت مولانا حضرت علی صاحب عرف خطیب صاحب بنوں میں ہوئی۔ حضرت خطیب صاحب اس وقت نوے سال قریب عمر میں ہیں اور شدید بیمار بھی ہیں والد ماجد نے حضرت خطیب صاحب سے عرض کیا کہ حضرت: آپ دیوبند کے ختم مشکوٰۃ شریف کی داستان سنائیں۔ حضرت خطیب صاحب نے پہلے اپنے کلاس فیلو کا تذکرہ کیا میرے ہم درس یہ طلبہ تھے۔ حضرت مولانا سید حامد میاں صاحبؒ بانی جامعہ مدنیہ لاہور' مولانا جمیل احمد صاحب پشاور مولانا محمد حنیف صاحبؒ چندوخیل لکی مروت' وغیرہ وغیرہ۔

اس عمر میں انہوں نے ۱۹۴۶ء کے واقعات سنائے' مولانا عبدالحقؒ کا تذکرہ جس انداز سے کیا وہ عجیب انداز تھا' خطیب صاحب نے فرمایا' جس تاریخ کو دارالعلوم دیوبند میں ہماری مشکوٰۃ شریف کا آخری سبق حضرت شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند شیخ الاسلام والمسلمین مرشد الہند والحجاز مولانا حسین احمد مدنیؒ نے پڑھانا تھا۔ مقررہ وقت پر حضرت مدنیؒ تشریف لائے' درسگاہ میں گلدستے وغیرہ رکھے ہوئے تھے' درسگاہ کو سجایا گیا تھا۔ مولانا عبدالحقؒ گیٹ پر دروازے کے ایک طرف کھڑے تھے' جو ادب کا اعلیٰ نمونہ تھا' جو استاد و شاگرد میں تعلق ہوتا تھا' با کمال استاد کے آتے ہی مولانا عبدالحقؒ طلبہ کے صف میں کھڑے ہوئے۔

امام راشد حضرت شیخ الاسلامؒ نے جب نظر ڈالی تو دروازے پر کھڑے ہو کے عجیب انداز میں آواز دی۔ عبدالحق یہ کیا بنا رکھا ہے۔ یہ سب اٹھاؤ۔ طلبہ سے پہلے حضرت عبدالحقؒ نے سب چیزوں کو اٹھایا۔ حضرت مدنیؒ نے کہا سنا ہے تم لوگوں نے مٹھائی کے لئے چندہ بھی کیا ہے یہ سب واپس کردو۔ مولانا عبدالحق صاحبؒ انتہائی مودبانہ طریقے سے سب کچھ سنتے رہے۔ بولنے کی کوئی بات نہیں بولی۔ بعد میں مولانا مدنیؒ نے سبق پڑھایا اور دعا کی' دعا کے بعد طلبہ ادب کیساتھ کھڑے رہے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کی جوتیاں مبارک حضرت شیخ الاسلام کے سچے جانشین علم وعمل میں عکس جمیل حضرت مولانا عبدالحقؒ نے اٹھائی۔

حضرت خطیب صاحب نے مزید فرمایا' میں نے جن اساتذہ کرام سے پڑھا ہے یہ سب اپنے وقت کے علم وعمل کے جبال تھے' مثلاً مولانا خیر محمد جالندھریؒ مولانا محمد شریف کشمیری' مولانا عبدالرحمٰن کیمبلپوریؒ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ' مولانا اختر حسین صاحبؒ مدرس دارالعلوم دیوبند' شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ قاری محمد طیب صاحب' یہ سارے حضرات انتہائی با کمال اساتذہ کرام میں شمار ہوتے تھے' لیکن سمجھانے کا طریقہ کار' عجز وانکسار تمام کمالات ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھنا یہ حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ تھے' وقار ومتانت' عزت واحترام' غریبوں میں شاہانہ مزاج کے مالک تھے' حضرت شیخ الاسلامؒ کے ہزاروں شاگرد گزرے ہیں' سب ہی اللہ کے مقبول بندے تھے' لیکن جو علم حدیث کا فیض حضرت شیخ الحدیثؒ جاری ہوا یہ سب میزاب حسینی سے جاری وساری چشمہ ہے' دارالعلوم حقانیہ حضرت شیخ الاسلام کی دعاؤں کی تعبیر ہے۔ حضرت مولانا عبدالحقؒ کا تعلق حضرت مدنیؒ سے ایسا تھا جیسا ابن قیمؒ کا ابن تیمیہؒ سے حافظ ابن حجرؒ کا حافظ عراقیؒ سے اور خصوصاً ابوبکر صدیقؓ کا رسالت مآب ﷺ سے۔

آخر میں حضرت خطیب صاحب کے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بے اختیار رو پڑے۔ پتہ نہیں وہ کیوں رو پڑے۔ دیوبند بار بار کہتے لیکن زبان اور آنسو بولنے کی اجازت نہیں دیتے تھے شاید وہ یہ کہنا چاہتے تھے۔

ے آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ
وہ جھاڑیاں چمن کی وہ میرا آشیانہ

ے آج ہے خاموش وہ دشت جنوں پرور جہاں
رقص میں لیلیٰ رہی لیلیٰ کے دیوانے رہے

مولانا حضرت ولی[1] کراچی

(تعزیت اہلیہ وایصال ثواب)

۲۶ر جنوری ۲۰۰۴ء

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امابعد: مولانا حامد الحق صاحب کی والدہ محترمہ کے سانحہ ارتحال پر خانقاہ کوتوالی قائدآباد لانڈھی کراچی ۲۲ اور: جامعہ عثمانیہ معین آباد لانڈھی کراچی میں قرآن خوانی اور تعزیتی اجتماعات منعقد ہوئے جس میں محترمہ (مرحومہ) کیلئے دعا کی گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے۔اور پسماندہ گان، لواحقین، جملہ اہل خانہ کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔دونوں اجتماعات میں مولانا خطیب عبدالرحمان، مولانا اقبال اللہ، مولانا حضرت ولی ہزاروی، مولانا احسان اللہ MPA، مولانا سید گل زادشاہ، مولانا عمر فاروقی صدر، ناظم اعلیٰ ملیر ڈسٹرکٹ، مفتی عبدالخالق امیر بن قاسم زون، مولانا عبدالرزاق خطیب گول مسجد بھینس کالونی، مولانا عبیداللہ احرار خطیب خلفائے راشدین مسجد ومدرس بنوری ٹاؤن، اور طلباء جامعہ عثمانیہ نے قرآن خوانی میں حصہ لیا۔اور تعزیتی کلمات پیش فرمائے۔اور اجتماعی دعا کی۔

نوٹ:۔ قائد جمعیت مولانا سمیع الحق صاحب کے صحت کے لئے دعا کی گئی۔ مولانا حضرت ولی ہزاروی کراچی



مولانا حفیظ الرحمٰن المدنی[2] بنوں

(شیخ الحدیث کی تعزیت)

گرامی ومخدومی حضرۃ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی۔السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔مزاج اقدس بخیر باد! ۷ ستمبر، بدھ کے عصر کو مسجد جعفر خان میں حضرۃ رحمتہ اللہ کے انتقال پرملال کی خبر سے شناسائی ہوئی۔انا للہ وانا الیہ راجعون حضرتؒ کی وفات ایک ایسا عظیم المیہ ہے۔جس کے اندر پورے نصف صدی کی تاریخ پوشیدہ ہے۔حضرت شیخ الحدیثؒ یقیناً پاکستان، افغانستان کے نانوتویؒ ثانی ہیں۔کیونکہ آپؒ نے تقسیمِ ہند کے بعد مسلمانانِ پاک وافغان کی سب سے بڑی دینی وعلمی ضرورت ''دارالعلوم دیوبند ثانی'' پوری کردی۔سرحد، بلوچستان، افغانستان بلکہ پورے عالم اسلام پر حضرۃ کا جو احسان ہے۔الفاظ اسکا احاطہ نہیں کرسکتی۔حضرۃ شیخ الحدیثؒ بلاشک محدث العصر، نابغۂ روزگار اور علم حدیث کے درخشندہ باب تھے۔جنھیں رہتی دنیا تک یاد رکھا جائیگا۔احقر کو انتقال سے صرف ۲۷ دن قبل حضرۃؒ سے ملاقات، عیادت اور ادعیہ کا شرف حاصل ہوا۔لیکن کاش! سندِ حدیث اور اجازت کی خواہش تشنہ رہ گئی۔خداوند قدوس اُنہیں جنت الفردوس نصیب فرمائے۔اور آپ سب ہم سمیت پسماندگان کو صبر جمیل اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔برادرانِ انوارالحق صاحب، محمود الحق صاحب اور اظہار الحق صاحب کی خدمت میں سلام اور تعزیت اور درخواستِ دعا کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ والسلام بندۂ حفیظ الرحمان مدنی

نوٹ:۔ بندۂ اُس رات حضرت کے جنازے میں شرکت کیلئے بالکل تیار تھا۔لیکن والدم صاحب محترم اور برادر مولوی مجیب الرحمان مجھ سے بھی زیادہ مضطرب تھے۔مجبوراً دونوں کا شدت اصرار اور مجھے گھر پر چھوڑنے پر دونوں کو رخصت کیا اور بندۂ محروم رہ گیا۔

---

[1] جمعیت کے کاموں میں ہمارے ایک سرگرم ساتھی کراچی لانڈھی کے علاقہ میں سماجی ودینی کاموں میں پیش پیش۔

[2] جمعیۃ علماء اسلام کے اہم رہنما مولانا صدر الشہید مرحوم ایم این اے بنوں کے فرزند، حقانیہ کے فاضل۔

مولانا حفیظ الرحمان واصف[1]
ابن مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی

۲۵ شوال ۱۳۷۶ھ (مولانا عبدالغفور سواتی صدر مدرس حقانیہ کی وفات پر شاگرد کی تعزیت)

مولانا المحترم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۳۰، مئی ۱۹۵۷ء موصول ہوا۔ حضرت استاذی مولانا عبدالغفور صاحب کی خبر وفات پڑھکر دل کو بے انتہا صدمہ اور قلق ہوا۔ مولانا مرحوم میرے مشفق استاد تھے۔ تقریباً ۱۶ سال مدرسہ امینیہ کے مدرس رہے۔ میرے ساتھ مولانا جو شفقت فرماتے تھے وہ یاد آ کر بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں مقام خاص عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم کو ان کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔ کیا آپ مطلع فرمائیں گے کہ مولانا مرحوم کی کتنی اولاد ہیں اور ان کا کیا مشغلہ ہے۔ امید ہے کہ آپ اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب بخیر و عافیت ہونگے۔ حضرت مہتمم صاحب اور دیگر واقفین و حاضرین کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

فقط۔ والسلام : خادم الطلبہ حفیظ الرحمان واصف (مہتمم مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی)



مولانا حفیظ اللہ پھلواری[2] کراچی

(۱)

(الحق سے تعلق اور مضمون نویسی)

محترمی، مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی! دو مضامین "الحق" کیلئے رجسٹری کے ذریعے روانہ کر چکا ہوں اُمید ہے مل گئے ہوں گے۔ الحق کے گذشتہ پرچہ جس میں میرا مضمون شائع ہوا ہے۔ دو پرچے مزید عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ پروفیسر صدیقی صاحب کا بھی مضمون اسی پرچہ میں شائع ہوا ہے۔ ان کے لئے تین پرچے روانہ فرمائیں۔ امید ہے الحق اب وقت پر شائع ہوا کرے گا اختر راہی صاحب کا پتہ میں نے البلاغ کے دفتر سے منگوالیا ہے اب آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ کار لائق سے یاد فرمائے

نیازمند محمد حفیظ اللہ پھلواری

---

[1] ہمارے نہایت مشفق استاذ دارالعلوم حقانیہ کے اولین صدر المدرسین مولانا عبدالغفور سواتی عرف شینــــــڑ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وفات پر انکے تلمیذ رشید جو ابوحنیفہ دہر مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ کے فرزند ہیں کا تعزیتی مکتوب دیگر تفصیلات کیلئے مولانا عبدالغفور مرحوم کے مکاتیب۔

[2] مشہور مقالہ نگار تحقیقی مضامین الحق اور دیگر رسائل میں چھپتے رہے۔ کراچی فیڈرل بی ایریا میں قیام تھا۔ مکاتیب سے الحق سے وابستگی الحق کیلئے مضمون نویسی کا تعلق نمایاں ہے۔

(۲)

۱۹فروری ۱۹۷۰ء

مکرمی ومحترمی سلام مسنون۔مزاج گرامی! مسودہ موصول ہوا۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ میرے مضامین کے پڑھنے میں کاتب صاحب کو دقت ہوتی ہے۔انشاء اللہ میں کوشش کروں گا۔ کہ صاف لکھوں۔اس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ میرے مضامین البلاغ، فاران، العلم ماہ نو ڈائجسٹ میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں کسی نے ایسی شکایت نہیں کی۔آج کی ڈاک سے رجسٹرڈ بک پوسٹ کے ذریعے ایک مضمون بھیج رہا ہوں۔اگر پسند آئے تو الحق میں شائع فرمادیں۔غالباً دوقسط میں آئے گا۔

میرے دوسرے مسودے بھی واپس فرمادیں تو بڑی گزارش ہوگی۔بعض جگہ حوالے نہیں لکھے گئے ہیں شوال کے پرچہ صفحہ ۴۸ تیسرے سطر میں کچھ چھوٹ گیا ہے۔میرے پاس چونکہ نقل نہیں ہے اس لئے درست کرنے میں دقت ہوگی۔امید ہے کہ میری اس تکلیف دہی کو معاف فرما ئینگے۔فروری کے دو پرچے عنایت فرمائیں۔ شکریہ والسلام محمد حفیظ اللہ پھلواری

(۳)

۱۷،دسمبر ۱۹۷۰ء (سپین کے مسلمانوں اور حکمرانوں کی غیرمسلموں سے رواداری)

مکرمی ومحترمی سلام مسنون مزاج گرامی! عنایت نامہ موصول ہوا شکریہ شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کے لفافے میں آپ کے نام ایک خط رکھ دیا تھا۔امید کہ مل گیا ہوگا۔پرچوں کا انتظار ہے میں نے ایک مضمون سپین کے مسلمانوں کی رواداری ارسال خدمت کیا ہے۔یاد نہیں آتا ہے کہ ھشام کی رواداری کے بارے میں لکھا ہے بہرحال اگر مضمون کی کتابت نہیں ہے تو پشت پر جو مضمون دے رکھا ہے میرے مضمون میں شامل کردیں۔اگر ہے تو اسطرح لکھدیں جیسا کہ اس کارڈ میں لکھا ہے۔تکلیف دہی معاف فرمادیں۔ والسلام محمد حفیظ اللہ پھلواری

اندلس کے اموی فرماں روا ھشام (اول) بن عبدالرحمان الداخل (۱۷۲۔۱۸۰ھ) نے عیسائیوں اور یہودیوں کیلئے مدرسے کھولے۔اور ان مدرسوں کے خرچ کا بار سرکاری خزانے پر ڈالا۔اس نے ذمیوں کے بچوں کو سرکاری تربیت گاہوں میں داخل کیا۔اور انہیں وظائف عطا کیے۔ (تہذیب وتمدن اسلام جلد۲)

میرے مضمون۔اسپین کے مسلمانوں کی رواداری میں اسی طرح تحریر فرمائیں۔ شکریہ

(الحق میں مولانا حفیظ پھلواری کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ شیر شاہ سوریؒ اور سلیم شاہ سوریؒ کا علمی شغف، فروری ۱۹۷۰/۵۴-۵۹
۲۔ خلفائے راشدین کی رواداری [ایک مختصر مگر جامع مضمون]، مئی ۱۹۷۰/۲۷-۳۹
۳۔ خلفائے بنی امیہ کی رواداری، جولائی ۱۹۷۰/۳۳-۴۰
۴۔ خلفائے بنو عباس کی رواداری [۲/اقساط]، اکتوبر ۱۹۷۰/۴۶-۵۳، دسمبر ۱۹۷۰/۴۸-۵۰
۵۔ اسپین اور سسلی میں مسلمانوں کی رواداری، دسمبر ۱۹۷۰/۵۴-۶۳
۶۔ سلاطین عثمانیہ کی رواداری، فروری ۱۹۷۱/۱۴-۲۰
۷۔ مسلم شاہان پاکستان وہند کی رواداری، مارچ ۱۹۷۱/۴۹-۵۶

ابوالاثر حفیظ جالندھری[1] شاعر اسلام

(۱)

(الحق کا ذکر O آپکا ہم نوا ہم منزل نقابت کا ساتھی مگر صدا بہ صحرا O کوششیں ایک سوالیہ نشان O قادیانیت سے شدید نفرت کا اظہار O چھونے سے جسم اور لباس کی نجاست کا احساس)

ماڈل ٹاؤن لاہور یکم رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء

محترم ومکرم مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق سلام مسنون قبول کریں۔ ماہنامہ الحق آپ کے ارسال فرمودہ پانچ شماروں کی صورت میں بصیرت افروز ہوا۔ جن میں بہت کچھ ان مسائل کے بارے میں زیر مطالعہ ہے۔ جو ہم سب کو کلمہ طیبہ کا ورد ہر آن بر زبان رکھتے ہوئے درپیش ہیں۔ اور میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ اس بوڑھے از کار رفتہ کو آپ نے نوازا۔ میری صحت ایسی نہیں ہے۔ کہ میں کسی موضوع پر طولانی نثر یہ لکھوں۔ ۱۹۶۰ء میں میرے دماغ کی رگیں پھٹ گئی تھیں۔ پھر ۱۹۶۵ء کشمیر میں شریک تھا۔ سر ہی زخمی ہوا۔ پے در پے مختلف امراض تشریف لاتے رہے۔ ۱۹۶۹ء دل صاحب نے آرام فرمانے کی ٹھہرائی۔ بہر حال ابھی آرام کی اجازت نہیں دی گئی۔ شاید پروردگار عالم مجھے میری نالائقی کے نتائج اس دنیا میں دکھا کر یاد فرمانا چاہتے ہیں۔ عمر ۷۴ برس کی ہے۔ ۱۹ برس کی عمر سے آپ حضرات کا ہمنوا ہم منزل ہوں۔ اور آپ حضرات ہی کی نقابت کا ساتھی۔ لیکن قافلہ جسکے ہم سب نقیب ہیں آپ جیسے بڑے بھی اور مجھ ایسے چھوٹے بھی۔ یہ قافلہ نام تو اسی منزل کا لیتا ہے جو کلمہ طیبہ کا مقصود واحد ہے۔ لیکن رُخ ہر فرد قافلہ کا اللہ اور رسول اللہ کی طرف نہیں ہے۔ محض اپنی ذات کے اندر ہزاروں جمع کردہ بتوں کی طرف ہے۔

ایسا کیوں ہے۔

۱۹۱۹ء سے روز شب چیخ و پکار مگر بے اثر: میں اپنی آواز کو جو ۱۹۱۹ء سے روز شب (بطور شاعری سہی) لاکھوں کے درمیان بلند کر رہا ہوں۔ صدا بصحرا ہی پا رہا ہوں۔ اور مان رہا ہوں کہ میں نالائق اور ناکارہ ہوں۔ اور اس اعتراف کے باوجود دل کہتا ہے کہ یہ فریضہ ہے ادا کرتے رہو۔ مگر مجھے ان تمام علماء کرام کے بارے میں آپ سے پوچھنا ہے۔ کہ ان کی تلقین کیوں اس ملت کو راہ پر نہیں لا سکی۔ جن کی آواز کی بازگشت آپ سب اور مجھ ایسے ہیں۔ اور کروڑوں میں محض چند سینکڑے ہیں جن کے اندر خود بھی کوئی رشتہ اتحاد افسوس مجھے تو نظر نہیں آیا۔ دوسرے علماء اور آپ بھی مبلغ حق ہیں۔ پھر باطل پر (یعنی اس باطل پر جسکی راہوں پر قافلہ چلتا جا رہا ہے)۔ کسی کی ضرب کارگر کیوں نہیں۔ آپ فرمائیں گے۔ کہ لوگ اصل اسلام پر عمل نہیں کرتے۔ یہ بتائیں گے کہ ان کو گمراہ کیا گیا ہے۔ یعنی گمراہ کرنے والے وہ طریق اظہار جانتے ہیں۔ جو کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو کلمہ سے پھیر دے لیکن راہ پر لانے والے کی زبان اور بیان اور اسلوب میں کوئی خاص نقص ہے کہ ان کے ارشادات غیر موثر رہتے ہیں میں چاہتا ہوں آپ یا اور کوئی محترم سادہ زبان میں میری اس گذارش پر توجہ فرمائیں اور الحق میں اپنے خیالات کا (اگر میرا سوال ناواجب نہیں) اظہار کرے۔

---

[1] شاعر اسلام ابوالاثر حفیظ جالندھری، شاہنامۂ اسلام کے مصنف، ترانہ پاکستان کے خالق مشہور شاعر۔ خطوط کے سطر سطر سے دینی حمیت دردو سوز ملت کی غمخواری ٹپک رہی ہے قادیانیت سے نفرت کا شدومد سے اظہار ہے۔ شاہ فیصل کی شہادت پر آہ وبکا ہے اور امت کے زوال وادبار کا مرثیہ مکتوب نگار کا مکتوب الیہ سے یہ تعلق یہ جذبۂ محبت ان شاء اللہ دارین میں موجب افتخار ہے۔ شاہنامہ اسلام میں اسلام کے شوکت وعظمت کے ترانے گانے والا شاعر کی اپنی عمر کے آخر میں مسلمانوں کے حالات زار کی ماتم گساری کیلئے یہ خطوط تذکیر وعبرت کا سامان ہے۔

<u>قادیانیت فتنہ دجال:</u> ۲ آج مسلمانانِ عالم کو فتنہ دجالیہ کی ابتلاء کچھ ایسے انداز سے درپیش ہے۔ کہ مجھے یہ فرزندانِ دجال جن کو امت قادیانیہ کا نام دیا گیا ہے۔ پاکستان پر بزور قبضہ کرتے نظر آرہے ہیں۔

مولانا سمیع الحق جی! رسائل واخبارات اور جلسوں اور تقریروں سے آپ اس فتنے کو نہیں روک سکتے۔ وہ آپ (یعنی تمام مسلمانان عالم پر) آخری ضرب لگا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں تحریری وتقریری محاذات کے ساتھ ساتھ انتہائی تحمل اور استقلال کے ساتھ وہ طریق اختیار کرنا ہوگا۔ اور جلد کرنا ہوگا۔ کہ جلد از جلد ہر وہ شخص جو کلمہ طیبہ پر یقین رکھتا ہے۔ اگر قادیانی اس سے چھو بھی جائے تو وہ اس ناپاک کے چھونے سے اپنے جسم کو بھی اپنے کپڑے کو بھی ناپاک خیال ہی نہ کرے۔ بلکہ یقین کرے اور قادیانی کتے کو بتادے کہ خبردار پرے رہ کر بات کرو۔ مولانا میں چاہتا ہوں یہ تحریک تحریروں اور جلسوں اور تقریروں سے نہیں ہر گلی کوچے میں جہاں مسلمان رہتے بستے ہیں حلقے بنائے جائیں اور ان کو ایمان سنبھالنے اور رسول اللہ کے بعد کسی اور کو نبی ماننے والے کو خنزیر سمجھے۔ خدا کرے میرا یہ خط آپ کو ناپسند نہ ہو۔ میں آجکل ذہنی طور پر بار ربطِ تحریر سے قاصر ہوں۔ والسلام۔ دعا گو حفیظ

(۲)

(فلم فجر اسلام اور ملی بے حسی پر افسوس ○ ہوس مال وزر نے ملت میں منافقین کا طبقہ پیدا کیا قائدین ِ غیرت کی کمی ○ اپنی کشتی کو بحرِ ذلت میں غرق کرتے رہے ○ تشکیل پاکستان اور انگریز کے گرگے ○ انگریز کا دور باقی ہے مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کے منصوبے ○ چاروں جہت سے مسلمانوں پر آخری ضرب ○ قادیانی کوڑھی سے زیادہ ناپاک گرداننے کیلئے تحریر)

۲۱ جنوری ۱۹۷۴ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحق تازہ شمارہ جنوری ۱۹۷۴ء زیر مطالعہ ہے۔ بار بار قلم اُٹھاتا ہوں۔ ہمت جواب دے جاتی ہے۔ تاہم بار بار اپنے احساسات کو روکتا ہوں۔ یہ سطور لکھنے پر مجبور ہوں۔

نقش آغاز۔ فجر اسلام۔ ایک فلم جسمیں عہد رسالت کی تصویری عکس کشی کے ذریعے سینما دیکھنے والوں کی تفریح کا سامان کیا گیا ہے۔ اُس پر مسلمانانِ پاکستان کی بے حسی کا جو ماتم آپ نے محسوس کیا ہے۔ وہی عالم ہر اُس عزت مند کا ہونا چاہیئے۔ جسمیں حَیا کا جوہر ابھی کہیں موجود ہو۔ لیکن آپ کی طرح محسوس کرنے والے ہیں کتنے؟ اور محسوس کر لینے کے بعد اُن میں سے کون ہے۔ جو اس معاملے پر علانیہ آواز بلند کرے۔ آپ کے اس شمارے سے بہت پہلے اخبارات میں اس فلم کی خبر اور اسکا ذکر۔ مذمت کے الفاظ میں آتا رہا۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ آپ کا الحق جن لوگوں کے مطالعہ میں آتا ہے۔ کیا اُن میں سے اپنے اپنے مقام پر کوئی اس ماتم میں علانیہ شریک ہوگا؟ معاف کیجئے گا۔ یہ سوال میرے قلب سے اُبھر کر کاغذ پر آ ہی گئے ہیں۔ مناسب معلوم ہو تو میرا یہ استفسار شائع کر دیجیے۔ اور اگر میرے اس استفسار کا جواب ملے۔ تو مجھے مطلع کیجئے۔ تاکہ میں بھی اُنکے ساتھ شامل ہو کر کوئی عملی اقدام تجویز ہو تو اس جہاد میں حصہ لُوں۔ اسی نقش آغاز میں اس موضوع پر یہ الفاظ ہیں: ''آج سے چند سال قبل انگریز کے عہد نا مسعود میں صرف حج کے نام پر کوئی فلم جس غیور اور جسور قوم کے افراد کو گوارا نہ ہو سکی۔ آج وہ قوم فحاشی اور بے حیائی کے ان فلمی پردوں پر عہد رسالت کے نقشے دیکھنے پر بھی خاموش ہے۔ پھر وہی سوال ابھرتا ہے۔ کہ ایسا کیوں ہے؟ ایسا اس لئے ہے کہ وہ قوم جسکو آپنے غیور اور جسور کا فتویٰ دے کر مفتخر کیا ہے۔ وہ خود غیور و جسور اس لئے تھے کہ اس میں چند ایسے بے لوث

افراد بھی موجود تھے۔ جن کی آواز میں صداقت شعاری تھی۔ جو اپنی جان مال آل اولاد سب کچھ دین پر قربان کر دینے کا ملت کو یقین دلا چکے تھے۔ اُن کی آواز پر عامتہ المسلمین اُٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور دشمنان اسلام کی بہت سی حرکات کا سدباب ہو جاتا تھا لیکن دشمنان اسلام جتھ بند بھی تھے ان کو مسلمانوں ہی میں منافقین بھی مل جانے لگے تھے۔ لہٰذا بے لوث افراد کی تعداد گھٹتی گئی۔ روپیہ' عہدے' املاک' اقتدار' شخصی مال و اموال ہر راستے میں پڑے ہوئے ملے۔ اور اس طرح دکھائی دیئے جیسے کتوں کے سامنے ہڈیاں آجائیں۔ یہ لوگ لپکے جن لوگوں نے ہڈیاں راہوں میں بکھیری تھیں۔ ان کو چمکارنے کا فن بھی آتا تھا۔ چنانچہ یہ کتے چمکارے گئے۔ تو دُم ہلاتے ہوئے ان کی آقائی مانتے ہوئے ساتھ ہو گئے۔ یہ کتے ہم مسلمانوں ہی میں سے سدھائے گئے۔ اور چھوڑ دئے گئے ان بے لوث خادمان دین پر جو قوم کی جسارت اور غیرت کو جگا دیا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ جھنجوڑے بھنبھوڑے ہوئے قائدین غیرت کم ہوتے ہوتے گم ہو گئے۔ اور عملداری زیادہ تر غیروں کے آگے دُم ہلانے اور اپنی ملت کو غیروں کی راہ پر لانے والوں ہی کی ہو گئی۔ اب آپ ہیں یا آپ ایسے چند ایک اور وہ محض ماتمی ہیں ان میں خود جسارت باقی نہیں کہ اتحاد کریں کیونکہ اتحاد کے بغیر جہاد مضحکہ ہے۔

میں نے اپنی صغر سنی سے جو کچھ آج تک دیکھا وہ یہ ہے کہ غیرت وحمیت کی آواز بلند کرنے والوں کے خلاف مسلمانوں ہی میں سے جتھے بنائے جاتے رہے اور اپنے ہی علماء و قائدین صادق کی برسر عام و برسر راہ ایسی ایسی توہین کی گئی کہ آج بھی اس وقت اسکے تصور سے میرا رہا سہا خون کھول رہا ہے۔ اپنی ہی ملت کی کشتی کو طوفانِ حوادث سے بچانے والے اپنی ہی ملت کے ہاتھوں بحر ذلت میں غرق کئے جاتے رہے۔ لیکن ان کی محنت اور ایمان نے پاکستان قائم کر دیا۔ ہاں پاکستان۔ لیکن آپ نے پنجابی کی وہ مثل تو سُنی ہو گی۔ کہ

پنڈ وَسّا ہی نہیں اُچکّے پہلے ای آ گئے

<u>پاکستان کی تشکیل اور انگریز کے گماشتے:</u> یعنی بستی ابھی بسی ہی نہیں لُٹیرے پہلے سے آموجود ہوئے۔ یہی صورت حال پاکستان کی تشکیل میں ہوئی۔ انگریز نے۔ ہنُود نے۔ یہود نے۔ رُوس نے۔ امریکہ نے پاکستان میں پاکستانیوں ہی میں سے خریدے ہوئے گُرگے متعین کر رکھے تھے۔ ہاں یہ گرُگے انگریزوں کے پرانے ملازمین اور انکی اولادوں میں سے بھی تھے۔ یہ صنعت اور کارخانہ داری کے لالچی تھے۔ یہ اسکولوں، کالجوں میں اشتراکی دلالی کرنے والے بھی تھے۔ یہ علماء کے بھیس میں بھی۔ یہ فقراء کے لبادوں میں بھی۔ یہ شاعروں صحافیوں' ادیبوں' مقرروں محرروں کی صورت میں بھی تھے۔ یہ پاکستان کی اولین تحریک کے دن سے تھے۔ یہ تشکیل کے ساتھ ساتھ تعمیر میں تخریب کے ہزاروں حربے لے کر آئے تھے۔ یہ موجود ہیں۔ یہ برسر پیکار ہیں۔ اور ان کے مقابل آپ ہیں۔ اور ہم ایسے جو بھی ہیں ان میں ؎

دوستی اب گلے کا ہار نہیں تار ٹوٹا بکھر گئے دانے۔

آپ سمجھتے ہیں انگریز کا دور چلا گیا۔ میں کہتا ہوں، انگریز کا وہ دور جسکا آپ نے ذکر کیا ہے۔ انگریز کا دور نہیں تھا۔ آج ہے انگریز کا دور۔ وضع قطع، تعلیم و تربیت، خیال و اعمال، کردار و رفتار۔ خدارا مجھے بتائیے کون سی بات اس وقت عوام و خواص میں ہے۔ جسکو آپ انگریز کے دور کا نہیں مانتے۔ اب سوال یہ اُبھرتا ہے کہ یہ تو ہے آشوب۔ اسکا ازالہ کیا ہے؟ کیا ایسی کوئی راہ ہے کہ ساری ملت اس ہلاکت سے بچ جائے۔ جس کا منصوبہ مسلمانوں کو اس دنیا سے ملیا میٹ کرنے کیلئے صدیوں پہلے سے ہو چکا ہوا تھا۔ اور اب یہ منصوبہ کامیابی کے ایسے مرحلے پر ہے کہ روس، امریکہ، انگلستان اور بھارت چاروں جہت سے آخری ضرب لگا رہے ہیں۔ اور یہ ضرب مسلمانوں پر مسلمانوں ہی کے ہاتھوں لگ رہی ہے۔

استفسار یہ ہے کہ آیا آپ اور آپ کے ہم نوا احباب علماء کرام کوئی عملی تجویز بتائینگے۔ تاکہ میں اپنے حلقہ اثر میں ان کے ساتھ شامل کرنے کی تبلیغ کروں۔

فتنہ قادیانیت جان وایمان کا روگ: ہاں! مولانا سمیع الحق صاحب جی آپ نے میرا مکتوب شائع کردیا۔ وہ تو محض قادیانیوں کے بارے میں چند سطور تھیں۔ ایک سادہ سی تجویز۔ یعنی ان کو ناپاک کوڑھی لوگوں سے زیادہ اپنے لیے خطرناک گردانا جائے۔ میں چاہتا ہوں۔ میری اس تجویز پر غور کیا جائے۔ اور اگر یہ محض ایک بوڑھے نادان شاعر کی ناقابل قبول ہرزہ سرائی نہ ہو۔ تو اسکو ایک زندہ تحریک کی صورت دینے کا اہتمام ضروری ہے۔

الحق یعنی آپ اور لائل پور سے المنبر اور لاہور سے چٹان بلکہ ہر جگہ سے اہل غیرت (میرا یقین ہے) اس تجویز پر عمل کرنے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔

لیکن یہ فتنہ تو بہر حال ہماری جان اور ہمارے ایمان کا ایک مدت سے روگ ہے۔

روس کا پاکستان مٹانے کا منصوبہ: تازہ فتنہ پاکستان کو مٹانے اور قطعاً ختم کردینے کا وہ منصوبہ ہے۔ جو روس نے بنایا تھا۔ اور جسکے دلال پاکستان میں ثقافت اور تعلیم کے ہر ادارے پر مسلط ہیں۔ یہ ناچ رنگ۔ یہ فحاشی۔ جسکا ذکر آپنے اس شمارہ میں خاص طور پر کیا ہے۔ یہ بہت گہری سازش کا عملی نتیجہ ہے۔

حفیظ تاشقند میں: کیا آپ نے سیارہ ڈائجسٹ (لاہور) کے پانچ شماروں میں ایک مسلسل مضمون مطالعہ کیا ہے۔ اگر نہیں کیا تو خدارا ان کو لاہور کے دفتر سیارہ ڈائجسٹ سے حاصل فرما کر پڑھ ڈالیے۔

اس مضمون کا عنوان ہے۔ حفیظ تاشقند میں۔

اور موضوع یہی ہے۔ جس پر میں آپ کے ساتھ شریکِ حال وخیال ہوں۔ حفیظ

میں لکھتا ہوں تو بعض الفاظ لکھنے سے رہ جاتے ہیں مجھے لکھنے کے بعد نظر ثانی کی عادت نہیں اسلئے آپ بفضل خدا چھوٹے ہوئے الفاظ کالفظوں کے قائم کردینے کے اہل اور مجاز ہیں۔ میرا اسلام مسنون مولانا عبدالحق صاحب، دعا گزار کی خدمت میں۔

حفیظ ۲۱ جنوری ۷۴ء

نوٹ: مولانا بدخطی اور بے ربطی قابل عفو گردانئے۔ میری زندگی کا یہ دور ضعف وعلالت کا ہے۔

(۳)

ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۴ اپریل ۱۹۷۴ء (قادیانی فتنہ دجال سے آگاہی آپکی تحریر سے سرور O جہاد میں شریک گنا جاؤں O عملی تحریک محاربہ کا اعلان کریں)

میرے مکرم مولانا السلام علیکم۔ آپکا مکتوب مجھے کل ۷۴/۴/۱۳ کی شام مل گیا۔ میں متواتر کراچی آتا جاتا رہا ہوں۔ ۱۲ کو آتے ہی لاہور بھی ملا۔ جو مجھے خاص طور پر ارسال کیا گیا۔ یہ قادیانی الہامات کی بارشیں ہیں۔ متنبی کی آل متنبی سے بھی زیادہ ملہم ہے۔ مجھے اس تحریر کے مطالعہ سے رنج کی بجائے سرور حاصل ہوا ہے۔ آپ کی طرف سے مبارکباد مجھے تہِ دل سے قبول ہے۔ اس فتنہ دجّال سے میں اپنی زندگی کا آغاز ہی سے باخبر ہوا۔ اس دور تک آپہنچا ہوں۔ اللہ کو منظور ہے کہ میں پھر اس جہاد میں خاتم النبیین ﷺ پر ایمان رکھنے والوں کے ساتھ ہی مروں یا جیوں لیکن ساتھی گنا جاؤں۔ آپ سے گذارش یہ ہے کہ لکھنے وکھنے سے زیادہ عملی تحریک کا اعلان کیجئے۔ اور سب ہم نواؤں کو اتحاد کے ساتھ

اس محاربہ میں آگے بڑھائیے۔ دعاگذار حفیظ

(۴)

(قادیانی فیصلہ حل نہیں فتنہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہوگاO قادیانی مبلغ اعظم ظفراللہ خان کا پڑوسی اوراس کا ہدف رہا)

۱۵ اکتوبر ۱۹۷۴ء

کرم فرما۔مولانا سمیع الحق صاحب سلام مسنون قبول کریں۔"الحق" کا شمارہ ستمبر ملا۔مطالعہ میں آیا۔آپکا مکتوب بھی ملا۔چونکہ جواب طلب ہے۔اس لیے تعمیل کررہاہوں۔آپکے مکتوب میں چند اہم سوالات ہیں۔جن کا تعلق قادیانی مسئلہ کے اُس حل کے بارے میں ہے۔جو ۷ ستمبر کی شام "اسلامی" پاکستان کی قانون اسمبلی میں سے منتخبہ خاص کمیٹی کی سفارش پر متفقہ قرارداد کی صورت میں منظور کیا گیا۔اوراسکا اعلان موجودہ عوامی حکومت کے محترم وزیراعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے فرمایا۔

مولانا۔اگر آپ کے نزدیک بھی یہ قادیانی کا ایسا حل ہے،جس پر خوشیاں منانے اور مطمئن ہوکر کہیں جی ہاں کہوں اوراس فتنہ باطنیہ کو دفن دیکھنے والا سمجھ کر آپ کے ساتھ شامل ہوجاؤں۔تو مجھے افسوس ہے۔کہ میں ایسا کرنے سے قطعاً معذور ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں ڈرتا ہوں اور جانتا ہوں۔کہ چاہے سمیع الحق ہی کیوں نہ ہوں۔وہ حق اُسی آواز کو قرار دیں گے۔جو خود اُن کے فیصلے کی تائید میں اُن کے گوش میں آئے۔میں اس وجہ سے شاید خاموشی یعنی آپکے سوالات کے جواب میں چُپ رہنا اختیار کرلیتا۔لیکن جو احترام۔احترام ہی نہیں ہم عقیدتی آپ سے اور مولانا عبدالحق صاحب سے ہے۔جواب نہ دینا برخلاف آداب تعلقات ہے۔اس لئے یہ سطور بہ تعجیل لکھ رہاہوں۔

<u>مسئلے کا حل قرآن نے پہلے کررکھا ہے:</u> آپکا اداریہ کا اولین کلمہ قومی اسمبلی کے فیصلے تاریخی اسلامی فیصلہ بتاتا ہے۔اسکو آپ نے عظیم اور مبارک فیصلہ قرار دیا ہے۔

میرے نزدیک یہ قادیانی مسئلے کا وہ حل نہیں ہے۔جو حل قرآن کریم وحکیم نے پہلے ہی سے کررکھا ہے۔البتہ یہ ایک فیصلہ ہے۔جو اسلام کی قرآنی عدالت نے نہیں۔انگریز کی مسلطہ کردہ جمہوری عدالت نے دیا۔

یہ جمہوری عدالت قابلِ تحسین ہے۔اس لئے کہ جو کچھ آپ علماء صاحبان نے طلب کیا وہی آپ کو مل گیا۔اس لئے جس طرح قادیانی فتنہ کے خلاف آپ نے کروڑوں عامۃ المسلمین کہلانے والے (ہم لوگوں) کو عملی آواز کے لئے اتحاد کی دعوت دی تھی۔اُسی طرح حکومت پاکستان کے اس فیصلے پر آپنے خوش ہوکر جشن منانے کی صورت بھی پیدا کردی۔یہ جشن حلِ مسئلہ کا جشن نہیں۔

علماء کے اُس مطالبے کا جشن ہے۔جو انتہائی طور پر محدود بھی تھا اور غیرمآل اندیشانہ بھی اور ایسا ہے۔کہ اب فتنہ قادیاں پاکستان ہی نہیں پوری دنیائے اسلام کو تباہ وبرباد کرانے کے لئے پہلے سے زیادہ مضبوط ہوکر جو چاہیگا کریگا۔

سرزمین پاکستان کے سینے میں جھنڈا گاڑے ہوئے اطمینان سے رہتے سہتے یہودیت کے اصل،ہراول دونوں گروہ لاہوری ہوں یا ربواہی کیا اپنے مقاصد سے باز آجائینگے۔

آپ کے پاس اب کونسا حربہ ہے۔جو ان کے حربوں کے لئے آپ استعمال فرمائینگے۔

آپ مطمئن ہوگئے۔ملت کو آپ نے مطمئن بنادیا آپ کی نیت درست ہے بجا ہے۔ع لیکن سخن شناس نئی دلبرا خطاایں جااست لہٰذا سوالات کے جوابات فی الحال بے فائدہ ہیں۔ہاں میں نے سطور انتہائی ادب سے لکھی ہیں۔میں نے ان قادیانوں کو پورے ستر برس سے جاننا پہچاننا شروع کیا تھا۔ان کا مبلغ اعظم ظفراللہ خان چودھری میرے دیوار بہ دیوار ساتھ پڑوسی رہ کررات دن ان کے طریق تبلیغ الحاد کا

ہدف رہا ہوں۔
اسلئے اب ایک مفصل کتاب ہی لکھونگا۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ اللہ بطفیل سرکار دو جہاں مدد کریگا۔ حفیظ

(۵)

(شاہ فیصل کا قتل O کروڑوں مسلمانوں کی بے غیرتی O لندن میں علالت اور مشکلات O الحق کا ایک ایک سطر امت شیطانیہ کی نگاہ میں O اکوڑہ کے بڑے کاموں پر تحسینی کلمات)

ازلندن، ۱۷ جولائی ۱۹۷۵ء

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم۔ میں جون ۱۹۷۵ء سے لندن میں بغرض علاج بھیجا گیا تھا۔ اور ابھی تک بحالی کی صورت نہیں ہے۔ اللہ کریم کی رضا جو بھی ہے۔ اس سے بہتر اور کچھ ہو بھی تو نہیں سکتا۔ شہید۔ شاہ فیصلؒ کے بارے میں آپکے ارشاد کی تعمیل فوراً کردی گئی تھی۔ المنبر نے اسکے بعد طلب کیا یا نہیں کچھ حاضر کرسکا تھا یا نہیں۔

اس دور میں میری بیٹی کا نکاح (بیوی کی رسوم پرستی کی صورت میں) پیش آیا میں پہلے ہی بیمار تھا۔ اب مزید جسمانی۔ مالی ذہنی ضربیں سہنا پڑیں آخر معالجوں نے لندن کی راہ بتائی۔ سب کچھ وہیں چھوڑ چھاڑ یہاں ہوں۔ اور علاج تو ہو نہیں رہا۔ تشخیصوں میں وہ سب کچھ جولایا تھا فیسوں کی صورت میں ختم ہونے کے قریب ہے۔ حیرت زدہ ہوں۔ ایک بیٹی جسکا شوہر لاہور رہی کا باسی تھا اب لندن میں کاروبار کرتا ہے ہسپانیہ کے کسی جزیرہ میں قسمت آزماتا ہے۔ یہ بیٹی لندن میں میری میزبان ہے۔ اس حالت میں آپکا خط ملا میں شکر گزار ہوں۔ کہ آپ مجھ نالائق سے اتنی محبت کے ساتھ توقعات رکھتے ہیں اور میری گستاخانہ جسارت بھی قبول کرلیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ الحق کو ہمارے عقائد کے مخالفین بھی پڑھتے ہیں۔ اور محض ایک لفظ اِدھر اُدھر لکھے جانے کے سبب ان کو شیطنت سوجھی ہے۔ محض اسی لئے اس فقرے کے بارے میں گذارش کرنا مناسب مانا تھا۔ اُمت شیطانیہ قادیانیہ کا تو کام ہی ابلیسیت ہے۔ اس سے لکھتے وقت ہم سب کو محتاط رہنا چاہیے۔ میری عمر سے زیادہ میری صحت میرے عزم کو روکتی رہتی ہے۔ مجھے ایک بھی امانت دار منشی لاہور میں نہیں ملا جو چند دن میں لکھاتا جاؤں اور وہ لکھتا جائے۔ چند آئے تین تین سو روپیہ تنخواہیں مقرر کیں۔ دو دو کی پیشگیاں لیں۔ پھر ایسے تشریف لے گئے جیسے ان کو زبردستی کافر سے مسلمان کیا جارہا ہو۔ رسیدیں میرے پاس ہیں۔ اور چند املا شدہ صفحات نامکمل ہیں۔ جب یہ صحت ہو تو ایک تنہا عمر رسیدہ شخص کیا کرے آپ ہی بتایئے آپ اور مولانا عبدالحق صاحب نے اکوڑہ میں اتنا بڑا کام جسطرح جاری رکھا ہے۔ تحسین کے الفاظ کے سوا مجھ جیسا نارسا کیا عرض کرے۔ شہید فیصل کا دراصل مرثیہ نہ تھا۔ یہ ساری ملت کا مرثیہ لکھا۔ آغاز کیا تھا یہ قتل دشمنوں نے نہیں کیا کروڑوں مسلمانوں کی بزدلانہ بے غیرتی۔ شاہ فیصل شہید کی قاتل ہے۔ اس سے زیادہ اور کہوں۔ تو خود شرمندہ ہوتا ہوں۔ دعا گو حفیظ جالندھری

(۶)

۲۶ جولائی ۱۹۷۵ء

(لندن سے علالت کے باوجود جواب)

محترم مولانا صاحب۔ السلام علیکم! آپکا گرامی نامہ میں نے اپنے بزرگ چچا حفیظ جالندھری صاحب کو لندن بھیج دیا تھا۔ وہاں سے جو جواب آپکے نام انہوں نے بھیجا ہے وہ میں اُنکے ایما پر آپکی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔ وصول فرمائیں۔
میں اُنکی تمام تصانیف کو شائع کرتا ہوں۔ والسلام آپ کا خادم علاءالدین مظہر مکتبۂ جدید لاہور

(۷)

(شاہ فیصل کی شہادت پر میرے احساسات کے بارہ میں تاثرات O دو دفعہ شاہ سے ملاقاتوں کے احوال O قلب وجگر کے خونی اشعار O ھذا الکلب الانکلیس O شاہ فیصل کا تعارفی جملہ)

بخدمت جناب مدیر الحق، سلام مسنون قبول فرمایئے۔ اور شکر بھی کہ میری لب بستگی کے باوجود الحق سے محروم نہیں ہوا۔ پنسل سے لکھنے کے لئے مجبور ہوں اور عفو کا طالب!

ابھی اسی وقت اپریل ۱۹۷۶ء کا شمارہ آیا تو میں نے مطالعہ کیا اور پنسل نام کا قلم اٹھایا شاید کل صحت اور ہجوم افکار حالات وواردات حاضرہ نسیان لے آئیں۔ گزارشات حسب ذیل ہیں۔

(۱) نقش آغاز کے زیر عنوان حضرت سعدی کے آنسوؤں سے لکھے ہوئے مرثیہ میں ردوبدل[1] مناسب نظر نہیں آتا۔

تاتاری ہلاکو خان کے تاریخی قتل وغارت بغداد کے وقت آخری عباسی امیر المؤمنین مستعصم باللہؒ تھے اگر آپ برزوال ملک بھی رہنے دیتے اور نام امیر المؤمنین شہید کا بھی قائم رکھتے تو کوئی نقصان یا کمی شاہ فیصل کی شہادت کے اندوہناک تذکرے میں نہ ہوتی۔ فقط ایک سطر چنگیزی تاتاریوں کی اور آج امریکی ''یار ماریوں'' مماثلت کے لئے بڑھانا ساری تاریخ اسلام کے دور پر نظر ڈالنے کی طرف اشارہ ہوجاتا۔

(۲) اس نقش آغاز کے صفحہ نمبر ۳ چوبیسویں سطر یہ:

انہوں نے سیاسی تدبر اور معتدل طبیعت کے ساتھ اپنے مغربی دوستوں پر بھر پور وار کئے۔ مولانا! اپنے ''دوستوں'' کے معنی پر میں معترض آپ اگر ''دوست نماؤں'' پر لکھتے، تو پڑھنے والے جو دوست کے معنی جانتے ہیں۔ شاہ فیصل شہید کو دشمنان اسلام سے دوستی رکھنے والا نہ سمجھیں گے۔ دشمنان اسلام سے دوستی نہیں تدبیر ومصلحت سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ معافی چاہتا ہوں۔ مقصود اعتراض سے اصلاح معانی ہے۔

(۳) شاہ فیصلؒ سے مجھے دو مرتبہ شرف نیاز حاصل ہوا تھا۔ پہلی مرتبہ ۱۹۳۵ء میں مجھ غریب کے حج وزیارت کے دوران محترم نواب بہاولپور نے مکہ معظمہ سے باہر اپنے خیمہ گاہ میں ان کو دعوت دی تھی اس وقت وہ شہزادہ فیصل تھے ان کے برادر اکبر ولی عہد تھے۔ ہز ہائی نے مجھے بلا کر ان سے ملوایا۔ مجھ سے شاہنامۂ اسلام جلد اول میں سے اشعار سنوائے اور ایک مترجم جن کا اسم گرامی محمد خان تھا نے ان اشعار کا عربی میں ترجمہ کیا۔ فیصل بہت مسرور ہوئے مجھے گلے سے لپٹایا اور ایک رومال اپنے ساتھیوں سے لے کر میرے سر پر لپیٹ دیا۔ چند روز بعد محمد خان ہی کے ذریعے مجھے ملک الحجاز والنجدؒ کے دربار میں لے جایا گیا۔ حافظ وہبہ اور شہزادہ فیصل نے مجھے شاعر الاسلام کے نام سے پیش کیا۔ اول ودوم جلدیں شاہنامہ اسلام شہزادہ فیصل نے مجھ سے لے کر پیش کیں۔ مولانا اسمٰعیل غزنوی اس کتاب کے بارے میں تعارفی گفتگو کرتے رہے۔ اور شاہ نے دونوں کتابیں لے کر فرمایا ان کا عربی ترجمہ کیا جائے گا۔

جس وقت یہ ہو رہا تھا، ایک اور صاحب کو پیش کیا گیا جو انگریزی دور میں پنجاب کے بڑے زمیندار رئیس اعظم ہی نہیں بلکہ انگریزوں کے لئے لڑنے مرنے کی خاطر ایک رسالہ اپنی جاگیروں کی آمدنی سے بنا کر جرنیل کا خطاب پائے ہوئے تھے۔ وہ اتنا جھکے کہ ان کا سر تقریباً زمین سے ایک ڈیڑھ فٹ اونچا رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد رخصت ہوئے تو باپ بادشاہ نے اپنے فیصل شہزادے کی طرف مسکرا کر دیکھا، ان فیصل بیٹے نے بھی مسکرا کر جو اعلانیہ کہا اس کا یہ اظہاری کلمہ مجھے اب تک یاد ہے۔ ھذا الکلبُ الانکلیس (یہ انگریزوں کا کتا ہے)۔

---

[1] احقر نے نقش آغاز میں شیخ سعدی شیرازی کا سقوط بغداد کے بارہ میں مشہور مرثیہ کا یہ شعر تحریر کیا تھا کہ

آسمان راحق بود گر خون ببارد برزمین ۔۔۔ بر وصال شیخ مستعظم امیر المومنین

دوسری مرتبہ ۱۹۳۷ء میں مجھ کو ملاقات کا شرف پیرس میں دیا گیا۔ سر شیخ عبدالقادر اور میں دونوں ایک ہوٹل میں دعوت عشائیہ پر بلائے گئے تھے۔ ہمارے پیرس میں ہونے کی یہ اطلاع انکو فرانسیسی اخبار میں میری تصویر چھپی ہوئی دیکھ کر ہوئی تھی اس مرتبہ میں نے محاربہ بدر انکو سنایا۔ لیکن اس کا ترجمہ کرنے والا کوئی عربی دان تو تھا نہیں۔ البتہ شیخ صاحب جو عربی جانتے تو تھے۔ ترجمہ کرنے میں دقت محسوس کرتے تھے مطلب بیان کر دیا تھا۔

یہ میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ مجھے اس وجود مسعود سے قلبی ذہنی اور دینی تعلق ایسا تھا کہ وہ جب گذشتہ فرمانروان ممالک اسلامی کی کانفرنس لاہور میں آئے تو میں ان سے ملنے کی تمنا پوری نہ کر سکا۔ دو مرتبہ حضرت مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ بھی اس عاجز پر مدت سے مہربان تھے۔ ان سے عرض کیا کہ شاہ فیصل سے ملوا دیجئے۔ آپ نے فرمایا سخت ہجوم ہے اور یہ ہجوم ایسا ہے کہ جس طرز کی ملاقات درکار ہے ممکن نہ ہوگی۔ البتہ میں اگر اپنی بحالی صحت کے بعد مکہ معظمہ کا سفر برائے عمرہ یا حج کر چکا۔ تو مفتی اعظم میرے لکھنے پر شاہ فیصل کو میرے اشتیاق ملاقات لکھ کر مطلع کر دینگے۔ ہائے۔ وہ چمن ہی مٹ گیا جسمیں بہار آنے کو تھی دونوں اس دور کے سب سے بڑے سربلند و بالا اسلامی روشنی کے مینار منہدم کر دئے گئے۔

یہ خبر۔ یہ سنانی۔ کہ شاہ فیصلؒ کو ان کے بھتیجے نے شہید کر دیا ہے کراچی میں سنی۔ میں وہاں اپنی ایک بیٹی کے گھر اپنی آخری تیمارداری حاصل کرنے گیا ہوتا تھا۔ اس خبر نے مجھ پر بجلی گرادی۔ میں آجکل شکستِ دماغ کی وجہ سے شعر کی فکر میں کامیاب نہیں۔ البتہ میرے قلب و جگر کا خون یہ اشعار جیسے بھی ہیں الحق کے لئے حاضر ہیں۔

(شاہ فیصل کا مرثیہ)

بارشِ خوں کیوں نہ برسائے زمین پر آسماں
مرکزِ اسلام سے اٹھا ہے آہوں کا دھواں
خادمِ حرمین وہ دینِ مبیں کا پاسباں !
وہ مدبر، وہ مجاہد، غازی صاحب قراں
شاہ فیصل آن ایماں پر نچھاور ہو گیا نذرِ حب امت محبوب داور ہو گیا

جو بھی ہو، ہوتا رہے اس قتل پر رد عمل
اپنے پاکستان میں آتا نہیں کوئی خلل
اک بھتیجے ہی کے ہاتھوں سے چچا کی ہے اجل
آج قصہ مختصر ہے، حال کھل جائے گا مکمل
روس و امریکہ ہمارے دوستوں کے تخت گاہ آج کی ہڑتال کے معنوں پہ کرلیں گے نگاہ

ہم تو ان خبروں سے ہو لیتے ہیں لطف اندوز روز
رات کو جلسے جماتے ہیں یہ غم افروز روز
شب چراغاں کے لئے روغن ہیں یہ خوں سوز روز
رقص و قوالی دکھاتے ہیں سبق آموز روز
ہم مسلماں ہیں 'سنانی' سن کے سر دھنتے نہیں نکتہ عیب ہے یہ پھول ہم چنتے نہیں

اس سے آگے جو دو بند اور ہیں وہ فی الحال آپ چھاپ نہ سکیں گے! اس لئے حذف ادب

(۸)

(قیام پاکستان یا معجزۂ اسلام)

۷۸/۹/۱۸، از خادم ملت ابوالاثر حفیظ جالندھری عمر ۹۷ برس۔ مولانا ضعیف اور قریب المرگ شاعر اسلام کی طرف سے یہ نظم حاضر ہے۔

دعا گو حفیظ ۴۳ جی ماڈل ٹاؤن لاہور

آج کا دن معجزۂ اسلام کا

جن دنوں تھی آل اسرائیل بے جان وقلیل — لشکرفرعون سر پر سامنے دریائے نیل
اکسیر بیضا میں تنہا اک عصائے موسوی — کفر کے طغیان پر تھی ضرب ایمان قوی
قید فرعونی سے آزادی یہ اسرائیل کی — ذکر قرآنی ہے کچھ حاجت نہیں تحویل کی
ہاں مگر زندہ ہوا پھر اسوۂ عہد قدیم — ہم نے خود آنکھوں سے دیکھا ہے عجب کار عظیم
قائد اعظم کے ایماں سے باندازِ کلیم ؑ — سینۂ گنگا مثال نیل پایا ہے دونیم
ہند میں فرعونیت تھی زیر کابوس دِگر — مومن صادق بھی آپہنچا بہ ملبوس دِگر
پاک ہوجانے پاکستان کی وادی میں — بتکدوں سے اہل مسجد کو یہ آزادی ملی
برہمن کا کفر ٹوٹا۔ زور زر اصنام کا — مردمؤمن نے دکھایا معجزہ اسلام کا

مولانا۔۔۔۔ضعیف اور قریب الموت شاعر اسلام کی طرف سے یہ نظم حاضر ہے۔

دعا گو حفیظ ۴۳ جی ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۴

(۹)

(معنئ ذبح عظیم[۱] ○ عید کردار اسماعیل کی یاد)

عید قرباں مدتوں اس رنگ سے ٹلتی رہی — بھیڑ بکری ہی کی گردن پر چھُری چلتی رہی
بزم ہستی میں اگرچہ اب نہ آنکھیں ہیں نہ دل — شمع کچھ زندہ مزاروں کے لئے جلتی رہی
اب مگر یہ حال کچھ چلتی نظر آتی نہیں — عید کو یہ بے زباں قربانیاں بھاتی نہیں
زیرِ خنجر ہم کھلونوں کو سجالاتے تو ہیں — عید کو لیکن قساوت اب تو بہلاتی نہیں

عید کو کردار اسماعیل اب تک یاد ہے
امر ربانی کی وہ تعمیل اب تک یاد ہے

عید اضحیٰ دیکھنے آتی ہے ان سب کا جلال — جن کے چہروں پر ہے قربانی کے سہروں کا جمال
آج کا دن ان شہیدوں کے لئے ہے روز عید — روئے پاکستان پر جوبن گئے صبح امید

یہ بقائے دائمی ۔ یہ جذبۂ عزم صمیم
ہے کوئی ۔ جو آج سمجھے معنئ ذبح عظیم

(ابوالاثر حفیظ جالندھری) ۴۷ جی ماڈل ٹاؤن لاہور

---

[۱] **اشاعت پر تمہیدی کلمات۔** حضرت ابوالاثر کا یہ منظوم کلام ہمیں تاخیر سے موصول ہوا اور ہم اسے عید الاضحیٰ کے پرچہ میں شائع نہ کر سکے۔ غالباً یہ شاعر کا تازہ مطبوعہ کلام ہے اس لئے الحق میں تاخیر کے باوجود بھی شائع کیا جارہا ہے۔ غالباً حفیظ صاحب کو قربانی کے اصل مقصد اور روح کو نظر انداز کردینے پر ملت اسلامیہ سے گلہ ہے۔ ورنہ قربانی کرنا بذات خود ایک ایسی عبادت ہے جسے مقاصد حاصل نہ ہونے کے باوجود غیر ضروری قرار نہیں دیا جاسکتا۔ سمیع الحق

مولانا میاں حکمت شاہ کاکاخیل[1] زیارت کاکا صاحب
مصنف کتاب معارف الحقائق

(۱)

۲۰ رذوالحجہ ۱۳۹۴ھ (مولانا عزیر گل اسیر مالٹا کی محبت)

مکرمی ومحترم الحاج مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج عالی بخیر! برادرم ڈیڑھ ماہ کے عرصے سے زیادہ گزرا۔ مگر تا حال کتاب معارف الحقائق پر تبصرہ دیکھنے کی آرزو پوری نہ ہوسکی، نہ معلوم کیا وجہ پیش آئی۔ کیا دشمنوں کی طبیعت تو ناساز نہیں۔ مہربانی فرما کر میرے اُس خط کو ملحوظ رکھتے ہوئے مؤثر تبصرہ فرما دیجئے کہ قارئین پڑھتے ہی کتاب خریدنے کے درپے ہوجائیں۔ نیز متعلقہ نمبر اپنے اس دعاگو کے پاس روانہ فرما کر ممنون فرمادیں۔ مولانا عزیر گل صاحب مدظلہم[2] سے ملاقات کے وقت عرض کر چکا کہ مولانا سمیع الحق صاحب آپ کے جواب پر بڑے خوش ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ آج کل مجھے جواب دینے کی توفیق کم ہوتی ہے۔ مگر اُن کو جواب سے محروم کرنا مناسب نہ سمجھا۔ آپ بھی مہربانی فرما کر خط ہذا کا جواب مرحمت فرمادیں کہ تسلی ہوجائے۔ شکریہ آپکے والد صاحب حضرت مولانا صاحب سے سلام مسنون عرض کریں۔ اور ہوسکے تو صدر صاحب مولانا عبدالحلیم صاحب کو بھی سلام کہہ دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ قبول فرمادے۔ فقط والسلام دعاگو میاں حکمت شاہ کاکاخیل غفرلہ زیارت کاکا صاحب نوشہرہ (پشاور)

(۲)

۱۰/۹ ۱۳۹۸ھ موافق ۱۳ / نومبر ۱۹۷۷ء (خواب میں مولانا مدنیؒ کی زیارت O مولانا مدنی اور حقانیہ کا سنگ بنیاد رکھنے کی منامی بشارت O عجائب وغرائب کا مجموعہ)

محترم المقام جناب ایڈیٹر صاحب مجلہ الحق زیدت مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اپنی تالیف معارف الحقائق تبصرہ کیلئے پیش خدمت ہے۔ آپکی ذات والا صفات سے پوری اُمید ہے۔ کہ اسکی کمال افادیت پر مکمل روشنی ڈال کر علماء وطلباء کو اسکے طلب کرنے پر آمادہ کرینگے اس کتاب میں مشہور ومعروف سیّاح ابن بطوطہ کے سفرنامے کے تمام تعجب خیز احوال درج ہیں۔ نیز صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کے وہ حالات اور واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ جو نہایت عبرت انگیز ہیں۔ میں نے جو مولانا مدنیؒ[3] کو خواب میں دیکھا تھا وہ واقعہ بھی اس میں مذکور ہے۔ صفحہ ۲۲۵[4] ساتھ ہی ساتھ نادر اور نایاب کتابوں سے وہ قصے اور حکایات مذکور ہیں جو بہت مفید اور حیرت انگیز ہیں۔ الغرض یہ کتاب سیرۃ، تاریخ، پندونصائح اور ادبیات سے بھرپور ہے یعنی عجائب وغرائب کا مکمل ذخیرہ ہے۔ یہ کتاب آسان عربی میں ہے اور ہاں اس میں عربی انشاپردازی یعنی عربی زبان میں مضمون نویسی کا سہل طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔ اس کتاب میں وہ خصائل اور اخلاق بھی بیان کئے گئے ہیں۔ جن سے انسان کو دنیا وآخرت میں بلند رُتبہ حاصل ہو۔ علماء کرام کو کئی ایسے طور طریقے بتائے گئے ہیں جن سے ان کو اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل ہو۔ احقر حکمت شاہ کاکاخیل زیارت کاکا صاحبؒ ضلع نوشہرہ

---

[1] مولانا مرحوم دارالعلوم دیوبند کے فاضل اہم ادبی شروح کے مصنف زیارت کاکا صاحب میں انتقال فرمایا۔

[2] اسیر مالٹا مولانا عزیر گل مرحوم مراد ہے۔ جواب خط کے سلسلہ میں ان کے کلمات مکتوب الیہ کیلئے باعث صد افتخار ہیں۔

[3] یہ اہم خواب ایک بشارت تھی۔ [4] دارالعلوم حقانیہ کے مختصر تذکرہ کے ضمن میں مولانا مدنی مرحوم کے بارہ میں ایک خواب مولف نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے جو بلاشبہ دارالعلوم کے لئے بشارت اور سعادت کی بات ہے۔ وقبل بناء عمار تها الجديده رائى المولف فى المنام شيخ الاسلام المدنى رحم الله وهو مشتغل فى عمار تها ۔ (دارالعلوم کی نئی عمارت کی تعمیر کے دوران مولف نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مدنیؒ اس کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں)۔

(۳)

(خواب تبصرہ شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا تو آپ کے دعا گو مولانا عزیر گل اسیر مالٹا کے ہاں مقدمہ دائر ہوگا)

۲۵ اپریل ۱۹۷۵ء

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اپنے ایک خیر خواہ کے ساتھ اسقدر لاپرواہی تو آپکے شایان ہرگز ہرگز نہ تھی۔آخر دیکھئے ناب دوسرا شوال آنے کو ہے اور میری خواب تبصرہ کے بارے میں ابھی تک شرمندہ تعبیر نہ ہوسکی۔آپ کو تبصرہ کیلئے معارف الحقائق کے مطالعہ کی فرصت نہیں۔یہ مانتا ہوں۔لیکن میں تو ہر دفعہ خط کے ساتھ تبصرہ کا مضمون بھی بھیجتا رہا ہوں تو آپ سے اتنا بھی نہ ہوسکا کہ یہ مضمون شائع کرنیکے لئے کاتب کے حوالہ کردیں۔جس منصب پر رب جلیل نے آپ کو فائز کیا ہے اسکے ساتھ ایسے کار خیر میں اتنی لاپرواہی آپکو زیب نہیں دیتی۔برائے خدا ارایدن خط ہذا بھیجا ہوا مضمون الحق کے آئندہ اشاعت میں شائع فرما کر متعلقہ نمبر احقر کو بھیجکر ایفائے عہد کے عہدے سے سبکدوش ہوں ورنہ طرفین کے دعا گو حضرت مولانا عزیر گل صاحب کے ہاں مقدمہ دائر ہوگا۔

فقط والسلام آپکا خیرخواہ احقر میاں حکمت شاہ غفرلہ زیارت کا کا صاحب۔تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور

☆☆☆

شیخ الحدیث مولانا حمد اللہ مظاہری[1] (ڈاگئی)

(۱)

۱۳۹۹ھ (ایک جید عالم قاضی امان اللہ ڈاگئی کی وفات اور حالات)

المرسل مولوی حمد اللہ خادم علوم القرآن والحدیث مظہر العلوم ڈاگئی

وما کان شیخ موتہ موت واحد ولکنہ بنیان علم تھدما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۶ محرم ۱۳۹۹ھ کی رات علمی فضاء میں ایک زبردست خلا پیدا ہوا اور ایک بہترین علمی چراغ بجھ گیا جو کہ قاضی امان اللہ صاحب ڈاگئی مرحوم ہیں۔محترم قاضی صاحب ایک بہترین عالم دین تھے اور علوم دینیہ میں کافی دسترس رکھتے تھے۔خصوصاً علم فقہ واصول اور علوم عربیہ،اس کے علاوہ قاضی صاحب جامع المنقول والمعقول تھے۔اپنے وطن میں مختلف مدرسوں میں علوم حاصل کئے تھے۔کچھ زمانہ ہندوستان بھی گئے جہاں دھلی میں قیام پذیر ہوئے تھے۔قاضی صاحب ایک مدرس عالم تھے کافی زمانہ تقسیم سے قبل مقام ڈاگئی مسجد اخونہ خیل جہاں اب مدرسہ مظہر العلوم ہے مختلف فنون کا تدریس کیا تھا۔کئی سال جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں تدریس کیا تھا کچھ زمانہ لواڑگی میں حاجی گل مرحوم کے

---

[1] بقیۃ السلف نمونہ اکابر مولانا حمد اللہ جان شیخ الحدیث ڈاگئی مدرسہ تا حال اللہ نے طویل زندگی خدمت دین کیلئے دی ہے میری جماعت کی اول تا آخر سرپرستی فرمارہے ہیں سینئر نائب امیر صوبہ اور دیگر عہدوں پر فائز ہیں طالبان و جہاد افغانستان میں بڑا مقام تھا۔طالبان کی حکومت قائم ہوگئی تو امیر المومنین ملا محمد عمر کی خواہش پر افغانستان کے شہر کابل میں تدریس حدیث کا کام سنبھالا اور بدعات یا تعبیر عقائد میں سلف صالحین کے روایات وتعبیرات پر سختی سے کاربند رہے اور دوسرے مکتب فکر سے محاذ آرائی رہی (س)

صاحبزادوں کو تعلیم دیا تھا۔ تقریباً انہوں نے ۵۵ سال تدریس کیا ہوگا۔ اس طویل زمانہ میں ہزاروں تشنہ گان علم دین کو سیراب کیا تھا۔ قاضی صاحب کا عمر ۸۵ سال کے قریب تھا۔ ۲۶ محرم ۱۳۹۹ھ شب بدھ وقت ۱/۲ ۱۱ بجے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور بروز جمعرات بعد نماز ظہر نماز جنازہ ہوا۔ اور سپرد خاک ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قاضی صاحب نے ۴ برخورداران چھوڑے ہیں جن میں دو عالم ہیں مولوی عنایت اللہ صاحب جو کہ جامعہ اسلامیہ سے فارغ ہیں اور اب مدرسہ مظہر العلوم میں صدر مدرس ہیں جن کا دستار بندی قاضی صاحب کے وفات کے دوسرے دن ہوا۔ دوسرے مولوی حافظ کفایت اللہ صاحب جو کہ حافظ بھی ہیں اور جامعہ اسلامیہ سے فارغ ہیں اور سکول میں عربی معلم ہیں۔ اور بقیہ اولاد برسر روزگار ہیں۔ بعض سکول ماسٹر اور بعض دیگر ملازمت پر ہیں۔ مرحوم کے جنازہ میں ایک جم غفیر علماء طلباء وعوام نے شرکت کیا۔ مولانا عبدالحق صاحب نے تعزیتی تار اور خط بھیجا۔ مولانا عبدالحلیم صاحب صدر مدرس دارالعلوم حقانیہ، مولانا مفتی محمد فرید صاحب نے بھی تعزیتی خطوط بھیجے اور بھی کافی لوگوں نے خطوط بھیجے ہیں جن کا ہم تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ فقط والسلام

(۲)

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ماہنامہ الحق

سلام مسنونہ مطلب خیریت کے بعد عرض ہے۔ کہ جناب قاضی امان اللہ صاحب مرحوم کے مختصر حالات ارسال خدمت ہیں امید ہے کہ قریب شمارہ میں شائع کرینگے۔ باقی ہر قسم کی خیریت ہے۔ مولانا صاحب کو دعا وسلام عرض کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عاجلہ عطاء فرمادیں آمین۔ ناظم صاحب وصدر صاحب مفتی صاحب ودیگر مدرسین حضرات کو سلام مسنونہ عرض کریں۔

مولانا سلطان محمود صاحب کے خدمت میں عرض ہے کہ مہربانی کرکے مضمون الحق کے دفتر میں حوالہ کریں تاکہ شائع ہو جائے۔

فقط والسلام مولانا حمد اللہ مظاہری

(۳)

(عیدالاضحیٰ کی مبارکباد)

محدث العصر فقیہ اعظم امام عقلیات والنقلیات حضرت العلامہ برادرم محمد سمیع الحق دام مجدہ

سلام مسنون۔ المرام۔ مبارک ترا باد عید الضحیٰ کنم سوال آز آں ذات کہ گفت والضحیٰ مبارک ترا باد ہر روز راچو جو عیدز اول بہ آخر کہ باشد سعید این دعاء از من واز جملہ جہاں آمین باد۔ والسلام مع الاکرام

امام منطق وفلسفہ محدث کبیر مفسر شہیر حضرت العلامہ برادرم مولانا مغفور اللہ صاحب تعظیمات دھت ومفتی صاحب مدظلہ

ازاحقر الافقر مولوی حمد اللہ جان فاضل دیوبند بقلم خود

(۴)

(افغانستان پر لشکر کشی کی تیاریاں اور قنوت نازلہ کا اہتمام)

۲۰ ستمبر ۲۰۰۱ء

محترم المقام جناب السلام علیکم۔ سلام مسنونہ کے بعد عرض ہے کہ جس طرح آپ لوگ جانتے ہیں کہ دنیا کی واحد اسلامی مملکت افغانستان کے خلاف امریکہ اور اسکے حواری اسلام دشمنی کی بنا پر اسامہ بن لادن کو بہانہ بنا کر لشکر کشی کی تیاریاں کررہے ہیں اور افغانستان کے علاوہ مملکت خداداد پاکستان کی سرزمین بھی ان کے شر سے محفوظ نہیں۔ ان حالات میں سب آئمہ اور خطباء سے اپیل کرتا ہوں کہ صبح کی نماز میں

با قاعدگی سے روزانہ قنوت نازلہ کا اہتمام کریں۔تا کہ عالم اسلام خصوصاً افغانستان اور پاکستان کواللہ تعالیٰ اپنے حفظ دامان میں رکھے اور تمام دشمنان اسلام خصوصاً یہود و ہنود کونیست و نابود کردے۔قنوت نازلہ کامسنون طریقہ درج ذیل ہے۔صبح کی باجماعت نماز کے دوسرے رکعت میں سمع اللّٰہ لمن حمدہ(تسمیع)اور ربنالک لحمد (تحمید) کے بعد قنوت نازلہ پڑھیں۔قرأت قنوت نازلہ کے دوران دونوں ہاتھوں کو نیچےلٹکا کر بہ آواز بلند پڑھیں۔اور ہر جملہ دعائیہ کے بعد مقتدی خفیہ آمین پڑھے۔

اللھم اھدنا فی من ھدیت وعافنا فی من عافیت وتولنا فی من تولیت وقنا شرماقضیت فانک تقضی ولا یقضی علیک انہ لایذل من والیت ولایعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت وصلی اللّٰہ علی النبیّ الکریم. اللھم شتت شمل الکفرۃ وفرق جمعھم ودمردیارھم وخرب بلادھم واھدم حصونھم وخرب بنیانھم وزلزل اقدامھم واھلک جنودھم فی البر والبحر این ما کانوا وخالف بین کلمتھم وخذھم اخذ عزیز مقتدر وانزل علیھم بأسک الذی لاترده عن القوم المجرمین. اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائیں۔قوی امید ہے کہ قنوت نازلہ کا خلوص نیت اور باقاعدگی کے ساتھ اہتمام عالم اسلام خصوصاً افغانستان اور پاکستان کے لئے باعث رحمت اور یہود و ہنود کی تباہی اور بربادی کا سبب بنے گا۔

والسلام خادم القرآن والحدیث حمداللہ جان المظاہری

مہتمم دارالعلوم عربیہ مظہرالعلوم ڈاگی شیخ القرآن والحدیث جامعہ فاروقیہ کابل

(۵)

(متحدہ مجلس عمل، کامیابی، محرکات اور آزمائش، مردقلندر کے خدشات)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔سب سے پہلے تو میں آپ کو متحدہ مجلس عمل کی شاندار کامیابی پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔انشاء اللہ تعالیٰ متحدہ مجلس عمل کی یہ کامیابی پاکستان میں اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ ہماری کامیابی اگر ایک طرف افغانستان میں امریکی مظالم طالبان حکومت کے خاتمے، پرویز مشرف کی اسلام دشمنی اور دینی قوتوں کو مٹانے کی ریاستی دہشت گردی کے خلاف غیور عوام کا ردعمل ہے تو دوسری طرف مذہبی قوتوں کا اتحاد، علماء کرام اور قائدین کا دانشمندانہ رویہ کارکنان متحدہ مجلس عمل کا پرخلوص اور جہاد کے جذبے سے سرشار جدوجہد اس کے اسباب بنے۔فارسی کے اس شعر کے مصداق

زاتفاق مگس شہد مے شود پیدا خداچہ لذت شیریں دراتفاق نہاد

اللہ تعالیٰ نے مجلس عمل کو یہ تاریخی کامیابی عطا کی۔

ریاستی دہشت گردی اور جبر و استحصال کے ماحول میں جب کلمہ حق ادا کرنا ناممکن نظر آرہا تھا، متحدہ مجلس عمل نے اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور امریکہ کی اسلام دشمنی اور صلیبی جنگ میں مددگار بننے پر پرویز مشرف حکومت کے خلاف واضح اور دوٹوک پالیسی اختیار کی اور یہ ہی ہماری کامیابی کی اساس اور بنیاد ہے۔غیور مسلمانوں نے دینی حمیت اور غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا فرض بطریق احسن ادا کیا اور اس پر ہمیں رب کریم کا شکر ادا کرنا چاہیے۔اب متحدہ مجلس عمل کے قائدین اور نومنتخب اراکین اسمبلی کی آزمائش اور امتحان کا وقت[1] ہے۔میرے خیال میں دینی قوتوں کے لئے یہ موقع گذشتہ ایک سال کے جبر و استحصال کے دور سے بھی بڑی آزمائش ہے۔دینی قوتوں کے

---

[1] مولانا نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے وہ بڑے چشم کشا تھے اور میری تنبیہ اور سرزنش انہی خدشات کے بناپر روز اول سے جاری رہی جو بالآخر میری علیحدگی یا مجھے جبراً الگ کردینے پر منتج ہوئی اور ایم ایم اے کو ہائی جیک کرنے والوں کے ہاتھوں وہ سب کچھ سامنے آیا جن کا مردقلندر مولانا ڈاگئی نے مندرجہ چھ نکات میں اظہار کیا (س)

خیرخواہوں اور دشمنوں کی نظریں متحدہ مجلس عمل کی قیادت پر لگی ہوئی ہیں۔ایک طرف اگر سیکولر قوتیں اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ بہت جلد یہ اتحاد حکومت اور عہدوں کی تقسیم پر پارہ پارہ ہو جائے گا تو دوسری طرف دین سے محبت کرنے والے عوام کے دلوں میں بھی سیاسی شیاطین وسوسے ڈال رہے ہیں کہ ان کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔

حکومتی مشینری اور تمام لادینی قوتیں اسلامی انقلاب کا راستہ روکنے کے لئے ہر حربہ استعمال کریں گی۔ میں جانتا ہوں کہ حکومت سازی کا نازک مرحلہ آپ لوگوں کے سامنے ہے جس میں بہت ساری مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں اس موقعہ پر میری ایک ہی گزارش ہے کہ متحدہ مجلس عمل کی شکل میں اتحاد امت کا نوزائیدہ پودا اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام ہے اور اس کی آبیاری کرنا اور تناور درخت بنانا ہماری اولین ترجیح اور توجہ کا مرکز ہونا چاہیے بلکہ مسلمان قائدین کی حیثیت سے اتحاد امت کو قائم ودائم رکھنا آپ لوگوں پر فرض عین ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ متحدہ مجلس عمل اس امت کے لئے امید کی آخری کرن ہے اس لئے متحدہ مجلس عمل کے قائدین اور مذہبی قوتوں کے پاس غلطی کی گنجائش نہیں ہے اگر خدانخواستہ ہم ذاتی، گروہی یا جماعتی مفادات کے زہر قاتل سے اتحاد امت کو اس موقعہ پر نہ بچا سکے تو یہ:

☆ شہدائے افغانستان کے خون سے غداری سمجھی جائے گی۔ ☆ امریکی استعمار کی فتح ہوگی۔

☆ دم توڑتے استعماری اور سیکولر قوتوں کو ایک بار پھر نئی زندگی دینے کے مترادف ہوگی۔

☆ اسلامی انقلاب کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔

☆ فحاشی اور عریانی کے خلاف کھڑی دیوار کو گرانے کے مترادف ہوگا۔

☆ مذہبی جماعتوں کی سیاسی خودکشی کے مترادف ہوگی۔

میرے خیال میں اگر اتحاد امت کا قیام اور اس کے لئے کام فرض عین ہے تو پھر قائم اتحاد کو توڑنا گناہ کبیرہ اور پاکستان کے مظلوم مسلمانوں پر ظلم عظیم ہوگا۔اس عظیم امتحان کی گھڑی میں رب کائنات سے دست بہ دعا ہوں کہ اے میرے مولا متحدہ مجلس عمل کے قائدین اور ارکین کو اس امتحان کے دوران ثابت قدم رکھنا اور سرخروئی عطا کرنا۔اس موقعہ پر میری ایک ہی گزارش ہے کہ آپ لوگ سیکولر قوتوں اور امریکی ایجنٹوں کے مقابلے میں (واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا) کا عملی نمونہ بن کر اپنا فرض پورا کریں اور متحدہ مجلس عمل کو ہر ممکن طریقے سے اور بھی مضبوط کرنے کے لئے عملی اقدامات کریں۔خدا ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

(آمین ثم آمین) مولوی حمد اللہ جان المظاہری خادم العلوم القرآن والحدیث مہتمم دارالعلوم عربیہ مظہر العلوم ڈاگی صوابی

(۶)

۲۷ رجنوری ۲۰۰۴ء (زوجۂ احتشام الحق ہمشیرہ مرحومہ کی وفات پر تعزیت)

شیخ الحدیث والتفسیر برادرم الحاج مولانا محمد سمیع الحق صاحب دام مجدہم۔سلام مسنون۔ باری تعالیٰ[1] ہمشیرہ محترمہ مرحومہ کو مغفرت کاملہ درجات عالیہ اور جناب محترم کو اجر جزیل وصبر جمیل عطا فرمائیں۔صدیق مکرم! احقر جنازہ کی تقریب میں شامل ہوا تھا مگر بے انتہاء ازدہام کی بناء پر کماحقہ شرف ملاقات سے احقر محروم رہا۔دعاء فرماتے رہیں اور خدمات لائقہ سے مطلع فرما کر مشکور فرمادیں والسلام تمام برادران وبرخورداران کو دعوات وتسلیمات۔ ازاحقر محمد حمد اللہ

[1] عزیزہ مرحومہ شاہدہ بی بی زوجۂ برادرم احتشام الحق ولد عم محترم نورالحق مرحوم معمولی اپریشن شہادت کا بہانہ بنا اللھم اغفرھا وارحمھا۔مقبرۂ حقانیہ میں والدہ کی پہلو میں تدفین ہوئی۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ[1] فرانس عظیم محقق عبقری سکالر

(۱)

(علمی ومطالعاتی سوالنامے کے مختصر جوابات O دوستوں دشمنوں کے کتابوں سے فائدہ O معارف پسند کرنا O اساتذہ سے کم تلاش ومطالعہ سے زیادہ سیکھا O آدمی پڑھنے سمجھنے سے نہیں عمل کرنے سے بنتا ہے)

۵؍شوال ۱۳۹۱ھ دوشنبہ

مکرمی سلام مسنون! آج آپکا عنایت نامہ ملا چونکہ میں پاریس یونیورسٹی میں نہ پروفیسر ہوں نہ چپڑاسی، اسلئے اسکے پتے پر خط بھیجیں تو وہ مجھے مل نہیں سکتا۔ اس دفعہ بھی PARIS کی جگہ آپ نے Parice لکھا ہے۔ اصولاً یہ بھی آپکو واپس ہو جانا چاہیئے تھا۔ خیر آپ نے کچھ سوال فرمائے ہیں۔ مجھے اس قسم کے سوالوں سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ **فکر ہر کس بقدر ہمت اوست**، یا، **وللناس فیما یعشقون مذاهب**، کتابوں کے سلسلے میں میرا اصول **خذ ما صفا دع ما کدر** کا ہے۔ قرآن وحدیث کے باہر کوئی کتاب سو فیصد صحیح ہو نہیں سکتی۔ میں نے دوستوں اور دشمنوں دونوں کی کتابوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ میں اردو میں معارف اعظم گڑھ کو پسند کرتا ہوں اوروں میں کم ہی کوئی کام کی چیز ملتی ہے۔ حیدر آباد، جرمنی اور فرانس کی درسگاہوں میں اساتذہ سے تو کم، اپنی ذاتی تلاش اور مطالعے سے ہی وہ سیکھا جو اب جانتا ہوں (اور جو بہت حقیر علم ہے) تاثر یہی ہے کہ آدمی اپنی ذاتی محنت اور کاوش سے کچھ سیکھتا ہے اور بس۔ ایک ہی استاد کے ایک ہی لکچر سے دو سو طلبہ دو سو مختلف سبق سیکھتے ہیں۔ مجھے عصر حاضر کے مسائل سے دلچسپی نہیں میرا موضوع اس سے مختلف ہے اسلئے آپ کے سوال ز، ح، ط پر اپنی لاعلمی کا اعتراف کرتا ہوں۔ چونکہ ''مدارس عربیہ کے موجودہ نصاب'' سے میں واقف نہیں ہوں اسلئے کسی رائے زنی کا امکان بھی نہیں۔ آدمی قرآن وحدیث جیسی بنیادی چیزوں کے پڑھنے بلکہ سمجھنے سے بھی آدمی نہیں بنتا بلکہ ان پر عمل کرنے سے۔ بقول سعدی کے بداخلاق آدمیوں سے آدمی خوش اخلاق بنتا ہے اگر انکو نمونہ بنائے کہ خود ویسا نہ کرے۔ **المفتقر الی اللہ محمد حمید اللہ پیرس**

(۲)

(قادیانیت سے دلچسپی نہیں رہی مگر دیندار لوگوں کی قربانی کا اللہ اجر عظیم دے گا O عالم اسلام کے دیگر مسائل بھی کم اہم نہیں O فرسودہ ہتھیار خریدنے پر قناعت O اشتراکیت والحاد کے مقابلہ سے غفلت O علمی کاموں میں غرق ہوا)

۲۲؍ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ

محترمی زاد مجدکم! سلام مسنون ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہاں دو ماہ سے ڈاک کی مکمل ہڑتال رہی اسلئے آپکا ۱۰؍نومبر کا خط اب جنوری میں آیا ہے۔ شکر گزار ہوں۔ مجھے قادیانیت سے کبھی اتنی بھی دلچسپی نہ ہوئی کہ اسکے متعلق کوئی کتاب یا مضمون ہی پڑھوں۔ چونکہ دیندار لوگوں نے اسکے خلاف تن من دھن سے کام کیا ہے اسلئے اچھا ہی ہوگا خدا انہیں اجر عظیم دے۔ مگر عالم اسلامی میں دوسرے مسائل ہیں جو اس سے کم

---

[1] ڈاکٹر حمید اللہ علم وتحقیق کی دنیا کا درخشندہ وتابندہ نام، حیدر آباد دکن سے نکل کر مغرب اور یورپ میں علمی فتوحات اور تحقیق وتدقیق کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ دنیا کے سارے جھمیلوں اور رشتوں کے بکھیڑوں سے بے نیاز قلم وقرطاس کو اوڑھنا بچھونا بنا دیا۔ میرے نام ایک مکتوب میں قلم سے یہ جملہ نکلا کہ ''علمی کاموں میں مصروف بلکہ غرق ہوں''۔ آخری زندگی پیرس کے ایک فلیٹ کے چھوٹے سے کمرے میں گذاری۔ مغربی مستشرقین اور سکالروں کے سامنے ہم ڈاکٹر صاحب کو فخر کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس غریق علم پر رحمتیں نازل فرماوے۔ الحق اور ناچیز سے تعلق محبت واعتماد ایک ایک خط سے واضح ہے جو میرے لئے سرمایۂ ناز ہے۔ آخری زندگی پیرس میں گذری اور تدفین امریکہ میں مگر اصل تعلق برصغیر ہندوپاک سے ہے اس لئے مکتوبات کو بیرونی ممالک میں نہیں بلکہ اس حصے میں رکھا گیا۔

اہم نہیں بلکہ شاید یہ اہم تر ہی ہیں۔ ہتھیار بنانے کی جگہ مستعملہ اور فرسودہ ہتھیار خریدنے پر ہم کب تک قانع رہینگے؟ اشتراکیت والحاد کے مقابلے سے کب تک سوتے رہینگے؟ میں یہاں اپنی حقیر صلاحیت کے مطابق دوسری قسم کے علمی کاموں میں مصروف بلکہ غرق ہوں۔ کاش احباب اسمیں حارج نہ ہوں۔ آں محترم کا رسالہ آیا کرتا ہے۔ ممنوں ہوں۔ الفقیر الی اللہ محمد حمید اللہ

(۳)

(الحق میں مقالہ[1] شامل کرنے سے عزت افزائی O اغلاط کی تصیح O اسلامی مملکت کا دستوری تصور اور اصولِ دستور)

۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

مخدوم محترم سلام مسنون ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ اپنے موقر رسالے سے مجھے نوازتے ہیں ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ کا شمارہ ابھی ابھی پہنچا۔ ممنوں ہوا۔ اس میں میرا ایک مقالہ بھی شامل کر کے میری عزت افزائی فرمائی گئی ہے۔ اس سلسلے میں دو امور پر ادب سے توجہ دلاونگا۔

(۱) مدیر کے نوٹ میں شروع میں لکھا گیا ہے کہ ''اس مضمون کے بعض مقامات پر اظہار خیال کی گنجائش ہے'' اگر اس کی تفصیل فرمائی جاتی۔ یا فرمائی جا سکے۔ تو میرے لیے استفادے کا باعث ہو۔

(۲) طباعت کی غلطیاں بکثرت رہ گئی ہیں اہم مقامات کی نشان دہی کرتا ہوں مناسب ہو تو آئندہ کسی نمبر میں چھاپ دیجئے کہ علم کی خدمت ہوگی۔

صفحہ	سطر	مطبوع	صحیح
۸	۱۳	بھیج دیا اس پر	بھیج دیا۔ پھر توبہ قبول ہوئی۔ اسپر
۹	۸	ہبوط کے معنی جاننے کے ہیں	ہبوط کے معنے جانے کے ہیں
۹	۲۰	بکار خود خود	بکار خود
۱۰	۱۴	معجزہ تھا اور ایک معجزہ تھا	معجزہ تھا
۱۱	۴	عدل فرماتے ہیں	عمل فرماتے ہیں
۱۱	۲۵	یہودیوں	یہودیوں سب نے
۱۲	۱	تبس قبیلے	تین قبیلے
۱۲	۷	بین نامی مقام	بین نامی مقام
۱۲	۱۹	سن ہجری میں	اھ میں
۱۳	۵	عاقل	معاقل
۱۳	۲۰	تشریح	تشریع
۱۳	۲۴	قریۃ	قریۃ
۱۴	۱۲	عین مدت	معیّن مدت
۱۶	۳	تحکم۔ برائی	بم تحکم؟ بکتاب الله. فان لم تجد؟ فبسنة رسول اللّٰه. فان لم تجد؟ اجتهد برايي ولا آلو
۱۷	۱۰	کنفیکٹ	کنفلکٹ

---

[1] یہ مقالہ دراصل اسلام آباد کے شریعت سیمینار اکتوبر ۱۹۷۹ء میں اسلامی مملکت کا دستوری تصور اور اصول دستور کے عنوان سے پڑھا گیا تھا جسے الحق میں شائع کر دیا گیا۔

۱۸	۱۲	بندرگاہ تک جا پہنچ سکیں	بندرگاہِ جار تک پہنچ سکیں
۱۸	۱۴	اسلامی کا	اسلامی معاونت کا
۱۹	۲	اگر یہ لوگ	اکثر یہ لوگ
۱۹	۱۳	استدلال بحث طلب ہو جاتی ہے	استدلال بحث طلب ہو جاتا ہے

نیاز مند محمد حمید اللہ

(۴)

(الحق کی ترسیل سے سرفراز فرمانے پر دعا O حضرت ابو طالب کا محاورہ O رجم کا ذکر قرآن مجید میں O عیسوی اور موسوی سزا O کتاب اللہ کا اطلاق دیگر آسمانی کتابوں پر O ڈوب مرے فرعون کے نام سے مقالہ O ڈاکٹر موریس بوکائی اور فرعون کی لاش O موسیٰ کا زمانۂ قیام مدین ومصر)

پیرس۔۱۸/شوال ۱۴۰۱ھ

مخدوم ومکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ اپنے مؤقر رسالہ ''الحق'' کے ارسال سے اس ناچیز کو سرفراز فرماتے رہتے ہیں۔ جزاکم اللّٰہ احسن الجزاء۔ آج رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ کا شمارہ پہنچا۔ استفادہ کیا۔ چند باتوں پر مؤدبانہ توجہ منعطف کراؤں گا۔ ص ۷ پر امام بخاری اور صحیح بخاری کے فاضلانہ مضمون میں مدون مقالہ نے حضرت ابو طالب کا محاورہ استعمال کیا ہے۔ صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ سے صراحت ہے کہ ابو طالب کا مقام جہنم ہے اگرچہ خفیف ترین عذاب ہوگا' یعنی قدموں تلے آگ ہوگی لیکن یہ اس بات کے لئے کافی ہوگی۔ کہ سر کا بھیجا پگھل کر کھولتا رہے۔ ان حالات میں ''حضرت'' کا لفظ نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ رجم پر جو فاضلانہ مقالہ ہے اس میں ص ۲۶ تا ۲۷ پر اس سے بحث ہے کہ رجم کا ذکر کیوں قرآن مجید میں نہیں ہے۔ ایک پہلو یہ میرے ناچیز ذہن میں آتا ہے کہ ''......اولئک الذی ھداھم اللّٰہ فبھدٰھم اقتدہ'' (سورہ انعام ۶/۸۳۔۹۰) ختم المرسلین کو حکم دیا گیا ہے انبیا' سلف کی سنت پر بدستور عمل پیرا رہیں۔ (بجز ان احکام کے جو قرآن نے منسوخ کئے ہوں) صحیح بخاری میں صراحت ہے کہ تورات میں زنائے محصنہ کی سزا رجم ہے۔ رسول اکرم نے اس پر عمل بھی کرایا تورات ہی میں زنا غیر محصنہ کی سزا رقمی جرمانہ ہے۔ اس کو سورۂ نور میں منسوخ کر کے سو کوڑوں کی جسمانی سزا مقرر کی گئی۔ لہٰذا زنا محصنہ کا موسوئی وعیسوئی قانون منسوخ نہ ہوا اور سورہ انعام میں صراحت ہوئی کہ اس پر بدستور عمل کیا جائے۔

اسی مضمون میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ''آیت رجم'' کے متعلق بیان بھی زیر بحث رہا ہے۔ جہاں تک میں نے تحقیق کی' کسی روایت میں حضرت عمرؓ نے یہ نہیں فرمایا کہ ''الرجم فی القرآن'' بلکہ ''فی کتاب اللہ'' جس کا اطلاق تورات اور انجیل پر بھی اسی طرح ہو سکے گا جس طرح قرآن مجید پر اور واقعۂ رجم کا حکم موجودہ متداول تورات اور انجیل دونوں میں موجود ہے (اور عہد نبوی کی تورات میں بھی ہونا صحیح بخاری وصحیح مسلم سے ثابت ہے) اگر علماء کرام ان حقیر سوالات پر روشنی ڈالیں تو طلبہ علم فائدہ اٹھائیں' الحق کے اسی شمارے میں ص ۵۴ پر فرعون کی لاش پر صدق جدید لکھنؤ کا ایک نوٹ نقل ہوا ہے (صدق جدید کی تاریخ درج نہیں) اس سلسلے میں دو باتیں عرض کرنی ہیں۔

۱۔ رسالہ فاران کراچی بابت مئی ۱۹۷۷ء میں اس موضوع پر ''ڈوب مرے فرعون کے نام'' کے عنوان سے بحث ہوئی ہے۔

۲۔ ڈاکٹر موریس بوکائے (آپ کے ہاں ہو کلی چھپا ہے) کی کتاب میں فرعون کی لاش کا تو ذکر ہے لیکن ان کو اصرار ہے کہ حضرت موسیٰؑ مدین میں طویل عرصہ (تقریباً پچاس) سال مقیم رہے۔ (قرآن میں آٹھ' زیادہ سے زیادہ دس سال کا ذکر ہے) یہ کہ اس اثنا میں

یہودی نوزائیدہ بچوں کو قتل کرنے والا فرعون مرگیا۔اور اس کا بیٹا جانشین ہوا۔اس پر اسی سال کی عمر میں حضرت موسیٰؑ مصر واپس آئے اور نیا حکمران ڈوب مرا۔لیکن اس میں دشواری یہ ہے کہ اس جدید حکمراں مفتاح کا ایک کتبہ ملا ہے کہ "میں نے بنی اسرائیل کو اس طرح نابود کیا ہے کہ اس نسل کا دنیا سے خاتمہ ہوگیا ہے۔" یہ واقعہ اگر خروج مصر سے قبل پیش آیا تو حضرت موسیٰؑ کے ہمراہ جو چھ لاکھ سے زائد یہودی نکلے وہ کہاں سے آئے؟ اگر خروج کے بعد حملہ ہوا سزا دہی کے لئے تو تورات اس سے کیوں ساکت ہے اور اپنی انگنت پتاؤں میں اس کا اضافہ کیوں نہیں کرتی؟ یوں بھی مدریس بوکائی حجیت حدیث سے انکار کرتے ہیں۔　(ناچیز حمید اللہ)(۱)

(۵)

۲۹ رذی الحجہ ۱۴۰۱ھ　(امام ابوحنیفہ سے امام محمد کے تلمذ کا مسئلہ O امام محمد اور امام سرخسی کے الگ الگ مسبوط O لفظ حضرت کا ابوطالب کیلئے استعمال جواب سے تسلی نہیں ہوئی)

مخدوم و محترم متعنا اللہ بطول حیاتکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں سفر پر تھا واپس آیا تو ذی الحجہ کا الحق بھی ملا اور اندر مکتوب گرامی بھی شکر گزار ہوں۔مطبوعات کے اندر مکتوبات غالباً ممنوع ہیں۔(کم از کم فرانس میں ایسا ہی قانون ہے) آپ فاضل ہیں آپ کا فرمانا سر

(مکتوب کے جواب میں ایک علمی و تحقیقی مکتوب از قلم علامہ عبدالحلیم زروبوی O حضرت کا محاورہ صحیح O کتاب اللہ کا شہادت قرآن O قرآن سے رجم کا استنباط)

۱ــــــ　اس کے جواب میں ناچیز کی خواہش پر حسب ذیل مختصر مکتوب میں دارالعلوم کے صدر المدرسین علامہ منقول و معقول استاذ نا مولانا عبدالحلیم مردانیؒ نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

(جوابی مکتوب)

۱۔　ریاست و شرافت دنیوی کے اعتبار سے حضرت ابوطالب کا استعمال غیر مناسب اور قابل مواخذہ نہیں۔معززین مکہ اور روسائے قوم میں ان کا شمار کسی سے مخفی نہیں۔
۲۔　حضور ﷺ کے قومی رشتہ اور بنوہاشم و بنوکنانہ قریش جن کی شرف و بزرگی خود حضور ﷺ نے بیان فرمائی ہے اس بناء پر حضرت ابوطالب کہنا کوئی جرم نہیں۔
۳۔　حضور ﷺ کی تربیت و خدمت آٹھ سال سے لے کر ۱۰ نبوۃ تک یہ ایک مستقل منقبت ہے۔
۴۔　مشرکین مکہ اور روسائے قریش کی مسلسل تحریص و ترغیب کے باوجود آپ حضورؐ کی حمایت سے دستبردار نہیں ہوئے۔
۵۔　حضور ﷺ کی محبت میں قصائد مدحیہ مثلاً　وابض یستسقی الغمام بوجھہٖ　ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل
۶۔　حضور ﷺ کی حمایت میں یہاں تک فرمانا کہ　واللّٰہ لن یصلوا الیک بجمعھم　حتیٰ اوسدفی التراب دفیناً
۷۔　جب قوم نے ان کا بائیکاٹ کیا اور شعب ابی طالب میں ان کی ناکہ بندی کی تو ابوطالب برابر یہ تکالیف جھیلنے میں ان کے شریک رہے۔علاوہ ازیں لفظ حضرت کا استعمال ایک لفظی اور زبانی اعزاز ہے۔اگرچہ ارشاد خداوندی ہے۔وما تنفعھم شفاعۃ الشافعین. مگر اس نص صریح کے باوجود آپ ﷺ ان کی شفاعت فرمائیں گے۔اس شفاعت کی تخصیص ایک گرامی قدر اعزاز ہے۔

ب۔　لفظ کتاب اللہ کا متبادر معنی قرآن کریم ہے۔ذالک الکتاب۔کتاب انزلناہ۔مطلق کتاب منزل تورات وانجیل کو شامل ہو۔یہ معنی غیر متبادر ہے۔نیز حدیث حضرت ابن عباس بخاری جلد ۲ ص ۱۰۰۹ میں واضح ہے کہ مراد کتاب اللہ قرآن مجید ہے۔

ان اللّٰہ بعث محمداً بالحق و انزل علیہ الکتاب فکان مما انزل اللّٰہ آیۃ الرجم فقرأنا وعقلنا ھاووعینا ھارجم رسول اللّٰہ ﷺ ورجمنا بعدہ فاخشی ان طال بالناس زمان ان یقول قائل و اللّٰہ مانجدایۃ الرجم فی کتاب اللّٰہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلھا اللّٰہ.قال العینی ایۃ الرجم الشیخ و الشیخۃ اذ ازنیا فارجموھما. وفیہ انہ کان قرآناً نسخت تلاوتہ دون حکمہ. وقال تحت قولہ الرجم فی کتاب اللّٰہ حق.الی فی قولہ تعالیٰ اویجعل اللّٰہ لھن سبیلا. الایۃ بین النبی ﷺ ان المراد رجم الثیب وجلد البکر　رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔خذوا عنی فقد جعل اللّٰہ لھن سبیلا البکر بالبکر جلد مأۃٍ ونفی سنۃٍ والشیب بالشیب جلد مأۃٍ والرجم. اس آیت سے استنباط رجم فبھدا ھم اقتدہ اگرچہ عموم الفاظ کے مناسب ہے۔لیکن کسی مفسر سے منقول نہیں۔ہاں آیت مذکورہ الذیل سے حکم مذکور ثابت ہے۔فان ماقص اللّٰہ تعالیٰ و رسولہ من شرع الامم السابقہ من غیر نکیر شرع لنا۔ وھی قولہ تعالیٰ. وکیف یحکمونک وعندھم التوراۃ فیھا حکم اللّٰہ ثم یتولون من بعد ذالک وما اولئک بالمومنین.

۳۔　فرعون کی لاش کے بارہ میں پھر اظہار خیال کیا جائے گا۔اہل علم کو بھی خامہ فرسائی کی دعوت دی جاتی ہے۔

(مولانا) عبدالحلیم مردانی استاذ اعلیٰ دارالعلوم حقانیہ

آنکھوں پر لیکن ابھی تشفی نہ ہوئی۔ ''حضرت'' کا لفظ ہماری زبان میں پیغمبروں، صحابہ، اولیاء اور ائمہ کبار ہی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جنکا جہنم میں ہونا حدیث صحیح سے ثابت ہوتو اسکے لیے بھی یہ لفظ؟ واللہ اعلم

امام محمد کی ولادت ۱۳۲ھ اور امام ابوحنیفہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ امام محمد نے آٹھ سال امام ابوحنیفہ سے تلمذ[1] کیا، پھر امام ابو یوسف سے تکمیل کی۔ میں امام ابوحنیفہ کے ۱۴۶ھ میں وفات پائے، یا امام محمد کے ۱۳۵ھ میں پیدا ہونے کے ماخذوں سے بھی ناواقف ہوں اور ارجح ہونے کی دلیلوں سے بھی۔۔ کیا آپ کے دروس میں کوئی دس بارہ سالہ بچہ آکر بیٹھا کرے تو آپ اسے ڈانٹ کر باہر کردینگے؟ یا اسکے سوالات کا جواب دینے سے انکار کریں گے؟

امام محمد کی المبسوط (یا کتاب الاصل) اور چیز ہے اور سرخسی کی المبسوط اور آخر الذکر چھپ گئی ہے۔ اول الذکر دائرہ المعارف حیدرآباد دکن میں چھپ رہی ہے دونوں میں کوئی یکسانی نہیں۔ سرخسی کا مبسوط کو حافظہ سے لکھنا بے معنی بات ہے وہ قید تھے۔ انکے شاگرد المختصر الکافی لاکر پڑھتے اور سرخسی سن کر اسکی شرح لکھاتے۔ ان میں کیا اشکال ہے؟ میں رفیع الدین شہاب صاحب کے مضمون سے ناواقف ہوں دیکھے بغیر جواب مناسب نہیں۔ نیازمند محمد حمید اللہ

(۶)

(تنقید اور جوابی تحقیق سے علم کی ترقی O رسالہ اسلام اینڈ ماڈرن ایج O نمرود اور فرعون کے شخصی نام O بابل کا خط میخی O حمورابی ابراھیم کا نمرود قیاسِ غالب O بابلی زبان عربی سے قریب O قرآن میں مساکین کا معنی O حمورابی کے قوانین قصاص O قتل اولاد اور موسیٰ کی حفاظت O فرعون کے دو پایۂ تخت O ڈوب مرنے والے فرعون کا نام کیا تھا O مصری حکمرانوں کی لن ترانیاں کتبے میں غلط بیان O رعمسیس ہی ڈوبنے والا فرعون تھا)

مئی ۱۹۸۲ء

غالباً الحق کے ناظرین کے لئے اتنی معلومات کافی ہوں گی اگرچہ ان نتائج تک پہنچنے کی دلیلوں کا مزید تفصیل سے بھی ذکر ہوسکتا ہے۔ الحق بابت محرم ۱۴۰۱ھ میں اس ناچیز نے عرض کیا تھا کہ ڈوب مرے فرعون کے نام کے متعلق میں نے ایک چھوٹا سا مقالہ کراچی کے رسالہ فاران بابت مئی ۱۹۷۷ء میں شائع کیا ہے۔ اب مزید تفصیل کے ساتھ اور بمبئی کے فاضل پروفیسر عبدالرحمٰن مومن صاحب نے اپنے مفید حواشی کے ساتھ اس کا انگریزی ترجمہ دہلی کے سہ ماہی رسالے ''اسلام اینڈ ماڈرن ایج'' بابت اگست ۱۹۸۱ء میں شائع کیا ہے۔ یہ رسالہ جامعہ ملیہ دہلی میں ڈاکٹر ذاکر حسین خان مرحوم کے یادگار ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کی طرف سے کوئی بارہ سال سے شائع ہورہا ہے۔ ناظرین کرام کو اندازہ ہوگا کہ قرآن مجید کی تفسیر کے لئے بعض وقت بڑی دور کی کوڑیاں بھی لانی پڑتی ہیں۔ مجھے مطلق ادعا نہیں کہ میری تحقیق ہر کسی کو پسند اور قبول بھی ہو۔ تنقید اور جوابی تحقیق سے علم کی ترقی ہوتی ہے۔ اور یہی قرآنی حکم ہے کہ ''قل رب زدنی علما۔'' (محمد حمید اللہ۔ پیرس)

نمرود اور فرعون کے شخصی نام: قرآن مجید میں جہاں اچھے بادشاہوں کا ذکر ہے مثلاً حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور طالوت، وہیں برے بادشاہوں کا بھی ذکر ہے۔ جن میں سے ایک حضرت ابراہیم کا معاصر ہے اور اسے ہم عام طور پر نمرود کے نام سے یاد کرتے ہیں اور

[1] رفیع الدین شہاب صاحب نے ایک مضمون میں امام محمد کا امام اعظم سے تلمذ سے انکار کیا تھا۔ احقر نے ڈاکٹر صاحب کو اس طرف توجہ دلائی یہ سطور اس بارہ میں ہیں۔ دوسرا حضرت موسیٰ کا ہمعصر یعنی فرعون۔ قرآن مجید میں ان کے نام نہیں ہیں۔ آج انہیں کا کچھ ذکر مطلوب ہے، واللہ المستعان

نمرود؟ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا بار بار ذکر ہوا ہے' سورۂ بقرہ (۲/۲۵۸) میں ایک خدائی کے دعویدار بادشاہ سے ان کی حجت کرنے کا ذکر ہے جو بحث میں لاجواب ہو کر مبہوت ہو جاتا ہے (مگر ایمان نہیں لاتا)

سورۂ صافات (۹۰/۳۷ و مابعد) اور سورۂ انبیاء (۲۱/۲۲) میں بیان ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم کو بت شکنی کے "جرم" میں زندہ آگ میں جھونک دیا گیا اور وہ معجزانہ بچ نکلے' لیکن وہاں بادشاہ کا ذکر نہیں ہے' لوگوں یا قوم کا ہے' لیکن قیاس ہو سکتا ہے کہ یہ "سزا" بادشاہ ہی کے حکم سے دی گئی ہوگی' عوام الناس کی طرف سے نہیں' یہ کون بادشاہ تھا۔؟

اسلامی ادبیات میں (اردو میں) اس بادشاہ کو نمرود کا نام دیا جاتا ہے' محمد بن حبیب البغدادی۔ (فوت ۲۴۵ھ' جو ابن قتیبہ کا استاد رہا ہے) اپنی کتاب المحبر (مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن) صفحہ ۴۶۵۔۴۶۶ پر اسے نقطہ دار ذال سے لکھتا ہے اور نمارذہ کا لفظ بصیغہ جمع استعمال کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ چھ نمرود گزرے ہیں جن میں سے نمرود بن کنعان بن حام بن نوح حضرت ابراہیم والا ہے۔ دوسرے الفاظ میں نمرود لقب ہے' نام نہیں (جس طرح فراعنۃ' فرعون کی جمع)

جدید مغرب نے بھی علم کی خدمت کی ہے اور ہمارے موضوع کے سلسلے میں خاص کر اس بات میں کامیابی حاصل کی ہے کہ پرانے غیر معروف خطوں میں لکھی ہوئی عبارتوں کو بھی پڑھیں۔ (میں آج اس تفصیل میں نہیں پڑھوں گا کہ اس میں انہیں کس طرح کامیابی ہوئی اور اس کے ادعاء کامیابی کو کس حد تک قبول کیا جا سکتا ہے۔؟)

بابل کا خط میخی: بہر حال بابل (عراق) میں پرانے زمانے میں کیونئی فارم میں یعنی خط میخی رائج تھا۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سارے حروف میخ کی شکل کی آڑی ترچھی علامتوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس زمانے میں کاغذ نہیں پایا جاتا تھا' اس لئے کتابیں اینٹوں کی صورت میں ہوتی تھیں' اور اینٹ ابھی گیلی ہوتی تھی تو اس پر حروف کندہ کر دیئے جاتے تھے جو اینٹ کے سوکھنے پر مٹ نہ جاتے اور سیاہی کے مقابلے میں یہ عبارت زیادہ دیرپا ہوتی۔ کھدائیوں میں ایسا ایک کتب خانے کا کتب خانہ ہی برآمد ہوا ہے جس سے ان کی علمی ترقی کا اندازہ ہوتا ہے۔ قبل اس کے کہ نمرود کے نام کے کتبوں کا ذکر کروں' ایک دلچسپ چیز عہدِ نبوی کے متعلق عرض کرتا چلوں۔ رسول اکرم ﷺ نے جب دومۃ الجندل کو فوج بھیجی اور وہاں کا شرارت پسند حکمران اکیدر گرفتار ہو کر حاضر ہوا تو اس سے ایک معاہدہ ہوا اور راوی کے الفاظ ہیں کہ "ختمہ صلی اللہ علیہ وسلم بظفرہ" (حضور اکرم ﷺ نے اس معاہدے پر اپنے ناخن سے مہر ثبت فرمائی) اکیدر کا خاندان عراقی تھا اور واقعۃً ان میخی کتبوں میں ہلال یعنی ناخن کی شکل کی ایک لکیر ہوتی ہے جو ہمارے آج کل کے دستخط کا کام دیتی تھی۔

حمورابی ابراہیم کے زمانہ کا نمرود قیاس غالب: بہر حال ان بابلی کتابت میں جو میخی خط میں ہیں' ایک بہت بڑے بادشاہ حمورابی کا نام ملتا ہے۔ اس کا زمانہ تقریباً انیس بیس سو برس قبل مسیح متعین ہوا ہے۔ اور یہی زمانہ اسی ملک بابل میں حضرت ابراہیم کا بھی قرار دیا جاتا ہے' اس لئے مغربی اہل علم کا قیاس یا گمان ہے کہ حضرت ابراہیم کے زمانے کے نمرود سے مراد حمورابی بادشاہ ہوگا۔

اس بادشاہ نے ہندوستان کے راجہ اشوک کی طرح' اپنے قوانین واحکام پتھر کے ستونوں پر کندہ کرا کے شائع کئے تھے۔ ایسا ایک کتبہ موجودہ بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں ایران کے سوس نامی شہر میں ملا اور اب وہ پاریس کے عجائب خانہ لوور کو زینت بخش ہے' اس پر کی میخی خط کی عبارت جو ایک کتاب کی کتاب ہے' پڑھ بھی لی گئی ہے اور فرنگی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے' اس کے دو نکتوں پر بطور جملہ معترضہ ذکر کرنے پر اکتفا کروں گا۔

بابلی زبان عربی سے قریب: پہلے یہ کہ بابلی زبان ایک سامی زبان ہے اور عربی سے کافی قریب' چنانچہ کتبے پر کے قانون نامے

میں ایک لفظ ''مشکینو'' آیا ہے جو عربی میں ''مسکین'' بن گیا ہے' اس سے مراد بابلی زبان میں اجنبی ہوتے ہیں یعنی وہ اجنبی جو ہمارے ملک میں سکونت پذیر ہو گئے ہوں۔ (اس سے مراد بابلی زبان میں اجنبی کے ہوتے ہیں یعنی وہ اجنبی جو ہمارے ملک میں سکونت پذیر ہو گئے ہوں

قرآن میں مساکین کے معنی: (اسی بناء پر میرا ناچیز گمان ہے کہ آیت : انما الصدقات للفقراء والمساکین......'' میں لفظ مساکین کے جو معنی حضرت عمرؓ حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابن عباس نے لئے ہیں وہی مرجح ہیں' یعنی فقراء سے مراد مسلمانوں میں کے غریب اور مساکین سے مراد غیر مسلم اہل الذمہ میں کے غریب' حضرت عمر نے ایک یہودی کے متعلق یہ الفاظ استعمال فرمائے تھے کہ ھـذا مـن مساکین اهل الکتاب (دیکھو کتاب الخراج لابی یوسف اور تفسیر الطبری' برآیت صدقات)

حمورابی کے قوانین وقصاص: دوسرا نکتہ اس حمورابی والے قانون میں قصاص سے متعلق احکام ہیں۔ لکھا ہے کہ مقتول کی بنا پر قاتل کو بھی قتل کیا جائے۔ جو ٹھیک ہے۔ اور یہ کہ کسی نے کسی اور شخص کے بیل کو مار ڈالا ہے تو قاتل کو تو نہیں بلکہ اس کے بیل کو سزائے موت دی جائے گی۔ جو ایک حد تک گوارا کی جاسکتی ہے' لیکن اگر کسی نے کسی اور کی بیٹی کو جان سے مارا ہو تو قاتل کی بیٹی کو جان سے مارا جائے گا۔ (یہ ہے پرانی منطق جو حمورابی کے زمانے کے ''فقہا'' کے ذہن نشین تھی۔ الحمد للہ اسلام نے اسے بدل دیا)

فرعون: قرآن مجید میں حضرت موسیٰ اور مصر کے حکمران فرعون کا بھی بار ہا ذکر آیا ہے' اور توارت میں بھی مماثل قصے ہیں۔ (چونکہ خود قرآن نے فرمایا ہے قـل هـاتـوا بـالتوراة فاتلوها ان کنتم صادقین' تورات کے اقتباسات میں بظاہر کوئی حرج نہیں' نمرود کی طرح فرعون بھی خدائی کا دعویدار تھا۔ (انا ربکم الاعلی) اس نے حضرت یعقوب کی اولاد کو جو مصر میں سکونت پذیر تھی'

قتل اولاد اور موسیٰ کی حفاظت: نیست و نابود کرنے کی یہ تدبیر سوچی تھی ان کی نوزائیدہ اولاد نرینہ کو تو دایاؤں کی مدد سے فوراً قتل کرادیا جائے۔ صرف لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے جو کسی یہودی کی جگہ مجبوراً کسی فرعونی مذہب والے مصری سے نکاح کرے گی اور اس طرح مصریوں میں ضم ہو کر بنی اسرائیل کی انفرادیت ختم ہو جائے گی۔ ان ظالمانہ احکام کے نفاذ کے زمانے ہی میں حضرت موسیٰ پیدا ہوئے۔ ماں کو کچھ اور نہ سوجھا تو بچا کر ایک صندوق کی طرح کے گہوارے (تابوت) میں لٹا کر اسے دریائے نیل میں بہادیا۔ خدا کی حکمت اور قدرت کی کیا کہیے۔ (الـلّـه یستهزی بهم ویمدهم فی طغیانهم یعمهون. ومکروا ومکر الله والله خیر الماکرین) وہ گہوارا جا کر اٹکا فرعون ہی کے محل کے سامنے' گنے جیسی لمبی گھاس کے جھنڈ میں (اور قرآن مجید کے مطابق فرعون کی بیوی نے' اور توارت موجودہ کے مطابق فرعون کی لڑکی نے جو دریا میں تیرنے یا نہانے کے لئے آئی ہوئی تھی' استعجاب سے اسے نکالا اور پھر زنانہ شفقت سے اسے محل میں لے گئی۔ غالباً نام بھی اسی نے دیا کہ موسیٰ کے لفظی معنی ہیں پانی سے نکالا' بچایا ہوا۔ مو۔ ماء۔ پانی اور سی۔ (سی۔ مدد و مواسات کرنا) بچے کی فرعون کے محل میں پرورش ہوئی' فرعون بھی شفقت کرنے لگا اور جب آپ جوان ہوئے اور فرعون نے حبشہ پر فوج کشی طے کی تو حضرت موسیٰ' پروردۂ شاہی کو سپہ سالا بنایا گیا' اور انہوں نے وہاں ایک حبشن سے نکاح بھی فرمایا۔ جس پر ان کے بھائی حضرت ہارون نے ناپسندیدگی بھی ظاہر کی' جیسا کہ تورات کی روایت ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ مصری نہیں' اسرائیلی ہیں' اسلئے جب ایک دن ایک مصری کو دیکھا کہ ایک اسرائیلی کو بے وجہ ایذاء پہنچا رہا ہے تو انہوں نے غصے سے اسے ایک جان لیوا گھونسا مارا (جیسا کہ قرآن اور تورات دونوں میں مذکور ہے اس پر حضرت موسیٰ کے خلاف' وارنٹ گرفتاری جاری ہوا اور وہ مصر سے چپکے سے روانہ ہو گئے۔ اور مدین میں جو جزیرہ نمائے عرب کے شمال میں مغربی ساحل پر ہے' جا پناہ گزین ہوئے' وہاں قرآن مجید کے مطابق وہ آٹھ یا دس سال مقیم رہے' تورات کے مطابق چالیس پچاس سال اور یہ کہ اس اثناء

میں پرانا فرعون مرگیا۔ اور ایک نیا شخص جانشین ہوا۔ اس پر حضرت موسیٰ مصر واپس ہوئے۔ جبکہ تورات کے مطابق انکی عمر اسی سال کی تھی۔ آپ نے فرعون کو نصیحت کی جو نہ چلی۔ اس پر آپ نے سارے بنی اسرائیل کے ساتھ جن کی تعداد تورات کے مطابق چھ لاکھ سے زائد تھی ملک چھوڑ کر چلے جانے کی ٹھان لی۔

فرعون کے دو پایۂ تخت: فرعون کے دو پایہ تخت تھے۔ ایک شمال میں دریائے نیل کے دہانے اور ڈلٹا میں (یعنی جہاں دریا کئی شاخوں میں بٹ گیا ہے اور شاید ایک جگہ پندرہ بیس دریاہائے نیل بن گئے ہیں' بنی اسرائیل اسی زرخیز علاقہ ڈلٹا میں شمالی پایہ تخت شہر رعمسیس میں رہتے تھے۔ دوسرا پایہ تخت موجودہ شہر قاہرہ کے قرب و جوار میں شہر ممفیس میں تھا۔ اگر بادشاہ شمالی پایہ تخت میں ہوتا تو غالباً یہودی وہاں سے روانگی کی جرأت نہ کرتے' معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کے جنوب میں ہونے کے زمانے سے فائدہ اٹھا کر وہاں سے روانہ ہوئے اور شہر رعمسیس سے نکل کر یکے بعد دیگرے دریائے نیل کی شاخوں کو عبور کرتے ہوئے وہ جزیرہ نمائے سینا میں داخل ہوئے۔ فرعون کو جیسے ہی اطلاع ملی وہ تعاقب میں نکلا اور قرآن کے مطابق ''یم'' کو اور تورات کے مطابق قصب یعنی گنے جیسی لمبی گھاس والے دریا کو عبور کرتے وقت فرعون نے انکو جالیا۔ اسرائیلی تو عبور کر گئے تھے' لیکن فرعون اور اسکے کچھ ساتھی' شاید مدوجزر کے باعث ڈوب گئے۔ (عبرانی تورات میں اس مقام کا نام بحرالقصب ہے) وہی لفظ جو حضرت موسیٰ کے فرعون کے محل کے سامنے' میٹھے پانی والے دریائے نیل کے گھاس کے جھنڈ کیلئے بھی ہے' اس کا کلیسا نے سرکاری طور پر لاطینی ترجمہ کرایا تو وہاں تحریف کر کے بحرقلزم (بحراحمر کردیا اور متعدد فرنگی زبان کے ترجموں میں بحراحمر ہی ملتا ہے' وہاں کھاری پانی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کھاری پانی کے ساحل پر قصب نامی گھاس اگتی ہو)

بادشاہ ڈوبا تو یقیناً حوالی موالی دوڑے اور غوطہ خوروں کی مدد سے لاش کو نکال لیا۔ اور حسب عادت مومیا کرا سے شاہی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ لاش کے بچنے کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ (تورات میں نہیں) اور اب قاہرہ کے عجائب گھر میں قرآن کی زندہ تصدیق بنی ہوئی ہے' اس بادشاہ کا کیا نام تھا۔؟ کتاب المحبّر (ص۴۶۶۔۴۶۷) میں اس کا نام الولید بن مصعب بیان کیا گیا ہے' اور کسی ماخذ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اسلام سے کوئی تین ہزار سال پہلے کے ایک مصری شخص کا نام خالص عربی میں ہونا دل کو نہیں لگتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوسکتا ہے کہ یہ پرانے قبطی (مصری) ناموں کا ترجمہ ہو' مگر ہمارے پاس اب دوسرے ماخذ بھی ہوگئے ہیں۔

بابل میں میخی خط تھا' تو پرانے مصر میں ہیروغلیفی خط (جس کے لفظی معنی ہیں۔ ''مقدس تحریر'') یہ خط تصویری ہے' یعنی ہر حرف کسی جانور یا کسی اور چیز کی شکل کی طرح ہوتا ہے مثلاً ᘓ [O۔ فرنگیوں نے اسے بھی پڑھنا سیکھ لیا ہے اور حضرت موسیٰ کے معاصر زمانے کے بادشاہوں کے دو نام پائے ہیں۔

ڈوب مرنے والا فرعون کا نام کیا تھا: پہلے رعمسیس ' پھر اس کا بیٹا' اور جانشین منپ تاح۔ گزشتہ صدی کے اواخر (سن۱۶۸۱ء) میں ان دونوں کی مومیائی ہوئی لاشیں مصر میں مل گئیں اور اب قاہرہ کے عجائب خانے میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ ایک پرانے بَردی (پاپیروس) کاغذ پر جو کھدائیوں میں ملا ہے' لکھا ہے کہ رعمسیس نے تریسٹھ سال حکمرانی کی آخری عمر میں بیٹا اور ولی عہد منپ تاح نائب السلطنت تھا۔

اگر تورات کا بیان صحیح مانیں کہ حضرت موسیٰ کی مدین میں پناہ گزینی کے زمانے میں ایک فرعون مرگیا تو منپ تاح کو بعد میں ڈوب مرنا چاہیئے لیکن خود فرنگی فضلا اور تورات سے اختصاص رکھنے والے پادریوں مثلاً پادری دور De Vaux کا خیال ہے کہ تورات کا یہ حصہ مشتبہ ہے اور ناقابل قبول۔ ان حالات میں قرآنی بیان کہ حضرت شعیب کی مہمان نوازی اور گھر دامادی کا زمانہ حضرت موسیٰ کیلئے زیادہ سے زیادہ دس

سال کا ہوا‘ غیر مسلم کے لئے بھی زیادہ معقول اور قرین قیاس معلوم ہوگا‘ اور ڈوب مرنے والا رعمسیس ہی ہو سکے گا۔ اس کی تائید ایک اور دستاویز سے ہوتی نظر آتی ہے۔

مصری حکمرانوں کی لن ترانیاں کتبے پر غلط بیان: مصر میں ہیروغلیفی خط میں رعمسیس کے جانشین منپ تاح بادشاہ کا ایک کتبہ ملا ہے‘ جس میں وہ لن ترانیاں کرتا ہے کہ اس نے مصر کے مشرق میں لیبیا والوں کو‘ مغرب میں خطیوں کو (فلسطین میں) فاش شکستیں دیں اور اسرائیل کا نام ونشان تک مٹا دیا۔

یہ کتبہ ایک دوسرے پرانے کتبے کی پشت پر کندہ کیا گیا ہے۔ (کیا ایسے بڑے فاتح بادشاہ کے پاس اتنی رقم بھی نہ تھی کہ ان شاندار فتوح کے ذکر کیلئے ایک نیا پتھر خرید سکے؟) جو بھی ہوا‘ اگر اس نے بنی اسرائیل کو واقعی مصر سے نیست ونابود کردیا تھا تو پھر حضرت موسیٰ کے ساتھ مصر سے نکلنے والے چھ لاکھ سے زائد اسرائیلی (جن کا تورات میں ذکر ہے) کہاں سے آ گئے۔؟ اگر یہ قتل عام خروج مصر کے بعد ہوا‘ اور منپ تاح نے مثلاً اپنے باپ کی موت کا انتقام لینے کے لئے یہودیوں پر حملہ کیا تو تورات اس سے کیوں ساکت ہے‘ اور یہودیوں کی بے شمار بپتاؤں کے ساتھ ایک مزید کا کیوں ذکر نہیں کرتی؟ اس کتبے میں غلط بیانی ہونے کا ثبوت ذیل کے واقعہ سے شاید مل سکتا ہو‘

منپ تاح کے باپ رعمسیس کا بھی ایک کتبہ ملا ہے‘ جسمیں وہ بیان کرتا ہے کہ لبنان کے حطی لوگوں نے مصر پر چڑھائی کی تو اس نے ان کو شکست فاش دے کر پسپا کر دیا۔ اتفاق سے خطیوں کی اس جنگ اور معاہدہ صلح کی اصل دستاویز محفوظ ہے اور اسمیں لکھا ہے کہ جنگ کے بعد اس شرط پر صلح ہوئی کہ حطی اپنے سارے مفتوحہ علاقوں پر قبضہ برقرار رکھیں گے‘ خاص کر جزیرہ نمائے سینا کے بڑے شہر قادیش پر۔

مصری حکمرانوں کی لن ترانیاں گویا عادتی چیز ہیں‘ اور اگر ”پدر نتواند پسر تمام کند“ کا مصداق ہیں‘ دوسرے الفاظ میں منپ تاح کا کتبہ کہ اس نے بنی اسرائیل کا نام ونشان تک مٹا دیا‘ وہ اس بات سے عبارت نہیں کہ ان کو شکست دے کر قتل کیا گیا۔ بلکہ صرف یہ کہ سارے بنی اسرائیل مصر سے جا چکے ہیں‘ اس اثنا میں میرا باپ بھی ڈوب کر مر گیا‘ اور اب میری مملکت میں بنی اسرائیل کا نام ونشان تک باقی نہیں ہے۔

رعمسیس ہی ڈوبنے والا فرعون: رعمسیس کی جو لاش ملی ہے اس کے منہ میں اس کے تقریباً سارے ہی دانت موجود ہیں۔ (اگرچہ کسی قدر مریض اور اس کی لاش کے معائنہ کرکے حال میں پاریس کے ایک طبیب دندان نے رائے ظاہر کی ہے کہ شاید فرعون دانتوں کے مرض سے فوت ہوا ہے۔) اور صورت مشکل سے پچاس ساٹھ سالہ شخص کی معلوم ہوتی ہے اور تریسٹھ سالہ حکومت ایک افسانہ ہو جاتا ہے‘ اس کی کھوپڑی پھوٹی ہوئی ملی ہے۔ لیکن یہ بات دفن کے بعد بھی کسی زمانے میں پیش آ سکتی ہے‘ جیسا کہ فرنگی محقق ہی بیان کرتے ہیں‘ اور ہمیں بھی قبول کرنے میں عذر نہیں کہ ایسا ہی ہو‘ بہر حال فرنگی مولف اور ڈاکٹر بیان کرتے ہیں کہ اب لاش سے یہ معلوم کرنا ممکن نہیں کہ رعمسیس یا منپ تاح ڈوب کر مرے یا قدرتی موت سے۔ ان حالات میں تورات کی تفصیل کہ حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایک فرعون مر گیا جس نے بنی اسرائیل کو تکلیف دی تھی اور اس کا بیٹا بعد میں ڈوب کر مرا‘ صحیح نہیں معلوم ہوتا اور صحیح یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رعمسیس نامی حکمران ہی وہ فرعون ہے جو دریائے نیل کی ایک شاخ کو عبور کرتے وقت غرق ہو کر مر گیا۔

(۷)

(الحق کا علمی معیار بلند سے بلند تر ہوتا جارہا ہے ہر طبقے کی دلچسپی کی چیزیں O سمندر کا لاش پھینکنا ثبوت طلب ہے)

پیرس ۵/ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

مخدوم ومحترم زاد فیضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ دیکھ کر حقیقی مسرت ہوتی ہے کہ الحمد للہ ”الحق“ کا علمی معیار روز بروز بلند سے بلند تر ہوتا جارہا ہے اور اس میں ناظرین کے ہر طبقے کے لئے کچھ نہ کچھ دلچسپی کی چیزیں مل جاتی ہیں۔ فرعون کے مقام غرقیابی کے متعلق جواب ہی

نہیں جواب الجواب بھی ہو چکا ہے۔ اگر آپ کے اصول اجازت دیتے ہوں تو دو ایک لفظ مزید عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔
محترم ایڈوکیٹ صاحب نے قرآن مجید کی وہ ساری آیتیں نقل فرمائی ہیں جن میں فرعون کے ڈوب مرنے کا ذکر ہے لیکن کیا انہوں نے اس پر بھی غور فرمایا کہ ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں کہ سمندر نے فرعون کی لاش کو ساحل پر پھینکا۔ یہ دعویٰ ہے، جس کا ثبوت چاہیئے۔
ممدوح نے آیات کے نقل کرنے میں سورہ طٰہٰ سے سکوت برتا ہے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا کہ (۱) **فاقذفيه في اليم** (اے موسیٰ کی ماں اس بچے کو "یم" میں پھینک دے' سورہ ۲۰ آیت ۳۹) اور (۲) **فغشيهم من اليم ما غشيهم** (فرعون اور اس کی فوجوں کو "یم" نے جب ڈھانکنا تھا ڈھانک لیا' سورہ ۲۰ آیت ۷۸) ایک ہی لفظ "یم" دونوں جگہ ہے۔ کیا حضرت موسیٰؑ کو انکی ماں نے بحر احمر میں پھینکا تھا؟ سوپ یام" کا لفظ ہے۔ "یام" وہی لفظ ہے جو عربی میں "یم" بن گیا ہے۔ جب توارت کا عبرانی سے "روح القدس کی نگرانی میں اولیاء اللہ نے لاطینی ترجمہ کیا۔ شاید الحق کے ناظرین کو یہ معلوم کر کے دلچسپی ہوگی عبرانی تورات میں بھی دونوں جگہ سوپ یام کا لفظ ہے۔ یام وہی لفظ ہی جو عربی میں یم بن گیا ہے۔ جب تورات کا عبرانی سے "روح القدس کی نگرانی میں اولیاء اللہ نے لاطینی ترجمہ کیا"۔ جیسا کہ کیتھلک عیسائی عقیدہ ہے۔ تو انہوں نے فرعون کے سلسلے میں سوپ یام یعنی بحرالقصب (گنے کی جیسی بڑی گھاس کے پانی کی جگہ) "بحر احمر" استعمال کیا۔ اب جدید ترجموں میں' نیز قدیم پرائسٹنٹ تراجم میں بحرالقصب ہی ترجمہ ہوا ہے۔ حقیر و جاہل محمد حمید اللہ

(۸)

(طبیب نہ ہونے کے باوجود سرجری پر الحق کا عالمانہ مضمون شوق سے پڑھا ○ مسلم سرجن سرجری کے تجربات کن چیزوں پر کرتے تھے ○ اٹلی کا پہلے تجربوں کا دعویٰ)

۲۱ رشعبان ۱۴۰۳ھ
مخدوم و محترم زادفیضکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ماہ رجب کا شمارہ الحق آج پہنچ گیا۔ باعث ممنونیت و مسرت ہوا۔ اس دفعہ "سرجری" کے عنوان سے جو عالمانہ مضمون مولانا محمد عبداللہ طارق دہلوی صاحب نے شائع فرمایا ہے اسے خود طبیب نہ ہونے کے باوجود شوق سے پڑھا اور مستفید ہوا۔ عنوان اگر "جراحی" ہوتا تو بہتر ہوتا کہ یہ لفظ ہماری زبان میں موجود ہے۔ ص ۲۰ سطر ۴ تا ۵ میں لکھا ہے کہ "مسلم۔۔۔ سرجن جو تجربات کرتے تھے۔۔۔ وہ پرندوں، بندروں اور انسانی لاشوں پر کرتے تھے" کیا وہ اسکا حوالے دے سکیں گے؟ چند سال قبل میں اٹلی گیا تھا تو وہاں ایک یونیورسٹی (جامعہ) میں ہمیں بتایا گیا کہ "دنیا میں پہلی دفعہ کسی لاش کی چیر پھاڑ یہاں کی گئی اور یہ لاش کی میز ہے، اور یہاں اوپر طلبہ کھڑے رہ کر استاد کے عمل کا مشاہدہ کرتے تھے"
اسلئے مطلوبہ حوالے کی اہمیت ہے۔ میں نے مرحوم مولانا ابوالوفاء افغانی سے بھی ایک بار دریافت کیا تھا کہ آیا "انکے علم میں کتب فقہ، تاریخ وغیرہ میں ایسا کوئی واقعہ ہے کہ کوئی کفن چور (نباش) لاش کو چرا کر جراحوں کو فروخت کرتا پایا گیا ہو؟ انہوں نے لاعلمی ظاہر فرمائی تھی"، میری اس زحمت دہی کو معاف فرمائیں۔ نیازمند محمد حمید اللہ

(۹)

۲۱/رجب ۱۴۰۳ھ (غرق فرعون اور لاش کے ساحل پر پھینکے جانے اور دیگر امور پر ایک اور علمی و تحقیقی مکتوب ○ مولانا مودودی اپنی غلطیوں کو مان لیتے تھے ○ الحق يعلو و لا يعلىٰ عليه)

محترم و مکرم زادفیضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ موقر مجلہ الحق کا شمارہ جمادی الآخر ۱۴۰۳ھ پہنچا۔ سراپا ممنون ہوں۔ فاضل محفوظ خان صاحب کو بھی ص ۹ پر اعتراف ہے کہ قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں ہے کہ سمندر نے فرعون کی لاش کو ساحل پر پھینکا ہو' اس مفہوم کی کوئی

حدیث نبویؐ بھی نہیں ملتی۔لاش کا بچ رہنا بھی معجزہ ہے چاہے سمندر واپس پھینکے یا آدمی ہی اسے نکالیں۔نتیجہ واحد ہے۔ جب قرآن و حدیث سے انکار نہیں اور بعض ہمارے آپ کے جیسے غیر معصوم آدمیوں کی رائے سے اختلاف کیا جائے (کہ اختلاف امتی رحمۃ) تو یہ کفر نہیں سمجھنا چاہیے۔ جو اقتباسات انہوں نے اپنے ہم رائے[1] لوگوں سے نقل کئے ہیں وہ سب کے سب اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں۔کوئی بھی خدایا رسول کے استناد سے نہیں۔

ام المومنین جویریہؓ اور مودودی کی غلطی: مولانا مودودی مرحوم زندہ ہوتے تو میں ان سے ان کا ماخذ پوچھتا۔وہ حق پسند[2] تھے اور اپنی غلطیوں کو مان لیتے تھے، متعدد تجربوں میں سے ایک کا ذکر کرتا ہوں۔تفہیم القرآن ج ۴ ص ۱۱۶ میں ام المومنین حضرت جویریہ کو یہودی خاندان سے بتایا ہے وہ بنی المصطلق یعنی خزاعہ کی ٹھیٹ عرب تھیں۔میرے استفسار پر مرحوم نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کر دیں گے۔قرآن میں تفصیل نہ ہو تو خلا کو پُر کرنے کے لئے ہمارے مفسر اکثر نومسلم یہودیوں سے مدد لیتے رہے ہیں ان میں سے ایک کا ذکر کرتا ہوں۔صحیح بخاری کی کتاب الاعتصام بالسنۃ، باب (۲۵) میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’کعب الاحبار نومسلم یہودیوں میں سب سے سچے ہیں۔(مِنْ اصدقِ هؤلاء)اس کے باوجود(وان کنا لنبلوا علیه الکذب)‘‘ تا بدیگراں چہ رسد؟ اسرائیلیات سے حضرت ابن عباسؓ جیسے صحابی بھی استفادہ کریں، تو اس کی حیثیت اسرائیلیات سے بڑھ نہیں جاتی۔اسی جنوری نمبر میں جس سے محترم محفوظ خان صاحب نے استدراک فرمایا ہے، میرے اپنے عریضے کے عین مقابل کے صفحے پر مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی ایک پیاری مشورت ونصیحت چھپی ہے۔کاش وہ بھی اس سے استفادہ فرمائیں جس طرح میں کر رہا ہوں۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ توریت کے عبرانی نسخے میں غرق فرعون کے مقام کو بحر القصب کا نام دیا گیا ہے (سمندر کے کھارے پانی میں قصب گھاس کہاں اُگ سکتا ہے؟) اور لاطینی ترجمے کے وقت کیتھلک پادریوں نے تحریف کر کے بحر احمر لکھ دیا کہ یہ زیادہ دلکش معلوم ہوا۔معجزہ دریائے نیل میں بھی ہو سکتا ہے، سمندر میں بھی۔دریائے نیل کے ایک مشہور واقعے سے جو ابن کثیر، ابن عبدالحکم، ابن تغری بردی وغیرہ نے ذکر کیا ہے آپ کے ناظرین کو دلچسپی ہوگی۔ مصر کی فتح پر مقامی کسان حضرت عمرو بن العاصؓ گورنر کے پاس آئے اور کہا کہ مصر کی زندگی دریائے نیل کی سالانہ طغیانی پر ہے، اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سالانہ ایک دوشیزہ کو بھینٹ چڑھایا جائے، حضرت ابن العاصؓ نے روک دیا کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اسی سال حبشہ میں بارش میں تعویق ہوئی اور مصری کسان ترکِ وطن کی تیاری کر کے اتمام حجت کے لئے مکرر حضرت ابن العاصؓ کے پاس آئے۔انہوں نے خلیفہ حضرت عمرؓ کو خط لکھا۔وہاں سے فوراً جواب آیا کہ ممانعت بالکل ٹھیک ہے۔ایک خط ملفوف ہے وہ مرسل الیہ یعنی دریائے نیل کو بھیج دو۔اس خط میں لکھا تھا۔اے نیل، اگر تو اپنی مرضی سے سیلاب لاتا ہے تو ہمیں اس کی ضرورت

(مودودی کے بارہ میں ڈاکٹر حمید اللہ کی رائے سے اختلاف)

۱؎ میں نے اس مکتوب پر اس وقت لکھا تھا کہ غرق فرعون اور لاش کے بارہ میں دونوں قسم کے نقطۂ نظر پر کافی روشنی پڑ چکی ہے۔اس موضوع پر ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کا یہ مکتوب آخری سمجھا جائے ایسے مراسلات میں علمی اور تحقیقی گوشے اجاگر کرنے کیلئے ایک دوسرے کا موقف بڑے حوصلہ سے سننا اور سمجھنا چاہیے۔

۲؎ مگر تعدیل صحابہ عصمت انبیاء حضرت عثمان جیسے اساسی بے شمار مباحث میں مولانا مرحوم نے اکابر امت کی نقد و جرح اور اصولی اختلافات پر نہ تو توجہ دی نہ کسی بات کو غلط مان کر اس سے رجوع فرمائی۔بے شمار مذکورہ تجربوں میں ایک صریح تاریخی لغزش کو مان لینا اتنی تعجب کی بات نہیں۔

نہیں' مت لا۔لیکن اگر یہ تجھ میں اللہ لاتا ہے تو ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تجھ میں سیلاب لائے۔ یہ خط گورنر نے دریا میں ڈال دیا۔صبح ہونے تک دریائے نیل اپنی سطح سے سولہ ہاتھ بلند ہوگیا۔اگر یہی بات فرعون کے زمانے میں بھی خدا نے کسی اورغرض کے لئے کی ہو اور دریائے نیل کی موجیں کالعظیم ہوگئی ہوں (یا ایک اور آیت میں فی موجٍ کالجبال ہوں جو سمندر نہیں تنور سے نکلے ہوئے پانی کے متعلق ہے) تو حیرت کی کیا بات ہے؟ معجزے کے لئے سمندر کا لزوم نہیں۔

<u>فرعون کی لاش پر نمک؟</u>: فرعون کی لاش پر نمک کا پایا جانا ایک داستان پارینہ ہے اس بارے میں نومسلم ڈاکٹر موریس بوکای نے جسے رئیس مصر سادات نے فرعون کی لاش کی علمی تدقیق پر مامور کیا تھا لکھا ہے کہ ''پرانے فرنگی بناش جنہوں نے فرعون کی لاش ڈھونڈ نکالی تھی طبیب نہ تھے اور جانتے نہ تھے کہ مصر میں لاشوں کو کس طرح مومیائی کی جاتی تھی۔ہم اب یہ جانتے ہیں کہ لاش پر کا نمک سمندری پانی سے نہیں' مومیائی کی عملیات میں مستعملہ دواؤں کے باعث ہے''

<u>بعض داستان اور افسانے</u>: حمام فرعون یا جبل فرعون مقامی افسانوں سے تعلق رکھتا ہے' جس کی کوئی علمی اساس نہیں۔اسی مصر میں اب تک ایک باغ بتایا جاتا ہے کہ حضرت مریمؑ پر حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے وقت جس درخت سے کھجوریں گری تھیں وہ اسی باغ کا درخت تھا' اور سب جانتے ہیں کہ یہ معجزہ فلسطین میں پیش آیا تھا مصر میں نہیں۔خدا فرعون کی لاش کی نجات سے عبرت دلاتا ہے۔خدا مسبب الاسباب ہے' خدا خود نہیں آتا کہ اپنے ہاتھ سے لاش کو دریا میں سے باہر نکالے بلکہ ہر چیز کے لئے اسباب پیدا کرتا ہے' کبھی فرشتوں سے تو کبھی انسانوں سے۔مگر کام کراتی ہے خدا ہی کی مشیت۔میں نے کبھی کہیں نہیں لکھا کہ فرعون کے ساتھ ''ایک لاکھ سے زائد فوج غرق ہوئی کہ لاش کو پہچاننے میں غوطہ خوروں کو دشواری ہو۔فرعون کے فوجی رتھ سے پانی میں گرتے ہی ہمراہی پانی میں کود پڑتے ہیں۔مقام اور شاہی لباس سے نشاندہی میں کیا دشواری ہو؟ علمی معاملات میں لکیر کی فقیری کام نہیں دیتی۔اللہ کا فرمان ہے کہ قل رب زدنی علما۔موجودہ بحث میں مثلاً مصر کا اٹلاس دیکھیں' بنی اسرائیل کا مسکن جو بوقت خروج تھا اور دہانہ نیل (ڈلٹا) میں تھا' وہ کہاں تھا' دہانہ نیل میں دریا کی جو پندرہ بیس شاخیں ہیں ان کو عبور کرنا اور فرعونستان سے نجات پانے کے لئے جانا ہے تو صحرائے تیہ میں کس طرح جانا ممکن ہے؟ دہانہ نیل سے بحر احمر کتنی مسافت پر ہے؟ فرعون یقیناً خروج کے وقت ڈلٹا میں نہ تھا بلکہ ممفیس کے جنوبی پایہ تخت میں تھا۔ورنہ خروج کی جرأت نہ کی جاتی۔فرعون اور اس کی فوج کے تعاقب سے بچنے کیلئے دہانے سے راست سینا کو جلد سے جلد جانا چاہیے تھا یا کھلے میدان میں آ کر فرعونی فوج کا آسان شکار بننا قرین مصلحت تھا؟ وغیرہ وغیرہ۔خدا سے دعا ہے کہ ہم سب کو وفقنا لما تحب وترضاہ۔الحق یعلوا ولا یعلیٰ علیہ

فقیر حقیر محمد حمید اللہ فرانس

---

(۱۰)

(امام ابوحنیفہ کی تدوین فقہ کی انجمن میں امام محمد کا حصہ O قرآن مجید یا حضرت موسیٰ کے معجزے کا انکار نہیں مگر دعوؤں کیلئے ثبوت چاہیے O موسیٰ کو ماں نے یم میں ڈالا تو فرعون بھی یم میں غرق کیا گیا)

۷/ذی القعدہ ۱۴۰۴ھ

استاذ محترم مدفیضکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' ایک سفر سے چند دن ہوئے واپس آیا۔ایک اور قریب میں پیش نظر ہے' واللہ علی مایشاء قدیر۔آپ کی دو نوازشوں کا جواب ذمے ہے۔تعویق پر معذرت خواہ ہوں' الاول فالاول:

۱۔ آپ نے امام محمدؒ کے متعلق وہاں کے ایک ناقد کے بیانات کی جوابدہی چاہی تھی۔کاش آپ تحریر فرماتے کہ ناقد موصوف کا

مضمون کہاں چھپا ہے تاکہ کسی اور دوست کو لکھ کر اس کی نقل یا فوٹو کاپی ہی منگا سکتا۔ ایک بات صحیح ہے اور مجھے اپنی غلطی کا اعتراف ہے وہ یہ کہ امام ابوحنیفہؒ نے تدوین فقہ کی جو انجمن سی بنائی تھی اس میں امام محمدؒ کا زیادہ حصہ نہیں ہونا چاہیے۔

اس کے سیکرٹری امام ابو یوسفؒ تھے۔ ممکن ہے امام محمدؒ نے معمولی کاتب یا نقل نویس کا یا کوئی اور اسی طرح کا علمی کام اس میں انجام دیا ہو کیونکہ ابھی وہ کم عمر تھے لیکن دیگر بیانات کی دلیلیں پڑھے بغیر کچھ رائے زنی مناسب نہیں ہوگی۔

۲۔ الحق (رمضان شوال ۱۴۰۲ھ) ابھی ابھی آیا ہے۔ اس کے صفحہ ۵۷۵/۱۷ پر اس ناچیز کا بھی ذکر معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالرؤف'' معلوم نہیں زیڈ صاحب کے قلم سے نکلا ہے یا آپ کے ہاں کے کاتب کی غلطی ہے۔ بہرحال عرض ہے کہ قرآن مجید کا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کا انکار بالکل نہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ واقعہ کہاں پیش آیا؟ زیڈ صاحب کا ''دریا'' آیا دریائے نیل ہے یا بحر قلزم (بحر احمر)؟ دریائے نیل بھی اپنے دہانے کے پاس بہت چوڑا اور گہرا ہے۔ براہ کرم زیڈ صاحب بھی قرآن حدیث یا کسی اور مستند چیز کا حوالہ دیں کہ لاش ''دریا نے خود اس کے بعد کہیں ساحل پر پھینک دی'' یہ بیان کہ ''مسلمہ امر یہ ہے'' دعوی ہے اور ہر دعویٰ ثبوت چاہتا ہے۔ میں نے جو گمان ظاہر کیا ہے وہ انسانی فطرت کے تقاضے پر مبنی ہے۔ میرا آپ کا بچہ یا رشتہ دار ڈوب جائے تو ہم کیا کریں گے؟ ہمراہ غوطہ خور موجود ہو یا تیرنا جاننے والے ساتھ ہوں تو کیا وہ غوطہ لگا کر ڈوبے ہوئے شخص کو نہیں نکالیں گے؟ دنیا عالم اسباب ہے خدا اسباب پیدا کرتا ہے۔ ماخذ معلومات میں سکوت ہو تو تصور یہ ہوگا کہ عام فطرت کے مطابق بات ہوئی ہوگی۔ مزید برآں یہ نہ بھولئے کہ سورۂ طٰہٰ میں حضرت موسیٰؑ کو ان کی ماں ''یم'' میں ڈالتی ہے تو فرعون بھی ''یم'' ہی میں غرق کیا جاتا ہے۔'' اس سے میرے گماں کو تقویت ہوتی ہے کہ دونوں جگہ دریائے نیل مراد ہے واللہ اعلم بالصواب ناچیز محمد حمید اللہ

(۱۱)

(الحق سے مستفید ہوا کرتا ہوں ○ عسکری زندگی کا موقعہ نہیں ملا ورنہ غزوات کو اور بہتر سمجھ سکتا ○ جنگ ہائے جمل و صفین کے یہودی پس منظر پر مضمون ○ مترجمین قرآن کی فہرست کی تدوین)

پاریس۔ ۲۷/ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

فضیلت مآب مدیر الحق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ از راہ عنایت اس ناچیز کو الحق بھیج رہے ہیں اور میں اس سے مستفید ہوا کرتا ہوں جزاکم اللہ خیر الجزا شعبان کا شمارہ ابھی ابھی آیا ہے۔ دو باتیں عرض کرنے کو جی چاہتا ہے۔

۱۔ مجھے عسکری زندگی کا بدقسمتی سے ذرا بھی موقع نہ ملا ورنہ سیرت النبی اور غزوات مبارکہ کو بہتر سمجھ سکتا اور ان کی بہتر قدر کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ میجر افضل صاحب کو جزائے خیر دے۔ وہ اس پر توجہ کر رہے ہیں۔ انہیں ان جگہوں کے میدانوں کا برسرِ موقع بھی مطالعہ فرمانا چاہیئے۔ میری کتاب ''عہد نبوی کے میدان جنگ'' اردو اور انگریزی دونوں میں نقش اولین ہیں۔ اس دفعہ میجر صاحب نے حضرت علیؓ اور جنگ ہائے جمل و صفین کا مختصر ذکر فرمایا ہے۔ معلوم نہیں ان کے مطالعے سے گزرا ہے یا نہیں کراچی کے ''جرنل پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی'' کے اکتوبر ۱۹۸۲ میں ان جنگوں کے پس منظر پر ناچیز نے ایک مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ہے ''جنگ ہائے جمل و صفین کا یہودی پس منظر'' اس پر میجر صاحب تنقید فرما سکتے ہیں۔

۲۔ الحق کے زیر نظر شمارہ مئی ۱۹۸۵ (شعبان ۱۴۰۵) ص ۶۰۔۶۱ میں ''ترجمہ وتفسیر قرآن'' کے آغاز کا ذکر آیا ہے۔ مگر واضح نہ ہو سکا کہ آیا ایک نئے اردو ترجمے کا آغاز ہو رہا ہے۔ یا مراد محض طلبہ کی تدریس کی ہے۔ اول الذکر بات ہے تو مجھے اس سے یوں دلچسپی ہے کہ مترجمین قرآن کی فہرست مدون کر رہا ہوں۔ بینوا توجروا۔ حفظکم اللہ وعافاکم الفقیر الی اللہ محمد حمید اللہ

(۱۲)

(الحق کی ارسالی میری سرفرازی O حضرت عثمان کے فتوحات پر فوجی افسر کے مضمون کی تحسین O میں چراغ بھی ہو جاؤں وہ آفتاب ہیں O فتح اندلس O حضور ﷺ کے پندرہ سال بعد مسلمان تینوں براعظموں میں پہنچ گئے)

پاریس۔ ۹/رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

مخدوم ومحترم زاد فیضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آں محترم الحق کی ارسالی سے میری سرفرازی فرماتے رہتے ہیں ابھی ابھی رجب کا شمارہ آیا ہے۔ اس میں حضرت عثمانؓ کی فتوحات پر ایک سادہ مورخ نہیں ایک ماہر عسکریات فوجی افسر[۲] کے قلم سے بحث دیکھی بہت دلچسپی سے پڑھی۔ میں مقالہ نگار کو مبارکباد دیا دوں کہ "میں چراغ بھی ہو جاؤں تو وہ آفتاب ہیں"۔

اس میں ایک تشنگی محسوس ہوئی۔ وہ اندلس کی فتح ہے۔ تاریخ طبری اور بہ کثرت دیگر تاریخوں میں ذکر ہے کہ ۲۷ ہجری میں حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس الفہری اور عبداللہ بن نافع الحصین الفہری کو فوج کے ساتھ افریقہ سے اندلس روانہ کیا۔

فاتیا من قبل البحر و کتب عثمان الی اهل اندلس : "اما بعد فان القسطنطنية انما تفتح من قبل الاندلس و انکم ان افتحتمو ها کنتم شرکاء من فتحها فی الا جر "والسلام" فخر جوا ر معهم البر بر من برّ هاو بحرها ففتحها اللّٰه علی المسلمین وا فر نجة وازدادوا فی سلطان المسلمین مثل افريقة.

یہ دونوں جنرل سمندری راستہ سے وہاں پہنچے اور حضرت عثمانؓ نے اندلس والوں کو مخاطب کر کے لکھا۔ بعد حمد وصلاۃ حقیقت میں قسطنطنیہ کی فتح اندلس کے راستے سے ہوگی اور اگر تم اسے فتح کرو تو اس کی فتح کرنے والوں کے اجر میں تم بھی شریک رہو گے۔ والسلام یہ فوجیں گئیں اور ان کے ساتھ بر بر قوم کے لوگ بھی تھے۔ خشکی کے راستے سے بھی سمندر کے راستے سے بھی۔ اور اللہ نے یہ اندلس اور افرنجہ فرنگستان فرانس مسلمانوں کے لئے فتح کرایا اور یہ ملک بھی افریقہ کی طرح مسلمانوں کی سلطنت میں بڑھ گئے (شامل ہو گئے)۔

ناچیز نے اس موضوع پر ایک عربی مضمون بھی لکھ کر سارے ماخذوں سے اقتباس دئے ہیں اور وہ استنبول یونیورسٹی میں شائع ہوا ہے۔ ۲۶ھ کے معنے رسول اللہؐ کے وصال کے صرف پندرہ سال بعد مسلمان ایشیا، افریقہ اور یورپ تینوں براعظموں پر اللہ کی حکومت قائم کر دیتے ہیں۔

(ناچیز وحقیر محمد حمید اللہ پیرس)

(۱۳)

(میرے دل میں الحق کی بڑی عزت ہے ایک غلطی نظر آئی تو اصلاح کیلئے خط O ثمرقند نہیں سمرقند)

ستمبر ۱۹۹۲ء

آج الحق ۲۷ بابت محرم ۱۴۱۳ھ پہنچا، میرے دل میں اس رسالے کی بڑی عزت ہے گستاخی معاف ہو اس میں اک غلطی نظر آئی اطلاعاً عرض کرتا ہوں ویسے آپ کو کامل آزادی ہے مجھے ہمہ دانی ذرا بھی نہیں۔

اس میں صفحہ ۲۵ و مابعد پر ثمرقند و بخارا کا ایک تازہ سفرنامہ چھپا ہے میں نے ثمرقند کبھی نہ پڑھا ہے اور نہ سنا ہے یہ سمرقند ہے سمر ایک آدمی کا نام بتایا جاتا ہے اور قند کے معنی ہیں شہر۔ مضمون کے اندر بھی اس املا کو کئی بار دہرایا گیا ہے خود نقش آغاز میں بھی یونہی لکھا ہے (صفحہ ۴ سطر ۴)

واللہ اعلم بالصواب ناچیز محمد حمید اللہ پیرس

---

[۱] مراد ارمضان المبارک میں دار العلوم میں دورہ تفسیر ہے جس کا آغاز حضرت شیخ الحدیثؒ کی خواہش پر کر دیا گیا تھا اور اب تک بحمد اللہ یہ سلسلہ جاری ہے

[۲] میجر امیر افضل خان جو الحق میں عسکری امور پر اسلامی تاریخ کی روشنی میں لکھا کرتے تھے۔

خواجہ حمید الدین سیالوی[1] سیال شریف

(عورت کی حکمرانی سے تحریک نجات)

۲۲ ربیع الثانی

ذوالمجد والکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ زیدقدرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ حضرات کے کندھوں پر ملک وملت کی لاتعداد ذمہ داریاں ہیں۔ جنکو قوم نے آپ کے سر ڈالا ہے۔ اور آپ نے بھی ان ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کیلئے کمر کسی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہ طفیل نبی محترم ﷺ آپکو اس بوجھ سے بہ احسن وجوہ سبکدوش فرمائے۔ موجودہ پرفتن، غیر مستحکم اور غیر اسلامی حکومت (بصورت سربراہی عورت) سے چھٹکارا حاصل کرنا آپکی اور ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اس بارے میں آپ کیا رائے رکھتے ہیں۔ اور کیا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ (مقصد اعتراض ہرگز نہ ہے بلکہ استصواب رائے) کیا یہ ممکن نہیں کہ کم از کم مذہبی جماعتیں اس اہم فریضہ کے حصول کی خاطر متحد و یکجا ہو جائیں۔ حقیقی اتحاد تو جوئے شیر لانے کے مترادف بن چکا ہے۔ کیا صرف اس مقصد عظیم (عورت کی سربراہی سے نجات) کیلئے اتحاد کی کوئی صورت ممکن ہے؟ مسلم لیگ کی موجودہ "نجات تحریک" کے ساتھ تعاون محض اس حد تک کہ موجودہ حکومت سے نجات ملے۔ اور اس تعاون کا احسان محمد نواز شریف کے سر نہ دھرا جائے بلکہ آقائے دو جہاں کے فرمان پر عمل کر کے اللہ رب العزت سے ملک وقوم کی فلاح کی اپیل کی جائے۔ اس بارے آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ دو برائیوں میں چھوٹی برائی اضطراری حالت میں اختیار کر کے ایک اہم فریضہ کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہونے میں جبکہ اس کے بغیر اس فریضہ کی ادائیگی ممکن نظر نہ آرہی ہو کیا حکم فرماتے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس وقت مسلم لیگ کی "تحریک نجات" کے ساتھ تمام دینی جماعتیں متحد ہو کر تعاون کریں تو یقیناً عورت کی حکمرانی سے نجات مل سکتی ہے انشاء اللہ اس بارے کیا رائے ہے؟ نیز دینی جماعتوں کے اتحاد کی صورت کیا ہے اس کوشش کو عملی جامہ کس طرح پہنایا جا سکتا ہے۔؟

میرے آقا و رہنما خواجہ حمید الدین سیالوی مدظلہ (سابق سینٹر) نے اپنی جماعت "الدعوۃ الاسلامیہ" کے معزز اراکین و جملہ سجادہ نشینان متولین آستانہ عالیہ سیال شریف سرگودھا کی ترجمانی کرتے ہوئے اظہار خیال فرمایا کہ محمد نواز شریف کی ذات سے تو کوئی خاص دلچسپی نہیں، البتہ اس کے موجودہ پروگرام کے اس حصہ (عورت کی حکمرانی سے نجات) سے پوری پوری ہمدردی اور دلچسپی ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مذہبی جماعتیں متحد و یکجا ہو کر اس تحریک کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھائیں تو انشاء اللہ ہم سب اس مقصد کو پالیں گے۔ اس فقیر کے ذمہ لگایا کہ تمام مذہبی جماعتوں کے سربراہان سے گزارش کروں کہ از راہ کرم سرکار دو عالم ﷺ کے فرمان واجب ایمان "لن یفلح قوم ولّوا امرھم ۃ" کو روح ایمان سمجھتے ہوئے اس مہم کو سر کرنے کیلئے قدم بڑھائیں مناسب تجویزات سے نوازیں، خصوصاً مذہبی جماعتوں کے اتحاد میں ہماری کوشش کا آغاز کس طرح ہو سکتا ہے؟ از رہ کرم پہلی فرصت میں جواب باصواب سے نوازیں۔ محتاج دعا حمید الدین احمد

بقلم محمد احمد معظمی خاک نشین خانقاہ معظمیہ معظم آباد

☆☆☆

قاضی محمد حمید فضلی[2] مانسہرہ

(ماہنامہ فیض)

۱۱ر فروری ۱۹۸۵ء

حضرت مدیر دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج گرامی ماہنامہ فیض کا عشاق رسول نمبر حضور کے مبارک ہاتھوں میں ہے۔ صحافتی برادری کی نسبت سے توقع ہے کہ حضور والا اس پر مؤقر جریدہ "الحق" میں تبصرہ فرما کر ممنونیت کا موقعہ بخشیں اصولاً دو کاپیاں بھیجنی چاہئے تھیں۔ مگر دینی جریدوں کی بے کسی کے دور سے گزرنے والوں سے توقع ہے کہ وہ ستر بی بی بے چادر والی کیفیت کے تحت ایک کاپی ہی کو تبصرہ کے لئے کافی سمجھئے۔ خدا جناب کو خدمت دینی ملی کا اجر دے۔ والسلام (ماہنامہ فیض) شمس

---

[1] خواجہ حمید الدین سیالوی سینٹ کے رکن بھی رہے۔ مرتب مکاتیب کے ساتھ عورت کے حکمرانی کے خلاف تشکیل شدہ متحدہ علماء کونسل اور پھر سینٹ میں پیش کردہ شریعت بل جیسے اہم تحریکوں میں بھرپور ساتھ دیا (مرتب)

[2] ادارہ فیوضات مجددیہ خانقاہ فضلیہ شیر گڑھ ضلع مانسہرہ

جنرل (ریٹائرڈ) حمید گل[1] راولپنڈی

(۱)

۱۹۹۰ء (محبت کا احساس O الحق کا اداریہ جامع اور دوررس مقاصد کی نشاندہی O قیادت پاکستان کی جھولی میں مگر ہم گم گشتۂ منزل)

مکرمی زید مجدکم! مجھے اپنے لئے آپ کی محبت کا ہمیشہ احساس رہا ہے جس کے لئے میں بہت ممنون ہوں۔ جہاد افغانستان کے ضمن میں میری معمولی سی خدمت کے عوض آپ جیسے خدا پرستوں کے لئے میرے لئے انس اور محبت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور مہربانی ہے۔ ضرب مومن پر الحق کا اداریہ نہایت جامع اور دوررس مقاصد کی نشاندہی کرتا ہے۔ میری اپنی نگاہ میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا وقت آ گیا ہے اور خداوند عزوجل نے اسلام کے قافلے کی قیادت کا فرض پاکستان کی جھولی میں ڈال دیا ہے لیکن شومئی قسمت کہ ہم خود گم گشتۂ منزل ہیں۔ اور اپنے فروعی مسائل سے چھٹکارا نہیں پا رہے۔ تاہم خداوند تعالیٰ کے اپنے انداز ہیں۔ یقین کامل ہے کہ تاریخ کا رخ متعین ہو چکا ہے۔ جسے ریت کی دیواروں سے نہیں روکا جا سکتا۔ شاخِ نازک پر بنے ہوئے آشیاں لحہ بہ لحہ مسمار ہوتے جا رہے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں جب انشاء اللہ اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کے قلب ونظر میں پیوست ہو جائے گا۔ انسانیت کی فلاح و بہبود اسی راستے میں ہے اور یہ قدرت کا اٹل فیصلہ ہے۔ والسلام۔ لیفٹیننٹ جنرل حمید گل

(۲)

۲ جنوری ۱۹۹۴ء (حامد کی شادی میں شرکت سے معذرت)

Senator Maulana Sami Ul Haq, Senate of PakistanIslamabad

Dear Maulana Sahib السلام علیکم

Many thanks for inviting me to Hamid Ul Haq's wedding on 31 December. I could not attend the auspicious occasion as I was hospitalised in Riyadh for angioplasty and returned only yesterday. May Allah bless this marriage and bring happiness to all your family.

Yours Hameed Gul

(۳)

۲۰ جنوری ۲۰۰۴ء (اہلیہ مرحومہ کی تعزیت)

Senator Maulana Sami Ul Haq, Dar-ul-Aloom Haqqania, Akora Khattak District: Nowshera, Mohtaram Janab Maulana Sahib, السلام علیکم

Please accept my heartfelt condolences and deep sorrow on the sade demise of your wife. May Allah rest her soul in eternal peace and give

---

[1] جنرل صاحب معروف جہادی شخصیت، جہاد افغانستان کے دوران آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل اور دوسرے مناصب پر عظیم کردار ادا کیا۔ زبان و قلم کا ہر ہر لفظ ملی احساسات اور غیرت ایمانی کا غماز ہوتا ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ہر محاذ پر استقامت سے ملت اور پاکستان کی ترجمانی کرتے ہیں۔ پاک افغان ڈیفنس کونسل میں بھرپور اور قائدانہ کردار ادا کیا اور طالبان افغانستان کی بڑی جرأت سے وکالت کی اور آج تک اپنے اصولی موقف پر جرأت سے ڈٹے ہیں۔

you and the other members of family the fortitude to bear this loss with equanimity. Yours Sincerly Hamid Gul

(۴)

(ایٹمی پروگرام کولاحق خطرات صدر پاکستان اور تمام جماعتوں اور اداروں سے تحفظ کیلئے اٹھنے کی اپیل O صدر لغاری کو خط)

جناب مولانا سمیع الحق ۔مکرمی السلام علیکم!امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔اسلامی جمہوری پاکستان کے صدر جناب فاروق احمد خان لغاری کے نام اپنے ایک خط کی نقل آپ کی خدمت میں ارسال کررہا ہوں۔میرے خیال میں افواج پاکستان کے سپریم کمانڈر کی حیثیت سے یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی حفاظت کریں۔جبکہ شواہد یہ ہیں کہ اس پروگرام کو خطرات لاحق ہیں۔

ملک کے دفاعی محاذ پر طویل عرصے تک خدمات انجام دینے والے ایک سپاہی اور ملک کے سب سے بڑی خفیہ ایجنسی کے سابق سربراہ کی حیثیت سے میرے یہ سوچی سمجھی رائے ہے کہ ایٹمی پروگرام کے بغیر پاکستان دشمنوں کے رحم وکرم پر پڑا ہوا ایک بے بس ولاچار ملک ہوگا۔

وقت آ گیا ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں تمام اجتماعی ادارے،اخبارات،طلبہ انجمنیں،بارایسوسی ایشن،ٹریڈ یونین پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا تحفظ کرنے کے لئے آواز بلند کریں۔

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ملک کے ایک ممتاز رہنما کی حیثیت سے آپ اس جہاد میں اپنا کردار ادا کریں،خود متحرک ہوں اور اپنی جماعت کو متحرک کریں۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہم اُٹھ کھڑے ہوئے تو ہم اپنے مستقبل کو محفوظ کرلیں گے۔ہماری مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ نہ کیا جاسکے گا۔لیکن وقت کم ہے اور نہایت تیزی سے ہمارے ہاتھوں سے پھسل رہا ہے۔ والسلام حمید گل

(بنام صدر پاکستان جناب فاروق احمد خان لغاری)

اٹھو ورنہ حشر نہ ہوگا پھر کبھی

جناب فاروق احمد خان لغاری۔صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان،اسلام آباد۔صدر محترم!میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم قومی مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں یہ جسارت میں صرف پاکستان کے ایک دردمند شہری کی حیثیت ہی سے نہیں،ایک سابق فوجی کی حیثیت سے بھی کررہا ہوں۔کیونکہ میں نے اس ملک کے دفاع کے لئے جان کا نذرانہ تک پیش کرنے کا حلف اٹھایا تھا۔میرے نزدیک یہ حلف آج بھی قائم ہے۔زیرنظر مسئلہ ایٹمی تجربات پر جامع پابندی کے سمجھوتے (CTBT) کا ہے۔جس کے بارے میں مذاکرات 29رجولائی 1996ء سے شروع ہیں۔

پریس میں شائع ہونے والی رپورٹوں سے یہ پریشان کن تاثر ابھرتا ہے کہ پاکستان نے اپنے طے شدہ مؤقف سے انحراف کرتے ہوئے اس میں ایسی تبدیلی کرلی ہے جو خودکشی کے مترادف ہے اور جس سے ہمارے ایٹمی پروگرام کا مستقبل شدید خطرات سے دوچار ہوگیا ہے۔یہ بات تو سب پر واضح ہے کہ ہمارے کم سے کم دفاعی تقاضے بھی پوری طرح ایٹمی صلاحیت سے وابستہ ہیں۔ذاتی طور پر کبھی اس مؤقف کے حق میں نہیں کہ اگر بھارت CTBT یا NPT پر دستخط کردے تو پاکستان بھی کردے گا۔ہمارے دفاع کی معروضی صورت حال بھارت سے قطعی مختلف ہے۔ماضی میں ہم کئی بار بھارتی جارحیت کا نشانہ بن چکے ہیں۔اور آج بھی مسئلہ کشمیر دونوں ملکوں کے درمیان ایک نئی جنگ کے اہم اسباب کے طور پر موجود ہے۔ہمارے وسائل روایتی دفاع کے موجودہ بوجھ کو برداشت کرنے کیلئے بھی ناکافی ہیں۔ان حالات میں اگر ہم ایک باعزت اور خودمختاری قوم کے طور پر زندہ رہنا چاہتے ہیں تو اس کی واحد ضمانت ہماری ایٹمی صلاحیت ہی ہے۔

پاکستان کے باشعور عوام اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔پاکستان کی موجودہ وزیراعظم کا یہ بیان ریکارڈ پر موجود ہے کہ پاکستان کے

90% عوام ایٹمی دھما کہ چاہتے ہیں۔اس لئے عوام کی امنگوں کی ترجمانی کرتے ہوئے اگر ہم اپنی جوہری صلاحیت واضح اعلان کرتے ہیں تو یہ مکمل طور پر جمہوری اقدام ہوگا۔ خاص طور پر اس لئے کہ یہ ہماری سلامتی کالازمی تقاضا ہے۔ مجھے اس بیرونی پریشر کااندازہ ہے جس کا سامنا حکومت کو ہے۔لیکن تاریخ میں آج تک کسی قوم نے اپنی سلامتی ودفاع کی بنیاد پر مبنی برحق تقاضوں سے دستبرداری کااعلان نہیں کیا۔سوائے اس کے کہ اسے میدان جنگ میں واضح شکست ہو چکی ہو۔ہم نے اپنے ایٹمی پروگرام کی تعمیر وتحفظ کے لئے بھاری قیمت ادا کی ہے۔

سی ٹی بی ٹی کا پرفریب جال: اگر آج ایٹمی پروگرام سی ٹی بی ٹی کے پُرفریب جال کے باعث ہمارے ہاتھوں سے نکل جاتا ہے تو یہ بڑا ہی افسوس ناک ہوگا۔ ہمیں اس خود فریبی میں مبتلا نہیں رہنا چاہئے کہ چونکہ بھارت اس پر دستخط نہیں کرے گا۔ اس لئے ہمارے دستخطوں کے باوجود معاہدہ غیر مؤثر رہے گا۔ یہ قیاس آرائی بے بنیاد اور غلط ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بھارت اپنی ایٹمی صلاحیت کا باقاعدہ اظہار کر چکا ہے جبکہ ہمارے بارے میں ابھی تک ایٹمی قوت ہونے کا محض اندازہ یا قیاس ہے۔ بھارت اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی مستقل رکنیت کی قیمت پر سودے بازی کر کے اس معاہدہ پر دستخط بھی کرسکتا ہے۔اس صورت میں ہماری پوزیشن کیا ہوگی؟ کیا ہمیں ماضی میں قومی مفاد کے خلاف معاہدہ جنیوا پر دستخط کرنے پر مجبور نہیں کر دیا گیا تھا اس وقت کی حکومت اور اپوزیشن گروہی اور ذاتی مفاد کی ذہن میں یہ نہ دیکھ پائی کہ اس معاہدہ کے اثرات اور نتائج کیا ہوں گے۔ایک غیر جانبدار حکومت کے قیام کو معاہدہ جنیوا کا حصہ بنائے بغیر دستخط کر دینے سے جو بیج بویا گیا اس کے تلخ نتائج کی فصل ہم اور ہمارے افغانی بھائی آج تک کاٹ رہے ہیں۔ایک بار پھر ہم اس ہی مشکل صورتحال سے دوچار نئے فیصلہ کن موڑ پر کھڑے ہیں۔فرق یہ ہے کہ آج کا مسئلہ کہیں زیادہ ہمارے قومی عزم اور ہماری قیادت کے جرأت اور معاملہ فہمی اور مستقبل بینی کا تقاضا کرتا ہے۔ ہر قوم کی زندگی میں ایک ایسا لمحہ ضرور آتا ہے جب اسے اخلاقی بنیادوں پر اہم ترین فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔

ہمارے لئے وہ لمحہ آ گیا ہے ہم نے یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا پاکستان کو ہمیشہ کے لئے نئی دہلی کے مدار میں گردش کرنے والا سیارہ بنادیا جائے؟

ایٹمی پروگرام اور عوامی مینڈیٹ: میں ایک منتخب حکومت کا یہ حق تسلیم کرتا ہوں کہ وہ قومی پالیسیاں بنائے اور عوام کی امنگوں کے وسیع تر خاکے کے اندر رہتے ہوئے بین الاقوامی معاہدے کرے۔لیکن یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ نہ تو موجودہ حکومت اور نہ ہی موجودہ اپوزیشن (جب یہ حکومت تھی) نے عوام سے مینڈیٹ حاصل کیا ہے کہ وہ ایٹمی پروگرام پر کوئی سودے بازی کر سکتے ہیں۔اس کے برعکس عوامی مینڈیٹ ایٹمی پروگرام پر ذرہ سی بھی مصلحت کا دروازہ بھی بند کر دیتا ہے۔اگر موجودہ حکومت کی وجہ سے اپنے آپ کو پالیسی میں کسی تبدیلی پر مجبور محسوس کرتی ہے تو اسے اس خصوصی سوال پر ریفرینڈم یا نئے انتخابات کے ذریعے عوام کی رائے لینی چاہئے۔ میں آپ سے دردمندانہ درخواست کرتا ہوں کہ سربراہ مملکت اور مسلح افواج کے سپریم کمانڈر کی حیثیت سے آپ اس بدنصیب قوم کے مستقبل کا تحفظ کریں۔ یہ درماندہ قوم پہلے ہی معاشرتی ومعاشی عدم توازن کا شکار ہے۔اور اس وقت شدید ذہنی دباؤ اور اعضا شکسنی کے عمل سے گزر رہی ہے۔قوم کو امید، عزت وآبرو اور وقار سے محروم نہ ہونے دیجئے۔اور سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہ کر کے اس کی سلامتی کو تباہ ہونے سے بچائیے۔

میں آپ سے یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ دفتر خارجہ کو CTBT کا زیر بحث مسودہ جاری کرنے کیلئے کہا جائے تا کہ قوم اس کا جائزہ لے سکے۔ نیک خواہشات واحترام کے ساتھ آپ کا مخلص جنرل حمید گل

نوٹ: ہر پاکستانی سے درخواست ہے کہ پاکستان کی بقاء اور سلامتی کے لئے 10 سے 100 کاپیاں بنا کر مفت تقسیم کریں۔(ادارہ تقسیم کنندہ)

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے ترى بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

تحریک اتحاد، پوسٹ بکس نمبر 1656، فون نمبر 051-593916

پروفیسر محمد حنیف

ایسوسی ایٹ پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور

(۱)

۱۲۳فروری ۱۹۸۰ء (حیاتِ وآثار میاں محمد عمر چمکنیؒ اور شیخ سعدی لاہوریؒ)

محترمی! جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اُمید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

"الحق" میں "حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ" کے قسط نمبر ا کو قارئین نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے چند حضرات نے اس کے بارے میں مجھے خطوط بھی ارسال کئے ہیں میری دلی خواہش ہے کہ ماہنامہ "الحق" کی وساطت سے اس کا قسط نمبر۲ بھی قارئین کرام کے سامنے آجائے۔ "المعارف" کے بارے میں میری معذرت قبول کیجئے کیونکہ مجھے ادارہ کے اس اصول کا علم نہیں تھا۔ قسط ۲اس لئے بھی اہم ہے کہ اس میں حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے ساتھ اُن کے تعلق کا ذکر اور بعض وضاحتی بیانات درج ہیں۔ جناب مولانا عبدالخالق صاحب (کٹکوٹ، باجوڑ) کے بارے میں مضمون مکمل ہوتے ہی ارسال کردوں گا۔ "حضرت میاں محمد عمر چمکنی" کے بارے میں مضمون میں نے دستی آپ کو دیدیا ہے آپ نے اس وقت "ادارہ" کی جانب سے چند کلمات لکھنے کے ارادے کا اظہار فرمایا تھا لہٰذا آپ کے استفادہ کیلئے کچھ معلومات ارسال کررہا ہوں تاکہ آسانی ہو۔

"حیات وآثار حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ" پر میں نے پی ایچ ڈی ڈگری کیلئے مقالہ لکھا۔ جولائی 1980ء میں راقم الحروف کو پشاور یونیورسٹی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری دیدی ہے۔

اس کیلئے مسلسل چار پانچ سال جدوجہد کرنی پڑی۔ مقالہ کل ۷۴۳ صفحات پر مشتمل ہے اور گیارہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مقدمہ میں بارہویں صدی ہجری کے سیاسی، اور مذہبی حالات کا تذکرہ ہے سرزمین ایران، افغانستان ہندوپاک اور خصوصاً صوبہ سرحد کے اس وقت کے حالات کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

باقی ابواب میں، حالات زندگی، مشائخ واساتذہ کرام، معاصرین علماء وصوفیاء، اخلاق وعادات، سلوک وتصوف، علمی اور تصوفی مقام، سلسلہ روشد وہدایت، مذہبی، علمی ادبی رفاعی اور سیاسی خدمات، تصنیفات وتالیفات، اولاد اور مشاہیر مریدین ومعتقدین وغیرہ پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ میرے لائق اگر کوئی خدمت ہوتو اطلاع دیا کریں۔ فقط والسلام آپ کا مخلص محمد حنیف

شعبۂ دینیات اسلامیہ کالج پشاور

(۲)

(مولانا عبدالخالق باجوڑی کے حالات زندگی O خوشحال خان خٹک کا خاندان)

محترمی ومکرمی! جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اُمید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ عرض یہ ہے کہ دارالعلوم میں ملاقات کے دوران مولانا عبدالخالق صاحب ساکنِ کٹکوٹ (باجوڑ) کے حالات زندگی مرتب کرنے کے بارے میں آپ کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی۔ حسب وعدہ میں کئی بار باجوڑ گیا اور معلومات حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا رہا۔ مگر چونکہ مولانا موصوف انتہائی ضعیف ہیں۔ اس لئے ان کو تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھا البتہ ان کے صاحبزادوں، تلامذہ اور مریدوں کے بیانات پر آپکی تالیفات اور قلمی

یاداشتوں کی بنیاد پر ان کے حالات مرتب کر کے ارسال خدمت کر رہا ہوں امید ہے کہ آپ اسکو جلدی چھاپ دینے کا اہتمام فرمائینگے تا کہ ان کی حیات میں یہ کام ہو سکے اور اگر کوئی ان کی ملاقات اور دعا سے مستفیض و مستفید ہونا چاہے تو اسکو ایسا کرنے کا موقع مل سکے کیونکہ مولانا صاحب بلاشبہ ایک مایۂ ناز عالم اور زاہد و عابد بزرگ ہیں۔ علاوہ ازیں میں نے ایک اور مضمون تیار کیا ہے جس کا عنوان ہے۔ "خوشحال خان خٹک کا خاندان اور سلوک وطریقت" چند دنوں میں ارسال کردوں گا۔ یا خود حاضر خدمت ہو کر حوالے کردوں گا۔ رسیدی جواب دیدیں شکر گزار رہوں گا۔

(نوٹ) میرے نام پر جو رسالہ آتا ہے پتہ میں مکان 13/A اسلامیہ کالج پشاور کا اضافہ کیا جائے۔

فقط والسلام آپ کا تابعدار محمد حنیف اسلامیہ کالج پشاور

(۳)

(تحریک روشنیہ)

محترمی و مکرمی! جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اُمید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ میں چند دن پہلے حاضر خدمت ہوا تھا لیکن آپ اسلام آباد میں تھے۔ اس لئے ملاقات نہ ہوسکی۔ عرض یہ ہے کہ اس سے پہلے میں نے ایک مضمون بہ عنوان " تحریک روشنیہ اور قیام پاکستان" ارسال کیا ہے۔ جس کا تعلق ڈاکٹر عبدالرشید صاحب کے مضمون کے مندرجات سے ہے اور میرے خیال میں اب جبکہ یہ سلسلہ چل پڑا ہے۔ اس مضمون کا شائع کرنا اس لئے ضروری ہے کہ میں نے اُس میں مستند حوالہ جات کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے مضمون کی وہ بنیاد درست نہیں ہے۔ جس پر مضمون کی عمارت استوار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ دراصل اس مضمون سے کافی غلط فہمیاں رفع ہونے میں مدد ملے گی۔

علاوہ ازیں عرض یہ ہے کہ میرے ایک کتابچے کا مسودہ آپ کے پاس ہے جو برادرم میاں حضران شاہ صاحب کے ہاتھ پر پہنچایا گیا ہے۔ یعنی تذکرہ حضرت فقیر جمیل بیگ خٹکؒ اگر چہ مصروفیات بہت زیادہ ہیں مگر امید ہے کہ آپ تھوڑا وقت دینگے۔ فارغ ہونے کے بعد یا تو برادرم محمود الحق حقانیؒ صاحب کے ہاتھ بھیجوادیں ورنہ میں خود حاضر ہو جاؤں گا۔

فقط والسلام ڈاکٹر محمد حنیف اسلامیہ کالج پشاور

(۴)

۱۹۸۲ء (شیخ رحمکارؒ اور عبدالحکیمؒ سیالکوٹی کا سن وفات)

اخبار وافکار کے ذیل میں جناب مولانا مفتی سیاح الدین صاحب اور جناب محمد نواز خٹک صاحب کا بیان پڑھ لیا۔ مضمون خوشحال خان خٹک کا خاندان اور سلوک و تصوف کے بعض مندرجات کے بارے میں دونوں حضرات کی توضیح و تذکیر کے لئے ممنون ہوں۔ عرض یہ ہے کہ راقم نے اردو ٹائپ شدہ مضمون ارسال کیا تھا جس مین ہندسہ (٦) سے کاتب کو غلط فہمی ہوئی لہٰذا مذکورہ ہندسہ کی جگہ کہیں (۹) اور کہیں (۴) تحریر کیا ہے۔ راقم کو اس بات سے مکمل تفاق ہے کہ سنین کے غلط اندراج سے تاریخی واقعات کو سمجھنے میں کافی دشواریاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ جہاں تک حضرت شیخ رحمکارؒ کے سنِ وفات کا تعلق ہے اس کے متعلق تاریخی جملہ ''باقفر رفت'' زبان زد عام ہے۔ اس بنیاد پر راقم نے حضرت موصوف کا سنِ وفات ۱۰۶۳ھ ہی تحریر کیا ہے ۱۰۴۳ھ کاتب کے سہو قلم کا نتیجہ ہے۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا سنِ وفات راقم نے ۱۰٦٦ھ لکھا ہے۔ ۱۰٦۷ھ بھی تو متفق علیہ نہیں ہے اس لئے کہ مفتی غلام سرور لاہوری خزینۃ الاصفیاء جلد دوم میں ان کے سن وفات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "وفاتِ وے بقول صاحب مخبرالواصلین در سال یک ہزار و شصت

وحشت ہجری است"۔اسی طرح تھامس ولیم نے اپنی کتاب "اورنٹیل بایوگریفیکل ڈکشنری" میں مولانا کا سن وفات ۱۰۶۶ھ مطابق ۱۶۴۶ء تحریر کیا ہے۔اورنٹیل بایوگریفر کے بارے میں مولوی عبدالرحیم مرحوم ناظم مکتبہ علوم مشرقیہ اسلامیہ کالج پشاور، لباب المعارف العلمیہ جلد دوم میں فرماتے ہیں:۔

اپنے موضوع پر نہایت جلیل القدر اور غالباً جامع ترین کتاب ہے اردو میں اس قسم کی کتاب "قاموس المشاہیر" نظامی بدایونی نے لکھی ہے اور ممکن ہے کہ اس کے اکثر معلومات کا ماخذ یہی کتاب ہو"۔مذکورہ بالا بیانات کی بنیاد پر راقم نے ۱۰۶۶ھ کو ترجیح دی اور اس لئے بھی کہ اس بارے میں جو کتابیں دستیاب تھیں ان میں سے تھامس ولیم کی کتاب قدیم تر تھی۔

علاوہ ازیں راقم نے حضرت فقیر جمیل بیگ خٹکؒ کے مادۂ تاریخ وفات کے بارے میں یہ شعر نقل کیا تھا۔

چوں رفت از جہان ایں کرامت خدیو بجز "ق ۱۰۰" مدز عالم "غریو ۱۱۱۶" (۱۲۱۶ + ۱۰۰ = ۱۱۱۶)

ظاہر ہے کہ حروف ابجد کے حساب سے ۱۱۱۶ ہی برآمد ہوتے ہے۔کاتب نے ہندسہ (۶) کو (۹) سمجھ لیا ہوگا۔جناب محمد نواز خٹک کے ذکر کردہ نامہ ہائے وفات کے علاوہ مضمون تحریر کرتے وقت فقیر باز میاں مرحوم کا یہ شعر بھی زیر نظر تھا۔

چہ فقیر صاحب رخصت لدِ ے جہان شو "جان وغنچہ ؤ ۱۱۱۶" تول عالم پدے گویان شو

ڈاکٹر محمد حنیف اسلامیہ کالج پشاور

(۵)

مارچ ۱۹۸۹ء (میاں محمد عمر چمکنی وضاحت طلب امور)

الحق کے فروری ۱۹۸۳ء کے شمارہ میں جناب عبدالحلیم اثر صاحب کا مضمون بعنوان "مآثرِ طورو" نظر سے گذرا جس میں ایک ذیلی عنوان "سیادت" کے تحت حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے جو تفصیل بیان کی گئی ہے اس کے بارے میں راقم کے نزدیک مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ضروری ہے۔اول یہ کہ جناب اثر صاحب نے حضرت میاں محمد عمر چمکنیؒ کے دادا کلا خان کا نام "عبدالخالق" عرف کلا خاں بتایا ہے جو اس سلسلے میں موصوف کا پہلا انکشاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ نہ تو یہ نام (عبدالخالق) حضرت میاں صاحب کی اپنی تصنیفات میں کہیں مذکور ہے نہ آپ کی اولاد اور مریدین کی کتابوں میں موجود ہے۔اور نہ معاصرین اور متاخرین تذکرہ نگاروں کے بیانات میں کہیں اس کا ذکر آیا ہے۔حتیٰ کہ جناب اثر صاحب نے خود بھی اپنی کتاب "روحانی تڑون" کے صفحہ ۵۶۷ پر حضرت میاں صاحبؒ کی چار تالیفات یعنی توضیح المعانی، شمائل نبویؐ، المعالی اور ظواہر السرائر کے حوالہ سے ان کا شجرہ نسب محمد عمر بن ابراہیم بن کلا خان تحریر کیا ہے۔

حضرت میاں محمد عمر چمکنی توضیح المعانی میں اپنا نسب نامہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

نـوم حماد پلار کوره که ستادی اوس پکار نوم مے ابراهيم دے ورته خۀ کوم اظهار
پـلارد ابـراهـيـم دے کلا خان او کـړه بـاور پـلار د کلا خان دے فقير جان چه مقرر

یعنی میرے باپ کا نام اگر درکار ہے تو میں تم کو بتا دیتا ہوں کہ ان کا نام ابراہیم ہے۔اور یقین کرو کہ ابراہیم کے باپ کا نام کلا خان ہے اور کلا خان کے باپ کا نام فقیر جان مقرر ہے۔شمس الہدیٰ (قلمی) کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ ہذا الکتاب تالیفی واسمی محمد عمر بن ابراہیم بن کلا خان۔حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے فرزند اکبر حضرت صاحبزادہ محمدیؒ مقاصد الفقہ (قلمی) میں بیان فرماتے ہیں کہ:۔

پلا ر د ابراهيم خان پر کلاخان سره مذکور دے زوئے د فقير جان وۀ دا احوال په دے دستور دے

یعنی ابراہیم خان کے باپ کا نام کلا خان بیان ہوا ہے (کلا خان) فقیر جان کا بیٹا تھا یہ احوال اسی طرح بیان ہوئے ہیں۔علاوہ ازیں حضرت میاں محمد عمر چمکنی اور آپ کے صاحب زادوں نے اپنے نسب نامہ پر مستقل رسالے بھی قلم بند کئے ہیں۔مگر کسی تحریر میں بھی اپنے جدامجد کلا خان کا نام "عبدالخالق" نہیں بتایا۔

ان تاریخی حقائق کی روشنی میں ہم وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب چمکنی کے دادا کا نام کلا خان تھا نہ کہ عبدالخالق۔ورنہ حضرت موصوف کے دستیاب شجرہ ہائے نسب میں ضرور اس کا ذکر آتا۔

دوم یہ کہ جناب اثر صاحب عنوان مذکور کے تحت بیان فرماتے ہیں کہ حضرت میاں محمد عمر چمکنیؒ اپنی پشتو منظوم تالیف "توضیح المعانی" ۹ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"میں نسلاً افغان ہوں لیکن میرے جدامجد دریائے راوی پنجاب کے مغربی کنارے اور شاہراہ شیر شاہ سوری کے شمال میں موضع فرید آباد میں قیام پذیر تھے۔اس شاہراہ اور فرید آباد کے درمیان ایک موضع سیدان والا ہے جہاں سید محمد گیسو دراز الحسینی کی نسل کے سادات آباد ہیں۔میرے جدامجد عبدالخالق عرف کلا خان (کلان خان) کی بیوی اسی سیدان والہ کے سادات خاندان سے تھیں اور میرے والد اس سیدہ کے فرزند تھے"۔مندرجہ بالا پورا بیان حضرت میاں صاحب چمکنی کی کتاب "توضیح المعانی" کی طرف منسوب کیا گیا ہے حالانکہ مذکورہ کتاب میں اس بارے میں صرف یہ تحریر ہے کہ:۔

"میں نسباً افغان ہوں میرے دادا کلا خان نے فرید آباد میں سکونت اختیار کی یہاں وہ سادات خاندان کی ایک خاتون سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے اس خاتون سے میرے والد ابراہیم پیدا ہوئے"۔

غرض یہ کہ "توضیح المعانی" میں فرید آباد کے محل وقوع، موضع سیدان والہ، نام عبدالخالق، عرف کلا خان (کلان خان) اور موضع سیدان والا میں آباد سادات وغیرہ کا کوئی ذکر موجود نہیں۔راقم کے نزدیک یہ جناب اثر صاحب کی تحقیق وتخمین کا نتیجہ ہے۔اس کے علاوہ مضمون نگار نے حضرت میاں صاحب کی جانب منسوب کر کے جو شعر نقل کیا ہے اصل کتاب میں وہ یوں لکھا ہے:۔

دی څما نیکو نه چه پیدا سیدے — زهٔ یمه سیدٔ پر دے نسبت په وجه دے

(محمد حنیف)

☆☆☆

مولانا محمد حنیف جالندھری[1]

مہتمم جامعہ خیر المدارس، ملتان

(۱)

(جامعہ خیر المدارس کے جلسہ میں شرکت کی دعوت)

۱۲/۲۰/۱۴۰۳ھ

مکرمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔زید مجدکم۔طالب خیر مع الخیر۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! جامعہ کا سالانہ جلسہ ۵۔۶۔۷ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۱۔۱۲۔۱۳۔نومبر ۱۹۸۳ء بروز جمعہ ہفتہ، اتوار تجویز ہوا ہے۔جس میں آنجناب کی شرکت ہمارے لئے باعث

---

[1] مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان، سیکرٹری جنرل وفاق المدارس العربیۃ پاکستان

مسرت وموجبِ خیر و برکت ہوگی۔امید ہے کہ ہماری اس درخواست کوضرورشرف قبولیت بخشیں گے۔ ہمارے پنجاب میں آپ کی آمد کافی عرصہ سے نہیں ہوئی۔اس وجہ سے اسکی ضرورت شدت سے محسوس کیجارہی ہے۔قبلہ حضرت والد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت اقدس میں سلام ودعا کی درخواست۔ منتظر جواب محتاج دعاء محمد حنیف جالندھری ملتان

(۲)

۲۹/۷/۱۴۱۲ھ (حامد الحق کی شادی پر مبارکباد)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔برادر عزیز مولانا حامد الحق سلمہ کی شادی کے موقعہ پر حاضری کا دعوت نامہ ملا تھا لیکن میں عمرہ کیلئے سعودی عرب گیا ہوا تھا۔اسلئے حاضر نہ ہوسکا۔معذرت خواہ ہوں۔اخبارات کے ذریعہ تقریب کی تفصیلات معلوم ہوگئی تھیں۔اللہ تعالیٰ مبارک کریں۔آمین "بارک اللّٰہ لھما و جمع بینھمابالخیر" برادرم کو بہت بہت مبارک۔

والسلام محمد حنیف جالندھری

(۳)

(متحدہ سنی محاذ کا اجلاس)

بخدمت محترم ومکرم حضرۃ مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ملک کے انتہائی تشویشناک حالات اہل سنت والجماعۃ کے خلاف پرتشدد کاروائیاں، قاتلانہ حملے اوراسکے نتیجے میں بے گناہ افراد کی شہادت اکثریت کے حقوق غصب کرنے کی ناپاک جسارتیں اور علماء اہل سنۃ والجماعۃ کے خلاف بے بنیاد اور جھوٹے مقدمے اوران جیسے دیگر غوروفکر کے متقاضی امور آپ سے پوشیدہ نہ ہونگے۔اس پوری صورت حال پر مشورہ اور آئندہ لائحہ عمل کیلئے متحدہ سنی محاذ پاکستان کے سربراہ مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی دامت برکاتہم نے متحدہ سنی محاذ پاکستان کا ہنگامی اجلاس ۳۰ ستمبر ۱۹۸۶ء مطابق ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ بروز منگل بوقت دس بجے صبح بمقام جامعہ فرقانیہ کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی میں طلب فرمایا ہے۔براہ کرم مسلک اہل سنت کے تحفظ اور ملی بیداری کا ثبوت دیتے ہوئے وقت مقررہ پر تشریف لائیں۔

نوٹ:۔ اگر آپ کے شہر یا گردونواح میں یوم عاشور کو شیعہ سُنی فسادات ہوئے ہوں۔تو انکی تفصیلی تحریری رپورٹ ضرور ہمراہ لاویں۔

والسلام محمد حنیف جالندھری رابطہ سیکرٹری متحدہ سنی محاذ پاکستان و مہتمم جامعہ خیر المدارس

(۴)

۱/۴/۱۴۲۳ھ، ۱۳/جون ۲۰۰۲ء (قومی یکجہتی کانفرنس عدم شرکت پر افسوس)

گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی بخیر! آنجناب کاارسال کردہ دعوت نامہ بابت قومی یکجہتی کانفرنس منعقدہ ۱۰/جون ۲۰۰۲ء موصول ہوا۔یادآوری کا بہت بہت شکریہ۔اللہ رب العزت ملکی سلامتی میں کی گئی ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائے آمین۔مجھے انتہائی دکھ ہے کہ میں اس کانفرنس میں شرکت سے محروم رہا کیونکہ اس روز وفاق المدارس العربیہ کی عاملہ کا اجلاس تھا۔جس میں میری شرکت ضروری تھی۔امید ہے کانفرنس میں عدم حاضری کی معذرت قبول فرمائیں گے۔کانفرنس میں کئے

گئے فیصلوں سے مطلع فرمادیں تو بے حد مشکور ہوں گا۔ والسلام محتاج دعا محمد حنیف جالندھری

(۵)

۱۶ ۱۱فروری ۲۰۰۵ء **(خیر المدارس کا سالانہ جلسہ)**

بخدمت گرامی مخدومی ومکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ادام اللہ فیوضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اُمید ہے مزاجِ گرامی بعافیت ہوں گے! بحمد اللہ تعالیٰ مُلک وملت کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ خیر المدارس ملتان کا ۷۵واں عظیم الشان تبلیغی واصلاحی سالانہ جلسہ تقسیم اسناد و دستار فضیلت ۱۴، ۱۵، ۱۶ صفر المظفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵، ۲۶، ۲۷ مارچ ۲۰۰۵ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار حسب روایات منعقد ہو رہا ہے۔ جامعہ کے سالانہ جلسہ میں ہمیشہ ملک وملت کے عظیم قائدین، مشائخ طریقت، علماء ربّانیین، خطباء اسلام اور جلیل القدر مبلغین و داعظین اپنے ایمان افروز اصلاحی بیانات اور روح پرور مجالس وملفوظات سے عامۃ المسلمین کو مستفید فرماتے رہے ہیں۔ جامعہ کا یہ سالانہ جلسہ ملکی و بین الاقوامی حالات وعوائق کی وجہ سے طویل تعطل کے بعد منعقد ہو رہا ہے جس کا سامعین کو کافی عرصہ سے انتظار تھا۔ اس جلسہ میں گزشتہ آٹھ سال کے تقریباً پندرہ صد فضلاء وقراء اور حفاظ کی دستار بندی بھی کی جائے گی۔ جامعہ کے اس عظیم الشان سالانہ جلسہ میں آنجناب کی تشریف آوری خدام جامعہ کے لئے باعث صد عزت ہوگی۔ احقر جامعہ کے تمام اساتذہ کرام کی طرف سے آنجناب کی خدمت میں ملتمس ہے کہ حسب سابق کرم گستری فرماتے ہوئے مذکورہ بالا تواریخ میں تشریف لاکر سامعین کو مواعظ حسنہ سے مستفیض فرمادیں اور خدام کی سرپرستی فرما دیں۔ جامعہ کے ساتھ آپ کے دیرینہ مخلصانہ ومحبانہ تعلق اور بانی جامعہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے محبت وعقیدت اور تعلق خاص کے پیش نظر اُمید ہے کہ خدام کی یہ درخواست شرف باریابی حاصل کرے گی اور آنجناب اپنے اصلاحی وتبلیغی اسفار میں ۱۴، ۱۵، ۱۶ صفر المظفر ۱۵۲۶ھ کی تاریخیں جامعہ خیر المدارس کے لئے مختص فرما کر احقر کو مطلع فرمادیں گے۔ نظام سفر کے متعلق آنجناب کی طرف سے اطلاع ہمارے لئے انتظامی طور پر باعث سہولت ہوگی۔ اس سلسلہ میں آپ کے گرامی نامہ کا شدت سے انتظار رہے گا۔ والسلام محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدراس، ملتان

(۶)

(دعوت نامہ تقریب نکاح صاحبزادی)

اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے جوڑے بنائے تاکہ تم سکون حاصل کرسکو اور آپس میں پیار ومحبت رکھو (القرآن)

مکرمی ومحترمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم! "بتقریب نکاح" نورِ نظر لختِ جگر دختر نیک اختر سلمہا اللہ تعالیٰ کے نکاح اور رخصتی کی تقریب انشاء اللہ العزیز جامعہ خیر المدارس اورنگزیب روڈ ملتان میں حسب ذیل پروگرام کے مطابق طے پائی ہے۔ عزیزہ لخت جگر کو محبت وخلوص کی عطر بیز فضاؤں میں اپنی نیک دعاؤں کے ساتھ رخصت کرنے میں آپکی تشریف آوری ہمارے لئے باعث عزت و افتخار ہوگی۔ چشمِ براہ۔ اساتذہ جامعہ خیر المدارس ملتان چوہدری عبداللطیف اختر، مولانا قاری محمد طیب حنفی بورے والا، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی فیصل آباد، مولانا محمد طیب ملتان، ریاض عبدالعزیز الراعی مکۃ المکرمہ، مولانا نجم الحق ملتان، مولانا رشید الرحمٰن انوری فیصل آباد، قاری محمد یونس جدہ، مولانا جلیل الرحمٰن انوری فیصل آباد، حافظ شاہد ضیاء فیصل آباد، مولانا اسد الرحمٰن انوری فیصل آباد

متمنی شرکت۔　اہلیہ ومحمد حنیف جالندھری، اہلیہ مولانا سعید الرحمٰن انوریؒ۔

مورخہ ۳۰ صفر الخیر ۱۴۳۰ھ، ۲۶ فروری ۲۰۰۹ء بروز جمعرات بعد از نماز عشاء، آمد احباب ۸:۰۰ بجے شب، استقبال بارات ۸:۳۰ بجے شب، وقت نکاح ۸:۴۵ بجے شب، طعام ۹:۳۰ بجے شب، رخصتی ۱۱:۰۰ بجے شب　بمقام۔　جامعہ خیر المدارس ملتان[1]

☆☆☆

حیدر اقبال واہنیوال۔ ایڈوکیٹ کراچی

(۱)

(طالبان اور ملا عمر کے بارہ میں چند مشورے)

جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ اس سے پہلے بھی کچھ معاملات پر اپنا نکتہ نظر آپ کی خدمت میں پیش کر چکا ہوں۔ آج جو عرض کرنے جا رہا ہوں۔ بظاہر افغانستان، آپ اور افغان جہاد کونسل کے بارے میں ہے۔ لیکن دراصل اس کے اثرات پوری ملت پر پڑ رہے ہیں مختصراً عرض ہے کہ:

۱۔　کیا آپکے خیال میں یو این او کی قرارداد برائے تقرری " نگران نمائندے " پاس ہونے سے پہلے حکومت پاکستان سے مشورہ نہیں کیا گیا؟ کیا وزارت خارجہ پاکستان بے خبر تھی۔ اگر وزارت خارجہ بے خبر تھی تو وزیر خارجہ اور سیکرٹری خارجہ ابھی تک اسلام آباد میں کیوں بیٹھے ہیں اور اگر حکومت پاکستان باخبر تھی تو پھر آپ کس حیثیت میں اسکی مخالفت کر رہے ہیں۔ دراصل آپکو حکومت کا گریبان پکڑنا چاہیے۔

۲۔　کیا آپ سمجھتے ہیں کہ افغانستان کی حکومت نے جو آٹھ غیر ملکی پکڑے ہیں اور " امت " کراچی کی رپورٹ کے مطابق عیسائیت کی تبلیغ کرنے پر انہیں موت کی سزا دی جا سکتی ہے؟ آپ کا U.N.O کی قرارداد کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا ملا عمر آپ کو (پاکستان) کو افغانستان کی جنگ میں گھسیٹنا چاہتا ہے؟ کیا خیال ہے؟

۳۔　کیا آپ کے علم میں ہے کہ موجودہ حکومت قادیانیوں کے کل پرزوں پر چل رہی ہے؟ اور ایک طرف مولوی حضرات کو کفار کے سامنے کر کے اپنی حکومت کا جواز پیدا کر رہی ہے تو دوسری طرف اس ملک اور اس ملک کے مسلمانوں سے انتقام لے رہی ہے۔

۴۔　کیا آپ کیلئے ضروری نہیں کہ آپ سب سے پہلے اس ملک اور یہاں آباد مسلمانوں کی بھلائی کے بارے میں سوچیں اور عمل پیرا ہوں؟ جنہوں نے آپ کو عزت اور چندے دونوں اتنے دیئے کہ آپ لیڈر بن گئے۔ سب سے پہلے ان کافروں کو دیکھیں جو اس وقت آپ کی آستین میں بیٹھے اس مملکت خداداد اور یہاں کے سچے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنیکی سازشیں کر رہے ہیں۔ اور آپ لیڈروں کی بدمستی کی وجہ سے کامیاب ہو رہے ہیں۔　ملا عمر کو روکیں، اور خود بھی اس بات کا ادارک کریں کہ پٹھانوں کی فطری جہالت، ضد اور ہٹ دھرمی کا اسلام　اور اسلام کے فہم وفکر اور ادارک سے کوئی تعلق نہیں، طالبان کو اگر حکومت کرنے کو موقع ہاتھ آیا ہے تو ضروری ہے کہ وہ اخلاق، ایثار فہم

[1] **(مولانا سمیع الحق صاحب کی طرف سے مولانا محمد حنیف جالندھری کے نام جوابی خط)**
محبّ مکرم برادر عزیز مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ۔ سلام مسنون! گرامی نامہ آج ۲۸ فروری کو نظر سے گزرا عزیزہ دختر نیک اختر کی تقریب نکاح میں شرکت کیلئے یاد فرمانے کا ممنون ہوں۔ افسوس کہ اطلاع تاخیر سے ملی مگر صمیم قلب سے بیٹی اور طرفین کے سارے خاندانوں کی دائمی مسرتوں خوشیوں اور شادمانیوں کیلئے دست دعا ہوں۔ مبارکباد قبول فرمادیں۔ ہمارے نہایت محترم خاندان کی مخدومہ اہلیہ مولانا سعید الرحمٰن انوری کو بھی ہدیہ تبریک وتسلیمات پیش ہے۔　والسلام سمیع الحق

وفراست کو اپنا شعار بنائیں۔ یہ کس کی اور کون سی سنت پر عمل کر رہے ہیں؟

۵) کیا آپ کو ادارک نہیں کہ کفار ہر صورت اور ہر حال میں پاکستان کو دبانا چاہتے ہیں؟ کیا آپ کفار کا کام آسان کریں گے۔ خود بھی عمل میں آئیں اور اس طرح کہ ملک اور یہاں آباد مسلمانوں اور پھر افغان بھائیوں کی بہتری ہو سکے۔ ملا عمر کو ارسال کردہ خط کی کاپی ساتھ بھیج رہا ہوں۔ والسلام فقط خیر اندیش حیدر اقبال

(۲)

(بنام امیر المومنین ملا محمد عمر)

(غیر مسلموں کی تبلیغ پر پابندی کا مسئلہ)

محترم ملا محمد عمر صاحب۔ امیر افغانستان (قندھار) السلام علیکم۔ بذریعہ سفیر برائے افغانستان (اسلام آباد) محترم! جب کبھی بھی افغانستان سے کسی انداز میں تعلق رکھنے یا افغانستان سے آنے والے سے ملاقات ہوتی ہے تو یہ جان کر خوشی ہوتی ہے کہ جو علاقے طالبان کے زیر حکومت ہیں وہاں امن قائم ہے۔ آپ کو فوری خط لکھنے کی وجہ آٹھ غیر ملکیوں کے بارے میں کراچی کے اخبار ''امت کراچی'' کی یہ خبر ہے۔ (عیسائیت کی تبلیغ کرنے والوں کو موت کی سزا دی جا سکتی ہے۔ ''افغانی چیف جسٹس'')

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر عیسائیوں کی تبلیغ پر موت کی سزا ہو سکتی ہے تو جو مسلمان یورپ اور امریکہ اور دوسری عیسائی حکومتوں میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں وہ کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ کیا آپ تبلیغ کا راستہ روکنا چاہتے ہیں؟ کیا آپ کو اندازہ ہے کہ افغان مسلمان کس بدحالی کا شکار ہیں؟ کیا آپ کو اندازہ ہے کہ پاکستان اور یہاں کے مسلمان کیسے متاثر ہو رہے ہیں؟ کیا آپ نے ایسا مسلمان مہمان تاریخ کے کسی حصہ میں دیکھا یا سنا ہے جو کروڑوں مسلمانوں کے مفادات، زندگیوں اور معیشت کو داؤ پر لگا کر بیٹھا رہے؟ کیا آپ کو اندازہ ہے کہ جیسے عراق اور عراق کے مسلمانوں کیلئے صدام حسین، پاکستان اور پاکستان کے مسلمانوں کے لئے پرویز مشرف، اسی طرح افغانستان کے مسلمانوں کے لئے اسامہ بن لادن کفار کا شکنجہ بن چکے ہیں؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایک شخص پر کروڑوں افراد کو قربان کرنا جائز ہے؟ کیا آپ کو اندازہ ہے کہ آپ کو اور آپ کے فیصلوں کو معیار بنا کر اسلام کے بارے میں آراء بنائی جا رہی ہیں؟ اور مسلمان ملکوں کے خلاف محاذ آرائی کی جا رہی ہے؟ کیا آپ کو اندازہ ہے کہ اسلام کے پیدا کئے ہوئے کردار، فہم وفراست اور پٹھانوں کی روایتی ضد اور جہالت کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں؟ آپ اپنے فیصلے کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ کے فیصلوں کی وجہ سے ملت اسلام کو نقصان ہو سکتا ہے۔ اور مسلمانوں کے مفادات متاثر ہو سکتے ہیں؟ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو بے انتہا احتیاط کی ضرورت ہے۔

میرے علم کے مطابق آنحضرت کے دور سے آج تک اور قرآن پاک کی کسی بھی سورۃ یا آیت سے ایسا معنی نہیں نکالا جا سکتا جس سے کسی مذہب کی تبلیغ کرنے پر کسی اسلامی ریاست میں کسی کو سزائے موت دی جا سکے یا قرآن پاک سے ایسی کوئی سزا تجویز کی جا سکتی ہو، زیادہ سے زیادہ آپ ان لوگوں کو ملک بدر کر سکتے ہیں۔ امید ہے کہ ملت کے مفادات اور اسلامی اقدار کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

خیر اندیش حیدر اقبال واہیوال

جناب خالد اشرف فرزند حکیم عبدالرحیم اشرفؒ فیصل آباد۔ مدیر المنبر

(۱)

۲۴ اگست ۱۹۶۷ء (مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے سوانح کیلئے تاثرات)

بحضرۃ السید المکرّم دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک نہیں دو عریضے اس سے قبل روانہ خدمت کر چکا ہوں۔ لیکن جواب[1] سے محرومی حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی نور اللہ مرقدہ کی سیرت وسوانح پر مشتمل کتاب کے لئے آپ سے ایک مقالہ کی درخواست کی تھی۔ امید ہے آپ جلد توجہ فرمائیں گے۔ ایک اعلان بھی روانہ خدمت ہے اسے شائع فرمائیں۔

حضرت مولانا کی خدمت اقدس میں سلام کے بعد یہ گذارش بھی فرمادیں کہ آپکے پاس تو مولانا مرحوم کے بارے میں بہت کچھ محفوظ ہوگا۔ اگر تفصیلی مقالہ مرحمت فرمائیں تو نوازش ہوگی۔ نیز مولانا مرحوم کے خطوط اگر آپ کے پاس ہوں تو وہ بھی عنایت فرمائیں اشاعت کے بعد واپس کردیئے جائیں گے۔ والسلام خالد اشرف

(۲)

۳۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء (حکیم عبدالرحیم اشرف کے چچا حکیم ابوسعید صادق کی وفات اور حالات)

الی السید المکرّم دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ''الحق'' کے ذریعہ ملاقات ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آواز کو ابدالاباد تک قائم رکھیں اور اسے زیادہ سے زیادہ موثر بنائیں۔ آمین۔ آج آپکو اپنے ایک غم میں شریک کرنا ہے۔ اور آپکی وساطت سے حضرت کی خدمت میں دعا کی درخواست کرنا ہے۔ اس ہفتہ ۲۰ اکتوبر کی صبح ۸ بجے اباجان محترم کے چچا صاحب جناب حکیم ابوسعید صادق صاحبؒ تانگہ کے ٹکر سے شدید زخمی ہوگئے۔ اور اسی شب ۲/۱ ۲ بجے انتقال فرماگئے۔ انا لِللّٰہ وانا الیہ راجعون مرحوم بڑے دیندار صاحب علم، متقی تھے فن طب میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ بائیس برس سے لائلپور میں یونانی دواخانہ دارالشفاء کے نام سے کرتے تھے۔ مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا ظفر علی خانؒ اور گاندھی جی کے رفقاء اور مشیروں میں سے تھے۔ خلافت میں ایک عرصہ بڑی سرگرمی سے گزارا۔ قدرت نے طبابت، خطابت اور تحریر میں فراخدلی عطا فرمائی تھی۔ ۱۹۲۶ء میں کلکتہ سے ''حاذق'' کے نام سے ایک طبی رسالہ جاری کیا۔ جو اہل علم میں خاصا مقبول ہوا۔ بارہ سال افریقہ میں علم وادب کی خدمت واشاعت میں مصروف رہے۔ حکیم اجمل خان مرحوم سے انکے خاصے روابط تھے۔ ۶۵ برس کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ آپ سے اور حضرت سے انکے لئے مغفرت اور بلندی درجات کی دعاؤں کی درخواست ہے۔ اس اچانک حادثے سے پورے خاندان کا شدید متاثر ہونا قدرتی بات تھی۔ انکے بڑے بھائی جو میرے نانا اور اباجی محترم کے تایا ہیں

---

[1] (مولانا داؤد غزنوی کے بارہ میں احقر کے تاثرات)

محترم المقام زیدت معالیکم۔ السلا علیکم ورحمۃ اللہ۔ گرامی نامہ شرف صدور لاکر باعث عزت افزائی ہوا۔ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی علیہ الرحمۃ کے سوانح مرتب فرمانے کے ارادہ سے بے حد خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ ارادہ کو بہتر سے بہتر شکل میں تکمیل تک پہنچادے۔ حضرت مولانا مرحوم کی زندگی میں ہم پس ماندوں کے لئے رشد وہدایت کیلئے بے شمار تابندہ خطوط پائے جاتے ہیں۔ مولانا مرحوم ایک بے لاگ حق گو نڈر مجاہد، وسیع النظر اور اسی طرح وسیع الظرف عالم تھے۔ علم وعمل کے کئی میدانوں میں انہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ بایں ہمہ عزت ووجاہت، وقار تمکنت اور عارفانہ بصیرت عجز وانکساری اور درویشانہ فروتنی کو بھی سنبھالے رکھا۔ پھر مولانا کا خاص وصف میری نگاہ میں انکی وسعت اخلاق اور دینی حمیت وحمایت میں ہر قسم کے تعصب اور تحزب سے بالا ہوکر پورے فراخدلی سے ملک وملت کی خدمت کرنا ہے۔ اختلاف مسلک کے باوجود اکابر دیوبند کے نہ صرف مداح ومعتقد بلکہ جہاد وسرفروشی اور اعلائے حق کے ہر مرحلہ پر انکے شریک ورفیق رہے۔ کسی میدان میں انکے دینی عزائم میں گروہی تعصب اور اختلاف مسلک ومشرب حائل نہیں ہوا جو اکثر ایسے مواقع پر بے اختیار ظہور پذیر ہوجاتا ہے مولانا کا مقام جہاد آزادی کے صف اول میں ہے پھر علم کے ساتھ عمل اور حکمت ومعرفت سے بھی انکا سینہ معمور تھا صاحب قال وحال اور مرد میدان ہونے کے ساتھ سوز باطن اور جذب وسلوک کے دولت سے بھی مالا مال تھے ایسے افراد صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں اور صدیوں تک انکی ذات ہدایت واصلاح کا سرچشمہ رہتی ہے۔ والسلام سمیع الحق

اس ضعیفی کے عالم میں یہ صدمہ برداشت کرنا پڑا دو سال سے بلڈ پریشر کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ انکے لئے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ اور حضرت کو صحت و عافیت بخشیں کہ آپ سب کا وجود اس دورِ فتن میں آیات اللہ سے کم نہیں۔ والسلام طالب دعا خالد اشرف

(۳)

(المنبر کی اشاعت خاص تجدید میثاق)

گرامی قدر حضرت محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ المنبر کی اشاعت خاص ''تجدید میثاق اور اسکے عملی تقاضے'' کے عنوان سے صفر کے وسط میں شائع ہو رہی ہے آپ سے استدعا ہے کہ جتنی جلد ممکن ہو اپنا اور حضرت والد گرامی مدظلہ کا مقالہ یا پیغام مرحمت فرمائیں۔ نیز اپنے جریدہ میں مرسلہ اشتہار بھی شائع فرمائیں۔ شکریہ والسلام خالد اشرف

(۴)

(فلم فجر اسلام ایک ناپاک جسارت)

الی السید المکرم حضرت محترم دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکو معلوم ہوگا کہ کراچی کے بعد اب پنجاب کے اضلاع لاہور، راولپنڈی، سرگودھا اور لائلپور میں فلم ''فجر اسلام'' عنقریب چلنے والی ہے، فلم کیا ہے؟ دور نبوت کی وہ کہانی ہے جسے ہم احادیث، قرآن اور تاریخ و سیرت میں پڑھتے ہیں۔ صحابہ صحابیات، ازواج مطہرات بنات رسول اور خود حضور ﷺ کی زندگیوں کو ان بدکردار ایکٹروں اور ایکٹرسوں نے اپنے بہروپ میں سینما کی غلیظ سکرین پر پیش کیا ہے اور یوں ان نفوس قدسیہ کی عزت و حرمت کو تار تار کر ڈالا ہے چند بے غیرت و بے حمیت ''مسلمانوں'' نے یہ جسارت کی اور پورے عالم اسلام کو اس میں ملوث کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں انہیں فرائض کی نشاندہی اس خط کے ہمراہ مرسلہ کتابچہ میں کی گئی ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ اسے بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اور اپنے حلقہ ارادت اور حلقہ کار میں اسکے خلاف تحریک پیدا کریں۔ نیز اپنے اثر ورسوخ سے حکام بالا اور متعلقہ حضرات کی توجہ اسکے مضمرات کی طرف مبذول کرائیں تاکہ یہ ناپاک عمل شروع ہونے سے پہلے ہی رک جائے۔

میں ممنون ہوں گا اگر آپ اس سلسلہ میں اپنی گران قدر تجاویز اور مساعی سے جلد ہی مطلع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات سے نوازیں۔ والسلام خالد اشرف رکن ادارہ تحریر ہفت روزہ المنبر لائل پور

☆☆☆

ڈاکٹر خالد رضا زکوڑی[1] پیر آف زکوڑی شریف

(اہلیہ کی تعزیت) ۲۶ رجنوری ۲۰۰۴ء

1015 AE.1 DIKHAN 25 45

Mulana SamiulHaq.

Deeply grieved on the sad demise of your wife May Almighty Allah rest her soul in peace and give you courage to bear this irrepable loss. Pir Zakori sharif Dr M. Khalid Raza.

[1] خاندان زکوڑی ڈی آئی خان کے چشم و چراغ وسجادہ نشین صوبائی وزیر اور ممبر بھی رہے۔ پرویز مشرف دور کے علماء ونگ کے انچارج اور ق لیگ سے وابستہ رہے۔ اہلیہ کی وفات پر تعزیتی تار۔

جناب خالد شمس الحسن کراچی[1]

۵/اگست ۱۹۸۴ء (آپریشن کامیاب رہا O آپکی دعائیں تسلی دیتی رہیں)

مکرمی، السلام علیکم! پرسوں واپس آیا۔ خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپریشن کامیاب رہا۔ آپ کی دعائیں ہر مرحلہ پر تسلی دیتی رہیں۔

خادم خالد

☆☆☆

جناب خالد علوی[2] لاہور

(۱)

۲۴/اپریل ۱۹۷۳ء (الحق کیلئے مقالات کی ترسیل)

مدیر محترم، سلام ورحمت! آپکی خدمت میں ایک مضمون ارسال کیا تھا مجھے پتہ نہیں چل سکا کہ آپکو مل گیا ہے کہ نہیں؟ اور آپ شریک اشاعت فرما رہے ہیں کہ نہیں؟ اگر خدانخواستہ وہ اشاعت کے معیار پر پورا نہ اترے تو واپس بھجنے کی زحمت فرمادیں ممنون ہونگا۔

مخلص خالد علوی لیکچرر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی

(۲)

۲۸/مئی ۱۹۷۳ء باسمہ تعالیٰ (الحق کا ہمیشہ مطالعہ کرتا ہوں)

مکرم ومحترم، سلام ورحمت! آپکا گرامی نامہ موضح حالات ہوا۔ میں خود محسوس کرتا ہوں کہ مضمون خاصا طویل ہو گیا ہے اور اسے بالاقساط شائع کرنے میں خاصی دقت پیش آئیگی۔ میں ''الحق'' کا ہمیشہ مطالعہ کرتا ہوں اور انشاء اللہ کسی اور موقع پر آپکو مختصر مقالہ ارسال کرونگا۔ آپ اگر زحمت محسوس نہ فرمائیں تو وہ مقالہ ناچیز کے نام ارسال کردیں ڈاک کے اخراجات میں خود برداشت کرونگا۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس زحمت کو محسوس نہیں فرمائینگے۔ مخلص: خالد علوی شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور

(۳)

مکرمی، سلام ورحمت! آپ سے غائبانہ تعارف تو ہے لیکن شرف ملاقات نہیں۔ تاہم اسی بنیاد پر ایک مضمون[3] ارسال کر رہا ہوں امید ہے کہ آپ اسے شریک اشاعت فرمائینگے۔ میں حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے مختلف گوشوں پر کام کر رہا ہوں۔ یہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے خدا کرے کہ شرف قبولیت نصیب ہو۔ مخلص خالد علوی استاد شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

---

[1] اخلاق وشرافت کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ نیشنل بینک وغیرہ میں اہم ذمہ داریوں پر فائز رہے ان کے والد قائد اعظم کے خصوصی معاونین اور سیکرٹریوں میں سے تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی واجد شمس الحسن پیپلز پارٹی کے سرکردہ رہنماؤں میں سے اور بینظیر کے دور میں برطانیہ میں سفیر رہے۔ کراچی جانے کے موقعہ پر ہمیشہ نہایت اکرام اور محبت سے نوازا۔

[2] معروف مقالہ نگار پنجاب یونیورسٹی کے علاوہ اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد اور دیگر اہم تعلیمی تحقیقی اداروں سے تعلق رہا۔ غالباً اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین بھی رہے۔

[3] حضور اکرم بحیثیت سربراہ خاندان

جناب خالد محمد اسحاق[1]

ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان۔کراچی

(۱)

جولائی ۱۹۷۰ء (اسلام کے معاشی مسائل O تخیس اشیاء)

محترم مولانا سلام مسنون الحق جون میں محمد محترم فہیم عثمانی صاحب کا مضمون پڑھا بہت پسند آیا۔میری مبارکباد ان تک ضرور پہنچا دیجیے گا ان اصولوں کو کس ترتیب و پروگرام کے ماتحت اس دور میں عمل میں لایا جاسکتا ہے۔دراصل ایک بنیادی سوال ہے جسکا ایک جامع اور قابل عمل جواب اس زمانے کی اولین ضرورت ہے قرآن کی ایک آیت کریمہ ''ولا تبخسوا الناس اشیاء ھم'' صاحب موصوف کے مضمون میں زیر بحث نہیں آئی۔دراصل INFLATION سے زیادہ متعلق یہی آیت معلوم ہوتی ہے۔تخیس اشیاء ایک بہت جامع CONCEPT یا تصور ہے کم ناپنا یا تولنا معاملہ میں دوسرے کے مال کی VALUE میں کمی کرنا بھی تو اُسی قسم کا ایک فعل ہے جس سے INFLATION کی بنیاد پڑتی ہے۔بہرکیف مضمون بہت اچھا ہے اور میں آپ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اس کے چھاپنے پر۔

والسلام: (خالد اسحٰق ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان کراچی)

(۲)

۱۴/جنوری ۱۹۸۶ء (شریعت بل اور نویں ترمیمی بل سے متعلق)

My Dear Maulana Samiul Haq,

السلام علیکم[2]

Enclosed is a note on the Shariat Bill introduced by you. I hope it will be prove of some use to you. Another note on the 9th Amendment is also enclosed. With regards,

Yours Sincerely,

Khalid M. Ishaque.

---

[1] ملک کے شہرہ آفاق ماہر قانون ایڈووکیٹ

[2] خط کا تعلق سینٹ میں ہمارے پیش کردہ شریعت بل اور جونیجو دور میں نویں ترمیمی بل سے ہے۔

جسٹس علامہ خالد محمود [1]
شریعت کورٹ پاکستان

(۱)

(الحق کی اشاعت میں دلچسپی)

از انگلینڈ ۱۲/۱۱ جون ۱۹۷۰ء

برادرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم، امید ہے کہ آپ سب حضرات بفضل ایزدی خیر و عافیت سے ہونگے۔ مندرجہ ذیل دو پتوں پر الحق جاری فرمادیں اور دونوں کا مجموعی خرچ مجھے لکھ بھیجیں انشاء اللہ العزیز جلد ارسال خدمت کردونگا۔ تاہم اجراء یہ عریضہ ملتے ہی فرمادیں ایک پتہ پاکستانی آزاد کشمیر کا ہے اور دوسرا برمنگھم انگلستان کا۔ برمنگھم میں اسے بحری ڈاک سے ارسال کریں۔ ۱۔ ماسٹر عطا محمد صاحب موہڑہ کنیال ڈاکخانہ ڈڈیال خورد ضلع و تحصیل میر پور آزاد کشمیر براستہ جہلم۔ ۲۔ چوھدری دیوان علی صاحب

738 Coventary Road,small heath birmingham 10 England.

امید ہے کہ آپ جلد اجراء وصولی چندہ پر موقوف نہ رکھیں گے اور مطمئن ہونگے کہ رقم آپکو جلد پہنچ جائیگی۔ آپ کے جواب کا انتظار شدید رہیگا۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں ہدیہ سلام معروض ہے۔ والسلام احقر خالد محمود

(۲)

(لندن سے بھیجی گئی قراردادیں)

۱۰/ جون ۱۹۷۲ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے کہ آپ اپنے مؤقر اسلامی مجلہ الحق کی قریبی ماہانہ اشاعت میں یہ قراردادیں شائع فرما کر ممنون فرمائیں گے جس شمارہ میں قراردادیں شائع فرمائیں اسکی ایک کاپی جمعیۃ علماء برطانیہ کے جنرل سیکرٹری کے درج ذیل پتہ پر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ والسلام احقر خالد محمود غفرلہ۔ مولانا عبدالرشید ربانی جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء برطانیہ

8, Barber Street Dewsbury Yourkshire England.

---

[1] مشہور محقق، سکالر، خطیب، مسلک دیو بند اور مسلک اہل سنت کے مضبوط ترجمان اور کثیر التصانیف شخصیت، ہفت روزہ دعوت کے مدیر رہے، برطانیہ کے مانچسٹر وغیرہ کے تحقیقی اداروں سے وابستہ رہے۔ جمعیۃ علماء اسلام (س) کے آخر تک موید اور ترجمان رہے اس وقت شریعت کورٹ پاکستان سے وابستگی کے بعد سیاسی، تعلیمی اور سماجی ہر قسم کی سرگرمیوں سے لاتعلق ہوگئے۔ اس طرح یہ آخری منصب علم و تحقیق اور مسلک و مشرب کے لحاظ سے گھاٹے کا سودا بنا اللہ انہیں دوبارہ سرگرم عمل بنادے (امین)

(لاہور کے صوبائی کنونشن میں علامہ خالد محمود کا خطاب)

(سمیع الحق اور جمعیت علماء اسلام کی سیاست اور جدوجہد پر جامع تبصرہ اور آبروئے مسلک حق کا خطاب)

علامہ خالد محمود کی جمعیت سے وابستگی، احقر پر اعتماد اور جمعیت کی دینی سیاسی پالیسیوں پر انکے اس عالمانہ خطاب سے روشنی پڑتی ہے جو لاہور کے صوبائی کنونشن میں کی گئی۔ (رپورٹنگ ترجمان دین۔ جمعیۃ کا آرگن)

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر پروفیسر ڈاکٹر علامہ خالد محمود نے اپنے عالمانہ، فاضلانہ اور مفصل و مدلل خطاب میں ملک کی موجودہ صورتحال متفقہ شریعت بل کے بارہ میں حکمرانوں کے مذموم رویہ، بے دینوں اور بعض سیاستدانوں کے اعتراضات کے جوابات اور بعض اپنے کرم فرماؤں کی ستم ظریفیوں اور جماعتی کام کی پیش رفت کا تفصیلی جائزہ پیش کیا۔

انہوں نے ارشاد فرمایا کہ امتحان ہمیشہ اہلِ حق پر آیا کرتے ہیں۔ جماعتوں اور آفاقی نظام رکھنے والوں میں بعض لوگ مارِ آستین کا کردار بھی ادا کرتے ہیں۔ ہماری جماعتی قیادت کو بعض حاسدین نے کرش کرنا چاہا مگر ناکام رہے، شریعت بل کی حمایت کے باوجود محرکین شریعت بل کو راستے سے ہٹانا چاہا مگر خدا کا فضل و کرم رہا کہ ہماری قیادت مضبوط، جرأتمند، علمی، دینی اور صاحبِ بصیرت قیادت ہے۔ انہوں نے کہا کہ دو تین اشخاص کے ذاتی مفادات پر مبنی فیصلوں کو پوری جماعت پر مسلط کر دینے کی سازشیں ناکام ہو گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جماعتی دستور میں بہر صورت مجلس شوریٰ کو فیصلہ کُن حیثیت حاصل ہے۔ انہوں نے کہا ہماری شوریٰ کے ۴۵/ ارکان میں سے تین ارکان کا فیصلہ وہی تھا جس سے ۴۰/ ارکان کا اتفاق نہیں تھا جبکہ دو ارکان بیرون ملک تھے۔ تو یہ کہاں کا عدل و انصاف یا حق پسندی ہے کہ تین کے فیصلے کو چالیس پر مسلط کر دیا جائے؟

انہوں نے کہا کہ امیر کا احترام و اکرام ہر کارکن کا فرض ہے مگر غیر مشروط اطاعت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور محمد عربی ﷺ کے لیے ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے بہر صورت محمد عربی ﷺ ہی کی اطاعت کو ملحوظ رکھ کر آگے چلنا ہے۔

علامہ خالد محمود نے کہا کہ موجودہ حالات میں اس قدر بھرپور کنونشن کا انعقاد بھی "شریعت بل" کی تحریک کی حمایت اور کامیابی کے لیے غیبی نصرت اور تکوینیات سے ہے۔ انہوں نے فرمایا مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جب مولانا سمیع الحق جماعتی قیادت سنبھالنے کے لیے تیار نہ تھے مگر انہیں مدینے والی سرکار ﷺ کے اشارہ کے حوالے سے اس پر آمادہ کیا گیا، مگر یاد رہے کہ مدینے والی سرکار ﷺ جب کسی کو منتخب کر دے تو خدا اسے پھر تنہا کبھی نہیں چھوڑتا ___ جن حالات میں مولانا سمیع الحق کا انتخاب ہوا تھا اُس وقت کا اہم مسئلہ "شریعت بل" تھا جو قائد محترم کی حکمت و تدبیر اور سیاسی حکمتِ عملی سے آج جب منزل کے قریب پہنچ گیا ہے تو اُنہی ہاتھوں نے جنہوں نے آپ کو بڑھایا تھا۔ آگے لایا تھا، آپ کے پاؤں کھینچنے شروع کر دیئے، یہ نادانی کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے۔

ع یہ نادان جُھک گئے سجدے میں جب وقتِ قیام آیا

علامہ صاحب نے فرمایا اب تک مولانا کا کردار قیادت نمبر ا کا رہا مگر عملاً بعض لوگ انہیں نمبر ۲ میں رکھنا چاہتے تھے حالانکہ مولانا نمبر ا تھے۔ اب خدا نے بھی انہیں نمبر ا بنا دیا ہے۔

انہوں نے کہا اس سے قبل ایم آر ڈی کے نام پر بعض قوتیں جمہوریت کی بحالی یا مارشل لاء سے نجات کے لیے قربانیاں دیتی رہیں اور دلواتی رہیں مگر شرعاً اس مقصد کے لیے جان دینا خودکشی کے مترادف ہے۔ اسلام کے سوا کسی اور مقصد کے لیے جان دینا حرام ہے، کسی جانور کی جان لینا غیر اللہ کے لیے جائز نہیں تو انسان کی جان غیر اللہ کے لیے لینا کیسے جائز ہو گا؟

انہوں نے کہا اگر اسلامی جمہوری اتحاد نہ بنتا تو لوگ مسلم لیگیوں کو کبھی ووٹ نہ دیتے اور اتحاد کی تجویز و تشکیل میں جمعیۃ علماء اسلام قائد جمعیۃ اسلام اور قائد جمعیۃ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا بنیادی حصہ ہے۔

بعض سرکاری حلقے کہتے ہیں کہ ''شریعت بل'' ایک یا دو افراد کا ہے، حالانکہ اس کے حق میں سینٹ کے ۸۷ ارکان نے ووٹ دیا ہے جو ملک کا منتخب نمائندہ ادارہ اور ایوانِ بالا ہے ______ کل صدر پاکستان کا بیان آیا کہ ''شریعت بل کا مسئلہ سڑکوں پر نہیں اسمبلی میں حل ہوگا''۔ میں کہتا ہوں کہ عوام سڑکوں پر آ کر ممبران اسمبلی کا تعاقب کرتے ہیں اور ان پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہیں، جب بات سڑکوں پر آجاتی ہے تو اسمبلی کو ٹوٹنا پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا ماضی قریب کی تاریخ پر نظر دوڑائیے:۔

☆ لادین مغربی جمہوریت کے خلاف سب سے پہلے مولانا سمیع الحق نے آواز اٹھائی تھی، مبارک!

☆ مولانا سمیع الحق نے حکمرانوں کی منافقت اور سیاستدانوں کی لادین سیاست کے خلاف متحدہ شریعت محاذ تشکیل دیا اور دینی قوتوں کی قیادت کی۔ مبارک!

☆ عورت کی حکمرانی کے خلاف سب سے پہلے مولانا سمیع الحق مدظلہ نے آواز بلند کی۔ مبارک!

☆ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پارلیمنٹ میں شریعت بل پیش کیا اور دو ممبر ہونے کے باوجود سینیٹ سے اسے منظور کرایا۔ مبارک!

☆ آئی جے آئی کی تجویز اور پھر تشکیل میں مولانا سمیع الحق صاحب کو اولیت حاصل ہے۔ مبارک!

☆ تحریک نفاذِ شریعت کے داعی مولانا سمیع الحق تھے، محرک اور بانی بھی آپ ہی ہیں۔ مبارک!

☆ جب شریعت بل پیش کیا تنہا تھے، اب ملک کی تمام قابل ذکر دینی وسیاسی جماعتیں ان ہی کے پیش کردہ و پاس شدہ شریعت بل پر متفق ہیں۔ مبارک!

☆ جب قیادت کا فقدان تھا تب مولانا سمیع الحق مدظلہٗ نے جماعت کو زندہ و متحرک اور جاوید بنا دیا۔ مبارک!

☆ خلیج کے مسئلہ پر جب بڑے بڑوں کے پاؤں ڈگمگا گئے تو سب سے پہلے برحق اور موافق شریعت مؤقف مولانا سمیع الحق نے اختیار کیا اور اسی پر ڈٹے رہے۔ مبارک!

☆ جب بعض لوگوں نے مولانا سمیع الحق کے پاؤں کھینچنا چاہے اور انہیں کرش کر کے شریعت بل کی تحریک کو ڈائنا میٹ کرنا چاہا تب خدا نے قیادت میں ثانویت کے بجائے اب اولیت کے انعام سے نوازا۔ مبارک!

☆ پنجاب جمعیۃ کا صوبائی ورکرز کنونشن پورے ملک کا نمائندہ کنونشن بن گیا ہے اور اب کامیابی کی منزل قریب ہے اور انشاء اللہ ملک میں اسلامی انقلاب بھی جمعیۃ اور اس کے قائد مولانا سمیع الحق کے ذریعے آئے گا۔ مبارک!

☆ مولانا سمیع الحق کا سر اپنے تاریخی کردار میں ہمیشہ حقیقی مسجود کے سامنے جھکتا رہا، اسی لیے انہوں نے ساجد (نقوی کی امامت میں سجدہ سے انکار کر کے مسجودِ حقیقی کی رضامندی حاصل کی) اور سر جھکانے سے انکار کر کے جمہور اہل سنت والجماعت کی لاج رکھ لی، مولانا سمیع الحق کے اس عظیم تاریخی کردار پر میں آج کے اس نمائندہ کنونشن (جس میں ملک بھر کے علماء و مشائخ، فضلاء اور دانشور موجود ہیں) کے شرکاء کے صلاح و مشورے اور بعض اکابر اور بزرگوں کے اصرار پر انہیں ''آبروئے مسلکِ حق'' کا خطاب دیتا ہوں۔ (اس پر مجمع عش عش کر اُٹھا اور تمام حاضرین نے ہاتھ ہلا ہلا کر تائید کی اور فضاء نعرے ہائے تکبیر سے گونجتی رہی)۔

☆ آخر میں علامہ خالد محمود نے کہا مجھے اِدھر اُدھر کی بحث کی ضرورت نہیں فقط ایک سوال؟ کہ جب شریعت بل کی منزل قریب آگئی اور ملک میں ایک خوشگوار انقلاب کی فضا بننے لگی تو مولانا سمیع الحق کو سازش کے ذریعے کرش کرنے، ہٹانے اور دھکیلنے کا مقصد کیا تھا؟ کس کا اشارہ تھا؟ کس کی نمائندگی تھی اور کن لوگوں کے مقاصد کی تکمیل تھی؟ تو اِدھر اُدھر کی نہ بات کر یہ بتا کہ قافلہ لٹا ہے کیوں؟

(ترجمان دین جلد ا شمارہ ا ص ۶، ۷، ۸)

خالد محمود خان[1] ایڈیٹر "المصباح" لاہور

۱۶/دسمبر ۱۹۸۳ء (شہید نمبر کیلئے پیغام)

محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید واثق ہے کہ مزاج گرامی بخیریت ہوں گے۔
جمعیت طلبہ عربیہ پاکستان ملک گیر تنظیم کی حیثیت سے ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ واریت اور انتشار کو ختم کر کے امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کی کوششوں کے ساتھ ساتھ مجاہدین افغانستان کیساتھ جہاد میں شانہ بشانہ مصروف عمل ہے، اور اس دوران اپنے کئی کارکنوں کے خون کا نذرانہ پیش کر چکی ہے حال ہی میں ایک کارکن محترم عبدالمتین غیرت ننگرھار کی پہاڑیوں میں روسیوں سے لڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں جام شہادت نوش کر گئے ناظم جمعیت نے اپنے سہ ماہی مجلہ کو اس مرتبہ "شہید نمبر" بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ طلبائے علوم نبوت میں تعلیمی مصروفیت کے ساتھ ساتھ عملی جہاد اور شہادت کی اہمیت اور شوق پیدا فرمانے کیلئے ایک پیغام دیں تا کہ اسے "شہید نمبر" کی زینت بنایا جا سکے امید کیجاتی ہے کہ اپنے مربیانہ ومشفقانہ پیغام سے طلبہ میں ایک نیا ولولہ اور جذبہ پیدا فرمانے کیلئے ضرور کوشش فرمائیں گے اور ممنون فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین،

والسلام پیغام کا منتظر خالد محمود خان

مرتب مجلہ المصباح اے ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور



محمد خالد مسعود[2]

چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

۲۰ نومبر ۲۰۰۸ء (اجتہاد پر خصوصی شمارہ)

محترم جناب سینیٹر مولانا محمد سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ آپکا ارسال کردہ خط مورخہ ۱۶ نومبر ۲۰۰۸ء موصول ہوا۔ جو کہ آپ نے کونسل کے شائع کردہ رسالہ اجتہاد کی وصولی کے لیے ارسال کیا ہے۔ آپ نے کونسل کے شمارہ اجتہاد سے متعلق جن کلمات کا اظہار فرمایا ہے میں اسکے لیے تہہ دل سے آپکا ممنون ہوں۔ اگر آپکے پاس بھی اجتہاد سے متعلق تجاویز ہوں تو ارسال فرمائیں۔ آپ نے مجھ سے کونسل کے سیکرٹری جناب ریاض الرحمٰن صاحب اور دوسرے رفقاء سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی ہے آپ جس وقت چاہیں فون کر کے تشریف لائیں۔ آپکی تشریف آوری ہمارے لیے اعزاز کا باعث ہوگی۔ والسلام محمد خالد مسعود

---

[1] جمعیۃ طلبہ عربیہ پاکستان (جماعت اسلامی) کے رہنما اور مجلہ المصباح لاہور کے مرتب

[2] پرویز مشرف کے دور سے اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین۔

ڈاکٹر خالد وحید فیروز سنز، لاہور

(۱)

۱۲/نومبر ۱۹۷۱ء (ایک کتاب پر تبصرہ کی فرمائش)

The Editor, "Alhaq" Akora Khattak.

Dear Sir, With the compliments of the author and ourselves we have the pleasure of sending you a copy of S. Yaqub Shah's "West's Tribute to Islam". We hope you will find it interesting and thought-provoking reading. The author and ourselves would look forward to your favouring us with a review on the book. We still await review on book"Islamic Jurisprudence"sent to you on August 16, 1971, under registered packet. In the absence of acknowledgement of this book and in case no review of earlier book is reveived, we would consider that you are not interested in receiving new publications from us.

Yours faithfully, for Ferozsons Limited.

Manager.

(۲)

(کتاب وائنڈز آف چینج)

Dear Mulana Sami ul Haq, I am taking the liberty of sending you, with my compliments, a copy of my book "THE WINDS OF CHANGE". which is now, somewhat belatedly under release. I know that despite your very heavy commitments and pre-occupations, you do take considerable interest in National problems and in intellectual efforts towards solving them. I do hope that you might find some time to read this book and find it interesting. I will be further deeply indebted if you could find it possible to write me any comments or criticism you may have, which could guide further thinking in some of these directions.

Yours sincerely, (Khalid Waheed) With best regards,

خان غازی۔ دہلی

(۱)

(ہندوستان کی عارضی آزاد حکومت، علی گوہر خان آف اگرور)

حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمان صاحب عثمانی کے ہاں الحق کے اگست ۱۹۷۷ء کے شمارے کے نیاز حاصل ہوئے تو بہت سے پرانے دوستوں کی یادیں تازہ ہوئیں حاجی محمد امین مجاہد ترنگ زئی کے مضمون کو پڑھ کر ارباب عبدالغفور سے تصور میں ملاقات ہوئی خدا جانے اب وہ زندہ ہیں یا ''خدا گنج'' کو سدھار گئے ہیں حکیم عبدالسلام آف ہری پور ہزارہ کے مضمون ''کابل کی مشکبار فضاؤں میں'' کو بھی مشتاق کی نگاہوں سے مطالعہ کیا اس میں مولانا ظفر علی خان کا شعر کتابت کی غلطی ہے۔ درست اور صحیح درج نہیں ہے صحیح یوں ہے

پاس خیبر بھی ہے اور اس میں علی مسجد بھی دور کیوں جاتے ہو مرحب سے یہیں بات کرو

الحق میں مرحب کو مہر حب لکھا گیا ہے جو میرے خیال میں صحیح نہیں اسی طرح ایک جگہ کابل کو قابل لکھا گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پروف کو توجہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ مولانا حکیم عبدالسلام صاحب کے مضمون میں ہی ۱۹۱۴ء میں جو ہندوستان کی عارضی آزاد حکومت قائم ہوئی تھی، اسکا ذکر اس انداز کیساتھ کیا گیا کہ گویا یہ حکومت مولانا عبیداللہ سندھی نے قائم کی تھی حالانکہ یہ درست نہیں۔ ۱۹۱۴ء میں براستہ ہرات مولانا برکت اللہ بھوپالی اور مہاراجہ مہندر پرتاپ ترک مشاہیر کولیکر افغانستان میں وارد ہوئے تھے اورانہوں نے ہی افغانستان میں سردار نصر اللہ خان کے مشورہ سے آزاد ہندوستان کی عارضی حکومت قائم کی تھی جس کے صدر مہاراجہ مہندر پرتاپ جو ابھی تک بقید حیات ہیں صدر اعظم مقرر ہوئے تھے اور مولانا برکت اللہ صاحب وزیر خارجہ، اور جب کچھ عرصہ کے بعد مولانا عبیداللہ سندھی پہنچے تو انہیں وزارت داخلہ کا منصب پیش کر دیا گیا تھا یہ بات تاریخی ہے اسلئے تحریر ہے تاکہ آئندہ لکھنے والے اس سے غلط طور پر استفادہ نہ حاصل کر سکیں۔

الحق میں برادران ہزارہ کیلئے یہ شائع فرما کر شکر گزار کیجئے کہ وہ علی گوہر خان آف اگرور کے متعلق جو حالات الحق میں شائع کرا دیں میرے پاس علی گوہر خان کا ایک پشتو اور اردو کا دیوان پڑا ہوا تھا جو ۱۹۴۷ء میں لاہور میں ضائع ہو گیا ہے خان علی گوہر خان آف اگرور ایک مجاہد شخصیت تھے اور مدت تک انگریزوں نے انہیں حسن ابدال (پنجہ صاحب) میں نظر بند رکھا تھا پشتو اور اردو کے اچھے شاعر تھے اگر انکے پشتو اور اردو شاعری کے نمونے اور انکے مجاہدانہ حالات الحق کے ذریعے دنیا کے سامنے آجائیں تو یہ ایک بہت ہی اچھی بات اور خدمت ہوگی۔

تمام برادران سرحد کو سلام مسنون عرض کر دیں۔ مفتی عتیق الرحمان صاحب عثمانی اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی بھی سلام مسنون کہتے ہیں۔

ہاں، مولانا عبدالقیوم پوپلزئی، مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی اور لطف اللہ آف جہانگیرہ۔ کس حال میں ہیں، بہت یاد آتے ہیں۔

مخلص قدیم خان غازی کابلی احراری کوچہ رحمان دہلی نمبر ۶

(۲)

۱۳ اپریل ۱۹۷۸ء (بھٹو کے بارے میں عدالتی فیصلہ)

مکرم ومحترم مولانا سمیع الحق صاحب حقانی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ''الحق'' کا تازہ شمارہ نمبر ۶ بصیرت افروز ہوا۔ یادآوری اور محبت کا تہہ دل سے بہت بہت شکریہ! ''نقش آغاز'' اور تمام مضامین کا شوق کی نگاہوں سے مطالعہ کیا اور انکے ''جواہر پاروں'' کو آویزۂ گوش بنایا۔ ''حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ'' کے غیر مطبوعہ خطوط ''بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف صاحب آف ترناب تحصیل چارسدہ'' سے بھی دیدہ ودل کو روشن اور دماغ کو معطر کیا بزرگان دین ودنیا کے ایسے ایمان افروز خطوط کا سلسلہ اگر ممکن ہو تو مستقل عنوان کے تحت ''الحق'' کے صفحات پر جاری ہونا ضروری ہے۔

''نقش آغاز'' میں لاہور ہائیکورٹ کے فیصلہ پر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا گیا ہے وہ اردو کے اس مشہور محاورے ''مرے کو مارے شاہ مدار'' کے مصداق ہے اگر ایک خوگر حمد'' کی الحق مُر'' پر مبنی باتیں سننے اور چھاپنے کی قوت ہو تو غازی عرض پرداز ہیں۔

بھٹو کے بارہ میں عدالتی فیصلہ سے قادیانی خوش ہوں گے: کہ اس فیصلے پر احمدیوں (قادیانیوں) کے سوا کسی کے دل کو ٹھنڈک نہیں پہنچ سکتی اور اسے یہ قادیانی لوگ یقیناً لوگوں کو گمراہ اور ''صراط المستقیم'' سے ہٹانے کیلئے احمدیت (قادیانیت) کے صداقت کے نشان کے طور پر بھی پیش کریں گے۔ احمدیوں (قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ ''احرار'' نے ۱۹۳۲ء میں کیا تھا اور اسے عمل کا جامہ ''بھٹو سرکار'' نے پہنایا تھا اور غازی کو یقین ہے کہ ''عرصہ محشر'' میں جب ''داور محشر'' کے سامنے ''بھٹو کا مقدمہ'' پیش ہو گا تو شافع محشر حضرت سردار الانبیاء خاتم النبیین ﷺ بھٹو کی شفاعت فرمائیں گے اور سیاسی غنڈوں کی اس وقت کچھ نہ چلے گی۔ ویسے بھی جب محشر میں اعمال کو تولا جائے گا تو بھٹو کی تمام برائیوں پر انکا یہ ایک عمل بھاری ثابت ہو گا کہ اس نے ختم نبوت کے دشمنوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تھا۔ پھانسی کی سزا سنانے کے بعد باطل کے پرستار دو کیمپوں میں تقسیم ہو گئے ہیں ایک کیمپ بھٹو کو پھانسی دینے پر مصر ہے اور دوسرا جان بخشی کا مطالبہ کر رہا ہے ؎

یہ مشورے ہوتے ہیں بہم اہل ہوس میں ۔۔۔ بھٹو کو ملے دار کہ ہو بند قفس میں
جاں لینا ہو یا دینا یہ ہے کام خدا کا ۔۔۔ یہ کام تو انسان کے ہرگز نہیں بس میں

بہرحال اب صورت حال یہ ہے کہ ؎

ملک الموت کو ضد ہے کہ میں جاں لے کے ٹلوں ۔۔۔ سر بسجدہ ہے مسیحا کہ میری بات رہے

ایک مشرقی پاکستان تو ہاتھ سے گیا وہ ''بنگلہ دیش'' بن گیا اب دوسرا مغربی باقی ہے اب دیکھئے کہ اس کا کیا بنتا ہے خدا برادران پاکستان اور مسلمانوں پر رحم کرے۔

تقسیم ہند سے جان یا ایمان کا خطرہ: تقسیم وطن ہو جانے پر حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا تھا کہ ''یہاں (پاکستان میں) جان کا خطرہ ہے اور وہاں (ہندوستان) میں ایمان کا خطرہ ہے اور میں نے پاکستان آکر جان کو خطرے میں ڈال کر اپنے ایمان کو بچالیا ہے''۔

لیاقت، ڈاکٹر خان صاحب، حیات محمد خان شیر پاؤ، عبدالصمد خان اچکزئی، کے قاتلوں کے بعد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہؒ بخاری کے مندرجہ بالا ارشاد پر تبصرہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

مفتی محمود کے بارہ میں سیاسی جھوٹ: بمبئی کے ''بلٹز'' میں شائع ہوا کہ ''جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ ۷۲ سالہ مفتی محمود نے پچھلے دنوں ایک ۲۳ سالہ لڑکی سے شادی کی ہے'' میرے خیال میں یہ بھی ایک سیاسی جھوٹ ہے علماء کا خدمت دین سے غافل ہو کر سیاسیات کے پرخار میدان میں آنا کچھ اچھی بات نہیں ہے۔ بہرحال اس پر الحق ہی صحیح صورت حال پیش کر سکتا ہے حضرت مولانا عبداللہ بہلوی کے متعلق

جو مضمون مولانا محمد عمر آف خانگڑھ کا شائع ہوا ہے۔

مولانا عبدالحق دامانی: اس میں ڈیرہ اسماعیل خان کے مولانا امیر محمد دامانی کا تذکرہ ہے یہ بزرگ کب فوت ہوئے تھے یہ دریافت کرنے کی اسلئے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ ایک بزرگ مولانا دامانی جو ڈیرہ اسماعیل خان کے ہیں اب تک دیوبند میں زندہ وسلامت موجود ہیں جو حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کے عشاق میں نمایاں مقام رکھتے ہیں اوران کے ہی گھر میں مدت دراز سے مقیم ہیں حضرت قبلہ مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی خدمت میں میرا عقیدتمندانہ سلام عرض کردیں۔ میری ایک آنکھ کی روشنی بالکل ختم ہو چکی ہے دوسری میں گذارے لائق روشنی ہے چلنے پھرنے سے تقریباً بالکل معذور ہوں مگر اس کے باوجود سرگرم ہوں اسلئے کہ پاس کوئی ایسا عزیز نہیں ہے جو میری خدمت کرے اور مجھے ریٹائرزندگی بسر کرنے کی اجازت دے حاضر الوقت دوستوں کو سلام مسنون۔۔مولانا عبدالقیوم پوپلزئی برادر مفتی سرحد عبدالرحیمؒ زندہ ہیں اگر زندہ ہیں تو کس حال میں ہیں؟ آپکا خان غازی کابلی احراری کوچہ رحمان دہلی نمبر ۶

(۳)

(مظہر علی اظہر اور جناح سے ملاقات اور احراریت پر استقامت عطاءاللہ شاہ بخاری کا ذکر)

''الحق'' ارمئی کے شمارے میں مولانا عبداللہ صاحب خطیب جامع مسجد حاصل پور ضلع بہاولپور کا مضمون ''امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور تحریک پاکستان'' شوق کی نگاہوں سے بار بار پڑھا اور دیدۂ دل کو روشن کیا ''ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے'' کا لطف اٹھایا اس سلسلے میں عرض ہے کہ مجلس احرار کے قلندر قسم کے بیباک رہنماوں نے کبھی بھی مسٹر جناح سے ملنے کی خواہش وکوشش نہیں کی تھی۔ مضمون میں سید بخاری کی جن تقریروں کے حوالے دئے گئے ہیں اور ان میں جو کچھ ارشاد فرمایایا گیا ہے ان میں بہت سی باتیں زیب داستان کے طور پر ہیں تقسیم وطن سے قبل غالباً ۱۹۳۶ء میں لاہور کے فلیٹی ہوٹل میں مولانا مظہر علی اظہر کی میری موجودگی میں مسٹر جناح سے ایک ملاقات ہوئی تھی ان کی خواہش ودعوت پر۔ اس ملاقات میں مسٹر جناح نے مولانا مظہر علی اظہر سے فرمایا تھا کہ ''مجھے پنجاب میں صرف آپکی ضرورت ہے اور کسی کی نہیں'' اس پر مولانا مظہر علی اظہر نے جواب دیا تھا کہ ''میں اپنے احرار ساتھیوں کو کسی حالت میں بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہوں'' اس پر مایوس ہو کر مسٹر جناح نے مسٹر برکت علی اور دوسرے لوگوں کو اپنا ساتھی بنایا یہ ملاقات ۱۹۳۶ء کے آئین کے تحت جو انتخابات ہونے والے تھے جس کیلئے مسلم لیگ اور دوسری ترقی پسند جماعتوں نے ''مسلم یونٹی پارلیمنٹری بورڈ'' کے نمائندوں نے حمایت کی تھی۔ اور مولانا مظہر علی اظہر، خان غازی کابلی، غازی متے خان لکھنوی، سید علی ظہیر، چوھدری خلیق الزمان مولانا عزیز احمد خان آف بریلی اور خان بہادر مقصود علی خان آف کیلاش پور ضلع سہارنپور کیلئے دورے کئے اور انکی حمایت میں تقریریں کی تھیں۔

قائداعظم اور کافراعظم والی کہانی: لیکن تقسیم وطن اور قیام پاکستان کے بعد جب ۱۹۵۳ء میں ''تحفظ ختم نبوت'' کی تحریک شروع ہوئی تو مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضرت امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری سے جسٹس منیر نے برسرعدالت دریافت کیا تھا کہ کیا آپ نے ''قائداعظم'' کو ''کافراعظم'' کہا تھا تو سید بخاری نے جواب میں فرمایا کہ مولانا مظہر علی اظہر نے کہا تھا اس پر مولانا مظہر علی اظہر کو بطور گواہ طلب کیا گیا تھا اور مولانا نے جرأت کیساتھ حق گوئی اور بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ ہاں میں نے کہا تھا اور ایک لاکھ کے اجتماع میں کہا تھا ؎

اک کافرہ عورت کیلئے دین کو چھوڑا یہ قائداعظم ہے کہ ہے کافراعظم

اس پر جسٹس منیر نے کہا کہ مولانا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کہ بانی پاکستان کو ''کافراعظم'' کہنا تو قتل کو دعوت دینا ہے مولانا مظہر علی اظہر نے جواب دیا کہ میں نے ۱۹۵۶ء میں دہلی دروازہ لاہور کے ایک لاکھ کے اجتماع میں مندرجہ بالا شعر پڑھا تھا تو اس وقت بھی بعض لوگوں نے یہی بات کہی تھی جو آپ کہہ رہے ہیں میں نے اسوقت جواب میں جو کہا تھا وہ آج بھی کہتا ہوں کہ ''قتل کرنے والے ہاتھوں سے بچانے والے ہاتھ زیادہ مضبوط ہیں۔'' جسٹس منیر کی رپورٹ میں شاید اسکا ذکر اشارۃً یا کسی رنگ میں ہو۔

احرار کو اپنی شکست کا اعتراف: یہ سچ اور صحیح ہے کہ قیام پاکستان کے بعد احرار نے نہایت حوصلہ کیساتھ اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے "پاکستان" کو ایک حقیقت تسلیم کرلیا تھا اور بعض تیسرے درجے کے "پنساری" اور "ٹین گروٹین ساز" قسم کے احراریوں نے لیگیوں اور پرانے سامراجی مشینوں کے پرزوں کیساتھ تعلقات بھی استوار کر لئے تھے لیکن پاکستان کو تسلیم کرنے کے باوجود سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کبھی لیگی قیادت کو تسلیم نہیں کیا اور مرتے دم تک بلبل ریاض رسول بن کر چہکتے رہے اور قرآن سے عشق فرماتے رہے اور مولانا مظہر علی اظہر نے راقم (خان غازی کابلی) سے کہا تھا کہ ہمارا مقصد انگریز کو نکالنا تھا جو نکل گیا اور اب جو سیاست ہوگی وہ ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے اور "کتے خصی" کرنے کے سوا کچھ نہ ہوگی۔ اسلئے میں اب وکالت کروں گا اور سیاست وہ لوگ کریں جن کا پیشہ ہی سیاست ہے اور اقتداروں کی تاروں پر رقص کرنا جانتے ہوں میرا مزاج تو اس کے برعکس کچھ اور ہی ہے۔

عشق و آزادی ہی پیشہ ہے ہمارا مظہرؔ ہم کو سرکاروں سے مطلب ہے نہ درباروں سے

مندرجہ بالا شعر اختر شیرانی کا ہے اور مقطع میں "اختر" کی جگہ "مظہر" کو میں نے فٹ کیا ہے جسکے لئے اخترؔ کی روح سے معذرت خواہوں۔

خان عبدالقیوم خان کی صدارت کا قصہ: مولانا عبداللہ صاحب حاصل پوری نے اپنے مضمون میں جس جلسہ اور نوجوان یونس کا ذکر کیا ہے وہ جلسہ موچی دروازے میں نہیں بلکہ بیرون دہلی دروازہ متصل درگاہ شاہ محمد غوث لاہور میں ہوا تھا۔ اور یہ جن حریت طلب مسلم طلباء کی انجمن کی طرف سے بلوایا گیا تھا اسکے صدر صوفی اللہ داد خاں نیازی آف عیسیٰ خیل کے بھتیجے امان اللہ خان نیازی تھے اس انجمن کی صدارت انہوں نے میری وجہ سے قبول کی تھی اس انجمن کے دوسرے کارکنوں میں مولانا مظہر علی اظہر کے بڑے صاحبزادے جناب قیصر مصطفیٰ چوہدری، فیض اللہ خان آف قلعہ گوجر سنگھ لاہور وغیرہ تھے مسٹر یونس کی حیثیت اس زمانے میں ایک ایسی گمشدہ گائے کی سی تھی جو ہر دکان پر منہ مارتی ہے اور ڈنڈے کھاتی ہے اسکے علاوہ ہر نوجوان کا تعلق مسلم طلبا کی اس انجمن سے بھی تھا جس کے سرکردہ اراکین مولانا عبدالستار نیازی، ڈاکٹر عبدالسلام (خلف مولانا عبدالمجید سالک) اور حمید نظامی وغیرہ ہوا کرتے تھے جلسہ یا کانفرنس کی صدارت کیلئے میری ہی تجویز پر خان عبدالقیوم خاں کی صدارت کا فیصلہ ہوا تھا اور میں امان اللہ خان نیازی کو لے کر پشاور گیا تھا اور ہم نے پشاور میں مولانا عبدالقیوم پوپلزئی کے ہاں قیام کیا تھا اس زمانے میں خان عبدالقیوم خان مرکزی آئین اسمبلی میں کانگرس کے ڈپٹی لیڈر ہوا کرتے تھے اس جلسہ میں حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر پاکستان یا مسلم لیگ سے ہرگز متعلق نہ تھی بلکہ ایک نوجوان کے خلاف تھی اور اس میں حضرت شاہ صاحب نے تمام غصہ چوہدری افضل حق اور میرے خلاف اتارا تھا اور فرمایا تھا کہ میں بدزبانوں کو مجلس احرار میں برداشت نہیں کرسکتا جو کل احرار کو گالیاں دے کر قادیانیوں اور احرار کے دشمنوں کو خوش کرتے تھے اور آج مجلس احرار میں آکر مولانا ظفر علی خان کو گالیاں دیکر احرار کو خوش کرنے کی نامسعود اور مذموم حرکتیں کرتے ہیں۔ یہ نوجوان میری محبت کے صدقے میں نیلی پوشوں سے کٹ کر تازہ بتازہ "رونق ہنگامہ واحرار" ہوئے تھے اور میں اسے اپنا بڑا کارنامہ تصور کرتا تھا مختصر یہ کہ کچھ دنوں کے بعد سید بخاری کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو اسے میری اور چودھری افضل حق کی سفارش پر شاہ صاحب نے اس شرط کیساتھ معاف کردیا تھا کہ وہ آئندہ بدزبانی اور دشنام طرازی سے کام نہیں لیا کریں گے اور آخر کار یہ نوجوان تقسیم وطن کے بعد احرار سے کٹ کر پاکستان کے مشہور صحافی بن گئے اور اب مرحوم ہو چکے ہیں۔ مسٹر یونس کے جس مضمون کا کٹنگ مولانا عبداللہ نے اپنے مضمون میں پیش کیا ہے وہ تقریر حضرت شاہ صاحب کی نہیں ہے بلکہ مسٹر یونس کے اپنے ذہن کی پیداوار ہے اگر آج حضرت شاہ صاحب بقید حیات ہوتے تو اسکی ضرور تردید کرتے۔

علامہ سید انور شاہ مظفر آبادی یا افغانی: کشمیر خاص میں ایک خطے کا نام "وادی لولاب" ہے اور اسکے پہلو میں دوسرا خطہ جس میں زیادہ پشتو بولنے والے پختون آباد ہیں اس کا نام وادی نیلم یا وادی نیلاب ہے جس کا بڑا شہر مظفر آباد ہے جو اب آزاد کشمیر کا صدر مقام

ہے اس خطے میں عرصہ دراز سے حضرت ''مسعود بابا'' کے خاندان کی ایک شاخ آباد ہے جن کے ناموں کیساتھ مسعودی لکھا جاتا ہے جس کے ایک روشن چراغ حضرت مولانا سید انور شاہ مسعودی ہیں اور دوسرے مولانا سید محمد سعید مسعودی ہیں جو آج بھی بقید حیات ہیں اور گاندھ بل میں سکونت رکھتے ہیں۔ مولانا سید انور شاہ کی ولادت موضع ''لوات'' ضلع مظفر آباد وادی نیلم میں ہوئی ہے اور ابتدائی تعلیم انہوں نے کاکول ضلع ہزارہ میں پختون عالم مولانا فضل الدین سے حاصل کی تھی دیوبند کے دارالعلوم کے داخلے کے رجسٹر میں انکے نام کیساتھ مظفر آبادی کی نسبت درج موجود ہے انکی صاحبزادی کی شادی بھی بجنور کے ایک پٹھان خاندان کے مولوی احمد رضا خان سے ہوئی ہے ان حقائق کی موجودگی میں حیرت کی بات ہے کہ مولانا سید انور شاہ کے نام کیساتھ کشمیری کی نسبت کب اور کیسے ہوئی؟ یہ کہنا کہ ان کے بزرگ ''وادی لولاب'' کشمیر کے تھے اسلئے علامہ سید انور کشمیری'' ہیں یہ باتیں کافی نہیں؟

<u>مولانا سعید مسعودی اور مولانا احمد علی لاہوری:</u> ''وادی نیلم'' یا ''وادی نیلاب'' کے مسعودیوں میں مولانا سید انور شاہ مسعودی مظفر آبادی کے علاوہ ایک اور مشہور قومی شخصیت مولانا سعید محمد سید مسعودی کی ہے جو ہندوستان کی پہلی پارلیمنٹ کے ممبر رہ چکے ہیں اور ان دنوں گاندھ بل کشمیر ہی میں سکونت رکھتے ہیں اور اس وقت کشمیر میں جنتا پارٹی نے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے بارے میں ذیل کا بیان عنایت فرمایا ہے۔ ۷۸۲

بزرگ محترم اور مجاہد آزادی خان غازی کابلی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ا۔ ''۱۹۲۰ء میں جب لاہور میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آیا تو ان دنوں عربی کی تعلیم کیلئے لاہور میں ''دارالعلوم نعمانیہ'' کے نام سے ایک مشہور مدرسہ تھا جس میں داخلہ تو لے لیا لیکن تجربہ کے بعد احساس ہوا کہ ہم ایک ذہنی قید خانہ میں پھنس گئے ہیں مدرسہ کے چند ایک بزرگ منتظم تھے جو شدید قسم کی بریلویت کا شکار تھے۔ ان دنوں دارالعلوم نعمانیہ میں صدر مدرس مولانا غلام مرشد صاحب تھے اور مدرس دوم مولانا شاہ رسول صاحب ہزاروی تھے۔ ۱۹۲۳ء تک تنگ نظری کے ماحول میں جوں توں کر کے وقت کاٹا اسکے بعد نعمانیہ سے اورینٹل کالج میں داخلہ لے لیا جس میں مولانا نجم الدین صاحب سینئر پروفیسر تھے جو حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے شاگردوں میں سے تھے اور پھر سید طلحہ ٹونکی تھے جنہوں نے مولانا سید انور شاہ کشمیری سے فیض حاصل کیا تھا۔ ادب کے استاد مولانا عبدالعزیز میمن راج کوٹی تھے جن کی وسیع المشربی مسلمات میں سے تھی یہاں ذہنی آزادی کی جو فضا میسر ہوئی تو متذکرہ بالا بزرگوں سے شیرانوالہ کا رخ کرنے لگے جہاں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے درس قرآن اور خطابات جمعہ سے فائدہ اٹھایا اور یہ سلسلہ ۱۹۴۵ء تک جاری رہا چونکہ ۱۹۲۴ء میں اورینٹل کالج سے فراغت حاصل کر لی تھی اسلئے ۱۹۶۴ء اور ۱۹۶۵ء تک میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے بنا کردہ مدرسہ قاسم العلوم میں فیض حاصل کرنے کے کچھ زیادہ ہی مواقع ملے ان دنوں اس مدرسہ میں ایک دیوبندی فاضل مولانا شمس الحق افغانی حدیث کا درس دیتے تھے اور سنن ابن ماجہ پڑھاتے تھے مولانا احمد علی لاہوری کے درس قرآن سے جو وقت بچ جاتا تھا وہ مولانا شمس الحق صاحب افغانی سے فیض حاصل کرنے میں صرف ہو جایا کرتا تھا لاہور کے اس زمانے پر پچاس سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے مفصل اور جزوی واقعات کی یادیں ذہن سے اتر گئی ہیں اتنا ہی یاد پڑتا ہے کہ مولانا احمد علی لاہوریؒ کے درس قرآن کی وجہ سے شہر کے مختلف طبقات میں قرآن پاک کی اہمیت کا ایک احساس پیدا ہو گیا تھا جو اس سے پہلے نایاب تھا مولانا کا درس قرآن عربی دانوں اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں اور بقدر ذوق ہر طبقے میں مقبول تھا۔ اور مولانا احمد علی کی کوششوں کا یہ تاثر پیدا ہوا کہ مولانا غلام مرشد صاحب نے مسجد اندرون بھاٹی دروازہ لاہور میں اور مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب نے مسجد وزیر خان میں اور اسطرح کئی دوسرے علماء جو مختلف الخیال مدارس سے تعلق رکھتے، اپنے یہاں مسجدوں میں درس قرآن دینے لگے، درس قرآن کا یہ رواج لاہور کی

خصوصیات بن کر رہ گیا تھا لیکن اسکا سہرا ہر مکتب خیال کے لوگوں نے مولانا احمد علی صاحب لاہوری کے سر ہی باندھا تھا۔ فرمودہ:
محمد سعید مسعودی گاندربل کشمیر، بقلم اسد رضا خان نواسہ علامہ انور شاہ کشمیری، ۱۶ مئی بمقام ۳۰سی اردن روڈ دہلی
اسد رضا خان علامہ انور شاہ مظفر آبادی عرف علامہ کشمیری کے نواسہ ہیں اور مولانا احمد رضا خان بجنوری کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔

مولانا لاہوریؒ کا درس قرآن: چوہدری محمد شفیع بی اے میر پور سابق ممبر بھارت پارلیمنٹ میرے خط کے جواب میں لکھتے ہیں:
''خان والاشان'' میں آپکا شکر گزار ہوں کہ آپ نے حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے سلسلے میں مجھے یاد فرمایا ہے جواب میں مختصر طور پر عرض ہے کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا درس قرآن نہایت ہی بصیرت افروز ہوا کرتا تھا اور علاوہ ترجمہ کے جب وہ کسی آیت کی تفسیر کیا کرتے تھے تو نہایت ہی ایمان افروز نکات بیان کیا کرتے تھے اور دین و دنیا دونوں کے مسائل ایسے دل آویز پیرائے میں بیان کرتے کہ سننے والے عش عش کرتے تھے میں نے ان کے درس قرآن کے محافظوں اور عقیدت مندوں دونوں کو دیکھا ہے سب کو یہ کہتے سنا ہے کہ مولانا احمد علی لاہوری کا درس قرآن گمراہوں کو صراط مستقیم دکھاتا ہے اور اہل ایمان کی ترقی کا باعث ہوا کرتا ہے میں نے آزادی اور مذہب کا عشق ان کے درس قرآن سے حاصل کیا ہے۔ خدا جانے ان کے بعد ان کے پیروکاروں اور شاگردوں نے یہ سلسلہ جاری رکھا ہے یا اب انکی وفات کے ساتھ ختم ہو گیا ہے اگر ختم ہو گیا تو یہ بے حد افسوس اور شرم کی بات ہے میں جب کبھی میر پور سے لاہور بزرگان احرار سے ملنے جایا کرتا تھا تو شیرانوالہ دروازہ میں جا کر حضرت مولانا احمد علی صاحب کے درس میں ضرور شریک ہوا کرتا تھا اور میں نے بچشم خود ان کے درس قرآن میں ہر دیار اور شہر کے تشنگان علم دین کو بیٹھے دیکھا ہے۔ آپکا محمد شفیع، جامع مسجد پارلیمنٹ نئی دہلی، ۱۹ رمئی ۱۹۷۸ء

آخر میں عرض ہے کہ حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالحق صاحب قبلہ سے ملاقات ہو تو میرے لئے دعا کی درخواست کیجئے اور سمیع الحق صاحب حقانی سے بھی کہئے کہ وہ میری گستاخیوں کی پرواہ نہ کریں بلکہ اپنی محبت کا خیال کر کے میرے لئے دعا کریں اسی طرح اگر ممکن ہو تو بوا پسی حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا لطف اللہ صاحب آف جہانگیرہ، مولانا عبدالقیوم پوپلزئی، مولانا عبدالحئی صاحب آف توروڈھیر کے حالات سے مطلع فرمایئے اور لکھئے کہ کس حال میں ہیں یاران وطن
سب دوست بہت یاد آتے ہیں زیادہ حد آداب

(۴)

(علامہ انور شاہؒ خاندان اور قومیت مولانا انظر شاہ کشمیری سے مناقشہ)

مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب فاضل حقانی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحق کے شمارۂ رمضان المبارک میں غازیؔ نے ''جگ بیتی اور آپ بیتی'' کے عنوان کے تحت ''علامہ سید انور شاہ'' کے بارے میں جو انکشافات اور سوالات کئے تھے انہیں پڑھ کر صاحبزادہ انظر شاہ صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند نے اکتوبر ۱۹۷۸ء کے الحق میں انہیں ''اکاذیب واغلوطات کا مجموعہ'' بتا کر غازی کے خلاف دل کی بھڑاس نکالی ہے اور علامہ سید انور شاہؒ اور مولانا سید احمد رضا بجنوری کو افغان لکھا تھا اس کے تحت تو دیوبند اور دارالعلوم دیوبند بھی افغانی ہیں دیوبند میں افغان بادشاہ سکندر لودھی کی تاریخی مسجد اور دارالعلوم دیوبند میں افغان بادشاہ محمد ظاہر شاہ کا باب الظاہر غازی کے خیال اور نظریئے کی تائید کیلئے موجود ہیں۔ صاحبزادہ سید انظر شاہ نے خود بھی اپنے مکتوب میں یہ تسلیم کیا ہے کہ ان کے دادا سید معظم شاہ صاحب مظفر آبادی (وادئ نیلاب) سے متعلق ہو کر موضع ''ورنو'' (وادئ لولاب) میں آئے تھے اس سلسلے میں یہ بھی معلوم ہو کہ جب غازی ۱۹ رنومبر ۱۹۷۸ء کو بزرگان

دارالعلوم دیوبند کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے گئے تھے تو مولانا سید انور شاہ مظفر آبادی کے مزار پر بھی حاضری دیکر فاتحہ پڑھا اور غازی نے دیکھا کہ حضرت کے لوح مزار پر کشمیری کی نسبت ندارد تھی اسی طرح الرشید ساہیوال کے نومبر ۱۹۷۸ء کے شمارے میں جو مضمون حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمان عثمانی کا مولانا شبیر احمد عثمانی پر شائع ہوا ہے اس میں جہاں جہاں علامہ سید انور شاہؒ کا ذکر جمیل آیا ہے صرف محمد انور شاہ کے نام سے ہی آیا ہے کشمیری کی نسبت کے ساتھ نہیں آیا ہے۔ غازی نے تو جگ بیتی اور آپ بیتی میں صرف یہی دریافت کیا تھا کہ علامہ سید انور شاہ کے نام کیساتھ کشمیری کی نسبت کب سے اور کن مصلحتوں کے تحت لگی ہے جب کہ دارالعلوم دیوبند کے رجسٹر داخلہ میں انکے نام کیساتھ مظفر آبادی کی نسبت درج موجود ہے اور وہ وادئ لولاب کے نہیں بلکہ پختون اور پشتو بولنے والے علاقے وادئ نیلاب ہیں اور غازی کا یہ سوال اب بھی قائم اور تشنہ جواب ہے۔

صاحبزادہ انظر شاہ نے اپنے مکتوب میں یہ بھی لکھا ہے کہ مظفر آباد بھی کشمیر میں ہے۔

<u>کاسی کاشی اور کاشمیر:</u> لیکن غازی اسکے جواب میں عرض پرداز ہیں کہ کسی زمانے میں تو سارا کشمیر ہی افغان یا پختون تھا کاسی افغانوں کے ایک قبیلہ کا نام ہے جو آج بھی نواح کوئٹہ میں موجود آباد ہے۔ اسی قبیلہ کی نسبت سے کاشمیر یا کشمیر بنے ہیں اور اسی قبیلہ کے لوگوں نے ہندوستان میں دریائے گنگا کے کنارے شہر کاشی آباد کیا تھا جو اب بنارس کے نام سے مشہور ہے غازی نے جگ بیتی اور آپ بیتی میں علامہ سید انور شاہؒ کو مسعود بابا کی نسل سے بتایا تھا اس سلسلے میں صاحبزادہ سید انظر شاہ تو خاموش ہیں لیکن مولانا احمد حسن صاحب نے الحق پڑھ کر جنوبی وزیرستان سے غازی کو لکھا ہے کہ مسعود بابا کی قبر جنوبی وزیرستان میں ہے جن سے افغانوں کا مشہور اور مجاہد قبیلہ مسعود یا مسعودی منسوب ہے مولوی احمد حسن کا پورا مکتوب ملاحظہ ہو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولوی احمد حسن لسومندی قوم برکی جنوبی وزیرستان ڈاکخانہ کوٹ کئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (پاکستان)

دلدارمی از گفتار (یانگار) خیزد

''صاحب قدر جناب خان غازی کابلی، عمر دراز باشید'' السلام علیکم خیریت جانبین نصیب باد، الحق رسالہ میں آپ صاحب کا مضمون بندہ نے جب دیکھا تو مسعود بابا کے خاندان کا ذکر جو کشمیر میں آباد ہیں ہمیں تعجب میں ڈالا ہے کیونکہ جنوبی وزیرستان میں مسعودی قبائل بکثرت آباد ہیں اور کشمیر کے باشندے کے ساتھ بوجہ آپ صاحب کے انکشافات کے اشتیاق پیدا ہوا ہے کہ ہمیں انکے ساتھ رابطہ کی سہولت میسر فرمادیں وہاں کون کون خیل اور ہمارے قبائل ہیں اسطرح برکی خاندان بھی یہاں بکثرت آباد ہیں اور ایک ساتھ بھارت میں بمقام جالندھر یا دکن وغیرہ ہیں اسمیں سے اگر ہمیں مطلع فرمادیں تو گم گشتہ قبائل کی جان پہچان ہوگی۔ ہمارے متعلق اگر کوئی خدمت ہو تو بندہ تابعدار تیار ہے۔ احمد حسن برکی ۱۲/۱۱/۷۸

علامہ سید انور شاہ کی اس بحث میں یوں ہی ضمنی طور پر مولانا احمد حسن کے خط کے جواب میں غازی عرض پرداز ہیں۔

<u>پنجاب اور بھارت میں افغانوں کی بستیاں:</u> کہ بھارت کے مشرقی پنجاب کے سرحد پر پاکستان کا مشہور قصبہ برکی افغانوں کی یادگار کی غمازی کرتا ہے اسی طرح لدھیانہ اور سلطان پور لودھی وغیرہ لودھی افغانوں کی یادگاریں ہیں۔ ضلع گورداس پور (مشرقی پنجاب) میں قادیان جو احمدیوں کا (قادیانیوں کی جنم بھومی ہے) مرکزی شہر ہے یہ بھی سلطان بہلول لودھی افغان کے عہد کے مشہور عالم ملاں قادن کے نام سے منسوب ہے جالندھر میں بیشمار ایسی بستیاں اور محلے وغیرہ اب تک موجود ہیں جن کے نام افغانوں کے قبیلوں سے موسوم ہیں مگر قیام پاکستان کی برکت سے اب یہ افغانوں سے خالی ہو چکے ہیں اور ان میں ببّر سنگھ اور لالہ جان قسم کے لوگ دندنا رہے ہیں افغانوں کا نام تک نہیں ہے اسی طرح کشمیر کے قریب تقریباً تمام باشندے نسلاً افغان ہیں۔ اور ان میں سے اکثر اپنے آپکو خان یا ملک کہلانے

میں فخر محسوس کرتے ہیں اور سدن قبیلہ تو دسوزنی کا بگڑا ہوا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ کشمیری پنڈتوں کے ایک قبیلہ کا نام بھی بام زئی ہے اسی طرح افغانوں کی قومی زبان پشتو کی مثل مشہور ہے کہ کشمیر خو کنڈا دپختون دہ یعنی کشمیر تو پختونوں یا افغانوں کی ایک بیوہ ہے اس سلسلہ میں بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے مگر چونکہ بات علامہ سید انور شاہؒ اور مسعود بابا کے خاندان کی ہے اسلئے دوسری باتوں کو اس مضمون میں نظر انداز کیا جاتا ہے مولانا احمد حسن نے جنوبی وزیرستان سے جو مکتوب غازی کو بھیجا ہے اسمیں مسعود بابا کا ایک طویل شجرہ بھی ہے جس کا اختصار یوں ہے۔

قوم مسعود بابا،　(۱)　بہلولزئی، ایمل خیال، خانوخیل　(۲)　علی زئی، منزئی، شمن خیل

مسعود بابا سے منسوب قوم کا شجرہ بہت طویل ہے لیکن اس میں شمن خیل مشہور مجاہد غازی موسیٰ خان کی وجہ سے زیادہ مشہور ہے ان حالات کی موجودگی میں غازی نہایت ادب کیساتھ صاحبزادہ انظر شاہ سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ کشمیر کے مسعودی مسعود بابا کی کس خیل یا خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا پہلا بزرگ جو جنوبی وزیرستان سے ہجرت کر کے کشمیر آیا تو وہ کون تھا؟ اور یہ بھی بتائیں کہ ان کے والد بزرگوار حضرت علامہ انور شاہ کے نام کیساتھ کشمیری کی نسبت کب اور کس نے کن مصلحتوں کے پیش نظر لگائی ہے اور کیا علامہ سید انور شاہ پشتو نہیں جانتے تھے؟ اور انہوں نے کاکول ضلع ہزارہ میں پختون عالم مولانا فضل الدین سے ابتدائی تعلیم حاصل نہیں کی تھی؟ کیا دارالعلوم دیوبند کے داخلہ کے رجسٹر میں انکے نام کیساتھ مظفر آبادی درج نہیں ہے۔

<u>مسعودی قبائل اور مسعود باچا</u>: مسعود بابا جن کا مزار جنوبی وزیرستان میں ہے اور ان سے منسوب کشمیری اور پاکستانی مسعودیوں کے بارے میں غازی کو یہ یقین کیساتھ معلوم ہے کہ ان کی زبان باوجود ہجرت وطن کے آج بھی پشتو ہے اور حضرت مولانا سعید مسعودی آف گاندھربل سری نگر تو پشتو کے اچھے خاصے عالم اور اسکالر بھی ہیں۔

مختصر یہ کہ وادئ لولاب اور وادئ نیلاب یعنی ہندوستانی اور پاکستانی مسعودی دونوں پشتو جانتے ہیں اور بولتے ہیں البتہ جو مسعودی اپنی قوم اور اصل سے کٹ کر بکھر گئے ہیں وہ ایسے ہی پشتو کو بھول گئے ہیں جیسے دوسرے افغانی بھول گئے ہیں اور اب رامپور، بھوپال وغیرہ میں بس کر صرف نسلاً افغان ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ آخر میں غازی نہایت ادب واحترام کیساتھ صاحبزادہ انظر شاہ صاحب سے عرض پرداز ہیں کہ وہ مندرجہ بالا گزارشات پر محققانہ اور عالمانہ انداز میں روشنی ڈالیں کا ذیب واغلوطات کی باتوں سے خالص تاریخی اور علمی مسئلے سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے اگرچہ علامہ سید انور شاہؒ کے صاحبزادے ہونے کے ناطے ان کی گالیوں سے غازی بے مزا نہیں بلکہ لطف اندوز ہوئے ہیں کیونکہ وہ ایک ایسے بزرگ کے پیارے صاحبزادے ہیں جن سے احرار اسلام اور ٹوڈیان کرام ٹام دونوں کا نیازمندانہ تعلق رہا ہے اسلئے غازی انکی پیاری اور تلخ گالیوں کو بھی ہضم کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور جواب میں صرف دادا استاد داغ کا یہ شعر عرض کرتے ہیں۔ ؎

اے ''خان'' براماں نہ تو ان کے کہے کا　　معشوق کی گالی سے تو عزت نہیں جاتی

(۵)

(دہلی کے مہرولی دنیائے روحانیت میں اکابر کے مزارات مولانا عبدالحق سمیع الحق کی تلاش مفتی محمود سے ملاقات)

۸ر مئی ۱۹۸۰ء

محترم مولانا سمیع الحق صاحب حقانی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جشن صدی دارالعلوم سے فارغ ہو کر مولانا احمد الرحمان صدیقی اور قاری ریاض آف نوشہرہ ''سبز برگ'' کے تحفے کیساتھ ایک کڑکتی دوپہر کو ''غازی'' سے ملنے ایسی حالت میں اچانک سر پر کھڑے ہوئے

جبکہ ''غازی'' چرخ سرخ قدم کے نیچے آفتاب کی گرم شعاعوں میں اس قبر کی طرح پڑے تھے جس کے بارے میں حفیظ جون پوری نے کہا ہے ؎

دن کو ایک نور برستا ہے میری تربت پر رات کو چادر مہتاب نہیں ہوتی ہے

''علیک سلیک'' کے بعد غازی اس سوچ میں تھے کہ اپنے عزیز مہمانوں کی کس طرح اور کس ڈھنگ سے خاطر و مدارت کریں لیکن عزیز مہمانوں نے یہ سوچنے ہی نہیں دیا۔

دہلی کی مہرولی یعنی دنیائے روحانیت اکابر کے مزارات: اور فرمایا کہ ہم قطب الدین بختیار کاکی، مولانا عبدالحق محدث دہلوی اور مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ اور سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی کے مزارات پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھنا چاہتے ہیں۔ اور غازی ان کے مہرولی یعنی دنیائے روحانیت ولایت کے آفتاب قطب الدین بختیار کاکی کی آرام گاہ میں پہنچے فاتحہ پڑھا درگاہ سے نکلے تو بہادر شاہ ظفر کے محل کے قریب اور آفتاب ولایت بختیار کاکی کی درگاہ کے شمال مغربی دروازے پر ایک احاطہ میں مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید دہلوی کی قبریں بصیرت اندوز ہوئیں۔ فاتحہ پڑھنے کے قدرت کے اس لطف و کرم اور احسان پر باہم گفتگو ہوئی کہ کس طرح استاد اور شاگرد دونوں کو قدرت نے نوازا اور خواجہ معین الدین چشتی افغانی (چشت افغانستان میں ایک گاؤں کا نام ہے) کے خلیفہ اول کی آرام گاہ میں جگہ دیکر شاعر کے اس تمنا کو پروان چڑھایا ہے کہ ؎

دفن کرنا مجھ کو کوئے یار میں قبر بلبل کی ہے گلزار میں

مولانا کفایت اللہ مولانا احمد سعید کے کوئے یار ''یعنی درگاہ بختیار کاکی سے غازی اپنے عزیز مہمانوں کیساتھ شمسی تالاب پر مسجد اولیاء میں پہنچے اور عصر و دیگر کی نماز پڑھنے کے بعد تالاب کے کنارے ویرانے میں محدث دہلوی کے مزار پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھی۔

ادہو! غازی کو جو بات پہلے تحریر کرنا تھی اسے تو بھول ہی گئے تھے تو ہاں! غازی اپنے عزیز مہمانوں کو قطب مینار اور مینار علائی پر بھی لائے سلطان شمس الدین التمش اور سلطان علاؤ الدین خلیجی (غرزئی یا غلوئی) کے مزارات بھی دکھائے اور فاتحہ بھی پڑھی یاد رہے کہ شہاب الدین محمد غوری کے بڑے بھائی غیاث الدین غوری جام (پرمیوت) میں ''مینار جام'' تعمیر کیا تھا جو ابھی تک ہری دور کے کنارے کھڑا آسمان سے باتیں کر رہا ہے اور شہاب الدین محمد غوری چھوٹے میاں نے فتح دہلی کی یادگار کے طور پر ''مینار جام'' جیسا مینار قطب تعمیر کرنے کا حکم دیا اور سلطان شمس الدین التمش نے اسکی تعمیر کو پورا کیا۔ گویا ''مینار قطب'' غیاث الدین غوری کے ''مینار جام'' کا نقش ثانی ہے۔

سمیع الحق مولانا عبدالحق کی تلاش اور مفتی محمود سے ملاقات: ماہ ردلی یا مہردلی سے ہم کو لوٹتے وقت غازی نے اپنے عزیز مہمانوں سے دریافت کیا کہ مولانا عبدالحق صاحب محدث آف دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ مولانا سمیع الحق صاحب اور مفتی محمود جشن سے فارغ ہو کر کہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سب مسجد عبدالنبی میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین مدنی کے جانشین حقیقی مولانا اسعد مدنی کے مہمان ہیں اور آپ کو (غازی کو) یاد کر رہے تھے اس پر دوسرے دن علی الصبح غازی مسجد عبدالنبی میں حاضر ہوئے۔ اور خاندان ولی اللہ کے قبرستان میں بھی مفتی محمود کے ہمراہ ملاقات ہوئی شیخ صاحب سے صرف اس قدر بات غازی نے کی کہ آپ افغانستان کے غلوئی قبیلے کی شاخ ''ناصر'' کے چشم چراغ ہیں مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہاں بالکل آپ نے ٹھیک کہا ہے اس بات کا غازی کو بے حد افسوس تا حیات رہیگا کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب سے اور آپ سے تبادلۂ خیالات کا موقع نہیں مل سکا۔ حالانکہ آپ نے دوبارہ ملنے اور مفصل گفتگو کا وعدہ کیا تھا خدا جانے اس وعدہ کو آپ کیوں ایفا نہ کر سکے کیا یہ وعدہ۔۔۔۔۔ کے وعدے کی طرح تو نہ تھا کہ ع وہ وعدہ ہی کیا جو ایفا ہو جائے

یعنی وعدے اسلیئے کیئے جاتے ہیں کہ ایفانہ کیئے جائیں سرزمین خوشحال خان خٹک سے تو اس ہزارہ کے باشندہ ہی زیادہ ساون نکلے جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ ''کل ضلع ہزارہ اوپر سے میٹھا اندر سے کھارا'' اس اوپر سے میٹھے اندر سے کھارے ضلع کے لوگ غازی کے گھر پر آئے لوگ نہیں اکابر وفاضل، مولانا عبدالقیوم خطیب جامع مسجد ہری پور، حکیم عبدالرشید انور خلف حکیم عبدالسلام مرحوم خاص طور پر قابل صد ہزار شکریہ ہیں جھانگیرہ، توڑ ڈھیر مردان کے دوست بھی غازی سے ملے اور پیر سباق کے محمد نسیم بھی اگر کوئی غازی کو نہیں ملا باوجود وعدے کے تو وہ مولانا سمیع الحق حقانی تھے اگر گستاخی معاف ہو اور غازی جان کی امان پائے تو مرزا غالب کا یہ شعر عرض کردے ؎

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید — جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

الحق ابھی تک نہیں آیا سب دوستوں کو سلام علیکم ہاں مولانا غلام غوث بیمار ہیں مگر انہوں نے غازی کو یاد کیا ہے۔ خان غازی کابلی

(۶)

۸ جولائی ۱۹۸۰ء (جمال الدین افغانی عبدالجبار ستھانوی سید احمد شہیدؒ سے تعلق حکیم عبدالسلام ہزاروی)

یہ سید عبدالجبار شاہ ستھانوی کون تھے؟

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ''الحق'' بھی بصیرت افروز نہیں ہوتا معلوم نہیں کیوں؟ کیا آپ نے بند کردیا ہے یا راستہ میں ''ڈاک'' کے ہندوستان یا پاکستانی ''ڈاکو'' اڑا کر لے جاتے ہیں؟ آج غازی مولانا مفتی عتیق الرحمان صاحب عثمانی کی مزاج پرسی کیلئے دفتر ''برہان'' گئے تو مئی ۱۹۸۰ء کا الحق نظر افروز ہوا۔

جمال الدین افغانی اور عبدالجبار ستھانوی: اسکے ص۳۹ پر جناب محمد نصیر اللہ خان خازن کے مضمون میں سید جمال الدین افغانی کے سلسلہ میں ضمنی عنوان ''ولادت اور خاندان'' کے تحت اس انکشاف سے غازی کو سخت حیرت ہوئی کہ سید جمال الدین افغانی کا ''سلسلۂ نسب سید عبدالجبار ستھانوی والئ امب سے جا کر ملتا ہے'' اور یہ کہ ''سید عبدالجبار ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک کے روح رواں اور حضرت سید احمد بریلوی کے رفیق کار تھے'' ص۳۹

ستھانوی کا سید احمد شہید سے تعلق؟

(۱) جہاں تک غازی کو تاریخ سوات کو پڑھ کر اور ذاتی طور پر معلوم ہے اسکی بنا پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ سید عبدالجبار ستھانوی احمدی (قادیانی) جو غالباً ''تقسیم ہند'' تک حیدرآباد دکن میں بجرم احمدیت (قادیانیت) جلاوطنی کی زندگی بسر کررہے تھے اب خدا جانے کہاں ہیں اور کہاں نہیں ہیں؟

(۲) اس طرح ''غازی'' نے کسی کتاب میں بھی یہ نہیں پڑھا ہے کہ سید احمد بریلوی کے رفقائے کار میں سے کوئی سید عبدالجبار ستھانوی شخص بھی ہوا کرتے تھے ہاں یہ درست ہے کہ سید عبدالجبار ستھانوی احمدی (قادیانی) کا تعلق کسی نہ کسی واسطہ سے سید احمد بریلوی کے خاندان سے ضرور تھا مگر یہ سید احمد بریلوی کی زندگی میں ''عدم'' میں تو ضرور ہوں گے مگر ''وجود'' میں ہرگز نہیں تھے؟

(۳) ریاست ہائے امب دربند ''پاکتیا'' کے بانی افغانی مہاجر ہیں اور اس تنی قبیلے سے غازی کا تعلق ہے امب و دربند اور ضلع ہزارہ کے اکثر لوگ ''تنولی'' یا ''تنی وال'' اسی ''تنی'' کی نسبت سے کہلاتے ہیں۔ سید عبدالجبار نے امب میں بھاگ کر پناہ لی ہو تو اور بات ہے مگر اسکے والیوں میں اسکا شمار ہرگز نہیں۔ جناب محمد نصیر اللہ خان خازن اس سلسلہ میں وضاحت کیساتھ دوسرا مضمون لکھیں گے تو غازی شکر گزار ہوں گے۔

(۶) حکیم عبدالسلام ہزاروی: غازی نے ایک مضمون "یادوں کے چراغ جگمگاتے ہیں"۔ "مشہور انقلابی مجاہد آزادی حکیم عبدالسلام ہزاروی"، پر سپرد قلم کر کے ان کے صاحبزادے حکیم عبدالرشید انور کو ہری پور بھیجا تھا اور انہیں لکھا تھا کہ یہ آپ الحق میں اشاعت کیلئے بھیج دیں اسلئے کہ غازی کا تعلق اور تعارف بھی الحق سے حکیم صاحب مرحوم کے مضمون "کابل کی مشکبار فضاؤں میں" سے ہی ہوا تھا۔ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمان صاحب عثمانی، غازی اور حاضر الوقت تمام دوستوں کی طرف سے سلام عقیدت ومحبت قبلہ مولانا عبدالحق صاحب محدث کی خدمت میں عرض ہو۔ آپکا مخلص خان غازی کابلی احراری کوچہ رحمان چاندنی چوک دہلی نمبر ۶

(۷)

(حکیم عبدالسلام ہزاروی کی روح کو شاد اور غازی کو شکر گزاری کا اعزاز)

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب حقانی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپکو شاید یاد ہو کہ الحق کی کسی اشاعت میں حکیم عبدالسلام ہزاروی کا ایک مضمون بہ عنوان "کابل کی مشکبار فضاؤں میں" شائع ہوا تھا اور یہی غازی اور حقانی برادران کے درمیان تجدید دوستی کی بنیاد بنا تھا اسلئے حکیم عبدالسلام ہزاروی سے متعلق غازی نے جو یادداشتیں سپرد قلم کر کے قرطاس ابیض پر بکھیری ہیں اسکی ایک نقل "الحق" میں اشاعت کیلئے ارسال خدمت ہے غازی کو امید واثق ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ اسے شائع کر کے مجاہد آزادی حکیم عبدالسلام ہزاروی کی روح کو شاد اور غازی کو شکر گزاری کا اعزاز بخشیں گے۔ قبلہ مولانا عبدالحق محدث اور دوسرے تمام برادران دارالعلوم حقانیہ کو سلام مسنون قبول ہو۔

سلام شوق بارگاہ تک پہنچے دھڑکتے دل کی صدا نگاہ تک پہنچے

(خان غازی کابلی)

(۸)

(مفتی عتیق الرحمان عثمانی کا پرخلوص سلام)

مکرمی، السلام علیکم، حضرت مولانا عبدالحق صاحب قبلہ کو غازی کی جانب سے اور مولانا مفتی عتیق الرحمان صاحب عثمانی کی طرف سے پرخلوص سلام مسنون عرض کرائیں اور دعا فرمانے کیلئے درخواست۔ مولانا احمد عبدالرحمان صدیقی کا خط نہیں آیا خدا جانے ناراض ہو گئے ہیں یا کیا بات ہے۔ آپکا خان غازی

(۹)

۵ر نومبر ۱۹۸۰ء (بعض مضامین پر تنقیدی مضمون ○ مفتی محمود کے وفات پر افسوس)

مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب حقانی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحق کے ستمبر کے شمارے میں غازی نے مولانا احمد عبداللہ آف کراچی اور مولانا مدرار اللہ صاحب آف مردان کے مضامین کو پڑھنے کے بعد جو تنقیدی مضمون سپرد قلم کیا ہے۔ وہ آپکی خدمت میں الحق کیلئے پیش کیا جاتا ہے کبھی کبھی چھیڑ چھاڑ کے مضامین بھی مزہ دے جایا کرتے ہیں مگر اس صورت میں کہ مستقل جنگ پر مبنی نہ ہوں غازی نے اس مضمون کی اطلاع محترم حضرت مولانا مدرار اللہ صاحب کو بھی دیدی ہے۔ امید ہے کہ اسے شائع فرما کر تصویر کا دوسرا رخ بھی اپنے ناظرین کے سامنے پیش کریں گے۔ مضمون کے ضمن میں دوسرے واقعات وحالات بھی زیب داستان کے طور پر درج ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب محدث کی خدمت بابرکت میں سلام مسنون کے بعد دعا کیلئے بھی درخواست کیجئے شکر گزار ہوں گے۔ کئی دنوں سے مولانا احمد عبدالرحمان صاحب صدیقی کا خط نہیں آیا ہے غازی کو فکر ہے کہ کہیں خدانخواستہ بیمار تو نہیں پڑ گئے ہیں۔ حضرت مولانا مفتی

محمود صاحب کی وفات کا افسوس ہے ان کے حالات الحق میں مفصل شائع ہونے ضروری ہیں اور اس ضمن میں یہ بھی تفصیل سے درج ہو کہ انکے بزرگ افغانستان سے کن حالات میں ڈیرہ اسماعیل خان ہجرت کر آئے تھے۔　آپکا مخلص خان غازی کابلی

(۱۰)

(افغانی مشاہیر ایرانی نہیں O حقیقی ایران موجودہ افغانستان)

انقلاب ایران اور اسباب ونتائج کے عنوانات کے تحت جناب احمد عبداللہ صاحب نے بہت سے افغانی مشاہیر کو ایرانی بتایا ہے جو صحیح اور درست نہیں ہے موجودہ زمانے میں اگر کسی کو ایرانی کہا جائے تو اسکا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ وہ علامہ خمینی کے ایران کا ایرانی ہے لیکن موجودہ ایران حقیقت میں ایران نہیں بلکہ پارس یا فارس ہے حقیقی ایران اگر ہے تو صرف موجودہ افغانستان ہے، جس کے تاجداروں کے سر پر ہمانے تاج ہمایوں سجایا تھا اور جن سے وہ جام جم منسوب ہے، جس کا تذکرہ شاعروں کے کلام اور ادیبوں کی تحریروں میں ہوا کرتا ہے اسی جام جم کیطرف مرزا غالب نے یوں اشارہ کیا ہے ؎

اور لے آئیں گے بازار سے گر ٹوٹ گیا　　جام جم سے میرا یہ جام سفال اچھا ہے

اس جام جم کے جمشید کا دار الخلافہ موجودہ افغانستان کا شہر بلخ تھا۔ علامہ خمینی کے ایران کا تہران یا اصفہان نہیں تھا۔

<u>ابوحنیفہ افغانی تھے</u>: اسی طرح فقہ حنفی اور جس بزرگ شخصیت نے اصول وقانون کے موضوع پر لکھا ہے وہ نعمان بن ثابت ابوحنیفہ ایرانی نہیں بلکہ افغانی تھے ان کے والد بزرگوار افغانستان کے موجودہ دار الخلافہ کابل کے تھے۔ مولانا احمد عبداللہ صاحب کو اس سلسلے میں یہ بھی معلوم ہو کہ مصر میں ایک شخص نے اس موضوع پر ایک کتاب تصنیف کی ہے، جس میں ابوحنیفہ کو افغانی ثابت کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں اسے پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی گئی ہے۔

جناب احمد عبداللہ صاحب نے برمکی خاندان کے مشاہیر یحییٰ برمکی، خالد برمکی اور جعفر برمکی کو بھی جنہوں نے عباسی دور حکومت میں نہایت شاندار اور اہم خدمات انجام دی تھیں ایرانی بتایا ہے حالانکہ یہ موجودہ افغانستان کے شہر بلخ کے افغانی تھے اور انکے بزرگ اسلام سے پہلے معبد نوبہار کے پجاری اور متولی ہوا کرتے تھے اسی طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور مولانا عبدالرحمان جامیؒ بھی افغانی تھے چشت نام کا گاؤں آج بھی افغانستان میں موجود ہے اور مولانا عبدالرحمان جامی کا شہر جام بھی ہے، جو شاہان غور کا کبھی دار الخلافہ ہوا کرتا تھا اسی جام شہر میں دہلی کے قطب مینار کا نقش اول مینار جام شہاب الدین غوری کے برادر بزرگ غیاث الدین غوری کی یادگار ہے۔

(خان غازی کابلی کوچۂ رحمان دہلی)

(۱۱)

(پیر بایزید روشن" اور مڑی" O ارمڑ قبیلہ کی تاریخ)

شاید اس بات کو دو برس ہو گئے ہیں کہ "غازی" نے اس عنوان پر ایک مختصر سا مضمون حضرت مولانا مدرار اللہ مردان کے ایک مضمون کے جواب میں الحق کو بھیجا تھا جسے اشاعت کا شرف حاصل نہیں ہوا اور غازی اس خیال سے خاموش ہو گئے کہ شاید اسکا مضمون مولانا سمیع الحق صاحب کے مزاج اسلامی پر گران گزرا ہے اس لئے اشاعت کا شرف حاصل نہیں کر سکا لیکن اب الحق ستمبر ۱۹۸۴ء میں ص۱۵ پر ڈاکٹر عبدالرشید صاحب پی ایچ ڈی جامعہ کراچی کا مضمون بہ عنوان "تحریک روشنیہ اور قیام پاکستان" پڑھ کر محسوس ہوا کہ مولانا سمیع الحق صاحب کے "مزاج اسلامی" میں "اسلامی فراخ دلی کی روشنی" پیدا ہو گئی ہے۔ اور سمجھ گئے ہیں کہ "پیر بایزید روشن" پیر تاریک نہیں بلکہ

پیر روشن ضمیر اور ایسے مجاہد کہ اس نے اور اسکے مجاہدوں نے مغل سامراجی فوجوں کے تلوار کے ذریعے چھکے چھڑا دیئے تھے۔
محترم جناب ڈاکٹر عبدالرشید نے تعارف کے ضمنی سرخی کے تحت لکھا ہے کہ: "بایزید روشن جو تحریک روشنائی کے بانی تھے ان کا سلسلہ نسب اکیسویں واسطہ سے حضور اکرم ﷺ کے صحابی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے" اور یہ کہ "بایزید جالندھر (ہندوستان) میں پیدا ہوئے تھے لیکن آپ کے والد نے پیدائش کے بعد جنوبی وزیرستان کو ہجرت کی تھی"

<u>اورمڑ قبیلہ</u>: اس سلسلہ میں غازی یوں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں کہ بایزید روشن "اورمڑ" تھے اور یہ قبیلہ "کرلانی" افغانوں میں سے ایک ہے جو پہلے "آتش پرست" تھا لیکن جب آفتاب اسلام طلوع ہوا اور جب یہ نور اسلام سے منور وضیا بار ہوا اور (آگ) مُڑ ہوا "اور" اور "مڑ" دونوں لفظ پشتو کے ہیں لودھی افغان حکمرانوں کے زمانے میں یہ "اورمڑی" جالندھر میں سلسلہ کاروبار "کانٹری گرام" جنوبی وزیرستان سے آئے تھے جالندھر کے قریب اب بھی ان کا یادگار قصبہ "اورمڑ ٹانڈا" آباد موجود ہے بایزید روشن اور انکے والد بزرگوار نے جالندھر سے جنوبی وزیرستان کو ہجرت نہیں کی تھی بلکہ جالندھر سے اپنے وطن "کانٹری گرام" وزیرستان کو مراجعت فرمائی تھی مجاہد پیر بایزید روشن افغان اورمڑ تھے اور مشہور صحابی ابو ایوب انصاریؓ کے نسب سے انکا دور اور نزدیک کا کوئی رشتہ نہیں تھا اور نہ ہی اس زمانے میں موجودہ پاکستان کا کوئی تصور اور خیال تھا انصاری، اور بایزید روشن کا لقب "من انصاری الی اللہ" کی نسبت سے تھا۔
ڈاکٹر عبدالرشید صاحب نے اپنے مضمون میں پاکستان کا تذکرہ کرکے ٹھونس ٹھانس سے کام لیا ہے اور یہ بات نہایت ہی افسوسناک ہے کہ ہندو پاک کے نام نہاد مورخ اور اسکالر تاریخی حقائق کو نظرانداز کرکے مصلحتوں کے شکار ہو رہے ہیں۔

مجاہد آزادی خان غازی کابلی کوچہ رحمان دہلی نمبر ۶

(۱۲)

(مولانا سید گل بادشاہ کا طورو سے تعلق)

غازی آل انڈیا میڈیکل انسٹیٹیوٹ دہلی سے کوچہ رحمان چاندنی چوک دہلی نمبر ۶، "خانہ خراب" میں آئے تو الحق جون ۱۹۸۳ء نے خیر مقدم کیا اور "ہر کلہ راشہ" کہا۔

<u>مولانا سید گل آباد شاہ طورو</u>: حضرت مولانا سید گل بادشاہ، "طورو کے گیلانی سادات" کے عنوان سے محترم عبدالحلیم اثر کے مضمون نے دل و دماغ کے ان جھروکوں کے چراغوں کو جگمگایا جن پر زمانہ نے اب تک "فراموشی کے فانوس" تانے تھے غازی کو امیر شریعتوں کا علم تو تھا یعنی پھلواری شریف بہار کے امیر شریعت اور دوسرے احرار کے امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری جن کے دست حق پرست پر مولانا سید انور شاہ مظفر آبادی نے بھی بیعت کی تھی لیکن محترم عبدالحلیم اثر افغانی کے مضمون سے یہ معلوم کرکے بے حد مسرت ہوئی کہ تیسرے امیر شریعت صوبہ سرحد کے مولانا سید گل بادشاہ بھی تھے اور یہ کہ ان کا آبائی نام سید لطیف الرحیم تھا اور جب انہیں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نے اپنی فرزندی میں لے لیا اور آسام سے دیوبند ساتھ لائے تو ان کا نام "سید گل بادشاہ رکھا" اور اسطرح آبائی نام سید لطیف الرحیم پس منظر میں چلا گیا اور سید گل بادشاہ کے نام سے آفاقی شہرت حاصل کی۔ مولانا حسرت موہانی کا بھی آبائی نام حبیب الرحمان ہے مگر بقول حسرت ؎

عشق نے جب سے کہا حسرت مجھے کوئی بھی کہتا نہیں فضل الحسن

سید لطیف الرحیم، سید فضل الحسن اور حبیب الرحمان کو جاننے والے بہت کم ہیں مگر دنیائے شعروادب وسیاست میں حسرت موہانی، سید گل

بادشاہ اور خان غازی کابلی کے ناموں سے ہی جانتے پہچانتے ہیں۔ حضرت مولانا سید لطیف الرحیم عرف سید گل بادشاہ ایک اچھے صحافی بھی تھے اور قیام پاکستان سے قبل پشاور سے انہوں نے ''صداقت'' کے نام سے ایک اخبار بھی جاری کیا تھا اور قیام پاکستان کے بعد خان عبدالقیوم خان کے عہد میں ''دارورسن'' کا امتحان بھی دیا تھا یعنی بقول ''وظیفہ خوار بہادر شاہ ظفر چچا غالب'' وہاں بھی رہے ہیں۔

قدو گیسو میں قیس وکوہ کن کی آزمائش ہے   وہاں ہم ہیں جہاں دارورسن کی آزمائش ہے

تقسیم وطن سے چند ماہ قبل غازی کی آخری ملاقات مسجد نیلا گنبد لاہور میں امیر شریعت گل بادشاہ سے ہوئی تھی۔ اس ملاقات کا شان نزول یہ تھا کہ سید گل بادشاہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے ملنے آئے تھے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ سید بخاری لاہور سے باہر دورے کر رہے ہیں تو انہوں نے غازی کو ملاقات کیلئے مسجد نیلا گنبد لاہور میں یاد فرمایا۔ اسوقت حضرت مولانا غلام غوث کے ہم وطن یعنی ''بفہ'' کے مولانا محمد اکبر خان مرحوم بھی تھے دوران ملاقات انہوں نے غازی کو اپنے جاری کرنے والے اخبار ''صداقت'' کی ادارت کی دعوت دی تھی لیکن غازی اس زمانے میں لاہور کے خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم ذوق بنے ہوئے تھے۔ جنہوں نے نواب دکن کی دعوت پر فرمایا تھا کہ   ع   کون جانے ذوق یہ دلّی کی گلیاں چھوڑ کر

اور یہ کہہ کر غازی نے مولانا سید حسین احمد مدنی کے فرزند معنوی سید گل بادشاہ کو مایوس کرنے کا گناہ کیا کہ غازی لاہور کی گلیاں اور احرار کو چھوڑ کر کہیں جانے کو تیار نہیں۔

(۱۳)

(قاری طیب اور مولانا شمس الحق افغانی کی جدائی ○ بایزید روشن ضمیر؟ ○ جرمن اور افغان قوم میں اشتراک)

۲۵ ستمبر ۱۹۸۳ء

مشرق میں ''افغان جرمن'' قوم ہیں۔ ''جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں''؟

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر   کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی   (اقبال)

محترم ومکرم مولانا سمیع الحق صاحب رئیس التحریر ماہنامہ الحق، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، غازی کا یہ مکتوب کئی لحاظ سے ''تلخ نوائی'' کا حامل ہے اور بہت ممکن ہے کہ طبع نازک پر گراں گزرے لیکن اسکے باوجود غازی کو یقین ہے کہ آپ اسے الحق کے صفحات کی زینت کا شرف بخشیں گے۔ اور اپنا اختلافی نوٹ بھی سپرد قلم فرمائینگے۔

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر   کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

ویسے بھی الحق میں کبھی کبھی منہ کا مزا بدلنے کیلئے اور اس لئے بھی سنسنی خیز مضامین شائع ہونے چاہئیں بقول خاقانی ہند شیخ محترم ابراہیم ذوق

گل ہائے رنگارنگ سے ہے زینت چمن   اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

<u>قاری طیب اور مولانا شمس الحق افغانی کی جدائی:</u> الحق اگست ۱۹۸۳ء بصیرت افروز ہوا غازی نے اپنا مکتوب بھی پڑھا اور آپ کے اور قبلہ محدث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے تاثرات بھی، مولانا شمس الحق افغانی اور حضرت مولانا محمد طیب صاحب قاسمی کے بارے میں پڑھے۔ دل کا غم ہلکا ہوا معلومات میں بے حد اضافہ ہوا۔ مولانا محمد طیب صاحب کو افغانوں سے کس قدر محبت اور لگاؤ تھا وہ دارالعلوم دیوبند میں باب الظاہر سے عیاں ہے جو ۱۹۴۷ء کی یاد دلاتا ہے۔ تقسیم وطن سے قبل دارالعلوم دیوبند میں حاضر ہوئے تو مولانا معراج الحق صاحب نائب مہتمم نے ''خان غازی کابلی راغلو'' کے افغانی جملے سے خیر مقدم کیا اور مولانا طیب نے اپنی خاص نشست

گاہ میں شرف باز یابی بخشا جائے سے ''شیریں جام'' پیش کئے اور افغانوں سے اپنی محبت کے افسانے سنائے۔مولانا دارالعلوم دیوبند کے بزرگوں کی ایک شگفتہ مزاج یادگار تھے اب ان کے بغیر دیوبند ''اجڑا دیار'' اور ''دارالعلوم'' ''گل انارند'' نظر آتا ہے۔ ؎

یاران ایں زمانہ مثل گل انارند   درباغ آشنائی بوئے وفاندارند

مولانا شمس الحق افغانی سے غازی کی ملاقات ایک ہی مرتبہ تقسیم وطن سے قبل مولانا محمد امین صاحب کے ساتھ ترنگزئی میں ہوئی تھی اور اس ملاقات میں ہی غازی نے یہ محسوس کرلیا تھا

ایک ہی افغان ہیں افغانیوں کے گھر میں   شمس کی ہے روشنی اندھیر میں

میدان پانی پت میں جب حافظ الملک حافظ رحمت خان کے مجاہد ڈھولوں کے شور میں تلواروں کیساتھ رقص کرتے ہوئے نواب شجاع الدولہ کے کیمپ کے پاس آئے تو شجاع الدولہ نے انگشت بدنداں ہوکر کہا ؎

سعدیا روز ازل حسن بہ ترکان دادند   عقل و دانش سے ھمه به مردم یونان دارند

عشوه نازبه ھمه مردم هندی دادند   جرات و سرکشی و جهل به افغان دارند

مولانا شمس الحق افغانی جہاں افغانی جرات وسرکشی کے مجسم پیکر تھے وہاں جہل افغانی کے قائل تھے انکے سینے میں علم وعرفان کی موجیں دریائے سندھ کی موجوں کا نظارہ پیش کرتی تھیں خان عبدالغفار نے فخر افغان کہلانا ترک کردیا اور صرف خان بادشاہ اور سرحدی گاندھی بن کررہ گئے لیکن مولانا شمس الحق افغانی تادم مرگ افغانی کہلانے میں فخر کرتے رہے آہ!

غم عزیزوں کا حسینوں کی جدائی دیکھی   اور دکھلائے گا اب گردش دوراں کیا کیا

چمن میں جائیں تو گل ہم پہ منہ پھلاتے ہیں   ہزاروں شکوے عنادل ہمیں سناتے ہیں

نہ غم گسار نہ غم خوار کوئی پاتے ہیں   جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

کہیں سے آب بقائے دوام لاساقی

غازی کا جو مکتوب الحق میں شائع ہوا ہے اس میں غلطی ہائے مضامین کے تحت مولانا حسرت موہانی کا آبائی اور اصلی نام حبیب الرحمان چھپ گیا ہے انکا شعر اصلی نام فضل الحسن بتا تا ہے حبیب الرحمان تو بزرگ انقلابی مجاہد آزادی خان غازی کابلی کا اصلی اور آبائی نام ہے جسے آپ بہت کم لوگ جانتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ الحق کے پروف نہیں پڑھے جاتے اسلئے انکا نام حبیب الرحمٰن چھپ گیا ہے۔

<u>بایزید روشن ضمیر کون تھے:</u> تحریک روشنائی کی مخالفت میں مسٹر روشن دین نے جو کچھ ''برطانوی محقق'' کی کتاب سے پیش کیا ہے اور مجاہد بایزید روشن کی تحریک روشنائی کا سلسلہ جرمنی کی ''تحریک اعانی فری میسن'' سے ملا ہے پڑھ کر غازی کا دل باغ و بہار اور ایمان تازہ ہوگیا برطانوی محقق کی جہالت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے بایزید روشن کو دین ابراھیم اور اسماعیل کا پیرو بتایا ہے اور اسے یہ معلوم نہیں کہ دین ابراہیم تو اسلام ہے اور اسماعیلی مذہب موجودہ آغا خانیوں کا ہے جو دین ابراھیم سے بہت ہی بعد کا مذہب ہے۔مجاہد بایزید ''مکہ'' کے نہیں بلکہ افغانوں کے قبیلہ ''اورمڑ'' کے روشن چراغ تھے اور مڑ کے معنی ہے بجھی ہوئی آگ کے ہیں ظہور اسلام سے قبل یہ آتش پرست تھا اور جب نور اسلام سے ضیا بار ہوا تو ''اورمڑ'' ہوگیا بایزید مجاہد کی پیدائش دوابی نسبت جالندھر مشرقی پنجاب میں ہوئی جہاں ''اورمڑوں'' کی یادگار اب تک اورمڑ ٹانڈہ کے نام سے موجود ہے۔

محترم قبلہ مولانا مدرار اللہ صاحب کے مضامین اس لحاظ سے اہم اور معلوماتی تھے کہ مجاہد بایزید کی تحریروں کے حوالوں سے مزین تھے لیکن

برطانوی محقق کی جولغویات اورخرافات روشن دین نے پیش کی ہیں وہ محقق کی ایجاد بندہ مگر نہایت گندی ہیں ان سے تو مولانا مدار اراللہ کے مضامین پر سیاہی پھرتی ہوئی محسوس ہونے لگی ہے۔ یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے

ہوئے یہ دوست جن کے اس کا دشمن آسماں کیوں ہو

جرمنی کی طرح افغان قوم سامراجیوں کو کھٹکتی ہے: ناظرین اور قارئین الحق کو یہ حقیقت معلوم ہو کہ مغرب میں جس طرح ''جرمن قوم' مغربی سامراجیوں کی نگاہوں میں کھٹکتی ہے بالکل اسی طرح مشرق میں قلب ایشیا کی افغان قوم چنگیزی اور انگریزی سامراجیوں کی نظروں میں خار بن کر کھٹکتی ہے کیوں کہ اس قوم نے جس کو ایشیائی جرمن کہنا زیادہ موزوں اور صحیح ہے۔۔ ہمیشہ ہر سامراجی طاقت کے دانت کھٹے کئے ہیں اسکی شہادت کیلئے درۂ خیبر، درۂ ٹوچی، گومل و بولان کی رنگین وادیاں موجود ہیں اگر جرمنی میں قیصر خان اعظم اور ہٹلر خان اعظم پیدا ہوتے ہیں تو ایشیا کے جرمنوں افغانوں میں سامراجیوں کے دانت توڑنے کیلئے محمد غوری، محمود غزنوی، احمد شاہ ابدالی، غازی امان اللہ خان، مجاہد بایزید روشن، خوشحال خان خٹک پیدا ہوتے ہیں۔ ؎

خون افغانی جب آتا ہے کبھی بھی جوش پر توڑ دیتا ہے کوئی افغان طلسم سامری

پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں مغربی افغانوں یعنی جرمنوں کو شکست ہوئی اور قیصر خان اعظم مغربی سامراجوں کے قیدی اور اسیر ہوئے لیکن ان کی قربانیوں کے صدقے میں غازی امان اللہ خان کے ایشیائی افغانی جرمنوں نے انگریزی سامراجوں کو شکست فاش دی۔ افغانستان عروس آزادی کامل سے ہم آغوش ہوا اسیری ختم ہوئی اور افغانستان میں از سر نو بادشاہت کا پرچم لہرانے لگا۔ ہندوستان کے غلاموں میں آزادی کیلئے بیداری پیدا ہوئی۔ انڈین نیشنل کانگرس جیسی خوشامدی جماعت نے بھی انقلاب زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کئے اور دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر خان اعظم نے مغرب کے سارے سامراجیوں کو ہلا کر رکھ دیا اور پہلی جنگ عظیم کی شکستوں اور ذلتوں کا بھرپور بدلہ لیا اگر چہ آخرکار شکست ہوئی اور ہٹلر خان اعظم کی زندگی کا چراغ گل ہوا لیکن اس کے بعد کئی غلام ملکوں میں آزادی کے چراغ روشن ہوئے۔ پاکستان، ہندوستان، برما، سری لنکا، انڈونیشیا اور چین آزادی سے ہمکنار ہوئے یہ زمانے کی کیسی ستم ظریفی ہے کہ جوقومیں اور ملک مغربی جرمنوں اور ان کے آقاوں کی قربانیوں کے صدقے میں آزاد ہوئیں۔ سامراجیوں کے مذموم مقاصد کی شکار ہو کر اپنے محسنوں جرمنوں اور قیصر خان اعظم اور ہٹلر خان اعظم کو گالیاں دیتی اور برا بھلا لکھتی تھی برطانوی محقق کی وہ کتاب جو افغان مجاہد کے خلاف ہے اور جس میں انکی تحریک روشنائی کو جرمنی کی فری میسن تحریک المانی بتایا ہے اسکے خبث باطن اور افغان دشمنی کی دلیل ہے دنیائے شرق و غرب کے سامراجیوں کو معلوم ہو کہ ایشیائی جرمن افغان اور مغربی جرمن پھر سے ابھر کر انکی نیندوں کو حرام کرنے والے ہیں۔ ؎

یہ کہہ رہی ہے پلٹ کے نگاہ یار ابھی زمانہ اور بھی بدلہ لے گا ایک بار ابھی

کے خلاف ایشیائی اور مغربی سامراجیوں کی سنگباری سینکڑوں سالوں کے بعد افغان مجاہد بایزید روشن کی روشنائی تحریک سیاہی میں نہیں بدل سکتی ہر میوہ دار پھل دار درخت پر سنگباری ہوا کرتی ہے اور ہر بڑی اور عظیم شخصیت کی عظمت کا راز اس میں پنہاں ہے کہ اندھیروں کے پرستار اسکی مخالفت میں حصہ اسفل تک کا زور لگاتے ہیں بایزید ایک عظیم شخصیت تھے اور اسکی عظمت کے چراغ کو پھونکوں سے نہیں بجھایا جاسکتا۔ ؎

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

غازی نہ بایزیدی تحریک روشنائی میں ہیں نہ روشنائیوں کے مذہبی عقائد سے اسے کوئی بحث ہے لیکن یہ محسوس کرتے ہیں کہ بایزید پہلے افغان

مجاہد ہیں جو بے داغ ہیں اور جن کے خیر البیان کی وجہ سے اخوند درویزہ کو مبلغ اسلام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ایسی حالات میں غازی خود کیا ہیں؟ ؎

نہ کمیونسٹ ، نہ فاشٹ ، نہ نازی ہم ہیں قوم کو ناز ہے جس پر وہی غازی ہم ہیں

حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ احمدیوں (قادیانیوں) کے خلاف طوفان کیوں تھم کر مدھم پڑ گیا سینکڑوں سالوں کے بعد مجاہد بایزید روشن اور انکی تحریک روشنائی پر کیوں اور کس لئے سنگباری ہو رہی ہے کیا اس پردہ زنگاری میں کوئی معشوق تو نہیں ہے۔

چراغ مرا کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں

پاکستان میں احمدی (قادیانی) ان کے مبلغ اسلام یا مجاہد ختم نبوت اقبال قریشی سیالکوٹی کو اغوا کر کے لے گئے لیکن پاکستان کے حکمران علماء اور عوام احمدیوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے اور پاکستان کا ہر فرد ٹک ٹک دیدم دم نکشیدم کی تصویر بنا ہوا ہے آخر مجاہد بایزید اور تحریک روشنائی کی مخالفت اور احمدیوں کے مقابلے میں پاکستانی مسلمانوں کی بے بسی اور خاموشی کا پراسرار راز کیا؟ ؎

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

غازی کو اس حقیقت کا احساس ہے کہ اس کے اس مکتوب انقلابی مجاہد سے بہت سے دوستوں کے دل اور جذبات مجروح ہوں گے اور تڑپ تڑپ کر غازی کو گالیوں سے نوازیں گے لیکن غازی سب کے جواب میں یہ کہہ کر خاموش رہیں گے کہ

کتنے شیریں ہیں ترے لب کے سخن گالیاں کھا کے بے مزانہ ہوا

بزرگ انقلابی مجاہد آزادی خان غازی کابلی کوچہ رحمان چاندنی چوک دہلی نمبر ۲۵۶۶ ستمبر ۱۹۸۳ء

(۱۴)

۶ دسمبر ۱۹۸۳ء (آہ مولانا لطف اللہ جہانگیروی O بھارتی احمدیوں کا جلسہ O چوہدری افضل حق)

وہاں ہم ہیں جہاں دار و رسن کی آزمائش ہے؟

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، غازی ۱۳۱ اکتوبر ۱۹۸۳ء سے ۵ نومبر ۱۹۸۳ء تک ''حوالات'' میں بند ''دار و رسن کی آزمائش'' میں تھے ۵ نومبر کو باہر آئے تو اپنی پوتی مبارکہ خانم عمر ۷ برس اور پوتے ایوب خان عمر ۶ برس کے ساتھ غازی آباد اتر پردیش میں نظر بندی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیئے گئے۔ اسلئے اکتوبر ۱۹۸۳ء کا الحق تاخیر سے بصیرت افروز ہوا مرزا غالب نے تو کہا تھا کہ

قدر گیسو میں قیس و کوہ کن کی آزمائش رہے وہاں ہم ہیں جہاں دار و رسن کی آزمائش ہے

مگر غازی کردار و احرار عرض پرواز ہیں کہ

نے پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

یعنی پیروی حضرت سجاد کریں گے یا حضرت آزاد کریں گے۔

آہ مولانا لطف اللہ جہانگیروی: الحق اکتوبر ۱۹۸۳ء کے دار العلوم حقانیہ کے شب و روز کا مستقل عنوان نظر نواز ہوا تو مولانا لطف اللہ آف جہانگیرہ کے وصال بحق کی خبر پڑھی انا للہ وانا الیہ راجعون، صوبہ سرحد میں غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالقیوم پوپلزئی اور مولانا لطف اللہ صاحب تینوں با جماعت یار باش اور رونق ہنگامہ ہائے احرار باش تھے اور مجلس احرار اسلام کی تثلیث تھے مولانا لطف اللہ بے شمار خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ تھے مہمان نوازی میں افغانی روایات کے اس قدر مضبوطی کیساتھ قائم تھے کہ قدیم عربوں کی مہمان نوازی کو بھی مات

دے چکے تھے اور اس صنف میں خاتم طائی ثانی تھے ان کی مہمان نوازی اور دوست نوازی کے نظارے دیکھ کر کہ غازی چشم دید بقید حیات گواہ موجود ہیں خدا سے دعا ہے کہ جس طرح مولانا غلام غوث، مولانا عبدالقیوم اور مولانا لطف اللہ قد و قامت علم وفضل اور کردار میں یکساں تھے اسطرح جنت میں بھی تینوں کو برابر کے یکساں درجات اعلیٰ سے سرفراز کرے آمین،

مولانا لطف اللہ نے واصل بحق ہونے سے کچھ عرصہ قبل ایک طویل مکتوب غازی کو لکھا تھا جس میں اپنی زندگی کی سرگزشت درج کی تھی اس مکتوب میں انہوں نے حقانی برادران کا تذکرہ جمیل بھی کیا تھا۔

افسوس، اب غازی ۳ر اکتوبر ۱۹۸۳ء کو مجازی خدا اوران کے فرشتے گھر سے دار و راسن کے امتحان کیلئے لے گئے تو یہ مکتوب بھی کاغذوں کے ڈھیر میں مدفون کوچہ رحمان کے خانہ غازی میں رہ گیا۔

بھارتی احمدیوں کا جلسہ: جس قادیان میں تقسیم ہند سے قبل غازی کا داخلہ بجرم حریت بند تھا اب اسی قادیان میں غازی کو جلسہ سالانہ میں شرکت کی چند نوجوانوں نے دعوت دی ہے اگر صحت اور مجازی خداؤں نے اجازت دی تو غازی ۷ار دسمبر ۱۹۸۳ء کو قادیان جائینگے اور احمدیوں (قادیانیوں) کو بتائیں گے کہ ؎

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے   بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

عطاء اللہ شاہ بخاری اس جہان فانی سے دارالبقاء کوچ کر گئے اور وہ مذکر فکر احرار چوھدری افضل حق بھی میانی کے قبرستان میں آرام فرما رہے ہیں۔ ؎

ڈٹ کے کونسل میں کھڑا جس وقت افضل حق ہوا   حق کی ہیبت چھائی ایسی رنگ باطل فق ہوا

اور ہاں وہ مظہر علی اظہر بھی واصل بحق ہو گئے ہیں۔ ؎

مظہر کو ڈھونڈتی ہیں نگاہیں ہر ایک کی   ہے انتشار فوج میں سردار کے بغیر

اب کاروان احرار میں صرف خان غازی کابلی بقید حیات ہیں جس کا دعویٰ ہے۔ ؎

میں چمن زار وطن کے نہیں گلچینوں میں   جذب ہے میرا لہو آج بھی سنگینوں میں

نہ کیمونسٹ نہ فاشڑ نہ نازی ہم ہیں   شہدا ناز کریں جس پہ وہ غازی ہم ہیں

بزرگ انقلابی مجاہد آزادی دعاؤں کا محتاج خان غازی کابلی

کوچہ رحمان دہلی نمبر ۶، ۶ر دسمبر ۱۹۸۳ء

(۱۵)

(قبلہ محدث برحق وصادق مولانا عبدالحقؒ)

(اوپر والے خط کے پشت پر لکھا ہوا ہے)

مکرم ومحترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، غازی کے مکتوب سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ان دنوں جن حالات سے برسر پیکار ہیں اس سلسلے میں دعاوں کے کس قدر محتاج ہیں براہ کرم وغازی نوازی غازی کیلئے قبلہ محدث برحق وصادق مولانا عبدالحق صاحب اور تمام ''حقانی برادران'' سے دعا کیلئے اپنی طرف سے خصوصی نوٹ کے ذریعہ درخواست کریں مولانا احمد عبدالرحمان صدیقی کا کئی دنوں سے کوئی خط نہیں

آیا ہے خدا جانے وہ کیوں منقار زیر پر؟ ملاقات ہو ان سے بھی غازی کیلئے دعا کی درخواست کریں حاضر الوقت دوستوں اور احباب کو سلام مسنون عرض ہے۔ خان غازی کابلی

حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمان صاحب عثمانی سخت علیل ہیں انکے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

(۱۶)

(عالم خیال میں خلد آشیان بزرگوں کی کانفرنس)

غازی خدا کے فضل وکرم سے زندہ ہیں مگر اسکے سر پر جو موت کی تلوار لٹک رہی ہے وہ اسے صاف نظر آرہی ہے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ''یاران تیز گام خلدِ آشیاں'' اسے بلا رہے ہیں۔ گزشتہ شب غازی نے 'عالم خیال'' میں دیکھا کہ دہلی میں ''خلد آشیاں بزرگوں'' کی کانفرنس مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی اور مولانا محمد عثمان فارقلیط نے مدعو کی ہے جس میں بے شمار بزرگ شمولیت کیلئے تشریف لائے ہیں مولانا حفظ الرحمان اور مولانا محمد عثمان فارقلیط سرخ لباس میں ''غازی'' کے پاس کوچہ رحمان میں آئے اور فرمایا کہ کانفرنس میں مولانا حسرت موہانی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا مظہر علی اظہر تشریف لائے ہیں اور غازی کو یاد فرمارہے ہیں چنانچہ غازی نے ان خلد آشیاں بزرگوں سے ملاقات کی مولانا حسرت موہانی نے ملاقات کے وقت اپنا ایک پرانا شعر جو انہوں نے کسی زمانہ میں غازی کو اپنے ایک خط میں لکھا تھا سنایا ؎

لکھنے کو تو میں بھول گیا خط تمہیں غازیؔ ہے خانۂ دل میں تیری تصویر ابھی تک

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ایک دومنزلہ مکان میں آرام فرمارہے تھے غازی جب انکی خواب گاہ میں داخل ہوئے تو یہ مصرعہ زبان پر رواں دواں ہوا ع فتنہ تو سو رہا ہے در فتنہ باز ہے

یہ مصرعہ سن کر حضرت امیر شریعت جاگ اٹھے فرمایا ''کون ہو پولیس کے حوالے کرکے حوالات میں بند کرادوں''؟ غازی نے عرض کیا ؎

پولیس والوں سے ڈراتے ہو کچھ تو شرم کرو جفا کے تیر چلاتے ہو کچھ تو شرم کرو

میں آپکا پرانا خادم غازی ہوں۔ اس پر بخاری لپٹ گئے۔ اور فرمایا ''آپ وہی غازی ہیں جو ہمارے دل میں رہتے ہیں'' غازی نے عرض کیا کہ ہاں میں وہی غازی ہوں بقول داغؔ ''جس کا تخلص جان ہے جو عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

مولانا مظہر علی اظہر سے مجاہد منزل گلی قاسم جان بلی ماراں دہلی میں غازی کو شرف نیاز حاصل ہوا قریب ایک گھنٹہ تک گفتگو جاری رہی غازی نے دوران گفتگو اپنا ایک شعر انہیں سنایا ؎

مظہر کو ڈھونڈتی ہیں نگاہیں ہر ایک کی ہے انتشار فوج میں سردار کے بغیر

یہ شعر سن کر مولانا زیر لب مسکرائے اور غازی کی آنکھ کھل گئی۔ مجاہد آزادی خان غازی کابلی، دہلی

(۱۷)

(شیخ الحدیث کی کامیابی، غنیمت نہیں بڑی نعمت ○ مولانا مدرار کے تردید پرویزیت پر مضامین ○ قاضی الکندی)

۸/اپریل ۱۹۸۵ء

محترم گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب سلمہ الرحمان، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فروری ۱۹۸۵ء کے ''الحق'' کیساتھ ''محبت نامہ'' بھی صادر ہوا جس کو پڑھ کر غازی نے ''نصف الملاقات'' کا لطف حاصل کیا ''نقش آغاز'' میں ''حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قبلہ پاکستان اسمبلی کے ممبر بڑی اکثریت سے کامیاب ہوئے اور مولانا سمیع الحق صاحب ایوان بالا کے بلا مقابلہ رکن منتخب ہوگئے'' پڑھ کر انتہائی

مسرت ہوئی اس سلسلے میں ''غازی'' کی جانب سے مبارکباد قبول فرمائیے۔

(۲) ''صحبتے با اہل حق'' میں قاضی عبدالکریم صاحب نے جو شیخ الحدیث قبلہ مولانا عبدالحق صاحب کی شان اقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ انکی ذات گرامی ''بہت بڑی غنیمت اور بے پناہ خیر و برکت کا باعث ہے'' اس سلسلے میں ''غازی'' عرض پرداز ہیں کہ بہت بڑی ''غنیمت'' کی جگہ ''بہت بڑی نعمت'' ہونا چاہیے۔ ''غنیمت'' کا لفظ اکثر ''مال غنیمت'' کے مضمون میں لکھا اور بولا جاتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث کی ذات گرامی اور شخصیت ''مال غنیمت'' نہیں، بلکہ غازی کے خیال میں بہت بڑی نعمت ہے۔

ے یہ سلامت رہیں ہزار برس اک برس کے ہوں دن پچاس ہزار

(۳) مولانا مدرار اللہ آف مردان کے عالمانہ تنقیدی مضامین غازی نہایت شوق سے پڑھتے ہیں اور انکے مضمون ''پرویز، منکر حدیث یا منکر قرآن'' کو بھی پرشوق نگاہوں کیساتھ پڑھا۔ ''غازی'' عرض پرداز ہیں کہ ''پرویز'' ایران کے اس گستاخ کافر بادشاہ کا نام ہے جس نے حضرت سرور کائنات ﷺ کے نامۂ مبارک کو چاک چاک کیا تھا اسلئے کسی مسلمان کا نام ''پرویز'' نہیں ہو سکتا جس شخص کا نام ''پرویز'' ہو وہ منکر حدیث اور قرآن نہ ہو تو کیا ہوگا؟ ایسے شخص کو مسلمان کہنا اور لکھنا ''قلم و زبان'' توہین ہے۔

(۴) ''احترام آدمیت'' اور حضرت صہیب رومی'' پر شاہ بلیغ الدین کا مضمون بھی بہت خوب اور ایمان افروز ہے اس قسم کے ایمان افروز مضامین ''الحق'' کے شایان شان بھی ہیں اور انکی اشاعت ضروری بھی ہے شاہ بلیغ الدین کیلئے غازی دعا گو ہیں

ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

(۵) <u>قاضی الکندی:</u> مولانا ابوالبیان پشاوری کا مضمون ''قاضی شریح الکندی'' بھی بہت ہی خوب ہے انہوں نے ''قاضی شریح الکندی'' کو عجمی ''افغانی'' بتایا ہے۔ اگر اسے درست تسلیم کر لیا جائے تو یہ بات عجموں کیلئے نہایت ہی فخر کی ہے حضرت امام اعظم بھی عجمی یعنی افغانی تھے ان کے والد بزرگوار کابل سے کوفے گئے تھے اس طرح ہو سکتا ہے کہ ''قاضی شریح الکندی'' کیساتھ ''کندی'' کی نسبت میانوالی کے ''کندیاں'' سے ہو جہاں مولانا خان محمد کی سکونت ہے اور خانقاہ سراجیہ ہے۔ اسطرح مشرقی افغانستان لغمان کے علاقہ میں بھی کسی جگہ کا نام ''کاندی یا کندی'' ہے۔

(۶) <u>حافظ ابراہیم خان فانی:</u> مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب فانی کی نظم ''یاد علامہ عبدالحلیم مردانی'' بھی نہایت بلیغ و فصیح ہے لیکن غازی ''عرض پرواز ہیں کہ علامہ عبدالحلیم کی شخصیت آفاقی سے صرف ''مردانی'' تک محدود نہیں ہے ویسے بھی ''مردانی'' لفظ تانیث کے معنی دیتا ہے ان کے نام گرامی کیساتھ ''مردان'' ہی لکھنا کافی ہے۔ غالب کا قول ہے ے

ہرچند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

الحق اگرچہ خالص مذہبی خشک پرچہ ہے مگر مولانا محمد ابراہیم کے تخلص ''فانی'' کے پیش نظر غالب کے قول کو سامنے رکھ کر عرض ہے کہ

پی کر کوئی شراب کوئی تسبیح پھیر کر طے کر رہے ہیں عالم فانی کے راستے
دونوں کی منزل ایک ہے اے حضرتِ غازی خشکی کے راستے کہیں پانی کے راستے

(۷) آپ نے ''مولانا سمیع الحق نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''غازی کے عشاق کا ایک حلقہ دارالعلوم حقانیہ میں بھی موجود ہے'' یہ پڑھ کر غازی کی زبان پر حکیم مومن خان مومن کا یہ شعر رواں دواں ہوا۔

<u>دلی میں الحق کے عشاق:</u> غازی کے پاکستان میں عشاق بہت ہیں ''الحق'' کے بھی دلی میں مشتاق بہت ہیں

۱۸ اپریل ۱۹۸۵ء دہلی نمبر ۶، بزرگ انقلابی مجاہد آزادی خان غازی کابل

(۱۸)

(باچاخان سرحدی گاندھی چند حقائق ابوالکلام کے خیالات)

<u>باچاخان کی ملاّ دشمنی:</u> فروری ۱۹۸۶ء کے الحق میں ''افکار وتاثرات'' کے تحت ''باچاخان اور مُلاّ'' کے عنوان سے ابوعمار قریشی کا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے راقم کے خیال میں اس مراسلے کا عنوان ''سرحدی گاندھی اور پختون'' ہونا چاہئے۔اسلئے کہ سرحدی گاندھی کو'باچاخان' لکھنا پختون قوم کی توہین کے مترادف بات ہے کیونکہ پختون اور سب کچھ ہوسکتے ہیں مگر'' گاندھی'' نہیں ہوسکتے سرحدی گاندھی اور خان غازی کابلی دونوں غالی قسم کے ہندو کانگریسی ہیں۔مگر دونوں میں یہ فرق ہے کہ خان غازی کابلی مسلمان ہیں اور پختون کریکٹراور روایات کے مجسم پیکر ہیں مگر سرحدی گاندھی سرتاپا سرحدی گاندھی ہیں پختون عربوں کی طرح بے حد مہمان نواز ہیں لیکن سرحدی گاندھی اس کے بالکل برعکس نہایت کنجوس اور بخیل قسم کے ہیں۔اس سلسلے میں مولانا ابوالکلام آزاد کی تحریریں پیش کرنے سے پہلے دہلی کے روزنامہ ''پرتاپ'' میں سرحدی گاندھی کے ایک مکتوب کا اقتباس پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں یہ مکتوب انہوں نے دہلی کے ایک سرکاری ملازم کو ۱۹۶۵ء کی ہندوپاک جنگ کے زمانے میں لکھا تھا اقتباس ملاحظہ ہو۔''مجھے بمبئی میں پٹھانوں کی گرفتاری کے بارے میں حقیقت معلوم نہیں یہ گرفتاریاں ہندوپاک جنگ کے دوران ہوئی تھیں میں مہاراشٹر سرکار کواسکے لئے قصوروار نہیں سمجھتا کہ پٹھانوں میں بہت کم اچھے اور دیانتدار ایماندار لوگ ہیں زر پرست اور خودغرض لوگوں سے جان بچانی چاہئے ۱۵رجولائی ''پرتاپ'' دہلی،

سرحدی گاندھی کے مندرجہ بالا بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سرحدی گاندھی صرف مُلاّ کے ہی مخالف نہیں بلکہ اپنی قوم پختون کے بھی دشمن ہیں اور مخالف ہیں اب ذرا مولانا ابوالکلام آزاد کے خیالات ملاحظہ ہوں مولانا اپنی کتاب ''ہماری آزادی'' میں لکھتے ہیں۔

۱۔ صوبہ سرحد کے معاملے میں ہم خان عبدالغفار خان اور انکے بھائی ڈاکٹر خان صاحب پر بھروسہ کرنے کے عادی ہوگئے۔ص ۳۴۱

۲۔ کنجوسی اور اخلاق کی کمی پٹھان کو بہت جلد برگشتہ کردیتی ہے بدقسمتی سے اس معاملے میں خان بھائی اپنے پیروؤں کے توقعات کی طرح پوری نہ کرسکے یہ دونوں کھاتے پیتے لوگ تھے لیکن بدقسمتی سے ان میں اخلاق کا مادہ نہ تھا۔ص ۳۴۲

۳۔ ڈاکٹر خان صاحب نے چیف منسٹر بننے کے بعد بھی شاید ہی کسی کو کھانا کھلایا ہوا گر اتفاق سے کوئی شخص کھانے یا چائے کے وقت آجاتا تو اس سے اخلاقاً کھانے پینے کیلئے نہ کہا جاتا انکی طبیعت کا بخل سرکاری روپے کے خرچ میں بھی ظاہر ہوتا تھا۔ص ۳۴۴

۴۔ عام انتخابات کے زمانے میں کانگرس نے خرچ کیلئے کافی بڑی رقم دی۔اس میں انہوں نے کم سے کم خرچ کیا بہت سے امیدوار صرف اسلئے ہار گئے کہ انہیں وقت سے مالی امداد نہیں ملی بعد کو جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ روپیہ تھا اور بیکار پڑا رہا تو یہ خان بھائیوں کے کٹر دشمن بن گئے۔ص ۳۴۴

۵۔ ۱۹۴۶ء میں خان بھائیوں کو سرحد کے لوگوں کی اتنی حمایت حاصل نہیں تھی جتنی کہ دلی میں ہم سمجھتے تھے۔ص ۳۴۴

مندرجہ بالا حقائق سرحدی گاندھی اور انکے برادر اکبر کے بارے میں ہیں اب ''برلا'' کے اخبار ''ہندوستان ٹائمز'' کی سنئے۔ کہ وہ سرحدی گاندھی کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

''خان عبدالغفار خان ۱۸۹۰ء میں تحصیل چارسدہ ضلع پشاور کے اتمان زئی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ان کے والد بہرام خان اس گاؤں کے مکھیہ تھے یعنی نمبردار۔۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حریت طلب ہندوستانیوں کے خلاف انگریزوں کو مدد دی اور اس مدد کے بدلے انگریزوں نے بھاری جاگیر دی'' (ہندوستان ٹائمز یکم جنوری ۱۹۸۶ء)

مولانا آزاد کی تحریروں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے بزرگ ۱۸۵۷ء کے غدار اور انگریزوں کے دوست تھے اسلئے انگریزوں نے بھاری جاگیر دی تھی۔ ولی خان دہلی میں بیٹھ کر لندن کی دستاویزات کی بناپر مولویوں کو انگریزوں کا تنخواہ دار بتاتے ہیں اور یہ نہیں بتاتے کہ ان کے بزرگ کیا تھے؟ شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

خان غازی کابلی دہلی (انڈیا)

(۱۹)

(بیماری کی حالت میں تحریر)

مکرمی، السلام علیکم، میری آنکھیں صحیح نہیں ہے اور عرصہ تک ہسپتال میں رہ کر ابھی گھر آیا ہوں۔ جو کچھ لکھا ہے بیماری کی حالت میں قلم برداشتہ لکھا ہے اسلئے اس کا مناسب عنوان خود ہی تجویز کرلیں اور مضمون درست کر کے ہی شکر گزار فرمادئیں۔ مکتوب کے اخر میں جو کچھ دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں عرض کیا ہے اسے خاص طور پر ملاحظہ کیجئے۔ حضرت قبلہ حضرت مولانا عبدالحق کو سلام مسنون کے بعد دعا کی درخواست کیجئے۔ دعاؤں کا محتاج خان غازی کابلی

(۲۰)

(مشاہیر کے خطوط الحق کیلئے مرتب کرنا چاہتا ہوں)

مکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، پاکستان کے بہت سے دوستوں نے غازی کو لکھا ہے کہ اب الحق میں آپ کے مضامین کیوں شائع نہیں ہوتے اور غازی نے سب کو لکھدیا ہے کہ یہ سوال مجھ سے نہ کیجئے بلکہ مولانا سمیع الحق صاحب سے کیجئے۔

''غازی'' کے کباڑ خانہ میں بہت سے مشاہیر کے مکتوب نظر آئے ہیں اور جی چاہتا ہے کہ انہیں ''الحق'' میں ترتیب کر کے اشاعت کیلئے بہ عنوان ''چند تصویر بتاں اور حسینوں کے خطوط'' بھیجدئے جائیں۔ ایک تازہ خط جو کچھ عرصہ پہلے الحق میں غازی کے مضامین کو پڑھ کر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے خلف الرشید سید عطاء المنعم عرف ابومعاویہ ابوذر بخاری نے لکھا ہے جو کافی طویل ہے لیکن وہ ایک تاریخی دستاویز ہے جس میں غازی کے علاوہ بہت سے مشاہیر کے تذکرے بھی ضمناً درج ہیں۔ دل چاہتا ہے کہ وہ الحق میں شائع ہو اگر ارشاد گرامی ہو تو اسکی نقل بھیجدی جائے۔ حضرت شیخ سے سلام مسنون کے عرض کے بعد دعا کیلئے التجا کیجئے۔

آپکا مخلص خان غازی کابلی

(۲۱)

(علالت کی اطلاع)

مکرمی، السلام علیکم، میں گزشتہ کئی دنوں سے سخت علیل ہوں حوالاتوں میں رہنے کی وجہ سے صحت بہت خراب ہوگئی ہے حضرت شیخ سے میرے لئے دعا کی درخواست کیجئے۔ خانقاہ مرزا جان جاناں کے بارے میں پروفیسر اسلم کے تردید میں جو کچھ لکھا ہے اسے اس طرح شائع فرمادیں جس طرح فروری کا مضمون شائع کیا ہے۔ میری یہ دونوں تحریریں شاید آخری ہوں کیونکہ میری حالت بہت خراب ہے۔

آپ کے دعاوں کا محتاج خان

(۲۲)

۱۲مئی ۱۹۸۴ء (مفتی عتیق الرحمان کی وفات اور قبرستان ولی اللہ میں مولانا حفظ الرحمانؒ کے پہلو میں تدفین)

دو پہر کو مفکر ملّت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی دارِ فانی سے دار البقاء کو کوچ فرما گئے اور اپنے مجاہد ملّت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کے پاس قبرستانِ شاہ ولی اللہ میں پہنچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۴مئی ۱۹۸۴ء کو آل انڈیا ریڈیو کی مجلس نے ان کے بارے میں غازی کا انٹرویو حاصل کیا تھا۔ اگر آپ ہندوستان کے ریڈیو سنتے ہونگے تو یہ انٹرویو سن لیا ہوگا۔ (خان غازی کابلی دہلی)

(۲۳)

(مولانا لطف اللہ جہانگیروی مرحوم کا خان غازی کابلی کے نام آپ بیتی)

مکرمی۔ مولانا سمیع الحق۔ السلام علیکم۔ میں گذشتہ کئی دنوں سے سخت علیل ہوں۔ حوالاتوں میں رہنے کی وجہ سے صحت بہت خراب ہوگئی ہے۔ حضرت شیخ سے میرے لئے دعا کی درخوات کیجیے۔ میری یہ دونوں تحریریں شاید آخری ہوں کیونکہ میری حالت بہت خراب ہے۔ آپ کی دعاؤں کا محتاج خان غازی۔ اس مضمون کا ایک عنوان یہ رکھا تھا "چند حسینوں کے خطوط "مرزا غالب کے اس شعر سے مستعار ہے

چند تصویرِ بتاں اور چند حسینوں کے خطوط — بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا

"غازی" جب دارورسن کے امتحان دینے کے بعد اور غازی آباد سے اپنے خانہ برباد میں یکم جنوری ۱۹۸۴ء کو آئے تو زبان پر شاعر کا یہ شعر رواں دواں ہوا۔ چھٹے اسیر تو بدلا ہوا زمانہ تھا — وہ شاخ ہی نہ رہی جس پر آشیانہ تھا

مکان (خانۂ برباد) کا جائزہ لیا۔ تو ایک کونے یں دو خطوط نظر نواز ہوئے۔ ایک خط مولانا لطف اللہ صاحب مرحوم فاضل دیو بند آف جہانگیرہ کا اور دوسرا خان محمد یوسف خان (علیگ) آف محلّہ سر سید ایبٹ آباد کا تھا "تکلف برطرف" آج کی فرصت میں مولانا لطف اللہ مرحوم کا مکتوب ملاحظہ ہو۔

(مولانا لطف اللہ جہانگیروی کی آپ بیتی)

''بخدمت جناب محترم صدیقِ قدیم خان غازی کابلی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے کسی شخص کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ نے رسالہ "الحق" میں میرے متعلق حالات دریافت کئے ہیں۔ پھر دوبارہ معلوم ہوا کہ آپ نے دوبارہ بھی اس ہیچ مدان کے حالات دریافت کئے ہیں۔ افسوس کہ مجھے آپ کا پتہ معلوم نہ تھا کہ خط لکھوں اس تلاش میں تھا کہ کل شام کو مولانا محمد یوسف بنوری کے لڑکے[1] اور مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق میرے غریب خانہ پر میرے لڑکے کی شادی خانہ آبادی کی مبارک باد کے لئے تشریف لائے تو میں نے ان سے آپ کا پتہ معلوم کیا۔ اور آج اس قابل ہوگیا ہوں کہ آپ کو خط لکھوں۔ جناب والا غازی صاحب! میں بقیدِ حیات ہوں۔ کراچی میں سات برس مولانا محمد یوسف بنوری کیساتھ ایک مدرسہ کے قیام اور اجرا کے بعد کئی سال سے "خانہ نشین "اپنے گھر اور اپنے گاؤں میں مقیم ہوں۔ تقسیم وطن کے بعد کلی طور پر سیاست سے کنارہ کش ہوں۔ میری ایک آنکھ کی بینائی جاتی رہی ہے اور ٹانگوں میں بھی تکلیف ہے۔ ان دو بیماریوں کی وجہ سے تمام مشاغل چھوڑ دیئے ہیں۔ خدا کے فضل وکرم سے اولاد کی طرف سے خوش نصیب ہوں اور مالی حالت بھی بحمد اللہ اچھی ہے۔

---

[1] عزیزم مکرم مولانا محمد بنوری شہید

آپ (خان غازی کابلی) جیسے احیائے قدیم کا تصور کر کے متاسفانہ زندگی گذار رہا ہوں۔ مجلس احرار اسلام میں پندرہ برس گذارنے کے بعد سمجھ لیا کہ یہ جماعت ناکام ہو رہی ہے۔ اس لئے اسے چھوڑ کر قرآن وحدیث کی تدریس شروع کر دی۔ میرے دوستوں میں ایک مولانا محمد یوسف بنوری تھے جن کے ساتھ میری پچاس برس کی دوستی تھی۔ مگر درمیان میں سیاسی خیالات میں کچھ اختلاف ہو گیا۔ پھر بھی ان کی زندگی میں ان کی رفاقت میرے لئے زندگی کا سہارا تھی۔ گذشتہ سال ان کا انتقال ہو گیا۔ اور کچھ دنوں کے بعد میری اہلیہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ زندگی ہے مگر رفقاء قدیم کی علیحدگی کا صدمہ نا قابل برداشت ہے۔

مولانا عبدالقیوم پوپلزئی سخت بیماری میں صاحب فراش ہیں۔ ان کے شاگردوں میں الطاف حسین کا تیس برس پہلے انتقال ہو چکا تھا۔ مولانا غلام غوث صاحب کے ساتھ دوستی تھی وہ سخت اختلاف کی وجہ سے بالکل ختم ہو گئی۔

میرے چار لڑکے ہیں ایک حافظِ قرآن اور عالمِ دین[1] ہے۔ گذشتہ سال کی تحریک جو بھٹو کے خلاف تھی اور اس سے پہلے "ختم نبوت" کی تحریک میں بڑا نام پیدا کیا تھا۔ عملاً مولانا مودودی صاحب کی جماعت سے رابطے ہیں۔ اس کے علاوہ اس سے چھوٹا[2] لڑکا نابینا ہے۔ تیسرا لڑکا[3] خلیج عرب ریاست متحدہ امارات عربیہ میں ہسپتال کے بڑے ڈاکٹر ہیں۔ سب سے چھوٹا لڑکا[4] بھی ابوظہبی میں منسلک ہے اور پرسوں اس کی شادی ہوئی ہے۔ عملاً نصف صدی تک "سرخپوش تحریک کی اعانت کرتا رہا لیکن جب سے افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب آ گیا ہے۔ اور بوڑھے خان صاحب (سرحدی گاندھی) جو قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں آخری وقت میں کمیونسٹوں کی امداد کر رہے ہیں۔ اور کابل میں مقیم ہیں اس لئے ان سے سخت نفرت دل میں پیدا ہو گئی ہے۔

<u>ضیاء الحق کی حکومت کی تعریف</u>: باقی پاکستان میں موجودہ حکومت مسٹر جناح کے بعد پہلی مرتبہ صحیح حکومت قائم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک پاکستان کو دین کے ایسے ہمدرد حکمران نصیب کرے۔ قوم کے اخلاق کو "بھٹو" بری طرح تباہ کر چکا ہے۔ ہر شخص دولت جمع کرنے کی فکر میں ہے خواہ حلال ہو یا حرام۔ بے حیائی اور مادر پدر آزادی بھٹو نے زیادہ کر دی ہے۔

پاکستان میں قادیانی (احمدی) کمیونسٹ اور سوشلسٹ وغیرہ سب ملک کو تباہ کرنے کی فکر میں ہیں۔ افغانستان سے تقریباً ایک لاکھ افراد وزیرستان، چترال، باجوڑ اور صوبہ سرحد میں ہیں جو کمیونسٹوں کے ڈر سے اپنا دین اور ایمان بچانے کے لئے آ گئے ہیں۔ اگر افغانستان لوگوں سے روپیہ اور سرمایہ نہ چھینیں تو کم از کم ایک تہائی افغان بھاگ کر پاکستان میں آ جائیں۔

ہم کو تقسیم وطن کے وقت یہ اندازہ نہ تھا کہ اس طرح دونوں ملکوں میں علیحدگی ہو جائے گی۔ میرا بچپن دہلی میں گذرا ہے محلہ بلی ماراں کے حقانی منزل میں کئی سال بچپن کے گذار چکا ہوں اور کوچہ رحمان کی مسجد میں نماز پڑھنے جایا کرتا تھا اور پڑھنے کے لئے کشمیری دروازہ کے مدرسہ امینیہ میں حضرت علامہ مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ کے پاس جایا کرتا تھا۔ خانِ والا شان اور غازی احرار و کردار اس سے زیادہ کیا لکھوں اپنی زندگی کے نشیب و فراز مختصر طور پر لکھ دیے ہیں۔ کبھی کابل جاتے ہوئے سرحد گزر ہو تو جہانگیرہ بھی تشریف لائیے۔ دہلی کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کے استاد خاقانِ ہند محمد ابراہیم ذوق نے دیرینہ ہمدردوں کے بارے میں خدا جانے کس حالت میں لکھا اور کہا تھا۔　اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا　　بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

غازی جیسے ہمدم دیرینہ سے جہانگیرہ میں ملاقات ہوگی تو مسیحا و خضر کی ملاقات کا لطف حاصل ہوگا۔ اور شیخ محمد ابراہیم ذوق کے علاوہ اور بہت سی پرانی یادیں تازہ ہوں گی۔　والسلام　مخلص قدیم محمد لطف اللہ جہانگیرہ

نوٹ:- مولانا لطف اللہ صاحب کا مندرجہ بالا مکتوب اس زمانہ کا ہے جب کہ خان عبدالغفار خان سرحدی گاندھی جلال آباد (افغانستان) میں تھے۔ اب تو صوبہ سرحد (پاکستان) میں آ گئے ہیں۔ اور ان کے موقف میں شاید تبدیلی آ گئی ہوگی۔　(غازی کابلی)

---

[1] مولانا حافظ ہدایت اللہ　[2] حافظ افضال اللہ

[3] ڈاکٹر عبدالقوی مرحوم مولانا لطف اللہ مرحوم قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی وغیرہ کے خالہ سسر تھا۔　[4] مولانا کفایت اللہ

مولانا خدا بخش ملتانی[1] مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۰/جولائی ۱۹۵۸ء (مکتوبات شیخ الاسلام اور نقش حیات)

مکرم ومحترم حضرت مولانا سمیع الحق خلف الرشید حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ۔مکرم بندہ زیدت معالیکم !وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،مزاج گرامی، والا نامہ نے مشرف فرمایا۔اس ذرہ نوازی ویادفرمائی کاشکریہ! حسب الحکم سب کتابیں مل جائیں گی۔مگر سردست ایک جلد دوئم مکتوبات شیخ الاسلام کی موجود ہے۔اگرارشاد ہوتو یہی بھیج دوں ورنہ جلداول کے آجانے پر دونوں جلدیں اکٹھی بھیجدونگا۔ابھی اسے کچھ دیر ہے۔ انشاء اللہ آجائیگی۔ خودنوشت نقش حیات ہردوجلد بھی آنے والی ہیں۔ اگرارشاد ہو تو وہ بھی ارسال کردی جائیں۔اوراگرابھی ارشاد ہوتو مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوئم بھیج دیاجائے۔جسکی اصلی قیمت ۵/۸ روپے ہیں۔اور موازی ۱۲/ر۔اسکا ہندستان سے یہاں پہنچنے کامحصول ڈاک کاخرچ ہے۔علاوہ اس خرچ کے کہ جوآپ تک پہنچنے کیلئے ہوگا۔

والسلام مع الاکرام

حضرت قبلہ والدصاحب دام مجدھم کو بندہ کیطرف سے بعدآداب تسلیمات عرض ہو۔اگرحضرت مولانا عبدالرحمان[2] صاحب و مولانا عبدالشکور صاحب[3] مدظلھما سے ملاقات کاموقع ہوتا ہوتوانہیں بھی بندہ کیطرف سے بعدآداب تسلیمات عرض ہوں۔دعوات صالحہ وخدمات لائقہ کاامیدوارسیہ کارننگ استانہ مدنی خدابخش ملتانی غفرلہ ۲محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق ۲جولائی ۱۹۵۸ء

میرااصلی پتہ یہ ہے: خدابخش خطیب جامع مسجد بیرون دہلی دروازہ ملتان شہر

☆☆☆

جناب خرم مراد خان[4] نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان

مدیر ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور

(۱)

۱۳/دسمبر ۱۹۹۲ء (متحدہ دینی محاذ کی تشکیل مفید تجاویز ○ بابری مسجد کا قضیہ)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔گرامی نامہ ملا۔آپ نے دینی قوتوں کے اتحاد کی جس شدید ضرورت کاذکرفرمایا ہے وہ عین ہمارے دل کی آواز ہے۔آپ نے سیکولرقوتوں کی سرگرمیوں پرجس تشویش کااظہار فرمایا ہے اس

---

[1] ملتان کے مدرسہ قاسم العلوم کے بنیادی موسسین میں سے اور حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی کے خصوصی متوسلین میں سے تھے۔

[2] صدر مدرس مظاہر العلوم سہارنپور مولانا عبدالرحمان کاملپوری خلیفہ حضرت تھانوی۔

[3] مولانا عبدالرحمان مظاہر العلوم سہانپور کے تادم مرگ رفیق و ہمدم، بہبودی حضرو سے دونوں کاتعلق کچھ عرصہ دونوں حضرات اکوڑہ خٹک کے جامعہ اسلامیہ میں پڑھاتے رہے۔

[4] مرحوم ترجمان القرآن کے مدیراعلیٰ تحریری اور جماعتی صلاحیتوں کے مالک اوراس وقت قائم مقام امیر تھے اس اجتماع کے نتیجہ میں متحدہ دینی محاذ (ایم ڈی ایم) تشکیل پایا جوآگے ایک انتخابی الائنس بھی بنا۔

میں ہم آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ ہمارے ایجنڈے پر روز اول سے یہ مسائل سرفہرست رہے ہیں، لیکن اس حقیقت سے اغماض بھی دانشمندی نہ ہوگی کہ ساری کوششوں کے باوجود یہ مقصود حاصل نہیں ہوسکا ہے۔ اس لیے جب آپ نے ایک دفعہ پھر اس عظیم الشان کام کا بیڑا اٹھایا ہے تو یہ ضروری ہے کہ آپ اس تلخ حقیقت کے اسباب وعلل اور علاج ومداوا پر بھی غور فرمائیں۔

میری ناچیز رائے میں، اگر آغاز میں مل بیٹھنے، تبادلہ خیال کرنے اور فاصلوں اور بُعد میں کمی کا انتظام ہوجائے تو یہ بھی بڑی کامیابی ہوگی۔ جب تک یہ چیزیں حاصل نہ ہوں کسی تنظیمی ہیئت کا قیام مطلوبہ نتائج پیدا کرنے سے قاصر رہے گا، اس سلسلے میں آپ کی دلچسپی، مساعی اور رہنمائی انشاء اللہ مفید نتائج پیدا کرسکے گی۔

بابری مسجد کے بارے میں سیکولر عناصر کے بارے میں آپ کا تجزیہ صحیح ہے لیکن یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر دینی اور سیکولر کی تقسیم کے باوجود زیادہ سے زیادہ قومی عناصر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے ان کو اس مقصد کا حلیف بنانا زیادہ موثر اور کارگر ہوگا۔

آپ نے ۱۵ر دسمبر کو مشترکہ اجتماع میں دعوت دے کر میری عزت آفزائی کی ہے۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں۔ دسمبر کا وسط ہمارے لیے جماعتی طور پر بہت مصروف وقت ہوتا ہے۔ شوریٰ، عاملہ اور دیگر کمیٹیوں کے اجلاس دم لینے کی مہلت نہیں دیتے، محترم امیر جماعت کی غیر حاضری اور ان کی قائم مقامی کے بھاری بوجھ نے اس کیفیت میں میرے اضافہ ہی کردیا ہے۔ ان وجوہات کی بناپر، اگر میں خود حاضر نہ بھی ہوسکا، تو میں مولانا عبدالمالک صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ آپ کے اس اجتماع میں ضرور شریک ہوں۔

یہ دیرینہ مسئلہ کسی ایک کانفرنس سے تو حل نہ ہوگا۔ امید ہے کہ آپ نے مستقبل کے لیے کوئی لائحہ عمل ضرور سوچا ہوگا۔ اس سلسلے میں آپ سے ربط کا متمنی رہوں گا۔ والسلام طالب دعا (خرم مراد)

(۲)

(ماہنامہ ترجمان القرآن کی تزئین نو)

محترمی ومکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ماہنامہ ترجمان القرآن کا شمارہ بابت جنوری ۱۹۹۴ء آپ کی خدمت میں ہدیتاً ارسال کررہا ہوں۔ یہ تزئین نو کے بعد پہلا شمارہ ہے۔

۶۰ سال قبل سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے جاری کردہ اس رسالہ نے احیائے اسلام کی جدوجہد میں تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ آج امامت عالم کے لیے اسلام اور مغرب کے درمیان کشمکش برپا ہونے کے لئے میدان تیار ہورہا ہے۔ میری کوشش ہوگی کہ اس نازک گھڑی میں یہ رسالہ قرآن کی رہنمائی میں امت اور انسانیت کے مستقبل کی تکمیل میں بھرپور حصہ ادا کرسکے۔ دور حاضر کے مباحث، تہذیب غرب پر نقد ونظر، تہذیب نو کی تشکیل اور تزکیہ وتربیت کے دائروں میں ایسے مضامین شائع ہوں جو قلب وذہن کی تشنگی بجھانے کا بھی کچھ سامان کریں پڑھنے والے کو اپنی زندگی صراط مستقیم پر لگانے میں بھی کچھ مدد کریں۔

امید ہے آپ اسے پڑھیں گے تو پسند فرمائیں گے اور مفید پائیں گے۔ یہ بھی درخواست ہے کہ مفید پائیں تو اس کا آگے ذکر خیر بھی فرمائیں۔ اپنے احباب میں بھی اور ان اداروں میں بھی جن سے آپ کا تعلق ہے۔ نقد ونظر اور مشوروں سے ہماری رہنمائی بھی کریں۔

میری کوشش ہوگی کہ یہ ہدیہ آپ کو باقاعدگی سے ملتا رہے۔ والسلام طالب دعا خرم مراد نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان

حضرت مولانا خواجہ خان محمد[1] کندیاں

(۱)

(مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجتماع اسلام آباد)

مارچ ۱۹۷۸ء

بخدمت جناب مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ سلام مسنون! مزاج گرامی۔ ۲۲ مارچ ۷۸ء بروز جمعہ صبح دس بجے سے نماز عصر تک مرکزی جامع مسجد لال اسلام آباد میں آل پاکستان ختم نبوۃ کانفرنس مجلس عمل تحفظ ختم نبوۃ پاکستان کے زیر اہتمام رکھی ہے۔ کانفرنس کی اہمیت مسئلہ ختم نبوت کی عظمت آپ پر پوشیدہ نہیں یہ کانفرنس اس افتراق وتشتت کے دور میں اتحاد اُمت کا سیمینار ثابت ہوگی۔ آپ بر وقت تشریف لاکر کانفرنس میں شرکت اور امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائیں۔

والسلام فقیر خان محمد عفی عنہ صدر مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوۃ پاکستان

(۲)

(قادیانیت آئینی ترامیم کی بحالی کی کوششوں کا شکریہ اور ملت اسلامیہ کے موقف کی تیاری وغیرہ کا اعتراف)

۲۳ رجب ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد از سلام مسنون کے مطالعہ فرمادیں کہ کل یہاں سے ایک رجسٹری بھجوانے کے بعد آپکی رجسٹری موصول ہوئی آپکی اس کرم فرمائی کا بہت بہت شکریہ کہ اس حقیر کو اپنی اس شفقت وعنایت کے قابل سمجھا۔ جزاک اللہ تعالیٰ عنا خیر الجزاء، قادیانیت کے سلسلہ میں آئینی ترمیم کی بحالی کے متعلق آپ حضرات کی مساعی کا بھی بہت بہت شکریہ۔ جزاکم اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی مساعی کو قبول فرمادے اور اس دور کے فتن سے دین حقہ اسلام کی حفاظت وصیانت کی مزید برآں توفیق رفیق گردانے۔ آمین۔

<u>ملت اسلامیہ کے موقف کی تیاری ۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے خدمات کا اعتراف:</u> تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں تو آپ براہ راست شریک رہے ہیں ملت اسلامیہ کے موقف کی تیاری میں آپ کا بہت سا حصہ ہے۔ اسلئے آپ پر اس موقف کی حفاظت کی ذمہ داری بھی آپکا اپنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو اس فریضہ کی ادائیگی کی کما حقہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ گزارش ہے کہ پنجاب ہائیکورٹ بار کے وکلاء کی جو عرضداشت[2] صدر صاحب کیخدمت پیش کی گئی تھی اسمیں دو ترمیموں کی منسوخی کی نشان دہی کی گئی تھی صدر صاحب نے ایک ترمیم کی منسوخی کو بحال کیا ہے اور دوسری ترمیم کی منسوخی کو باقی رہنے دیا ہے وہ عرضداشت ارسال خدمت ہے۔ خط کشیدہ ترمیم کی منسوخی بدستور باقی ہے اس طرح یہ آدھا کام باقی اسکی تکمیل کیلئے مسلسل محنت اور جدوجہد کی ضرورت لازمی ہے۔

<u>پاسپورٹ وغیرہ کے بیان حلفی میں گڑبڑ:</u> اس پہلے کام کی تکمیل کیلئے سوچ وبچار اور غور وفکر جاری تھا کہ ایک اور افتاد میں مبتلا کردیئے گئے ہیں اور وہ ہے بیان حلفی میں جو کہ حج فارموں، پاسپورٹ فارموں اور شناختی کارڈ فارموں میں درج ہے۔

اور ہر درخواست گزار مسلمان کو اسپر دستخط کرنے لازمی ہیں اس بیان حلفی کے تیسرے پیرے کو حذف کردیا گیا ہے۔ پہلے بھی ووٹوں کے اندراج کے وقت یہ بیان حلفی تبدیل کردیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے حضرت مفتی محمود صاحبؒ کی قبر پر انکی مداخلت سے یہ

---

[1] خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے مسند نشین، شیخ وقت مولانا خان محمد صاحب، اسلام کے روایات دعوت وارشاد کے ساتھ ساتھ عزیمت و جہاد کے امین ہیں۔ قادیانیت کے خلاف حضرات اکابر کے صدی سے زیادہ عرصہ کے جدوجہد اور محنتوں کے وارث ہیں اور اس پیرانہ سالی میں بھی تحفظ ختم نبوت کے محاذ سے مصروف جہاد ہیں۔ جولائی ۲۰۱۰ء میں اس دار فانی سے رحلت کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (س)

[2] جو اس کے بعد شریک اشاعت ہے۔

مسئلہ حل ہوا تھا اور حکومت کو کروڑ ھا روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا، اور کروڑوں فارم طبع شدہ کو ضائع کرنا پڑا اور نئے فارم صحیح بیان حلفی پر چھپوانے پڑے تھے۔ اسکے متعلق صدر صاحب کی خدمت میں فقیر نے عریضہ ارسال کیا جسکی ایک کاپی آپکی خدمت میں پیش کی ہے۔

صدر ضیاء الحق کا نرم رویہ: جب سے مارشل لاء نافذ ہوا ہے اور صدر ضیاء الحق صاحب نے مسند اقتدار کو زینت بخشی ہے قادیانیوں کی حفاظت اور سرپرستی اور انکی نمائندگی کے فریضہ کی ادائیگی کو اپنا فرض سمجھ رکھا ہے۔ صدر صاحب کی اس روش نے خود انکے متعلق شک وشبہات کو تقویب پہنچائی ہے۔ کیا آئین اسلام کے نفاذ کے سلسلہ میں قادیانیت کا تحفظ ضروری ہے اور لادین عناصر کے تعاون کے بغیر یہ کام سرانجام نہیں دیا جاسکتا۔ اس معمہ کو سمجھنے کیلئے عامۃ المسلمین کے اذہان قاصر ہیں۔ ع رموز مملکت خویش خسروانان دانند

واجب الاحترام حضرت مولانا صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا۔

والسلام فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ از خانقاہ سراجیہ

(۳)

۳۰ جمادی الاول ۱۴۰۲ھ (حقانیہ اکوڑہ خٹک میں وفاق المدارس کے اجتماع کے سلسلہ میں مشورے)

بعد الحمد و الصلوٰۃ وارسال التسلیمات و التحیات، فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے مکرم ومحترم جناب مولانا قاری محمد امین صاحب مطالعہ فرماویں کہ وفاق المدارس کے اس اجتماع میں حاضری کا ارادہ تھا لیکن طبیعت کی خرابی کیوجہ سے اس سعادت سے محرومی پر بہت افسوس ہے یہ امر مجبوری عزیز احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف سے بھیج رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو کامیاب بنادے اور مدارس عربیہ دینیہ کے استحکام اور ترقی اور اصلاح احوال کے بہترین نتائج کا حامل بنادے۔ آمین۔ یہ ایک خالص دینی اجتماع ہے اور پاکستان کا بہترین دینی عنصر اس میں جمع ہے اس میں ۱۹۷۳ء کے آئین میں ۱۹۷۴ء میں جو مسلمانان پاکستان کی عظیم قربانی کیوجہ سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار پانے کے متعلق ترمیم منظور ہو کر ۱۹۷۳ء کے آئین کا حصہ بنی تھی۔ موجودہ حکومت نے منسوخ کردی ہے اسکے متعلق ضرور ایک قرارداد منظور کروائیں جو کہ بہت ضروری اور اہم ہے۔ لاہور ہائیکورٹ بار کے ۱۶۹ وکیلوں کی عرض داشت جو ۲۳ مارچ کے روزنامہ جنگ میں شائع ہوئی ہے اس سلسلہ کی یقینی چیز ہے اسکی تین کاپیاں ارسال خدمت ہیں۔ اسکی روشنی میں یہ احتجاجی قرارداد ضرور منظور کروائیں اور سب شرکاء کے دستخط کرواکر صدر مملکت کو رجسٹری کروائیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو کامیاب فرمادے اور ہمت واستقامت کرامت فرمادے۔ آمین۔ فقیر کیطرف سے امیر وفاق المدارس مولانا محمد ادریس صاحب[1]، ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیم صاحب[2] حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیگر جملہ حضرات کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا۔ والسلام از خانقاہ سراجیہ

(۴)

فروری ۱۹۸۵ء (مولانا محمد اسلم قریشی کا اغواء ○ احتجاجی پروگرام اور مطالبات)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، زید لطفکم، مکرمی محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ایڈیٹر الحق، مزاج گرامی؟ مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے اجلاس منعقدہ چنیوٹ بتاریخ ۲۷ دسمبر ۸۴ء کے فیصلوں کی روشنی میں گزارش ہے کہ فدائے ختم نبوت مولانا محمد اسلم قریشی کو اغواء ہوئے ۱۷ فروری ۸۵ء کو دو سال ہو رہے ہیں لیکن حکومتی ادارے ابھی تک انکا سراغ لگانے اور اغواء کی سازش میں ملوث افراد کو شامل تفتیش کرنے میں ناکام رہے ہیں اور مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے دیگر مطالبات کے سلسلہ میں بھی حکومت کوئی واضح پالیسی اختیار نہیں کر رہی ہے اسلئے مرکزی مجلس عمل نے فیصلہ کیا ہے کہ: ۱۷ فروری ۸۵ء بروز اتوار کو ملک بھر میں یوم احتجاج منایا جائے اس سلسلہ میں ملک بھر میں مجلس عمل کی شاخوں اور تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، خطباء، طلبہ، راہنماؤں اور کارکنوں سے گزارش ہے کہ اس

---

[1] مولانا محمد ادریس میرٹھی [2] مولانا سلیم اللہ خان صاحب کراچی حال صدر وفاق المدارس

روز مقامی حالات کی روشنی میں عام جلسوں، کارکنوں کے اجتماعات، بیانات، تقاریر، اشتہارات اور دیگر ممکنہ ذرائع سے مولانا محمد اسلم قریشی کے اغواء کے پس منظر، مرکزی مجلس عمل کے مطالبات، قادیانیوں کی وطن دشمن سرگرمیوں اور افسر شاہی کے سردمہری پر مبنی رویہ پر روشنی ڈالی جائے اور مندرجہ ذیل مطالبات کا تفصیل سے ذکر کیا جائے:

☆ مولانا محمد اسلم قریشی کے اغواء کی تفتیش کرنے والی موجودہ پولیس ٹیم کو برطرف کر کے کیس ملٹری انٹیلی جنس کے حوالے کیا جائے۔

☆ مرزا طاہر کے فرار کے ذمہ دار افسران کیخلاف کارروائی کیجائے اور اسکا پاسپورٹ منسوخ کر کے انٹرپول کے ذریعہ ملک واپسی کا انتظام کیا جائے۔

☆ قادیانیوں کی کلیدی آسامیوں سے علیحدگی، ارتداد کی شرعی سزا کے نفاذ اور مرکزی مجلس عمل کے دیگر مطالبات کی منظوری کا اعلان کیا جائے۔ ☆ قادیانیوں کے بارے میں صدارتی آرڈیننس پر مکمل عملدرآمد کا اہتمام کیا جائے اور ٹال مٹول کا رویہ اختیار کرنے والے افسران کا نوٹس لیا جائے۔ علاوہ ازیں یہ بھی بطور خاص گزارش ہے کہ عام انتخابات میں قانون کی رو سے قادیانی نہ تو مسلمانوں کی نشستوں پر انتخاب میں حصہ لے سکتے ہیں نہ ووٹ استعمال کر سکتے ہیں۔ اسلئے اپنے علاقہ میں اس بات پر خصوصی نظر رکھیں کہ کوئی قادیانی نہ تو الیکشن لڑ سکے اور نہ ہی ووٹ استعمال کر سکے اور اگر کہیں اس قسم کی کوئی شکایت پیش آئے تو متعلقہ ضلع حکام کو باضابطہ اطلاع دیکر مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے دفتر حضوری باغ روڈ ملتان کو بھی اسکی نقل بھجوائیں، انتخابات کے فوراً بعد اسلام آباد میں مرکزی مجلس عمل کا اجلاس طلب کیا جا رہا ہے جس میں آئندہ لائحہ عمل کے بارے میں اہم فیصلے کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز مولانا خان محمد

(۵)

۱۲/فروری ۱۹۸۵ء

(قادیانیوں کی کلمہ مہم)

مخدوم ومحترم جناب چیف ایڈیٹر الحق حضرت مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج گرامی؟ ۱۷فروری ۱۹۸۵ء کو فدائے ختم نبوت مولانا محمد اسلم قریشی کے سانحہ اغواء کو دو سال پورے ہو جائیں گے۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر کا ملک عزیز سے فرار اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ اس کیس میں مجرم ہیں۔ مدعی پارٹی کے نامزد کردہ مشتبہ افراد کو شامل تفتیش نہیں کیا گیا ہے۔ تفتیشی ٹیم کے سربراہ میجر مشتاق ڈی آئی جی فیصل آباد اس سانحہ کے وقت گوجرانوالہ میں تعینات تھے انکی جانبداری اور مجرمانہ ذہنیت نے کیس کو لاینحل معمہ بنادیا ہے۔ آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان اس صورت حال سے شدید کرب واضطراب میں مبتلا ہے مرزا طاہر کی لندن سے آمدہ کیسٹوں، تقاریر وہدایات سے پورے ملک کے قادیانی اپنے سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج لگا کر اپنی عبادت گاہوں، مکانات بالخصوص ربوہ کے درودیوار پر کلمہ لکھ کر صدارتی آرڈیننس کی دھجیاں بکھیرنے میں شب وروز مصروف ہیں۔ قادیانی اسلام کے امتیازی نشان (کلمہ طیبہ) کو لکھ کر یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں غیر مسلم قرار دینے کا آرڈیننس پرکاہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔ الیکشن کے زمانہ میں قادیانی جنون کی حد تک اس طرح تصادم پر اتر آتے ہیں جس سے پورے ملک کے محب وطن مسلمان سخت تشویش میں مبتلا ہیں۔ قادیانی بیرونی ہدایات پر کسی وقت بھی ملک کے امن کو تہہ وبالا کر سکتے ہیں۔ قانون نافذ کرنے والے حکومتی ادارے خاموش تماشائی کا مجرمانہ کردار ادا کر رہے ہیں۔

<u>ماہنامہ الحق اور مدیر الحق کو خراج تحسین</u>: آپ نے ہمیشہ حق وصداقت کا ساتھ دیا۔ آپ کے رسالہ نے قومی مسائل میں ہمیشہ اسلامیان پاکستان کی راہنمائی کی۔ مولانا اسلم قریشی کیس میں آپکے رسالہ نے مثالی کردار ادا کیا۔ اس پر میں آپکا شکر گزار ہوں۔ آپ سے درخواست ہے کہ ۱۷فروری کو اپنے رسالہ کے ادارتی کالم میں اس مظلوم عالم دین، فدائے ختم نبوت کے سانحہ پر قلم اٹھا کر مشکور فرمائیں۔

والسلام...... فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ، امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان،

صدر آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں، پاکستان ۱۲/۲/۸۵

(۶)

(عرضداشت بنام ضیاء الحق عبوری آئینی حکم میں قادیانیوں کے بارہ میں سقم)

بخدمت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، صدر مملکت کے نام ہائی کورٹ کے ۱۶۹ ارکان کی عرضداشت برائے اطلاع ارسال خدمت ہے۔　فقیر خان محمد عفی عنہ

عرضداشت بخدمت جناب صدر مملکت چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق

جناب عالی! براہ کرم مذکورہ ذیل معروضات پر ہمدردانہ غور فرما کر مناسب حکم صادر فرمائیں۔امت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ قادیانی ولاہوری مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔اس بنا پر مرزائی نہ اپنے آپکو مسلمان کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے شعائر اختیار کر سکتے ہیں۔مسلمانان پاکستان کی عظیم قربانی کے باعث ستمبر ۱۹۷۴ء ترمیم نمبر ۲ کے ذریعہ مرکزی اسمبلی نے قادیانیوں (ہردوگروپ) کو آئینی وقانونی طور پر غیر مسلم قرار دیدیا گیا تھا۔نہیں معلوم قادیانیوں کے متعلق کوئی نہ کوئی ایسی صورت کیوں پیدا ہو جاتی ہے کہ اس سے عامۃ المسلمین شک وشبہ کا شکار ہو جاتے ہیں جب آئینی عبوری حکم جاری کیا گیا تو اسمیں آئین ۱۹۷۳ء کی دفعہ نمبر ۱۰۶ جسمیں قادیانی لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیتوں میں شمار کیا گیا تھا۔حذف تھی۔ممتاز علمائے کرام نے جب یہ امر جناب کی خدمت میں پیش کیا تو جناب والا کی ذاتی توجہ سے اس کمی کو پورا کیا گیا۔اور عبوری آئین میں دفعہ نمبر ۱۰۶ کا مفہوم پہلے سے بھی اچھی صورت میں داخل کر لیا گیا۔جناب والا! عامۃ المسلمین کے خلاف دوسری تخریبی قانون سازی آرڈیننس نمبر ۲۷ مجریہ جولائی ۱۹۸۱ء کے ذریعہ کی گئی ان وفاقی قوانین (اعادہ واستقرار) کی دفعہ نمبر ۲ میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ شیڈول اول میں مندرج تمام قوانین کلی طور پر ختم وکالعدم کر دیئے گئے ہیں۔اسی طرح ''شیڈول اول'' عنوان کے تحت ''منسوخ شدہ قوانین'' کے الفاظ درج ہیں۔اسی شیڈول میں سیریل نمبر ۲۷۴ پر آئینی ترمیم نمبر ۲ مجریہ ستمبر ۱۹۷۴ء کو منسوخ ہونا درج ہے۔اور سیریل نمبر ۳۱۳ (آرڈیننس) عوامی نمائندگی کا ترمیمی آرڈیننس L مجریہ ستمبر ۱۹۷۹ء کو منسوخ کیا جانا درج ہے۔(یہ بدستور منسوخ ہے اور بحالی از حد ضروری ہے۔خان محمد) جس کی بنا پر قادیانی (ہردوگروپ) صرف غیر مسلم اقلیتی نشستوں پر انتخاب میں حصہ لے سکتے تھے اور انکے ووٹر بھی صرف قادیانی ہی ہو سکتے تھے وفاقی قوانین (اعادہ واستقرار) کے اجراء کے بعد قادیانی ہردوگروپ ۱۹۷۳ء کا آئین بحال ہونے کے بعد غیر مسلم اقلیت نہ رہیں گے۔اور آج عبوری آئین کی موجودگی میں قادیانی ہردوگروپ پر غیر مسلم سیٹوں اور غیر مسلم ووٹروں کے ذریعہ انتخاب لڑنے کی پابندی ختم ہے۔

مودبانہ گزارش ہے!　کہ اس نئے آرڈیننس نے عامۃ المسلمین سے ان تمام جانوں کا صلہ چھین لیا ہے جوانہوں نے ختم نبوت کی حفاظت کیلئے قربان کیں ان شہیدوں کا خون رائیگاں گیا جوانہوں نے رسول اکرم ﷺ کے نام پر پیش کیا۔پُرزور اور پُرسوز گزارش ہے کہ اس نئے آرڈیننس کے شیڈول میں سے سیریل نمبر ۲۷۴، نمبر ۳۱۳ حذف فرمایا جاوے۔اور حکم دیا جاوے کہ وہ شروع سے ہی حذف تصور ہونگے جیسا کہ شیڈول میں شامل ہی نہ تھے۔ہم ہیں آپکے نیاز مند ہائیکورٹ بار لاہور کے ۱۶۹ معزز اراکین کے دستخط،

واجب الاحترام حضرت مولانا صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا۔

والسلام فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ از خانقاہ سراجیہ

(۷)

(اپریل ۸۴ء میں ضیاء الحق کا قابل تحسین آرڈیننس)

التاریخ ۲۱ اپریل ۱۹۸۵ء

محترم ومکرم جناب عالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔جیسا کہ آپکو معلوم ہے کہ قادیانیت کا مسئلہ، مملکت خداداد پاکستان کا حساس ترین مسئلہ ہے۔اس مسئلے کی سنگینی کا احساس یقیناً آپکو بھی ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ مسئلہ ''ختم نبوت'' کے حل کیلئے ملک میں تین بار تحریک چل چکی ہے۔دس ہزار مسلمانوں نے صرف لاہور میں تحریک تحفظ ختم نبوت ۵۳ء کے دوران اپنی جانوں کا نذرانہ

پیش کیا۔ ۷۴ء میں قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر، پاکستان کے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ پورا کرتے ہوئے قادنیوں کوغیر مسلم اقلیت قرار دیا اور اپریل ۸۴ء میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ قادیانیوں کو اپنے آپکو مسلمان کہلانے، اسلامی اصطلاحات کے استعمال اور قادیانیت کی تبلیغ سے روک دیا[1]

اس وقت میں تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ملک کے استحکام اور سالمیت کیلئے قادیانی ٹولہ سب سے زیادہ خطرناک رہا ہے اور اب بھی ہے۔مشرقی پاکستان کو توڑنے کا سب سے اہم کردار ایم ایم احمد قادیانی نے ادا کیا۔آج بھی یہی ٹولہ ملک میں فرقہ ورانہ،لسانی وعلاقائی تعصبات کی آگ بھڑکانے میں نہایت خفیہ طریقہ سے کام انجام دے رہا ہے۔سرکاری اداروں میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز قادیانی ملک کو دیمک کیطرح چاٹ رہے ہیں۔یہ مسئلہ بھی آپکی توجہ کا متقاضی ہے۔

<u>قادیانیوں کا آرڈیننس سے باغیانہ رویہ:</u> قادیانیوں نے ۷۴ء کی آئینی ترمیم کی طرح صدر ضیاء الحق کے نافذ کردہ آرڈیننس کو ماننے سے انکار کر دیا ہے اور مسلمانوں کو مشتعل کرنے کیلئے انہوں نے ''کلمہ مہم'' چلا رکھی ہے۔اپنی عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ کے بورڈ لگا کر مسلمانوں کی دل آزاری کررہے ہیں۔کیا پاکستان کا کوئی مسلمان کلمہ کا بورڈ کسی گرجا گھر، مندر یا گردوارہ پر لگانے کی اجازت دیں گے؟ قادیانیوں کا اسطرح کلمہ طیبہ کا بورڈ لگانے کا مقصد صرف اپنے آپکو مسلمان ظاہر کرنا ہے جو شرعاً اور قانوناً جرم ہے۔مسئلہ قادیانیت الحمدللہ، علماء کرام کی محنت اور پاکستان کے مسلمانوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں ممبر ومحراب سے نکل کر اسمبلی کے ایوانوں میں گونجنے لگا۔اب ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومتی سطح پر قادیانیت کا تعاقب کیا جائے۔میں آپکی خدمت میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے شائع کردہ رسائل کے سیٹ بھیج رہا ہوں تاکہ آپ پر قادیانیت کی اصلی حقیقت واضح ہو۔اگر جناب قادیانیت کے بارے میں مزید معلومات چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ قائم فرمادیں۔انشاءاللہ ہم رہنمائی کریں گے۔اس سلسلے میں آپ سے درخواست ہے کہ

☆ اگر آپ قومی یا صوبائی یا سینٹ کے ممبر ہیں تو اس مسئلے کیلئے کلمہ حق بلند کیجئے۔

☆ اگر آپکا تعلق پولیس یا انتظامیہ سے ہے تو آرڈیننس پر عملدرآمد کرانا آپکا شرعی وقانونی فریضہ ہے

☆ اگر آپ جج، وکیل، ڈاکٹر، تاجر، ملازم، مزدور یا طالب علم ہیں یا آپ کا تعلق کسی بھی پیشہ سے ہو، آپکا فریضہ ہے کہ آپ اپنے دائرہ میں ناموس رسالتمآب ﷺ کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کریں۔

یقین جانئے کہ اگر آپ آنحضرت ﷺ کی شفاعت چاہتے ہیں تو اس مسئلے کیلئے اٹھ کھڑے ہوں۔اس سے پاکستان کے مسلمانوں کا بھلا ہوگا اور ملک کو استحکام ملے گا۔ فقیر خان محمد عفا عنہ (امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان)

(۸)

۷ ستمبر ۱۹۸۹ء (لندن اور شکاگو امریکہ کے ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت)

مکرمی ومحترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام لندن میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ہوتی ہے۔اس سال یہ کانفرنس یکم اکتوبر ۸۹ء بروز اتوار لندن میں منعقد ہورہی ہے۔جماعت کے رفقاء کی خواہش ہے کہ اس دفعہ آنجناب[2] بھی شرکت سے ممنون احسان فرمائیں آپکی تشریف آوری سے فقیر کو بہت خوشی اور راحت

---

[1] احقر نے اس وقت مجلس شوریٰ (وفاقی کونسل) میں دیگر دردمند ساتھیوں کے ساتھ جدوجہد کی۔صدر سے مذاکرات اور طویل قانونی وآئینی سوچ وبچار سے الحمدللہ یہ آرڈیننس نافذ کرایا گیا۔

[2] حضرت مدظلہ کے حکم کی تعمیل میں احقر نے برطانیہ جا کر کانفرنس میں شرکت کی اور اس کے بعد پہلی دفعہ لندن سے امریکہ جا کر شکاگو کانفرنس میں شریک ہوا۔

ہوگی۔امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے ۔دارالعلوم ٹھیک چل رہاہوگااللہ رب العزت آپکے حامی وناصر ہوں۔لندن کے بعد ۸،۷ ر ا کتوبر کوشکاگوامریکہ میں بھی کانفرنس ہے اگر گنجائش ہواورایک سفر میں تمام پروگرام ہوجائیں تو بہت اچھاہو۔ورنہ لندن تو ضرورتشریف لائیں۔ والسلام......فقیرخان محمدعفاعنہ

پروگرام حسب ذیل ہونگے۔یکم اکتوبرویمبلے کانفرنس حال لندن،ختم نبوت کانفرنس ،۷،۸را کتوبر جمیت حدیث وختم نبوت کانفرنس شکاگوامریکہ،حضوروالالندن روانگی سے قبل مندرجہ ذیل فون پرلندن مطلع فرمائیں گے تاکہ خدام ختم نبوت آپکااستقبال کرسکیں اورآپ بسہولت قیام گاہ تک تشریف لے جائیں۔فون نمبر۸۱۹۹۔۳۷۔۷۔۰۱ یہ ہے۔آپکا مکتوب گرامی حضرت الامیر کوخانقاہ سراجیہ کندیاں شریف بذریعہ ڈاک بھیج دیا گیاہے۔امید ہے کہ دعوات صالحہ میں ضروریادفرمائیں گے۔

والسلام...... محمداسماعیل شجاع آبادی،مرکزی ناظم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

(۹)

۳۵ستاک ویلگرین لندن، ۱۶را کتوبر۱۹۸۹ء (ربوہ کے آٹھویں سالانہ کانفرنس میں شرکت)

محترم المقام جناب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،مزاج گرامی،اللہ رب العزت کالاکھ فضل واحسان ہے کہ آپ حضرات کی اخلاص بھری کوششوں سے عالمی مجلس اب پوری دنیامیں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کافریضہ سرانجام دے رہی ہے۔برطانیہ وامریکہ کی ختم نبوت کانفرنسوں کے باعث جماعت کے اکثر ذمہ داررہنماغیرملکی سفر پر ہیں۔ربوہ میں ہونے والی سالانہ آٹھویں ختم نبوت کانفرنس کیلئے فقیر کے کہنے پر رفقاء نے ۲،۳نومبر۱۹۸۹ء جمعرات، جمعہ کی تاریخیں مقرر کی ہیں۔میں آپ سے توقع رکھتاہوں کہ کانفرنس کی کامیابی کیلئے بھرپور کاوش کریں گے۔پہلے سے زیادہ رفقاء کواسمیں شرکت کیلئے آمادہ کریں گے۔اور ہماری غیر حاضری کومحسوس نہ ہونے دیں گے۔ہم لوگ اب کانفرنس کے موقع پر ہی حاضر ہونگے۔ہماری غیر حاضری میں آپ اپنی ذمہ داری کوبھرپوراوراحسن انداز سے نبھانے کی کوشش کریں اور کانفرنس کومثالی طور پر کامیاب بنائیں۔فقیر ہروقت آپ حضرات کیلئے دعاگو ہے۔

والسلام فقیرابوالخلیل خان محمدعفی عنہ،امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حال وارد(لندن)

(۱۰)

(حکومت کی قادیانیت نوازی کی مثالیں)

بخدمت عالی جناب ومحترم زیدمجدکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ ،مزاج گرامی! موجودہ حکمران اسوقت جسطرح قادیانیت نوازی کا مظاہرہ کررہے ہیں اسکی چندایک مثالیں ملاحظہ ہوں۔

☆ وزیراعظم معین قریشی صاحب،ایم ایم احمد قادیانی کی دریافت ہیں۔مبینہ طور پر اسکانام اسنے پیش کیا۔دونوں ورلڈ بینک میں ایک ساتھ کام کرتے رہے ہیں یہ کہ دونوں امریکہ کے آدمی ہیں۔معین قریشی کی بیوی اور بیٹی کے قادیانی ہونے کی اطلاعات اخبارات میں چھپ چکی ہیں اور یہ کہ معین قریشی کاپریس سیکرٹری ریٹائرڈ کرنل اکرام اللہ قادیانی بتایاجاتاہے۔

☆ قادیانیوں کے حقوق انسانی کمیشن کوحکومت کاتحفظ:

قادیانیوں نے تحفظ حقوق انسانی کمیشن کے نام پرایک ادارہ قائم کیا۔قادیانیوں نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کی آڑ میں پاکستان اوراسلامیان پاکستان کو بیرونی دنیا میں اسی پلیٹ فارم سے بدنام کیا۔عاصمہ جہانگیر(لاہور)،مجیب الرحمان ایڈوکیٹ (راولپنڈی)،اورائیر مارشل ظفر چوہدری ایسے متعصب وجنونی قادیانی اس کمیشن کے رکن تھے۔اب موجودہ حکومت نے اسی کمیشن (تحفظ حقوق انسانی کمیشن) کوقانونی تحفظ دے کر وزارت داخلہ کے ماتحت کردیا ہے اورظلم یہ کہ عاصمہ جہانگیر اور خالداحمد ایسے قادیانی بھی اسکے رکن ہیں۔گویا قادیانی مفادات کے تحفظ اور بیرونی دنیا سے پاکستان پردباؤڈلوانے کیلئے خودحکومت پاکستان نے

قادیانیوں کا ایک ادارہ قائم کردیا ہے۔

☆ اقلیتوں کے نام پر قادیانیوں کو نوازنے کے لئے جائزہ کمیٹی کی تشکیل

حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اقلیتوں کیساتھ امتیازی قوانین کا جائزہ لینے کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی جاری ہے جسکی رپورٹ پر اقلیتوں سے متعلق قوانین کو بدل دیا جائیگا اقلیتوں کیساتھ کیا امتیازی سلوک ہورہا ہے؟ سوائے قادیانیوں کے کوئی اقلیت موجودہ قوانین پر غیر مطمئن نہیں۔صرف قادیانیوں کو اپنے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے پر عدم اطمینان ہے جسکے لئے اندرونی وبیرونی طور پر وہ پاکستان کیخلاف پروپیگنڈہ کرتے رہے انکے اس عدم اطمینان کو ختم کرنے کیلئے حکومت نے کمیشن مقرر کیا ہے کہ اس کمیشن کی رپورٹ پر قوانین میں حکومت ترمیم کرے گی۔

☆ قادیانیوں کے پروردہ شخص کی وزارت قانون ومذہبی امور کے لئے نامزدگی: پاکستان کے بیسیوں ریٹائرڈ جج حضرات موجود تھے لیکن وزیر قانون ومذہبی واقلیتی امور کیلئے ریٹائرڈ جسٹس اے ایس سلام کو لایا گیا دنیا جانتی ہے کہ موصوف کا خاندان معروف قادیانی ظفر اللہ خان کے زیر اثر تھا اور خود سلام صاحب کی تعلیم وتربیت بھی چوہدری ظفر اللہ قادیانی کی رہین منت ہے۔سلام صاحب نے اپنے فیصلوں میں جسطرح قادیانیوں کو تحفظ دیا، وہ سب باتیں ریکارڈ پر ہیں۔یہ وہ خطرات ہیں جن سے آپکو باخبر کرنا ضروری تھا۔وزیراعظم ووزیر قانون کی یہ مرزائیت نوازی پاکستان کیلئے سنگین خطرہ کا باعث اور اسلامیان پاکستان کیلئے کڑی آزمائش ہے۔ ۷رستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا اب موجودہ حکومت امت مسلمہ کی سوسالہ محنت پر پانی پھیرنا چاہتی ہے۔اس سلسلہ میں ۱۰ستمبر ۱۹۹۳ء کو پورے ملک کے خطیب حضرات جمعہ کے خطبات میں اظہار خیال فرمائیں گے۔آپ سے بھی استدعا ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا فرمائیں۔حق تعالیٰ شانہ آپکے حامی وناصر ہوں۔ والسلام دعاگو ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، محمد یوسف لدھیانوی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

(۱۱)

(مجلس کو ازسر نو منظم اور فعال بنانے کی کوشش)

۸رمئی ۱۹۹۶ء باسمہ تعالیٰ

بگرامی خدمت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت مکارکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ قادیانیوں کی روزافزوں جارحانہ سرگرمیوں اور امریکہ ودیگر مغربی حکومتوں کی طرف سے قادیانیوں کی کھلم کھلا حمایت سے پیدا شدہ صورت حال میں تحریک ختم نبوت کو ازسر نو منظم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور اس مقصد کیلئے کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام ''قومی ختم نبوت کنونشن'' ۱۶رمئی ۹۶، بروز جمعرات ۲ بجے دن فلیٹیز ہوٹل لاہور میں منعقد ہورہا ہے جبکہ اسی روز صبح ۸ بجے دفتر ختم نبوت مسجد عائشہ حسین سٹریٹ نیو مسلم ٹاون لاہور میں دینی جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس منعقد ہوگا جسمیں مجلس عمل کے آئندہ پروگرام کا تعین کیا جائے گا اور تنظیمی ڈھانچے کو مکمل کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ آنجناب سے گزارش ہے کہ صبح ۸ بجے کے اجلاس میں بھی شریک ہوں اور ۲ بجے ختم نبوت کنونشن سے بھی خطاب فرمائیں تاکہ اس نازک مسئلہ پر رائے عامہ کو منظم اور بیدار کرنے کا بہتر انداز میں آغاز کیا جاسکے۔بے حد شکریہ! منجانب خان محمد صدر کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان

(۱۲)

(مجلس غیر سیاسی تبلیغی جماعت O وفاقی مجلس شوریٰ میں مطالبات کی حمایتی جدوجہد کی خواہش)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی! مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان غیر سیاسی تبلیغی جماعت ہے اتحاد امت اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت مجلس کا خصوصی امتیاز ہے۔قادیانی جماعت کے عقائد وعزائم سراسر اہل اسلام کیخلاف اور بین الاقوامی طور پر دشمنان اسلام کے حق میں ہیں۔مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے شائع شدہ عرضداشت ارسال خدمت ہیں۔

اللہ رب العزت نے آپکو اس نازک دور میں ملک وملت کی خدمت کا موقع عطا فرمایا ہے۔ازراہ کرم۔قادیانیوں کے متعلق جو مطالبات عرضداشت میں درج کئے گئے ہیں وفاقی مجلس شوریٰ کے آنیوالے اجلاس میں ان مطالبات کی بھرپور حمایت فرما کر اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول برحق ﷺ کی خوشنودی حاصل فرمائیے۔ فقیر خان محمد عفی عنہ،امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان حضوری باغ روڈ ملتان

(۱۳)

(پاسپورٹ سے بیان حلفی حذف کردینے کے بارہ میں صدر ضیاء الحق کو عرضداشت)

حضرت اقدس مولانا سمیع الحق صاحب ایڈیٹر ماہنامہ الحق !السلام علیکم،مزاج گرامی،حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب کے حکم پر جنرل صاحب کے نام خط[1] کی دوعدد کاپیاں ارسال خدمت ہیں ایک تو براہ کرم آپ اپنے جریدہ میں ضرور شائع کریں۔

ایک کاپی آپ جنرل صاحب کو اپنے ذرائع سے بھجوائیں اور اپنا خط ضرور لکھیں کہ ان پر عمل درآمد ہو۔یہ حضرت امیر مرکزیہ مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کا حکم اور پوری جماعت کی درخواست ہے۔امید ہے کہ حضرت اقدس والدگرامی بخیروعافیت ہونگے۔حضرت کا وجود امت کا متاع عزیز اور گرانقدر سرمایہ ہے۔اللہ تعالیٰ انکو ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔

والسلام بحکم حضرت مولانا خان محمد صاحب عزیز الرحمان ناظم دفتر ختم نبوت ملتان

(۱۴)

(دیوبندی مسلک کے اکابر کے اتحاد پر غوروحوض)

۳/مارچ ۱۹۹۷ء

بخدمت عالی مرتبت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدعنایتکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،مزاج گرامی،اس وقت ہلاکت ودہشت گردی کے روزافزوں جو واقعات ہورہے ہیں اس سے جہاں ملک عزیز پاکستان میں امن وامان کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے وہاں ہر اہل دل پرامن شہری اضطراب وپریشانی کا شکار ہے۔ اہلسنت والجماعت دیوبندی مسلک حقہ سے وابستہ حضرات جسطرح افتراق وتشتت کا شکار ہیں وہ آپکی نظروں سے اوجھل نہیں۔کیا اتفاق واتحاد کے رابطہ باہمی کی کوئی شکل ہوسکتی ہے؟ صرف اس ایک نکتہ پر غوروفکر کیلئے دیوبندی مسلک کے اکابر کی ایک میٹنگ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۹۷ء بروز اتوار بعد از مغرب دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مکان نمبر ۱۱۵۹۔۳۔۶/۱۔G اسلام آباد میں طلب کی گئی ہے۔آپ سے گزارش ہے کہ اپنی تمام تر گوناں گوں مصروفیات کے باوجود اس مسئلہ کی اہمیت ونزاکت کے باعث اسمیں اصالتہً شرکت فرما کر فقیر کو ممنون فرمائیں۔فقیر ذاتی طور پر آپ سے درخواست گزار ہے کہ ضرور شرکت فرمائیں۔اللہ رب العزت،ہم سب کو اپنی مرضیات پر عمل کرنے کی توفیق ارزاں فرمائیں۔آمین

والسلام خان محمد عفا عنہ،امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صدر دفتر حضوری باغ روڈ ملتان

---

[1] بعالی خدمت جناب صدر پاکستان اسلامی جمہوریہ پاکستان۔اسلام آباد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ، جناب عالی! مسلمانان پاکستان کو اس خبر سے انتہائی صدمہ پہنچا ہے کہ پاکستان پاسپورٹ فارم میں درج بیان حلفی حذف کردیا گیا ہے۔جس کے مطابق ہر مسلمان درخواست گزار کو حلفاً یہ اقرار کرنا پڑتا تھا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا نبی سمجھتا ہے۔اور یہ کہ وہ قادیانی ولاہوری ہر دو گروہوں کو غیر مسلم اقلیت تصور کرتا ہے۔حکومت کے اس اقدام کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس سے قادیانی عقیدہ کے لوگوں کی دل آزاری ہوتی تھی۔میں سمجھتا ہوں کہ حکومت میں مرزائیوں کے کچھ ایسے کل پُرزے موجود ہیں جو آئے دن مسلم اکثریت کے اس نظریاتی اسلامی ملک میں اس قسم کے اقدام کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کرتے رہتے ہیں۔ہم حیران ہیں کہ اس عظیم مسلم اکثریت کی دل آزاری کی قیمت پر آخر اس غیر مسلم اقلیت کی ایسی دلجوئی کی ضرورت ہی کیا آپڑی ہے۔یہ لادین اور مرزائیت نواز عناصر کبھی تو ووٹوں کے فارم پر ایسی عبارت کے اندراج کا سبب بنتے ہیں جو عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہو۔کبھی ۱۹۷۳ء سے متفقہ آئین میں سے اس ترمیم کو خارج کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔جس سے عقیدۂ ختم نبوت کا آئینی تحفظ کیا گیا ہے۔اور اب یہ دل آزار اور تشویش ناک خبر سامنے آئی ہے کہ پاکستان پاسپورٹ فارم پر درج شدہ مذکورہ بالا بیان حلفی حذف کردیا گیا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر کی حیثیت سے میری آپ سے پُرزور اور پُرسوز گزارش ہے کہ پاکستان پاسپورٹ کے مذکورہ بالا بیان حلفی کو حذف کرنے کے احکام فوری طور پر منسوخ فرمائیں اور عامۃ المسلمین کے جذبات کو مجروح کرنے والوں کے خلاف سختی سے نوٹس لیں۔

ابوالخلیل خان محمد (امیر مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، حضوری باغ روڈ ملتان)

(۱۵)

(ربوہ کانفرنس)

اکتوبر ۱۹۹۷ء

محترمی مکرمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عقیدہ ختم نبوت ﷺ کے تحفظ اور ملت اسلامیہ کے خلاف قادیانی فرقہ کی ریشہ دوانیوں، سازشوں اور فریب کاریوں سے امت کو باخبر رکھنے کیلئے ۲؍۱۰اکتوبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۹، ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ بروز جمعرات، جمعہ جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی رصدیق آباد میں کانفرنس منعقد ہورہی ہے حسب سابق شرکت فرما کر عقیدہ ختم نبوت سے قلبی وذہنی وابستگی کا اظہار کریں۔ براہ کرم آمد اور پروگرام سے آگاہ فرمائیں۔ متمنی شرکت فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کندیاں ضلع میاں والی، رابطہ کیلئے مولانا عزیز الرحمان جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت۔ حضوری باغ روڈ ملتان۔۵۱۴۱۲۲۔۰۶۱

(۱۶)

(مجلس عمل کی میٹنگ)

مکرم ومحترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، سلام مسنون کے بعد التماس ہے کہ مرزائیت کے سلسلہ میں ۲۰ مارچ کو اسلام آباد مرکزی دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں مجلس عمل کی ایک میٹنگ بعد از ظہر بلائی گئی ہے اسمیں جناب والا کی شرکت از حد ضروری ہے۔ تشریف لاکر احسان فرمادیں۔ فقیر ممنون ہوگا۔ فقیر آپ سب کی صحت وعافیت اور سلامتی کا طالب ہے۔ مولا پاک نصیب فرمادے۔ آمین، فقیر کی طرف سے سب کو سلام ودعوات، والسلام...... فقیر خان محمد عفی عنہ از مرکزی دفتر ملتان

(۱۷)

(ربوہ کانفرنس اتحاد امت کا مظہر)

اکتوبر ۲۰۰۳ء

بخدمت عالی جناب مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سینٹر زیدمجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی، ۲۲ویں سالانہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ۲،۳؍۱۰اکتوبر ۲۰۰۳ء بروز جمعرات دن دس بجے سے جمعہ عصر تک جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہورہی ہے۔ انشاء اللہ اس تشتت وافتراق کی مسموم فضا میں یہ کانفرنس اتحاد امت کا مظہر ہوگی۔ قادیانیت جیسے خطرناک ارتدادی فتنہ کی روک تھام کی خاطر امت مسلمہ کی راہنمائی کیلئے آنجناب سے شرکت کی درخواست ہے۔ امید ہے کہ تشریف لاکر ممنون احسان فرمائیں گے۔

رابطہ کیلئے (مولانا) عزیز الرحمان جالندھری صدر استقبالیہ، (مولانا) صاحبزادہ طارق محمود ناظم استقبالیہ، (مولانا) مفتی محمد جمیل خان منتظم اعلیٰ، دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر۔ والسلام......آپکا مخلص (مولانا خواجہ) خان محمد

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صدر دفتر حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

(۱۸)

(ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ۲۰۰۵ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گرامی خدمت جناب مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، زیدمجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی! ۲۴ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۲۹،۳۰؍ستمبر ۲۰۰۵ء بروز جمعرات دن دس بجے تا عصر بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہورہی ہے۔ انشاء اللہ! موجودہ پرفتن دور میں یہ کانفرنس اتحاد ملت کا مظہر ہوگی۔ پاکستان میں قادیانیت، بہائیت اور آغا خانیت جیسے خطرناک فتنوں کی روک تھام کی خاطر امت مسلمہ کی راہنمائی کے لئے آنجناب سے شرکت کی درخواست ہے، امید ہے کہ اپنی تشریف آوری سے ممنون احسان فرمائیں گے۔ والسلام آپکا مخلص (مولانا خواجہ) خان محمد امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

(۱۹)

(کسی کی سفارش)

بگرامی خدمت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی، عرض گزارش ہے کہ حامل رقعہ ھذا ہمارے علاقے کا غریب آدمی ہے کام کی نوعیت زبانی عرض کریگا کچھ شفقت ہو جاوے تو فقیر ممنون اور شکر گزار ہوگا۔ فقیر کی طرف سے احباب کو سلام مسنون۔

والسلام، فقیر خان محمد عفی عنہ ۱۵ ر محرم ۱۴۲۰ھ

(۲۰)

(مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور دیگر اجلہ علماء حق کی شہادت)

محترمی ومکرمی جناب شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے سانحہ نے پوری امت مسلمہ میں اضطراب کی لہر دوڑادی اور ہر فرد مجسمہ سوال بن گیا کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے ساتھ دن دھاڑے اور ہزاروں افراد کی موجودگی میں اس درندگی کا مظاہرہ کیا جاسکتا ہے تو عام انسان کی جان کی کیا وقعت ہوگی؟ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ کچھ عرصہ سے دین اور اہل دین کے خلاف ایک مخصوص طریقہ سے گھناؤنی سازش ہو رہی ہے جس کے نتیجہ میں ہمارے اکابر اہل علم اور قابل فخر ہستیوں کو قاتلانہ حملوں کے ذریعہ چن چن کر شہید کیا جارہا ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے یہ جان لیوا حملے ایسی شخصیات کے خلاف ہو رہے ہیں جو خالص علمی اور اصلاحی خدمات میں مصروف اور اس حوالہ سے عوام وخواص میں معروف تھے۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم حضرت مولانا محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ، مولانا عبدالسمیع شہیدؒ اسلام آباد کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب اور مسلک علمائے دیوبند کیلئے عظیم خدمات انجام دینے والے حضرت مولانا عبداللہ شہیدؒ اور جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کے شیخ الحدیث کے صاحبزادے مفتی محمد مجاہد شہیدؒ کو اس حوالے سے بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔ بدقسمتی کی انتہا یہ ہے کہ یہ جاں گداز سانحے مسلسل پیش آرہے ہیں۔ یہ افسوسناک حوادث پیش آتے رہے اور ہم ان کو فراموش کرتے رہے یہاں تک کہ یادگار سلف حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی مظلومانہ شہادت کا سانحہ پیش آ گیا۔ اس سے ہمیں جو دھچکہ لگا ہے آپ سے مخفی نہیں کہ وہ کتنا شدید اور جاں گسل ہے۔ لازم تھا کہ اس سانحہ کے مضمرات کو بھانپ کر اور ان پے درپے پیش آنے والے ان حوادثات کے خوفناک باہمی تعلق کا ادراک کر کے ہم ان کے سدباب اور علمائے کرام واکابرین کے تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے متفقہ لائحہ عمل ترتیب دیتے اور اسے اجتماعی سطح پر پورے ملک میں منظم طریقے سے بروئے کار لاتے لیکن افسوس ایسا نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان حوادثات کے اسباب اور مضمرات، بہت خوفناک اور ہماری فوری اور بھرپور توجہ کے طالب ہیں۔

<u>اہل علم طبقہ واحد رکاوٹ</u>: یہ بات اپنے پرائے سب کے سامنے روشن ہو چکی ہے کہ پاکستان کا اہل علم طبقہ اس وقت کفر کی یلغار کے سامنے واحد رکاوٹ ہے۔ بیرون دنیا میں عالمی طور پر یہ باور کرلیا گیا ہے کہ پاکستانی علماء حضرات اور دینی ادارے وہ آخری دیوار ہیں جنہوں نے رہے سہے دین کے گرد حفاظتی حصار کھینچ رکھا ہے۔ چنانچہ وہ انکے خلاف بالواسطہ وبلاواسطہ مربوط اقدامات کرنے کیساتھ اب انہیں براہ راست ہدف بنانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہو چکے ہیں۔ اگر بات کسی ایک فرد یا ادارے کی ہوتی تو ہماری بے توجہی اور لاتعلقی کا شاید عذر ہوسکتا تھا لیکن یہ پورے مکتب فکر، تمام طبقات اور سارے مسلکی حلقوں کا معاملہ ہے۔

<u>حاملین دین پر حملہ</u>: بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ پورے دین کا معاملہ ہے اس لئے کہ حاملین دین پر حملہ دین پر حملہ ہے۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم فوری طور پر جمع ہو کر ان المناک واقعات کے سدباب کے لئے غور کریں اور آئندہ کے لئے ایسا لائحہ عمل تیار کریں جس کے بعد اس قسم کے واقعات کا اعادہ نہ ہو۔ اس لئے مشاورت سے طے کیا گیا کہ اسلام آباد میں چیدہ چیدہ علماء کرام کا اجلاس درج ذیل پروگرام کے مطابق منعقد ہو۔ آپ کی علمی اور تدریسی خدمات اپنی جگہ بہت اہم ہیں مگر اس اجلاس میں شرکت ملک اور دین کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس میں شرکت فرما کر مسلک حقہ سے وابستہ لاکھوں مسلمانوں کی رہنمائی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

الداعیان:

شیخ المشائخ خواجہ خان محمد صاحب	شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر	ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	شیخ الحدیث نصرت العلوم گوجرانوالہ	مہتمم جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی
مولانا حسن جان	قاری سعید الرحمان	مفتی نظام الدین شامزی
شیخ الحدیث جامعہ امداد العلوم پشاور	مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی	شیخ الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی
مفتی محمد جمیل خان	مولانا اسفندیار خان	مولانا عبدالغنی
نائب مدیر اقراء روضۃ الاطفال	شیخ الحدیث جامعہ دارالخیر کراچی	چمن بلوچستان
شیخ لحدیث مولانا نذیر احمد	مولانا فضل رحیم	
مہتمم جامعہ امدادیہ فیصل آباد	نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور	

نظام الاوقات

بتاریخ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۲۹ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲ر جولائی ۲۰۰۰ء

بروز۔۔۔۔۔۔۔۔۔اتوار بوقت۔۔۔۔۔۔۔صبح ۹ بجے

بمقام۔۔۔۔۔۔۔۔۔جامعہ محمدیہ، ایف سکس فور، چائنا چوک، اسلام آباد

(۲۱)

(علماء کونسل کا اجلاس)

محترم ومکرم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اس وقت اہل دین اور علماء کرام پر جو ابتلاء آئی ہوئی ہے اور مستقبل قریب میں جس طرح کے حالات پیش آنے کا اندیشہ ہے اس کے پیش نظر ہمارا مل بیٹھنا بہت ضروری ہے۔عزیزم محمد جمیل خان کو اس سلسلے میں اجلاس بلانے کی ذمہ داری سونپی تھی۔آپ احباب کی ملاقاتوں کی روشنی میں انہوں نے علماء کونسل اور دیگر بعض شخصیات کا ایک اہم اجلاس ۲۴/ جنوری کو جامعہ اسلامیہ، کشمیر روڈ، راولپنڈی میں رکھا جو قاری سعید الرحمٰن صاحب کی میزبانی میں منعقد ہو رہا ہے۔میری آپ سے حالات کے پیش نظر گزارش ہے کہ اس اجلاس میں ضروری طور پر شرکت فرمائیں، میں ذاتی طور پر بھی بہت زیادہ ممنون ہوں گا۔ والسلام فقیر خان محمد عفی عنہ

(۲۲)

(دعوت نامہ ختم نبوت کانفرنس)

مکرمی ومحترمی جناب حضرت اقدس مولانا سمیع الحق صاحب حفظکم اللہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی۔وطن عزیز جن سنگین حالات سے دوچار ہے۔ہر محب وطن پاکستانی کا دل شدید دکھی اور پاکستان کو پُرامن خوشحال و مستحکم دیکھنے کا آرزومند ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس مرحلہ پر اپنا تعمیری فریضہ ادا کرتے ہوئے۔۳۰ مئی ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب لیاقت باغ راولپنڈی میں ایک تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے جسمیں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور وطن عزیز کی بقاو سالمیت کے تقاضوں کی تکمیل کیلئے قومی شعور کو بیدار کرنا اہم ہدف ہے انشاء اللہ ملک بھر سے جید علماء مشائخ اور دینی وسیاسی قائدین شرکت کرینگے۔اس مقدس مقصد کے حصول کی جدوجہد میں آپکی شراکت ورہنمائی نہ صرف ہماری حوصلہ افزائی کا باعث ہوگی بلکہ آپکی دنیاو عقبیٰ کی فوز وفلاح کا ذریعہ بھی۔

دعاگو...... فقیر خواجہ خان محمد امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ کمیٹی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد، مولانا قاضی مشتاق احمد امیر عالمی مجلس مذکور

راولپنڈی، قاری عبدالمالک نقشبندی راولپنڈی، مولانا پیر عزیز الرحمٰن راولپنڈی، حضرت مولانا نذیر احمد فاروقی اسلام آباد، جانشین شیخ القرآن حضرت مولانا اشرف علی راولپنڈی، حضرت مولانا ظہور احمد علوی اسلام آباد، حضرت مولانا عبدالغفار اسلام آباد، مولانا عبدالمجید ہزاروی راولپنڈی، حضرت مولانا محمد رمضان علوی اسلام آباد۔



خان محمد۔ کراچی

جمعہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ ۳۱ جنوری ۱۹۷۵ء (سنی سوچ نہیں حنفی سوچ کی ضرورت)

۶۸ بی۔ کے ڈی اے اسکیم نمبر (۱)

بگرامی خدمت ایڈیٹر صاحب۔ ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک۔ محترمی السلام علیکم۔ کسی ذریعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ اکوڑہ خٹک سے شائع ہونے والا ماہنامہ ''الحق'' ایسا ہے جس میں مجھے بہت کچھ ایسی باتیں مل جائینگی جن کیلئے میری طبیعت ایک زمانہ سے مضطرب رہی ہے۔ اسی ذریعہ سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ بہت ساری باتیں جو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں ان کے جواب مجھے رسالہ کے جنوری (ذالحجہ) کے شمارے میں مل جائیں گے۔ چنانچہ کل ہی میں نے وہ شمارہ بازار سے حاصل کیا۔ رات اس کو پڑھ لیا۔ یوں تو آپ حضرات کی ذہنی کیفیت پورے رسالے میں موجود ہے، لیکن بالخصوص محمد اسحاق صدیقی صاحب سندیلوی، کراچی کا مضمون ''سرکاری مدارس میں شیعہ مذہب کی تعلیم'' سرتاپا صداقت پرمبنی ہے۔ میں ان سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہوں اسلئے آپکی عنایت ہوگی اگر آپ جناب سندیلوی کا پتہ مجھے لکھ بھیجیں گے۔ میرا نقطہ نظر رسالہ ''حنفی تحریک'' میں بالتفصیل موجود ہے۔ اس لئے اس سلسلہ میں فی الوقت کوئی اور بات نہیں کرنا چاہتا۔ آپ کا نقطہ نظر معلوم ہوجائے گا پھر کچھ اور باتیں کرسکوں گا۔ لیکن پھر بھی ایک بات عرض کردوں کہ سندیلوی صاحب کے مضمون کے ساتھ ادارہ کی طرف سے جونوٹ شروع میں دیا گیا ہے، وہ میری سوچ سے بہت کچھ ملتا ہوا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں کہوں گا کہ اس میں ایک آنچ کی کسر رہ گئی ہے۔ جس فتنے کا آج آپ ذکر کررہے ہیں، جس خطرے کی طرف سے آپ پر دینی خوف طاری ہوگیا ہے اس کی ساری ذمہ داری ''سنی سوچ'' پر ہے۔ اب بھی آپ سنّی سنّی کی رٹ لگارہے ہیں۔ حالانکہ پاکستان میں اسلام کے معنی یہی ہیں حنفی فقہ کا اجراء۔ اس سے ذرا بھی کم پر آپ نے کچھ سوچنے کی کوشش کی تو یقین جانئے آپ گھر کے رہیں گے نہ گھاٹ کے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ دریا کے تیز دھارے میں خس وخاشاک بے بسی سے اُسی رخ جاتے ہیں جس رخ دریا کا دھارا ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آج اس بچے کھچے پاکستان میں حنفی متحد ہوجائیں تو پاکستان کے روشن مستقبل کی مثال پیش کرنا محال ہوجائے۔ لیکن اگر آپ نے سنی پلیٹ فارم پر متحد کرنے کی کوشش کی تو میرا ایمان ہے کہ آپ کبھی متحد نہیں ہوسکتے۔ آج جو آپ کی حالت ابتر ہے اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ایک حنفی حنفی ہونے کے باوجود سنی نقطہ نظر سے سوچتا اور متحد ہونے کی کوشش کرتا رہا اور اس میں ہر دور اور ہر زمانے میں ناکام رہا۔ اتحاد واتفاق کی بجائے اختلافات بڑھتے گئے۔ حنفی کے علاوہ باقی مکتبہ فکر کی حیثیت سندھ طاس کے علاقے میں خشک وخاشاک ہی کی ہے۔ شاید آپ کو معلوم ہو کہ مشرقی پاکستان کو پاکستان سے الگ ایک عظیم سازش کے ذریعے محض اس لئے کیا گیا کہ حنفیوں کی عظیم اکثریت میں کمی آجائے۔ چنانچہ اب محض سندھ طاس میں جو علیحدہ نصاب کی باتیں ہورہی ہیں۔ وہ اس لئے کہ متحدہ پاکستان کے مقابلے میں سات کروڑ حنفیوں کی کمی سندھ طاس علاقے میں ہوگئی ہے۔ اگر اب بھی آپ حضرات نے ہوش کے ناخن نہ لئے تو بیانات اور مضامین کے سلسلہ ہائے دراز کے باوجود آپ کی ایک نہیں چلے گی۔ اور کفر وشرک وبدعات کو آپ بھی اسلام بنا کر گز ربسر کر کے خود ہی کو دھوکہ دیں گے۔ اللہ ورسول کو آپ کی ذرہ برابر پرواہ نہیں۔ اللہ انہی کو چاہتا ہے جو عمل کرتے ہیں اور اپنی فکر ونظر کو پھیلانا بڑھانا چاہتے ہیں۔ جلد جواب کے لئے ٹکٹ لگا ہوا لفافہ ملفوف کررہا ہوں۔

والسلام خان محمد ۶۸ بی کے ڈی اے کراچی نمبر ۸

سینیٹر مخدوم خلیق الزمان[1]

(۱)

۱۸/جنوری ۱۹۹۳ء (مخدوم طالب المولی کی وفات)

Hala Sindh,

My Dear Moulana Samee-ul-Haque, Aslamalekum. I hope you are fine. Received your condolence[2] telegramme on sad demise of our father. We are grateful for the sympathies expressed in this regards.

Thanks: Makhdoom Khaleek Zaman, Hala.

(۲)

۱۲/جنوری ۱۹۹۴ء (بیٹے کی شادی پر مبارکباد)

Hala My dear Moulana Samee ul Haque. Aslamalekum. I hope you are fine. I received valima card of your beloved son. Because of some engangements I could not attend the same. I am very grate ful that you have remembered me on such occasion.

Thanks. Your sincerely, Makhdoom Khaleeq zaman Senator.

☆☆☆

حکیم قاری خلیل احمد حقانی۔ مردان

(مولانا یوسف بنوریؒ کا مولد)

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا وطن اصلی پشاور ہے۔ مگر آپکی ولادت پشاور میں نہیں (جیسا کہ عموماً تعزیتی مضامین میں لکھا جارہا ہے) بلکہ موضع محبت آباد جو مردان اور رشکئی کے درمیان واقع ہے اور تمبولک بھی کہلاتا ہے میں ہوئی۔ ان دنوں آپ کے والد ماجد مرحوم اس گاؤں میں مقیم تھے۔ (خلیل احمد فاضل دارالعلوم حقانیہ ساکن محبت آباد مردان)

☆☆☆

مولانا خلیل احمد شاہ[3] فاضل دیوبند بفہ مانسہرہ

۱۴۰۹/۱/۲۸ھ (شیخ الحدیث کی وفات پر تاثرات)

محترم المقام الہمام گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب دام فیوضکم۔ بعد تحیۃ السلام۔ گزارش ہے کہ حضرت مولانا شیخ التفسیر والحدیث جناب عبدالحق صاحب مرحوم جعل الجنۃ مثواہ جانکاہ سانحہ ارتحال معلوم ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بڑا غم ورنج الم و دکھ ہوا اللہ جل شانہٗ مولانا عبدالحق صاحب مرحوم کو جوار رحمت نصیب فرمائے اور جنت الفردوس سے نوازے آپ کی قبر پر نزول رحمت ومغفرت ہو قبر کے مصائب سے محفوظ فرمائے اور قبر کو گل گلزار بنائے۔ آپ کے بلند مقام تک کس کی رسائی ہوسکتی ہے۔ مولانا مغفور جعل الجنۃ مثواہ پاکستان کے بے نظیر

---

[1] مخدوم طالب المولی سندھ کے فرزند اور مخدوم امین فہیم کے بھائی، سینیٹ میں ہمارے کولیگ رہے نہایت اعلیٰ اخلاق کے انسان، جوانی میں وفات پاگئے۔
[2] مخدوم طالب المولیٰ کی وفات پر تعزیت کا شکریہ
[3] حضرت کے زمانہ دیوبند میں ہم درس ہونے کا ذکر خط میں موجود ہے۔

مشہور نامور اور بے بدل عالم جید تھے۔اور دارالعلوم دیوبند کانعم البدل مشہور دارالعلوم سرحد بھر میں اکوڑہ خٹک کے مقام پر واقع ہے' کی بنیاد ڈالی' ہزارہ کشمیر اور جس میں کابل' بلخ و بخارا' ثمر قند گلگت و چترال اور دیگر اسلامی ممالک کے طلبا نے عربی علوم وفنون' تفاسیر واحادیث کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ایک یادگار صدقہ چھوڑا۔اور اپنے فرزند ارجمند خلف الرشید کو اس صدقہ جاریہ کی پرورش اور نگرانی سونپ گئے۔ خدا دونوں صدقات جاریہ کو مقبول فرمائے آمین۔ کبرنی موت الکبراء " جب بڑے اللہ کو پیارے ہوجاتے ہیں تو مجھ کو یعنی آپ کو بڑا بنادیا۔لہٰذا حضرت مرحوم کی علمی' تبلیغی' مذہبی' ملی اور سیاسی خدمات اور قربانیوں کی تکمیل آپ کو بتدریج سرانجام دینے کی توفیق ارزانی فرمائے۔آمین۔آپ پسماندگان کو صبر وجمیل عطا فرماوے۔حضرت مولانا عبدالحق صاحب مرحوم جعل الجنۃ مثواہ کچھ عرصہ ہمارے ساتھ دارالعلوم دیوبند میں تشریف فرما تھے۔بڑے مخلص' قدر دان' دوراندیش' ذہین وملنسار اور اعلیٰ وارفع کردار کے مالک تھے۔آپ حضرت مولانا شیخ الحدیث حسین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کے تلامذہ میں تھے۔آپ نے ۱۹۳۰ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل بھی حضرت مولانا شیخ الحدیث حسین احمد مدنیؒ سے کی۔بندہ نے ۱۹۳۱ء دیوبند سے فراغت حاصل کر لی تھی۔حضرت مولانا عبدالحق صاحب مرحوم نے اپنے مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں مجھے ہمیشہ مدعو کیا۔میری آخری ملاقات ۲۳ر رمضان المبارک آپ کی مسجد میں ہوئی۔اعصابی کمزوری شامل حال ہے ورنہ حضرت مولانا مرحوم صاحب کے جنازے میں ضرور شرکت کرتا۔

فقط والسلام : ننگ اسلاف: سید خلیل احمد شاہ غفرلہٗ بفہ تحصیل وضلع مانسہرہ' ہزارہ صوبہ سرحد

☆☆☆

سینیٹر کمانڈر خلیل الرحمان[1] ڈپٹی چیئرمین سینیٹ و گورنر سرحد

(۱)

(اسپین غرناطہ قرطبہ وغیرہ کا سفر)

۱۸/ستمبر ۱۹۹۵ء

محترم جناب مولانا صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔سفیر پاکستان زاہد سعید خان کا ٹیلیفون نمبر حسب ذیل ہے۔

034-1-3438995 / 3458986

آپ[2] میڈرڈ جائیں اور پھر وہاں سے اپنے روزانہ سفر کا بندوبست کریں۔سفارت کا عملہ آپ کی کسی حد تک اِس معاملے میں مدد کر سکے گا۔آپ تولیڈو، غرناطہ، قرطبہ اور روندا ضرور جائیں۔واپسی پر آپ فرینک فرٹ (جرمنی) میں ٹھہریں۔اور وہاں سے اسلام آباد واپسی کریں۔فرینک فرٹ میں امین اللہ خان۔ .P.I.A کے جنرل منیجر ہیں۔اُن سے رابطہ کریں وہ بہت ہی اچھے آدمی ہیں۔اگر آپ ماربیلا (Marbella) جائیں تو وہاں میرا دوست "جان" (John) ہے۔اگر کسی قسم کی "تکلیف" ہو تو اُسے ٹیلیفون کریں اُس کا نمبر 034-1-2474087 ہے۔خدا آپ کا سفر مبارک کرے اور خیر وعافیت سے گزارے۔ آپ کا تابعدار خلیل الرحمان

(۲)

(اہلیہ کی تعزیت)

۲۰/جنوری ۲۰۰۱ء

1945 CA-7 CSC NA Islamabad 1985.

Moulana Samiul Haq Senator Darloom Haqqania, Khattak,Profoundly

---

۱۔ کمانڈر خلیل الرحمٰن سینٹ کے رکن اور موجودہ سینٹ میں چیئرمین محمد میاں سومرو کے ڈپٹی چیئرمین تھے حکومت نے گورنر سرحد کی ذمہ داری سونپی مگر طبیعت کے لاابالی پن اور غیر ذمہ دارانہ مزاج کی وجہ سے حالات کو نہ سنبھال سکے اور سبکدوش کر دیئے گئے۔

۲۔ ہمیشہ سے اسپین اندلس جانے کی خواہش تھی سفر یورپ کے دوران یہ تمنا پوری ہوئی اور ۲۸ نومبر ۱۹۹۵ء کو اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے حسرتوں کے ڈھیر اور عظمتوں کے مدفن قرطبہ، غرناطہ کی سیاحت نصیب فرمائی اور جامع مسجد قرطبہ میں شدید نگرانی اور روکنے کے باوجود چند رکعت پڑھکر بارگاہ ایزدی میں پیش کرنے کا موقع ملا۔اس وقت کے سفیر پاکستان زاہد سعید نے اس سفر میں خصوصی محبت اور تعاون سے نوازا (مرتب)

shocked and grieved to learn of the sad demise of your wife. Please accept my heartfelt condolence. May Allah rest the depth soul in concerned peace you and other members of family courage to this bear loss with ... Khalil Ur Rehman Dept chairman (senate of Pakistan)

☆☆☆

مولانا خلیل الرحمٰن قادری۔ ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی

(۱)

(مرزائیوں کی عبادتگاہ کا صحیح نام)

حکومت پاکستان نے جب آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء کے تحت مرزائیوں کو منجملہ دیگر ممنوعات کے اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام دینے سے روک دیا تو انہوں نے بہت شور وغوغا مچایا حالانکہ حکومت نے نہایت صحیح قدم اٹھایا تھا جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی مزعومہ وحی کے بالکل موافقت میں کیا گیا تھا۔

مرزا صاحب کی وہ مزعومہ وحی یہ ہے: **الم نجعل لک سهو لة في كل امر بيت الفكر وبيت الذكر** (براہین حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ ۴ ۲۵۴/۲۵۸،۲۷۰)۔ مرزا صاحب نے اس مزعومہ وحی کے معنے یوں لکھے ہیں۔ کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی۔ کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا۔ مرزا صاحب مزید تشریح یوں کرتے ہیں: بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے کہ جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔"

جب مرزا صاحب نے اپنی عبادتگاہ کا نام مسجد رکھا تو یہ بات مقبول نہیں ہوئی بلکہ بالکل رد کر دی گئی اور ان کو مندرجہ بالا مزعومہ وحی میں متنبہ کیا گیا کہ ہم نے تمہاری عبادتگاہ کا نام بیت الذکر رکھا ہے جس کا ماننا تم پر فرض ہے۔ مسجد کا نام ہم نے صرف مسلمانوں کی عبادتگاہ کا رکھا ہے جیسا "مسجد الاقصیٰ اور مسجد الحرام"، وغیرہ جو کہ قرآن حکیم سے بالکل ثابت ہے تمہاری عبادتگاہوں پر مسجد کے نام کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ لہذا تم اپنی عبادتگاہوں کا نام صرف اور صرف بیت الذکر ہی رکھ سکتے ہو۔ جو کہ ہم نے تم کو عطا کیا ہے

بہت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ نہ صرف مرزا صاحب نے اپنی حیات میں اور نہ ہی ان کے متبعین نے آج تک مندرجہ بالا مزعومہ وحی کا کوئی احترام ہی کیا اور نہ ہی اس کی تعمیل کی بلکہ برابر خلاف ورزی کرتے رہے۔ جس سے بالکل واضح طور پر یہ بات مانی جاسکتی ہے۔ کہ:

(۱) مرزا صاحب پر کوئی وحی منجانب اللہ عزوجل نازل نہیں ہوئی اور یہ تمام باتیں ان کے اپنے ہی دماغ کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔

(۲) مرزا صاحب کی متبعین کو بھی اس مزعومہ وحی کی صداقت کا یقین نہیں تھا وگرنہ وہ اس کی تعمیل ضرور کرتے اور اپنی عبادتگاہوں کو "مسجد" کا نام نہ دیتے بلکہ بیت الذکر ہی رکھتے تاکہ ایک امتیازی حیثیت حاصل ہو جاتی۔

نہایت تعجب کی بات ہے کہ مرزائی صاحبان جب مرزا صاحب کے دیگر مزعومہ الہامات جو بقول مرزا صاحب کے ان کو ان کے اللہ نے کہے ہیں۔ بغیر کسی حیل و حجت کے صحیح تسلیم کرتے ہیں اور مانتے ہیں۔ تو پھر بیت الذکر والے مزعومہ الہام کو صحیح تسلیم کرنے اور قبول کرنے میں کیوں حیل و حجت اور شور اور واویلا کرتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ مرزا صاحب کی مندرجہ بالا مزعومہ وحی کا احترام کرتے ہوئے (جیسا کہ ان کا فرض اولین ہے) اپنی تمام عبادتگاہوں کا نام جہاں کہیں بھی وہ ہیں صرف اور صرف بیت الذکر رکھیں اور اس ہی نام سے آئندہ انکا تذکرہ کریں تاکہ ایک امتیازی حیثیت واضح طور پر حاصل ہو جائے اور عامۃ المسلمین دھوکا نہ کھائیں۔ مزید برآں مرزائی صاحبان "مسجد" کے نام کو بالکل بھول جائیں۔ کیونکہ مسجد کا نام صرف اور صرف مسلمانوں کی عبادتگاہوں کے لئے منجانب اللہ عزوجل مخصوص کیا گیا ہے۔

مرزائیوں کے غیر مسلم ہونے کی یہ دوسری واضح اور ٹھوس دلیل ہے۔ **فاعتبروا یااولی الابصار۔**

(خلیل الرحمٰن قادری۔ راولپنڈی)

(۲)

(نفسیاتی مریض نہیں انگریزوں کا آلہ کار)

اکتوبر۱۹۸۴ء

الحق جولائی ۱۹۸۴ء کے شمارہ میں جناب ارشد جاوید ایم اے (نفسیات) کا مضمون بعنوان "مرزا غلام احمد نبی یا نفسیاتی مریض" پڑھ کر حیرت ہوئی کہ صاحب موصوف نے ماہر نفسیات ہونے کے زعم میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو پیرانائے کا مریض بتا کر ان کے تمام باطل دعوے جات کو اس مرض کا لازمی نتیجہ قرار دیا ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے فعل ارتداد کو بالکل ہی ختم کر دیا ہے۔ بلکہ مرزا صاحب کو ایسا کرنے میں مجبور محض گردانا ہے۔ حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق عام خیال یہی ہے بلکہ یقین کے درجے تک یہ بات پہنچ چکی ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے آقا انگریزوں کے ایماء پر نبی ہونے کا ڈھونگ رچایا تھا تاکہ امت محمدیہ میں انتشار پھیل جائے اور پھوٹ پڑ جائے جس کا سب سے بڑا ثبوت ان کی ترک جہاد کی تعلیم ہے۔ خلیل الرحمان قادری راولپنڈی صدر

(۳)

(مضمرات قادیانیت پر مضمون)

۱۱صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

مکرمی محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ بعد سلام سنت الاسلام کے عرض ہے کہ ''حرف ناصحانہ'' ارسال خدمت عالی ہے۔ اگر کسی قابل لکھوا دیا گیا ہو تو ''الحق'' میں شائع کرا دیجئے گا۔ دیگر عرض ہے کہ کافی عرصہ قبل ایک مسودہ تحریری مباحث آیت مبارکہ خاتم النبیین اور حدیث شریف لا نبی بعدی بعنوان 'مضمرات قادیانیت' جناب محمد بشیر احمد صاحب کے ذریعہ جناب کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ جس کی بابت آپ نے اب تک اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا ہے۔ خاکسار اس کا منتظر ہے۔ فقط والسلام ناچیز خلیل الرحمٰن قادری

☆☆☆

مولانا خلیل الرحمان نعمانی مظاہری[1] کراچی نمبر۳

(شاہ احمد سعید مجددی کی سوانح مناقب احمدیہ)

۱۳اگست ۱۹۶۹ء

محترمی زاد الطافکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کرم نامہ موصول ہوا۔ خیریت مزاج معلوم ہوئی۔ یاد آوری پر بدل شاکر ہوں۔ پچھلے عریضہ میں بھول گیا۔ برخوردار خالد سلمہ چھٹیاں گزارنے آئے ہوئے ہیں۔ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ ایک مختصر سا مضمون ارسال ہے! پسند آئے اور الحق کے معیار پر پورا اترے تو شائع کر دیجئے۔ آئندہ بھی انشاءاللہ یہ سلسلہ جاری رکھنے کی کوشش کروں گا۔ شاہ احمد سعید فاروقی مجددی، جو شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلیفہ تھے ان کی ایک سوانح فارسی میں ہے۔ میرا خیال اسکے ترجمہ کا ہے۔ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو وہ ترجمہ آپ کو بھیج دیا کروں۔ ویسے کتاب ۲۰x۳۰ سائز کے تقریباً ۶۷۵ صفحات پر مشتمل ہے! اگر یہ صورت مناسب ہو کہ مثلاً اسکے فرمے اس طرح طبع ہوں کہ کوئی چاہے تو رسالہ سے نکال کر رکھتا رہے اور بعد تملیک کتابی صورت میں مدون کر لے۔ اس پر غور فرما کر مطلع فرمائیے بالاقساط چھپنے میں عرصہ تو خاصا طویل ہو جائے گا۔ اس پر بھی غور فرمالیجئے۔ کتاب کا نام مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ہے، ۱۸۴۷ء میں چھپی تھی۔ آجکل نایاب ہے۔ قاری عباس صاحب[2] کے کتب خانہ سے عاریتاً لایا ہوں۔ حضرت والد محترم مدظلہ سے بعد سلام مسنون دعا کی درخواست ہے۔ آپ بھی دعا میں فراموش نہ فرمائیں۔ دارالعلوم کی طرف سے ایک دارالمطالعہ عام قائم کرنے کی تجویز ہے اس کے ابتدائی کاموں میں لگا ہوا ہوں۔ مرسلہ "الحق" وصول ہو گیا، شکریہ! والسلام خاکسار خلیل الرحمان نعمانی مظاہری

---

[1] مولانا دارالعلوم کراچی اور ماہنامہ البلاغ سے وابستہ رہے پھر نیروبی افریقہ جا کر خدمات دینی میں مصروف ہو گئے

[2] بخاری ترکستانی عالم مہاجر مدینہ بڑی خوبیوں کے مالک

مولانا محمد خلیل اللہ حقانی[1] آلائی بالا بٹگرام ہزارہ

سیدی ومولانا مرشدنا حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دام اقبالکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔شیخ الاسلام والحدیث قطب ربانی حضرت مولانا استاذنا مولانا عبدالحق مرحوم کی خبر دوسرے دن ریڈیو پر سن کر تمام علاقے پر بے ہوشی کی حالت طاری ہوئی اور میری حالت تو وہی ہے۔

حال مادر سوز کم تر از یعقوب نیست — او پسر گم کردہ بود ما پدر گم کردہ ام

روتے روتے میری حالت غیر ہوگئی۔خداوند عالم شیخ الاسلام کے مراتب عالیہ کو بلند فرماوے جنازے میں شرکت کے لئے بے تاب تھا مگر دس بجے جنازے کا پروگرام سن کر پہنچنا مشکل نظر آرہا تھا۔اس لئے رہ گیا ہوں ورنہ والد اور پھر اتنے شفیق والد کی آخری دیدار میں شرکت کرنا باعث فخر تھا۔قبر اطہر پر ضرور حاضر ہوجاؤں گا۔اس سانحہ اور غم میں ہم آپ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔کیونکہ یہ ہم سب کے والد تھے۔خداوند عالم آپ کو صبر جمیل سے نوازے امین۔ والسلام آپ کا بیٹا غمزدہ محمد خلیل اللہ حقانی روپکنیٔ الائی بالا بٹگرام مانسہرہ

☆☆☆

پروفیسر خواجہ حمید الدین شاہد[2] ایوان اردو کراچی
مدیر ماہنامہ سب رس کراچی

(۱)

(ایوان اردو کیلئے الحق کی اہمیت ○ سب رس کا اقبال نمبر چالیس سالہ تحریروں کا سندی طور پر انضباط)

۱۵/اپریل ۱۹۷۸ء

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کی خدمت میں ماہنامہ سب رس کا اقبال نمبر بذریعہ رجسٹری ارسال کیا گیا ہے۔امید ہے کہ آپ کو مل گیا ہوگا۔اس اقبال نمبر کی نوعیت دوسرے اقبال نمبروں سے مختلف ہے یعنی گذشتہ ۴۰ سالوں میں جو کچھ لکھا گیا تھا اس کو سندی طور پر منضبط کردیا گیا ہے۔

امید ہے کہ آپ اپنے موقر جریدے ''الحق'' میں اس پر تبصرہ شائع کرکے ممنونیت کا موقع عطا فرمائیں گے۔

دوسری گذارش یہ ہے کہ ''الحق'' پابندی سے ارسال فرمایئے گا تا کہ ایوانِ اردو کے کتب خانے میں اس کے سالانہ فائل جلد کرواکے محفوظ کر دیئے جائیں۔اور تشنگان علم وادب ''الحق'' کے مطالعے سے استفادہ کرتے رہیں۔اب اس کا دوسرا شمارہ بھی اقبال نمبر ہوگا انشاء اللہ ۲۰ اپریل تک آپ کو بھیجا جائے گا۔ مخلص خواجہ حمید الدین شاہد

(۲)

(الحق کے مطالعہ سے بصیرت میں اضافہ ○ اقبال نمبر کا دوسرا شمارہ)

یکم مئی ۱۹۷۸ء

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کا شفقت آمیز عنایت نامہ اور موقر ماہنامہ ''الحق'' نظر نواز ہوا۔جس کے لئے سراپا سپاس ہوں۔مجھے پہلی دفعہ ''الحق'' کا مطالعہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔میں نے سارے مضامین کو بغور پڑھا اور میری بصیرت میں اضافہ ہوا۔جزاکم اللہ خیرا واحسن الجزا۔میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے سب رس اقبال نمبر پر تبصرہ کرنے کو اولیت کا شرف عطا فرمایا۔چونکہ یہ رسالہ پاکستان میں پہلی دفعہ شائع ہوا ہے۔اور انشاء اللہ آئندہ بھی شائع ہوتا رہے گا۔آپ کے گراں قدر تبصرے سے اس کی اہمیت اور اشاعت میں اضافہ ہوجائیگا۔میں بھی خدا کے فضل وکرم اور آپ کی دعاؤں سے اپنے آپ کو علمی وادبی خدمت کا اہل ثابت کرنے کی ممکنہ سعی کروں گا۔دوسرا شمارہ بھی اقبال نمبر حصہ دوم (۲۱۶) صفحات پر مشتمل ہے۔یہ شمارہ ۱۰ مئی تک آپ کی خدمت میں ارسال کردیا جائے گا۔''الحق'' کا سالانہ فائل جلد کراکے ایوانِ اردو کے کتب خانہ میں محفوظ کیا جائے گا۔ نیازمند خواجہ حمید الدین شاہد

---

[1] نہایت مخلص عزیز شاگرد دارالعلوم سے فراغت کے بعد علاقہ آلائی بٹگرام میں دینی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

[2] ممتاز ادیب ایوان اردو کراچی کے معتمد اعزازی ماہنامہ سب رس کراچی کے مدیر

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد[1] اسلام آباد

(۱)

۱۸/ستمبر ۱۹۸۶ء (دینی تعلیمی نظام کو منظم کرنے اور بحث طلب مسائل کی نشاندہی کے بارہ میں)

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم۔ملک میں تعلیمی نظام کا ایک بڑا حصہ دینی تعلیم اور اس سے متعلق اداروں پر مشتمل ہے اس نظام اور ان اداروں کا اپنا ایک تاریخی تسلسل ہے چنانچہ نا مساعد حالات اور مناسب حکومتی سرپرستی نہ ہونے کے باوجود یہ نظام الحمدللہ کامیابی سے جاری ہے تاہم یہ ضرورت فطری طور پر باقی رہتی ہے کہ دینی تعلیم کے نظام کو جو مسائل درپیش ہیں اہل فکر ان پر غور وخوض کر کے ان مسائل کو حل کرنے کا کوئی اہتمام کریں۔انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز نے اس پس منظر میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ اکتوبر کے تیسرے ہفتہ میں اسلام آباد میں ایک مجلس کا انعقاد کیا جائے جسمیں دینی تعلیم سے متعلق ماہرین شریک ہوں اور باہم تبادلہ خیال کے ذریعہ ان مسائل کے بارے میں کوئی لائحہ عمل اختیار کریں۔(چند بحث طلب مسائل کی نشاندہی منسلکہ نوٹ میں کی گئی ہے) دینی تعلیم کی درس وتدریس سے ایک طویل عرصے سے آپ کی وابستگی کی روشنی میں ہماری خواہش ہے کہ آپ بھی اس مجلس میں شریک ہوں اور ہمیں اپنے خیالات سے مستفیض فرمائیں۔آپ کی متعدد مصروفیات کے باوجود ہمیں یقین ہے کہ کام کی اہمیت کے پیش نظر آپ اس مجلس میں شرکت کیلئے وقت ضرور نکالیں گے۔مجوزہ تاریخیں ۲۶/۲۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء ہیں ازارہ کرم اپنی شرکت کے بارے میں مطلع فرمائیے آپ کی آمدورفت اور طعام وقیام انسٹی ٹیوٹ کی ذمہ داری ہوگی۔

نوٹ: بسلسلہ سیمینار ''دینی تعلیم'' مجوزہ تاریخیں ۲۶/۲۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء

پاکستان میں تعلیم کے شعبہ میں ایک بہت بڑا حصہ دینی تعلیم کے اداروں (درس نظامی) پر مشتمل ہے۔جدید اور عام تعلیمی نظام کے مقابلے میں دینی تعلیم کا نظام بظاہر نسبتاً غیر منظم محسوس ہوتا ہے چنانچہ یہ سوال فطری طور پر بہت اہم ہے کہ جدید تعلیمی نظام ہی کی طرح دینی مدارس اور دینی تعلیم کے اس نظام کو منظم کرنے اور نئے حالات کے مطابق اس کے ارتقاء کی طرف توجہ دینے کی کیا صورت ہونی چاہیے؟ بلاشبہ ان اداروں کی اپنی روایات اور ان کا اپنا تاریخی تسلسل ہے لیکن متعدد مسائل ایسے ہیں جن پر غور وخوض کر کے آج کے حالات کی روشنی میں ان کا حل تلاش کیا جانا چاہیے۔ذیل میں ان ہی نکات کی نشاندہی کی گئی ہے۔

(۱) دینی مدارس سے فارغ ہونے والے افراد عام طور پر امام مسجد' دینی مدارس اور اسکول اساتذہ اور اب کچھ عرصے سے مسلح افواج میں خطیب کی حیثیت اختیار کرتے ہیں' کیا معاشرے میں ان کا یہی کردار کافی ہے' یا اسے اس سے زیادہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے؟ اس وسعت کی کیا نوعیت ہو اور کیا اس کی مناسبت سے دینی مدارس کے نظام میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ (۲) درس نظامی کے معیار کو بہتر کیسے بنایا جاسکتا ہے۔موجودہ صورت میں کسی بھی مقام پر کسی بھی انتظام کے تحت دینی مدرسہ کے آغاز پر کوئی پابندی نہیں کیا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہنا چاہیے یا اس میں کچھ ضابطے اور قواعد کی ضرورت ہے؟ یہ ضابطے اور قواعد کیا ہوں؟ اور ان کے نفاذ کی ذمہ داری کس ادارے پر ہو؟ (۳) کیا دینی مدارس سے فارغ التحصیل علماء عہد حاضر میں دینی اور عصری قیادت کے تقاضے پورے کرنے کی قرار واقعی اہلیت رکھتے ہیں؟ اگر نہیں تو اس کے اسباب کیا ہیں؟ کیا نصاب اور نصابی کتب میں موجودہ دور کے تقاضوں اور ترقی کو پیش نظر رکھ کر کسی تبدیلی کی ضرورت ہے؟ کن نئے مضامین کی ضرورت ہے اور موجودہ مضامین میں کیا تبدیلی درکار ہے۔

(۴) نصابی کتب کی ازسرنو تحریر (موجودہ صورت میں حاشیوں کی بہتات کی بناء پر یہ بہت پیچیدہ اور مشکل ہیں) کی کس قدر افادیت ہے؟

(۵) موجودہ دور میں فن تعلیم وتدریس ایک سائنس کی شکل اختیار کر گیا ہے۔جس میں محض پڑھنے اور سننے کی بجائے تدریسی مصاونات موثر کردار ادا کرتی ہیں نیز طلبہ کی علمی اور فنی استعداد کے جائزے کیلئے زیادہ بہتر طریقے دریافت ہو چکے ہیں۔کیا دینی مدارس میں اس علمی وفنی استعداد سے استفادہ نہیں کیا جانا چاہیے؟ کیا استفادہ کیلئے وقتاً فوقتاً اساتذہ کی فنی تربیت اور ریفریشر کورسز کا انتظام مفید ہوگا؟ اگر یہ انتظام

---

[1] سینیٹر پروفیسر خورشید احمد مشہور ماہر معاشیات وقانون، جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر، سالہا سال سے سینیٹ کے کولیگ ہیں۔

مفید ہے تو اس انتظام کی نوعیت اور تفصیلات کیا ہوں؟ (٦) دینی اداروں میں اختلاف مسالک کی نوعیت، اس کی تاریخ اور اسکے اسباب کی تفصیل کیا ہے، کیا ان اختلافات کو کم کرنا یا دور کرنا ممکن ہے (٧) حکومت اور دینی مدارس کے درمیان تعلق کی اس وقت کیا نوعیت ہے؟ نصاب معیار تعلیم (امتحانی نظام) نظم ونسق، مالیات اور دیگر متعلقہ امور میں تعلق کی تفصیلات کیا ہیں؟ کیا تعلق کی موجودہ نوعیت میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہے۔(٨) ملک میں بیک وقت دو نظام (جدید تعلیمی نظام + درس نظامی) رائج رہنا مفید اور مطلوب ہے یا انہیں کسی سطح پر قریب لانے اور انجام کار باہم مربوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اب تک اس ضمن میں جو کچھ ہوا ہے اس کا جائزہ اور آئندہ کیلئے تجاویز کیا ہیں۔؟(٩) دیگر مسلم ممالک میں دینی تعلیم کا کیا نظام ہے؟ اسکی تفصیلات کیا ہیں۔ پاکستان میں اس نظام سے کیا چیزیں اخذ کی جاسکتی ہیں؟ مندرجہ بالا امور کے علاوہ بھی دینی تعلیم سے متعلق دیگر مسائل شرکاء سیمینار کی گفتگو کا موضوع بن سکتے ہیں۔

والسلام پروفیسر خورشید احمد

(٢)

(شیخ الحدیث کی تعزیت)

میں آپکو اور آپکے خاندان کو اس موقع پر تعزیت پیش کرتا ہوں۔ پروفیسر خورشید احمد

(٣)

(پالیسی انسٹی ٹیوٹ کے سیمینار میں شرکت کی دعوت)

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چندروز قبل منسلکہ خط آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا توقع ہے آپ کو موصول تو ہو گیا ہو گا لیکن غالباً آپ اپنی مصروفیت کے باعث ہمیں جواب نہ ارسال کر سکے۔ سیمینار کی تاریخیں (٢٦/٢٧ اکتوبر) چونکہ اب بہت قریب ہیں اسلئے درخواست ہے کہ ازراہ کرم اپنی شرکت کے بارے میں جلد مطلع فرمائیے۔ میں آپ کا ممنون ہوں گا۔ سیمینار کے سلسلہ میں مزید تفصیلات کیلئے انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر جناب خالد رحمان صاحب آپ سے رابطہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ دین کیلئے آپ کی مساعی کو قبول فرمائے آمین ۔والسلام پروفیسر خورشید احمد

(٤)

٢٠/ جنوری ۲۰۰۴ء (سینیٹ اور پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں اہلیہ کیلئے دعائے مغفرت)

برادر عزیز محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی خبر سے بے حد رنج وافسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔ اور بشری لغزشوں سے صرف نظر کرے۔ یہ کہ صبر جمیل سے نوازے اور گھر کے تمام افراد کو اس غم کو صبر وثبات سے برداشت کرنے کی توفیق، مرحمت فرمائے۔ آمین۔

میں تعزیت کے لئے حاضر ہونا چاہتا تھا مگر طبیعت کی خرابی اور جوڑوں کی تکلیف کے باعث لمبے سفر سے اجتناب کر رہا ہوں۔ تار دفتر سے بھیجا تھا جس میں کچھ غلطی ہو گئی جس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ سینٹ میں دعائے مغفرت میں شرکت کی اور ایم ایم اے کے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں بھی مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت میں شریک ہوا۔ میری طرف سے تعزیت قبول فرمائیں۔ بلاشبہ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. ہم سب کو اپنے مالک کی طرف جانا ہے کوئی پہلے اور کوئی بعد۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور آخری لحہ تک اپنے دین پر قائم رکھے۔ آمین۔ آپ کا بھائی خورشید احمد

(٥)

١٦/ جون ۲۰۰۴ء (''کتاب صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام''، اہم دور کی تاریخ کی حفاظت اور سامراج کے پیدا کردہ خطرات کی نشاندہی)

محترم سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج بخیر ہو گا۔ عالمی سامراج کے کردار کے بارے میں آپ کے قیمتی

انٹرویوز[1] کا مجموعہ موصول ہوا۔اس کتاب کی اشاعت سے آپ نے ایک اہم دور کی تاریخ ہی محفوظ نہیں کی بلکہ آج مسلمان عالمی سامراج کے پیدا کردہ جن خطرات سے دوچار ہیں ان کی بھی بھرپور نشان دہی کی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کواس کوشش کا بہترین اجر عطا فرمائے اور اس آواز کو قبول عام سے نوازے۔ فقط والسلام: آپ کا بھائی پروفیسر خورشید احمد

☆☆☆

میجر جنرل خورشید علی خان[2] ملاکنڈ ایجنسی

۲۰/اکتوبر ۲۰۰۰ء

My Dear Maulana Sahib, I am most grateful to you for the letter that you have sent me on the tragic demise of my brother Shamsher. Do please remember him and all of us in your prayers.

With best wishes, regards,Your Sciencerly,Khurshid Ali,

☆☆☆

وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری

In honour of the visiting Indian Minister for External Affairs, H.E. Mr Pranab Mukherjee

Mr Khurshid M Kasuri

Minister for Foreign Affairs

requests the pleasure of the company of

Senator Maulana Sami-ul-Haq

at Dinner

Saturday, 13th January 2007 at 2030 hrs

at Ministry of Foreign Affairs, Islamabad

R.S.V.P
Protocol
Ministry of Foreign Affairs
Tele 9207057, 92004425
9204914, 92004404 (followed by a musical programme) Dress: Lounge Suit

---

[1] صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام کے نام سے عالمی مغربی میڈیا سے کئے گئے احقر کے انٹرویوز کا مجموعہ ہے۔

[2] محترمہ بینظیر کے دور میں سرحد کے گورنر رہے۔اپنے بھائی کی تعزیت کا شکریہ

مولانا خیرالامان[1] فاضل حقانیہ۔ منگلور سوات

(۱)

ازخیرالامان منگلور سوات۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۷۵ء (اپنے استاذ شیخ الحدیثؒ کے بارہ میں احساسات)

برادر محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب طاب نفساً وحیاۃً، السلام علیکم، محترم بھائی سال روان میں یہ پہلا موقع ہوگا کہ یہ ناچیز گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے۔ بھائی اس ناچیز کو محض بزرگوارانہ الطاف سے ماہنامہ بطور حوصلہ افزائی ملتا ہے میں کہاں اس پیار بھری یادآوری کا شکریہ ادا کرسکتا ہوں سراسر قصوروار ہوں مگر شریف النفس بزرگ اپنے خسیس الطبیت موالی کی تقصیرات سے درگزر فرماتے ہیں یہی انکی شان کریمانہ ہوتا ہے۔ میں چونکہ فطری اعتبار سے ایک کاہل انسان ہوں اور یہ ہی معاشرہ میں بندہ کی ناکامی کا ایک سبب ہے۔ اور نہ جابے جا خوشامد سے آشنا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ بعد از میثاق کامل بہتوں نے بھلا دیا ضائع ہونے دیا اگرچہ یہ انہوں نے سخت بے انصافی کی مگر شکوہ کس سے کروں مرور زمانہ کیساتھ تمام یادیں حرف غلط کی طرح مٹ گئے اور ویسے مٹ جانا پڑیگا کس سے تذکرہ کروں وفاشعاروں کو کہاں سے ڈھونڈ لاؤں۔ تو اب صرف کاغذی تذکرے اور وہ بھی گزرے زمانے کے یہ کیا معنی رکھتے ہیں؟ عجیب حالت ہے تلون مزاجی طبیعت ثانیہ بنی ہے۔ معاف کیجئے اصل میں لکھنا اور ضروری چیز ہے اب کے بار الحق نے بہت خوبیوں کے ہمراہ ایک تلخ حقیقت بتائی کہ ہمارے مولا میرے اور آپ کے شریک والد۔ وحشتوں اور ہجوم افکار میں صرف ایک مونس، رب رحیم کی درگاہ میں دعاوں کا وسیلہ عارضہ قلب کی بیماری میں مبتلا ہیں ناچیز کے اعصاب سخت زد میں آئیں میں اعصابی مریض ہوں قوت برداشت نفی کی برابر ہے اللہ تعالیٰ انکو اس المیہ سے محفوظ کریں آمین آپ بہتوں کے روحانی والد ہیں علماء ومشائخ کے شمع مجلس ہیں چہرہ مبارک سے انوار برستے ہیں اکابرین سے روشنی لیتے ہیں نوجوانوں کی مربی اور استاذ ہیں سب ان پر جان سے نثار ہونا باعث فخر جانتے ہیں اسلئے سبھوں نے حاضری کی قدم بوسی کی دعائیں مانگیں۔ خطوط بھیجے اصل مقصد تو اللہ ہی کے فضل و کرم سے حاصل ہوتا ہے تاہم شریک مصیبت ہونا ہے اور یہی ہم سب کی آرزو ہے لیکن افسوس مجھ سے یہ بھی نہ ہوسکا میں شرمندہ احسان فراموش ہوں نہیں بدقسمت ہوں اصل میں جو عرض کرچکا ہوں یہ سب کچھ کاھلی کے نتائج بد ہیں۔ نہ اخبار بین ہوں اور نہ وہ راہ ورسم قائم ہے اسلئے بے خبری سے اگر محض کاغذی احوال پرسی کی نعمت سے محروم ہوگیا تو امید کامل ہے کہ جناب اپنی شرافت طبع سے اس ناقابل معافی جرم کو بعذر جہالت معاف فرمائیں مولائی کریم سے بصد تضرع، ابتہال، عجز ونیاز دعا ہے کہ حضرت مولانا کو اس بلیہ فاجعہ سے صحت کاملہ نصیب فرمائیں ان کے فیوضات سے طویل زمانہ تک اس دور فتن میں مخلوق خدا کو راہ راست نصیب فرمائیں۔ اور میرے پیارے بھائی کو اس ناقابل برداشت بلا سے اپنے امان میں رکھے۔ آمین

این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد۔ والسلام

اس ناچیز کو تو اس مبارک مہینہ میں نماز میں بھی آپ یاد آتے ہیں۔

(ایک صدیق حمیم کا تذکرہ)

[1] برادر عزیز صدیق حمیم محبّ صادق مولانا خیرالامان مرحوم سوات کے سحرانگیز گاؤں ''منگلور'' کے ایک قدیم علمی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا تو انکے والد ماجد مولانا عبدالمنان (جنکا شہرہ سوات کے اکابر علماء میں سے تھا) کی نسبت سے اکابر اساتذہ مولانا عبدالغفور سواتی، مولانا سید احمد شالفین، مولانا مفتی محمد یوسف وغیرہ کے منظور نظر رہے۔ مولانا عبدالغفور صدر المدرسین کی رہائش ہمارے قدیم گھر کے ساتھ گھر میں تھی۔ مولانا خیرالامان کا قیام انکے ساتھ تھا اسباق میں شراکت کے ساتھ سکونتی قرب باہمی مودت واخلاص قلبی تعلق اور لازوال دوستی میں بدل گیا وہ ہرلحہ میرے غمخوار اور ہمدم رہے اسی ضمن میں میرے عقد ثانی کا ذریعہ بنے جو منگلور ہی میں انکے محلّہ میں ایک دیندار مخلص شخص جناب الحاج دواخان کے گھر میں ہوا جو وہاں کے حق داد خیل قبیلہ کا ایک سربرآوردہ گھرانہ تھا۔ مولانا خیرالامان بہترین تدریسی اور علمی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ طالب العلمی میں اعلیٰ اور مشکل کتابوں کی تکرار بے مثال حافظہ اور ذہانت اسکی مثالیں تھیں مگر فراغت کے بعد گھریلو اور معاشی مسائل میں پھنس کر سکول کی ملازمت پر مجبور ہوگئے جبکہ وہ اعلیٰ تدریسی خدمات کے آدمی تھے اسکے ساتھ دل اتنا حساس کہ اعصابی عوارض میں مبتلا ہوگئے۔ آخر میں عمر کبھی سوز وساز رومی کبھی پیچ وتاب رازی میں گزری کسی ظالم نے انکے نوجوان فرزند محمد ارشد کو بے گناہ قتل کردیا یہ صدمہ انکے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ رحمہٗ اللہ ورضی عنہ وارضاہ انکی اخلاص بھری دوستی اور ہمیشہ میری خیر خواہی نے ان کلمات پر مجبور کردیا ع جبکہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

غلط است کہ گویند دل رابہ دل رھے است معافی چاہتا ہوں۔

استفتاء: کیا بینک کی ملازمت بہر گونہ کہ باشد جائز ہے؟ مفتی صاحب سے لکھائیں ایک صاحب کی تسلی آپ کے فتویٰ سے ہے۔ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خیر الامان

(۲)

(مولانا سلطان محمود ناظم کی وفات O لوح مزار پر مولانا سلطان محمود ''شہیدِ دارالعلوم'' لکھا جائے)

۱۳/ مئی ۱۹۸۴ء

بخدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم محترما! ہمیں اخباری بیان کے مطابق یہ اندوھناک خبر ملی کہ دارالعلوم کا مایہ ناز ناظم مولانا سلطان محمود صاحب انتقال کر گئے۔ مجھے بذات خود بہت دکھ ہوا۔ مرحوم بڑے متقی، شریف النفس اور خاموش طبع انسان تھے۔ آپ نے مرتے دم تک نہایت دیانت داری سے دارالعلوم کی خدمت کی۔ میرے گمان کے مطابق دنیوی مفادات کے برخلاف اس کا مطمح نظر دارالعلوم کی تعمیر و ترقی تھا۔ اور انتہائی لگن سے انہوں نے اس علمی ادارے کی خدمات انجام فرمائے یہاں تک کہ جسمانی قوت نے جواب دیا اور اس راہ کے تراش و خراش میں انہوں نے اپنا قیمتی جان جان افرین کے سپرد کیا۔ اگر مولانا کو بعد از موت کوئی تمغہ دارالعلوم کی جانب سے دیا جاتا ہے تو وہ یہ ہونا چاہیے کہ اس کے لوح مزار پر حروف کندہ ہوں کہ مولانا سلطان محمود شہید دارالعلوم'' تو کم از کم میرے نزدیک یہ اسکا جائز حق ہوگا۔ یقیناً دارالعلوم ایک وفادار کارکن سے محروم ہوگیا ہے۔ جسکے وجہ سے آپکو اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کو صدمہ ہوا ہوگا۔ میں بھی آپ صاحبان کیساتھ اس بث و حزن میں شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں مقام عالی مرحمت فرماویں۔ اور آپ صاحبان اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل اور جزائے خیر نصیب فرمائیں۔ اور دارالعلوم کو مرحوم کا نعم البدل عطا فرمائیں۔ آمین، والسلام از طرف خیر الامان مینگلور سوات ۸۴/۵/۱۳ء

☆☆☆

مولانا خیر محمد ندوی[1] مدیر سوغات کراچی
امیر جمعیت علماء اسلام کراچی ڈویژن
(سندھی مدرسہ کیلئے سفارش اور تصدیق نامہ)

۳۱/ جولائی ۱۹۹۴ء

قابل احترام جناب حضرت علامہ سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد از حمد و ثنا خیریت کا طالب بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہے گزارش ہے کہ مدرسہ عربیہ ریاض الاسلام کہ جو عرصہ چار سال سے بندہ کی زیر نگرانی دین کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ آمدنی قلیل اور اخراجات کثیر کی بناء پر مدرسہ کافی قرض کے بوجھ میں دبا ہوا ہے۔ ان پریشانیوں کے تحت کویت سے تعاون حاصل کرنیکا مشورہ ہوا ہے۔ حامل مکتوب ہذا مولوی الٰہی بخش صاحب مدرسہ ہذا کا با اعتماد سفیر ہے اور عرصہ چار سال سے ہی دیانت داری کے ساتھ مدرسہ کا کام سرانجام دے رہا ہے۔ اسلئے آپ سے درخواست ہے کہ آپ برائے کرم انہیں تین خطوط عنایت فرمائیں ایک عام تصدیق نامہ دوسرا کویت کے محکمہ اوقاف کے نام خصوصی خط جس سے انکو کام کرنے کیلئے اجازت مل جائے۔ تیسرا خط کویت ایمبیسی کے نام بھی خصوصی خط عنایت فرمائیں تاکہ ان کو تین ماہ کا ویزا مل جائے۔ امید قوی ہے کہ جناب از راہ علم دوستی خطوط عنایت فرمائینگے۔ تاکہ مدرسہ قرض کے بوجھ سے آزاد ہوجائے۔ فقط والسلام وعلی من لدیکم، نیازمند خیر محمد ندوی (امیر جمعیت العلماء اسلام کراچی ڈویژن کراچی سندھ)

---

[1] صاحب علم و فضل شخصیت، سندھی زبان کے ادیب اور سندھی ماہنامہ سوغات کے بانی اور مدیر رہے۔ آخر تک جمعیت علماء اسلام (س) کے لئے کراچی اور سندھ میں سرگرم عمل رہے، بڑی محبت اور شفقت والے نمونہ سلف شخصیت تھے۔ سندھی رسالہ کو بڑی محنتوں اور آزمائشوں میں بھی جاری رکھا۔ (س)

الحاج مولوی دل مراد بلوچ

صدر فدایانِ تحفظ ختم نبوت کراچی

فروری ۱۹۷۷ء (ذکری فرقہ کے عقائد قبیحہ اور اعمال شنیعہ اور ہمارا فریضہ)

واضح رہے کہ بلوچ قوم میں ایک فرقہ بنام ذکری موجود ہے۔ جو اپنے عقائد قبیحہ اور اعمال شنیعہ کے لحاظ سے مرزائیوں سے بھی بدتر ہیں۔ آج سے کئی سال پیشتر علاقہ مکران میں مراد نامی ایک شخص نے اپنی ماں اور ہمشیرہ کے ساتھ منہ کالا کیا اور نبوت کا دعویٰ کرا تھا، اور چند شعبدے دکھا کر لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا۔ ان بدبختوں نے اس مردود کی آواز پر لبیک کہ کر اس کو نبی تسلیم کرلیا اور اپنے لئے الگ کلمہ ایجاد کیا جو اس طرح ہے **لا الہ اللّٰہ نور پاک مہدی رسول اللّٰہ** اور انکی مذہبی کتاب کا نام بُرہان ہے جس کو قرآن مجید سے افضل سمجھتے ہیں۔ یہ شور بخت فرقہ خدا تعالیٰ کی عظمت نبی ﷺ کی نبوت، قرآن کریم کی فضیلت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی فرضیت اور شعائر اللہ کی حرمت واہمیت کی توہین کر کے دل بہلاتے ہیں اور اپنی مجالس میں حضور کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کرتے اور آپ کی سنتوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ نمازیوں کو کین ٹول (ترچھے چوتڑ والے) روزہ داروں کو مشرک جیسے شرمناک لفظوں سے پکارتے ہیں جن احکامات خداوندی کا ثبوت قرآن کریم سے ہے۔ یہ رسوائے زمانہ ان احکامات کا صریح انکار کر کے مضحکہ اڑاتے ہیں اور حج بیت اللہ کے مقابلہ میں علاقہ تربت مکران میں ایک پہاڑ " کوہ مراد " کو بیت اللہ اور ایک چشمہ کو آب زمزم کا درجہ دے رکھا ہے۔ مذکورہ پہاڑی پر مادر زاد ننگے ہو کر طواف کر کے اپنے زانی نبی کی سنت کو تازہ کرتے ہیں اور خرمستیاں کر کے اپنے آپ کو پکا مسلمان اور امت محمدی ﷺ کو کافر گردانتے ہیں۔ مزید ایک حیا سوز حرکت ان میں یہ بھی ہے کہ شادی کی پہلی رات دلہن کو اپنے شیخ مذہبی پیشوا کی خدمت میں نذر کرتے ہیں بریں عقل و ہمت بباید گریست۔ اس گمراہ فرقہ کو دعوت اسلام دینا ورنہ اس کا تعاقب واستیصال کرنا تقاضائے ایمان ہے۔

(الحاج مولوی دلمراد بلوچ صدر فدایان تحفظ ختم نبوت کراچی)



دوست محمد[1] ایڈیٹر ہفتہ روزہ پیغام صلح لاہور

۶/نومبر ۱۹۶۸ء (ڈاکٹر فضل الرحمان کے اصل انگریزی اقتباسات مطبوعہ الحق کی خواہش)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں ممنون ہونگا اگر ازراہ کرم "الحق" کا وہ پرچہ جس میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی کتاب "اسلام" کے اصل انگریزی اقتباسات مع ترجمہ درج ہوئے ہیں۔ ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ قیمت جو کچھ بھی ہو۔ اس سے مطلع کردیں۔ فوراً بھیجدی جائیگی۔ یا بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ امید ہے اس عرضداشت پر جس قدر جلد ممکن ہو عملدرآمد فرما کر ممنون فرمائینگے۔

والسلام خاکسار دوست محمد ایڈیٹر ہفت روزہ پیغام صلح احمدیہ بلڈنگ لاہور

---

[1] قادیانیوں کے لاہوری شاخ احمدیوں کے ہفت روزہ ترجمان کے ایڈیٹر

ڈائریکٹر جنرل اطلاعات اسلام آباد

۷رستمبر ۱۹۹۳ء (۱۹۹۳ء کے الیکشن آور پروگرام میں شمولیت)

Dear Maulana Sami-ul-Haque,

Thank you for accepting our invitation dated August 26, 1993, to join "Election Hour". We confirm arrangements for recording of your participation at ISLAMABAD on September 08, 1993 at 1800 hours.

2. Enclosed please find a photo of the set which has been specially designed for this programme. We would like to know a-day in advance, if you need any special arrangements for the presentation of your Party's Manifesto/Policies/Programmes.

3. Three additional names of journalists are attached herewith for your consideration. We look forward to welcoming you.

Yours Sincerely, Salim Gul Director-General Minister's Office

☆☆☆

مولانا ذاکر حسن نعمانی[1] مصری بانڈہ اکوڑہ خٹک

(۱)

اپریل ۱۹۸۸ء (کھیل تماشوں کی شرعی حیثیت)

کھیلوں اور لہو ولعب میں استغراق اور ترک فرائض۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے جان و مال و وقت کو کسی مصرف میں لگانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ان تینوں کا استعمال فی سبیل اللہ ہوگا۔قیامت کے دن بھی ان کے بارے میں سوال ہوگا۔لیکن اگر آج مسلم معاشرے کا سروے کیا جائے تو آپ کو چند گنے چنے افراد ملیں گے جن کا مال، جان اور وقت صحیح خرچ ہو رہا ہے حالاں کہ ہم ایسے دور سے گذر رہے ہیں کہ اگر ہم معاشرہ کا مطالعہ کریں تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ ہمارا مال، جان اور وقت صرف اللہ کی راہ میں خرچ ہو کیونکہ جس مقصد کے لئے اللہ نے ہم کو پیدا کیا تھا آج امت کے اکثر افراد اس سے غافل ہیں اور خود کو جہنم کی طرف دھکیل رہے ہیں۔اور اکثریت عملی ارتداد اختیار کر چکی ہے۔امت کے اندر سے فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات مٹ رہے ہیں۔نیک اعمال کی طرف آتے ہی نہیں۔اور جو نیک اعمال کرتے ہیں ان اعمال پر کامیابی کا یقین نہیں۔ان اعمال پر اللہ کے کئے ہوئے وعدوں کو سچ نہیں جانتے حالاں کہ فرمان باری تعالیٰ ہے ومن اصدق من اللہ قیلاً۔ایک انکار کی سیڑھی باقی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو بچائے۔اگر چہ عقیدۃً ارتداد نہیں

[1] دار العلوم حقانیہ کے ہونہار فرزند تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف اور تحقیق کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔پشاور کے مولانا مفتی غلام الرحمان کے ادارہ میں تدریس اور انتظامی امور میں شریک ہیں اکوڑہ خٹک کے متصل مصری بانڈہ سے سکونت ہے۔دار العلوم کے استاذ حدیث مولانا مغفور اللہ صاحب کے داماد ہیں۔

لیکن عملاً ارتداد ہے۔ایسے نازک وقت میں ہم ایک مباح عمل کو لے کر فرائض بھول گئے۔حالاں کہ مباح عمل جو مفضی الی ترک الفرائض ہو وہ فقہی قاعدہ کی رو سے مباح نہیں رہتا۔ بلکہ حرام ہو جاتا ہے۔سب سے پہلے یہ بات جاننی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے کار نہیں چھوڑا۔

افحسبتم انما خلقنکم عبثاً و انکم الینا لا ترجعون ہ ترجمہ: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہ آؤ گے۔ دوسری آیت کے اندر مقصد کا تعین ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ہ ترجمہ ہم نے انسانوں اور جنوں کو عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔

انسان دنیا کے اندر سفر کر رہا ہے آخرت اس کی منزل ہے اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے حکمت بالغہ کے تحت کچھ اعمال دئے ہیں مثلاً فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، مباح وغیرہ کرنے کے لئے کچھ اعمال ایسے ہیں جن سے بچنا ضروری ہے مثلاً

حرام اور مکروہ کے۔ شیطان انسان کو حرام اور مکروہ کاموں میں لگاتا ہے لیکن انسان سمجھتا ہے کہ یہ حرام اور مکروہ ہے تو بچنے کی کوشش کرتا ہے لیکن شیطان کی خطرناک چال یہ ہے کہ مباح کے اندر لگا کر فرائض اور واجبات بالکل بھلا دیتا ہے کیونکہ۔انسان یہی سمجھتا ہے کہ مباح ہے آخر کوئی گناہ تو نہیں۔حالاں کہ مباح میں لگا کر کتنے گناہوں میں مبتلا کرتا ہے اور اسے پتہ تک نہیں چلتا۔لیکن خدا کا شکر ہے امت کے اندر روحانی طبیب موجود ہیں۔جو امت کی راہنمائی کرتے ہیں۔فقہاء کرام اور صوفیا عظام امت کے اندر دو اونچے طبقے ہیں۔جو وقتاً فوقتاً امت کو شیطانی چالوں سے آگاہ کرتے ہیں۔

دراصل آج امت دین اسلام کی غرض وغایت اور مقصد کو بھول گئی ہے۔یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کو کس لئے بھیجا ہے لوگ مادی ترقی کو کمال سمجھتے ہیں۔حالاں کہ سب سے بڑا تنزل یہی ہے۔اسلام صرف اس کی ہدایت کرتا ہے۔کہ مادیات کا استعمال اور اشغال صرف اس قدر رکھو جس کے بغیر کام نہ چلے۔باقی اوقات اپنے رب کی یاد میں گذارو یہی ترقی و کامیابی ہے۔تو جائز اور ضروری امور کے اندر اتنا لگو جتنی ضرورت ہے باقی وقت مقصد میں لگاؤ۔ایک بڑا خطرناک مرض کثرت مباحات ہے کیونکہ اس سے غفلت جیسی مہلک بیماری پیدا ہوتی ہے۔جو آخر کار انسان کو لے ڈوبتی ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی نے پارہ ۶ کی آخری آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں الغرض غلو و جفا اور افراط و تفریط کے درمیان متوسط اور معتدل راستہ اختیار کرنا چاہیے۔نہ تو لذائذ دینوی میں غرق ہونے کی اجازت ہے جیسے یہود اور نہ ازراہ رہبانیت مباحات اور طیبات کو چھوڑنے کی اجازت ہے جیسے نصاریٰ۔نیز مسلمان تو تقویٰ پر مامور ہیں جس کے معنی ہیں خدا سے ڈر کر ممنوعات سے اجتناب کرنا۔تجربہ سے معلوم ہے کہ بعض مباحات کا استعمال بعض اوقات کسی حرام یا ممنوع کی طرف مفضی ہو جاتا ہے۔ایسے مباحات کو عہد وقسم یا تقرب کے طور پر نہیں بلکہ بطریق احتیاط اگر کوئی شخص کسی وقت باوجود اعتقاد اباحت ترک کردے تو یہ رہبانیت نہیں بلکہ ورع اور تقویٰ میں شامل ہے۔ حدیث میں ہے:

لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع مالا باس بہ حذ راً مما بہ بأس ترجمہ: بندہ اس وقت تک تقویٰ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ناجائز امور میں وقوع کے ڈر سے جائز امور نہ چھوڑ دے (ترمذی شریف)

اب آیئے موجودہ کھیلوں کی طرف شریعت نے ہر کھیل سے مطلقاً روکا ہے اور نہ کھلی چھٹی دی ہے بلکہ بعض کھیلوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مثلاً گھوڑ دوڑ۔تیراندازی اور پیراکی وغیرہ۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں جن کھیلوں سے کچھ دینی یا دنیاوی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔وہ جائز ہیں بشرطیکہ انہیں فوائد کی نیت سے کھیلا جائے۔محض لہو ولعب کی نیت سے نہ ہو۔لیکن اس کی بازی پر کوئی معاوضہ یا انعام شروط مقرر کرنا جائز نہیں۔مثلاً گیند کا کھیل کہ اس سے

جسمانی ورزش ہوتی ہے یا لاٹھی وغیرہ کے کھیل یا پہلوانوں کی کشتی وغیرہ جو جہاد میں معین ہو سکتے ہیں۔اس طرح معمہ بازی، شعر بازی اور تعلیمی تاش وغیرہ ہار جیت کی بازی لگانا جائز ہے مگر اس پر کوئی رقم معاوضہ کی مقرر کرنا جائز نہیں بلکہ قمار ہے۔

مزید لکھتے ہیں۔ایسے کھیل تماشے جس کے تحت کوئی مقصد یا فائدہ دین و دنیا کا نہیں ہے وہ سب ممنوع اور ناجائز ہیں خواہ ان پر بازی لگائی جائے یا انفرادی طور پر کھیلا جائے۔پھر بازی پر کوئی رقم لگائی جائے یا نہیں اور رقم بھی دو طرفہ ہو یا یک طرفہ۔بہر حال ایسے لغو کھیل شرعاً مطلقاً ناجائز ہیں۔حدیث میں ہے: **کل لهو المسلم حرام الاثلاثة ملا عبة اهله و تاديبه الفرسيه و منا ضلة بقو سيه** کبوتر بازی پتنگ بازی، بٹیر بازی، مرغ بازی، چوسر، شطرنج، تاش، کتوں کی ریس وغیرہ سب اس ناجائز صورت کے افراد ہیں۔

اب ذرا موجودہ کھیلوں پر غور کریں جو مغربی اقوام کی نقالی میں امت مسلمہ کو ملی ہیں مثلاً ہاکی، کرکٹ، اسکواش، ٹیبل ٹینس وغیرہ۔زیادہ سے زیادہ ان کھیلوں کو مباح کہہ دیں۔وہ بھی اس صورت میں جب کہ ان کھیلوں میں دینی یا دنیاوی فائدہ ہو اور اسی نیت سے کھیلے جائیں لیکن ان کھیلوں کے اندر مشکل سے آپ کو دینی و دنیاوی فائدہ نظر آئے گا۔اگر ہے بھی تو اس نیت سے کوئی نہیں کھیلتا۔بلکہ محض تفریح، تضیع وقت اور قومی دولت کا نقصان ہے۔دو ٹیمیں کھیلیں گی اور پورا ملک تماشائی ہوگا۔کوئی گراؤنڈ کے اندر میچ دیکھ رہا ہے۔کوئی ٹیلی وژن پر۔بے پردہ عورتیں گراؤنڈ میں میچ دیکھتی ہیں۔اخبارات اور ٹیلی وژن پر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ریڈیو سے رواں تبصرے نشر ہوتے ہیں۔ پوری قوم اس طرف متوجہ ہوتی ہے۔گویا کہ آخرت کی ہار جیت ہے کیا امت مسلمہ اس کام کے لئے مبعوث ہوئی تھی۔ہرگز نہیں بلکہ ہر امتی کے ذمہ پوری امت کی فکر ہے لیکن بدقسمتی سے آج کسی امتی کو اس کی فکر ہی نہیں۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نص قرآنی سے ان کھیلوں پر روشنی ڈالیں:- **و من الناس من يشترى لهو الحديث ليضل من سبيل الله بغير علم و يتخذ ها اوليک لهم عذاب عظيم ٥**

ترجمہ: اور بعض آدمی ایسا ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو غافل کرنے والی ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اس کی ہنسی اڑائے ایسے لوگوں کو کہئے کہ ذلت کا عذاب ہے! (بیان القرآن)

خلاصہ آیات میں مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں: سواول تو لہو کا اختیار کرنا جب کہ مقرون بالاعراض عن آیات اللہ ہو خود ہی کفر اور ضلال ہے پھر خاص کر جب کہ اس کو اس غرض سے اختیار کیا جائے۔تا کہ اس کے ذریعہ سے دوسروں کو بھی اللہ کی راہ یعنی دین حق سے بے سمجھے بوجھے حقیقت امر کے گمراہ کرے اور اس گمراہ کرنے کے ساتھ اس راہ حق کی ہنسی اڑائے۔تا کہ دوسروں کے دل سے بالکل اس کی وقعت اور تاثیر نکل جائے۔تب تو کفر بہ کفر اور ضلال کے ساتھ اضلال ہے تو ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں ذلت کا عذاب ہے۔

فائدہ میں لکھتے ہیں پس اس بنا پر جو شخص دین اسلام سے ضلال یا اضلال کا موجب بن جائے وہ حرام بلکہ کفر ہے اور آیت میں یہی مقصود ہے۔آگے لکھتے ہیں دوسرے دلائل شرعیہ سے استدلال ثابت ہے کہ جو لہو اعمال فرعیہ شرعیہ سے باز رکھے یا کسی معصیت کا سبب ہو جائے وہ صرف معصیت ہے اور جو لہو کسی امر واجب کا فوت نہ ہو اور اس میں شرعی مصلحت بھی نہ ہو وہ مباح ہے لیکن لا یعنی ہونے کی وجہ سے خلاف اولٰی ہے اور مسابقت فرس و مسابقت سہم و ملاعبت اہل میں چونکہ معتد بہ غرض تھی اس لئے حدیث میں اس کو لہو باطل سے مستثنیٰ فرمایا۔

(مولانا ذاکر حسن نعمانی)

(۲)

جولائی ۱۹۹۱ء **(فارسی قراءت اور امام ابوحنیفہ کے فتوی کی حقیقت)**

<u>قرآنِ حکیم کا بلا متن اردو ترجمہ اور ایک ضروری وضاحت</u>۔ اخبارات میں قرآن حکیم کے محض اردو ترجمہ سے متعلق الحق میں

سلسلہ مضامین چلا، مولانا مدرار اللہ مدرار اور احقر کے مضامین سے متعلق جناب عبدالحئی ابڑو کا مکتوب شائع ہوا۔ اس سلسلہ میں توضیحاً گذارش ہے کہ ہم نے قرآن کریم کو بلا متن عربی شائع کرنے پر عدم جواز کا حکم باحوالہ بیان کیا تھا اور اخبارات میں جو چند آیات کا مفہوم و ترجمہ شائع ہوتا ہے تو اسکے عدم جواز کا حکم سدًا للذریعہ لگایا تھا کہ آئندہ معنوی تحریف کا دروازہ نہ کھل جائے۔ ہم قرآنی دعوت کو (العیاذ باللہ) بند نہیں کرنا چاہتے۔ چند آیات کا ترجمہ شائع کرنا، اس کے بارے میں فقہاء کے اقوال بھی ہمارے پیش نظر ہیں مگر وہ صرف بوقت ضرورت و گنجائش ہیں۔ ہم نے تو اخبارات میں گیارہ گیارہ آیات تک کا صرف اردو ترجمہ دیکھا ہے اور بعض اوقات اس سے بھی بڑھ کر! اس کے بارے میں بھی فقہاء سے عدم جواز منقول ہے۔ بہر حال جواز کو جواز کی حد تک رکھنا چاہیے اس کو ضروری اور واجب قرار دینا گناہ ہے۔ موصوف سے تنقیدی مکتوب میں علمی ذہول ہوا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے شروع میں فارسی ترجمہ کی قرأت سے نماز کے جواز کا فتویٰ رائے کی بناء پر دیا تھا۔ مگر یادر ہے کہ امام صاحبؒ نے جواز کا فتویٰ اس لیے دیا تھا کہ امام صاحبؒ کے پیش نظر نص قرآنی تھی۔ اِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الاَوَّلِیْنَ ط اِنَّهٗ کی ضمیر میں دیگر احتمالات کے ساتھ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ قرآن کی طرف راجع ہے۔ یعنی یہ قرآن گذشتہ کتابوں میں باعتبار مفہوم کے موجود تھا۔ اس آیت کی وجہ سے امام صاحبؒ نے نماز میں فارسی قرأت کے جواز کا فتویٰ دیا تھا جبکہ بعد میں اس سے رجوع کر لیا تھا۔ اور وہ فتویٰ بھی عام لوگوں کے لیے نہیں تھا بلکہ ماہرین فن عربی ادب و بلاغت مثلاً عبدالقاہر جرجانیؒ، علامہ سکاکیؒ اور علامہ عبدالرحمٰن قزوینیؒ کے لیے تھا کیونکہ اس قسم کے لوگ جب قرآن کی فصاحت اور بلاغت میں ڈوب جائیں اور اس کی مٹھاس ان کو حاصل ہو جائے تو نماز میں ان کا حضور مع اللہ قائم نہیں رہے گا۔ یہ اُن کے لیے ایک عذرِ حکمی تھا۔

اس سلسلہ کا بحث یا توجیہ کی مزید تفصیل تفسیر مظہری پارہ ۱۹ میں ملاحظہ فرمالی جائے۔ (ذاکر حسن نعمانی)

☆☆☆

ذوالفقار احمد تابش[1] لاہور

۲۰/اپریل ۱۹۷۶ء

مکرمی جناب، السلام علیکم، کتاب مل گئی ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی اس پر تبصرہ کر دیا جائے گا ویسے سرسری طور پر میں نے کتاب دیکھی ہے اپنے موضوع اور انداز بیان کے اعتبار سے بہت ہی پسند آئی ہے۔ میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ والسلام ذوالفقار احمد تابش

☆☆☆

ذوالفقار علی بھٹو

وزیر اعظم پرائم منسٹر ہاؤس راولپنڈی

(عید کی مبارکباد)

عید مبارک

ذوالفقار علی بھٹو ایوان وزیر اعظم راولپنڈی

[1] معروف صحافی و مدیر نیشنل بک کونسل آف پاکستان کے سربراہ رہے۔

ذوق چاٹگامی۔ بنگلہ دیش

۲۵ رمئی ۹۰ھ　　　　کرم فرمائے من!

سلام مسنون! مکتوب گرامی سے ممنون ہوا۔ میں نے صرف اپنی رائے بے غرض پیش کی تھی۔ آپ اپنے صوابدید کے مطابق عمل پیرا ہونے میں مختار ہیں تاہم اتنی توقع تھی کہ تبادلہ خیال کے بعد شاید آپ کی صوابدید میں ذرا سی تبدیلی آئے، بہرحال آپ کے خلوص کے آثار تحریر ہٰذا سے نمودار ہوئے۔ میں اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھتا تھا کہ ناچیز تحریر کی جوابدہی کیلئے بھی آپ جیسے حضرات کا قلم اٹھیگا۔ اور ایک دفعہ جبکہ مولانا افغانی کی تصانیف کی تفتیش میں آپ کو خط لکھا تھا ایسا ہی فوق المرام عنایات سے آپ نے سرفراز فرمایا تھا۔ میری گزارشات تضیع اوقات کی تکلیف معاف فرمائیں گے۔

والسلام　ذوق چاٹگامی

☆☆☆

راحت العین ڈائریکٹر جنرل نیپا لاہور

۱۴/دسمبر ۲۰۰۶ء

Dear Maulana Sahib,　　السلام علیکم

I am writing this letter to formally thank you for sparing your precious time to receive the participants of the 90th Advanced Course in Public Sector Management during their field study tour despite your higher level commitments. I share the feelings of the group in expressing my gratitude for your hospitality and for arranging the visit in a befitting manner,I look forward to your continued patronage of this Institute.With best wishes and warm personal regards.

Yours Sincerely,(Rahat Ul Ain)　Director General

خلاصہ: میں آپکا شکرگزار ہوں کہ نیپا کی طرف سے کورس میں شامل زیر تربیت آفسران کی سٹڈی ٹور پر آپ نے اپنا قیمتی وقت نکال کر اُن کو وقت دیا۔

مولانا راحت گل[1] راحت آباد پشاور

(۱)

۲۰ مارچ ۱۹۸۳ء (وفاقی مجلس شوریٰ میں اعلاء کلمۃ الحق)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، آپ کی اچانک یہاں تشریف آوری نے میری دیرینہ تمنا پوری کردی ، اور میری عزت افزائی فرمائی ۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء ۔ کل الحق ملا ، مجلس شوریٰ میں جرأت و بے باکی سے آپ اعلاء کلمۃ الحق ادا کررہے ہیں حق یہ ہے کہ آپ کی کماحقہ تحسین کا حق الفاظ میں ادا نہیں کیا جاسکتا ۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ایک اور جگہ یہی اقبال صاحب مرحوم فرماتے ہیں : ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کا رفیق یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

اللہ تعالیٰ آپ کی صحت و جوانی ، علم وعمل اور قوت گویائی میں مزید برکت عطا فرماویں ۔ حضرت قبلہ مولانا صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام کے بعد دعا کی درخواست ہے ۔ ناظم صاحب اور مفتی صاحب سے سلام عرض کردیں ۔ آپ کا خادم راحت گل

(۲)

۳۰ جولائی ۱۹۸۶ء (جلسہ دستار بندی میں شرکت کی دعوت)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! جو درخواست پیش خدمت کررہا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ اسے قبول فرماویں گے ۔ ۱۱/۸/۸۶ کو مرکز علوم اسلامیہ کا جلسہ تقسیم اسناد طے پایا ہے جس میں ارباب جہانگیر خان اور مولانا عبدالباقی صاحب کو دعوت دی گئی ہے ۔ دو نشستیں ہونگی ۔ ایک نشست کی صدارت آپ قبول فرماویں ۔ ابھی دعوت نامہ اور پروگرام نہیں چھپوایا ۔ آپ کی منظوری مطلوب ہے ۔ میں خود بھی حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں مگر آپ اکثر موجود نہیں ہوتے ۔ یہ خط میں لاہور سے لکھ رہا ہوں میں فون پر آپ سے پشاور پہنچ کر رابطہ قائم کرلونگا ۔ اگر آپ اپنی منظوری سے بذریعہ فون یا بذریعہ محبوب گل صاحب مطلع فرماویں تو بندہ کے کام میں ایک اہم آسانی پیدا ہوجائیگی ۔ جس کیلئے شکرگزار ہونگا ۔ جواب کا منتظر راحت گل

(۳)

۲۲ جون ۱۹۹۳ء (سیاسی مداریوں کی شاطرانہ چالیں)

قائد جمعیت و قائد متحدہ دینی محاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! آپ کی علمیت ، آپ کی سیاسی بصیرت کے سامنے مجھ جیسے کوتاہ بین کا عرض کرنا بے ادبی ہوگی مگر اپنی قلبی تعلق کی بنا پر عریضہ ارسال خدمت کررہا ہوں آج کے سیاسی مداریوں نے پھر آپ کے آستانہ کا طواف شروع کردیا ہے لیکن ''ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار'' ۔ پاکستان کی وہ ناکام ترین سیاسی پارٹی اے

---

[1] الحاج مولانا راحت گل کا تعلق اکوڑہ خٹک سے تھا تعلیم مکمل کرکے محکمہ تعلیم سے وابستہ ہوئے ہائی سکول اکوڑہ خٹک میں بطور ٹیچر خدمات انجام دیں پھر اکوڑہ خٹک کے خانقاہ مہربانیہ سے خاندانی وابستگی کی وجہ سے شیخ الجامعہ مولانا بادشاہ گل اور انکے مدرسہ جامعہ اسلامیہ کے دست و بازو بن گئے اور دل و جان سے ساری صلاحیتیں ان پر لٹادیں عرصہ بعد اپنی کاوشوں کو زمین شوریدہ سنبل بر نیاید کے مصداق پاکر اکوڑہ خٹک ہی چھوڑ گئے پشاور میں یونیورسٹی کے قریب راحت آباد نام کا ایک رہائشی محلّہ قائم کیا اور مرکز علوم اسلامیہ کے نام سے کام کا سلسلہ شروع کیا دنیا بھر کے اسفار کا بھی سلسلہ آخر دم تک جاری رہا بڑے باہمت دردمند انتھک انسان تھے اخلاف میں انکے فرزند مولانا عارفین وغیرہ سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں حقانیہ کے ابتدائی ادوار میں جن عناصر نے زچ پہونچایا مرحوم انکے نفس ناطقہ تھے مگر بالآخر بانی حقانیہ اور حقانیہ کے حقانیت نے انہیں پختہ محبت وعقیدت اور تلافی مافات پر قائل کردیا اور ناچیز کی پشت پناہی اور تائید کو آخر تک برقرار رکھا ۔ فرحمہ اللہ وعفاعنہ (س)

این پی جو بانگ دھل کہہ رہی ہے کہ ہم پاکستان میں سیکولر لادینی نظام چاہتے ہیں اوران کے محسن کش، نمک حرام لیڈر آئے دن علماء کی توہین کرتے رہتے ہیں جوافغانستان سے سیاہ رو ہوکر یہاں پہنچے۔نوازشریف نے توانہیں اپنی گود میں بٹھایا ہوا ہے اورانکی نازبرداریاں کررہا ہے وہ لوگ کشمیر کے مسئلہ پر برملا بھارت کی حمایت کرتے ہیں، فوجی اخراجات اور دفاعی ضرورت میں کمی کے حامی ہیں لیکن نوازشریف کے وہ منظور نظر ہیں مگر مولانا سمیع الحق سے ایک بار پھراپنی کرسی کو مستحکم کرنے کی بھیک مانگنے چلے آرہے ہیں۔کیا نظام اسلامی کے داعی اور لادینی نظام کے علمبردار ایک ہی حکومت میں ایک ہی میز کرسی پر بیٹھ سکتے ہیں؟ اور کیا کوئی مومن حدیث رسول اللہ ﷺ کے مصداق ایک سوراخ سے دودفعہ ڈسا جاسکتا ہے؟ مومن کوتو صاف کہنا چاہیے کہ

دشمنان حق دشمنان ماست　　　دوستاں حق دوستان ماست

اگر بالفرض تعاون ہوبھی تو صرف ''یہ کریں گے وہ کریں گے'' پر اعتبار نہ کریں بلکہ اسے کہیں کہ کرکے دکھائیں ورنہ

بروایں دام برمرغ دگرنہ　　　کہ عنقارابلند است آشیانہ

ایک پمفلٹ کے خط کشیدہ سطریں ملاحظہ فرمانے کی درخواست ہے۔　　خادم راحت گل

(۴)

۱۷/جولائی ۱۹۹۳ء　　**(جماعت اسلامی سے رابطہ کی خواہش)**

عالی مرتبت جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ نے اس بحرانی دور میں جو شاندار کردار ادا کیا ہے وہ ہر طبقہ میں پسندیدہ نگاہ سے دیکھا گیا ہے اب نوازشریف سے اتحاد سے یہی تاثر ملے گا کہ مولانا سمیع الحق بک گیا ہے۔میری نظر میں آپ کا متحدہ دینی محاذ تنہا اس مہم میں قابل ذکر حصہ نہیں لے سکے گا کسی بھی دوسرے جماعت سے اتحاد کے بغیر چارہ نہیں۔مولانا فضل الرحمان تو آپ سے متحد مشکل سے ہوگا اور کوئی قابل ذکر دینی جماعت نہیں۔اندریں حالات میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ اگر جماعت اسلامی کے ساتھ رابطہ قائم ہوسکے تو زیادہ بہتر رہیگا۔باقی آپکی بصیرت اور سیاسی تدبر بہرحال اعلیٰ وارفع ہے۔میری اور مرکز علوم اسلامیہ کی حقیر خدمات حاضر ہیں۔　　فقط والسلام علیکم! خادم راحت گل

(۵)

۱۸/دسمبر ۱۹۹۴ء　　**(تحفظ مدارس دینیہ کیلئے عملی اقدامات کی ضرورت)**

عالی جناب قائد جمعیۃ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: کل کے روزنامہ ''نوائے وقت'' میں مدارس دینیہ کے بارے میں آپ کا زوردار بیان آیا آپ کی جرأت اور شجاعت کو سلام کرتا ہوں۔اب اس کے بعد عملی اقدام کی ضرورت ہے صرف جلسوں اور جلوسوں سے کوئی خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوسکتے۔ممکن ہے کہ حکومت قانون شکنی کے آڑ میں گرفتاریاں کرلے اور مدارس اسلامیہ کے تحفظ کیلئے اٹھنی والی تحریک کو بزورقوت دبائے جیسے کہ ملاکنڈ میں کیا جاچکا ہے۔لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ باہمی مشاورت سے کوئی موثر لائحہ عمل مرتب کیا جائے اس سلسلے میں ناچیز کی خدمات حاضر ہیں۔　　دعاؤں کا محتاج　راحت گل

(۶)

۳۰/۱۲/۱۴۱۵ھ ۲۹/مئی ۱۹۹۵ء مکہ مکرمہ (ملی یکجہتی کونسل کامیاب تحریک اتحاد نے دنیا بھر میں خوشی کی لہر دوڑائی)

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی، حضرت مولانا سمیع الحق، حضرت مولانا قاضی حسین احمد اور حضرت مولانا اسفندیار صاحبان اور دیگر علماء اسلامی یکجہتی کونسل کے اراکین۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بار حبیب ﷺ کے مکین اس کامیاب تحریک پر آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور حرم

بیت اللہ شریف میں اس مقدس تحریک کی کامیابی کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ علماء پاکستان کے اتحاد نے پوری دنیا کے اسلامی تحریکوں اور اسلام پسندوں کے حوصلے بلند کر دئے۔ یہاں میں جس ملک کے جس مسلمان سے ملتا ہوں اُس کے اندر خوشی کی لہر دوڑ رہی ہے۔ خبردار رہیں کہ دنیا بھر کے خناس اس تحریک کو ناکام بنانے، جوش کو ٹھنڈا کرنے کیلئے ہر قسم کے شیطانی حربے استعمال کریں گے۔ منافقین کی چالبازیوں سے ہوشیار رہیں حکومت کی کسی یقین دہانی پر اعتماد نہ کریں۔ یہ موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ وقت پر نماز باجماعت کا اہتمام اور اللہ تعالیٰ سے اجتماعی دعائیں مانگنی چاہیے۔ امام حرم مکی سے آپ کی کامیابی کیلئے جمعہ کی نماز میں دعا کی درخواست کر دی ہے۔ مرکز علوم اسلامیہ راحت آباد کی حقیر خدمات حاضر ہیں۔ میری واپسی پر ایک دعوت استقبالیہ کی ابھی سے درخواست کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپکا حافظ و ناصر ہو۔ ناموس رسولؐ کے نگہبانوں کو سلام خادم راحت گل مکہ مکرمہ عازمین: اس کے فوٹوسٹیٹ بنا کر تقسیم کریں۔

(۷)

٦ ذی القعدہ ١٤١٦ھ ٢٥/مارچ ١٩٩٦ء **(اکابر ملی یکجہتی کونسل کی خدمت میں مشائخ کو وفد بھیجا جائے)**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کل ٢٥ مارچ ١٩٩٦ء کو اتحاد المشائخ کی طرف سے اسلام آباد ہوٹل میں ایک کانفرنس ہوئی صدر اتحاد المشائخ کی دعوت پر بندہ نے اجلاس میں شرکت کی۔ مقررین میں سے بعض نے اپنی تقاریر میں اشارۃً اور بعض نے صراحتاً علماء اور مشائخ کے اشتراک و اتحاد کا تذکرہ کیا۔ اس کانفرنس میں ملی یکجہتی کونسل سے تعلق رکھنے والے ایک صاحبزادہ فضل کریم صاحب اور ایک بندہ شریک ہوئے۔ صاحبزادہ صاحب نے ایک موثر تقریر بھی کی۔ میری تجویز ہے کہ چونکہ وہاں اجلاس میں مقررین کا لب ولہجہ بھی وہی تھا۔ جو ملی یکجہتی کونسل کے اکابر کا ہے اور ان ہی مسائل کا تذکرہ وہاں بھی ہوا، جس کا ملی یکجہتی کونسل کے اجلاس میں ہوا۔ لہٰذا ملی یکجہتی کونسل کی طرف سے ایک وفد صدر اتحاد المشائخ جناب حضرت احمد رضا زکوڑی شریف اور پیر اولیاء بادشاہ فاروق موہڑہ شریف والے اور چند دیگر معروف مشائخ سے ملاقات کرے۔ تاکہ اشتراک عمل کے لئے اگر کوئی صورت نکل آئے۔ تو ایک عظیم کارنامہ ہوگا۔ میں نے ذاتی طور پر بعض اکابر مشائخ سے اس موضوع پر گفتگو کی ہے۔ لیکن منظم کوشش بارآور ہو سکتی ہے۔ خادم راحت گل

(۸)

١٦/جون ١٩٩٦ء **(ملی یکجہتی کونسل ایک تاریخی کارنامہ)**

عالی مرتبت قائد تحریک اسلامی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: میرا امسال نہ تو حج پر آنے کا ارادہ تھا اور نہ سعودی آنے کا مگر کینیا کانفرنس میں اس سفر کیلئے تمام سہولتیں مل گئیں پھر انکار کفران نعمت تھا۔

جناب عالی! آپ نے ایسے نازک وقت میں علماء پاکستان کو متحد کرنے کا جو تاریخی کارنامہ انجام دیا عنداللہ اور عندالناس آپ اجر عظیم اور بے انتہا شکریہ کے مستحق ہیں۔ یہاں بھی ہر مجلس میں آپ کا ذکر خیر اور تعریف کی جاتی ہے اگرچہ علماء کے کردار پر تنقید بھی بہت کی جاتی ہے مگر پھر بھی خیر کی امیدیں علماء سے متوقع ہوتی ہیں۔ یہاں ہر شام کہیں نہ کہیں اجتماع ہوتا رہتا ہے اس میں آجکل بھی ملی یکجہتی کونسل زیر بحث آجاتی ہے اس اتحاد کو قائم کر کے اسے فعال اور نتیجہ خیز بنانے میں آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کا امتحان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق اور ہمت دے کہ اس خطرناک حالات میں جبکہ ملت اسلامیہ کی کشتی ہچکولے کھا رہی ہے آپ اور ملی یکجہتی کونسل اسے ساحل مراد تک صحیح سلامت پہنچانے میں کامیاب ہوں۔ باقی میرے لائق جو بھی خدمت ہو انشاء اللہ مجھے ہر مرحلہ پر مستعد پائیں گے۔ میں ان شاء اللہ آئندہ ہفتہ واپس ہو جاؤنگا میرا یہ سفر صرف تعارف اور علیک سلیک کی غرض سے ہے میں کل ریاض سے یہاں دمام آیا ہوں جمعہ کے بعد واپس ہونگا۔ ایک عرض یہ ہے کہ اخبارات اور ذرائع ابلاغ سے موثر اور مسلسل کام لینے کی طرف توجہ دیں کیونکہ آجکل پراپگنڈے کا دور ہے۔ یہاں جدہ سے ایک

روزنامہ ''اردو نیوز'' شائع ہوتا ہے جو بہت مقبول ہے اس کیلئے مسلسل خبریں بھیجنے کا انتظام کرنا چاہیے۔آجکل فیکس کی سہولتیں موجود ہیں۔ جس کے ذریعہ تازہ خبریں بھیجی جاسکتی ہیں۔برادر محترم حضرت مولانا انوار الحق،عزیز محترم مولانا حامد الحق صاحب سے سلام مسنون۔

دعاوں کا محتاج ہوں خادم راحت گل

(۹)

۲۹؍صفر ۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۵ جولائی ۱۹۹۶ء (افغانستان میں اسلام کے نام پر خونریزی، اتحاد کیلئے کوشش کی ضرورت)

محترم المقام جناب حضرت قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ سے مخفی نہیں کہ بنیاد پرستی اور دہشت گردی (بمعنی اسلام، علماء اسلام اور دینی مدارس) کے خلاف یہودی سازش افغانستان کے سرزمین پر آتش سوزاں کے شعلے بھڑکانے میں کامیابی کی آخری مرحلہ پر پہنچ چکی ہے۔اس سے بیشتر افغانوں کے باہمی جنگ اپنی پسند اور ناپسند پر مبنی تھی اب اسلام اور شریعت کے نام سے خونریزی کے بعد دنیا بھر میں ڈھنڈورا پیٹا جائیگا کہ اسلام اور شرعی نظام اس دور میں چل نہیں سکتا۔

غور فرمایئے! کہ جو لوگ طالبان کی پشت پر ہیں وہ ایک متحدہ افغانستان میں صحیح شرعی اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں؟ کیا جو لوگ کابل حکومت کی حمایت کر رہے ہیں انکا مقصد بھی یہی ہے؟ ہرگز نہیں

کیا امریکہ مسئلہ افغانستان سے دستبردار ہو چکا ہے؟ ہرگز نہیں۔کیا یہ حقیقت نہیں کہ دشمن کی نظر میں سب سے بڑے دہشت گرد ربانی، حکمتیار اور سیاف بھی ہیں۔اگرچہ انہوں نے اپنی نادانی اور اپنی انانیت سے اپنا اعلیٰ مقام کھودیا ہے پھر بھی ان لوگوں کی جہادی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔انکو نیست و نابود کرنا دشمن کا مقصود تو ہوسکتا ہے کوئی بھی حقیقت پسند شخص ایسا کرنا پسند نہیں کریگا۔اسی طرح دشمن کا یہ بھی مقصد اولین ہے کہ علماء اسلام اور طلبۂ دین کا قلع قمع کیا جائے کیونکہ دشمن ان سے بھی خائف ہے ہمیں اس زعم میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ اس جنگ کے بعد متحدہ افغانستان میں شرعی نظام قائم ہونے دیا جائیگا۔ بلکہ افغانستان کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا جائیگا۔لہذا آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی بھی داعی بن کر علماء کو جمع کریں اور اس جنگ کو روکنے کی تدبیر کریں۔بصورت دیگر ناچیز کی طرف سے بمقام پشاور دعوت دیتا ہوں کہ آپ بروز بدھ بتاریخ ۹ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۹۶ء کو صبح دس بجے مرکز علوم تشریف لے آویں تاکہ باہمی مشورہ سے کوئی لائحہ عمل مرتب کیا جاسکے اور ہم عنداللہ اپنی مسئولیت سے بری الذمہ ہو جائیں اگر میری دعوت قبول ہو تو بواپسی فون نمبر یا فیکس نمبر سے اطلاع دیں۔ورنہ ایک روایت کے مطابق کہ جب آتش نمرود کے شعلے بھڑک اٹھے تو ایک چڑیا اپنی چونچ میں پانی کے قطرے اٹھا کر آگ پر ڈالنے کی کوشش کرتی رہی۔ اسی طرح یہ کمترین بھی اسی چڑیا کی مانند حسب استطاعت اپنا فریضہ ادا کرتا رہیگا۔الداعی الی الخیر خادم راحت گل،تشریف آوری کامیابی کی ضمانت ہوگی۔

(۱۰)

۱۸؍جولائی ۱۹۹۶ء (طالبان اور متحارب گروپوں میں مصالحت کی ضرورت)

محترم المقام جناب عالی مرتبت مخدومی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ میرا قدرے تفصیلی دعوت نامہ ملا ہوگا خدائے علیم وخبیر شاہد ہے کہ میری یہ دعوت کسی شخص، جماعت یا پارٹی کے اشارہ پر مبنی نہیں ہے میرا ادارہ پاکستان میں سب سے چھوٹا دینی مدرسہ ہے جو محدود ذرائع و وسائل رکھتا ہے۔

جناب عالی! میں نے بچشم خود جو کچھ افغانستان میں دیکھا ہے اس کے پیش نظر نظام شریعت کو ناکام بنانے اور علماء اسلام و دینی طلبہ کو مٹانے

کیلئے جو کچھ ہورہا ہے وہ آپ سے مخفی نہیں ہے۔کابل حکومت اور طالبان کے بالمقابل ایک تیسری وسیع البنیاد پارٹی بن گئی۔ چونکہ حکمتیار اور طالبان آپس میں شدید مخالفت کے باوجود اپنے علاقوں میں نفاذ شریعت میں مخلص ہیں۔اب دشمن تیسرے گروہ کی پشت پناہی کریگا۔ تا کہ افغانستان میں خالص شرعی نظام قائم نہ ہو سکے۔لہذا علماء اسلام کا اہم ترین فریضہ ہے کہ وہ ان دو مخلص طبقوں میں خونریزی روکنے اور صلح واتحاد کیلئے کوشش فرماویں۔پس بروز بدھ صبح دس بجے بتاریخ ۹ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۹۶ء بمقام مرکز علوم اسلامیہ راحت آباد پشاور آپ کی تشریف آوری کا منتظر رہونگا۔ والسلام راحت گل

جناب عالی: کل حاضر ہوا آپ موجود نہ تھے انشاء اللہ ہفتہ کو پھر حاضر ہونگا۔حالات نے پلٹا کھایا ہے میں نے اس سلسلے میں خاموش تگ ودود کی۔نتیجہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے ہم ذمہ دار نہیں۔میں نے حضرت مولانا نورانی میاں، مولانا حضرت اسفندیار خان، مفتی تقی عثمانی اور مفتی رفیع عثمانی، مولانا سلیم اللہ خان، مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا عبدالرحمٰن اشرفی، مولانا عبدالمالک، مولانا عبدالقادر آزاد، قاضی عبداللطیف صاحب، مولانا فضل الرحمان، مولانا حسن جان، مولانا گوہر الرحمان، مولانا حمد اللہ، مولانا محمد طیب اور دیگر اکابر کو دعوت دی ہے۔آپ بھی اپنا اثر استعمال فرماویں تا کہ باہمی مشورہ سے کوئی موثر قدم اٹھایا جاسکے۔میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے وہاں نفاذ شریعت میں مدد دی ہے وہی اسے ناکام بنانے میں اپنی مذموم سازش سے کام لیں گے۔کیونکہ وہ بھی منافقانہ چال تھی لیکن ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ آپکا خادم راحت گل

(۱۱)

۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ بمطابق ۲۹ جولائی ۱۹۹۶ء **(افغانستان کے خلاف شیطانی چالوں کا سدباب)**

محترم المقام جناب عالی مرتبت شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: افغانستان کی اسلامی، سیاسی اور بین الاقوامی اہمیت کے پیش نظر اولیاء الشیطان کے خناس سرگرم رہتے ہیں۔اقوام متحدہ کے کفن چوروں کی طرف سے خناسین یکے بعد دیگرے افغانستان میں اپنی شیطانی چالیں چلتے رہے ہیں۔بار بار ناکامی کے باوجود مایوس نہیں ہوتے مگر تعجب ہے کہ اولیاء الرحمان کے مصلحین کیوں لاتعلق ہو کر اصلاح حال سے مایوس بیٹھ جاتے ہیں۔جب بھی افغانستان میں استحکام پیدا ہونے کے آثار نظر آنے لگ جاتے ہیں یہ خناسین حرکت میں آجاتے ہیں اب بھی ایک مکار پوری سرعت کے ساتھ ہوا کے دوش پر اڑ کر پہنچ آیا۔لہذا علماء پاکستان کا ملی فریضہ ہے کہ شریعت کے نام پر دو متحارب فریق میں خونریزی کا سدباب کریں۔ورنہ دشمن اب تک تو گروہی اور حزبی بنیاد پر افغانیوں کو لڑاتے رہے تھے۔اب اسلام اور شریعت کے نام پر آتش نمرود کے شعلے بھڑکائیں گے۔

اس موضوع پر مرکز علوم اسلامیہ راحت آباد پشاور میں علماء کرام اور دیگر اہل بصیرت کا جو اجلاس ہوا اس میں علماء نے اس مسئلہ پر شرعی اور فقہی نکتہ نگاہ سے بحث کی اور دیگر احباب نے مسئلہ کے پس منظر اور مستقبل کے خدشات پر روشنی ڈالی۔آخر میں ایک قرارداد منظور کی گئی جو ارسال خدمت کی گئی ہے۔آئندہ لائحہ عمل کیا ہو؟ آپ جیسے دردمندان ملت کے تجاویز اور تعاون کا انتظار ہے اپنا تو عزم بالجزم کہ ؎

دست از طلب نہ دارم تا کار من بر آید یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن بر آید خادم راحت گل

(۱۲)

۱۰ ر نومبر ۱۹۹۶ء **(جلسۂ دستار بندی)**

قائد ملّت عالی مرتبت جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بندہ ناچیز کیساتھ آپ نے ہمیشہ اور

ہر مقام پر شفقت فرمائی ہے اور ہر مجلس میں مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے جس کا مجھے دلی احساس ہے اور آپ کا شکر گزار ہوں۔گزارش ہے کہ ۲۶ نومبر ۱۹۹۶ء بروز منگل ہمارے اس چھوٹے سے ادارہ کے فضلاء کی دستار بندی ہوگی انشاء اللہ میں نے جناب قاضی حسین احمد صاحب کو بھی دعوت دی ہے امید ہے کہ وہ بھی ضرور قبول فرماویں گے آپ دونوں کی شرکت سے مجلس کی رونق کو چار چاند لگیں گے۔ انشاءاللہ، مجھے یقین کامل ہے کہ آپ ناچیز کی دعوت کو شرف پذیرائی بخشیں گے۔انشاءاللہ حاضر خدمت ہونگا۔ خادم دیرینہ راحت گل

(۱۳)

دسمبر ۱۹۹۷ء (منتشر سیکولر عناصر کا اتحاد اور ملی یکجہتی کونسل کے خلاف منصوبے)

ملی یکجہتی کونسل کے اکابر سے (بوساطت مولانا سمیع الحق سیکرٹری جنرل ملی یکجہتی کونسل)

پاکستان کی موجودہ ابتر حالت کسی ذی ہوش انسان سے مخفی نہیں۔منتشر سیکولر عناصر متحد ہو کر میاں صاحب کے کندھوں پر سوار ہو چکے ہیں وہ لوگ برملا کہتے ہیں کہ ''جب تک ان ملاؤں کو مسجدوں میں بند نہیں کیا جاتا حالات سدھر نہیں سکتے'' اسی طرح نواز شریف صاحب کا بھی یہی فرمان اخبارات میں چھپ چکا ہے کہ ''علماء سیاست سے الگ ہو جائیں پاکستان میں مذہب کے نام پر ہمیشہ سیاست کا بازار گرم رہتا ہے'' چنانچہ مختلف حیلوں سے برگزیدہ علماء کو سیاست سے الگ کرنے کی کوشش ہوتی رہی ہیں۔ بیت المال کی چیئرمینی، رویت ہلال کمیٹی کی چیئرمینی، اسلام آباد میں اعلیٰ دفاتر عطاء کرنا، امور خارجہ کی چیئرمینی وغیرہ یہ سب اسی منصوبے کی کڑیاں ہیں جن کی حیثیت رنگینی ساغر کے سوا کچھ نہیں۔ملی یکجہتی کونسل سے قوم کو جو توقعات وابستہ تھیں اور حکومت پر جو رعب تھا وہ ختم ہو چکا، اسی لیے بیک جنبش لب جمعہ کی چھٹی منسوخ کردی گئی کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ تو ''اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے'' اس لیے ان کی کوششیں ''دلشتی''۔مثلاً

(۱) کونسل کے سربراہ کا وہ بیان جو انہوں نے بیرونی ملک سے پاکستان کے موجودہ سیاسی مدو جزر کے بارے میں دیا تھا کیا وہ کونسل کی مجموعی پالیسی سے ہم آہنگ تھا؟ اسی طرح کونسل میں شامل دیگر جماعتوں کی طرف سے بیانات اور سرگرمیاں جدا جدا ست نہیں جارہی ہیں؟

(۲) جمعیۃ العلماء اسلام، جمعیۃ علماء پاکستان دو دو حصوں میں اور جمعیت اہل حدیث متعدد ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہیں اسی طرح اتحاد المشائخ، تنظیم اسلامی، تنظیم الاخوان وغیرہ وغیرہ۔اگرچہ جماعت اسلامی ایک منظم جماعت ہے اور اسکے پاس جان نثار رضا کار بھی موجود ہیں لیکن ان کی اس منفرد حیثیت کو دیگر دینی جماعتیں تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔اسی طرح ملی یکجہتی کونسل کی صوبائی شاخوں کا نہ نام ہے نہ مقام۔بڑے بڑے عالیشان ہوٹلوں میں زر کثیر کے اخراجات حکومت اور قوم پر وہ اثر نہیں ڈال سکتے جو کسی دارالعلوم یا کسی مسجد کی چٹائیوں پر بیٹھ کر فیصلے موثر ہو سکتے ہیں۔ جب تک ایک جمعیۃ العلماء اسلام ایک جمعیۃ العلماء پاکستان ایک جمعیۃ اہل حدیث، جماعت اسلامی، تنظیم اسلامی اور مشائخ کسی بھی مقصد پر بنیان مرصوص نہیں بن جائیں گے اس وقت تک ''نشستند و گفتند و خوردند و برخاستند'' کے سوا کچھ بھی نہیں۔

<u>افغانستان کے بارہ میں مبہم پالیسی</u>: اس طرح پوری دنیا کی نظروں میں افغانستان کا مسئلہ سرفہرست ہے جبکہ پاکستان کے ساتھ خاص طور پر اس مسئلہ کا گہرا تعلق ہے۔اس وقت پاکستان کے تمام سیکولر عناصر اور عالمی طاغوتی طاقتیں اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ہر پہلو پر سرگرم عمل ہیں، مگر وقت کی اس اہم ترین علاقائی، دینی اور سیاسی مسئلہ پر ملی یکجہتی کونسل کی واضح اور موثر پالیسی سامنے نہیں آئی۔فقط دو جماعتیں افغانستان میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں مصروف ہیں۔اسی طرح پاکستان کی سالمیت اور اسکی اسلامی تشخص پر اثر

انداز ہونے والا تازہ ترین متنازعہ مسئلہ ''پختون خواہ'' کا نام ہے اس دوررس نتائج پر مبنی مسئلہ کے بارے میں بھی ملی یکجہتی کونسل مہر بہ لب ہے۔ حالانکہ یہ کسی صوبے کے نام تک محدود معاملہ نہیں۔ اس کی تہہ میں جو عزائم سرگرم عمل ہیں وہ قیام پاکستان کی تاریخ پر عمیق نظر رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ جبکہ سرحد اسمبلی سے یہ بھی منظور کرالیا گیا کہ قبائل کو بھی سرحد میں شامل کیا جائے۔ اسی طرح روزانہ اس قسم کے دیگر مطالبے بھی کئے جانے لگے ہیں جو باقی ماندہ پاکستان کی سالمیت کیلئے خطرناک ہیں۔ لہٰذا ملی یکجہتی کونسل کے اکابر کو وقت کی نزاکت اور مستقبل کے خطرات پر فوری غور کرنا چاہیے ورنہ بقول غالب ملی یکجہتی کونسل؟

مجھ کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔ خادم راحت گل مرکز علوم اسلامیہ راحت آباد پشاور

(۱۴)

۲۳/جنوری ۲۰۰۰ء **(پاکستان کی کرسی اقتدار بوالہوسوں کے نرغے میں)**

محترم المقام جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وبعد، اس وقت پاکستان کی کرسی اقتدار ڈور کٹے پتنگ جیسی ہے۔ ہر بوالہوس لپک لپک کر اسے پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس دوڑ میں: ایک امریکہ ہے، جسے پاکستان میں ایک یاسر عرفات کی ضرورت ہے اسکے لئے اپنے پسندیدہ ایک نوجوان کو لائن میں کھڑا کردیا اور پوری حکمت عملی سے اسے آگے بڑھایا جارہا ہے تا کہ وزیراعظم ہاؤس تک ان کو براہ راست رسائی حاصل ہوجائے۔

دوسرا: اس دوڑ میں جنرل مشرف صاحب ہیں جس نے اپنی پہلی تقریر میں اپنی منزل کی نشاندہی کردی تھی اور اپنے آئیڈل کی قبر پر پھول چڑھا کر مزید وضاحت کردی بعض سیاستدانوں سے ملاقات اور بعض اقدامات سے بھی ہوا کا رخ معلوم ہوجاتا ہے۔

تیسرا: جو اس خالص اسلامی ممالک کا اصل والی وارث ہے آپس میں سر پٹول کی وجہ سے ''منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے''

اب صورت حال یہ ہے کہ پاکستان کے مظلوم عوام ان خونخوار بھیڑیوں سے متنفر ہوچکے ہیں کسی صالح، دیانتدار اور خدا ترس قیادت کی راہ تک رہے ہیں ایسے نادر مواقع تاریخ میں بہت کم آتے ہیں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے پھر کسی ذوالفقار بھٹو کسی بے نظیر بھٹو، کسی نواز شریف اور کسی جنرل و کرنل کے دام فریب میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے افسوس ماضی میں ہم چند کلیوں پر قناعت کر گئے تھے۔

خوش فہمی: کسی کو اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ ہماری دینی جماعتیں اور ہمارے دینی مدارس مضبوط ہیں انہیں کوئی بری آنکھ اٹھا کر دیکھ نہیں سکتا کیا ترکی، مصر، شام و عراق اور بخارا و سمرقند کے مدارس ہم سے زیادہ مضبوط نہ تھے؟ آج انکا حشر ہمارے سامنے ہے پھر جمعہ کی چھٹی کی منسوخی کیا ہماری واویلا صدا بصحرا ثابت نہیں ہوئی۔

اندریں حالات: بندۂ ناچیز عیدالفطر کے بعد ایک خصوصی مجلس مشاورت میں شرکت کی دعوت دیتا ہے۔

ایجنڈا: پاکستان کو غاصب حکمرانوں کے دست برد سے بچانا اور صالح قیادت کو اقتدار سونپنا۔ چونکہ اصلاح اور فساد کا منبع و سرچشمہ اسلام آباد ہے اسلئے اسلام آباد کو اپنے ہاتھ میں لانا بنیادی شرط ہے۔ خانہ کعبہ سے بھی تب بُت توڑے جاسکے جب مکہ فتح ہوا لہذا پاکستان سے بھی دور حاضر کے شیطانی بُت تب توڑے جاسکیں گے جب اسلام آباد فتح ہو۔ ایسا کرنا نہ تو ناممکن ہے اور نہ مشکل بلکہ اگر

کوئی شعیب آئے میسر شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

مجوزہ پروگرام: ۱۷رشوال ۱۴۲۰، ۲۳رجنوری ۲۰۰۰ کو بمقام مرکز علوم اسلامیہ پشاور انشاء اللہ، تفصیل آئندہ عریضہ میں ارسال خدمت کردونگا۔ دعاؤں کا محتاج راحت گل

(۱۵)

(ملت اسلامیہ کے خلاف عالمی صیہونی منصوبے اور علماء کا فرض)

۲۳ر رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ، یوم الجمعہ

محترم المقام جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی! اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف عالمی سطح پر جو صیہونی منصوبہ تیار کیا گیا تھا۔ اسکا پہلا مرحلہ مصطفیٰ کمال سے طے کرا کر ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر کر دیا گیا۔ دوسرا مرحلہ عبدالناصر سے۔ تیسرا فلسطین میں اسرائیلی حکومت کا قیام سے۔ چوتھا رضاء شاہ پہلوی سے۔ پانچواں صدام حسین سے، چھٹا ذوالفقار علی بھٹو سے، ساتواں بے نظیر بھٹو سے، آٹھویں کا کسی قدر نواز شریف سے، آخری مرحلہ جس کی تکمیل کیلئے پاکستان میں ایک یاسر عرفات کی ضرورت ہے جسے لائن میں کھڑا کر کے بڑی حکمت عملی سے آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ موجودہ حکومت کے بعض اقدامات سے واضح اشارے مل رہے ہیں کہ یہ آخری مرحلہ پاکستان کے یاسر عرفات سے مکمل کر دیا جائیگا۔ پھر دشمن کے آخری ہدف:۔

پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کی تباہی، افغانستان کی اسلامی امارت کی شرعی نظام حکومت کا خاتمہ اور پاکستان کے آزاد دینی مدارس کو اپنے پنجہ میں لاکر مفلوج کرنا اور اسرائیل کیساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنا، لاسمح اللہ،

اندریں حالات اب بھی اگر علماء پاکستان اور دینی جماعتیں اسی روش پر چلیں جس پر گزشتہ نصف صدی سے چلی آرہی ہیں تو ان کی بھی وہی حالت بنادی جائیگی جو اس وقت دیگر ۵۵ مسلم ممالک میں ہمارے سامنے ہے۔ لہٰذا وقت کی نزاکت کے پیش نظر ایک بار پھر اس مقام مقدس سے آپ کو مجوزہ مجلس مشاورت میں شرکت کی دعوت دے رہا ہوں۔ اس مجلس کا ایک نکاتی ایجنڈا:۔ اس خالص اسلامی مملکت کو منافق حکمرانوں سے بچانا اور ایک خدا ترس قیادت کو اقتدار میں لاکر یہودی عالمی سازش کو ناکام بنانا جو ناممکن تو کیا مشکل بھی نہیں۔

پروگرام انشاء اللہ، ۱۸ر شوال ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۵ جنوری ۲۰۰۰ء بروز منگل، بمقام مرکز علوم اسلامیہ راحت آباد، پشاور صبح ۱۰ بجے سے آغاز، انتہائی کرم نوازی ہوگی اگر اپنی تشریف سے اطلاع دیں۔ تا کہ آپ کے قیام کا بروقت انتظام میں آسانی ہو۔

ڈاک سے یہ خط مکہ مکرمہ سے ارسال کیا تھا اب پاکستان پہونچنے پر نقل پیش کر رہا ہوں۔ الداعی الی الخیر خادم راحت گل

(۱۶)

(یہود کا سازشی پروگرام)

۲۹ جنوری ۲۰۰۰ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی! آپ سے مخفی نہیں کہ بیسویں صدی کے آغاز میں امت مسلمہ کیخلاف یہود نے جو سازشی منصوبہ تیار کیا تھا اسمیں وہ کامیاب رہا۔ ایک سو سال تک عالم اسلام، یورپ، امریکہ اور روس کا غلام رہا۔ بیسویں صدی کے اختتام سے قبل مسلمانوں کے تیل پر قبضہ، عالم اسلام کے سینہ پر اسرائیل کا ناسور اور جزیرۃ العرب میں یہودی فوجی اڈوں کا قیام جو اکیسویں صدی کی منصوبہ بندی کیلئے بنیادی ضرورتیں تھی حاصل کر لی گئیں۔ اب اکیسویں صدی کے منصوبہ میں اسلام کے روشن مستقبل کا راستہ روکنا۔ مکہ مکرمہ کو کھلا شہر قرار دینا، مدینہ منورہ میں یہودی بستی قائم کرنا امت مسلمہ کو غلامی کی نئی زنجیروں میں جکڑنا شامل ہے۔ اسرائیل کو تمام مسلم ممالک سے تسلیم کرانا۔ اگر اسی وقت دشمن کے راہ میں کوئی حائل ہوسکتا ہے تو وہ صرف اور صرف پاکستان اور پاکستان کے علماء ہی ہیں دونوں کو مفلوج کرنے کیلئے نواز شریف کے بعد کچھ کام تو موجودہ حکومت سے لیا جائے گا اور تکمیل کیلئے پاکستان میں ایک یاسر عرفات کو لائن میں کھڑا کر دیا گیا۔ جناب والا! حالات کی نزاکت کا تقاضا ہے کہ دینی جماعتوں کے سربراہ فوری طور پر کسی بھی مقام پر مل بیٹھ کر سوچیں اور کوئی مداوا کریں۔ مرکز علوم میں ۲۵ تاریخ کے اجلاس میں آپ تو شرکت فرما نہ سکے اسمیں ایک تجویز پیش

کی گئی کہ علماء اور دیگر دیانتدار اہل افراد پر مشتمل ایک عبوری حکومت تشکیل دی جائے اور حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ اقتدار اسی عبوری حکومت کے حوالے کر کے وہ سرحدات پر خطرات کے مقابلہ کی تیاری کرے۔ یہ عبوری حکومت آئین کے دفعہ ۶۲۔۶۳ کے تحت جلد از جلد انتخابات کرا کے اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کے سپرد کرے۔ یا اسکے علاوہ کوئی اور متبادل لائحہ عمل بلا تاخیر سامنے لانا چاہئے۔ ورنہ کف افسوس ملنے کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اس سلسلہ میں میری حقیر خدمات حاضر ہیں۔ اگر آپ پسند فرمادیں تو بندہ آپکی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے تیار ہے۔ آپ جگہ تاریخ اور وقت متعین فرمادیں بندہ حاضر ہو جائے گا۔ اور آپکے ارشادات کی روشنی میں کوئی پروگرام بنایا جائے گا۔ شکریہ ورنہ عیدالاضحیٰ کے بعد یہاں تشریف آوری کی دعوت دونگا۔ انشاء اللہ، خادم راحت گل

(۱۷)

۲۸/ جون ۲۰۰۰ء **(وحدت ادیان ایک اور یہودی تحریک)**

مکرمی مولانا مدظلہ جاپان میں انٹرنیٹ پر یہ خبر بھی میں نے پڑھی۔ وحدت ادیان کا آئندہ کانفرنس ۲۰۰۱ء ماہ فروری میں پاکستان میں ہوگا۔ جس کا افتتاح پرویز مشرف صاحب فرمادیں گے۔ وحدت ادیان کیا ہے؟ اسلام کے خلاف ایک اور یہودی تحریک، جسکے متعدد اجلاس امریکہ وغیرہ میں ہو چکے ہیں اب اس تحریک کو عالم اسلام میں متعارف کرانے کیلئے، جس ملک کو چنا گیا وہ ہے پاکستان۔ کیونکہ اگر پاکستان سے اس تحریک کو حمایت ملی تو پھر بڑی تیزی کیساتھ دیگر مسلم ممالک میں پھیلائی جا سکے گی۔

پہلا مرحلہ: اس تحریک کا مقصد کیا ہے؟ اسلام کو بحیثیت ایک دین کامل کے ختم کر کے دیگر مذاہب کی سطح پر لا کر برابر کر دینا۔ اسلام یہودیت، قادنیت، بدھ مت، جین مت وغیرہ تمام مذاہب برابر ہیں۔ سب کو صلح و آشتی کیساتھ اپنے اپنے مذہبی رسومات ادا کرنے چاہیں۔ مسجد، گرجا، صومعہ، مندر اور ٹمپل میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہئے۔ ہر مذہب والے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں اپنے مذہبی رسومات ادا کر کے نکلیں تو ایک ہی نظام، زندگی ایک ہی تہذیب اور ایک ہی قانون کی پابندی کریں۔ دراصل مقصد یہ ہے کہ: ''**ان الدین عند اللّٰہ الاسلام**'' کا عقیدہ ختم کر دیا جائے۔ اور اس آیت ربانی کو بھی عملاً منسوخ کر دیا جائے کہ **ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کله ولو کرہ المشرکون**۔ دوسرا مرحلہ: اس کے بعد خود بخود یہ راستہ کھل جائے گا، کہ خانہ کعبہ میں تمام مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے مذہبی رسومات کے مطابق حج اور عمرہ ادا کریں کیونکہ ان سب مذاہب کا رشتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ بے نظیر کے ذریعہ یہ دوسرا مرحلہ آگے بڑھایا گیا ہے۔

حضرات کرام! اس خطرناک سازش کے سامنے اگر کوئی بند باندھ سکتا ہے۔ تو وہ صرف اور صرف علماء پاکستان ہی ہیں باقی مسلم ممالک کے علماء کو پنجرے میں بند کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا نہ صرف علماء پاکستان مشائخ کرام بلکہ تمام مسلمانوں کو متحد ہو کر اس سیلاب کے سامنے بند باندھنے کیلئے فوری طور پر کمربستہ ہونا چاہئے کسی کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ 'دہلی ہنوز دور است' وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے۔ فروری ۲۰۰۱ء دور نہیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خادم راحت گل

جنرل صاحب کیساتھ ملاقات کے وقت اگر مناسب سمجھیں تو اس موضوع پر بھی بات ہو جائے۔

(۱۸)

۱۸/ فروری ۲۰۰۰ء **(یہودی سازشیں اور علماء و مشائخ کا فرض)**

عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد

مگر ہمارے علماء پاکستان پچاس سال سے اپنی عصاء کبھی ایک منافق کے ہاتھ میں تھما دیتے ہیں کبھی دوسرے منافق کے ہاتھ میں۔ جب کہ اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف اکیسویں صدی کیلئے یہودی سازش برق رفتار پیش قدمی کر رہی ہے۔ اس سازش کی کامیابی اور ناکامی دونوں کے ذمہ داری صرف اور صرف پاکستان کے علماء و مشائخ پر عائد ہوتی ہے کیونکہ اسوقت دیگر مسلم ممالک کے علماء کو سنہرے پنجرے

میں بند کردیا گیا ہے۔صرف پاکستان کے علماء ومشائخ ابھی آزاد ہیں جنہیں پابند کرکے بے اثر بنانا دشمن کے منصوبے میں سرفہرست ہے۔ اسلئے میں انتہائی دردِدل اور سوز جگر سے عرض کرتا ہوں کہ اگر ہمارے دینی رہنما اپنے اوپر رحم نہیں کرتے تو اس بے آسرا امت پر رحم کریں بے شک انگلیوں کی طرح جداجدا رہیں مگر دشمن کے مقابلہ کیلئے مکا بن جائیں۔ورنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟ میری یہ جہد مسلسل کیوں؟ اسلئے کہ جب موجودہ حالات پر نظر ڈالتا ہوں۔تو ارشاد ربانی ہے۔**وذکّر فان الذکریٰ تنفع المومنین.**

ارشاد نبوی ہے۔**الااخبرکم بافضل من درجة الصیام والصدقة والصلوٰة قال قلنا بلی قال اصلاح ذات البین وفسادذات البین هی الحالقة۔** (مشکوٰۃ) لہٰذا اسی مقصد کے پیش نظر ایک بار پھر آپ حضرات کو ایک نشست میں شرکت کی دعوت دے رہا ہوں۔مجوزہ تاریخ ۲۷رذی الحجہ ۱۴۲۰ھ،۳راپریل ۲۰۰۰

(۱۹)

۲۰ مارچ ۲۰۰۰ء **(عصانہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد)**

جناب عالی مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اس سے قبل ایک خط بعنوان عصانہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد ارسال خدمت کر چکا ہوں۔جس میں ۳ اپریل ۲۰۰۰ء کو بمقام مرکز علوم اسلامیہ راحت آباد پشاور ایک کانفرنس کی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔گزارش ہے کہ بعض وجوہات کہ بنا پر مجوزہ پروگرام ملتوی کردیا گیا ہے۔آئندہ تاریخ سے انشاءاللہ مطلع کردونگا۔

والسلام شکریہ آپکا خام راحت گل

(۲۰)

۳۰ جولائی ۲۰۰۱ء **(مدارس علماء اور اسلام کی مدافعت)**

محترم المقام جناب شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ نبوت ختم ہو چکی ہے مگر کار نبوت تا قیامت جاری رہے گا۔مدارس اسلامیہ کا مقصد کار نبوت کیلئے رجال کار پیدا کرنا ہے۔دوسری طرف کفریہ طاقتیں مدارس کو ختم کرنے اور علماء کو کمزور کرنے کی بھرپور کوششیں کر رہی ہیں۔

جبکہ دینی مدارس اس پرفتن دور میں باطل کے مدمقابل عزم وہمت کے ساتھ کھڑے ہیں۔اسلام کی مدافعت اگر کہیں سے کی جارہی ہیں تو وہ ہمارے آزاد مساجد کے آزاد منبر ومحراب ہیں۔جہاں سے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی پھیلائی جاتی ہے اور دینی مدارس نوجوان نسل کو زیور علم سے آراستہ کرکے مسلمانوں کی دینی اور شرعی خدمات انجام دینے کے قابل بناتے ہیں۔

مدارس کے مسلمہ روایات کے پیش نظر حسب سابق امسال بھی انشاء اللہ بروز اتوار بتاریخ ۱۲ رجب ۱۴۲۲ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۲۰۰۱م کو مرکز علوم اسلامیہ کے فضلاء کی دستار بندی اور تقسیم اسناد کی غرض سے ایک مبارک روحانی تقریب منعقد کی جارہی ہے۔جسمیں آں محترم کی شرکت ہمارے لئے باعث خیر وبرکت ہوگی۔یہ عریضہ اطلاعاً ارسال خدمت کررہا ہوں تاکہ آنجناب کے سامنے تاریخ مقررہ ابھی سے متعین رہے۔مفصل پروگرام انشاءاللہ وقت مقررہ پر ارسال خدمت کیا جائے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔خادم راحت گل

(۲۱)

۱۰ مئی ۲۰۰۲ء **(دشمن سرگرم عمل ہے دینی جماعتوں کا مشترکہ فارم رکنیت)**

عالی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ،محترم المقام حضرت علماء کرام!السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کیخلاف جہاں دشمن ناکام ہوا تو منافقین سے کام لیا گیا۔اب بھی یہی کچھ ہورہا ہے۔افغانستان کی اسلامی حکومت کا المیہ درس عبرت کیلئے کافی ہے ہمارے دینی مدارس کی باری آچکی ہے جہاں دشمن زبردستی گھس کر جس عالم جس طالب علم کو چاہے گریبان سے پکڑ کر کھینچ لیتے ہیں

لیکن ہم ؎ نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی میری صیاد کی

علماء کرام! دشمن پورے منصوبہ بندی سے آگے بڑھتا چلا آرہا ہے کیونکہ وہ سمجھ چکا ہے کہ ہماری راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ پاکستان کے علماء اور دینی مدارس ہیں۔ لہٰذا یا تو انہیں ختم کیا جائے یا انکے بال و پر کاٹ دیئے جائیں اب دشمن کا مقابلہ کیسے کیا جاسکتا ہے وہ ہے متحدہ قوت، میری تجویز ہے کہ جیسے کہ خلیج کے متعدد ریاستوں نے ایک مشترکہ اتحاد قائم کرکے امارۃ المتحدہ نام رکھا ہر ریاست آزاد ہے مگر امور خارجہ کرنسی اور دفاع میں متحد ہے۔ اس طرح یورپ کے ممالک نے بھی ایک یونین بنادیا ہے لہٰذا میری تجویز ہے کہ تمام دینی جماعتوں کیلئے ایک مشترکہ فارم مرتب کیا جائے، جسے ہر جماعت کا ہر ممبر پر کرے۔ بے شک وہ مستقل رکن تو اپنی جماعت کا ہوگا۔ مگر سب کا مشترکہ ممبر بھی سمجھا جائیگا۔ اس طرح تمام جماعتیں ایک سلسلہ کی کڑیاں ہو جائینگی اور نفسیاتی طور پر بھی انتشار اور افتراق کا تصور ختم ہو جائیگا۔ باقی آپ کی مرضی، فاعتبروا یا اولی الابصار اخوکم راحت گل

(۲۲)

۱۳ جون ۲۰۰۵ء (مولانا عبدالحق سے تعلق اور گرویدگی ○ خاندان پر حقانیہ کا فیضان)

بقیۃ السلف شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! جناب عالی! آپ کو شاید معلوم نہ تھا کہ میرے نواسے شبلی احمد ولد سردار علی اور جواد احمد ولد غفران گل آج کل مع بیوی بچوں کے لندن میں مقیم ہیں۔ ورنہ آپ ضرور رابطہ فرماتے ۔ ہمیں جب معلوم ہوا کہ آپ لندن تشریف لائے ہیں تو بہت کوشش کی، کہ آپ کا جائے قیام معلوم کریں۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے، جس کا افسوس رہا۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ آپ ضرور یہاں آجائیں یہاں موسم خوشگوار ہے۔ اور آپ کی بیماری کا علاج بھی ہو جائیگا۔ حسنِ اتفاق سے میرے پاسپورٹ میں انگلینڈ کا ویزا لگا تھا جو اسی جون میں ختم ہونے والا ہے۔ لہٰذا چل پڑا۔ الحمدللہ یہاں بہت آرام ہے ان کا گھر بھی جس علاقہ میں واقع ہے گھر کے آس پاس سرسبز چمن اور باغات ہیں۔ جہاں تازہ ہوا میں بیٹھ جاتا ہوں۔ جس دن سورج ہو تو اور بھی لطف آتا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا احسان عظیم اور بزرگوں کی دعا ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے بھی مجھے بہت دعائیں دی ہیں۔ اگرچہ میں حضرت مولانا بادشاہ گل صاحب کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ سے وابستہ رہا، لیکن جب آپکے والد مرحوم سے ملنے جاتا تو بڑی شفقت فرماتے۔ جب بیماری کی حالت میں ہسپتال میں داخل تھے تو کسی کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ بیمار پرسی کرنے والے باہر سے واپس ہو جاتے تھے، لیکن جب ان کو اطلاع دی گئی کہ راحت گل آیا تو انہوں مجھے فوراً اندر بلایا اور دعائیں دیں۔ میرا فرزند شبیر احمد جب جامعہ ازھر اور جامعہ ام القریٰ سے سند فراغت لے کر آگیا تو افتاء کے لیے آپ کے دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا اور وہاں سے مفتی بن کر سند لے لی۔ الحمدللہ اب احادیث میں ابوداؤ شریف پڑھاتا ہے۔ نواسہ بلال آپ کے مدرسہ میں داخل ہے خدا کا احسان عظیم ہے کہ سید العارفین پشاور یونیورسٹی سے بی ایس سی جیالوجی میں سند لے کر چھ سال سعودی عرب کے جامعہ ریاض میں رہ کر کلیہ شریعہ کا سند لے کر آگیا۔ تو اعلیٰ نمبروں سے پاس ہونے پر رابطۂ عالم اسلامی نے اُسے ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور شبیر کو وزارۃ تعلیم کویت سے وظیفہ مل رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے میں نے وصیت لکھی ہے کہ میری کوئی جائیداد کوئی بینک بیلنس، کوئی زمین نہیں، کوئی کارخانہ نہیں۔ گورنمنٹ سکول میں ملازمت سے جو پینشن ملتی ہے۔ اُس سے میرا کفن دفن کیا جائے۔ الحمدللہ دل مطمئن ہے۔ میری طرف سے شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب اور مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کو سلام کہہ دیں۔ ۸۵ سال عمر ہے۔ دعاؤں کا محتاج ہوں۔ کیونکہ اب چراغ سحر ہوں۔ ؎ نہ معلوم وہ کب آئے تسکین دیں گے چراغ سحر ہوں بجھا جا رہا ہوں

محتاج دعا خادم راحت گل

لندن میں ہمارا پتا

SHIBLEE AHMED 33, SIDDONS ROAD
LONDON N 17 9UP 0044-2083760711

راشد الحق سمیع [1]

مدیر ماہنامہ ''الحق'' ومدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۱)

(جامعۃ الازہر میں داخلہ، روائیداد سفر اور وہاں کے تفصیلی حالات)

جنوری ۱۹۹۸ء از: الازھر الشریف مدینۃ البعوث (ہاسٹل) قاہرہ، مصر

محترم المقام حضرت قبلہ ابا جی دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے اور امی جان ودیگر تمام اہل خانہ بھی بخیر وعافیت ہوں گے۔ مصر پہنچ کر آپ سے ٹیلی فون پر تفصیلی بات چیت تو ہوگئی تھی، لیکن عیدالفطر کی تعطیلات کے موقع پر دیارِ غیر میں پھیکی اور بے رونق عید کے موقع پر پژمردہ دل یہ چاہ رہا تھا کہ آپ کو اپنے، جامعۃ الازھر اور مصر کے بارے میں کچھ احوال تفصیل سے لکھ کر بھیجوں۔ (ہوسکتا ہے آئندہ کبھی میرے سفرنامہ بلادِ عرب کی اشاعت کے سلسلے میں یہ خطوط کچھ مدد کرسکیں) افریقہ کے اس دور دراز ملک مصر میں بھی وطن کی خوشبو، اکوڑہ کی مقدس سرزمین اور دارالعلوم کی منور ومعطر فضائیں شام وسحر آپ سب کی یاد دلاتی رہتی ہیں۔

امی حضور کی طبیعت کیسی ہے؟ یقیناً میری جدائی پر امی جان بڑی افسردہ ہوں گی۔ انہیں ہمارے ساتھ بڑی جذباتی حد تک لگاؤ ہے۔ اگرچہ میں اس سے قبل جب کراچی میں جامعہ بنوری ٹاؤن میں دوسال تک زیر تعلیم رہا لیکن اس بار بھی آتے ہوئے انہیں پہلے کی طرح غمگین پایا۔ امید ہے اس بار امی جان عادی ہوئی ہوں گی۔ مصر پہنچنے کے بعد امی جان سے فون پر بات ہو چکی ہے۔ یہ خط بھی حامد بھائی کو پڑھنے کے لئے دیں تاکہ وہ امی جان کو سنائیں۔ باقی دارالعلوم کے حالات کیسے ہیں؟ اور ''الحق'' کیسا چل رہا ہے؟ امید ہے میری غیر موجودگی میں ''الحق'' کی ترتیب وتدوین اور ادارے سمیت جملہ ذمہ داریاں ایک بار پھر آپ نے عرصہ دراز کے بعد از سرِنو سنبھال لی ہوں گی۔ خدا کرے کہ اس بہانے آپ کا خامہ معجز رقم ایک بار پھر قارئین ''الحق'' اور علمی وادبی حلقوں کے لئے ایک مژدۂ جاں ثابت ہو۔

---

[1] عزیزی حافظ راشد الحق، فرزند دوئم ہیں، اولاد آنکھوں کا نور، جگر کی ٹھنڈک اور دل کا سرور ہوتی ہے۔ مگر ایک باپ کیلئے کسی ایک پر تبصرہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ حافظ راشد الحق اپنی صلاحیت ماہنامہ ''الحق'' کے اداریوں، تعزیتی شذروں اور مضامین سے منوا چکے ہیں اور پچھلے سولہ برس سے یہ ذمہ داری باحسن طریقے انجام دے رہے ہیں جبکہ تحریر کا یہ ملکہ حیرت انگیز طور پر یکا یک اور اچانک ظاہر ہوا کہ الحق کی ادارت سے پہلے انشاء ادب اور تحریر کے جوہر پنہاں تھے۔ صرف تھوڑے ہی وقت میں میری نامزد کردہ کچھ کتابیں ذوق وشوق سے پڑھیں اور پھر قلم روانہ ہوگیا۔ حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ اور حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ سے میری طرح اسے بھی خصوصی لگاؤ ہے۔ کوچہ ادب وصحافت کی جانب مائل کرانے میں ان دو ہستیوں کا کافی اثر ہے۔ اسی طرح مولانا ابراہیم فانی صاحب کی مجلسوں نے شعروشاعری کا چسکہ بھی انہیں لگایا۔ اور سب سے بڑھ کر اس جانب مائل ہونے میں یقیناً دارالعلوم حقانیہ کی کرامتیں اور اولوالعزم دادا شیخ الحدیثؒ کی نسبتیں ودعائیں بھی کارفرما ہیں۔ راشد نے قرآن کریم کا حفظ حقانیہ میں کیا، پھر دو برس کراچی کے بنوری ٹاؤن کی پرنور علمی فضاء میں ان کے شوق علم کو مہمیز ملا۔ حقانیہ کے تمام تعلیمی نصابی مراحل سے گزر کر فراغت حاصل کی مگر علم کی تشنگی باقی رہی تو مصر کے علم پرور ماحول میں جامعہ ازہر اور قاہرہ یونیورسٹی کی فضاؤں میں اساتذہ علم وادب سے بھی استفادہ کیا۔ جہاندیدگی کے جذبے اور تجسس کے جذبات فراواں نے انہیں یورپ، بلادعرب، افریقہ اور دیگر مختلف ممالک کی سیر وسیاحت پر مجبور کیا۔ گویا

آوارگی بررنگ تماشا بری نہیں ذوق نظر ملے تو یہ دنیا بری نہیں

اسی سیاحت اور سفر کے تاثرات کو ''ذوق پرواز'' کے عنوان سے ''الحق'' میں کئی قسطوں میں قلمبند کیا اور جس نے قدیم اور جدید علمی وادبی حلقوں سے خوب پذیرائی حاصل کی۔ طبیعت بے حد حساس ہے (مگر صاحبزادگی کے نازنخروں اور زہریلے جراثیم سے کوسوں دور ہیں) اس ہیجانی اور سیمابی مزاج کے ساتھ ''الحق'' کی ادارت اور دارالعلوم میں تدریسی وانتظامی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ دعا ہے کہ مستقبل بھی اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر بنائے۔ امین

اگر ممکن ہو تو شفیق بھائی جان سے کہلوا کر میرے نام "الحق"، مستقل جاری فرمائیں۔ امید ہے مولانا ابراہیم فانی صاحب بھی "الحق" کی اشاعت اور تیاری میں آپکے ساتھ مصروف عمل ہوں گے۔ بہر حال مختصر روداد سفر لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں تا کہ آپ کو میرے بارے میں اطمینان ہو جائے ___ میں جب رمضان المبارک کے آخری عشرے کو قاہرہ ایئر پورٹ پر پہنچا تو جناب قاسم حلیمی افغانی میرے استقبال کیلئے جامعۃ الازھر کی انتظامیہ کی جانب سے لینے کیلئے آئے تھے۔ (یہ اس سے قبل ۱۹۹۳ء میں بھی جب میں لندن جاتے ہوئے قاہرہ میں چند روز کیلئے سیاحتی دورہ پر رکا تھا تو حلیمی صاحب' حضرت مولانا محمد نبی محمدی کے فرزند محمد شریف محمدی حالاً متعلم جامعۃ الازھر کے کہنے پر میرے ساتھ اسکندریہ اور دوسرے تاریخی مقامات دیکھنے کے سلسلے میں رہنمائی کر چکے تھے) ایئر پورٹ سے مدینۃ البعوث (جامعۃ الازھر کا انٹرنیشنل ہاسٹل) پہنچا اور جامعۃ الازھر میں اپنے داخلے کی تفصیلات معلوم کیں تو اس انکشاف سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ راقم کا داخلہ (ماجستر M.A) اور کلیہ کے بجائے ابتدائی عربی لینگوئج کورس میں غلطی سے ہوا ہے۔ حالانکہ پاکستان میں متعین میرے دوست مصری سفارتکار (فسٹ کونسلر) جناب احمد نادر جن کے اصرار اور خواہش پر میں نے جامعۃ الازھر سے ماسٹر کرنے کا پروگرام بنایا تھا اور انہوں نے ہی بتایا تھا کہ جامعہ حقانیہ کا چونکہ جامعۃ الازھر سے اسناد کا معادلہ ہوا ہے' چنانچہ اس شہادت العالمیہ کی سند سے یقیناً آپ ازھر سے براہ راست ماسٹر کر لیں گے۔ مصر جانے سے قبل میں نے بار باران سے تصدیق کرائی اور ہر بار انہوں نے یہی جواب دیا کہ آپ بالکل مطمئن ہو کر جائیں۔ سب کچھ میں نے تمہاری خواہش کے مطابق ترتیب دے دیا ہے۔ بہر حال علامہ شبلی نعمانیؒ نے مصریوں کے متعلق سفر نامہ مصر میں بجا طور پر لکھا ہے: "کہ دروغ گوئی' وعدہ خلافی' چالاکی اور دغابازی مصریوں کی اکثریت کی سرشت میں شامل ہے۔" یقیناً انہوں نے مصریوں کے بارے میں بڑا گہرا صحیح تجزیہ اور مشاہدہ پیش کیا ہے۔ یہاں ایئر پورٹ پہنچنے پر بھی گھنٹوں تفتیش کی جاتی رہی حالانکہ میرے پاس سپیشل تعلیمی ویزہ تھا۔ اس سے قبل بھی جب میں وزٹ کے لئے قاہرہ آیا تھا تو پانچ چھ گھنٹے مجھ سے پوچھ گچھ ہوتی رہی اور مجھے ایک قسم کا ہراساں کیا گیا۔ یہ حرکات مصری حکومت اس لئے پاکستانیوں اور خصوصاً دین سے وابستہ لوگوں سے کرتی ہے تا کہ ان لوگوں کی مصر کی آمد کے موقع پر انہیں یہ پیغام دیا جائے کہ مصر میں علماء اور دیندار لوگوں کی آمد کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ یہ ایک قسم کی حوصلہ شکنی باہر سے آنے والوں کی کرتے ہیں۔ یہی حال دوبئی اور دیگر عرب اسلامی ممالک میں بھی برتا جارہا ہے۔ مصر کا آمر مطلق حسنی مبارک مذہبی لوگوں سے انتہائی نفرت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ یہاں آکر ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ پورے مصر کو اس ظالم نے آہنی سلاخوں میں جکڑا ہوا ہے۔ لوگ آزادانہ اظہار رائے کرنے سے ڈرتے ہیں۔ تنقید اور اختلاف رائے یا پارٹی بازی اور مظاہرہ وغیرہ کرنا تو بڑی دور کی بات ہے' مذہبی شعائر کے ادا کرنے میں بھی انہیں قدرے خوف رہتا ہے کہ کہیں خفیہ ایجنسیوں والے ان کی مذہب اور مسجد سے والہانہ وابستگی کی رپورٹس حکومت تک نہ پہنچا دیں۔ اس لئے لوگ مسجدوں سے اکثر غائب رہتے ہیں' صرف جمعے میں بھرپور حاضری دیکھنے کو ملتی ہے۔ جمعہ کو قاہرہ کی مسجدوں میں ایسی رونق ہوتی ہے جیسے ہمارے ہاں عیدین کے موقع پر ہوتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں بھی خوبصورت لباس میں ہر طرف نظر آتی ہیں۔ بہر حال مصر میں اخوان المسلمین تنظیم کے اثرات اب تک پابندیوں کے باوجود ہر جگہ محسوس کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے مصر میں سیاست کے ساتھ ساتھ فلاحی اور رفاہی کاموں پر بھی بھرپور توجہ دی ہے۔ کاش کہ پاکستان کی مذہبی وسیاسی جماعتیں بھی اخوان المسلین کی طرح عوام الناس کے فلاحی کاموں میں مخلصانہ طور پر پیش پیش ہوتے تو آج پاکستان کی سیاست کا موجودہ نقشہ کچھ اور ہی رنگ پیش کرتا۔ میں شام کو جس جگہ ایک سپیشل کورس پڑھنے کے سلسلے میں جاتا ہوں یہ پرائیویٹ تعلیمی ادارہ بھی اخوان المسلمین سے وابستہ لوگوں کا ہی ہے۔ ان لوگوں نے کچھ عرصہ کے بعد مجھ پر اعتماد کر کے ڈر ڈر کے بتایا کہ ہمارا تعلق اخوان المسلمین تنظیم سے ہے۔ اخوان المسلمین تنظیم کے بانی اور اس کے عظیم قائد جناب حسن البناء شہید کی شخصیت کے کچھ پہلوؤں اور اس کے بعض افکار سے اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے مجموعی طور پر انقلابی دعوتی کام' طرز سیاست عوام الناس کی ذہنی وفکری نشوونما کرنا اور عالمگیر تنظیم کے اثرات مصر اور دیگر عرب ممالک میں

بڑے گہرے ہیں گو کہ یہ تنظیم جمال عبدالناصر کے وقت سے خصوصاً اور ہر دور میں حکومتی عتاب کا شکار رہی ہے لیکن ہزار پابندیوں کے باوجود اس کی مقبولیت ان ستر اسی برسوں میں کبھی بھی ختم نہیں ہوئی۔ آئے روز ٹیلی ویژن کی خبروں اور اخبارات میں ان کے خلاف کاروائیوں اور پکڑ دھکڑ کی تصویریں اور خبریں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اور سرکاری ٹی وی پر ان لوگوں کو ڈاکو اور دہشت گرد کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ میں جس جگہ اب منتقل ہو گیا ہوں یہ کافی امراء اور کھاتے پیتے لوگوں کا علاقہ ہے (شاہراہ طہران، مدینۃ النصر) ہمارے پڑوس میں ہی سابق مصری صدر انور سادات کا سادہ سا مزار ہے۔ یہاں مجھ سے ملنے کیلئے اکثر افغانی و پاکستانی طلباء آتے رہتے ہیں۔ ان کی لمبی گھنی داڑھیاں اور پاکستانی لباس دیکھ کر اکثر بچے اور خواتین خوفزدہ ہو جاتی ہیں کہ "تخریب کار" اور "دہشتگرد" آ گئے ہیں۔ یہ حکومتی پروپیگنڈے کا کھلا ثبوت ہے۔ میں جس فلیٹ میں یمن کے ڈاکٹروں کے ساتھ مجبوراً رہ رہا ہوں کیونکہ جامعۃ الازھر کے ہاسٹل میں چھوٹے درجے والوں کیلئے اس سال بالکل جگہ نہیں ہے۔ تو مجبوراً جناب قاسمی صاحب نے بہترین اخلاق کے حامل نیک، صالح میڈیکل فائنل ایئر کے نوجوانوں محمد صالح اور محمد عمر کے ساتھ مجھے فلیٹ میں شریک کر دیا ہے۔ ان میں محمد عمر تو شیخ زندانی کے جامعۃ الایمان میں شاگرد رہے ہیں۔ آپ کے متعلق بھی انہیں کافی معلومات ہیں۔ قاہرہ کا یہ امراء کا علاقہ نہایت صاف ستھرا شہر کے اعصاب شکن شور وغل سے ایک طرف پر ہے۔ قاہرہ اس وقت دنیا کے گنجان اور آبادی اور رقبے کے لحاظ سے عظیم شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ ابن بطوطہ نے صدیوں قبل اسے ام البلاد لکھا تھا۔ اور اس کے اژدھام اور اس کی بڑی عمارتوں اور کثرت آبادی کے متعلق حیرت کا اظہار کیا تھا۔ تعجب یہ ہے کہ موجودہ قاہرہ کی بنیاد خلافت فاطمیہ کے ایک نومسلم غلام جوہر سقلی نے رکھی تھی۔ اسی طرح عالم اسلام کی عظیم اور دنیا کی سب سے قدیم ترین یونیورسٹی جامعۃ الازھر کی بنیاد بھی اسی کی جانب منسوب کی جاتی ہے۔ کراچی سے زیادہ آبادی والا یہ شہر اب ٹریفک اور دیگر کئی مسائل سے ان دنوں شدید دوچار ہے۔ امن الدولہ (خفیہ ایجنسی والے) کئی دفعہ ہماری بلڈنگ کے چوکیدار اور میرے عرب ساتھیوں سے میرے بارے میں بار بار تفتیش اور پوچھ گچھ کرتے رہتے ہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں کی بے دین حکومت اجنبیوں اور مذہبی لوگوں کی کس قدر ٹوہ و تلاش میں ہر وقت رہتے ہیں۔ مصریوں کی اکثریت انتہائی غربت والی زندگی بسر کر رہی ہے۔ گھر کے تمام افراد مرد و خواتین اور حتیٰ کے تیرہ چودہ سالہ لڑکے، لڑکیاں بھی لازمی کام پر جاتے ہیں تب ہی کہیں جا کر ان کے گھروں کا چولہا مشکل سے جلتا ہے۔ یہاں مہنگائی بھی باقی ممالک کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پوری مصری قوم کو نئی تہذیب جدید اور مغربیت و فیشن پرستی میں جبراً دھکیل دیا گیا ہے۔ خواتین و مرد ٹیلی ویژن پر ہر روز نت نئے فیشن اور ماڈلنگ دیکھتے ہیں۔ تو لازمی اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ مصر میں نوجوانوں کے آئیڈیل فلمی فنکار و گلوکار ہیں۔ اسی طرح اسٹیج شوز وغیرہ بھی قاہرہ میں بہت زیادہ موجودہ حکومت نے پھیلا دیئے ہیں۔ (ظلم یہ ہے کہ جامعۃ الازھر کے مرکزی انٹرنیشنل ہاسٹل کے بالکل ساتھ ہی شہر کا معروف اسٹیج شو ہوتا ہے۔ جس سے دنیا بھر کے طلباء پر مصر کے بارہ میں بڑا منفی اثر پایا جاتا ہے۔ غالباً جان بوجھ کر مصری حکومت نے اس جگہ کا انتخاب کیا ہے) اور ان جیسوں کی طرح بننے کیلئے مصری اپنی تمام تنخواہیں مہنگے ملبوسات اور دیگر خرافات پر خرچ کرتے ہیں۔ بیروزگاری کے ہاتھوں بھی نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد آوارگی اور جرائم کے راستوں پر چل پڑی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فراڈ، دھوکہ دہی اور چوری یہاں پر بے حد اور بے حساب ہے، قدم قدم پر اجنبیوں کو ان آوارہ لڑکوں سے خطرہ رہتا ہے۔ میں جب ۱۹۹۳ء میں پہلی بار لندن جاتے ہوئے قاہرہ میں آٹھ دس دنوں کیلئے آپ کے مشورہ سے رُکا تھا تو اس وقت ایک ہوٹل کے بڑے کارندے نے بہت ہوشیاری اور چالاکی سے میرا بٹوہ نکال لیا تھا۔ اور تقریباً چودہ ہزار روپے پاکستانی اور کئی سو مصری پونڈ سے مجھے محروم کر دیا تھا۔ مصری قوم بخشش (یعنی Tip) پر دیگر اقوام سے بہت زیادہ خوش ہوتی ہے۔ ان کیلئے ایک پیسہ بھی سونے کے پہاڑ کے برابر ہے۔ (ایک دفعہ مجھ سے بے خیالی میں دکاندار کے سامنے نوٹ گر گیا تھا جس پر وہ بڑا ناراض ہوا اور اس نے وہ نوٹ اٹھا کر چوما پھر اسکے بعد بھی کئی دفعہ میں نے لین دین کے موقع پر مصریوں کو نوٹ کو چومتے اور آنکھوں پر لگاتے ہوئے دیکھا ہے) بہر حال اس بار بھی ٹیکسی ڈرائیوروں نے کئی جگہ زبردستی پیسے لئے۔ اگر قاہرہ میں بس میں سفر کیا جائے تو انسان اپنی گھڑی، بٹوے وغیرہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہاں

قاہرہ کی بسوں میں اس قدر زیادہ رَش ہوتا ہے کہ اسکی نظیر دنیا بھر میں نہیں ملتی۔ بہر حال جامعہ ازہر میں طالبعلمی کا شرف حاصل کرنا اور مصر میں لمبا قیام میری زندگی کیلئے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آج سے پانچ برس قبل جب پہلی بار قاہرہ آیا تھا تو دریائے نیل کا چلّو بھر پانی بطور تجربہ پیا تھا کہ نیل کے پانی کی خاصیت یہ ہے کہ انسان دوبارہ مصر ضرور آتا ہے۔ واقعی یہ تجربہ نا قابل یقین حد تک صحیح ثابت ہوا۔ انشاء اللہ دوسرے خط میں اپنے اور مصر کے متعلق باقی تفصیلات لکھوں گا۔ بے خیالی میں آپ کا بے پناہ وقت صَرف کیا اور طویل سمع خراشی کی جس کیلئے معذرت خواہ ہوں۔ گھر کے تمام افراد کو سلام عرض کریں۔ طالبِ دعا راشد الحق سمیع

(۲)

(شیخ الازھر سے ملاقات، تعلیمی سرگرمیوں کا احوال اور مختصر تاریخ مصر)

اپریل ۱۹۹۸ء از: الازھر الشریف۔ شارع طہران مدینۃ النصر قاہرہ، مصر

محترم المقام حضرت قبلہ ابا جی دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے آنجناب خیریت سے ہوں گے اور گھر کے تمام اہل خانہ بھی عافیت سے ہوں گے۔ دارالعلوم کے اساتذہ، طلباء اور الحق کا عملہ بھی خیریت سے ہوگا۔ الحمدللہ یہاں پر بھی ہر طرح کی خیریت ہے۔ اور اسباق میں پوری دل جمعی کے ساتھ شرکت کر رہا ہوں۔ پچھلے دنوں شیخ الازھر علامہ ڈاکٹر سید محمد طنطاوی مدظلہ اور رئیس جامعہ الشیخ ڈاکٹر احمد عمر ہاشم مدظلہ سے ملاقات کیلئے ازہر کے مرکزی دفتر میں گیا اور آنجناب کے خطوط شیخ الازھر اور ڈاکٹر ہاشم صاحب کو پیش کئے۔ دونوں حضرات جو اس وقت مصری حکومت اور جامعہ ازہر کے کرتا دھرتا ہیں اور خصوصاً شیخ عمر ہاشم تو اس وقت پورے عالم اسلام میں احادیث کے درس و تدریس اور تحقیقات و تصانیف کے حوالے سے بہت بڑے علمی مقام پر فائز ہیں۔ انہوں نے تو خصوصی شفقت کا مظاہرہ فرمایا، آنجناب سے بھی خصوصی واقف ہیں۔ پھر آپ اور دارالعلوم کے متعلق کافی معلومات مجھ سے پوچھیں۔ میں نے ان سے گزارش کی کہ دارالعلوم حقانیہ کا معادلہ ازہر کے ساتھ بہت پہلے ہو چکا ہے اور وفاق المدارس کی سند بھی ایم اے کے برابر ہے، لہٰذا مجھے جامعہ میں (ماجستر میں) داخلہ دیا جائے کیونکہ میرا داخلہ ایمبیسی نے غلط درجے میں کرا دیا ہے۔ تو انہوں نے مجھے بتایا کہ دارالعلوم کا معادلہ بیس پچیس سال سے تجدید نہیں ہوا۔ پہلے اس کو تجدید کرائیں تو آئندہ سال سے پھر آپ کو ماجستر میں داخلہ دے دیا جائے گا۔ چنانچہ ایک سال کے موہوم انتظار کے بجائے میں نے قاہرہ میں موجود پاکستانی ایمبیسڈر جناب طیب صدیقی صاحب سے دوست و برادر عبدالوہاب صاحب کے ہمراہ سفارتخانے میں ملاقات کی اور انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو انہوں نے مصر کی دوسری بڑی یونیورسٹی جامعہ قاہرہ میں واقع شعبہ ''دارالعلوم'' میں ماسٹر کیلئے سفارش کر دی چنانچہ جامعہ قاہرہ میں میری ڈگریوں کی بنیاد پر داخلہ ممکن ہو گیا ہے۔ لیکن آپ نے فون پر جامعہ قاہرہ میں ماسٹر کرنے سے منع کر دیا ہے۔ واقعی جامعہ قاہرہ کا آزادانہ یورپی طرزِ ماحول اور ناقص مخلوط تعلیمی نظام کا ہمارے تعلیمی اداروں سے کوئی تقابل نہیں۔ اسے علمی یونیورسٹی کہنا بھی علم کی توہین ہے۔ بے راہ روی اور بے حیائی اور مغربی فیشن نے مصری طلباء و طالبات کو کہیں کا بھی نہیں چھوڑا۔ گو کہ جامعہ ازہر کا ماحول بھی علمی واعتقادی لحاظ سے بہت آزادانہ ہے، مجھے بار بار یہاں آ کر آپ کے یہ جملے یاد آتے ہیں کہ اگر تم جامعہ ازھر سے ماسٹر کر بھی لو تو وہاں کے حد سے زیادہ آزادانہ ماحول اور علمی وفکری واعتقادی لحاظ سے بھی بالکل آزاد ہو جاؤ گے۔ نہ تمہیں دارالعلوم کے اساتذہ، پاکستان کے علماء قبول کریں گے اور نہ تم ان لوگوں کو قبول کر سکو گے۔ یہاں پر دارالعلوم حقانیہ کے کئی فضلاء بھی ازہر میں پڑھ رہے ہیں ان سے گفتگو کے دوران یہ بات مجھ پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ ان کے افکار وخیالات وغیرہ میں زمین و آسمان کا فرق آ گیا ہے۔ بہر حال اپنا چھ مہینے کا کورس تو میں ہر حال میں مکمل کروں گا۔ پھر آپکے حکم اور اصرار کے مطابق واپس دارالعلوم آ جاؤں گا۔ تو دوبارہ جہاں سے تدریس اور ''الحق'' کی ادارت کی خدمات کا سلسلہ ٹوٹا تھا، دوبارہ ان شاء اللہ وہیں سے شروع ہو جائیگا۔ گو کہ مصر میں اب کی بار مجھے مسافری، اجنبیت اور وحشت کا احساس نہیں ہو رہا اور طبیعت یہاں کے تعلیمی ماحول اور دنیا بھر

کے سٹوڈنٹس سے مل جل گئی ہے۔ کئی قومیتوں کے دوستوں سے تعلقات بن گئے ہیں۔اوران سے گفتگو کے دوران عربی زبان کی مشق بھی خوب ہورہی ہے۔ قاہرہ بہت عظیم شہر ہے اور مصروقاہرہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ یہ ملک اور شہر آہستہ آہستہ انسان کے اندر بھی بسنا شروع ہو جاتا ہے۔ مَیں یہاں پر ایسے درجنوں لوگوں سے مل چکا ہوں جو کچھ عرصہ کیلئے پڑھنے یا کام کرنے آئے تھے اوراب یہاں پر کئی دہائیوں سے مقیم ہیں۔ابن بطوطہ اور دیگر کئی سیاح تو یہاں کے خوشگوار موسم مصریوں کی مہمان نوازی' دوستانہ فطرت اور یہاں کے تاریخی ورثے کے ایسے مداح اور عاشق بن گئے تھے کہ جانے کا نام ان کی زبان پر برسوں نہ آتا۔قاہرہ میں مَیں نے حضرت امام شافعی نوراللہ مرقدہ کے مزار پر حاضری دی اس کے علاوہ مسجد عمر بن العاصؓ کو بھی جانا ہوا۔اس کے علاوہ دیگر کئی نامور علماء مصنفین اور بڑے بڑے مشائخ ومحدثین کی زیارتوں کی زیارت بھی بار بار نصیب ہوئی۔لیکن سب سے بڑھ کر یہ سعادت حاصل ہوئی کہ ہر دوسرے تیسرے دن جامع ''مسجد حسینؓ '' جوکہ مصر کی سب سے اہم ترین مسجد ہے اور اس میں سربراہ مملکت عیدین کی نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور مصری یہاں پر نکاح کی تقریبات بھی تبرک کے طور پر منعقد کرتے ہیں۔ میں بھی اکثر اس منبع انوار وتجلیات اور مرکز رشد وہدایت میں اکثر مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کرنے کے لئے بڑی دور سے پہنچتا ہوں۔ یہاں پر سیدنا حضرت امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کا مزار مقدس ہے۔اس مسجد کی نسبت حضرت امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف کی جاتی ہے کہ یہاں پر آپ کا سر مبارک مدفون ہے۔ گوکہ اس سلسلے میں روایات مختلف فیہ ہیں لیکن زیادہ محققین اور مورخین کی رائے اسی جانب ہے' بہرحال مجھے تو یہاں آکر مدینہ منورہ کی طرح بہت زیادہ سکون اور راحت ملتی ہے۔اہل بیتؓ کے ساتھ یوں تو مجھے عشق ومحبت موروثی طور پر ملا ہے لیکن سیدنا امام حسینؓ کے ساتھ عقیدت ومحبت تو جنوں کی حدوں سے بھی بڑھ کر ہے۔خدا کرے کہ روز محشر بھی یہ عشق وجنوں پر مبنی عقیدت اس گناہگار' آوارہ ونا کارہ کے سیاہ بخت کے مقدر روشن مقدر کرنے کا باعث بنے۔ساتھ ہی ازہر کی قدیم مسجد واقع ہے جہاں سے اس عظیم جامعہ کا آغاز ہوا تھا' یہ مسجد بھی کئی دفعہ عروج وزوال کا شکار ہوئی ہے۔کبھی سنیوں نے اس کو بند کیا تو کبھی اہل تشیع نے اس کو دوبارہ ترقی دی' بہرحال مسجد جامعہ ازھر اور مسجد امام حسین اور بازار خان خلیلی کا محل وقوع بڑا تاریخی اور دلچسپی کا حامل ہے۔ یہاں ہزاروں سیاح بھی موجود ہوتے ہیں' دنیا میں سب سے زیادہ سیاح مصر کا رخ کرتے ہیں' سیاحت ہی ان کی مرکزی انڈسٹری ہے۔دنیا کی تاریخ میں سب سے رچ ہسٹری اہل مصر کی ہے۔قرآن میں بھی مصر ہی وہ واحد ملک ہے جس کا نام ملک کے اعتبار سے اس میں آیا ہے' ادخلوا مصراً ان شاء الله امنین. بہرحال مصری قوم خود بھی عجائبات کا مجموعہ ہے اور دنیا بھر کی طرح طرح کی عجائبات بھی یہاں پر کثرت سے پائی جاتی ہیں۔آج سے کچھ صدیاں پہلے کا مصر آج کے زمانے سے بھی زیادہ ترقی یافتہ' مہذب اور علوم وفنون میں یکتا زمانہ تھا۔تاریخ مصر پر المباریاں نہیں بلکہ کتب خانے بھرے پڑے ہیں اور ویسے بھی دنیا بھر میں مصری تہذیب وتمدن کو قدیم ترین تہذیبوں میں شمار کیا گیا ہے اور اس پر غالباً مغربی ممالک نے سب سے زیادہ لکھا ہے اوراب تک لکھا جارہا ہے۔ مَیں وادی سینا جو وادی مقدس کے نام سے قرآن میں موسوم ہے وہاں پر بھی بڑی تکالیف سے پہنچا اور جبل طور کے نظارے سے بھی مشرف ہوا اور اتفاق سے وادی مقدس میں رات گزارنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔اگرچہ میں اکیلا تھا اور بس والے نے غلط جگہ پر اتار دیا تھا' سڑک پر ایک پولیس چیک پوسٹ کے انچارج نے مہربانی کرتے ہوئے سامان سے لدے ہوئے ایک ٹرک میں مجھے پیچھے بٹھا دیا اور ٹرک آہستہ آہستہ پانچ چھ بجے شام کو جبل طور پہنچا اور زیارات مقدسہ سے جب واپسی ہوئی تو معلوم ہوا کہ شام کے بعد اس وادی مقدس سے باہر جانے کے لئے کوئی گاڑی وغیرہ دستیاب نہیں۔اس لئے رات وادی مقدس میں کی ٹھنڈی اور یخ بستہ وادی میں گزری۔چاندنی رات میں کوہ طور کے جلوے آنکھوں کے سامنے تھے۔میرے سامنے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے واقعات ذہن میں آرہے تھے۔حضرت موسیٰؑ کی اتباع میں جوتے نہیں پہنے۔بہرحال یہ مختصر سی روئیداد سفر اور مصر میں میرے شب وروز اور تعلیمی حالات سے آگاہی کے لئے میں نے آنجناب کا قیمتی وقت صرف کیا۔گرمیوں کی تعطیلات میں پاکستان آتے ہوئے ان شاء اللہ اردن اور شام سے ہوتے ہوئے واپسی ہوگی۔والدہ ماجدہ اور گھر کے تمام افراد کو میرا اسلام عرض کریں۔

طالب دعا احقر راشد الحق سمیع حقانی

راشد شاز صاحب

مدیر فیوچر اسلام ڈاٹ کام، دہلی

۸ جولائی ۲۰۰۵ء (امّت مسلمہ کے مستقبل اور دوبارہ تنصیب امامت کیلئے تبادلۂ خیال کی ضرورت)

گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گذشتہ ایک سال کے دوران مجلّہ فیوچر اسلام نے عالمی سطح پر اپنی شناخت ایک ایسے رسالے کی حیثیت سے مستحکم کر لی ہے جہاں مشرق ومغرب کے اہل فکر مستقبل کے ایجنڈے کے سلسلے میں تبادلۂ خیال کر رہے ہیں۔ ابھی حال ہی میں اس سلسلۂ بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم نے امت مسلمہ کے مستقبل کے سلسلے میں لندن میں ایک مذاکرہ منعقد کیا تھا جس میں مختلف حلقۂ فکر کے اصحاب علم ودانش نے اس بارے میں اپنی تجاویز پیش کیں کہ امت مسلمہ کی دوبارہ تنصیب امامت کے لئے کیا کچھ کیا جانا چاہئے۔ آنے والے دنوں میں ہم مذاکرہ کی یہ مجلس دنیا کے مختلف دارالحکومتوں میں منعقد کرانے کا ارادہ رکھتے ہیں ، تا کہ اس ظلمت شب سے جہاں اہل زمین فی زمانہ جینے پر مجبور ہیں، ایک نئی صبح کے طلوع کی راہ ہموار ہو سکے۔ مجلّہ فیوچر اسلام چونکہ بیک وقت اردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں شائع ہوتا ہے جسے دنیا کے مختلف حصوں میں انٹرنیٹ پر لاکھوں قارئین پڑھتے ہیں اور جسے ہم آنیوالے دنوں میں ترکی، بنگالی، اور دوسری بڑی زبانوں میں بھی شروع کرنا چاہتے ہیں، ہماری خواہش ہے کہ اس بین الاقوامی مباحثے میں آپ کی ضرور شرکت ہو۔ آپ کو شاید یاد ہو کہ اس سے پہلے بھی ہم نے مجلّہ فیوچر اسلام کے مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

''ہمارے زوال کی تلافی صرف اندرونی مسئلہ نہیں۔ آخری وحی کے حاملین کی حیثیت سے پوری انسانیت کا مستقبل ہم سے وابستہ ہے اس لیے امت مسلمہ کے موجودہ انتشار اور اس کے فکری زوال کو نظر انداز کر دینا دنیائے انسانیت کے لیے خطرناک مضمرات کا حامل ہوگا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے زوال پر بحث ومباحثہ کا حوصلہ پیدا کریں۔ اپنی طویل تہذیبی تاریخ اور فکری انحرافات کا وحی کی روشنی میں سخت محاسبہ کریں۔ جو امت صدیوں سے فقہی طریقہ فکر کی عادی ہے اور جس کے دل ودماغ کو علمائے متقدمین کی شخصیت نے مبہوت کر رکھا ہے اس کے لیے یقیناً یہ آسان نہیں کہ وہ صدیوں پر مشتمل اپنے تہذیبی اور علمی سرمایے پر تنقیدی نظر ڈال سکے۔ جہاں قال فلان اور روی فلان پر معاملات فیصل کرنے کا رواج ہو، وہاں ہر مسئلہ پر وحی ربانی کی روشنی میں اپنے دل ودماغ کو متحرک کرنے کی دعوت خواہ کتنی ہی معقول ہو اجنبی ضرور لگے گی۔ ہو سکتا ہے بعض لوگوں کو اس پر تجدد پسندی کا گمان ہو لیکن جو لوگ قرآن مجید میں رسول اللہ کے مقصد بعثت سے متعلق ارشاد سے واقف ہیں (و یضع عنهم اصر هم والا غلال التی کانت علیهم)(اعراف:۱۵۷)ان کے لیے اس نکتے کا ادراک مشکل نہیں کہ جس طرح قرآن مجید خدا اور بندے کے مابین کسی ربائیت یا پاپائیت کو قابل استرداد سمجھتا ہے، اسی طرح وہ مولویت کے ادارے کا بھی انکاری ہے۔ نہ تو تشریح وتعبیر پر کسی کی اجارہ داری ہے اور نہ ہی کسی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی کی صحیح العقیدگی پر شبہ وارد کرے۔ اہل ایمان کو تو چھوڑیئے، اللہ تعالیٰ نے تو حلقۂ اسلام سے باہر افراد کا فیصلہ بھی اپنے ہاتھوں میں محفوظ رکھا ہے۔ ان اللّٰہ یفصل بینهم یو م القیامة۔ جیسا کہ ہم نے عرض کیا، دائرۂ وحی سے ہمارے باہر آجانے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ ہم خیر امت کے منصب جلیل سے معزول ہو گئے، بلکہ پوری انسانی تاریخ جس کی آخری لمحے تک ہمیں قیادت کرنی تھی، سخت بحران سے دوچار ہو گئی۔ تاریخ کے اس سب سے بڑے انحراف کی درستگی کے لیے لازم ہے کہ ہم ان اسباب پر ایماندارانہ غور کریں، جس نے ہمیں انسانیت کی قیادت سے ہٹا کر تاریخ کے dustbin میں ڈال دیا ہے۔ تاریخ کے اس بحران عظیم کی درستگی کے لئے اب کیا کیا جائے؟ کیسے کیا جائے؟ اور اس کا آغاز کہاں سے ہو؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب دینے کے لئے ہم نے طے کیا ہے کہ بین الاقوامی سطح پر امت کے علماء ودانشوروں کا ایک

مستقل فورم قائم کیا جائے۔ جہاں ایک نئی ابتداء کے لئے سنجیدہ غور وفکر کی طرح ڈالی جاسکے۔"

اس سلسلے کی مزید تفصیلات انگریزی عربی اور اُردو زبانوں میں ہماری ویب سائٹ www.futureislam.com پر موجود ہے جسے آپ راست انٹرنیٹ پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر آپ کے مضامین کی اشاعت مذکورہ بحث کو آگے بڑھانے کے علاوہ آپکی بیش قیمت تحریروں کے لیے دنیا کے مختلف گوشوں میں ایسے قارئین فراہم کرے گی جن تک یقیناً آپ کی تحریر پہونچنے کی مستحق ہے۔ توقع ہے کہ آپ ہماری اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے اس بنیادی مسئلہ پر اپنی تحریریں روانہ کریں گے کہ دنیا کی موجودہ بے سمتی کا ازالہ کیسے ہوسکتا ہے ،امت مسلمہ کے موجودہ زوال کو کیسے روکا جاسکتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ امت مسلمہ کی دوبارہ تنصیب امامت کیسے ہوسکتی ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ آپ ہمارے تجزیے سے اتفاق رکھتے ہوں، اور نہ ہی ہم اس بات کی توقع کرتے ہیں کہ اس سوال کے مختلف جوابات میں یکسانیت ہوگی، البتہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس سوال کے ہر ممکنہ جواب کو سنجیدہ غور وفکر کا مستحق سمجھا جائے۔ آپ کے فی الفور جواب کا انتظار رہے گا۔ والسلام راشد شاز۔ مدیر فیوچر اسلام ڈاٹ کام



راشد علی زئی حضرو اٹک

ابن خواجہ محمد خان اسد

(مدیر الحق کا مخصوص طرز نگارش)

اکتوبر ۱۹۹۹ء

السلام علیکم مولانا راشد الحق صاحب۔ مزاج گرامی! مدت سے آپ کو عریضہ ارسال کرنا چاہ رہا تھا مگر ع اے بسا آرزو کہ آرزو خاک شدہ! کوئی تقریب بہر ملاقات نہ بن پا رہی تھی۔ گو کہ آپ کے خوبی قلم سے پہلے روز ہی گھائل ہو گیا تھا اور بار ہا ایسے مواقع آئے کہ آپ کو لکھنا ضروری ہوا مگر۔۔۔!

آپ نے ماشاءاللہ جس خوبصورتی سے اپنی علمی وادبی میراث کو سنبھالا ہے اسکی داد نہ دینا بخل ہوگا۔ بالخصوص آپ نے خطیبانہ طرز تحریر سے ہٹ کر جو ادبیانہ رنگ اپنایا ہے وہ ہم ایسے دنیا داروں کو بھی اپنی طرف کھینچنے پر مجبور کرتا ہے وگرنہ ہمارے خانقاہی نظام میں تو ہر جگہ ایک مخصوص طرز نگارش پایا جاتا ہے جس پر تصوف کی گہری چھاپ ہوتی ہے۔ مگر آپ کا اشہب قلم ماشاءاللہ تمام حدود وقیود کو پھلانگتا ہوا اپنی خاندانی روایات کے جلو میں سرپٹ دوڑ رہا ہے۔ اس ضمن میں آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ بہر حال اگر آپکا سفر نامہ کبھی شائع ہوا تو اپنے خیالات کا مفصل اظہار کرونگا۔ سردست تو آپ کو ایک تکلیف کیلئے یہ عریضہ ارسال کر رہا ہوں۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ میری آبائی لائبریری میں "الحق" اول روز سے آرہا ہے اور اسکی تمام فائلیں آج تک مکمل ہیں۔ میرے والد گرامی خواجہ محمد خان اسد "الحق" کیلئے باقاعدگی سے لکھتے بھی تھے۔ اور آپ کے والد بزرگوار سے انکے گہرے مراسم بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۸۰ء میں والد گرامی کی عین خواہش کے مطابق جب دوران حج مکہ مکرمہ میں رحلت ہوئی تو "الحق" میں تعزیتی نوٹ لکھا گیا۔ خیر آپ کا عنایت نامہ آنے پر والد گرامی سے متعلق اپنی مرتبہ کتاب نذر کرونگا۔

<u>شیخ الحدیث کی شیخ الاسلام سے محبت وعقیدت</u>: "الحق" کے خصوصی شمارہ میں میرا ایک مضمون "حضرت شیخ الحدیثؒ کی حضرت مدنیؒ

سے محبت وعقیدت" کے حوالہ سے امید ہے آپ کی نظر سے گذرا ہوگا۔ بہر حال عرض یہ ہے کہ ایک تو میرے پاس موجودہ جلد ۳۴ کے پہلے دو شمارے نہیں ہیں اس طرح میری یہ جلد نامکمل ہو رہی ہے۔ دوسرے کچھ عرصہ پہلے ایک صاحب مجھ سے جلد ۲۴ عاریتاً لے کر گئے اور پھر انہوں نے گم کر دی۔ جسکی وجہ سے میں بے حد پریشان ہوں۔ لہٰذا اگر مجھے قیمتاً بھی جلد ۲۴ مکمل مہیا کر دیں تو ممنون رہونگا۔ اس سلسلے میں آپکے ناظم صاحب کو بھی دو تین مرتبہ لکھ چکا ہوں مگر جواب ندارد۔۔۔ شاید آپ سے مکاتبت کا بہانہ بننا تھا۔

"الحق" آج بھی میرے والد گرامی خواجہ محمد خان اسدؒ کے نام آتا ہے۔ اور خریداری نمبر ۴۲۴۱ ہے امید ہے ضرور توجہ کریں گے۔ حضرت والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام نیاز! والسلام طالب دعا راشد علی زئی میر کتب خانہ حضرو ضلع اٹک



جناب رحمان ملک[1] وزیر داخلہ پاکستان

(ہمیشہ بڑے بھائی کا درجہ رہے گا O حکمرانوں کی ستم رانیوں کا شکوہ O جیل میں ناجائز بندش)

جیل سے خط ۳۰/۱ اکتوبر ۱۹۹۷ء

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے اور بخیریت سندھ کے دورے سے واپس تشریف لا چکے ہوں گے۔ آپ کا خط پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ میں نے ہمیشہ آپ کو ایک بڑے بھائی کی جگہ دی ہوئی ہے اور یہ درجہ زندگی بھر ہی رہے گی۔ میری دعا ہے کہ آپ کا ملک میں مزید نام ہو اور آپ چمکیں۔ میری رائے ہے کہ ذرا "پنڈی والے "لوگوں کے قریب ہوں۔ ملنے پر مزید اس معاملے میں گپ شپ ہوگی۔

موجودہ حکمران تو میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں اور بڑے میاں صاحب کو تو بہت کسی نے بھرا ہوا ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ تین کیس جس میں ایک کار چوری کا، دوسرا کیس ۲۰ تولے زیور چوری کرنے کا، اور تیسرا کیس کسی آفسر کو ٹیلیفون کر کے تارکول کی قیمت کم کرنے کا۔ آخری دو مقدموں میں Bail ضمانت ہوگئی ہیں۔ ایک کیس رہ گیا ہے۔ دعا کریں اس میں بھی ہو جائے۔ ویسے اس کیس میں بھی Bail ہوگئی تھی۔ عبوری ضمانت کو پہلے جج نے entend نہیں کیا تھا۔ یعنی گورنمنٹ نے اثر ورسوخ استعمال کیا۔ گورنمنٹ جیل میں رکھنا چاہتی ہے سو جیل میں رکھا گیا ہوں۔ ابھی بڑے قریب سے قانون اور انصاف کو قریب سے ذاتی طور پر دیکھ رہا ہوں۔ اور آپ کے بچے

---

[1] ایف آئی اے کے علاوہ مختلف وزارتوں اور شعبوں کے باخبر بیدار مغز افسر تھے بے نظیر بھٹو کے وزارت کے زوال کے بعد عتاب میں آئے اور پھر لندن میں خود ساختہ جلاوطنی کی زندگی گزاری۔ خط جیل سے نظر بندی کے دوران لکھا گیا ہے افسوس کہ ان کے بعض خطوط محفوظ نہ رہ سکے ایک مکتوب میں مشہور کذاب یوسف کذاب جوان کے ساتھ جیل میں نظر بند تھے کی حقیقت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ان کی سفارش اور صفائی کا ذکر تھا۔ ملک سے براستہ افغانستان فرار یا جلاوطنی میں ناچیز کا بھی حصہ ہے۔ پاکستان میں پی پی پی برسر اقتدار آئی اور بے نظیر بھٹو کے شوہر آصف علی زرداری منصب صدارت پر فائز ہوئے اس ساری توڑ پھوڑ اور ردوبدل میں آپ کے ذہین تیز وطرار مزاج اور انتھک جذبۂ محنت اور شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری والی طبیعت کا بڑا عمل دخل ہے۔ دہشت گردی کے نام نہاد جنگ میں وہ پس پردہ اصل قوت امریکہ کی ہمنوائی میں، ہر معاملے میں طالبان اور جہادی قوتوں پر نزلہ اتارتے رہے۔ میرے ساتھ ایک طویل عرصے سے بڑا مخلصانہ تعلق رکھا مگر اقتدار کی موجودہ پالیسیوں کی وجہ سے یہ تعلق بہت سرد ہو گیا ہے۔

کیسے ہیں۔ بیٹا ابھی کیا کر رہا ہے۔اور شفیق صاحب کو بھی میری طرف سے بہت بہت سلام۔

ایک وقت میں حکومت ستارۂ شجاعت دیتی ہے اور دوسرے لمحے جیل میں ڈال دیتی ہے۔ میری خدمات جو بھی اپنے ملک کے لئے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ کیا یہ سارا کچھ انصاف ہے کہ جھوٹے کیس بنا کر جیل میں بند کر دیا جائے۔ آپکا کیا خیال ہے کہ میں زیور چوری کر سکتا ہوں یا کار چوری کر سکتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ میرے ساتھ صرف اور صرف انتقامی کاروائی ہو رہی ہے اگر میں پچھلی حکومت کے خلاف وعدہ معاف گواہ بن جاتا تو سب ٹھیک تھا۔ یا کوئی اُن کے خلاف statement دیتا تو ساری مراعات لے لیتا اور آزاد ہوتا لیکن میں نے اپنے ضمیر کا سودا نہیں کیا کیونکہ یہ سب کچھ میرے اصولوں کے منافی تھا۔ اس لئے آج پابند سلاسل ہوں۔ اور انشاء اللہ آگے بھی اس کا مقابلہ کروں گا۔ ایک سال ہو گیا ہے۔ جسمانی تشدد سے لے کر ذہنی تشدد تک ہر کام حکمرانوں نے کیا۔ کیا یہ جمہوریت ہے۔ کیا اس کا نام قوم کی خدمت ہے۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچوں کو مجھ سے نہ ملنے دیا۔ بیماری کی حالت میں ہسپتال سے نکال پھینکا۔ اور جیل کے اندر بھی ایک "سب جیل" بنا دی تا کہ مجھے توڑا جا سکے۔ لیکن سر جھکنے کے لئے صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ ذات عظیم اللہ تعالیٰ کی پاک ذات۔ ابھی اُسی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی مجھے انصاف دیں گے۔ آپ کے بیانات کبھی کبھی پڑھ لیتے۔ اور میری دعا ہے کہ آپ کو اس قوم کی خدمت کا مزید موقع ملے۔ آمین۔ کوشش کریں کہ آپ اپنا ایک "اخبار" نکالیں۔ یہ ایک اچھی خدمت بھی ہوگی اور سیاسی طور پر آپ کو زندہ رکھے گی۔ بلکہ اس کے ذریعہ بہت سی سیڑھیاں انسان خود بخود چڑھ جاتا ہے۔

میری طرف سے بہت ساری دعائیں۔ انشاء اللہ رہائی کے بعد ملاقات ہوگی۔ کسی مناسب جگہ اور موقع پر اس ظلم کے خلاف آواز اُٹھائیں حکومتی حلقے اور دوسرے حلقے۔ آپکا بھائی اے۔ رحمٰن ملک پنڈی جیل اڈیالہ راولپنڈی



مولانا محمد رحمٰن[1] برطانیہ
(شیخ الحدیث کی تعزیت)

۲۶ ستمبر ۱۹۸۸ء

مکرم محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ آپ سب حضرات خیریت سے ہونگے کہ مجھے اخبار جنگ سے یہ افسوس ناک دردناک الم ناک اور غم ناک خبر معلوم ہو کر پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ کہ جناب کا والد صاحب حضرت مولانا شیخ الحدیث صاحبؒ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہوگا۔ کہ حضرت مولانا صاحبؒ کا وقت پورا ہو گیا ہوگا۔

ہمیں بہت افسوس ہے کہ میری آخری ملاقات اور دیدار حضرت مولانا صاحبؒ کے ساتھ نہ ہو سکی۔ حضرت صاحبؒ ہمارے والد کے جگہ تھے۔ حضرت صاحبؒ ہمارے ساتھ اپنے اولاد کی طرح محبت کرتے تھے۔ ہم کو اپنی اولاد سے کم نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت صاحبؒ کے رحلت سے تمام پاکستان اور سارا عالم اسلام یتیم ہو گئے ہیں۔ حضرت صاحبؒ اچھے طبیعت اور اچھے عادات کے مالک تھے۔ اب سوائے صبر اور دعا کے اور کوئی چارا اور راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرماویں اور آپ سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماویں آمین ثم آمین۔ خط میں دیر ہوگئی ہے۔ کہ یہاں کئی ہفتوں سے ڈاک کی ہڑتال تھی۔ افسوس ہے کہ آپ انگلینڈ آئے تھے۔ آپ کے ساتھ ملاقات نہیں ہوئی۔ فقط والسلام محمد رحمٰن

---

[1] مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری مظاہری کے فرزند مولانا قاری سعید الرحمٰن، مولانا مفتی احمد الرحمٰن نیوٹاؤن کراچی کے برادر برطانیہ میں مقیم تھے، وہیں انتقال ہوا اور تدفین ہوئی۔

رحمان ہندی کراچی[1]

۱۴/۱۱فروری ۱۹۷۶ء (بہائیت کا دفاع)

بحضور مدیر محترم ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک سلام مسنون، کے بعد احتراماً عرض ہے کہ شمارہ نمبر۳ بابت ذوالحجہ محرم ۱۳۹۶ھ پڑھا۔ نقش آغاز میں آپ نے بہائیت کے بارے میں کچھ لکھا ہے اس جماعت کی محفل روحانی ملی ہی اس کا جواب دے سکتی ہے چونکہ میں نے بھی اس امر کی تحقیق کی ہے اسلئے غلط فہمی دور کرنے کیلئے عرض ہے کہ: (۱) بہائی کسی سابقہ دین کا فرقہ نہیں ہیں بلکہ ایک الگ مستقل دین ہے جسطرح اسلام کسی سابقہ دین کا فرقہ نہیں اور عیسائیت کسی پچھلے دین کا فرقہ نہ تھا۔ (۲) اس دین کو برطانیہ اور یہودیوں کی کوئی خاص مدد نہیں ملی کیونکہ یہ لوگ غیر بھائیوں سے مالی اعانت ہرگز ہرگز نہیں لیتے البتہ مظلومیت کے ساتھ خدمت عالم انسانی کے پیش نظر حضرت عبدالبہاء عباس آفندی کو سر کا خطاب ملا تھا مگر وہ آپ نے وصول نہ کیا تھا آپ کی طرف سے آپ کے احباب نے وصول کیا تھا اور اس خطاب کو آپ نے کبھی اپنے نام کیساتھ استعمال نہیں کیا جسطرح آغا خان اور دوسرے سربراہ بڑے شوق اور تمکنت سے استعمال کرتے رہے ہیں۔ (۳) ان کا ہیڈ کوارٹر یا ورلڈ سنٹر حیفہ (اسرائیل) میں ہے یہ ان کی غلطی نہیں ہے بلکہ سو سال سے زیادہ عرصہ گذرا خلیفہ (ترکی) عثمانیہ نے انکو خود زبردستی اڈریا نوپل سے جلاوطن کر کے سجن اعظم (بڑے قید خانے) میں قید کر دیا تھا تا کہ یہ لوگ مہلک بیماریوں میں مبتلاء ہو کر مر جائیں حضرت بہاء اللہ اور انکے ساتھیوں کو خود مسلمان شہنشاہوں نے جلاوطن اور قید کر کے ان علاقوں میں رکھا تھا جو اب اسرائیل کے قبضے میں ہیں۔ یہ لوگ وہاں جب سے ہیں جب وہاں مسلمان حکمران تھے مطلب یہ کہ یہ لوگ خود وہاں اپنی رضا و رغبت سے نہیں گئے بلکہ انکو ان کی مرضی کے خلاف زبردستی قید کر کے بھجوایا گیا تھا اور جب سے اب تک یہ لوگ وہاں مقیم ہیں یہ مشیت الٰہی تھی کیونکہ ظہور حق کرمل کی مقدس چوٹیوں پر ہونا تھا۔ اسطرح اسلام کی ایک پیشن گوئی پوری ہوئی کہ مسیح سیڑھی سے اتریں گے۔ (دیکھئے بہائی کتب اری) (۴) بہائی ختم نبوت کے خلاف تبلیغ نہیں کرتے۔ یہ انکا مشن نہیں ہے وہ لوگ تو ختم نبوت کے زبردست حامی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو ہر لحاظ سے خاتم نبوت مانتے ہیں حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ موعود کل ادیان ہے۔ انہوں نے نبی کا ہرگز دعویٰ نہیں کیا نبی کہتے ہیں خبر دینے والے کو ہر نبی نے اس ظہور کی (نبأ عظیم) کی خبر دی تھی لہذا ان میں آخری نبی یعنی آخری خبر دینے والے حضرت محمد ﷺ تھے حضرت بہاء اللہ نبأ عظیم ہیں نبی نہیں۔ اور انکے دیگر بے شمار آسمانی القاب ہیں مثلاً جمال المبارک، جمال القدم وغیرہ وغیرہ۔ لہذا یہ ان پر بہتان ہے کہ وہ ختم نبوت کے خلاف تقاریر کر رہے ہیں وہ تو اس مسئلے کو چھیڑتے ہی نہیں۔ نہ ان کا اس سے تعلق ہے۔ (یہ معاملہ آپکا اور قادیانیوں کا ہے وہ جانیں اور آپ جانیں) (۵) صیہونیت کیساتھ انکا کوئی گہرا ربط و تعلق نہیں ہے ہاں ان سے وہی تعلق ہے جو انکا آپ سے اور دوسرے ادیان سے ہے اسلئے عرب ممالک کی مقاطعہ کمیٹی نے اگر پابندیاں عائد کی ہیں تو وہ غلط فہمی پر مبنی ہے اور یہ سیاسی بات ہو سکتی ہے دین سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے۔ (۶) بہائی بہت پُرامن لوگ ہیں تمام پیغمبروں، مقدس کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں وحدانیت کے پرچار ہیں اور موحد ہیں تمام ادیان کے لوگوں سے روح و ریحان کیساتھ مل ملاپ رکھتے ہیں کام کو عبادت سمجھ کر کرتے ہیں لڑائی جھگڑوں سے دور رہتے ہیں نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ سیاست سے دور رہ کر حکومت کے اچھے امور میں حصہ لیتے ہیں سخت سے سخت اور بُرے وقت میں بھی مشتعل نہیں ہوتے دعا و مناجات سے کام لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو بُرا کہنا بُرا ہے کیونکہ جو انکا کردار ہے یہی تو خدا کا مقصد بھی ہے۔ جو خدائی مقاصد کو پورا کرتے ہیں وہ ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں خواہ ان کے دشمن کتنے ہی قوی ہوں۔ امید ہے کہ آپکی غلط فہمی دور ہو گئی ہو گی اور آپ اس جواب کو شائع فرما دیں گے۔ ایدکم اللّٰہ تعالیٰ بفضلہ العظیم

آپکا مخلص رحمان ہندی کراچی نمبر۵

---

[1] بہائی مکتوب نگار دفاع کرنے کا حق رکھتا ہے۔

رحمت خان وردگ

(رہنما تحریک استقلال)

۹ افروی ۲۰۰۴ء

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مرکزی رہنما، متحدہ مجلس عمل۔ پاکستان۔ السلام علیکم! آپ کی اہلیہ کی رحلت کی اطلاع ملی تو گہرا صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اہلیہ کی وفات کا صدمہ برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ ''قالو انا للّٰہ وانّا الیہ راجعون'' میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اللہ رب العزت آپ کو اور تمام اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین) مخلص۔ رحمت خان وردگ۔

☆☆☆

مولانا محمد رحمت اللہ[1] جامعہ محمدی جھنگ

(۱)

(تعزیت شیخ الحدیث)

مکرم مخلص حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت حسناتکم۔ سلام مسنون۔ آج کے اخبار میں آپ کے والد محترم حضرت مولانا عبدالحق صاحب مرحوم کی وفات کی خبر پڑھ کر سخت دلی رنج ہوا۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔ صرف مجھے ہی نہیں بلکہ پورے ہمارے ادارے میں یہ خبر نہایت غم و افسوس کے ساتھ پڑھی گئی۔ یہ ادارہ آپ کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

عملۂ جامعہ نے مولانا صاحب مرحوم و مغفور کے لئے ایصال ثواب کیا۔ اور دعائے مغفرت کی کہ خداوند کریم حضرت مولانا صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آپ کے غم میں شریک آپ کا مخلص حاجی محمد رحمت اللہ

(۲)

۲۷/۷/۱۴۱۵ھ بمطابق ۳۱/دسمبر ۱۹۹۴ء

محترم و مکرم ہمدرد ملت اسلامیہ جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت حسناتکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج مبارک؟ آپ کا دعوت نامہ شرکت اجلاس موصول ہوا جس کی دور حاضر میں اشد ضرورت ہے بندہ ناسازی طبیعت کے باعث اسوقت خود حاضر ہونے سے قاصر ہے اور اپنی طرف سے ملک اللہ بخش سعید صاحب معاون مدیر ''الجامعہ'' کو شرکت کیلئے بھیج رہا ہوں۔ خداوند کریم آپکی کوششوں کو بارآور فرمائے۔ امین۔ والسلام مع الاحترام آپکا انتہائی مخلص دعا گو مولانا محمد رحمت اللہ

---

[1] ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ جھنگ، ایڈیٹر ماہنامہ الجامعہ جھنگ، بانی جامعہ مولانا محمد ذاکر مرحوم کے فرزند رشید، والد ماجد کے طرح قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

جناب رحمت اللہ درانی[1] پشاور

۱۸/نومبر ۱۹۸۲ء (مزدور یونینوں کے اجلاس میں شرکت کی دعوت)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب ممبر وفاقی مجلس شوریٰ۔ حکومت پاکستان۔ جناب عالی! السلام علیکم: گزارش ہے کہ غلام دستگیر خان وفاقی وزیر محنت و افرادی قوت، صوبائی وزیر محنت سلیم سیف اللہ خان اور ڈائریکٹر آئی ایل مسٹر این چمپر ز ۲۴/نومبر بروز بدھ بوقت ٹھیک تین بجے اکوڑہ خٹک اور جہانگیرہ کی تقریباً نصف درجن یونینوں کے زیر اہتمام سوات سرامکس انڈسٹری شیڈ و میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کریں گے۔ اس سے قبل اٹک پل پر دو بجے وفاقی وزیر محنت و دیگر مہمانوں کا استقبال کیا جائے گا اور انہیں ایک جلوس کی صورت میں شیدو لایا جائے گا۔ آپ سے بھی درخواست ہے کہ آپ بھی بطور مہمان ہمارے اس مذکورہ پروگرام میں شمولیت فرما کر اس علاقے اور سرحد کے مزدوروں کی حوصلہ افزائی کریں۔ شکریہ۔ دعا گو رحمت اللہ درانی صدر فیڈریشن

☆☆☆

چودھری رحمت الٰہی[2] منصورہ لاہور

۱۶/جون ۱۹۹۰ء (تحریک نفاذ شریعت بل اے پی سی فلشمین ہوٹل راولپنڈی)

محترمی و مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آل پارٹیز شریعت کنونشن[3] میں شرکت کا دعوت نامہ ملا۔ یاد فرمائی کا بہت بہت شکریہ۔ میں اس کنونشن میں ضرور حاضر ہوتا لیکن پہلے سے طے شدہ پروگرام ایسے ہیں جن کو چھوڑنا ممکن نہیں ہے اس لیے بادل نخواستہ معذرت پیش کر رہا ہوں۔ امید ہے قبول فرمائیں گے۔ جہاں تک نفاذ شریعت کا تعلق ہے ہمارا مکمل تعاون آپ کے اور علماء کرام کے ساتھ ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ مولانا عبدالمالک صاحب کنونشن میں شرکت کریں گے۔ اسطرح جماعت کی نمائندگی بھی ہو جائے گی ویسے اور بھی بعض دوست امید ہے کہ شریک ہونگے۔ والسلام خاکسار رحمت الٰہی نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان

☆☆☆

چودھری رحمت علی[4] عالمی تحریک خلافت دارالسلام لاہور

۲۶/جون ۲۰۰۱ء (خلافت کی بنیادیں، نظام خلافت، طالبان کا انقلاب شعلہ جوالہ، امیر المومنین ملا عمر سے بیعت)

واجب الاحترام جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دورِ نبوت کے ایک طرف دورِ جہالت تو دوسری طرف دورِ خلافت، جہالت بے دینی ہے تو خلافت عین دین حق، بالفاظِ دیگر خلافت ہو تو دین ورنہ بے دینی۔ خلافتِ راشدہ کا دور تو زیر آسماں کوئی تیس

۱۔ جماعت اسلامی پاکستان کے مرکزی رہنماؤں میں سے ہیں۔ ضیاء الحق کے دور میں وفاقی کابینہ میں وزیر بھی رہے۔

۲۔ مشہور مزدور رہنما اور لیبر یونینوں کے بانی افراد میں سے تھے۔

۳۔ شریعت بل کے سلسلہ میں یہ نہایت کامیاب اور تاریخی اے پی سی جون ۱۹۹۰ء میں فلشمین ہوٹل راولپنڈی میں منعقد کرایا گیا تھا۔

۴۔ عالمی تحریک خلافت کے نام پر احیاء خلافت کیلئے کوشاں رہے۔ اسی مقصد سے ایک ماہانہ رسالہ ''سبق پھر پڑھ'' کے نام سے ۱۹۹۱ء سے جاری کیا۔ موضوع بالا پر متعدد کتابیں بھی تصنیف فرما چکے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس عظیم مقصد کیلئے کام کرنے والے منتشر ٹولے یکجا ہو کر اس کام کو کامیابی کیطرف گامزن کریں۔

سال رہا، سوختہ بختی، آہستہ آہستہ ہم پھر دورِ جہالت کی طرف پلٹ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج وہ تمام برکات جو دینِ حق کا طرۂ امتیاز ہیں اور جو دورِ خلافتِ راشدہ کے مسلمانوں کو حاصل تھیں۔ آج ہمیں حاصل نہیں بلکہ ایک سواسی درجے برعکس ہو چکیں۔ اس وقت امن تھا آج دہشت گردی، اس وقت عدل آج ظلم بلکہ ظلم کی انتہا، اس وقت اتحاد آج انتشار، اس وقت خوشحالی آج پسماندگی و درماندگی اس وقت دنیا میں مسلمانوں کا غلبہ، آج مغلوبیت غرضیکہ مسلم کی بساط الٹ چکی اس لئے کہ وہ نظام خلافت سے نظام جہالت یا دینِ حق سے بے دینی کی طرف لوٹ چکا۔ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے طے کردہ درج ذیل چار بنیادیں تھیں دورِ خلافت راشدہ کی:

۱۔ قرآن وسنت ہی آئین مملکت تھا نہ کہ کوئی خودساختہ کتابچہ۔

۲۔ پوری اسلامی دنیا ایک حکمران۔۔۔۔۔۔۔۔خلیفۃ المسلمین کی سربراہی میں تھی۔

۳۔ اولی الامر یعنی ایسے صاحبانِ امر کہ جن میں مرکزی حیثیت خلیفۃ المسلمین کو تھی، موجود تھے۔

۴۔ انعقادِ خلافت "بیعت کے ذریعہ حکومت نہ کہ حکومت کے ذریعہ بیعت" کے سنہری اصول کے مطابق ہوتا تھا۔

چاروں بنیادیں کہ جن کی حیثیت یوں کہ جیسے نماز کی چار رکعتیں موجود تھیں تو بندوں پر اللہ کی حکومت تھی۔ آج یہ چاروں بنیادیں منہدم ہو چکیں نتیجہ کے طور پر بندوں پر بندوں کی حکومت کا چلن چل نکلا۔ ایسا دورِ جہالت میں ہی تھا اور آج ہم عین دورِ جہالت میں ہیں۔ نبی کائنات ﷺ کے متعدد ارشاداتِ گرامی اس الٹ پلٹ کو کہ جو واقع ہو چکا کے دور جہالت ہونے کی تائید کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "۔ جو اس حالت میں مرا کہ بیعت کا قلادہ اس کی گردن میں نہ ہو، وہ جہالت کی موت مرا" (مسلم)

بیعت، اللہ اور بندے کے درمیان اس معاہدے کا نام ہے جس میں بندہ اپنے رب کے حضور جان و مال پیش کرتا ہے تو اللہ اس جان و مال کے بدلے میں جنت عطا کرے گا (توبہ:۱۱۱) عرصہ ہوا خلیفۃ المسلمین ہم میں موجود ہی نہیں، بیعت کا کیا سوال؟ بتایئے کیسی موت مر رہے ہیں ہم؟

آپ ﷺ کا یہ بھی ارشادِ گرامی ہے: "جو اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے علیحدہ ہو گیا، پھر مرا تو جہالت کی موت مرا" (مسلم)

مابعدِ رسالت اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ اولی الامر کی اطاعت کی جائے۔ صدیاں بیت گئیں ہمارے ہاں شرعی اولی الامر موجود ہی نہیں۔ قرآن وسنت کی شکل میں قانون تو ہمارے ہاں آج بھی من وعن موجود ہے لیکن ہے شیلفوں اور طاقوں میں سجا ہوا، وہ ادارہ یعنی اولی الامر جس نے اس قانون کو نافذ کرنا تھا معدوم ہے۔ اولی الامر کی اطاعت سے نکلنے کا مطلب اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت سے نکلنا ہے لہٰذا اس میں کیا شک کہ آج ہم سب اطاعت سے نکلے ہوئے ہیں۔

شومئی قسمت جب خلیفہ وخلافت کا نظام نہ رہا تو امت اقوام میں تحلیل ہو گئی۔ زیرِ آسماں آج امت کا کہیں وجود نہیں، اقوام ہیں۔ شامی قوم، مصری قوم، ایرانی قوم غرضیکہ ان گنت، یہی تو "الجماعۃ" سے نکلنا ہے۔ نہ اطاعت نہ جماعت، دور جہالت کا طرۂ امتیاز یہی تو ہے بنابریں ایسے میں واقع ہونے والی موت جہالت کی موت قرار پاتی ہے۔

آئندہ نسلوں کی خوش بختی، آثار واطوار بتا رہے ہیں کہ دورِ خلافت اس دھرتی کا مقدر پھر بننے کو ہے۔ قرآن وسنت کی رو سے مسلمانوں کا کوئی گروہ مخالفتوں، مخاصمتوں، مشکلات ومصائب کے علی الرغم اگر کسی خطۂ زمین میں قرآن وسنت کا نظام اس طور نافذ کرنے میں کامیاب ہو جائے کہ وہاں حالتِ خوف کے بعد حالتِ امن کا دور دورہ ہو جائے تو مسلمانانِ عالم پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ ایسے گروہ کے امیر کی بیعت کریں اس لئے کہ یہ قیامِ خلافت کی طرف پیش قدمی ہے (نور:۵۵) طالبان کو ابھی لاکھ مشکلات کا سامنا سہی، ایسا ہونا تو اس گیم کا لازمی حصہ ہے۔ انہوں نے افغانستان کے بیشتر حصہ پر قرآن وسنت کی مذکورہ حالت کو لوٹا دیا ہے۔ مسلمان ہی شاید اس کا ادارک نہیں کر پائے ورنہ شرق وغرب کا کفر تو بھانپ گیا ہے کہ افغانستان سے اُٹھنے والا یہ انقلاب شعلۂ جوالا بن سکتا ہے۔ تبھی تو عالمِ کفر افغانستان پر پابندیوں کی یلغار کر رہا ہے۔

جب دنیا بھر کے ہر مسلمان پر واجب ہو چکا کہ وہ انقلاب افغانستان کے امیر ملا محمد عمر مجاہد کی بیعت کرے تو ایسی بیعت کا صحیح ترین راستہ یہی ہے کہ ہر مسلمان ملک کا سربراہ خود امیر المؤمنین کی بیعت کرے اور پھر ہر مسلمان اپنے ملک کے سربراہ کی بیعت کرے۔ یہی خلافت، نظامِ خلافت یا قرآن وسنت پر مبنی نظام زندگی ہے۔ عدالت عظمیٰ کے فیصلے کی روشنی میں عنقریب ہمارے ہاں پاکستان میں حکمرانوں کا سیٹ اپ بدلنے والا ہے۔ بڑا سنہری موقع ہے ایک ایسی باعمل وباخبر شخصیت کے ذریعہ صالح قیادت کو لانے کا کہ جو نہ صرف طالبان کے امیر ۔۔۔۔ امیر المؤمنین کی بیعت کی داعی ہو بلکہ غیر جانبدار بھی ہو۔ یعنی اس کا جھکاؤ موجودہ کسی گروہ، جماعت، مسلک وغیرہ کی طرف قطعاً نہ ہو۔ ایسا تبھی ممکن ہے جب ہمارے ہاں کی تمام دینی ودار العلومی اور سیاسی جماعتیں، حاملینِ محراب ومنبر، اہلِ فکر صرف ملک عزیز پاکستان کی حد تک بیعت امیر المؤمنین کے لئے زمین ہموار ہو جائے گی بلکہ "شبانی سے کلیمی دو قدم ہے" کے مصداق بحالئ خلافت کا عمل تیز تر ہو جائے گا۔ "اتحاد" پانچ حروف کا مجموعہ ہے۔ لیکن اس کے لئے "انا" کے تین حروف کی قربانی لازمی ہے۔ سوچ میں یہی تلاطم برپا کرنے کے لئے یہ خط کہ جس کی کاپیاں ملک کے کئی سرکردہ رہنماؤں کو بھیجی گئی ہیں، لکھا گیا ہے ہمیں آپ کی قیمتی رائے کا شدت سے انتظار رہے گا۔ والسلام چودھری رحمت علی

☆☆☆

مولانا رحیم اللہ باچہ صاحب[1] اضاخیل بالا

(۱)

۲۳/اپریل ۱۹۶۴ء (حج وزیارت کی مبارکباد)

بخدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام اقبالہ۔ السلام علیکم۔ آپ کو حج شریف اور عید الضحیٰ مُبارک ہو۔ اللہ تعالےٰ آپکو اسلام کی خدمت کے لئے بخیریت اپنے وطن واپس پہنچائے۔ آمین منجانب۔ بندہ رحیم اللہ۔ نثار اللہ اور فرمان اللہ

بخدمت محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ صاحبان کا خیریت نامہ دعا نامہ از مولانا ناظم اعلیٰ سلطان محمود صاحب بذریعہ نثار اللہ ملا۔ بندہ آپ صاحب کی یادآوری کا بے حد مشکور وممنون ہے۔ بندہ اور والدین صاحب وفرمان اللہ ونثار اللہ ومحمد امان اللہ وعرفان اللہ وغیرہ سب اہل بیت کی طرف سے آپ صاحبان کو زیارت النبی ﷺ وزیارت بیت اللہ تعالےٰ وزیارت الصحابہؓ وعید الضحیٰ مبارک ہو مبارک باد، مبارک شد۔ بارک اللہ بارک اللہ بارک اللہ۔ فقط والسلام بندہ تابعدار شاگرد رحیم اللہ طالب دُعا۔

(۲)

۲جولائی ۲۰۰۵ء (جلسوں میں تصویر کشی سے احتراز کی ضرورت)

بگرامی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم۔ خیریت از دوطرفین خیریت نیک نصیب باد۔ مودبانہ عرض ہے کہ جہاں تصویر ہو یا تصویر نکالنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نزول ملائکہ وہاں نہیں ہوتے ہیں کامیابی بھی نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا آئندہ کیلئے آپ صاحبان تقریراً تحریراً، اعلاناً عرض فرمادیں تصاویر اور کیمرہ لانا یہاں قطعاً شرعاً منع ہے۔ اُمید ہے آپ صاحبان ضرور یہ عرض قبول فرمائیں گے۔ یہ بات اور دُعا سلام بھی از مولانا جناب سید نثار اللہ صاحب اور دیگر علماء اور گاؤں کے رہنے والے

---

[1] اضاخیل بالا کے روحانی خاندان سے تعلق۔ سادگی، تقوی، اخلاص للھیت کا پیکر مجسم، فرشتہ صفت انسان، اسلاف کا نمونہ دار العلوم حقانیہ سے اپنے بھائیوں سمیت تحصیل علم کیا اپنے شیخ شیخ الحدیثؒ کے فدائی جان نثار، ان کے بھائی مولانا نثار اللہ بادشاہ صاحب حقانی بھی ان کے قدم بہ قدم اور ایں خانہ ہمہ آفتاب کے مصداق ہیں۔ اللہ نے دار العلوم الاسلامیہ کے نام سے گاؤں میں ایک اہم ادارہ چلانے کی توفیق دی۔ دوایک سال سے بینائی سے محرومی مزید رفع درجات کا ذریعہ بنی۔ اور حالت نقاہت وضعف میں بھی اپنے مدرسہ کے لئے تگ ودو اور اپنے احباب واساتذہ اور ہم ناچیزوں کے پرسان حال میں لگے رہتے ہیں۔ خطوط جیسے بھی سیدھے سادے ہیں مگر ایک نمونۂ سلف انسان کے یادگار کے طور پر شامل کئے گئے ہیں۔

کارکنان کی طرف سے بھی عرض ہے تاکہ کامیابی نصیب ہو۔ جزاکم اللہ فی الدارین احسن الجزاء
برادرم حافظ مولانا نثار اللہ، سید انوار اللہ، سید زمان اللہ، سید منیب اللہ جملہ اساتذہ کرام اور ناظم صاحب کی طرف سے سلام عرض ہے اس پروگرام میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔ ہفتہ ۲۴ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ ۲ جولائی ۲۰۰۵ء
فقط والسلام دعا گو وطالب دعا سید رحیم اللہ دار العلوم الاسلامیہ اضاخیل بالا

☆☆☆

شیخ رشید احمد وفاقی وزیر راولپنڈی

(مبارکباد اور شرکت پر معذرت)

Maulana Sami-ul-Haq, (Senator),
Adjacent to Dar-ul-Aloom Haqqania,
Akora Khattak, District Nowshera
Dear Sir, Maulana Sami ul Haq Sb,

I have the honour to acknowledge your wedding invitation of your beloved daughter sent to Sheikh Rashid Ahmed, Minister for information and Broadcasting.

It is regretted to inform you that due to some official pre-occupation of the Minister, he will not be able to attend the ceremony. However, he has conveyed his heartiest congratulations on this auspicious occasion. With best regard!

Yours trully, (Raja Aamir Jahangir)PSO to Minister

☆☆☆

مولانا رشید احمد

فرزند و دیگر عزیزان حضرت العلامہ مولانا مارتو نگ

(وفاقی مجلس شوریٰ میں شرکت اور قرارداد پیش کرنے پر مبارکباد) جون ۱۹۸۲ء

ہم آپ کے وفاقی کونسل میں شمولیت پر اپنی طرف سے اور اپنے جمیع رفقاء مارتونگ کی طرف سے دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ نیز آپ نے جو پہلی قرارداد اسمبلی میں پیش کی اور ان کی تلخ و شیریں برداشت کئے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح آپ سے مزید کام دین اسلام کے لئے لیں۔ ہم تمام اہلیان مارتونگ دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ثابت قدمی عزم واستقلال اور دین اسلام کی خدمتوں سے مالا مال فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ امید ہے آئندہ کے لئے آپ بغیر لومۃ لائم کے اسلام پر جان کی بازی لگائیں گے اور کسی سے مرعوب نہ ہوں گے۔

رشید احمد مصباح الدین جی و دیگر عزیزان مولانا مارتونگ

مولانا مفتی رشید احمد[1] کراچی

(۱)

(جمعیۃ علماء اسلام (ہزاروی گروپ کیلئے) اجتماعی انفرادی دعا کا اہتمام)

فجر کی نماز کے بعد روزانہ امام نہایت عجز و انکساری کے ساتھ احکم الحاکمین کی بارگاہ میں بآواز بلند یہ دعا مانگے۔ اور مقتدی آمین کہیں۔ ہر شخص خلوت میں بھی اس دعا کا اہتمام کرے اور مجیب الدعواۃ سے قبول کا پورا یقین رکھے۔ دعا

اے اللہ اگر جمعیۃ علماء اسلام[2] (ہزاروی گروپ) تیری رضا کے مطابق صحیح اسلامی معاشی نظام لانیکی کوشش کر رہی ہے اور اسکے منشور میں کوئی مسئلہ تیری رضا اور اسلام کے صحیح معاشی نظام کے خلاف نہ ہو تو اے اللہ تو اس جمعیت کو کامیاب فرما اور ہم سب کو اس کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کی توفیق عطا فرما اور جو علماء یا جماعتیں ان کے خلاف ہیں ان سب کو اس جمعیت کے ساتھ اتحاد و اتفاق اور مکمل تعاون کی توفیق عطا فرما۔ اور اگر اس جمعیت کی کوشش خالص اسلامی معاشی نظام کیلئے نہیں یا اسکے منشور میں کچھ معاشی مسائل تیری رضا اور تیری شریعت کے خلاف ہیں تو اے اللہ تو اس جمعیت کو اس سے توبہ کی توفیق عطا فرما۔ اگر وہ توبہ کا اعلان نہ کریں تو اسے ناکام کر اور کسی ایسی جماعت کو کامیاب فرما جو تیری رضا کے مطابق صحیح اسلام اور اسکا صحیح معاشی نظام لانا چاہتی ہو۔ آمین

رشید احمد عفی عنہ اشرف المدارس ناظم آباد کراچی

(۲)

۳ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ (مولانا محمد موسیٰ بازیؒ کی کتاب فلکیات جدیدہ پر تنقید)

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بندہ نے مولوی محمد موسیٰ صاحب استاد جامعہ اشرفیہ لاہور کی کتاب "فلکیات جدید" کا صرف وہ حصہ سرسری نظر سے دیکھا جو سمت قبلہ اور اوقات سے متعلق ہے۔ مصنف نے صفحہ ۳۲۸ پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ "فلکیات جدید و قدیم" میں انکی نظیر پورے براعظم ایشیاء میں نہیں"، مگر کتاب مذکور کے صفحہ ۱۶۸، ۱۷۶، ۱۸۵،۔۔۔، ۳۴۸ پر ایسی بدیہی البطلان باتیں لکھی ہیں کہ مبتدی بچے بھی انکا مذاق اڑائینگے اس سے کتاب کے دوسرے مضامین کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

براہ کرام آپ خود صفحات بالا پر ایک نظر ڈال کر فیصلہ کریں کہ ان بدیہی جہالتوں کی اشاعت سے علماء دین اور مدارس دینیہ کے وقار کو کتنا شدید نقصان پہنچا۔ نیز اپنے قلب سے استفتاء کریں کہ علماء دین اور مدارس دینیہ کی عزت و آبرو کی حفاظت کی خاطر اس کتاب میں مندرج جہل مرکب سے براءت کا اعلان آپ پر کس حد تک فرض ہے۔

فقط واللہ العاصم رشید احمد عفا اللہ عنہ از اشرف المدارس ناظم آباد کراچی

---

[1] مفتی اعظم مولانا رشید احمد جو عظیم علمی فلاحی اور رفاہی خدمات کا سلسلہ جامعۃ الرشید کراچی الرشید ٹرسٹ جیسے ادارے اور ضرب مومن اور اسلام جیسے جریدے باقیات الصالحات میں چھوڑ گئے جہادی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

[2] اس وقت جمعیۃ تھانوی اور ہزاروی گروپوں کے نام سے تقسیم تھی سوشلزم، تجدید ملکیت جیسے مسائل زیر بحث تھے۔

حافظ رشید احمد ارشد[1]

(کراچی شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی)

(۱)

۱۵ نومبر ۱۹۷۳ء (سلسلہ ''میری علمی ومطالعاتی زندگی'' کی تحسین)

مکرمی ومحترمی السلام علیکم ! آپ کا موقر ماہنامہ ''الحق'' بہت کم زیر مطالعہ رہتا ہے کیونکہ میرے پاس نہیں آتا ہے تاہم آپکے ماہنامہ کے اس مستقل عنوان ''میری علمی ومطالعاتی زندگی'' نے مجھے اس قدر متاثر کیا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس موضوع پر میں بھی خامہ فرسائی کروں۔ اس سلسلہ میں اپنے اساتذہ کا مختصر حالات تحریر کرنا چاہتا ہوں اس موضوع پر جو مضامین میں نے پڑھے ہیں وہ بہت مختصر ہوتے ہیں۔ لہذا مضمون ارسال کرنے سے پیشتر میں آپ کی ہدایات حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ آیا اس کے صفحات محدود تو نہیں ہیں؟ میں سات آٹھ صفحات تک مضمون ارسال کرنا چاہتا ہوں۔ لہذا آپ کا جواب آنے پر مضمون ارسال کرنے کی کوشش کرونگا۔ مذکورہ بالا گھر کے پتے پر جواب ارسال فرمائیں۔ فقط والسلام رشید احمد ارشد

(۲)

۲۸ جنوری ۱۹۷۴ء (عہد نبوی کا نظام تعلیم)

مکرمی ومحترمی جناب مدیر الحق، السلام علیکم ! آپ کا ماہنامہ الحق موصول ہو رہا ہے۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں ''اپنی تعلیمی زندگی'' کے بارے میں ایک مفصل مضمون ارسال کروں مگر گزشتہ واقعات کو جمع کرنے میں تاخیر ہوگئی اسلئے میں ایک اور مضمون بعنوان ''عہد نبوی ﷺ کا نظام تعلیم'' ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ پسند خاطر ہوگا۔ مضمون بذریعہ رجسٹری ارسال کر رہا ہوں تاہم آپ اپنی طرف سے فوراً رسید روانہ فرمائیں تاکہ یہ اطمینان ہو جائے کہ مضمون بحفاظت تمام آپ تک پہنچ گیا ہے۔ آپ کا ماہنامہ یونیورسٹی کے پتے پر آرہا ہے تاہم زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ آپ مذکورہ بالا گھر کے پتے پر یہ شمارے بھیجا کریں میں پہلے صدر شعبۂ عربی تھا مگر اب ریٹائرڈ ہو گیا ہوں اسلئے میں نے سابق صدر شعبۂ عربی تحریر کیا ہے اس لیے اگر یونیورسٹی کے پتے پر بھی خط وکتابت کریں تو سابق صدر لکھا کریں میں آج کل یونیورسٹی میں عارضی طور پر کام کر رہا ہوں۔ آپکا مجلّہ اچھے معیار پر شائع ہو رہا ہے حضرت مولانا عبدالحق صاحب اور دیگر علمائے کرام کو میرا اسلام پہنچادیں مضمون کی فوری رسید کا منتظر رہونگا۔ فقط والسلام رشید احمد ارشد

(۳)

۱۷ مئی ۱۹۷۵ء (انسداد گداگری پر مضمون)

مکرمی ومحترمی مدیر الحق اکوڑہ خٹک پشاور، السلام علیکم ! میں نے کافی عرصہ ہوا ایک مضمون بعنوان ''انسداد گداگری'' ارسال کیا تھا اس کی نہ

[1] مولانا کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ عربی کے صدر رہے علمی دینی مجلات میں لکھتے رہے ہیں۔

تو رسید موصول ہوئی اور نہ وہ شائع ہوا وہ مضمون میں نے بذریعہ رجسٹری ارسال کیا تھا۔ امید ہے کہ موصول ہوا ہوگا۔ میں ''اپنی مطالعاتی زندگی'' کے بارے میں مواد فراہم کر رہا ہوں۔ طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے مناسب ترتیب نہیں ہوسکی۔ اسلئے تاخیر ہوئی ہے ویسے آپ کے شمارے موصول ہوتے رہتے ہیں جسکے لیے میں ممنون ہوں۔ حضرت مولانا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں میرا نیازمندانہ سلام عرض کر دیجئے گا۔ فقط والسلام رشید احمد ارشد۔ کراچی تشریف لائیں تو ملاقات کا موقع ضرور دیجئے گا۔

(۴)

۲۴/ستمبر ۱۹۷۵ء (عام فہم اور اصلاحی مضامین کی بھی ضرورت ہے)

مکرمی و محترمی جناب مدیر ''الحق'' اکوڑہ خٹک، السلام علیکم! آپ کا جواب خط موصول ہوا مضمون کی رسید سے آگاہی حاصل ہوئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو وہ مضمون پسند نہیں آیا تاہم وہ قومی اور اصلاحی ضرورت کے پیش نظر لکھا گیا ہے آپ کے مجلّہ میں کبھی کبھی عام فہم اور اصلاحی مضامین کے شائع ہونے کی بھی ضرورت ہے آپ نے جدید عربی ادب کے جن مضامین کی طرف اشارہ کیا ہے وہ خالص ادبی اور غیر مذہبی مضامین ہوتے ہیں آپ کے حلقے کو وہ پسند نہیں آئینگے۔ میں بالعموم علماء اور بزرگوں کے حالات تحریر کرتا ہوں جیسا کہ آپ نے بینات اور البلاغ میں ملاحظہ فرمائے ہونگے۔ میرا ایک موضوع جدید عربی ادب بھی ہے اسکے مقالات ضخیم ہوتے ہیں اور وہ مذہبی مجلّات کیلئے مناسب نہیں ہوتے ہیں۔ آجکل ماہ رمضان المبارک ہے اور تراویح میں ختم قرآن کی تیاری کی جاتی ہے اسلئے تحریری کام نہیں ہو رہا ہے۔ آگے چل کر ''مطالعاتی زندگی'' کا کچھ حصہ پیش کیا جائیگا۔ حضرت شیخ الحدیث کی صحت یابی سے ایک گونہ اطمینان ہوا۔ ان کی خدمت میں ہمارا اسلام عرض کر دیجئے گا۔ فقط والسلام رشید احمد ارشد

(۵)

۲۳/جون ۱۹۷۶ء (مطالعاتی زندگی پر مضمون)

مکرمی و محترمی مدیر الحق اکوڑہ خٹک پشاور، السلام علیکم! گزارش ہے کہ مجلّہ ''الحق'' موصول ہوتا ہے۔ میں نے آپکے مجلّہ میں اشاعت کیلئے ایک مضمون بعنوان ''انسداد گداگری'' ارسال کیا تھا جو آپ نے غیر معیاری ہونے کی وجہ سے شائع نہیں کیا اور نہ مضمون واپس بھیجا۔ براہ کرم وہ مضمون نئے پتے پر واپس کر دیں تاکہ وہ کسی دوسرے مجلّہ کو بھیج دیا جائے۔ یہ میں نے ریڈیو پاکستان کراچی کیلئے تحریر کیا تھا اور کوئی دوسرا مضمون تیار نہ تھا اور چونکہ آپ کے مجلّہ کیلئے عرصہ سے کوئی مضمون نہیں بھیجا تھا اسلئے یہ ارسال کر دیا تھا میں آج کل ترجمہ و تالیف کے سلسلے میں بیحد مصروف ہوں اسلئے مجلّات و رسائل کیلئے مضمون لکھنے کا وقت نہیں ملتا ہے۔ آپ کے مجلّہ کیلئے ''مطالعاتی زندگی'' پر مضمون لکھنے کا میں نے وعدہ کیا تھا مگر اس کا سلسلہ دراز ہوگیا اور چونکہ اس کا دارومدار حافظہ پر ہے اسلئے اس میں بے ترتیبی ہوگئی تھی ترتیب دینے کیلئے بہت وقت چاہیے میں اسے خودنوشت سوانح عمری کی ترتیب کیساتھ لکھنا چاہتا تھا مگر یہ ترتیب قائم نہیں ہوسکی اگر آپ یہ پسند کریں کہ کسی ترتیب اور تقدیم و تاخیر کے بغیر اسکے مختلف حصے مختلف اوقات میں بھیجوں تو میں بھیجنے کی کوشش کرونگا۔ دیگر علماء کرام و رفقاء اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب کو ہمارا اسلام پہنچادیں۔ فقط والسلام رشید احمد ارشد

(۶)

۳۰/اکتوبر ۱۹۷۷ء (مولانا یوسف بنوریؒ کا سانحہ وفات)

مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق، السلام علیکم! آپ کا ماہنامہ چند ماہ سے دوبارہ آنا شروع ہوگیا ہے۔ آپ کراچی آتے رہتے ہیں مگر شرف ملاقات نہیں بخشتے ہیں میں بھی ضعف پیری کی وجہ سے علماء کی مجالس میں شریک ہونے سے قاصر ہوں۔ مولانا محمد یوسف بنوری کی وفات کا سانحہ نہایت المناک ہے افسوس ہے کہ قدیم علماء رفتہ رفتہ دنیا سے اٹھتے جارہے ہیں اور انکا نعم البدل نہیں پیدا ہورہے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کو ہمارا غائبانہ سلام پہونچا دیجئے گا آپ کے مجلّہ کے ذریعے ان کی اور آپ کی دینی اور علمی سرگرمیوں کا حال معلوم ہوتا رہتا ہے۔ فقط والسلام مخلص رشید احمد ارشد

(۷)

۱۴/فروری ۱۹۸۲ء (وفاقی کونسل میں نفاذ اسلام کے بارہ میں تحریک اور قرارداد[1])

مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم! وفاقی مشاورتی کونسل کا رکن ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں میں پہلے ہدیہ تبریک پیش کرنے کا ارادہ کررہا تھا مگر بیماری کی وجہ سے تاخیر ہوگئی۔ ہمیں اخبارات کے ذریعے آپ کی تحریک التواء اور پھر قرارداد پیش کرنے کا بھی علم ہوا آپ کی جرأت قابل داد ہے۔ توقع ہے کہ آپ نظام اسلامی کے سلسلے میں مزید خدمات انجام دینگے ویسے آپ ''الحق'' کے مدیر کی حیثیت سے بھی قابل قدر کام کررہے ہیں۔ الحق اب دوبارہ باقاعدہ آرہا ہے اور اس کے مضامین کے معیار میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔ ناسازی طبع کی وجہ سے کوئی مضمون نہیں بھیج سکا۔ توقع ہے کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب روبصحت ہونگے۔ ان کی خدمت میں بھی میرا نیاز مندانہ سلام پیش کردیجئے گا۔ فقط والسلام رشید احمد ارشد

---

[1] (مجلس شوریٰ پاکستان اسلامی نظام کے نفاذ کے بارہ میں تحریک التوا اور قرارداد)

گیارہ جنوری ۱۹۸۲ء کو مجلس شوری کا افتتاحی اجلاس ہوا جو حلف وفاداری اٹھانے اور صدر محترم کے خطاب پر مشتمل تھا۔ بارہ اور تیرہ جنوری کو مجلس شوریٰ کا خارجہ پالیسی پر بحث کرنے پر گذرا۔ یہ اجلاس بند کمرے میں تھا۔ اسمبلی کا کھلا اور عمومی اجلاس درحقیقت ۱۴ جنوری کو شروع ہوا۔ جن میں ممبران کو غیر سرکاری کام پیش کرنے کا جو آغاز ہی میں موقع ملنا تھا تلاوت کلام پاک کے فوراً بعد چیئر مین مجلس خواجہ محمد صفدر نے تحاریک التوا کے سلسلہ میں کام کا آغاز کیا اور اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم کہ پہلی ہی تحریک مولانا سمیع الحق صاحب کی تھی اور وہ بھی نفاذ اسلام کے سلسلہ میں۔ اس طرح اس تاریخی اہمیت کے حامل مجلس شوریٰ کی کارروائی کا آغاز ہی نفاذ اسلام سے متعلق کام سے ہوا۔ مولانا سمیع الحق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ موقع دیا۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے چیئرمین صاحب کی اجازت سے تحریک پیش کی۔

تحریک: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ وفاقی کونسل کا حالیہ اجلاس قومی وملی اہمیت کے حامل نہایت اہم معاملہ پر غور کرنے کے لئے ملتوی کیا جائے۔

موجودہ حکومت کا روز اول سے اہم ترین مقصد اس ملک میں اسلامی نظام کا مکمل نفاذ اور پورے اسلامی معاشرہ کو اسلامی خطوط پر ڈھالنا ہے۔ مگر اس سلسلہ میں کئے گئے اقدامات کے خاطر خواہ نتائج ظاہر نہیں ہوئے اور اس مقصد کی طرف پیش رفت سست ہے۔ جس سے ملک کے عام مسلمانوں کو تشویش ہوئی ہے اور ملک دشمن عناصر غلط فائدہ اٹھارہے ہیں۔

وفاقی کونسل کے اراکین اس معاملہ کو زیر بحث لاکر اس راہ میں حائل رکاوٹوں اور منفی عوامل کی نشاندہی کریں اور یہ کہ اسلامی نظام کی طرف جلد از پہنچانے والی تجاویز بھی

سامنے لائیں۔اس کے بعد کچھ دیر حسب ضوابط محرک مولانا سمیع الحق نے اور کئی اراکین نے تحریک کے حق میں اور چند اراکین نے اس کے خلاف ضابطہ ہونے کے سلسلہ میں بحث کا سلسلہ جاری رہا۔اس کے بعد مولانا سمیع الحق نے دوبارہ کچھ کہنے کی سعی کی۔مگر جناب چیئرمین نے یہ کہہ کر روک دیا کہ اب تحریک التوا کا فیصلہ ہو چکا ہے۔مزید بحث کی اجازت نہیں۔

گو کہ معزز چیئرمین اور ایوان کے بعض ارکان نے تحریک کی مخالفت میں رائے دی اور یہ رائے کسی بدنیتی یا اسلام کے بارہ میں معاندانہ رویہ پر مبنی ہرگز نہ تھی اور قواعد و ضوابط کی بنا پر بے ضابطہ ہونے کا فیصلہ کیا گیا۔مگر دوسرے دن اخبارات،ریڈیو ٹی وی کے ذریعہ یہ خبر پورے ملک کے لئے تشویش کا ذریعہ بن گئی۔خود ایوان کے ارکان،وزراء اور صدر محترم تک نے اس فیصلہ کو حکمت کے خلاف سمجھا۔مگر قدرت کی طرف سے یہ ایک غیبی انتظام تھا کہ اس اہم اور اصل مسئلہ پر تحریک التوا کی صورت مین بحث کی گنجائش نکل بھی آتی تو دو ایک گھنٹہ سے زیادہ نہ ہوتی۔جب جناب چیئرمین نے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دے کر اس پر ایک مکمل دن طویل بحث کا موقع فراہم کر دیا۔اور پہلے اجلاس شوریٰ کے ایام ۱۸ جنوری کا پورا دن اضافہ کر کے اس پر اظہار خیال کرنے کا موقعہ ملا اور اجلاس کے آغاز اور اس کا اختتام بھی ۱۸ جنوری کی شب نو بجے مولانا کی قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی اور آغاز کی طرح انجام بھی مجلس شوریٰ کے لئے نیک فال اور باعث برکت بنا اور ملک کی پارلیمانی تاریخ میں اسلام کے بارہ میں یہ پہلی قرارداد تھی جسے پورے ہاؤس نے سو فیصدی اتفاق رائے اور گرمجوشی سے پاس کیا جو انشاء اللہ قرارداد مقاصد اور ۲۲ متفقہ نکات کی طرح نفاذ اسلام کے سلسلہ میں سنگ میل ثابت ہوگا۔

اسی دن یعنی ۱۴ جنوری ڈیڑھ بجے دن کو اجلاس کا وقفہ ہوا۔دوسری نشست شام چار بجے شروع ہونی تھی۔مولانا سمیع الحق نے اس وقفہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہایت عجلت سے قرارداد مرتب کر کے ساڑھے تین بجے جناب چیئرمین کو چیمبر میں جا کر پیش کر دی۔چنانچہ شام کی نشست میں چیئرمین نے ایوان کو اطلاع دی۔کہ مولانا کی قرارداد میرے پاس پہنچ گئی ہے اور میں نے اسے منظور کر لیا ہے۔طریق کار کے مطابق ایوان اس پر میں بحث ہو جائے گی۔چنانچہ دوسرے دن تحریک التوا کے استرداد کے ساتھ متبادل قرارداد کی خبر آ جانے سے صورت حال متوازن ہوگئی اور مخالفین کے ہاتھ جو غلط سیاسی حربہ آ سکتا تھا اس کی تلافی بھی کچھ ہوگئی۔

قرارداد: ۱۸ جنوری کو ساڑھے دس بجے چیئرمین کی اجازت پر مولانا سمیع الحق نے اپنی قرارداد پیش کی۔اور اس کی تشریح پر مختصر تقریر کی۔اس کے بعد جناب چیئرمین نے اس پر اسمبلی کو عام بحث کی اجازت دی۔دن بھر کی تین نشستوں میں اس پر مقررین نے اظہار خیال کیا۔کچھ حضرات نے لفظی اور کمی بیشی پر مبنی ترمیمات بھی پیش کیں۔جو قرارداد کی اصل روح کے خلاف نہ تھیں۔مگر شام کے بعد جناب چیئرمین صاحب کے مشورے پر محرک قرارداد اور ترمیم کنندہ حضرات کو باہمی مشورہ کا موقع دیا گیا۔چنانچہ اصل قرارداد میں محض ایک دو لفظی ترمیمیں اور ایک دو پیروں کا آخر میں اضافہ کیا گیا۔اکثر ترمیم کنندہ حضرات نے مولانا کے کہنے پر اپنی ترامیم پر اصرار نہ کیا۔مولانا نے بعد از عشا کی نشست میں لفظی ترامیم اور اضافہ پر مبنی قرارداد طریق کار کی رو سے دوبارہ پیش کی۔جسے ۹ بجے کے لگ بھگ سارے ایوان نے متفقہ طور پر منظور کیا۔اس موقع پر ایوان تالیوں سے گونج اٹھا اور موجود ارکان وزراء وغیرہ سب نے اجلاس کے بعد مولانا کو مبارکباد دینے ہر طرف سے گھیرے میں لے لیا۔

الحمدللہ کہ اس طرح مولانا سمیع الحق صاحب کا وہ مقصد پورا ہوگیا کہ اس قرارداد کی شکل میں ابتداء ہی میں پورے ایوان کے دینی جذبات واحساسات اور خیالات کا سمت معلوم کیا جا سکے۔اور پھر انہیں ان کی منظوری کی شکل میں ایک طرح اس معاہدہ اور عہد و میثاق کا پابند بنایا جا سکے۔اور وہ آگے ہر موڑ اور مرحلہ پر اسلامی نظام کی طرف پیش رفت اور نفاذ ہی کو ملحوظ رکھیں اور اس قرارداد سے انحراف نہ کر سکیں۔نیز اس قرارداد سے ان طاقتوں اور عوامل کی حوصلہ شکنی بھی ہو جائے جو اسلامی نظام کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔اور اس کے اجراء کے عمل کو تیز کرنے کے روادار نہیں ہوتے۔اور اس معاملہ میں انہیں اندازہ ہو سکے گا کہ پورا ایوان اسلامی نظام کے سلسلہ میں صدر پاکستان کی پشت پر موجود ہے۔قرارداد پر دسیوں ارکان نے بحث میں حصہ لیا۔جس کی رپورٹنگ ملک بھر کے اخبارات میں آ چکی ہے(ملاحظہ ہو ۱۸ جنوری ۱۹۸۲ء کے اخبارات)

(تحریک جو مولانا سمیع الحق کی جانب سے پیش کی گئی)

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد و ضابطہ کار و انصرام کارروائی قومی اسمبلی ۱۹۷۳ء کے قاعدہ ۲۶۲ کے تحت مذکورہ قواعد کے قاعدہ ۱۲۵ کی مقتضیات کو نظام عدل،نظام

تعلیم،معیشت وغیرہ کواسلامی سانچے میں ڈھالنے سے متعلق قرارداد کے بارے میں معطل کیا جائے۔

جناب چیئر مین کے ضابطہ کی کارروائی کے بعد حسب ذیل قرارداد مولانا نے پیش کی۔

(محرک قرارداد: مولانا سمیع الحق اکوڑہ خٹک۔رکن وفاقی کونسل)

قرارداد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

مجلس شوریٰ کا حالیہ اہم اور پہلا اجلاس اس حقیقت کی توثیق کرتا ہے کہ پاکستان کے قیام کا بنیادی مقصد اوراس کے وجود میں آنے کی وجہ جواز یہ تھی کہ ایسی اسلامی مملکت کا قیام عمل میں آئے جہاں مسلمان اسلام کے احکام کے مطابق اپنے ہر شعبہ زندگی کو استوار کریں۔جس کے بغیر یہ ملک اور معاشرہ حقیقی فلاح و بہبود امن و استحکام سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔ایوان اس بات پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ پچھلے تیس برس پاکستان کے اس بنیادی مقصد کی طرف نہ یہ کہ کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں ہوئی جس کا اثر عملی زندگی میں ظاہر ہو۔ بلکہ زندگی کے بہت سے شعبوں میں ملک اس بنیادی مقصد سے دور ہٹتا چلا گیا۔ایوان موجودہ حکومت کے اس اقرار واعتراف اور بار بار یقین دہانی کو بہ نظر استحسان دیکھتا ہے کہ اس کی ترجیحات کی فہرست میں نظام اسلام کا قیام سب سے اولین اہمیت کا حامل ہے۔موجودہ حکومت نے جس وضاحت اور تکرار کے ساتھ اس سمت میں اپنے عزم محکم کا اعلان کیا ہے اوراس کی طرف کچھ عملی اقدام بھی کئے ہیں۔ایوان ان کو قابل قدر سمجھتا ہے لیکن ساتھ ہی ایوان اس بات پر زور دیتا ہے کہ اس اہم مقصد کی طرف عملی پیش قدمی کی رفتار مزید تیز کردی جائے اور جو عملی اقدامات کئے گئے ان کے مؤثر اور کامیاب ہونے کے لئے جو فضا پیدا کرنی ضروری ہے اس کی طرف کما حقہ توجہ دی جائے۔ایوان یہ محسوس کرتا ہے کہ اس صورت حال کا ازالہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ اسلامی نظام کے قیام کے سلسلہ میں جو اقدامات کئے گئے ہیں۔وہ متفرق نوعیت کے بجائے مربوط اور منظم ہوں۔لہٰذا ایوان حکومت پر زور دیتا ہے کہ وہ قانون،عدالتی نظام،تعلیم، معیشت،ذرائع ابلاغ،اصلاح معاشرہ،انتظامیہ کے سلسلہ میں اسلامی اصلاحات کواس طرح تیز اور منظم اور مؤثر بنائے کہ تمام شعبوں میں اصلاحات ایک دوسرے کے مددگار ہوسکیں۔مجلس شوریٰ اپنے ایمان ویقین پر مبنی اس جذبے کا اظہار کرتی ہے کہ وہ اس مقصد کے حصول کے لئے اپنی بہترین صلاحیت بروئے کار لائے گی اور زیر بحث لانے والے تمام داخلی اور خارجی امور ومسائل میں انہی جذبات اور اصولوں کو ملحوظ رکھے گی جن کا اظہار صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب اسلامی نظام وقوانین کے سلسلہ میں پہلے دن سے کرتے چلے آئے ہیں۔مجلس شوریٰ اس سلسلہ میں اپنے بہترین مشوروں،تجاویز اور مکمل تعاون سے دریغ نہیں کریگی اوراس کام کوارکان مجلس سب سے اہم اولین اور مقدس فریضہ سمجھیں گے۔

مجلس شوریٰ ارباب اقتدار کے ساتھ ساتھ علماء،مفکرین،دانشوروں اور عوام کے مختلف طبقات سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس ضمن میں اپنا مؤثر اور بھرپور کردار ادا کریں۔اور قوانین کو اسلامی نظام کے مطابق ڈھالنے اور معاشرہ میں اسلامی رجحانات کو بیدار کرنے کے لئے مکمل تعاون کریں۔

یہ ایوان اس قرارداد کو فعال اور عملی بنانے کے سلسلے میں صدر مجلس کو اختیار دیتا ہے کہ وہ فوری طور پر اس ایوان کے ممبران میں سے علمائے دین اور ماہرین قانون پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دیں،جو اسلامی نظریاتی کونسل اور پاکستان لاکمیشن کی سفارشات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنی تجاویز اس ایوان کے سامنے جلد از جلد پیش کرے۔تاکہ یہ ایوان صدر پاکستان کو اپنی ٹھوس تجاویز اور مشورے اس قرارداد کے سلسلے میں پیش کرے۔

جناب چیئر مین: تحریک کے الفاظ انگریزی میں دہرائیے پھر اجازت طلب کی۔معزز اراکین: اجازت ہے۔ جناب چیئر مین: پڑھئے قبلہ ایک معزز ممبر: میں اس کی تائید کرتا ہوں جناب چیئر مین: تائید کی ضرورت نہیں پہلے مولانا کو تقریر کرنے کا موقع دیا جائے گا۔یہ ریزولیوشن آپ کے سامنے ہے ہی۔مولانا سمیع الحق کا ریزولیوشن آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔''اسے دہرایا گیا۔

جناب محمود علی وزیر مملکت: جناب چیئر مین میں اہم قرارداد کا خیر مقدم کرتا ہوں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ ریزولیوشن جس طریقے سے پیش کیا گیا ہے یہ سراسر ضابطہ کے خلاف ہے۔اس میں کافی دلائل ہیں۔مجھے اسلامی نظام کو تیز تر کرنے سے اختلاف نہیں۔مجھے صرف یہ اختلاف ہے کہ قرارداد میں ہر منسٹری کا ذکر ہے۔ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ ریزولیوشن آنا چاہیے۔میرا یہ مقصد نہیں کہ یہ مسئلہ بحث طلب نہیں۔میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔اگر اسی ریزولیوشن کا صحیح طریقے

پر مسودہ تیار کیا جائے تو اس سے کسی کو اختلاف نہیں۔

ایک معزز ممبر: جناب والا۔ آپ نے اس پر رولنگ دے دی ہے اس پر بحث کا آغاز کیا جائے۔

جناب چیئر مین: آپ نے درست فرمایا ہے اور یہاں یہ بھی وضاحت کروں کہ یہ تجویز مولانا سمیع الحق کی جانب سے آئی ہے۔ اس کو پڑھنے کے لئے میں نے مولانا سمیع الحق صاحب کی خدمت میں درخواست کی ہے۔ باقی تحریکیں اگر ہیں تو وہ اپنی تجاویز پیش کریں گے۔ اگر کسی کی ترامیم کا نوٹس نہ بھی ہوگا تب بھی ان کو ترامیم اس ایوان کے سامنے پیش کرنے کی اجازت دوں گا۔ اور یہ بھی کہ میں انہیں زیادہ موقع دوں گا مقابلتاً دوسرے دوستوں کے تاکہ محرک اور ترامیم کنندگان اپنے خیالات کا بہتر طریقہ سے اظہار کر سکیں۔

اس کے بعد حافظ محمد تقی صاحب کراچی، جناب ظہور الحسن بھوپالی، جناب قاضی نوروز صاحب، جناب سید دیوان غلام عباس بخاری، حاجی سیف اللہ صاحب، رحیم یار خان، جناب اقبال احمد خان صاحب، جناب اشرف فریدی صاحب وغیرہ حضرات نے اپنی ترامیم پیش کیں۔

جناب چیئر مین: تو یہ تجویز اور دوسری جملہ ترامیم اس ایوان کے سامنے ہیں۔ اب میں مولانا سمیع الحق صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ تقریر فرمائیں۔

(قرارداد پر مولانا سمیع الحق کی تقریر)

مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین میں چاہتا تو یہ تھا کہ یہ قرارداد جو میں نے پیش کی ہے اتنی سادہ، متوازن، واضح اور غیر مبہم ہے کہ آپ مجھے ایک منٹ کی تقریر کا بھی موقعہ نہ دیتے تو میں ضرورت محسوس نہ کرتا اور میری خواہش تھی کہ اس مسئلے پر یہ ترامیم در ترامیم کا سلسلہ، یہ قانونی موشگافیاں اور یہ چیزیں سامنے آنے کی بجائے اصل قرارداد کی سپرٹ اور اس کی روح کو دیکھا جائے۔ اس وقت پوری قوم کی نگاہیں اس ایوان پر لگی ہوئی ہیں۔ مخلص دردمند مسلمان ہماری اسمبلی کے قواعد و ضوابط کو نہیں دیکھتے۔ نہ قانونی موشگافیوں کو سمجھتے ہیں۔ وہ اس معاملے میں پوری مجلس شوریٰ کے ایمان، یقین، جوش و خروش اور جذبات کو دیکھنا چاہتے ہیں اور میں انہی جذبات کو قوم کے سامنے لانا چاہتا تھا کہ مجلس شوریٰ کا ہر رکن ایسی قراردادوں کے معاملے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں پیش پیش ہے۔ اسی دن (تحریک التوا پیش کرتے ہوئے) بھی میری خواہش تھی کہ تحریک التوا قانونی موشگافیوں کا شکار نہ ہو اور مختصر الفاظ میں اپنے جذبات کا اظہار کر دیتا اور اس کے اچھے اثرات پڑتے۔ کاش اسے مسترد نہ کیا جاتا کیونکہ پورے ملک میں اس کے برے اثرات پڑ سکتے ہیں کچھ غلط فہمیوں کی وجہ سے اور کچھ معاندین کی شرارتوں کی وجہ سے، اس مسئلے کو اچھال رہے ہیں۔ آج اگر اس قرارداد کا بھی پوسٹ مارٹم اور اپریشن در اپریشن کا سلسلہ چل پڑا اور اس کو کمیٹیوں کے سپرد کیا گیا تو اس سے پوری دنیا اس مجلس شوریٰ کی سمت کا اندازہ لگائے گی۔ اب تک اتنی ترامیم آ چکی ہیں کہ میں نے اپنی قرارداد کو دیکھا ہے تو اس میں صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم باقی رہ جاتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ بسم اللہ اور الحمد کے متعلق کوئی ترمیم نہیں آئی۔ اس قرارداد میں کوئی سیاسی مقاصد مخالفت برائے مخالفت اور ایسے مسائل نہیں تھے۔ اس میں صرف ایوان کی طرف سے اس اہمیت کا اظہار کرنا مقصود تھا اور اس وقت تک جو اصلاحات کی گئی ہیں ان کا بھی ذکر ہے اور جو پیش رفت اس سلسلہ میں ہوئی ہے اسے بھی خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ صدر پاکستان جو جذبات رکھتے ہیں، جو اسلامی اقدامات کرنا چاہتے ہیں مجلس شوریٰ کے اراکین ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے۔

جناب چیئر مین: میں آپ کی خدمت میں درخواست کروں گا کہ کم از کم میرا تاثر یہ تھا کہ آپ ایسے اقدامات اپنی تقریر کے دوران تجویز فرمائیں گے کہ جن پر عمل کرنے سے نفاذ اسلام کا عمل تیز تر ہو۔ میں آپ ہی سے نہیں بلکہ تمام معزز اراکین سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ مثبت تجاویز دیں گے۔ آپ اپنی تقریر کے وقت کو اس طرح ضائع نہ کریں۔ ترمیم پیش کرنا ہر رکن کا حق ہے۔ کسی معزز رکن نے کہا ہے کہ یہ الفاظ اس طرح ہونے چاہئیں اور کسی نے کہا ہے اس طرح ہونے چاہئیں۔ لیکن اس کا مقصد یہ نہیں ہے جو آپ نے سمجھا ہے میں نے آپ کو پندرہ منٹ دئے ہیں۔ آپ مثبت تجاویز پیش کریں۔

مولانا سمیع الحق: جناب والا! میں نے یہ عرض کرنا ہے کہ اس حکومت نے عملاً اسلام کی طرف پیش رفت کا سلسلہ ضرور کیا۔ اسلام کا نام جس شد و مد سے لیا گیا اور اس کی وجہ سے ۱۹۷۷ء مین عوام نے جس جوش و خروش اور جس گرمجوشی سے اس حکومت کا خیر مقدم کیا۔ اس کی تاریخ میں مثال نہیں مل سکتی۔ جب کہ فوجی حکومتوں کو اور عسکری حکومتوں کو عموماً پسند نہیں کیا جاتا۔ اس استقبال اور خیر مقدم کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ قوم سمجھ گئی تھی کہ قیام پاکستان کے اصل مقصد کی طرف اب توجہ دی گئی

ہے۔ پھر یہ شوق اور ذوق انتظار میں تبدیل ہوا۔ اور پھر انتظار رفتہ رفتہ بے چینی اور مایوسی کی شکل اختیار کر گیا۔ ایک طرف یہ اسلامی نظام کا نعرہ اگر بہت قابل تحسین اور اسلام کا عین تقاضا تھا تو دوسری طرف اس طرح ہم نے اسلام کو ایک نازک ترین اور بہت نازک پوزیشن پر کھڑا کر دیا ہے۔ اسلام کے بارے میں صدیوں سے ایک تصور ہے کہ انشاء اللہ وہ جلد آئے گا اور جب بھی آئے گا تو سارے آلام و مصائب ختم ہو جائیں گے۔ عدل و انصاف کی فراوانی ہوگی۔ اور خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔ اب جب عوام دیکھیں گے کہ چار سال سے جب کہ ہم تو کہیں گے کہ اسلامی نظام نافذ ہو چکا ہے۔ اور وہ عملاً دیکھیں گے کہ بھوکے اب بھی موجود ہیں۔ بیمار اب بھی علاج کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ ظالم کے اب بھی ہاتھ نہیں کاٹے جاتے اور وہ برکات و ثمرات عوام کے سامنے نہیں آئیں جو وہ دیکھنا چاہتے۔

تو اس کے نتیجہ میں جو ایک رومانٹک تصور ہے اور ایک حسین خواب اسلام کے بارہ میں ہے جب وہ شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا تو اسلام ہی سے لوگ برگشتہ ہو جائیں گے اسلام سے وابستگی ختم ہوگی آئندہ کوئی اسلام کا نام نہ لے سکے گا اور نئی نسل اس سرخ سیلاب اور طوفان کی لپیٹ میں آ جائے گی جو ہماری سرحدات پر پہنچ چکی ہے۔

جناب والا! جب ہم اسلامی انقلاب کا نام لیتے ہیں تو اس کے لئے انقلابی اقدامات کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ دنیا میں کوئی انقلاب انقلابی اقدامات کے بغیر نہیں آیا۔ پرانی عمارتوں کو گرا کر نئی عمارتیں بنانی پڑتی ہیں۔ اس کے لئے توڑ پھوڑ بھی ہوتی ہے۔ ہم تدریج کا لفظ سنتے سنتے تھک گئے ہیں۔ ۳۴ سال سے ہم تدریج تدریج کا لفظ سن رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اسلام تدریجاً آیا ہے۔ لیکن تدریج کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ اب اللہ تو کہتا ہے **فاستبقو الخیرات** نیکیوں کی طرف سبقت کرو اور ارشاد ہے **یسارعون فی الخیرات** نیک کاموں میں اور بھلائی کے کاموں میں سرعت اور سبقت کرو۔ تو تدریج اور تیسیر یہ سب چیزیں حکمت عملی کا تقاضا ضرور ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو اقدامات کئے گئے ہیں وہ جو ادھورے ہیں ان کو مؤثر قرار دینے کی تدابیر سامنے لائی جائیں۔ مثلاً بعض لوگ کہتے ہیں کہ فضا سازگار نہیں بنائی جاتی۔ اسلامی انقلاب کے لئے فضا کی تیاری بہت ضروری ہے۔ جو چیزیں اس کی راہ میں رکاوٹ ہیں ان کو ختم کرایا جائے۔ اسلامی انقلاب کے لئے قوانین پولیس اور فوج کے ساتھ ساتھ اندرونی انقلاب کی بھی ضرورت ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ایسے معاشرے میں یہ انقلاب انہی قوانین کے ذریعے برپا کیا۔ وہ لوگ تہذیب و تمدن سے بھی دور تھے۔ جرائم میں مبتلا تھے۔ لیکن فضا ایسی سازگار کرادی گئی اور قلوب میں خوف خدا، تقویٰ، دیانت اور ان چیزوں کو اتنا رچایا بسایا گیا کہ جب اندر سے خدا کے خوف اور تقویٰ کی فضا پیدا ہوئی تو ایک اعلان کے ساتھ ہی شرابیوں نے شراب ہاتھ سے پھینک دیا۔ ایک اعلان سے مدینہ منورہ کی گلیاں نالیاں شراب سے بھر گئیں۔ برتن توڑ دیئے گئے۔ پھر زنا کی ممانعت کا حکم آیا اور آپ تاریخ مین پڑھتے ہیں کہ ایک مرد آتا ہے اور خود اعتراف کرتا ہے اور ایک عورت آتی ہے اور خود اعتراف کرتی ہے کہ مجھ سے بشری کمزوری کی وجہ سے یہ جرم سرزد ہوا۔ وہاں پولیس اور فوج ان کو مجبور نہیں کر رہی تھی۔ حجاب اور پردہ کی آیت نازل ہوتی ہے تو آیت سنتے ہی جو خاتون راستے میں جا رہی تھی جہاں تھی وہاں بیٹھ گئی اور دیوار کے ساتھ چمٹ کر بیٹھ گئی کہ اب اس آیت کے بعد مجھے دو قدم آگے چلنے کا بھی بغیر حجاب کے حق نہیں ہے۔ اب اوروں سے اس انقلاب کا موازنہ کیا جائے تو ہمارے سامنے انقلاب امریکہ کا ہے۔ جس نے غالباً ۱۹۳۶ء میں تحریم خمر کا قانون نافذ کر دیا۔ مگر نتیجہ کیا نکلا؟ پورے امریکہ میں شراب کی اتنی بہتات ہوگئی کہ سینکڑوں کی بجائے ہزاروں بھٹیاں اور کارخانے خفیہ قائم ہو گئے یہاں تک کہ سائیکل پر جاتے ہوئے لوگ ٹائر اور ٹیوب میں شراب بھر کر لے جاتے تھے اور کسی کو خبر نہیں ہوتی تھی۔ آخر امریکہ مجبور ہو گیا کہ اس قانون سے تو پورے ملک میں قانون شکنی کی فضا پیدا ہوگئی۔ اور یہ قانون واپس لے لیا گیا تو جب تک اندر سے اصلاح نہ ہوگی۔ اثرات ظاہر نہ ہوں گے۔ مشہور مورخ اور سکالر ٹوائن بی نے اعتراف کیا کہ تحریم خمر اسلام کا شاندار کارنامہ ہے۔

الغرض جب تک ہم اندرونی انقلاب کے لئے فضا نہیں بنائیں گے ذرائع ابلاغ کو مؤثر نہیں بنائیں گے تعلیم کو مؤثر نہیں بنائیں گے اور تمام وہ ذرائع جو تعلیم اور تبلیغ کے ہیں ان کو ان خطوط پر نہیں چلائیں گے تو اس کے بغیر کچھ سرسری اقدامات سے معاشرے میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی آپ محسوس نہیں کر سکیں گے۔ ۳۴ سال سے ہم پر جو نظام تعلیم مسلط ہے اور وہی ہماری بنیادی خرابیوں کا سرچشمہ ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کے دو منٹ رہ گئے ہیں۔

مولانا سمیع الحق: پاکستان قائم ہوتے ہی ہم نے سارے نظام تعلیم کو اسلامی خطوط پر استوار کرنا تھا اور ایک دو پیریڈ اسلامیات رکھنے سے بات نہیں چلتی۔ بلکہ اقتصادیات، سیاسیات، معاشیات، ریاضی اور سائنس وغیرہ جو بھی علوم تھے ان کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے۔

جناب چیئر مین: مولانا تقریر چھوڑ کر اگر کچھ تجاویز اور اصلاحی اقدامات آپ کے پاس ہیں تو پیش کر دیجئے۔

مولانا سمیع الحق: میں اپنی تقریر کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور اب جو مخصوص نکات میرے ذہن میں ہیں، میں ایوان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

معزز ممبران: آواز نہیں آرہی۔

میاں محمود علی: (وزیر مملکت) جناب چیئر مین میں رول نمبر ۱۳۳ کے مطابق میں مُو آف دی ریزولیشن کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ وہ ۳۰ منٹ بول سکتے ہیں۔

جناب چیئر مین: مجھے اس بات کا احساس ہے کہ لوگوں کو زیادہ وقت نہیں دیا جا سکتا لیکن میں یہ بات واضح کر دوں کہ پہلے تو میں نے برسوں وہ اختیارات بھی استعمال کر دئے جو میرے پاس نہیں تھے اور ایک دن بڑھا دیا تھا لیکن آج میرے پاس وہ اختیارات نہیں ہیں کیونکہ Prevogation Order Sing ہو کر آگئے ہیں اور آج شام اس اجلاس کو غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کرنا ہوگا۔ اس بات کا خیال رکھتے ہوئے آپ کو وقت لینا چاہیے۔

مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین میں اپنی تقریر کو مختصر کر کے اپنے جو چودہ نکات ہیں ان کو پیش کرتا ہوں کیونکہ ان کی تشریح کا وقت نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: مولانا اگر وہ چودہ نکات جو ہیں اگر ان کو پہلے ہی شروع کر دیتے تو بہتر ہوتا۔

مولانا سمیع الحق: میرے یہ چودہ نکات ایک بنیادی لائحہ عمل ہے۔ پیش کر رہا ہوں۔

چودہ نکاتی لائحہ عمل (برائے اصلاح ملک وملت): مولانا سمیع الحق نے قرارداد کی تشریح پر تقریر کرتے ہوئے چودہ نکاتی لائحہ عمل پیش کیا۔

۱۔ ملک کا نظام تعلیم انقلابی انداز میں تبدیل کیا جائے۔

۲۔ خواتین کے لئے علیحدہ یونیورسٹیاں، مخلوط تعلیم کا خاتمہ، مخلص دینی درد رکھنے والے افراد پر مشتمل۔

۳۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ پرجوش انقلابی فضا تیار کیا جائے اور نگران کمیٹی فالو اپ کمیٹی قائم ہو۔

۴۔ عدالتوں کا پیچیدہ طریق کار ختم کر کے انصاف کا حصول آسان بنایا جائے۔

۵۔ سرکاری حکام اور عوام سادہ طرز معیشت و معاشرت اختیار کریں۔ سرکاری خزانہ سے نمود و نمائش اور تعیش کے اخراجات ختم کرائے جائیں۔

۶۔ رشوت ستانی کا کلی انسداد اور ایسے قوانین کا نفاذ کہ اس کی سزا عبرت بن سکے۔

۷۔ نماز کو لازمی اور نظام الاوقات کا لازمی جز بنایا جائے اور ترک صلوٰۃ قابل تعزیر جرم ہو۔

۸۔ سرکاری ملازمین کی کارکردگی اور تقرری کی رپورٹوں سیرت و کردار اور اسلام سے وابستگی کو خاص طور سے ملحوظ رکھا جائے اور ایسے افراد کا تعین ہو جو اخلاقاً بلند معیار رکھتے ہوں۔

۹۔ حدود آرڈی ننس کے تحت قائم مقدمات کی سماعت کے لئے شرعی عدالتیں ہوں۔ جن میں علمائے دین بھی شامل ہوں۔

۱۰۔ فوجی عدالتیں بھی حدود آرڈی ننس کے تحت آنے والے مقدمات کی سزا اسی آرڈی ننس کے تحت دیں تاکہ ان قوانین کی حد تک سول اور فوجی عدالتوں کی تفریق ختم کی جا سکے۔ گو وہ پروسیجر اور طریق کار اپنا ہی اختیار کریں۔ اس طرح تفریق کی وجہ سے ہونے والی رشوت ستانی بھی ختم ہو جائے گی۔

۱۱۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی جملہ سفارشات کو رائے عامہ کے لئے شائع کیا جائے اور ان پر مؤثر عمل درآمد کیا جائے۔

۱۲۔ ملک سے سودی نظام معیشت کا مکمل خاتمہ اور اسلامی تعلیمات پر مبنی غیر سودی نظام بنکاری نافذ ہو۔

۱۳۔ موجودہ غیر اسلامی قوانین کو بدل کر اسلامی قوانین نافذ کرنے کی رفتار کو تیز کیا جائے۔

۱۴۔ نفاذ شریعت کے لئے دینی درد سے سرشار مخلص افراد پر مشتمل ایک نگران کمیٹی جو اقدامات اور ان کے نفاذ کی رفتار کا جائزہ لے سکے اور عملی تنفید کا جائزہ لیتی رہے اور راہ کی رکاوٹوں کو دور کرے۔

ڈاکٹر رشید احمد جالندھری[1]

(۱)

(محکمہ اوقاف کا مجوزہ نصاب تعلیم)

۶/جنوری ۱۹۷۱ء

مکرمی مولانا سلام مسنون! امید ہے مزاج گرامی مع الخیر ہوں گے۔ آج کل محکمہ اوقاف پنجاب یہ کوشش کر رہا ہے کہ علوم دینیہ سے فارغ التحصیل طالب علم معاشی طور پر مطمئن ہو کر دین کی خدمت کر سکیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اس نے سرکاری سطح پر جامعہ اسلامیہ بہاولپور کی سندات کا اعتراف کرالیا ہے۔ محکمہ اس سلسلے میں ان علماء کرام کی مساعی جمیلہ کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو وقت کے جدید تقاضوں کو سامنے رکھ کر اپنی ملی اور مذہبی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو رہے ہیں۔ محکمہ نے علماء کرام کی علمی کوششوں کو سامنے رکھ کر ایک نیا نصاب مرتب کیا ہے جو درس نظامی کے ساتھ ساتھ چند جدید علوم پر بھی مشتمل ہے تا کہ درس نظامی کے فارغ التحصیل طلبہ کو معاشی طور پر وہ تمام سہولتیں مہیا ہوں جو دوسروں کو میسر ہیں۔ اس طریق سے زندگی کے ہر شعبہ میں نئی نسل نہ صرف اپنے قدیم مذہبی اور علمی ورثے کی امین ہوگی بلکہ زندگی کے نئے مسائل کو اپنے ملی اور قومی نقطہ نظر سے سلجھا بھی سکے گی۔ اس نصاب پر نظر ثانی کیلئے ہم نے ۲۵/جنوری بروز پیر بوقت ۱۰ بجے صبح لاہور میں علماء کرام کا ایک اجلاس بلایا ہے جسمیں جناب والا کی شرکت ہمارے لیے باعث مسرت ہوگی ہمیں افسوس ہے کہ ہم وقت کی جدید صورت حال کے پیش نظر جناب والا کو یہ زحمت دے رہے ہیں اگر یہ تاریخ جناب والا کیلئے مناسب نہ ہو تو از رہ کرام دوسری تاریخوں سے اطلاع بخشیں جن میں اجتماع منعقد ہو سکے۔ جناب والا کا نوازش نامہ موصول ہونے پر ہم مجوزہ نصاب تعلیم کی ایک کاپی جناب کی خدمت میں بھیج دینگے۔　مخلص (ڈاکٹر رشید احمد جالندھری)

(۲)

(مولانا عبدالحق سے دیوبند میں تلمذ)

۱۰/جنوری ۱۹۷۷ء

[2] مکرمی ڈاکٹر صاحب، سلام مسنون، امید ہے مزاج گرامی خیر و عافیت سے ہونگے۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں آغاز شباب میں مولانا عبدالحق صاحب ناظم مدرسہ حقانیہ پشاور کا شاگرد ہوں۔ مولانا صحیح معنی پر عالم دین ہیں اور پاکستانی قوم کیلئے قیمتی سرمایہ۔ آج وہ پشاور سے لاہور جاتے ہوئے اچانک یہاں اسلام آباد میں تشریف لائے اور میری خوش قسمتی سے ادارہ میں بھی تشریف لائے، مولانا موصوف اپنی آنکھ کے معائنہ کیلئے لاہور تشریف آور ہو رہے ہیں۔ میں نے ان سے آپکا تذکرہ کیا اگر آپ اپنے روایتی اخلاق کریمہ کی بناء پر مولانا موصوف کی آنکھ کا معائنہ فرمائیں تو میں ذاتی طور پر آپکا ممنون ہونگا۔ مولانا موصوف کے ساتھ انکے بیٹے جناب سمیع الحق صاحب ہیں آپ مولانا موصوف سے یقیناً واقف ہونگے۔ خاص کر سابق پاکستان اسمبلی کے حوالہ سے جہاں پر مولانا موصوف اہل اسمبلی کو اپنی دردمندانہ تقریر سے گرمی بخشا کرتے تھے۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بے تکلف ارشاد فرمائیں۔　مخلص رشید احمد جالندھری

---

[1] ڈاکٹر رشید احمد جالندھری ثقافت اسلامیہ لاہور اور دیگر اہم اداروں مجلات سے وابستہ، معروف شخصیت۔

[2] یہ خط لاہور کے ممتاز ماہر امراض چشم ڈاکٹر محمد یقین صاحب کے نام بطور تعارف لکھا گیا بڑی محبت سے علاج فرماتے رہے۔ ڈاکٹر رشید احمد کے اس خط سے حضرت شیخ الحدیث مرحوم سے زمانۂ دیوبند کا شرف تلمذ حاصل کرنے کا علم ہوا (س)

(۳)

(فیصلہ ہفت مسئلہ از حاجی امداد اللہ)

مکرمی جناب مدیر صاحب ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک، سلام مسنون! شعبۂ تعلیم ومطبوعات محکمہ اوقاف (لاہور) نے حال ہی میں اپنے طباعتی اسکیم میں حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ کا ایک رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" شائع کیا ہے۔ درحقیقت یہ محکمہ اوقاف کی جانب سے مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے درمیان اتحاد فکر کی ایک ابتدائی کوشش ہے۔ اس کی دو کاپیاں برائے تبصرہ آپکو بھیجی جارہی ہیں اس سلسلہ میں اگر آپ کوئی مفید مشورہ اور تجویز بھیجیں گے تو اس سے بھی استفادہ کیا جائے گا۔ والسلام مخلص رشید احمد جالندھری

☆☆☆

مولانا ابو عمار رشید احمد لدھیانوی[1] رحیم یار خان

۱۲/نومبر ۱۹۸۱ء (مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ پر مقالہ)

برادر محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زیدشرفکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: مزاج گرامی بخیر۔ امید ہے آپ اور جملہ اساتذہ کرام مدرسہ ہذا خیریت سے ہونگے۔ گزارش یہ ہے کہ ایک مقالہ حضرت رئیس الاحرار کے بارے میں ارسال خدمت ہے جو کہ محترم صاحبزادہ[2] سید انظر شاہ صاحب کشمیری کا تحریر کردہ ہے اپنے رسالہ الحق میں شائع فرمائیں نوازش ہوگی۔ اس سے پہلے یہ مقالہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں شائع ہو چکا ہے۔ میری طرف سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی اور حضرت مولانا مفتی فرید صاحب اور ناظم صاحب مدرسہ حقانیہ کو سلام عرض کردیں۔ مولانا غلام ربانی[3] صاحب سلام عرض کرتے ہیں۔ والسلام رشید احمد لدھیانوی

☆☆☆

مولانا رشید الدین[4] مرادآبادی پی

(۱)

(والدہ کی تعزیت، مولانا اسعد مدنی کے امریکہ یورپ کے اسفار)

محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق زادہ مجدہ۔ سلام مسنون مرسلہ ملفوف پہنچا۔ یادفرمائی کا شکریہ! والدہ ماجدہ کے انتقال کی خبر سے ہم سب کو سخت صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ مدرسہ میں بھی ایصال ثواب کردیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں بھی سلام کے بعد کلمات تعزیت پیش فرمادیں۔ اہلیہ[5] کو بھی بہت صدمہ ہوا۔ وہ بھی سلام اور کلمات تعزیت پیش کرتی ہیں۔ باقی سب خیریت ہے۔ حضرت مولانا اسعد مدنی کی طبیعت پچھلے دنوں خراب ہوگئی تھی اور اب الحمدللہ بعافیت ہیں۔ اسفار بھی شروع ہو گئے ہیں۔ ۲۲ جون سے انگلینڈ۔ امریکہ کناڈا اور فرانس کا سفر شروع ہوگا۔ واپسی حج کے بعد ہوگی انشاء اللہ۔ لواحقین اور پرسان احوال حضرات سے سلام فرمادیں۔ دعوات صالحہ میں یاد رکھیں۔ خدا کرے مزاج بعافیت ہوں۔

فقط والسلام طالب دعا احقر رشید الدین مرادآباد

---

[1] لدھیانہ کے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے خاندان سے تعلق ہے مقالہ ان کے بارہ میں ہے

[2] مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے فرزند دارالعلوم دیوبند وقف کے شیخ الحدیث

[3] دارالعلوم دیوبند کے فضلاء میں سے تھے میرے ماموں مولانا عبدالحنان جھانگیروی فاضل دیوبند کے رفیق خاص علاقہ چھچھ بہبودی کے باشندہ تھے دینی کام کیلئے پنجاب کا شہر رحیم یار خان مستقر بنایا اور وہاں بڑے اثرات چھوڑے۔

[4] مولانا مرحوم ایک برگزیدہ فعال اور سرگرم علمی اور روحانی شخصیت حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کے داماد جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد انڈیا کے سربراہ (س)

[5] حضرت مولانا مدنیؒ کی صاحبزادی غالباً سیدہ ریحانہ بی بی جو اکوڑہ خٹک آمد کے موقع پر انکے ہمراہ تھیں۔

(۲)

(شیخ الحدیث کی تعزیت)

محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدکم۔ سلام مسنون! ابھی پچھلے ہفتے مرکزی دفتر جمیعت علماء ہند دہلی میں امارت شرعیہ کی ایک میٹنگ میں حاضری ہوئی۔ وہاں مدرسہ صولیتہ مکہ المکرمہ کے ایک استاد سے یہ روح فرسا خبر سنی کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب جن کو آج تک ہم دامت برکاتہم اور مد اللہ ظلہم العالی لکھتے آرہے تھے اب انکو رحمۃ اللہ علیہ اور قدس سرہ العزیز لکھنا پڑیگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابھی تو آپ کے لیے والدہ محترمہ ہی کا غم تازہ تھا کہ عظیم سایۂ پدری سے بھی محرومی ہوگئی۔

حضرت مرحوم کو حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ سے جو والہانہ تعلق تھا اس میں پاکستان کے ہر بار بار اپنی زبان مبارک سے یہ ارشاد فرماتے کہ تمہارے آنے کی وجہ سے آج کا دن میرے لیے عید سے کم نہیں ہے حالانکہ میری کیا حیثیت اور حقیقت ہے مگر چونکہ خوردنوازی انکی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی اور تواضع ان کا شعار ہو چکی تھی اس لیے جو کچھ فرماتے وہ حقیقت ہوتی تھی تصنع نہیں۔ اب ان جیسا وی شعار مشائخ کی یادگار اور اسلاف کا نمونہ کہاں دیکھنے کو ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے آمین۔ مدرسہ میں جلسہ تعزیت کے بعد حضرت مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اب مدرسہ کی تمام تر ذمہ داریاں آپ کے کاندھوں پر آپڑیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خیروخوبی کے ساتھ تمام ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے تمام عزیز واقارب، برادران اور احباب تک میری طرف سے کلمات تعزیت پہنچادیں۔ شکر گزار ہوں گا۔ خدا کرے مزاج بعافیت ہو۔

احقر رشید الدین

☆☆☆

سینیٹر میاں رضا ربانی[1]

(۱)

Senator Mian Raza Rabbani
Leader of the Opposition Senate of Pakistan
requests the pleasure of the company of
Mr & Mrs Senator Maulana Sami-ul-Haq
on 11th Nov, 2005 at Lunch at 1.00 P.M
at Senate Lounge, Parliament House, Islamabad

R.S.V.P

Kar: 5865841-2 Isb: 9223453-4

(۲)

(پارلیمانی میٹنگوں میں شمولیت)

۲۶/ ستمبر ۲۰۰۵ء

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ متحدہ اپوزیشن کی ریکوزیشن پر چیئر مین نے سینیٹ کا اجلاس

---

[1] پیپلز پارٹی کے اہم رہنما۔ ممتاز وکیل پیپلز پارٹی کے حکومتی ادوار میں اہم وزارتوں پر فائز رہے۔ زرداری دور حکومت میں سینیٹ کے قائد ایوان ہیں۔ مسلم لیگ ق کے دور میں ایوان میں اپوزیشن لیڈر تھے۔

مورخہ 7 اکتوبر 2005ء بروز جمعۃ المبارک سہ پہر 3 بجے پارلیمنٹ ہاؤس میں طلب کیا ہے۔ سینٹ کا یہ اجلاس چونکہ متحدہ اپوزیشن کی ریکوزیشن پر طلب کیا گیا ہے اس لیے اجلاس کے دوران کورم پورا کرنا بھی اپوزیشن ہی کی ذمہ داری ہوگی۔ اجلاس سے قبل باہمی صلاح و مشورہ اور اپنا لائحہ عمل طے کرنے کے لیے متحدہ اپوزیشن کے ممبران کی ایک میٹنگ 7 اکتوبر بروز جمعۃ المبارک کو دن 2 بجے پارلیمنٹ ہاؤس کے کمیٹی روم نمبر 4 میں منعقد ہوگی۔ آپ سے گزارش ہے کہ بروقت تشریف لا کر اپنی قیمتی رائے سے نوازیں۔ مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ 7 اکتوبر کو جمعۃ المبارک ہوگا۔ والسلام آپ کا مخلص میاں رضا ربانی

(۳)

۲۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء (اجلاس سے پہلے صلاح ومشورہ کیلئے دعوت)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سینٹ کا اجلاس مورخہ ۱۱ نومبر 2005ء کو بوقت تین بجے دن پارلیمنٹ ہاؤس میں منعقد ہوگا۔ اجلاس سے پہلے باہمی صلاح ومشورہ اور لائحہ عمل طے کرنے کے لیے متحدہ حزب اختلاف کی ایک میٹنگ 11 نومبر 2005ء دن 2 بجے کمیٹی روم نمبر 4 پارلیمنٹ ہاؤس میں منعقد ہوگی۔ امید ہے کہ خط کے ساتھ دوپہر کے کھانے کا دعوت نامہ بھی آپ کو موصول ہوگیا ہوگا۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ کھانے میں بھی شرکت فرمائیں اور میٹنگ میں بروقت تشریف لا کر قیمتی مشورہ سے نوازیں۔ والسلام میاں رضا ربانی

(۴)

۱۴/دسمبر ۲۰۰۵ء (سینیٹ کے ارکان حزب اختلاف کا باہمی مشاورتی میٹنگ)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سینیٹ کا اجلاس مورخہ 23 دسمبر 2005ء کو بوقت تین بجے دن پارلیمنٹ ہاؤس میں منعقد ہوگا۔ اجلاس سے پہلے باہمی صلاح ومشورہ اور لائحہ عمل طے کرنے کے لیے متحدہ حزب اختلاف کی ایک میٹنگ 23 دسمبر 2005ء دن 2 بجے کمیٹی روم نمبر 4 پارلیمنٹ ہاؤس میں منعقد ہوگی۔ آپ سے گزارش ہے کہ بروقت تشریف لا کر قیمتی مشورہ سے نوازیں۔ والسلام آپ کا مخلص میاں رضا ربانی

(۵)

۱۶/فروری ۲۰۰۶ء (والدہ کی وفات پر تعزیت کا شکریہ)

مکرمی ومحترم مولانا سمیع الحق صاحب، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم۔ میری والدہ کی رحلت پر جن خیالات، جذبات اور دعاؤں کا آپ نے اظہار فرمایا اس کے لیے میں اور میرے افراد خانہ آپ کے انتہائی مشکور ہیں۔ آپ کے جذبات سے ہمیں بہت تقویت اور استقامت ملی۔ شکریہ والسلام (میاں رضا ربانی)

(۶)

۲۶ جون ۲۰۰۸ء (بجٹ کیلئے سینیٹ کے پیش کردہ سفارشات اور حکومت کا سلوک)

محترم سینیٹر۔ میں ایک بار پھر آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے دستور کے آرٹیکل ۷۳ کے تحت اپنی بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سالانہ بجٹ ۰۹۔۲۰۰۸ء کے لئے اپنی سفارشات مرتب کیں۔ آپکی یاددہانی کیلئے عرض ہے کہ سینٹ نے بجٹ ۰۹۔۲۰۰۸ء کیلئے قومی اسمبلی کو مجموعی طور پر ۷۶ سفارشات پیش کی تھیں۔ سینیٹ کی سفارشات کو قومی اسمبلی کے مورخہ ۱۹، ۲۰ اور ۲۱ جون ۲۰۰۸ء کو منعقد ہونے والے

اجلاسوں کے نظام کار میں بحث کیلئے رکھا گیا تھا۔وزیرخزانہ نے مورخہ ۲۲ جون ۲۰۰۸ء کو بحث کے بعد حسب ذیل اعلان کیا تھا:۔

ا۔	منظور کی گئی سفارشات	۵۰
۲۔	نامنظور کی گئی سفارشات	۱۵
۳۔	مذکورہ مالی سال کے دوران وفاقی حکومت جن سفارشات پر غور کرے گی	۷
۴۔	اصولی طور پر جن سفارشات پر اتفاق کیا گیا	۴
۵۔	سفارشات کی کل تعداد	۷۶

مزید برآں سینیٹ کی رائے ہے کہ مالی بل ۰۹۔۲۰۰۸ء میں متعدد ایسے بل شامل تھے جو کہ مالیاتی بل کے زمرے میں نہیں آتے ہیں۔ سینیٹ کے اس نکتہ پر غور کے نتیجے میں وفاقی حکومت نے ایسے چھ بل واپس لے لئے ہیں۔اگر آپ کو مزید تفصیلات درکار ہوں تو آپ میرے دفتر سے رجوع کرسکتے ہیں۔یہ خط آپکی اطلاع کیلئے ہے۔ شکریہ آپکا مخلص میاں رضا ربانی

☆☆☆

مولانا محمد رضوان القاسمی[1] روزنامہ نوید دکن
حیدرآباد دکن، انڈیا

(۱)

(ماہنامہ الحق بیابان کی شب تاریک میں قندیل رھبانی خطبات شیخ کی کتابی شکل میں اشاعت کی تمنا)

حضرۃ الاجل الاغر، ادام اللہ فیوضکم و برکاتکم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !خدا کرے آپ بہمہ وجوہ بخیر وعافیت ہوں۔آپ کی عنایت اور نوازش کیلئے سراپا سپاس ہوں کہ میری درخواست پر گزشتہ سال ''الحق'' جاری فرمایا اور اب تک الحمدللہ پابندی سے آرہا ہے۔کیا بتاؤں ہر ماہ اس کی آمد کا کس شدت سے انتظار رہتا ہے اور کس طرح شوق کے ہاتھوں لے کر قدر کی نگاہوں سے پڑھتا ہوں۔اللہ تعالیٰ اس پرچہ کی عمر دراز سے دراز فرمائے۔واقعہ ہے کہ یہ بیاباں کی شب تاریک میں قندیل رہبانی کا کام کررہا ہے۔آپ نے گزشتہ شمارہ میں کھیل کے موجودہ رجحان پر جو وقیع تبصرہ فرمایا تھا اسے میں نے ''الحق'' کے حوالہ سے روزنامہ نوید دکن میں نقل کیا ہے اور بھی قیمتی مضامین دیتا رہتا ہوں۔اب اس کی کوشش کررہا ہوں کہ کم ازکم اخبار کے ایسے شمارے آپ تک پہنچ جایا کریں۔محرم ۱۳۹۹ھ کے شمارہ سے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے غیر مطبوعہ خطبات کا جو سلسلہ آپ نے شروع فرمایا ہے وہ بھی بہت خوب ہے۔اس سلسلہ کا پہلا خطبہ تدریس میں ہے کہ ہر عالم کی نظر سے اسے گزرنا چاہیے۔کاش یہ خطبات[2] کتابی شکل میں شائع ہوکر ہم طالب علموں تک بھی پہنچ سکتے۔ راقم الحروف کی ادارت میں ایک پندرہ روزہ ''قرطاس وقلم'' کے نام سے نکلنا شروع ہوا ہے آپ کی خدمت میں بھیجنے کا انتظام کیا جارہا ہے'

---

[1] امام وخطیب مسجد عارونا ظم دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد دکن، مدیر قرطاس وقلم

[2] الحمدللہ یہ خطبات دعوات حق کے دو ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

راقم جس مدرسہ سے منسلک ہے وہاں سے ہر سال سنہ ہجری کے لحاظ سے کیلنڈر نکلتا ہے اس دیار میں اس کیلنڈر کی کافی کھپت ہے۔ایک صاحب کراچی جارہے ہیں ان سے خواہش کر رہا ہوں کہ وہ یہ خط اور دو عدد کیلنڈر کراچی پہنچ کر آپکے نام پوسٹ کر دیں۔کیا عجب ہندی اور ''قاسمی'' بھائی کا یہ تحفہ شرف قبول حاصل کرے۔حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں مجھ اجنبی کا سلام مودبانہ پہنچا کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائے۔　　والسلام　　طالب دعا،محمد رضوان غفرلہ الرحمان

(۲)

جون ۱۹۷۸ء　　(طالب علمی سے الحق کے وقیع اداریے ذوق وشوق سے پڑھتا ہوں)

دارالعلوم دیوبند کی طالب علمی کے زمانہ سے الحق کے ذریعہ آپ کا تعارف حاصل ہے۔آپ کے وقیع اداریئے بہت ذوق شوق اور اہتمام کے ساتھ پڑھا کرتا تھا،لیکن ادھر سیاسی حالات نے مجھے آپ سے جدا رکھا،حیدر آباد دکن سے ایک روزنامہ نوید دکن کے نام سے نکل رہا ہے،دینی معلومات پر ایک صفحہ ہے،دیوبند کے مکتبِ فکر سے ہم آہنگ ہے۔ندائے حجاز ایک مستقل کالم ہے۔جس کے لکھنے کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔الحق کے پرانے پرچوں سے آپ کے اور دیگر اہل علم کے مضامین دیتا رہتا ہوں،تا کہ حق کی باتیں نوید دکن کے حلقہ میں پہنچائی جاسکیں۔　محمد رضوان القاسمی۔حیدر آباد دکن۔انڈیا　　محمد رضوان

☆☆☆

مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی

صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

(۱)

۳ شعبان ۱۳۸۸ھ　　(ہمشیرہ کی وفات پر کلمات صبر)

برادر محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام لطفکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ابھی ابھی تقی میاں کے خط سے ہمشیرہ صاحبہ کے حادثہ جانکاہ کی المناک اطلاع ملی انّا للہ و انا الیہ راجعون چونکہ پہلے سے بیماری کی کوئی اطلاع بھی نہ تھی اس لیے اس وحشتناک خبر سے اور بھی دل پر دھچکا لگا آپ حضرات کو جو صدمہ پہنچا ہے ظاہر ہے کہ بہت شدید ہے لیکن والدین مدظلھما کی کیا حالت ہوئی ہوگی اسکا اندازہ سوائے انکے کون کر سکتا ہے۔معلوم نہیں کہ ہمشیرہ مرحومہ کی عمر کیا تھی؟ میری جانب سے حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں مودبانہ سلام کیساتھ تعزیت کے دلی جذبات پہنچا دیجیے۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں درجات عالیہ عطاء فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔آپ عالم ہیں کچھ عرض کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے،امید ہے کہ اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد آپکے سامنے ضرور ہوگا۔

---

[1] صدیق مکرم،پاکستان کے مایہ ناز مفتی،اپنے والد معظم مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ کی وراثت دارالعلوم کراچی کو اپنے عظیم بھائی مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کے ساتھ چار چاند لگائے۔

عَسٰی ان تکر ھوا شیئاً و ھُوَ خیرٌ لکم اور رسول ﷺ کا یہ ارشاد تو دل کے ہر زخم پر پھائے کا کام دیتا ہے کہ مومن کو جو جسمانی یا قلبی تکلیف پہنچتی ہے اُسکے ثواب کا وعدہ اللہ جل شانہ نے فرمالیا ہے۔ اللہ رب العالمین کا کیا انعام ہے کہ مومن کیلئے دنیا کی ہر نعمت بھی رفع درجات کا سبب بنتی ہے اور ہر تکلیف بھی۔ معلوم نہیں اس حادثہ کے بعد اب آپ کا پروگرام سوات جانیکے بارے میں کیا رھیگا۔ ازراہِ کرم مطلع فرمائیں۔ پرسانانِ حال کیخدمت میں یاد رہے تو سلام پہنچادیجیے۔ والسلام

(۲)

(بنگلہ دیش کا سفر اور حامد کی شادی پر مبارکباد)

وارد حال سلھٹ بنگلہ دیش ۱۳ ررجب ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء بروز پیر

برادر محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب حفظہ اللہ ورفع درجاتہ !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: برادرزادہ عزیز القدر مولانا حامد الحق سلمہ کی شادی کا دعوت نامہ مل کر باعث مسرت ہوا یادآوری پر ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ شادی کے سارے مراحل بحسن وخوبی پورے کرائے اور دولہا دلہن کو لازوال مسرتوں اور کامیابیوں سے نوازے۔ امین۔ یہ دعوت نامہ بنگلہ دیش کیلئے روانگی سے کچھ پہلے ملا پاکستان واپسی غالباً جنوری ۱۹۹۱ء تک ہوگی اسلئے جسمانی شرکت کی سعادت تو حاصل نہ کرسکوں گا لیکن دل سے بحمد للہ آپکی اس خوشی میں شریک ہوں جس وقت یہ خط آپکو ملے گا انشاء اللہ شادی اور ولیمہ ہو چکا ہوگا میری طرف سے دولہا دلہن اور دولہا کی والدہ صاحبہ کو مبارکباد پہنچادیجئے۔ احقر کی اہلیہ بھی سفر میں ساتھ ہیں وہ بھی مبارکباد پیش کرتی ہیں۔ والسلام محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

(۳)

۱۶ رشوال ۱۴۲۰ھ (دارالعلوم کراچی میں فضلاء کا عالمی اجتماع اور شرکت کی دعوت)

مخدوم گرامی قدر مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جامعہ دارالعلوم کراچی کی نصف صدی کی تاریخ میں جلسوں اور اجتماعات کی تعداد بہت کم رہی ہے۔ صرف ایک مرتبہ ہمارے والد ماجد حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے جلسہ دستار بندی منعقد فرمایا تھا اس کو بھی اب تقریباً چالیس سال ہورہے ہیں اس مرتبہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے اساتذہ وطلبہ اور بہی خواہوں کی خواہش ہے کہ جامعہ دارالعلوم کراچی میں ایسا عالمی اجتماع منعقد کیا جائے جس میں جامعہ دارالعلوم کراچی کے سابق تمام فاضلین کی دستار بندی کا بھی اہتمام ہو اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان فاضلین کو دستار بندی کے علاوہ علماء وصلحاء کی ایسی نصیحتوں سے بہرہ ور کیا جائے جو انکی عملی زندگی میں کام آسکیں۔

چنانچہ اس جلسہ کیلئے بنام خدا تعالیٰ ۲۹ر (اور غالباً) ۳۰ رشوال ۱۴۲۰ھ بروز اتوار، پیر مطابق ۶ ر۷ رفروری ۲۰۰۰ء کے دو دن طے کرلئے گئے ہیں۔ اس موقع پر آنجناب کی شرکت ہم سب کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ ہمت افزائی اور خیر وبرکت کا باعث ہوگی۔ لہٰذا آنجناب سے درخواست ہے اس اجتماع میں اپنی شرکت سے دارالعلوم کے علماء، فضلاء اور حاضرین کو مستفید فرمائیں۔

والسلام مفتی محمد رفیع عثمانی صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

مولانا محمد رمضان[1]
خطیب موتی مسجد میانوالی شہر

(۱)

۱۹۸۳ء (قاری محمد طیب کی تعزیت)

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی وفات کی خبر سن کر ازحد افسوس ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ جامعہ عربیہ تبلیغ الاسلام موتی مسجد میانوالی میں صبح فجر کی نماز کے بعد ایصال ثواب کیا گیا۔ مولانا محمد رمضان صاحب مہتمم جامعہ عربیہ میانوالی

(۲)

۱۲ فروری ۱۹۸۷ء (سالانہ جلسہ میں شرکت کی دعوت)

بخدمت جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ احوال آنکہ جامعہ عربیہ تبلیغ اسلام موتی مسجد میانوالی کا سالانہ جلسہ مورخہ ۱۲، ۱۳ مارچ ۸۷ء بروز جمعرات، جمعہ مقرر ہوا ہے۔ ان میں سے ایک یوم عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔ قبلہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں سلام۔ فقط محمد رمضان غفرلہ، خطیب موتی مسجد میانوالی

(۳)

۱۴ ستمبر ۱۹۸۸ء (شیخ الحدیث کی تعزیت استاذ کی عظمتوں کا ذکر)

جناب مکرمی ومحترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتکم۔ السلام علیکم۔ احوال آنکہ قبلہ محترم استاذیم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مرحوم ومغفور کی وفات کی خبر ۷ ستمبر شام کے وقت سُن کر ازحد افسوس ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرما کر اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ مرحوم میرے طحاوی کے دیوبند میں استاد تھے۔ بہت ہی خوبیوں کے مالک اسلاف کا نمونہ طبیعت میں سادگی اور ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی سے ملاقات وانکساری۔ حضرت کی طبیعت ثانیہ تھی۔ قومی اسمبلی میں اعلائے کلمۃ الحق، اسلامی آئین کی جدوجہد ایک کارنامہ ہے۔ حضرت کا وجود گرامی اس وقت ایک قطب کی حیثیت رکھتا تھا۔ رُشد وہدایت کے چشمے۔ آپ تقریر وتحریر وتدریس سے پورے ملک وبیرون ملک کو سیراب کررہے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اُن کا جانشین فرمائے۔ دارالعلوم، اسمبلی (سینٹ) میں صحیح جانشینی کا مقام عطا فرمائے۔ جامعہ عربیہ تبلیغ الاسلام میں اساتذہ اور طلباء نے مل کر قرآن پاک کا ختم کرکے حضرت کی روح کو ایصال ثواب کیا اور موتی مسجد کے نمازِ جمعہ میں ہزاروں لوگوں نے حضرت کیلئے دعائے مغفرت کی۔ اور جمعہ کے خطبہ میں میں نے حضرت کی ملی وعلمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت کی وفات خصوصاً علمی طبقہ (علماء) کیلئے ایک سانحہ عظیم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کی مغفرت فرما کر آپ کو اہلِ خانہ وجملہ احباب کرام کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ ہم اس صدمہ میں آپ کے برابر کے شریک ہیں۔ بیماری کی وجہ سے جنازہ پر حاضر نہ ہوسکا۔ انشاء اللہ کسی وقت حاضر ہوکر ملاقات سے مشرف ہونگا۔

فقط والسلام محمد رمضان غفرلہ خطیب موتی مسجد میانوالی

---

[1] جید عالم دین، فاضل دیوبند، جمعیۃ علماء اسلام (س) کے مرکزی رہنماؤں میں شامل رہے۔ ضلع میانوالی میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان کے صاحبزادہ مولانا عبدالجلیل اسی جوش خروش سے علمی اور سیاسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

محمد رمضان توقیر[1] پشاور

کاپی بنام مولانا سمیع الحق ودیگر قائدین

۲۶ نومبر ۲۰۰۲ء (متحدہ مجلس عمل کا شریک جماعتوں اور شیعہ تحریک سے سلوک)

محترم جناب حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب سیکرٹری جنرل متحدہ مجلس عمل پاکستان، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! متحدہ مجلس عمل نے پاکستانی معاشرے پر بالخصوص اور عالم اسلام پر بالعموم جو مثبت اثرات مرتب کئے ہیں ان سے میری نسبت آپ آگاہ تر ہیں۔ ہر مخلص پاکستانی اور دردمند مسلمان کی خواہش ہے کہ یہ اتحاد مستقبل میں مزید مضبوط ہو اور اس کے ثمرات سے ہر شخص استفادہ کرے۔ مجلس عمل کی تاسیس سے تنظیم سازی تک، تنظیم سازی سے عام الیکشن تک اور عام الیکشن سے حکومت سازی تک اسلامی تحریک پاکستان کا کردار سب پر عیاں ہے بالخصوص سرحد جیسے صوبے کے معروضی حالات کے باوجود میرا ذاتی اور اسلامی تحریک کا اجتماعی کردار بھی آپ کے ذاتی مشاہدے میں ہے۔ انتخابات کے دوران صوبے کے دیگر حلقوں سمیت آپ کے اپنے ذاتی دونوں حلقوں میں اسلامی تحریک کی فعالیت بھی کسی سے مخفی نہیں۔ یہ سب کچھ اپنی دینی، مذہبی، سیاسی اور اخلاقی فریضہ سمجھتے ہوئے کیا اور کرتے رہیں گے۔

مجلس عمل کو محض اسلام و مسلمین کے اتحاد اور پاکستان میں اسلامی اقدار اور جمہوریت کے فروغ کیلئے قائم رکھنا ضروری نہیں بلکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ یہ اتحاد عالمی بدلتے ہوئے سیاسی وجغرافیائی منظرنامے پر مشرق وسطیٰ میں ایک نئے انقلاب اور سوچ کی نوید ہے اسلامی تحریک اس اتحاد ووحدت کی بقاء کیلئے حسب سابق اپنی جدوجہد جاری رکھے گی البتہ دیگر تمام جماعتوں کو بھی ایسی ہی قربانیاں دینا ہوں گی اور خود گذشتگی کا مظاہرہ کرنا ہوگا اور قائدین کو اتحاد میں شریک تمام پارٹیوں کو ان کا جائز حق دیتے ہوئے ایسے کردار کی نفی کرنا ہوگی جس سے یہ تاثر پیدا ہو کہ کسی پارٹی کو دوسری پر فوقیت دی جارہی ہے یا کسی کی بالادستی قائم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

اخباری تبصروں اور بعض بیانات میں بھی اسلامی تحریک کو نظرانداز کرنے کی خبریں ہمارے کارکن کیلئے سوالیہ نشان بن چکی ہیں۔ ہمیں اپنی بالغ نظری، وسعت فکری اور عملی اقدامات سے ان تمام خدشات کی نفی کرنی ہے۔ آپ خود عوامی، سیاسی لیڈر ہیں اور انتخابی سیاست میں تجربہ رکھتے ہوئے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ عوام سے ووٹ لینے اور تعاون حاصل کرنے کے بعد عوام اپنے قائدین سے کیا توقعات وابستہ کرلیتے ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟

اندریں حالات صوبہ سرحد کی صورت حال یہ ہے کہ شیعہ عوام بالعموم اور اسلامی تحریک کے کارکنان وعہدیداران بالخصوص ہم سے سوال کرتے ہیں کہ مجلس عمل میں ہمارا مقام کیا ہے؟ مجلس عمل نے ہمیں کیا دیا ہے؟ کہاں کہاں اور کس طرح ایڈجسٹ کیا ہے؟ اور بالخصوص آپ کی ذات کے حوالے سے نہ صرف شیعہ عوام بلکہ اہل سنت بھی توقعات رکھتے ہیں کہ آپ مجلس عمل اور صوبہ سرحد کی ذمہ دار ترین شخصیت ہونے کے ناطے اسلامی تحریک کے ساتھ انصاف وعدل کے تمام تقاضے پورے کریں گے۔ اس خط سے قبل اسلامی تحریک صوبہ سرحد کے جنرل سیکرٹری کا خط بھی آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہوگا۔ میں آپ سے یہی توقع رکھتا ہوں کہ صوبہ سرحد کے مخصوص مذہبی، سیاسی اور جماعتی حالات کے پس منظر میں آپ مزید تاخیر نہیں فرمائیں گے اور تمام تر سیاسی مجبوریوں اور مصلحتوں سے بالاتر ہوکر جراتمندی کیساتھ مثبت اقدام فرمائیں گے۔ اسلام و مسلمین کی ترقی واتحاد اور مجلس عمل کی کامیابی وکامرانی کی دعا کیساتھ۔ والسلام محمد رمضان توقیر

(صوبائی صدر اسلامی تحریک ونائب صدر متحدہ مجلس عمل صوبہ سرحد)

کاپی برائے: جناب حضرت مولانا شاہ احمد نورانی، جناب قاضی حسین احمد، جناب علامہ ساجد علی نقوی صاحب، جناب مولانا سمیع الحق صاحب

---

[1] تحریک جعفریہ کے صوبائی سربراہ۔ علامہ ساجد نقوی کے اہم ساتھی۔ ملی کونسل اور ایم ایم اے میں ساتھ دیتے رہے۔

مولانا محمد رمضان شوق فیصل آباد

اگست ۱۹۹۴ء (قصیدۂ بردہ کے شعر منقبت رسولؐ کا اعجاز، بینائی واپس ہوگئی)

گزشتہ سے پیوستہ ماہ رمضان المبارک کے اواخر میں رات کو یکا یک نظر بند ہوگئی تھی، پاس بیٹھا آدمی دکھائی نہیں دیتا تھا، آنکھوں کے معالج ڈاکٹروں کو دکھایا تو انہوں نے کہا سفید موتیا اتر آیا ہے، آپریشن ہوگا، ایک ہفتہ کے لیے ڈاکٹر نے دوائی دی کہ اسکے استعمال سے کچھ دکھائی دینے لگے گا اور چلنے پھرنے میں دقت نہیں ہوگا، اس کے بعد آپریشن کرالینا۔ ڈاکٹر صاحب نے ۱۲۰۰ روپے فیس طلب کی جسکے مہیا کرنے میں کچھ تاخیر ہوگئی حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ کی چٹھی آنے پر جواب لکھوا کرارسال کر دیا اور ساتھ آنکھ کی معذوری کا ذکر بھی کر دیا حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے لکھا کہ یہ شعر ہر نماز کے بعد سات بار پڑھ کر انگلیوں کے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

کم اَبرأت وصباًباللمس راحتہٗ ! واطلقت اربًا من رِبقة اللھم ھم

(ترجمہ) ''بار بار آپ کے ہاتھ لگانے سے بیمار اچھے ہوگئے اور بہت سے محتاج رشتۂ دیوانگی سے آپ کے دستِ مبارک کے طفیل رہا ہوگئے''۔ یہ عمل شروع کر دیا اور اس کے بعد آپریشن کی تاریخ لینے کے لیے ڈاکٹر کے پاس گیا ڈاکٹر نے کمپیوٹر سے اچھی طرح چیک کیا اور حیران ہوکر کہنے لگا کہ کس چیز کا آپریشن کریں۔ موتیا تو غائب ہوگیا ہے اسی طرح آپریشن سے نجات مل گئی۔

والحمد اللّٰہ علی ذلک۔ (مولانا) محمد رمضان شوق فیصل آباد

☆☆☆

مولانا محمد رمضان علوی[1]
گلشن آباد راولپنڈی

۳۰ مارچ ۱۹۸۸ء (والدہ مرحومہ کی تعزیت)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرسوں اخبار جنگ میں خبر ایک مدرسہ کی طرف سے ختم قرآن عزیز برائے ایصال ثواب آپ کی والدہ مرحومہ ومغفورہ کے متعلق پڑھی۔ یہ تو معلوم نہ ہوا کہ کب وہ اللہ کو پیاری ہوئیں تاہم یہ خبر پڑھ کر شدید صدمہ ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ دعا کرتا ہوں حضرت حق مرحومہ ومغفورہ کو اپنے جوار رحمت میں مقام اعلیٰ وارفع نصیب فرمادے اور انکے درجات بلند فرماتے ہوئے آپ حضرات کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت نصیب فرمادے۔ آخرۃ کے متعلق تو فرمان رسالت ان الجنتہ تحت اقدام الامھات او کما قال علیہ السلام بدیہی ہے۔ لیکن اس عالم فانی میں بھی والدین کا سایہ بالخصوص والدہ کے محبت بھرے الفاظ انسان کیلئے نہایت قیمتی ہوتے ہیں۔ لیکن موت ظالم تو معاف نہیں کرتی۔ حضرت اقدس قبلہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد میری طرف سے تعزیتی الفاظ پہنچا دینا۔ اللہ تعالیٰ صحت وعافیت سے حضرت مدظلہ کا سایہ ہما پایہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے آمین۔ والدہ مرحومہ کے متعلق آخر میں اللھم اغفرلھا وارحمھا وارفع درجاتھا وادخلھا الجنۃ واعذھا من النار وعذاب القبر وفتنہ القبر او کماقال پر ہی اکتفاء کرنا پڑیگا۔ صبح ومساء یہی درخواست حضور حق میں کی جائیگی۔ برادران مولانا انوار الحق صاحب وغیرہ کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد مضمون واحد۔ شریک غم۔ احقر والسلام ابوسعید رمضان علوی

---

[1] مولانا محمد رمضان علوی بھیرہ کے جید عالم، راولپنڈی جامع مسجد گلشن آباد کے خطیب دارالعلوم حقانیہ کے ترقی وتشہیر میں اپنے رفقاء قاری محمد امینؒ وغیرہ کی طرح کوشاں، مشہور صاحب تحریر وصحافت مولانا سعید الرحمٰن علویؒ مرحوم کے والد

مولانا قاضی محمد رویس خان

مفتی آزاد کشمیر

(آزاد کشمیر کا بے اختیار محکمہ افتاء)

قابل صد احترام مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سے اسلام آباد میں ملاقات ہوئی تھی اور محکمہ افتاء آزاد کشمیر کے بارے میں کچھ باتیں عرض کی تھیں۔ گذارشات کا ملخص یہ ہے کہ

۱۔ محکمہ افتاء میں اس وقت ۱۸ مفتی صاحبان کام کر رہے ہیں۔ ان کے اختیارات وفرائض کیا ہیں۔ اس کا علم خدا ہی کو ہے۔ ابھی چند ماہ پہلے جو چند اسلامی دفعات نافذ ہوئی ہیں۔ مثلاً قصاص، قطع ید، وغیرہ ان میں بھی مفتی صاحبان کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

۲۔ مفتی کے پاس جتنے بھی مقدمات پیش ہوتے ہیں اُن کے متعلق مفتی کا فیصلہ کوئی معنی نہیں رکھتا اس لئے کہ سرکاری طور پر مفتی قوتِ نافذہ نہیں سرکاری مفتی کا فیصلہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح چند شرفاء شہر یا دیہاتی پنچایت کوئی فیصلہ کر دے۔ فریقین تسلیم کریں اُن کی مرضی نہ کریں اُن کی مرضی۔ لیکن اس کے برعکس ایک تحصیلدار ایک سول جج جو فیصلہ کرتا ہے۔ وہ عدالتی فیصلہ کہلاتا ہے اور فریقین کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

۳۔ عدالتہائے موجودہ ملزم یا مدعا علیہ کو بذریعہ سمن، وارنٹ، طلب کرتی ہیں اور پولیس کے ذریعے مدعا علیہ یا ملزم کو گرفتار کرکے یا تعمیل سمن کرواکے حاضر عدالت کرتی ہیں۔ لیکن مفتی نہ تو کسی کو سمن جاری کرسکتا ہے، نہ وارنٹ۔ نوٹس بھیجے تو اپنے خرچے پر پولیس کو محکمۂ افتاء ہرگز نہیں استعمال کرسکتا۔

۴۔ تمام مقدمات کے چالان مروجہ عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں۔ مفتی بیکارِ محض ہیں۔ نکاح کی رجسٹریشن، تنسیخ نکاح، انتقالِ وارثت بیعنامے، ہبہ نامے، لڑائی جھگڑا، حقوق زن وشوہر کی بحالی، بددیانتی رشوت ستانی یا جعلسازی غرضیکہ تمام مقدمات مروجہ عدالتوں میں ہی پیش ہوتے ہیں اور اُنہیں ہی سماعت کا اختیار ہے۔ مفتی کو کسی مقدمہ کی سماعت کا اختیار نہیں۔ بس وہ صرف اتنا کرسکتا ہے کہ نکاح فارم کی تصدیق کردے یا شناختی کارڈ کی تصدیق کردے۔ تاہم مفتی کی پوسٹ گزیٹڈ ہے۔ یعنی مُہر استعمال کرسکتا ہے۔

۵۔ مفتی کے فیصلوں کے نفاذ کا کوئی ذریعہ نہیں۔

۶۔ تحصیل مفتی اور ڈسٹرکٹ مفتی کے کیا فرائض ہیں۔ اس سے قانون، حکومت دستور سب خاموش ہیں۔

برائے کرم ان امور پر تفصیلی اداریہ سپرد قلم کیجئے۔

والسلام محمد رویس خان (نسیم ایوبی کھریگامی)

مفتی ضلع کچہری میرپور آزاد کشمیر

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض صاحب۔ اسلام آباد

(۱)

(شاہ ھمدان پر مضمون کا ذکر)

۲۱ فروری ۱۹۷۰ء

محترمی مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم، ''اکوڑہ خٹک'' کے دورافتادہ علاقے سے ''الحق'' جیسے معیاری اور معتدل پرچے کا نکلنا، مغتنمات میں سے ہے۔ اسمیں مولانا عبدالحق اور آپ جیسے افراد کے دم مسیحا کا اثر ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ، کشمیر میں مبلغ اسلام حضرت شاہ ہمدانؒ کے ایک رسالے کا اردو ترجمہ ''الحق'' کی خاطر ارسال ہے یہ مطالب ''الحق'' سے ہی مطابقت رکھتے ہیں۔ شائع فرما کر ممنون کریں۔ نظر ثانی میں ذرا کاٹا پیٹی ہوگی مگر امید ہے کہ کاتب صاحب پڑھ لیں گے۔ مضمون کی وصول یابی کی اطلاع دیں اور کار لائقہ سے مطلع فرمائیں۔ ہم انشاء اللہ ''تعاونوا علیٰ البر'' کا مظاہرہ کرتے رہیں گے۔ والسلام محمد ریاض

(۲)

(الحق کیلئے مضامین کی ترسیل)

۱۸ جون ۱۹۷۰ء

مکرمی ومحترمی مولانا صاحب، السلام علیکم! امید ہے کہ مزاج گرامی اچھے ہونگے۔ چند ماہ قبل شاہ ہمدان پر سید علی ہمدانیؒ کے ایک فارسی رسالے کا اردو ترجمہ ماہنامہ الحق کی خاطر ارسال کیا تھا۔ رجسٹرڈ ڈاک سے اب تک نہ وہ چھپا اور نہ آپ نے موصولی کی اطلاع دی ہے۔ اگر آپ اطلاع سے نوازدیں اور اس رسالے کا ترجمہ شائع فرمادیں۔ تو باعث شکریہ ہوگا۔ اسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اور مضمون بھی ارسال ہوں گے۔ والسلام مع الاحترام محمد ریاض

(۳)

(اقبال اور مومنہ خاتون سے متعلق شذرہ)

۱۲ اگست ۱۹۷۱ء

محترمی مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج شریف اس دفعہ اقبالؔ اور ایک مومنہ خاتون کے بارے میں تحقیقی شذرہ ''الحق'' کی خاطر ارسال خدمت ہے میں نے صاف صاف لکھا ہے کہ کاتب صاحب شاکی نہ ہوں۔ والسلام احقر ڈاکٹر محمد ریاض

(۴)

(الحق کی اصلاحی تلخ نوائی میں شدت)

۲۹ مئی ۱۹۷۲ء

محترمی حضرت مولانا صاحب! السلام علیکم، مزاج اقدس۔ ماہنامہ الحق یوں تو ہمیشہ ہی آواز حق بلند کرتا رہا۔ مگر گزشتہ چند ماہ سے اس کے لہجے میں اصلاحی تلخ نوائی شدت اختیار کرگئی۔ (شراب) پر جس مضمون کی ۳ قسطیں اب تک پڑھیں لاجواب مضمون ہے۔ میری ''مطالعاتی اور علمی زندگی'' بڑا عمدہ سلسلہ ہے اور مولانا مدظلہ کے مقالے نے خاص طور پر متاثر کیا ہے۔ میں نے قومی اسمبلی کے اجلاس میں حضرت شیخ الحدیث کی معرکۃ الآرا تقریر سنی۔ آپ سے ملنے کا مشتاق رہا آپ ایک دن ادارہ تحقیقات گئے تھے واپسی فون کیا تھا۔ مگر میری آمد سے قبل آپ چلے گئے یکم مئی ۷۲ء کو پشاور آیا اس دن آپ اکوڑہ سے باہر تھے بہرحال آرزوئے دیدار دیکھئے پھر کب بھر آئے۔ شاہ ہمدانؒ کی خدمات پر ایک شذرہ کئی ماہ قبل آپکو بھیجا تھا اگر وہ اس دفعہ شریک اشاعت نہ ہو تو لوٹا کر مشکور کریں۔ (Book post) چند دوسری باتوں کا موجودہ مطالعے کی روشنی میں اضافہ کرنا ہے۔ خدا کرے آپ بخیریت ہوں۔ والسلام طالب دعا محمد ریاض

(۵)

۲۳/جنوری ۱۹۷۹ء (تہران یونیورسٹی میں تدریس)

محترمی مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم! مزاج بخیر باشد، راقم الحروف ۱۹۷۳ء میں تہران یونیورسٹی میں تدریس کرنے گیا تھا اور چند ماہ قبل لوٹ آیا ہوں۔ اس وقت اطلاع بھجوائی تھی۔ اب سوچا کہ ایک مقالے کے ساتھ ''الحق کی خاطر) حاضر خدمت ہوجاؤں۔ براہ کرم اب ''الحق'' بھجوایا کریں۔ میں تہران کے مرکزی کتب خانے اور وزارت فرہنگ ویز کی لائبریری میں ماہنامہ ''الحق'' اکثر مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ آپ لائق مبارکباد ہیں کہ رسالے دوسرے ممالک کو بھی بھجواتے ہیں۔

والسلام نیازمند پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض فیڈرل گورنمنٹ کالج اسلام آباد

☆☆☆

حافظ ریاض احمد اشرفی[۱] روزنامہ جنگ

۲۵/اپریل ۱۹۷۲ء (قومی اسمبلی میں مولانا عبدالحق کی پیش کردہ مسلمان کی تعریف[۲])

نحمده ونصلى على عبده ورسوله الكريم!

بگرامی خدمت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: امید ہے مزاج گرامی مع الخیر ہوگا۔ یہ بھی امید ہے کہ حضرت مخدومی ومطاعی مولانا مولوی عبدالحق صاحب مدظلہم العالی کی جو تصویر بندہ نے بذریعہ رجسٹری ارسال کی تھی مل گئی ہوگی اس سے مطلع فرمائیں تاکہ تشویش ختم ہو۔ دوسری گزارش ہے کہ حضرت اقدس مدظلہم کی وہ تقریر جسمیں حضرت نے مسلمان[۲] کی تعریف پر متشککین کا رد فرمایا ہے، کو الحق میں من وعن شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔ یہ صرف میری اکیلے کی گزارش نہیں بلکہ ایک جم غفیر کا یہی مطالبہ ہے۔ اگر اسے علیحدہ پمفلٹ کی شکل میں عمدہ لکھوا کر اور پوری تصحیح کر کے شائع فرمائیں تو بہت ہی بہتر ہوگا اور انشاء اللہ ۱۰۰ یا ۵۰ کے قریب تو بندہ بھی خرید لیگا۔ یہ تو آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا طبقہ علماء اور عامۃ المسلمین پر۔ زیادہ تر لوگ یہی اعتراض کرتے ہیں۔ اور اس موضوع پر تحقیقی انداز کا مقالہ بھی بہت ہی مفید ہوسکتا ہے۔ جواب کیلئے ٹکٹ ارسال ہے۔ بندہ کی طرف سے حضرت اقدس مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ دعاء کی درخواست بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ جمیع مکارہ سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین۔

والسلام احقر الانام حافظ ریاض احمد اشرفی عفا اللہ عنہ خازن روزنامہ جنگ راولپنڈی

---

[۱] صاحب علم وعمل انسان جو روزنامہ جنگ راولپنڈی کے مالیات کے اہم منصب پر فائز تھے علماء و مدارس اور دینی امور سے بے حد محبت رکھتے تھے (س)

[۲] قومی اسمبلی کا مشہور معرکہ جس میں حضرت نے مسلمان کی تعریف اسمبلی میں تمام مسالک کے علماء کے متفقہ تائید کے ساتھ پیش کر کے مخالفین کا منہ بند کرادیا یہی تعریف آج شناختی کارڈ، پاسپورٹ وغیرہ تمام فارموں اور حلف ناموں میں شامل ہے۔ جس کی تفصیل احقر کی کتاب ''قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ'' میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخؒ کے حسنات باقیہ میں یہ ایک نمایاں چیز شامل کرادی فللّٰہ الحمد (س)

(مسلمان کی متفقہ تعریف)

یہ تقریر مولانا عبدالحق صاحب نے ۱۷/اپریل ۱۹۷۲ء کو ۴ بجے شام قومی اسمبلی کے اجلاس میں فرمائی اور ایڈیٹر الحق نے قلمبند کی۔

ذمہ داریاں: جناب سپیکر! اس معزز ایوان پر دو قسم کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ مالک الملک ہمیں اقتدار کی کرسی پر بٹھا کر جانچنا چاہتا ہے کہ

میرے یہ بندے جنہیں ڈیڑھ سو سال کی غلامی کے بعد نجات دی ہے۔ آزادی ایسی نعمت عظمیٰ کے بعد بھی ان کا سلوک ان کا طریقہ عبدیت اور ان کا شکر میرے کرم کے مطابق ہے یا نہیں اور دوسری ذمہ داری مخلوق خدا کی طرف سے ہے۔ کیونکہ ہم نے مظلوموں اور حق تلفیوں کا شکار ہونے والے لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کا وعدہ کیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم اسے کس طرح پورا کرتے ہیں اور ان ذمہ داریوں کی تکمیل کے لیے کیا کچھ کرتے ہیں۔

اللہ کی حاکمیت: اللہ تعالیٰ اور اس کو حاکم اعلیٰ ماننا ہی ہمارا ایمان ہے۔ کیونکہ ان الحکم الا للّٰہ حکومت اور حاکمیت صرف اللہ جل مجدہٗ کی ہے اور ہم لوگ کیا بلکہ روئے زمین کے تمام لوگ بالخصوص مسلمان، ان سب کی حیثیت تنفیذ احکام کرنے والوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی کریم ﷺ کی فرمودہ شریحات کی تنفیذ ہمارا فرض ہے۔

مسلمان کی تعریف: کل لفظ ''مسلمان'' پر لے دے ہوئی تھی۔ ایک مطالبہ یہ بھی ہوا تھا کہ اگر ہم مسلم ہیں تو مسلم کی تعریف کیا ہے؟ اور یہاں تک کہا گیا کہ اس کی تعریف پر اتفاق نہیں ہوسکتا۔ اس لیے دستور میں اس کی تعریف شامل نہیں کی جاسکتی۔

تو گزارش ہے کہ مسلم ایک ایسا لفظ تو نہیں ہے کہ جس کا کوئی مفہوم ہی نہ ہو اور مہمل ہو۔ اگر ایسا ہوا تو گویا دنیا کے اسی کروڑ مسلمان ایک مہمل لفظ کے مصداق ہوں گے (اور یہ ایک مضحکہ خیز بات ہے) رہا یہ کہنا کہ اس کی تفسیر اور تعریف میں اختلاف ہے۔ تو یہ ایک مغالطہ ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کی تعریف میں کوئی اختلاف نہیں۔ ایمان اور اسلام کا مفہوم سب کو معلوم ہے۔ عربی میں اسلام اور ایمان کی تعریف یہ ہے کہ:

التصدیق بجمیع ما جاء به النبی ﷺ

اردو میں مسلمان کی تعریف یہ ہے کہ وہ شخص جو وحدانیت پر یقین رکھتا ہو اور کتاب وسنت، یعنی قرآن مجید، احادیث اور ضروریات دین کی تصدیق کرتا ہو، پیغمبرؐ کے تمام مجیات پر یقین رکھتا ہو اور حضور ﷺ کو آخری نبی مانتا ہو۔ بایں معنی کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی شخص کو نہ بروزی نہ ظلی نہ تبعی نہ مستقل کسی قسم کی نبوت نہیں مل سکتی۔ جس طرح دنیا میں آخری اور سب سے کامل روشنی آفتاب کی ہے۔ اس کے اوپر کوئی روشنی مادیات میں نہیں نہ اس کے بعد کسی روشنی کی ضرورت ہے۔ اسی طرح نبوت کے سلسلہ کو آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر درجہ کمال تک پہنچایا۔ نبی کریم نے فرمایا۔ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ کالشمس فی نصف النہار ہیں۔ ان کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی اور اس کے بعد کتاب و سنت اور ضروریات دین کا وہی مفہوم ہوگا جس پر خیر القرون کا اتفاق رہا۔ یعنی اب کوئی شخص صلوٰۃ وزکوٰۃ کا معنی اپنی طرف سے نہیں کرسکتا۔ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے دور میں جو مفہوم تھا۔ ان تمام مفاہیم کو اسی طریق پر ماننے، یہ ہے مسلمان۔

خلاصہ کلام یہ کہ مسلمان وہ ہے جو ضروریات دین پر یقین رکھتا ہو اور محمد الرسول اللہ ﷺ کو آخری نبی مانتا ہو۔ پہلے سے جن نفوس قدسیہ کو نبوت ملی۔ جیسے حضرت عیسیٰؑ، وہ اگر قیامت سے پہلے تشریف لائیں تو ان کو تو نبوت پانچ سو برس پہلے ہی مل چکی ہے۔ ان کا آنا آخری نبی نہ آنے کے منافی نہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی اور کتاب وسنت کا وہی مفہوم لیا جائے گا جو خیر القرون میں تھا۔ پس جب کہ ہمارے آئین میں یہ دفعہ رکھی گئی ہے کہ ملک کا سربراہ مسلم ہوگا تو ہم آپ کی وساطت سے اپنے معزز وزیر قانون سے استدعاء کرتے ہیں کہ یہاں علماء کے جتنے طبقے موجود ہیں۔ سب کو اس مفہوم پر میرے ساتھ متفق پائیں گے۔ یہاں جس نظریہ کے لوگ بھی ہیں۔ آپ ان سے تصدیق کرسکتے ہیں۔ کسی کو اس مفہوم پر اختلاف نہیں ہے اور اسلامی آئین کی اس دفعہ میں وہ مفہوم اور معنی شامل کیے جائیں جو میں نے بیان کیے ہیں تو انشاء اللہ بہت سے مشکلات اور مسائل سے نکل جائیں گے۔

حضرت کی تقریر کو صرف پانچ چھ منٹ گذرے تھے اور کئی اہم امور پر گفتگو باقی تھی کہ سپیکر نے وقت ختم ہونے کا اعلان کر کے تقریر ختم کرادی۔ حضرت نے اس کے بعد سوالیہ انداز میں ایوان سے اس تعریف پر رائے معلوم کرنا چاہی جس پر تمام حزب اختلاف نے مکمل اتفاق ظاہر کیا اور حزب اقتدار نے خاموشی اختیار کی۔ اس پر قومی پریس کی رائے اور مزید تفصیلات کیلئے قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ ملاحظہ فرماویں۔

جناب ریاض الحسن نوری[1] لاہور

(۱)

۲۱مئی ۱۹۷۷ء (قومی اسمبلی میں مولانا عبدالحق کی اسلامی نظام کیلئے کوشش ○ الحق سے فکری ہم آہنگی)

برادرم مکرم مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپکا رسالہ بھی نظر سے گزرتا ہے اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی اسمبلی میں کاوشوں کا بھی اندازہ ہے۔ میرے خیال میں اسمبلی میں حضرت نے اسلامی نظام کیلئے جتنی کوشش فرمائی ہے اور کسی اسمبلی کے ممبر نے نہیں فرمائی۔ مزید آپکے رسالہ سے اندازہ ہوا کہ آپ کو اس بات کا بے حد شوق ہے کہ اسلام کی عظمت جدید و قدیم دونوں علوم کے امتزاج سے ثابت اور واضح کی جائے۔ پھر یہ کہ یورپ کے نظام اور سوسائٹی کی خامیاں اور انکے طرز فکر کی ناکامی بھی مسلمانوں پر پوری طرح واضح کی جائیں تاکہ مسلمان یورپ کی ذہنی غلامی سے آزاد ہو کر صرف اللہ و رسول کی غلامی ہی میں فخر سمجھے۔ اللہ کے فضل سے میرا نصب العین بھی یہی ہے۔ اس سلسلے میں غائبانہ طور پر میں نے محسوس کیا ہے کہ آپ میں اور مجھ میں بہت زیادہ ہم آہنگی ہے جتنی کہ شاذونادر ہی پائی جاتی ہے۔ پس میری عرصے سے خواہش یہی ہے کہ آپ کے تعاون سے کام کیا جائے۔ میرے کچھ مضامین آپ نے دوسرے رسائل سے لیکر بھی اپنے رسالہ میں شائع کئے جنکا میں بہت شکر گزار ہوں۔ چند روز ہوئے محترم فہیم صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے ذکر کیا کہ آپ اس ہیچمدان سے ملنے کے خواہش مند تھے اور لائبریری بھی دیکھنا چاہتے تھے۔ یہ سن کر آپ سے تعاون کا مزید داعیہ پیدا ہوا۔ خاکسار نے ایک کتابچہ بعنوان ''مسئلہ آئین وحکومت'' لکھا تھا۔ اسکی دو کاپیاں بھی ارسال کر رہا ہوں۔ اسی کا بقیہ حصہ جو نفاذ شریعت سے تعلق رکھتا ہے۔ آپکو اشاعت کیلئے بھیج رہا ہوں تاکہ آپ اسے قسط وار شائع فرمائیں۔ ایک قسط بھیج رہا ہوں اور انشاء اللہ بقایا بھی بھیجتا رہونگا۔ ترجمان الحدیث میں میرے مضامین آپ دیکھتے رہے ہونگے۔ حال ہی میں ایک مضمون ''حضرت علی کی تلوار اور اسکی پہچان'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ میری درخواست ہے کہ جو میرا مضمون آپکے رسالہ میں شائع ہو اسکی کم از کم پانچ ورنہ تین کاپیاں آپ مجھے ضرور ارسال فرمادیا کریں۔ شکریہ جزاک اللہ

اگر آپ میرے کتابچہ ''مسئلہ آئین وحکومت'' پر تبصرہ بھی فرمائیں تو عین نوازش ہوگی اور اسکی روشنی میں آئندہ ایڈیشن میں اسکو زیادہ بہتر بنایا جاسکے گا۔ حضرت مولانا کی خدمت میں میرا اسلام عرض کردیں۔ مجھے حضرت سے روحانی اور قلبی طور سے آپکی دینی خدمات کی وجہ سے ایک خاص تعلق اور ارادت کا جذبہ محسوس ہوتا ہے۔ والسلام نیازمند ریاض الحسن نوری میکلوڈ روڈ لاہور

آپ سے ملاقات کی بھی خواہش ہے کبھی لاہور تشریف لائیں تو غریب خانہ پر بھی قدم رنجہ فرمائیں۔ یحییٰ بن آدم کی کتاب الخراج مکتبہ علمیہ لاہور والوں نے چھاپی ہے۔ اسپر بھی فقیر نے مختصر حاشیہ کا اضافہ کیا ہے۔ معلوم نہیں کہ جناب کی نظر سے گزری ہے یا نہیں۔ ماہنامہ مسلم اور ترجمان الحدیث میں ایک میرا مضمون بعنوان ''حکومت پرستی کا شرک سب سے عظیم ظلم اور شرک ہے'' شائع ہوا تھا۔ نہ معلوم آپ کی نظر سے گزرا یا نہیں؟

(۲)

۳۴ گیتا بھون میکلوڈ روڈ لاہور ۷ار جون

محترمی مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ایک عریضہ مع مضمون کے ارسال خدمت کیا تھا مگر اب تک جواب سے محروم ہوں۔ اسلئے جوابی لفافہ ارسال خدمت کر رہا ہوں آپ برا نہ منائیں امید ہے کہ جواب سے جلد سرفراز فرمائینگے۔ مولانا محترم کی خدمت میں بھی سلام عرض کردیں۔ والسلام فقط ریاض الحسن نوری

[1] لاہور کے نوری صاحب کئی مجلات ورسائل میں مقالات لکھتے رہتے ہیں۔ غالباً وکالت سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔

(۳)

(غیر مطبوعہ مضامین بھیجنے چاہئیں)

مورخہ ۱۳ اگست

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپکا گرامی نامہ موصول ہوکر کاشف حال ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے دل میں اس خیال کا گزر بھی نہ ہونا چاہیے تھا کہ میں جو پہلا مضمون آپکو بھیج رہا ہوں وہ مطبوعہ ہے یا ساتھ ہی کسی دوسرے رسالہ میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ مطبوعہ مضمون کو بغیر بتائے طباعت کیلئے بھیجنا بہت گری ہوئی بات ہے۔ اس بات کی طرف میری نسبت کا خیال آنا نہ چاہیے تھا۔ میرے پاس بہت سے غیر مطبوعہ مضامین لکھے ہوئے پڑے ہیں اسلئے میری خواہش تو یہی ہوتی ہے کہ پہلے غیر مطبوعہ چیز چھپ جائے۔ جو لوگ میرے مطبوعہ مضامین چھاپ دیتے ہیں تو یہ انکی اپنی صوابدید ہوتی ہے۔ اسی لیے میں نے آپ سے تعلق پیدا کیا کہ آپ میرے غیر مطبوعہ تازہ مضامین مجھ سے لیکر چھاپا کریں۔ دراصل میں ایک کتاب نظام مصطفٰی پر لکھ رہا ہوں اسی سلسلے کا ایک مضمون جو بہت پرانا لکھا ہوا تھا ترجمان الحدیث میں اسلامی نظام سراپا رحمت کے نام سے چھپا ہے۔ آپکو میں نے تازہ مضمون بھیجا تھا۔ اسکی اصل کاپی میں نے اپنے پاس مزید اضافوں کیلئے رکھ لی تھی۔ اب جو آپ کا جواب بہت دیر سے آیا تو اس عرصہ میں اصل مسودہ میں بہت سے اضافے ہو چکے تھے اور لکھائی باریک اور کانٹ چھانٹ بھی زیادہ ہو چکی تھی۔ پھر اسکی نقل کر کے بھیجنے میں بھی طوالت تھی۔ آپکی شکایت کاتبوں سے متعلق اور میری بدخطی کے متعلق بھی بجا تھی۔ تنگ لائنوں سے کاتب کو بھی دقت ہوتی ہے۔ اسلئے میں نے بہتر سمجھا کہ اس اضافہ شدہ مسودے کو میں ترجمان الحدیث کو بھیج دوں کیونکہ لاہور میں ہونے کی وجہ سے وہ میری ہدایت حاصل کر سکتا ہے۔ آپ کو ایک غیر مطبوعہ مضمون مختلف موضوع پر بھیجنے کا ارادہ کیا۔ مگر جب اسکو نقل کرنے بیٹھا تو اس میں اضافے ہوتے گئے۔ پھر میرا لاہور سے باہر جانا ہو گیا۔ اسوجہ سے فوری طور پر مضمون ارسال خدمت نہ کر سکا۔ اب وہ مضمون تقریباً مکمل تو ہو گیا ہے مگر جناب کی ہدایت کے مطابق ایک قسط ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اسی ماہ طبع فرما کر ممنون فرمائینگے۔ حضرت مولانا کی خدمت اقدس میں سلام عرض کر دیں۔

نیاز مند ریاض الحسن نوری

یہ بھی تحریر فرمائیں کہ آپکے کاتب کو انگریزی حوالہ لکھنے میں زیادہ زحمت تو نہیں ہوتی۔ اس دفعہ کتابوں کے نام بھی میں نے اردو میں لکھنے کی کوشش کی ہے۔

(۴)

(کاتب الحق کو مبارکباد)

مورخہ ۳ اکتوبر

محترمی مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: مضمون پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ آپکے کاتب[1] نے اسے بخوبی لکھا ہے۔ انگریزی کے حوالے وغیرہ بھی درست ہیں۔ بہر حال آپ اور آپکا کاتب قابل مبارکباد ہیں۔ کوئی غلطی مجھے سرسری طور پر پڑھنے میں نظر نہیں آئی۔ صرف ایک جگہ حوالہ موجود ہے مگر متن میں نمبر ڈالنا رہ گیا ہے۔ شاید ۲ نمبر ہے۔ اگلی قسط بھیج رہا ہوں۔ انشاء اللہ دوبارہ آپکو لکھونگا۔ اسوقت جلدی میں لکھ رہا ہوں۔ حضرت مولانا کو سلام عرض کر دیں۔ نیاز مند ریاض الحسن نوری

---

[1] الحق کے آغاز سے ایک طویل عرصہ تک جناب اختر حسن صاحب نہایت جانکاہی اور ذوق وشوق سے اسکی کتابت فرماتے رہے ابتدائی سالوں کا ہر پرچہ فن سے ان کے تعلق اور وارفتگی کا شاہد ہے۔ قیام نوشہرہ چھاؤنی میں تھا۔ مضامین دینے پھر اسے پروف کرانے ہر دوسرے تیسرے روز مجھے بسوں سے اور کبھی ٹانگہ سے آنا جانا پڑتا، الحق سے والہانہ عشق کے سامنے یہ ساری مشقت مجھے ہیچ لگتی یہی صورتحال پرچہ کو پشاور میں چھپوانے کیلئے تھی جب تک پریس سے لدوا کر دارالعلوم نہ پہنچاتا تو چین نہ ہوتا، دن ہو یا رات پہلا پرچہ حضرت قدس سرہٗ کے خدمت میں پیش کرتا ان کی مسکراہٹ اور اشتیاق سے اسے وصول کر لینا میرے لئے بڑی قیمت ہوتی۔ اختر حسن صاحب فیکٹری پی ٹی سی اکوڑہ خٹک میں ملازم تھے اب اپنے شہر حافظ آباد میں مطب چلا رہے ہیں اور اب ڈاکٹر اختر حسن ہیں، آپ ہومیوپیتھک کی ڈگری بھی حاصل کی ہے۔

محمد ریاض بسرا[1] سالار اعلیٰ لشکر جھنگوی۔ فیصل آباد

(لشکر جھنگوی سے تعاون کی اپیل)

باسم ربّ الشہداء والمجاہدین، یااللہ مدد

محترم جناب حضرۃ مولانا شیخ الحدیث صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از سلام مسنون گزارش ہے کہ ہم خیریت سے ہیں اور آپکی خیریت کے طالب ہیں خداوند کریم آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم فرمائے (آمین)۔

عرض یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ شیعہ صحابہ کرامؓ اور امت مسلمہ کا ازلی دشمن ہیں اور علماء حق کا شہید کرنا ان کا مشغلہ ہے جس کے شواہد عالم اسلام سے چنداں پوشیدہ نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ شیعہ پاکستان میں کھلم کھلا دہشت گردی پھیلا رہا ہے۔ جس کے پیچھے ایران پشت پناھی کر رہا ہے اسلحہ، دولت روپیہ بے پناہ فراہم کر رہا ہے۔

اس کے برعکس سنی قوم بے بس ہو چکی ہے بعضوں کے ضمیر ان کے پیسوں کے بدلے بک چکے ہیں اور غیور علماء جیلوں کی ہوا کھا رہے ہیں۔ بالکل یک طرفہ ٹریفک چل رہی ہے۔ سپاہ صحابہ کی قیادت یا تو شہید ہو چکی ہے۔ یا تو جیل اُن کا مقدر بن چکی ہے۔

ان نازک ایام میں چند سنی غیور نوجوان جنہوں نے علماء دیوبند کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بے غیرت حکمرانوں کے گریبانوں کو چاک کیا ہے اور شیعہ لابی کے منہ میں لوہے کی لگام دی ہے۔

یہ نوجوان جنہیں دنیا دہشت گرد یا لشکر جھنگوی کے نام سے یاد کرتی ہے یہ نوجوان آپ جیسے شفیق، محسن اور باغیرت علماء کے دست شفقت کے منتظر ہیں۔ جیسا کہ ایران شیعہ کو اسلحہ فراہم کرتا ہے اسی طرح آپ کا خصوصی تعلق امارتِ اسلامیہ طالبان سے ہے۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ آپ ہمیں طالبان سے اسلحہ دلوائیں ہمارے پاس ہر چیز کی قلت ہے اور ہمیں کوئی پروا نہیں۔

آپ سے پُر زور گزارش ہے کہ آپ ہمیں اسلحہ کا بندوبست کر دیں۔ یہ ویسے بھی آپ کا دینی فریضہ بنتا ہے انشاء اللہ آپ کو اللہ اجر دے گا۔ یہ راز آپ کے اور میرے سینے میں رہے گا میں جوابی پتہ بھیج رہا ہوں۔ اس پر خط وکتابت اور معلومات فرمائیں ہمارے لئے ہمارا اللہ ہی کافی ہے۔ والسلام محمد ریاض بسرا سالار اعلیٰ لشکر جھنگویؒ

☆☆☆

ریاض صدیقی (کراچی)

(۱)

(امام ولی اللہ اور اقبال کی تعبیرات ○ علماء اپنے قلمرو میں علوم جدیدہ سائنس اور ادبیات کو جگہ دیں ○ ترقی پسندیت ○ اقبال کی قبولیت)

قبلہ محترم السلام علیکم! الحق اور مکتبہ دیوبند کی بعض تصانیف کا مستقل قاری ہونے کی حیثیت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی جسارت کر رہا ہوں۔ شیخ الحدیث کی خدمت میں بعد سلام عرض کرونگا کہ دیوبند سے میرے اہل خاندان کے پرانے روابط رہے ہیں خدا کا شکر ہے کہ انگریزی ماحول میں تعلیم پانے کے باوجود میں نے قرآن وحدیث اور دین کی باقاعدہ تعلیم کسی نہ کسی حد تک اپنے والد سے حاصل کی تھی

---

[1] لشکر جھنگوی کے معروف گوریلا جو بعد میں پولیس کے ہاتھوں مارے گئے، خط کا ان کی طرف نسبت کی تصدیق نہ ہوسکی۔

اور اس تعلیم نے مجھے دہریت کے سیلاب سے بچائے رکھا۔ بقیہ ساری تعلیم انگریزی میں ہوئی اور طبیعات میں سند لینے کے بعد اردو ادبیات میں کراچی سے سند لی۔ میرا علمی کام چونکہ فزکس اور ادبیات تک محدود ہے اسلئے دینیات کی قلمرو میں آپ حضرات مجھ سے ناواقف ہیں۔ میں خلوص دل سے تسلیم کرتا ہوں کہ دین کی صحیح تعبیر وتشریح کرنے والوں کا صرف ایک مکتبۂ خیال ہے اور وہ آپ لوگ ہیں لیکن مجھے اور میرے جیسے نئی نسل کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ہمیشہ یہ احساس ہوتا ہے کہ آپ جیسے بالغ نظر بزرگ بھی اپنی قلمرو میں علوم جدیدہ، سائنس اور ادبیات کو جگہ نہیں دے سکے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قدیم طریقوں سے نئی نسل کو متاثر کرنے کی ساری کوششیں ناکام جارہی ہیں۔ چنانچہ نوجوان یا تو بے راہ رو ہو رہے ہیں یا فرقہ مودودیہ کی حاشیہ برداری کر رہے ہیں ہم جیسے لوگ جب دین پر قلم اٹھاتے ہیں تو نئے طرز احساس اور عصری تقاضوں کے تحت دینی افکار کی تعبیر کرتے ہیں۔ معاشرے کے رجحانات پر نظر تحقیق ڈالئے تو ثابت ہوتا ہے کہ پند ونصائح اور اخلاقی ذرائع سے تبلیغ بے اثر ہو چکی ہے۔ لوگ عموماً ساری ہدایات سنتے ہیں قبول بھی کرتے ہیں لیکن عملاً ساری برائیوں میں مشغول بھی ہیں۔ امام الانقلاب حضرت شاہ ولی اللہؒ کی سب سے بڑی عطایہ ہے کہ موصوف نے کارل مارکس کی پیدائش سے سو سال پہلے ہی دین کو کل کی حیثیت سے ایک منشور بنا کر پیش کردیا تھا اور معاشرے کی ان بنیادوں کو اہمیت دی تھی جو تہذیب کے ارتقا کی محرک ہوتی ہیں۔

امام ولی اللہ اور اقبال کی تعبیرات وتوضیحات: بیسویں صدی میں مسلمانوں کی نجات کیلئے اگر کوئی منشور کارگر ہوسکتا ہے تو یہی منشور ہے بشرطیکہ بغیر مزید توسیع وترمیم اس کو علماء قبول کرلیں۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوتی ہے کہ بعض دیوبندی علماء نے اس منشور میں ترمیم کو گوارا کیا ہے۔ اور اسطرح اسلام کو مغرب کی سرمایہ داری سے قریب رکھنے کی کوشش کی ہے اس ترمیم کی ایک اور وجہ کیمونزم سے شدید نفرت بھی ہے خدانخواستہ میرا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ حقیقی دین کو کیمونزم سے کم تر قرار دوں یا کیمونزم کے نام پر پروان چڑھنے والی دہریت کو جائز کہوں۔ میں صرف اتنا عرض کرونگا کہ امام الانقلاب کی تعبیرات اور اقبال کی توضیحات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام اپنی اصل میں ان تمام خوبیوں کا مجموعہ ہے جس کیلئے کیمونسٹ ساری دنیا کو سر پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ میرے اور مجھ جیسے جوانوں کے چند سوال ہیں۔ ان سوالوں کے جوابات کا مہیا کرنا آپ جیسے علماء کا فرض ہے۔ افسوس کہ مدیر البلاغ نے جوابات دینے سے گریز کیا اور دعاؤں پر اکتفا کیا۔ یقین کیجئے کہ آپ جیسے بزرگ اگر ہماری رہنمائی کرتے ہوئے احتیاط اور مصلحت سے دوچار رہے تو ایک پوری نسل کا سوال آپ پر باقی رہ جائے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ اپنے دینی نصابات پر قائم رہیں لیکن ضروری ہے کہ جدید علوم اور سائنس وادبیات کو بھی اس نصاب کا حصہ بنائیں۔ اسطرح فارغ التحصیل علماء کا ذہنی افق وسیع ہوگا وہ مغرب کے رجحانات اور ان کے ظاہر وباطن کو زیادہ آسانی سے سمجھ سکیں گے اور جدید سائنسی نظریات میں قرآن کریم کے متعین کردہ اصولوں کی جھلک محسوس کرسکیں گے۔ ایک زمانہ تھا کہ علمائے دین ہی کے ذہن نے گندھک کا تیزاب اور شورے کے مرکبات دریافت کرلئے تھے ہمارے علماء کو بھی اس روایت سے تعلق قائم کرنا چاہیے۔ لاہور کی اقبال کانفرنس میں میں نے ''اقبال اور سائنس'' کے موضوع پر بعض ایسے سوالات اٹھائے تھے۔ نیوٹن اور ڈارون کے تعینات کی بنیاد خالص مادیت کی اثبات تھی لیکن سائنس کے جدید انکشافات، ضابطے اور ریاضی کے تعینات مادیت کے قدیم تصور پر ضرب کاری لگا رہے ہیں اور آج سائنس خود روحانی مادیت اور عقل ووجدان کے ربط کا اعادہ کر رہی ہے۔ سائنس نے وجدان کو عقل ہی کا نعل قرار دے کر اس کی بالادستی اور ارفعیت کو تسلیم تو کیا۔ رسول کریم ﷺ کے کردار وعمل سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت اسلامی کو ہر اس نظام کی خوبیوں کا اعتراف کرنا چاہیے جو پوری طرح نہ سہی کسی حد تک خیر کے امکانات کو فروغ دیتی ہوں۔ یہی سرکار دوعالم ﷺ نے ہمیں سب سے پہلے فلسفہ پر بقائے باہمی سے روشناس کرایا۔ چنانچہ یہ فلسفہ نہ یورپ کی میراث ہے نہ کارل مارکس کی اور نہ اقوام متحدہ کی دین کی میراث اور اسلامی خارجہ پالیسی کا ایک اصول ہے۔ ہمارے

لیے تو سرمایہ داری اور کمیونزم دونوں ہی لا دین نظریات ہیں اور لا دینیت دونوں کا اصول ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ علماء کو سرمایہ دارانہ یورپی جمہوریت میں دین کیلئے کہاں جگہ نظر آتی ہے اور علمائے کرام مغربی سرمایہ داری کی مخالفت اس شدت سے نہیں کرتے جس شدت سے کمیونزم کے خلاف برسرپیکار ہیں۔

ترقی پسندیت: تمام برائیوں کے باوجود موازنہ کیجئے تو مغربی سرمایہ داری پر کمیونزم کو تفوق حاصل رہے گا کیونکہ یہاں تھوڑا بہت اسلام کے سماجی اور معاشی اصولوں کا پرتو جھلکتا ہے۔ ترقی پسند ادب اور ادیبوں سے علما کا اختلاف بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ اس سے ترقی پسند ادیبوں کے اس گروہ کو بہت دکھ اٹھانے پڑے ہیں جو خدا اور روح کے کبھی منکر نہیں رہے ہیں۔ ترقی پسندیت ہرگز ہرگز کیمونزم کے ہم معنی نہیں۔ ہے یہی وجہ ہے کہ اقبال اور سلیمان ندویؒ اس فلسفہ کے ہمنواؤں میں تھے اور ندوی صاحب نے ترقی پسند مصنفین کی کانفرنس میں خطبۂ صدارت بھی دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ترقی پسند ادب کے گروہ میں چند گنے چنے وہ لوگ بھی تھے جنکا تعلق کیمونسٹ تحریک سے تھا اور انہوں نے ادب کے ذریعہ کیمونزم کا پرچار کرنا چاہا لیکن اسکے خلاف ایسا احتجاج ہوا کہ تمام ترقی پسندوں نے یہ اصول تسلیم کیا کہ ادب کسی نظریئے کی تبلیغ کا وسیلہ نہیں ہوگا اور اسی اصول پر عمل ہوتا رہا۔ ترقی پسندیت کے تحت جب ہم ادب کے ذریعہ حیات وکائنات کے مسائل کی ترجمانی کرتے ہیں۔ مبالغہ اور بے مقصد خیال آرائی سے گریز کرتے ہیں حسن وعشق کی تصوراتی اور انحطاطی اظہار کو غلط قرار دیتے ہیں تو دوسرے لفظوں میں یہ قرآن ہی کے اصولوں کی تشریح کہی جاسکتی ہے۔ کیا قرآن نے ایسے شاعروں کی مخالفت نہیں کی ہے جو انسانی سماج کو زندگی سے دور لے جانا چاہتے ہیں اور ان کی قوت عمل وتخلیق کو افیون کی گولی دے کر معطل کرنا چاہتے ہیں۔

اقبال کی قبولیت کی وجہ: اقبال کی شاعری کو عالمگیر سطح پر قبول کیا گیا ہے سارے ترقی پسند اقبال کی عظمت کے قائل ہیں حالانکہ اقبال اسلامی شاعر ہے لیکن اقبال نے اسلامی شعور کو ادب کی سطح اور تخلیقی حسن میں جذب کیا ہے اسلئے سب کو قبول ہے اگر وہ ادب کے ذریعہ خالصتاً تبلیغ شروع کردیتے تو انہیں کوئی قبول نہ کرتا۔ ہر شعبہ علم کا ایک مزاج ہوتا ہے ادب کا ایک عالمگیر مزاج ہے۔ اس پس منظر میں ریاض الحسن نوری صاحب کا تازہ مضمون بالکل سمجھ میں نہ آیا وہ کہنا کیا چاہتے ہیں اور کس کی مخالفت کررہے ہیں۔ برٹ اینڈ رسل کے جو حوالے انہوں نے دیئے ہیں ناکافی ہیں۔ اس کتاب کا نام، سن تصنیف اور دیگر تفصیلات بھی تحریر ہونا تھے اور پھر ان مقالات کا حوالہ بھی ضروری تھا جو اس فلسفی نے اپنی آخری عمر میں قلمبند کئے تھے۔ میں نے آپ کا بہت قیمتی وقت ضائع کیا ہے۔ جواب کا انتظار کررہا ہوں۔ جہاں تک ایمان ویقین کا تعلق ہے اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے باوجود خود کو صاحب ایمان تصور کرتا ہوں اور انشاء اللہ اسی ایمان پر ختم ہونگا۔ اس معاملے میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اس جملے کی ضرورت یوں محسوس کررہا ہوں کہ جماعت اسلامی والے ہم جیسوں کو غیر مسلم، کافر اور گمراہ ثابت کرنے کیلئے پاگلوں کی طرح مہم جوئی میں مشغول ہیں۔ فقط خادم ریاض صدیقی C/O واجد علی

H9A/3 Federal Capital Area Karachi

(۲)

۳۱ رمئی ۱۹۷۸ء (تحریک اسلامی کی سچی معنوی نظریاتی صورت کا آخری دبستان O دیوبندی فکر)

قبلہ وکعبہ السلام علیکم: چند علمی اور نظریاتی مسائل جو مدت سے میرے ذہن پر چھائے ہوئے تھے ایک تفصیلی خط کے ذریعے آپ کی خدمت میں پہنچا دیئے تھے۔ اس خط کو روانہ کئے ہوئے کوئی ایک ماہ سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ علماء حق خصوصاً علمائے دیوبند سے جو خاندانی تعلق چلا آرہا ہے اس کے زیر نظر میں پر امید تھا کہ جناب مجھ جیسے ایک نوجوان کو مایوس نہیں کریں گے اور اپنا دینی فریضہ جانتے ہوئے

میرے بعض سوالات کے جوابات ضرور فراہم کریں گے۔ پاکستان تحریک اسلامی کی سچی معنوی اور نظریاتی صورت کا آخری دبستان اگر میری نظر میں ہوسکتا ہے تو وہ صرف آپ لوگوں ہی کی دبستان ہے۔ خدارا آج کے نوجوان دین کو اپنے سے دور رکھ کر آوارہ بادلوں کی طرح بھٹکتا نہ چھوڑ دیجئے۔ علاوہ محولہ بالا مسائل دارالعلوم، تحریک اسلامی اور کتابوں کی تفصیلی فہرست بھی درکار ہے۔ اس سلسلے میں بھی رہنمائی فرمائیے۔ کراچی میں ''الحق'' باقاعدگی سے مل رہا ہے علاوہ اسکے اور رسالہ میثاق لاہور بھی زیر مطالعہ رہتا ہے کیا میثاق کا تعلق بھی افکار دیوبند سے ہے؟ یہاں تو کبھی کبھی ابوسلمان شاہ جہانپوری سے کبھی کبھار ملاقات ہوجاتی ہے تو حالات کا علم ہوتا ہے۔ شائد اس کی وجہ میری لاعلمی ہو۔ مجھے خود اندازہ نہیں کہ اس سلسلے میں یہاں پر کون کون مستند حضرات ہیں جن سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے امید ہے مزاج بخیر ہونگے۔　　فقط　والسلام　ریاض صدیقی لیکچرار گورنمنٹ پریمیر کالج

C/o Wajid Ali, H9A/3Federal Capital Area Karachi.

(۳)

(اردو کے اساطین کا الحق سے محبت O ایک فرقہ کا اقبال کے بارہ میں دیدہ دلیرانہ جھوٹ)

گرامی قدر۔ السلام علیکم۔ خدمت اقدس میں عید کی مبارکباد پیش کرونگا۔ آپ نے از راہ شفقت جو طویل خط روانہ فرمایا تھا اس کیلئے شکر گزار ہوں۔ ''الحق'' کا مطالعہ جاری ہے اور رہے گا۔ عبادت صاحب[۱] میرے معنوی استاد و رہنما ہیں۔ ندیم صاحب[۲] کرم فرما ہیں۔ اور سید عبداللہ[۳] کا میں معتقد ہوں۔ ''الحق'' کے بارے میں ان حضرات کی رائے مستند ہے۔ مئی ۷۸ء کے اداریئے میں آپ نے بعض مشکلات کا ذکر فرمایا ہے میرا علم ناقص ہے علم وادب میں کچھ عملی تجربہ رکھتا ہوں چنانچہ عرض کرونگا کہ میرے لائق تحقیق وتحریر کا جو کام ہو بلاتکلف حاضر ہوں۔ علمی کاموں کا کوئی معاوضہ نہیں ہوتا یہ محض خدمت ہی ہوتی ہے۔ آپ کی ہدایت کے بموجب نیوٹاؤن حاضر ہوا تھا آئندہ بھی حاضری دیتا رہونگا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں ۴۰ سال فکری انقلابات کے دیاروں سے نبرد آزمائی کی مختلف مکاتیب سے استفادہ بھی کرتا رہا اور جو کچھ نظریات اخذ کئے ہیں ان پر کاربند ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام اثرات کے باوجود توحید، رسالت اور قرآنی احکامات پر میرا ایمان کبھی متزلزل نہیں ہوا اور نہ ہے ایک فرقہ میری ذات پر حملہ آور ہے مگر میں اپنے دینی عقائد کیلئے اس فرقہ سے سند کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ آپ حضرات میرے لیے سند ہیں۔ سائنس کے موضوع پر ایک ہلکا سا مضمون ارسال کررہا ہوں غور سے مطالعہ فرماکر رائے سے نوازیئے اور اگر پسند فرمائیں تو ''الحق'' کی زینت بنائیے۔ ان دنوں اقبال اور علمائے دیوبند کے موضوع زیر نظر ہے۔ ایک فرقہ نہایت دیدہ دلیری اور جرأت کے ساتھ جھوٹ بول رہا ہے اور اقبال پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش میں ہے۔ یہ مقالہ اس کوشش کا جواب ہوگا۔ امید ہے مزاج بخیر ہونگے۔　　فقط والسلام خادم ریاض صدیقی لیکچرار اردو

پتہ: بذریعہ واجد خان H9A/3 فیڈرل کیپٹل ایریا کراچی

---

۱ عبادت بریلوی　۲ احمد ندیم قاسمی　۳ ڈاکٹر سید عبداللہ لاہور

ریاض فتیانہ۔ممبر پارلیمنٹ اسلام آباد

(اہلیہ مرحومہ کی تعزیت)

Dear Maulana Sahib

I have been deeply aggrieved to learn about the sad demise of your wife. May her soul rest in eternal peace and may Almighty Allah grant you and the bereaved family sufficient strength to bear this great loss with equanimity. With affection and deepest condolences

Yours Sincerely Riaz Fityanah



مولانا ریاض الدین فاروقی ندوی۔اورنگ آباد انڈیا

(اورنگ زیب عالمگیر کے مدفن میں ایک علمی ادارہ) نومبر ۱۹۸۲ء

آں جناب کی توجہ مدرسہ عربیہ کاشف العلوم (شہر اورنگ آباد) کی طرف مبذول کرانی مقصود ہے جو شاہانِ مغلیہ کی آبرو اورنگ زیب عالمگیرؒ ایسے مومن وعادل فرماں روا کی تعمیر کردہ جامع مسجد (جو اپنی وسعت وعظمت اور نورانیت وروحانیت میں شاید دلی کی شاہجہانی جامع مسجد اور بھوپال کی تاج المساجد سے کم نہیں) کے اطراف کے حجروں میں واقع ہے اور دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو کے تابع اور تعلیم وتربیت میں اسی کے نقشِ قدم پر گامزن ہے اور عالم اسلام کے عظیم داعی وسپاہی اور مفکر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی زیر سرپرستی گذشتہ ۲۵ سالوں سے دین وملت کی خدمت میں مصروف ہے۔

یہ ادارہ اورنگ آباد ایسے مرکزی شہر میں (جو اورنگ زیب کی توجہات کا مرکز اور ان کی آخری آرام گاہ کا علاقہ ہے) واقع ہونے، طلبہ کی کثرت، تعلیم وتربیت کی انفرادیت، قلب ونظر کی وسعت۔ دینی وعصری علوم کا سنگم، اساتذہ کی جانفشانی، علاقہ کے غیور مسلمانوں کی قربانی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی توجہات اور اپنی گونا گوں خصوصیات کی وجہ سے جنوبی ہند کی عظیم مرکزی درس گاہ بن گیا ہے۔ اور اس علاقہ کے دوسرے مدارس ومکاتب، تعلیمی وفکری اداروں اور دینی سرگرمیوں کی قیادت وراہنمائی کی خدمت بھی پوری لیاقت اور استحقاق کے ساتھ انجام دے رہا ہے۔

طلبہ کی فکری وعلمی اور صالح وباشعور تربیت کے سلسلہ میں عالم عربی اور عالم اسلامی کے اہم اسلام پسند اخبارات ورسائل کو منگوانے کی ایک کوشش عرصہ سے جاری ہے خدائے پاک کی توفیق اور خاصانِ خدا کی توجہات اور دعاؤں کی برکت سے یہ کوشش توقع سے زیادہ کامیاب ثابت ہوئی۔

(مولانا ریاض الدین فاروقی ندوی۔کاشف العلوم اورنگ آباد مہاراشٹر انڈیا)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی[1] کیمبلپور اٹک شہر

(۱)

۱۴/فروری ۱۹۶۹ء (مقام صحابیت صحابہ کرام کی مظلومیت)

عزیز گرامی قدر زیدعمرکم و علمکم و عملکم! سلام مسنون، تازہ الحق سے معارف القرآن کا اقتباس پڑھا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء، اگر برہان بابت[2] دسمبر ۶۸ء سے مقام صحابیت کا مضمون من وعن نقل فرما کر شائع ہو جائے تو بہتر ہے آجکل صحابہ کرام بھی بعض افراد امت کے ہاتھوں مظلوم ہیں۔ جناب شیخ الحدیث کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا۔ والسلام طالب دعا مخلص دعا گو محمد زاہد الحسینی کیمبلپور[3]

(۲)

۱۱/جولائی ۱۹۶۹ء (مولانا اسعد مدنی کا سفر کراچی)

محترم زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، شاید جناب کو بھی معلوم ہو چکا ہوگا کہ حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی دامت برکاتہم ۱۵ر جولائی کو ایک دن کیلئے کراچی ٹھہریں گے میں تو تعطیل نہ ہونے کی وجہ سے شاید اس سعادت کو حاصل نہ کرسکوں۔ اگر جناب تشریف لے جائیں تو اس خاکروب دربار مدنی[4] کا بھی سلام عرض کردیں۔ اور درخواست دعا فرمادیں۔ والسلام طالب دعا، محمد زاہد الحسینی جامعہ مدینہ کیمبل پور

(۳)

۳ نومبر ۱۹۷۱ء (جامعہ مدنیہ بزم معاذ میں شمولیت کی دعوت)

عزیز گرامی قدر شرفکم اللہ بانعمہٖ، سلام مسنون! حافظ صاحب[5] نے واپس آکر آپ کی منظوری کا ذکر کیا مجھے اور سب احباب کو مسرت ہوئی۔ اس طرح آنے سے ان دینی طلباء کی ہمت افزائی ہوتی ہے آپ ضرور ۷ر نومبر بروز اتوار چار بجے سے پہلے تشریف لائیں۔ اگر اپنے پروگرام سے مطلع فرمادیں تو بہتر ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا۔ مخلص محمد زاہد الحسینی

(۴)

۲۰ر رمضان المبارک ۹۱ھ بمطابق ۱۰/نومبر ۱۹۷۱ء (حادثۂ مفاجاۃ)

عزیز گرامی قدر زید مجدکم و فضلکم، سلام مسنون! افسوس ہے کہ حادثہ مفاجاۃ کی وجہ سے اہلیان کیمبل پور آپکے خطاب سے وقتی طور پر محروم ہوئے اللہ تعالیٰ اسکی تلافی کی توفیق عطا فرمادیں۔ افسوس ہے کہ میں اسوقت آپکی کوئی خدمت نہ کرسکا، جلدی آنا تھا اللہ تعالیٰ بہتر فرمادیں۔ آمین، اب انشاء اللہ عیدالفطر کے بعد تکلیف دونگا۔ تفصیلات شوال کے اوائل میں انشاء اللہ طے کرلونگا۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا۔ والسلام مخلص طالب دعا محمد زاہد الحسینی غفرلہ،

---

[1] حضرت قاضی صاحب قدس سرہ دارالعلوم دیوبند کے اجلہ فضلا سے اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کی شخصیت میں ڈوبے ہوئے عاشق زار حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کے خلیفہ اجل جامعہ مدینہ اٹک ماہنامہ الارشاد اور اوائل میں دارالاشاعۃ والتبلیغ شمس آباد اٹک کے بانی، ساری عمر دعوت وارشاد روحانی اصلاح کے ساتھ قرآن کریم کے درس وتدریس کا مشغلہ عشق کی حد تک جاری رہا۔ صاحبزادگان میں مولانا ارشد الحسینی، مولانا راشد الحسینی، مولانا ابراہیم ثاقب سب بھائی حقانیہ کے چشمہ فیض سے فیضیاب ہیں۔ حضرت شیخ الحدیثؒ سے تعلق کیلئے ان کے نام خطوط ملاحظہ ہو۔

[2] صاحب مکتوب کے افادات قرآنی کا مجموعہ

[3] کارڈ کی پشت پر حضرت شیخ الحدیث مرحوم کے قلم سے یہ کلمات ہیں: سمیع الحق حج کیلئے چلے گئے انشاء اللہ واپسی پر چھاپنے کی کوشش کی جائیگی

[4] شیخ الاسلام مولانا حسین احمدؒ

[5] نونہالان جامعہ مدنیہ کی بزم معاذ کیمبل پور کی جانب سے کسی تقریب میں شمولیت کی دعوت

(۵)

(مولانا انور شاہ کشمیری کی وصیت[1] اور نعتیہ قصیدہ)

۱۴ اکتوبر ۱۹۷۳ء

عزیز گرامی قدر زید فضلکم ومجدکم، سلام مسنون! الحق کا تازہ شمارہ باصرہ نواز ہوا خداوند قدوس اس دعوۃ الحق کو دوام بخشے آمین۔ محدث کبیر علامہ انور شاہ کاشمیری قدس سرہ کی جس وصیت اور تقریر کا آپ نے اس شمارہ میں ذکر فرمایا ہے یہ گناہ گار اس تقریر میں حاضر تھا اور عالم ناسوت میں محدث کبیر کا یہ آخری جمعہ تھا جس میں شرکت تحریمہ کی سعادت اس گناہ گار نے بھی حاصل کی الحمدللہ، حضرت قدس سرہ العزیز سخت علیل تھے خطاب کے بعد ایک نعت آبدیدہ ہوکر پڑھی۔ ازدیاد حب نبوی ﷺ کے لئے بھیج رہا ہوں اگر بہتر سمجھیں الحق کے کسی شمارہ میں شائع کردیں۔ نعت صفحہ منسلکہ پر درج ہے۔ شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا۔

والسلام مخلص دعاگو قاضی زاہد الحسینی

(نعت شریف)

اے آن کہ ہمہ رحمت مہداۃ قدیری — باراں صفت و بحر ہمت ابر مطیری
معراج تو کرسیٔ شدۂ وسبع سماوات — فرشِ قدمت عرش بریں سدرہ سریری
برفرق جہاں پایہ پائے توشدہ ثبت — ہم صدر کبیری وہمہ بدر منیری
ختم رسل و نجم سبل صبح ہدایت — حقا کہ نذیری تو والحق کہ بشیری
آدم بصف محشر و ذریت آدم — درظل لوایت کہ امامی و امیری
یکتا کہ بود مرکز ہر دائرہ یکتا — تا مرکرز عالم توئی بے مثل ونظیری
ادراک بختم ست وکمال ست بخاتم — عبرت بخواتیم کہ دردورِ اخیری
امی لقب وماہ عرب مرکز ایمان — ہرعلم و عمل راتو مداری ومدیری
عالم ہمہ یک شخص کبیرست کہ اجمال — تفصیل نمودند دریں دیرسدیری
ترتیب کہ رتبی است چو واکردہ نمودند — درعرصہ واسراء توخطیبی وسفیری
حق است وحقے ہست چوممتاز باطل — آں دین نبی ہست اگرپاک ضمیری
آیات رسل بودہ ہمہ بہتر وبرتر — آیات تو قرآنٔ ہمہ دانی ہمہ گیری
آں عقدۂ تقدیر کہ از کسب نہ شد حل — حرف توکشودہ کہ خبیری و بصیری
کانراکہ جزاخواندۂ آں عینِ عمل ہست — بگذر زحفاف ونگرے آنچہ پذیری
اے ختم رسل امت تو خیر امم بود — چوں ثمرہ کہ آید ہم در فصل نصیری
کس نیست ازیں امت تو آں کہ چوانور[2] — باروئے سیہ آمدہ وموئے زریری

---

[1] جس وصیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ میری تمہید کے ساتھ حسب ذیل ہے:۔

(قادیانیت کے بارہ میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی آخری وصیت)

علماء اور دیگر مسلمان اٹھ کر غیر ایمانی کا ثبوت دیں قادیانی یہود ونصاریٰ اور ہندوؤں سے بڑھ کر اسلام کے دشمن ہیں

علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ العزیز شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کو مرزائیت سے اس قدر نفرت تھی اور وہ اس فتنہ کو امت محمدیہ کے لئے اس حد تک خطرناک سمجھتے تھے کہ اپنی وفات سے صرف چند دن پہلے جبکہ مرض کا سخت دورہ پڑا ہوا تھا آج سے بیالیس سال قبل پالکی میں سوار ہوکر جامع مسجد دیوبند میں تشریف لائے اور قوم کو اپنی آخری وصیت سنائی جو درج ذیل ہے۔ آج جب کہ یہ فتنہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک چیلنج ہے، ہم علماء اور دیگر مسلمانوں کو ان کا احساس فرض تازہ کرانے کے لئے مرحوم کا یہ نادر الوداعی خطبہ پیش کررہے ہیں۔ (سمیع الحق) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

[2] حضرت شاہ صاحبؒ کا تخلص احقر تھا مگر کبھی کبھی انور بھی ارشاد فرمادیتے اس شعر میں مصرع ثانی کی مناسبت سے انور ارشاد فرمایا (زاہد الحسینی)

حامداً ومصلیا ومسلماً۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محمد انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہٗ بحیثیت ایمان واسلام واخوت دینی اور امت مرحومہ محمدیہ ﷺ کے اعضاء ہونے کے لحاظ سے کافۂ اہل اسلام خواص وعوام کی عالی خدمت میں عرض گزار ہے کہ اگر چہ فتنے اور طرح طرح کے حوادث اور واردا تیں اس دین سمادی پر وقتاً فوقتاً گزرتی رہی ہیں اور باوجود اس کے کہ آخری پیغام خدائے برحق کا یہ ہے کہ:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا. ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین و کان اللہ بکل شیی علیما۔	آج کے دن میں نے دین تمہارا کمال کو پہنچایا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام پر ہی تمہارا دین ہونے کے لئے راضی ہوا۔ نہیں محمد کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے لیکن ہیں رسول خدا کے اور خاتمہ پیغمبروں کے اور خدا ہر چیز کا اپنے امور میں سے عالم ہے۔

اور اس کے قطعی الدلالۃ ہونے پر بھی امت محمدیہ کا اجماع منعقد ہو گیا اور ختم نبوت کا عقیدہ دین محمدی کا اساسی اصول قرار پایا جس امت نے ہم تک یہ آیت پہنچائی اس نے یہ مراد بھی پہنچائی اور اسی دعویٰ پر مسلیمہ کذاب اور اسود کاذب کو قتل کیا اور بڑا کفر دونوں کا یہ دعویٰ قرار دے کر کذاب مشتہر کیا اور باقی جرائم کو کذب کے ماتحت رکھا مگر پھر بھی بحکم حدیث نبوی بہت سے دجالوں نے نبوت کے دعوے کئے اور ان کی حکومتیں بھی رہیں اور بالآخر واصل بجہنم ہوئے۔ ہمارے اس منحوس زمانہ میں جو یورپ کی افتاد سے ایمان اور خصائل ایمان کی فنا کا زمانہ ہے۔ منشی غلام احمد قادیانی کا فتنہ درپیش ہے اور گذشتہ فتنوں سے مزید اور شدید ہے اور حکومت وقت بھی بمقابلہ مسلمانوں کے قادیانی جماعت کی امداد واعانت کر رہی ہے۔ یہ جماعت بہ نسبت یہود ونصاریٰ اور ہنود کے اہل اسلام کے ساتھ زیادہ عداوت رکھتی ہے۔ کوئی چیز ان کے اور اہل اسلام کے درمیان مشترک اور اتحادی باقی نہیں رہی۔ منشی غلام احمد قادیانی جو اس زمانہ کا دجال اکبر ہے۔ بیس جزو وحی قرآن مجید پر اضافہ کرتے ہیں۔ کوئی ان کی اس بیس جزو وحی کا انکار کرے اور ان کو نبی نہ مانے وہ ان کے نزدیک کافر ہے اور اولاد زنا ہے اور کوئی اسلامی تعلق مثل جنازہ کی نماز اور نکاح کے اس کے ساتھ جائز نہیں۔ پھر قرآن مجید کی تفسیر اس نے کل اپنے قبضہ میں رکھی ہے۔ دوسرے کسی کا کوئی حصہ نہیں لگتا۔ جیسے فارسی مثل ہے۔ ع

خوردن زمن لقمہ شمردن از تو

اس تفسیر کے مطابق خواہ کل امت کے خلاف ہو سب اس کے نزدیک گمراہ ہیں۔ حدیث پیغمبر اسلام کی جو اس کی وحی کے موافق نہ ہو اس کی نسبت اس کی تصریح ہے کہ ردی کے ٹوکرے میں پھینک دی جائے۔ ان دو اصول اسلام یعنی کتاب اور سنت کی تو اس کے نزدیک یہ حاصلات ہے اور بحسب تصریح اس کے اس پر شریعت بھی نازل ہوئی ہے اور بمقابلہ اس عقیدہ اسلامیہ کے کہ بعد ختم نبوت کے آئندہ کوئی شریعت نہ ہوگی۔ صریح ادعاء شریعت کیا ہے اور نیز اس کا اعلان ہے کہ آئندہ حج قادیان کا ہوا کریگا۔ نیز جہاد شرعی اس کے آنے سے منسوخ ہو گیا اور پیغمبر اسلام ﷺ کے معجزات تو تین ہزار ہی نقل ہوئے ہیں۔ منشی غلام احمد قادیانی کے تین لاکھ اور دس لاکھ تک ہیں۔ جن میں تحصیل چندہ کی کامیابی بھی شمار ہے اور اس کے اشعار ہیں۔ ؎

زندہ شد ہر نبی بآمد نم — ہر رسولے نہاں بہ پیر ہنم

آنچہ حق داد ہر نبی راجام — داد آں جام مرا بہ تمام

نیز اپنی مسیحیت کی تولید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کہ جن پر ایمان جزو دین محمدی ہے ایسی توہین کی ہے کہ جس سے دل اور جگر شق ہوتا ہے اور اس کے نزدیک تحقیقی توہین ہے۔ الزامی یا بقول نصاریٰ تو در کنار۔ رہی توہین عیسیٰ علیہ السلام میں علاوہ اپنی تحقیقی کے ایک اور طریقہ بھی اختیار کیا ہے کہ نقل نصاریٰ کے سر رکھ کر توہین سے اپنا دل ٹھنڈا کرتا ہے۔ ع گفتہ آید در حدیث دیگراں۔ یہ معاملہ بیشتر اسی پیغمبر برحق کے ساتھ کیا ہے تا کہ عظمت ان کے لوگوں کے دلوں سے اتار دے اور خود مسیح بن بیٹھے۔ اس واسطے ہنود کے پیشواؤں کے ساتھ ایسا نہیں بلکہ توقیر کی ہے اور ایسے ہی بزرگان اسلام امام حسین وغیرہم کی تحقیر اور تعلیٰ میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ غرض یہ کہ اس دجال کی دعوت اس کے نزدیک سب انبیاء اور رسل صلوٰۃ اللہ علیہم سے بڑھ چڑھ کر اور افضل واکمل ہے۔ علمائے اسلام نے اس فتنہ کے استیصال میں خاصی خدمتیں کیں۔ مگر وہ خدمتیں انفرادی اور خصوصی تھیں۔ اس وقت کہ ایک لطیفہ غیب نمودار اور نمایاں ہوا ہے کہ مجاہد ملت جناب سامی القاب مولوی ظفر علی خان صاحب دام ظلہٗ اس خدمت کا فرض ادا کر رہے ہیں۔ جسکی وجہ سے اس وقت جناب ممدوح اور ان کے رفقاء جناب مولوی عبدالحنان صاحب اور جناب مولوی لال حسین صاحب اختر اور احمد یار خان صاحب سپرد حوالات ہیں ہم کو کچھ حمیت اور حمایت اسلام سے کام لینا چاہیے۔ اہل خطہ کشمیر سمجھ اور بوجھ لیں کہ جو کچھ قادیانی جماعت ان کی امداد کر رہی ہے وہ اہل خطہ کے ایمان کی قیمت ہے اور ناممکن ہے کہ کوئی امداد اور ہمدردی اس فرقہ کی ایمان خریدنے کے سوا ہو۔ ؎

دانی کہ چنگ دعود چہ تقریر می کنند — پنہاں کوائد بادہ کہ تکفیر می کنند

اور جن لوگوں نے اس فرقہ کے ساتھ کسی قسم کی رواداری برتی ہے وہ خطرہ میں ہیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہ کوئی معمولی بیعت ہے بلکہ ایک چھوٹی پیغمبری سے ایک بڑی پیغمبری قادیانی میں تحویل ہونا ہے اور جس کا جی چاہے ان عقائد ملعونہ قادیانی کا ثبوت ہم سے لے لے اور اس شدید وقت میں کہ وطن کو بے خبر کر کے ایمان پر چھاپہ مارا گیا ہے۔ کچھ غیرت ایمانی کا ثبوت دے جن حضرات نے اس احقر ہیچمیرز سے حدیث شریف کے حروف پڑھے ہیں جو تقریباً دو ہزار ہوں گے۔ وہ اس وقت کچھ ہمدردی اسلام کر جائیں اور کلمۂ حق کہہ جائیں اور انجمن دعوت وارشاد میں شرکت فرمائیں۔

اس فرقہ کی تکفیر میں توقف یا تو اس وجہ سے ہے کہ صحیح علم نصیب نہیں ہوا اور اب تک ایمان اور کفر کا فرق ہی معلوم نہیں اور نہ کوئی حقیقت محصلہ ایمان کی ان کے ذہن میں ہے اور یا کوئی مصلحت دنیاوی دامنگیر ہے ورنہ اسلام کوئی نسبی اور نسلی لقب نہیں ہے جیسے یہود اور ہنود کہ زائل نہ ہوا اور جو کوئی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہے بس وہ قومی نسبی لقب یا ملکی وشہری نسبت کی طرح لاینفک ہی رہے۔ بلکہ عقائد اور عمل کا نام ہے اور ضرورت قطعیہ اور متواترات متوارثہ میں کوئی تاویل یا تحریف بھی کفر والحاد ہے۔ زندقہ والحاد اس کو کہتے ہیں کہ سچے دین کو گڑ بڑ کر دے اور یہ کھلے کفر سے بدتر ہے۔ یہی اس دجال کی تعلیم کا حاصل ہے جب کوئی ایک حکم قطعی اور متواتر شرعی کا انکار کر دے۔ وہ کافر ہے خواہ اور بہت سے کام اسلام کے کرتا ہو۔ ان اللہ لیوید الدین بالرجل الفاجر۔ اسی میں وارد ہوا ہے۔ حق تعالیٰ صحیح علم اور صحیح سمجھ اور توفیق عمل نصیب کرے۔ آمین (۱۲ ذی قعدہ ۱۳۵۱ھ)

(۷)

۱۴فروری ۱۹۷۵ء (قادیانی پیغام صلح کا اقتباس)

محترمی زید مجدکم! سلام مسنون، حسب الارشاد گرامی پیغام صلح کا اقتباس من وعن نقل کر کے ارسال کر رہا ہوں۔ اصل پرچہ ریکارڈ میں محفوظ ہے مگر اس پرچہ یعنی پیغام صلح ۲۹ رجنوری ۱۹۷۵ء میں دوسرا مضمون بطور مقالہ افتتاحیہ بھی قابل غور ہے۔ اگر یہ پرچہ کہیں سے حاصل کر لیں تو بہت بہتر ہے۔ والسلام مخلص از کیمبل پور زاہد الحسینی

(۸)

۱۱ستمبر ۱۹۷۵ء (قابل مدرس کی تلاش)

عزیز گرامی قدر زید فضلکم و علمکم و عملکم سلام مسنون! امید ہے حضرت دامت برکاتہم کی صحت اب بحال ہو چکی ہوگی ہم گناہ گاروں کی دعا ہے کہ خداوند قدوس ہماری سرپرستی کیلئے صحت کاملہ اور حیات طویلہ عطا فرمادیں۔ آمین، احقر کی طرف سے سلام مسنون اور درخواست دعا پیش فرمادیں۔ الحق ماہ گزشتہ کا نہیں ملا۔ مانع بالخیر باد۔ میں جامعہ مدنیہ کیلئے کسی قابل اور مناسب مدرس کیلئے پریشان ہوں مدرس صاحب معقولات منقولات پڑھانے کا کم از کم پانچ سالہ تجربہ کار اور سردست چار پانچ طلبا ساتھ لا سکے۔ حضرت کے تلامذہ میں سے کوئی تلمیذ رشید اگر مہیا ہو سکے تو بہتر ہے مشاہرہ وغیرہ جو آپ مقرر فرمادیں گے بلا ترمیم انشاء اللہ منظور ہوگا۔ جناب ناظم صاحب مولانا محمد ہاروت صاحب و دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا۔ محمد ارشد سلام رسان اور دعاء کا محتاج ہے۔

والسلام مخلص دعا گو طالب دعا از کیمبل پور

(۹)

۱۲۷ستمبر ۱۹۷۵ء (خواب میں شیخ الحدیث کی زیارت)

عزیز گرامی قدر زید مجدکم سلام مسنون! امید ہے حضرت مدظلہم العالی اب روبصحت ہونگے احقر نے اس دن خواب دیکھا کہ حضرت ہماری مسجد میں تشریف لائے ہیں نماز عصر کا وقت ہے پاؤں میں ہوائی چپل ہیں اور صحت مند ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس شفاء کاملہ عاجلہ سے سرفراز فرمائے۔ آمین، جس مدرس صاحب کی جناب نے نشان دہی فرمائی تھی انکو اسی دن واپسی خط لکھ دیا تھا مگر تا حال جواب نہیں آیا اللہ بہتر فرمادیں۔ حضرت کی خدمت میں اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا۔ انشاء اللہ رمضان کے بعد حاضر ہونگا۔ مدرس صاحب کی طرف ضرور توجہ فرمادیں۔ والسلام مخلص دعا گو طالب دعا از کیمبل پور

(۱۰)

۱۱نومبر ۱۹۷۵ء (مولوی محمد شریف کی تقرری اور معذرت)

عزیز گرامی قدر سلام مسنون، امید ہے آپ بہ عافیت ہونگے۔ جناب مولوی محمد شریف صاحب نے کافی انتظار کے بعد یہاں آ کر میرے ساتھ مشاہرہ مبلغ ۲۵۰ وغیرہ کا فیصلہ کیا اور یہ فرمایا کہ چند ایام تک آ کر کام شروع کر دیا جائے گا ہم اسی انتظار میں تھے کہ کل انکا خط آیا کہ مقتدی انکو مجبور کرتے ہیں اسلئے وہ اب معذور ہیں۔ میں یہ عریضہ صرف آپکی اطلاع کیلئے ارسال خدمت کر رہا ہوں اور دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے طبقہ پر اپنا رحم و کرم فرمادے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہم العالی کی خدمت میں خادم کا سلام مسنون اور

درخواست دعا۔ کیا مولانا شیر علی صاحب[1] حجاز واپس چلے گئے ہیں۔ والسلام طالب دعا از کیمبل پور

(۱۱)

(الارشاد کا مدنی نمبر)

۲۳/فروری ۱۹۷۸ء

محترمی سلام مسنون! الارشاد کا مدنی نمبر اور اس سے پہلے بھی چند رسائل ارسال کئے جا چکے ہیں ان پر تبصرہ فرما کر ممنون فرمادیں۔ دور حاضر میں ان گستاخوں اور بے ادبوں کا جواب دینا ہمارا شرعی اور اخلاقی فریضہ ہے اسلئے الارشاد مدنی نمبر پر تبصرہ اولین فرصت میں فرما کر ممنون فرمادیں۔ والسلام: مخلص زاہد الحسینی کیمبل پور

(۱۲)

(دعوات حق اور مقام صحابہ پر الارشاد میں تبصرہ)

۷/ربیع الاول ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۶ جنوری ۱۹۸۰ء

عزیز گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم و فضلکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آج کی ڈاک سے دعوات حق اور مقام صحابہ[2] کا ایک ایک نسخہ ملا۔ یادفرمائی کا شکریہ۔ چونکہ جنوری کا الارشاد شائع ہو چکا ہے اور فروری کا شائع نہ ہوگا اسلئے ان شاء اللہ مارچ کے سیرت نمبر میں تبصرہ آجائے گا۔ یہ عریضہ صرف رسیدگی کی اطلاع ہے۔ اگر یاد رہے تو حضرت دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا پیش کردیں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ والسلام مخلص دعا گو و دعا جو

(۱۳)

(صد سالہ جشن دیوبند)

۵/مارچ ۱۹۸۰ء

عزیز گرامی قدر سلام مسنون! امید ہے دیوبند[3] جانے کی اجازت تو مل جائے گی مگر یہ معلوم نہیں کہ اپنی موٹر ساتھ لے جاسکتے ہیں یا نہیں اگر آپ کے پاس ایسی کوئی اطلاع ہو تو مطلع فرمادیں کیونکہ ریل میں تو سفر کرنا مشکل ہے اگر کار پر سفر کی اجازت ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔ آپ کوشش بھی فرمادیں اور پھر مجھے مطلع فرمادیں۔ والسلام مخلص زاہد الحسینی

(۱۴)

(شیخ الحدیث کو دعوت تشریف آوری ○ اکابر کی آمد و زیارت سے روحانی برکات کا نزول)

۱۰/شوال ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۱/اگست ۱۹۸۱ء

عزیز گرامی قدر زید مجدکم و فضلکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے جناب بہ عافیت ہونگے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مزید نوازیں آمین۔ آپ کی حسب تجویز جناب ڈاکٹر محمد امین صاحب ممبر مجلس شوریٰ جامعہ مدنیہ حاضر خدمت ہو رہے ہیں امید ہے جناب نے حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم سے یہاں تشریف لانے کی تاریخ مقرر کی ہوگی میرا اپنا خیال یہ ہے کہ چونکہ آج کل موسم سازگار نہیں گرمی کا زور بھی ابھی نہیں ٹوٹا اسلئے اگر ۶/ستمبر، ۲/ذی قعدہ بروز بدھ وار تاریخ منظور فرمالیں تو زیادہ بہتر ہے۔ صبح گاڑی ارسال خدمت کردی جائے گی۔ یہاں تشریف لا کر ماحضر تناول فرمادیں اور پھر بعد از نماز ظہر چند منٹ بخاری جلد دوم کے درس کا افتتاح فرمادیں ہمارے لیے بہت بڑی سعادت ہے۔ آمد و رفت میں انشاء اللہ حتی المقدور آرام کا خیال رکھا جائے گا۔ تاریخ کے تعین اور ردوبدل میں حضرات کی رائے کا

---

[1] ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ مدرس حقانیہ۔ [2] خطبات حضرت قدس سرہ کے دو مجموعے مرتبہ احقر سمیع الحق

[3] جشن صد سالہ دارالعلوم دیوبند کے سلسلہ میں

اعتبار ہوگا۔میری غرض صرف یہی ہے کہ آج کے لادینی دور میں ایسے اکابر کی تشریف آوری سے کئی روحانی برکات کا نزول ہوتا ہے ملاقات کرنے والوں پر ہماری اکابر کی برکات کا اثر پڑتا ہے اور مجھے خود بھی روحانی مسرت حاصل ہو جاتی ہے اس میں شک نہیں کہ حضرت کی صحت اس قابل نہیں مگر ہمارے لیے بھی تو اور کوئی چارہ کار نہیں اور اس گناہ گار کا تو بطور خادم قدیم ہونے کے کچھ حق بھی ہے جب دارالعلوم حقانیہ کسی کے خواب وخیال میں بھی نہ تھا اس وقت سے یہ خادم حاضر باش ہے اسلئے کبھی کبھی گستاخی کر لیتا ہے۔حضرت کی خدمت میں خادمانہ سلام،احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔مخلص قاضی زاہد الحسینی،

نوٹ: ۱۷راگست،۲۴راگست،۶،۷،۸ستمبر،احقر کے سابقہ پروگرام طے شدہ ہیں اسلئے یہ تاریخیں نہ ہوں۔

(۱۵)

(شیخ الحدیث وقت کے عظیم محدث کے درس بخاری سے افتتاح)

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب سلام مسنون!وقت کے عظیم محدث استاذ العلماء مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک انشاء اللہ ۱۷ رذیقعدہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۷ ستمبر ۱۹۸۱ء بروز جمعرات بعد از نماز ظہر اڑھائی بجے جامعہ مدنیہ اٹک شہر میں بخاری شریف جلد دوم کے درس کا افتتاح فرمائینگے۔اگر آپ اس مبارک علمی،دینی،روحانی مجلس میں شرکت کر سکیں تو بہت بہتر رہے گا۔سماع حدیث کے ساتھ ساتھ ایک عالم ربانی کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو جائے گا درس کے بعد مدرسہ کی طرف سے مختصر سی چائے پیش کی جائے گی۔الداعی الی الخیر۔ قاضی محمد زاہد الحسینی مہتمم

(۱۶)

(شیخ الحدیث دور حاضر کے محدث کبیر کے انوار روحانی سے درودیوار منور)

۱۹ رذی قعدہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۸۱ء

عزیز گرامی قدر زید مجدکم!السلام علیکم ورحمۃ اللہ،احقر جناب کا اور دوسرے عزیزوں کا صدق دل سے شکر گزار ہے کہ آپ حضرات کی محنت اور شفقت سے دور حاضر کے محدث کبیر مشفق احقر حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے ہم گناہ گاروں کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور یہ درودیوار انکے روحانی انوار سے منور ہو گئے۔ادام اللہ برکاتہم،اس میں شک نہیں کہ اس گناہ گار نے حضرت کو کافی بدنی تکلیف پہنچائی۔مگر اس سے اس علاقہ میں جو علمی اور روحانی برکات پھیلے ہیں وہ اسی صورت میں ہو سکتے تھے۔یہ عریضہ شکریہ کے لئے ارسال خدمت ہے میں خود بھی کسی وقت حاضر خدمت ہونگا۔کسی مناسب وقت حضرت کی خدمت میں خادم کا شکریہ عرض کر دیں عزیز گرامی قدر انوار الحق کی خدمت میں بھی سلام۔آپکا تشریف لانا ابھی باقی ہے۔ والسلام طالب دعاء حسن خاتمہ زاہد الحسینی

(۱۷)

(الارشاد میں شیخ الحدیث کا خطاب سوانحی خاکہ کی طلب)

۱۷ انومبر ۱۹۸۱ء

عزیز گرامی قدر بارک اللہ فی مرامک!سلام مسنون،آج کی ڈاک سے تازہ الارشاد ارسال ہے اس میں حضرت شیخ الحدیث کا خطاب اور چند دیگر شذرات حضرت کے متعلق ملاحظہ فرمادیں اور حضرت کا سوانحی خاکہ ارسال فرمادیں تاکہ مستقل کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ راشد[1] آج کل بی اے کا امتحان دے رہا ہے اسلئے حاضر نہ ہوسکا انشاء اللہ چند ایام تک آجائیگا احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔حضرت دامت برکاتہم کی خدمت میں خادمانہ سلام اور درخواست دعا۔ زاہد الحسینی

---

[1] حضرتؒ کے دوسرے فرزند فاضل حقانیہ جو کیڈٹ کالج حسن ابدال میں دینی وعلمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(۱۸)

(ناچیز کی حوصلہ افزائی O جامعہ مدنیہ سے علمی تعلق قائم ہونے کی خواہش)

۱۰؍صفر ۱۴۰۲ھ مطابق ۸؍دسمبر ۱۹۸۱ء

سعید الدارین عزیز اکابر واصاغر مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم! اللہ تعالیٰ کا بے انتہاء شکر ہے کہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم اپنی آنکھوں سے اپنی علمی اور روحانی محنت کا اثر اور ثمرہ سے بہ چشم خود ملاحظہ فرمارہے اللھم زد فزد اور بڑی خوشی یہ ہے کہ ہم خدام آپ کو حضرت کا نقش ثانی پارہے ہیں اللہ تعالیٰ آپکو نظر بد سے محفوظ رکھ کر مزید سعادتوں سے نوازیں آمین۔ حضرت کا خطاب الارشاد میں طبع ہوچکا ہے اگر اسمیں کچھ اضافہ اور حک کرنا ہو تو مطلع فرمادیں تاکہ کتابت کی تکمیل کردی جائے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے مدرسہ کے درجہ حدیث کا سہ ماہی امتحان دارالعلوم کا کوئی استاذ حدیث لے اگر آپ اس جمعہ (۱۳صفر) کو کسی بھی استاذ حدیث کو یہاں تشریف لانے کی اجازت دیں تو بہتر ہے۔ ہمارے ہاں سردست مشکوٰۃ میں دو طلباء ہیں اور بخاری، مسلم، ترمذی میں بھی دو ہیں۔ دونوں اردو بولتے ہیں امتحان تقریری ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ جامعہ مدنیہ کا علمی تعلق بھی دارالعلوم سے ہوجائے۔ زیادہ خیریت ہے۔ حضرت دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ مخلص: دعا گو و دعا جو محمد زاہد الحسینی

(۱۹)

(دارالعلوم کے استاد حدیث امتحانات لیں O بڑے بھائی قاضی انوار الحق کا انتقال)

۱۸صفر ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۶؍دسمبر ۱۹۸۱ء

عزیز گرامی قدر سلام مسنون اوعلیہ وامنیہ، اگر آپ پرسوں بروز جمعہ صبح کسی استاذ حدیث دارالعلوم کو یہاں آنے کی تکلیف دیں تاکہ موصوف یہاں کے درجہ حدیث کے چند طلباء کا تقریری طور پر سہ ماہی امتحان لے لیں تو بہتر رہے گا۔ دو طلباء مشکوۃ میں ہیں اور دو طلباء بخاری، مسلم، ترمذی میں ہیں تھوڑے سے وقت میں انشاء اللہ موصوف کو فارغ کردیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ جامعہ مدنیہ کا تعلق آپکے ساتھ رہے۔ برکات حدیث کتابت کیلئے بھیجدی ہے انشاء اللہ جلد ہی پروف آجائے گا تو وہ بھی میں بھیج دونگا تاکہ اسپر بھی نظر ثانی ہوجائے۔ میرے بڑے بھائی قاضی انوار الحق صاحب کا اس جمعہ کو ساڑھے گیارہ بجے انتقال ہوگیا ہے اور ۸ بجے شب جنازہ کرکے انکو دفن کردیا ہے انکی مغفرت کی دعا فرمادیں احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ والسلام: مخلص دعا گو محمد زاہد الحسینی

(۲۰)

۲۹؍صفر ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۷؍دسمبر ۱۹۸۱ء (وفاقی کونسل میں شمولیت پر مسرت اور دعائیں)

عزیز گرامی قدر سعید الدارین زید مجدکم! سلام مسنون، اخبار سے آپ کے قومی کونسل[1] کیلئے انتخاب کا پڑھ کر دلی مسرت ہوئی مخلصانہ مبارک باد قبول فرمادیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو اپنی قابلیت وفہم وفراست کی برکت سے ملک میں آئین اسلامی کے عملی نفاذ کیلئے توجہ کرنے کی توفیق عطا فرمادیں اور اسی کی جناب کے علم وفضل فہم وتدبر سے امید کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب کا حامی اور ناصر ہو۔

والسلام: مخلص دعا گو محمد زاہد الحسینی

---

[1] وفاقی مجلس شوریٰ پاکستان

(۲۱)

۲۱رج۔۲ ۱۴۰ھ مطابق ۱۸؍مارچ ۱۹۸۲ء (تشریف آوری کی اطلاع)

محترم المقام مولانا الحاج سمیع الحق صاحب زید مجدکم وفضلکم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ،گرامی نامہ برائے حاضری ۲۱؍مارچ باعث شرف ہوا۔یہ گناہ گار تو اس قابل نہیں مگر آپ حضرات کی نظر کرم ہے کہ ایسے اہم مواقع پر یاد فرمالیا کرتے ہیں۔انشاء اللہ ۲۱؍مارچ تین بجے تک حاضر خدمت ہوجاؤنگا۔حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں خادمانہ سلام اور درخواست دعا۔ مخلص خادم زاہد الحسینی

(۲۲)

۳شعبان معظم ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۷؍مئی ۱۹۸۳ء (علالت پر بخار کا مجرب تعویذ)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم، سلام مسنون!کل گزشتہ محدث کبیر حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم اور عزیز مقتدر مولانا انوار الحق صاحب نے تشریف لاکر اس گناہ گار کو خصوصاً اور شرکاء تقریب کو عموماً بے پناہ نوازشات سے نوازا،دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کرم فرماؤں کا سایہ ہمایہ ہم گناہ گاروں کے سروں پر تادیر قائم اور دائم رکھے۔آمین،اس گناہ گار کی طرف سے حضرت کی خدمت میں خادمانہ شکریہ پہنچادیں ان ہی سے آپ کی علالت کا علم ہو کر فکر لاحق ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دین قیّم کی خدمت کیلئے آپکو صحت کاملہ اور شفاء عاجلہ سے سرفراز فرمادیں۔آمین،اسی لفافہ میں ایک بند تعویز ہے جو ہمارے بزرگوں کا بخار کیلئے مجرب نقش ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو سفید کپڑے میں سلائی کر کے گلے میں پہن لیں انشاء اللہ بخار اتر جائیگا۔کارآمد ہونے کی صورت میں اسے سنبھال رکھیں خدانخواستہ کسی بھی محموم کے گلے میں باندھ دینے سے بفضلہ تعالیٰ وکرمہ صحت ہوجائیگی۔اگر اپنی صحت سے مطلع فرماسکیں تو ممنون ہونگا۔ والسلام مخلص دعا گو ودعا جو زاہد الحسینی

(۲۳)

(اساتذہ۔مولانا سعد الدین جلالہ،مولانا عبد الغنی،مولانا عبد اللہ جان،مولانا محمد یوسف وغیرہ کا تذکرہ)

۲۳؍جون ۱۹۸۳ء

محترم المقام جناب ایڈیٹر ماہنامہ الحق! زید مجدکم۔سلام مسنون۔الحق کا تازہ شمار بابت ماہ شعبان ۱۴۰۳ (مئی ۱۹۸۳) ملا اللہ تعالیٰ اس ماہنامہ کو اپنی رحمت کے ساتھ تاقیام قیامت جاری وساری رکھے۔آمین۔اسی شمارہ کے ص ۲۳ سے تا ص ۲۸ میں حضرت مولانا عبد الحلیم صاحبؒ کے تذکرۂ مرتبہ مولانا عبد الحلیم افغانی میں ان کے زمانہ قیام جلالیہ علاقہ چھچھ کا حصہ پڑھا۔چونکہ احقر خود اس علاقہ کے ہیں۔اور خود بھی جلالیہ ہی میں ۱۹۳۰ء میں جلیل القدر اساتذہ کی خدمت میں رہ چکا ہے۔اس لئے عرض ہے کہ جلالیہ میں عبد الشکور نامی کوئی ایسے استاذ نہیں گزرے بلکہ مولانا عبد الحلیم مرحوم کے استاذ گرامی کا اسم گرامی مولانا سعد الدین ہے جو کہ مولانا عبد الحئی لکھنوی کے شاگرد تھے۔مولانا سعد الدین کے دو صاحبزادے تھے ایک کا نام مولانا عبد الشکور تھا جو معتبر حکیم کے نام سے مشہور ہوئے چند سال سے واصل بالآخرۃ ہوچکے ہیں۔دوسرے صاحبزادے مولانا عبد الغنی صاحب ہیں جو حضرت مدنی کے شاگرد ہیں اور آج کل دار العلوم کھڈہ کراچی میں شیخ الحدیث ہیں۔اس گناہ گار نے بھی مولانا سعد الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شرح جامی پڑھی ہے۔جبکہ اس زمانہ میں جلالیہ میں تین جید علماء کرام تدریس فرمارہے ہیں۔مولانا عبد اللہ جان صاحب مرحوم کافیہ اور الہیٰہ ان سے پڑھا ہے۔مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم ان سے میں نے شرح تہذیب پڑھی ہے۔مگر قیام حضرت مولانا سعد الدین صاحب کی مسجد میں تھا۔اس میں شک نہیں کہ بہت ہی زیادہ شفیق

تھے اس گناہ گار کو شرح جامی ایسی حالت میں پڑھائی کہ بینائی بہت کمزور ہو چکی تھی۔ کتاب آنکھ کے ساتھ لگا کر پڑھایا کرتے تھے ''رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ'' میرے خیال میں مولانا اثر افغانی کو مغالطہ ہوا ہے۔ اگر مزید تحقیق کے بعد اس تصحیح کو شائع فرمادیں تو بہتر ہے کہ یہ باتیں بعد میں ریکارڈ بن جاتی ہیں۔ والسلام: مخلص قاضی محمد زاہد الحسینی اٹک شہر

(۲۴)

۲۱ محرم، ۱۷/۱۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء (مولانا درخواستی کی آمد اکوڑہ)

عزیز گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب سلام مسنون! اخبارات سے معلوم ہوا کہ حضرت درخواستی[1] دامت برکاتہم اس جمعہ (۱۹/۱۰/۸۴) کو نماز جمعہ آپکے ہاں پڑھیں گے اور نماز عشاء یہاں ادا فرمائیں گے اس سے مجھے تو بڑی مسرت اور خوشی ہوئی مگر ہمارے ضلع میں تو بیرونی علماء کرام کی آمد پر پابندی ہے انشاء اللہ میں آج ڈی سی صاحب سے ملاقات کرونگا۔ اللہ تعالیٰ بہتر فرمادیں۔ حضرت دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام عاجزانہ اور درخواست دعا۔ سب بھائیوں کی خدمت میں سلام مسنون، مخلص خادم

(۲۵)

۲۶/نومبر ۱۹۸۴ء (ایک فاضل حقانیہ کا مقالہ)

محترم المقام جناب ایڈیٹر صاحب ماہنامہ الحق، سلام مسنون! آپ کے حقانیہ کے فارغ ایک عزیز کا تحریر کردہ مقالہ ارسال ہے ازراہ کرم اسے الحق کی قریبی اشاعت میں جگہ دیکر ممنون فرمادیں۔ والسلام زاہد الحسینی

(۲۶)

۱۰/مارچ ۱۹۸۵ء (۱۹۸۵ء انتخابات میں شیخ الحدیث کی کامیابی پر ملت کا اطمینان)

عزیز گرامی قدر زید مجدکم وفضلکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، احقر ۳/۸۵ر کو حاضر ہوا مگر آپ موجود نہ تھے۔ شکر ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کی زیارت کا شرف حاصل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ انکا سایہ رحمت تادیر سلامت رکھے۔ آمین، حالیہ انتخاب میں انکی کامیابی سے پوری ملت اطمینان سے ہے کہ اب انشاء اللہ اسمبلی میں کوئی قانون اسلام کے خلاف پیش نہ ہو سکے گا۔ چند ماہ پہلے محمد ارشد صاحب کا ایک مضمون فقہ حنفی کے متعلق ارسال کیا گیا تھا۔ اگر الحق میں آجائے تو بہتر ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔ محتاج دعا زاہد الحسینی

(۲۷)

۲۹ رجب ۲۱/اپریل ۱۹۸۵ء (صاحبزادہ ارشد الحسینی کا مقالہ)

عزیز گرامی قدر زید مجدکم سلام مسنون! آپ کے حسب ارشاد ارشد والا مضمون دوبارہ ارسال ہے اگر مناسب سمجھیں تو ابتداء میں اپنی طرف سے چند سطور تحریر فرمادیں۔ ان سے آپکے برادر خورد کی ہمت افزائی بھی ہوگی۔ دعا فرمایا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ان بھائیوں کو بھی آپکی طرح سعادتمند بنائے۔ آمین، حضرت دامت برکاتہم کی خدمت میں خادمانہ سلام مسنون، عزیزوں کو دعا۔ محتاج دعا زاہد الحسینی

(۲۸)

۱۶/مارچ ۱۹۸۶ء (سکول کے دینی تقریب میں شرکت کی دعوت)

گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب زید فضلکم! ٹیکسلا میں ہمارے عزیز اور آپ کے دلی خادم صلاح الدین صاحب ایک سکول بڑی محنت

[1] مولانا عبداللہ درخواستی امیر جمعیت علماء اسلام

سے چلا رہے ہیں ان کے ہاں ۲۰/۳/۸۶ کو ایک دینی تقریب ہے یہ گناہ گار بھی جائے گا وہ اگر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو انکو مایوس نہ فرمادیں زیادہ خیریت ہے۔ سب احباب کی خدمت میں سلام مسنون، حضرت دامت برکاتہم کی خدمت میں خادمانہ سلام اور درخواست دعاء حسن خاتمہ۔ مخلص زاہد الحسینی غفرلہ از اٹک شہر

(۲۹)

(تیمور کی مجلس میں جرجانی اور تفتازانی کا تفسیری مباحثہ)

۱۶/ مئی ۱۹۸۶ء

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب! سلام مسنون، آپ کی موقر ماہنامہ میں احقر کی ایک تقریر شائع ہوئی ہے جسکے لیے شکریہ! اسمیں ایک فروگزاشت ہے آئندہ شمارہ میں اسکو شائع فرما کر ممنون فرمادیں رسالہ کے ص ۲۵ پر یہ عبارت ہے ''ایک مناظرہ کرایا تیمور نے علامہ تفتازانی اور دوانی کے درمیان اسپر کہ اولئک میں کون سا استعارہ ہے تو تیمور نے تفتازانی کو کامیاب کیا'' حالانکہ یہ یوں ہونی چاہیے ''سید جرجانی اور سعدالدین تفتازانی کے درمیان تیمور کی مجلس میں اولئک علی ھدی من ربھم کی تفسیری بحث ہوئی کہ اسمیں استعارہ تبعیہ اور استعارہ تمثیلیہ جمع ہے تیمور نے سید جرجانی کی رائے کو ترجیح دی اسی غم میں سعدالدین چند دنوں کے بعد انتقال فرما گئے۔ والسلام مخلص زاہد الحسینی

(۳۰)

(اقبال اور شیخ مدنی کے درمیان ایک قضیۂ نامرضیہ)

عزیز گرامی قدر زید فضلہ سلام مسنون! میثاق لاہور اور ترجمان اسلام کی قریبی اشاعتوں میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا ایک گرانقدر مضمون بہ عنوان [1] اعتراف تقصیر شائع ہوا ہے اگر الحق میں شائع ہو جائے تو بہتر ہے۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم و دیگر اکابر کی خدمت میں سلام مسنون۔ والسلام مخلص زاہد الحسینی

(۳۱)

(پرویزی تحریفات)

عزیزم دعا، اگر الحق کی کسی قریبی اشاعت میں معارف القرآن سے پرویزی تحریفات کا نمونہ از ص ۵۴ نقل کر دیا جائے تو انشاء اللہ نافع ہوگا۔

والسلام محتاج دعا محمد زاہد الحسینی

(۳۲)

۱۰/۱۲

محترمی زید مجدکم! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ کا شکریہ، الحق قرۃ نواز ہوتا ہے، میں انشاء اللہ کسی قریبی وقت میں تعمیل ارشاد کر دونگا۔ عدیم الفرصتی زیادہ ہے ورنہ جلدی تعمیل کر دیتا۔ اپنی دعاؤں میں یاد فرمایا کریں۔ والسلام مخلص محمد زاہد الحسینی

(۳۳)

(تذکرۃ المفسرین پر تبصرہ)

محترمی زید مجدکم! سلام مسنون، رسالہ الحق بابت فروری باصرہ نواز ہوا، شکریہ، آپ نے حضرت قاضی صاحب کی مرتبہ تذکرۃ المفسرین پر

[1] علامہ اقبالؒ اور شیخ مدنیؒ کے درمیان ایک متنازعہ قضیۂ نامرضیہ کے بارہ میں پروفیسر سلیم چشتی مرحوم نے اپنے چشم کشا حقائق قلمبند کئے جس کے بعد بھی اس بحث کو جاری رکھنا صریح بددیانتی اور بدنیتی تعصب اور کینہ پروری کے سوا کچھ نہیں۔

جس عقیدت اور توجہ سے تبصرہ فرمایا اسکے لئے آپکو اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمادیں، اس تبصرہ کے آخر میں جناب نے جن تفاسیر کی نشاندہی فرمائی ہے میرے خیال میں یہ سب تفاسیر کتاب میں مذکور ہیں۔ شیخ ابوبکر بن شیبہ کی تفسیر نمبر ۳۹، محمد بن یوسف کی تفسیر نمبر ۲۱۰، شیخ ابوالقاسم اصفہانی کی تفسیر نمبر ۱۵۳، اور بقی بن مخلد کی تفسیر نمبر ۵۰۔ اس کتاب میں مذکور ہیں اسی طرح امام بخاری کے متعلق بھی صفحہ ۶۵ کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں اگر مزید کوئی علمی تحقیق ہو تو اس سے سرفراز فرمادیں حسب وعدہ الحق کیلئے حضرت کے درس قرآن کے فوائد ارسال ہیں قبول فرمادیں اور اپنی دعاؤں میں بھی یاد فرما کریں۔ والسلام مخلص محمد سلیمان قادری دارالارشاد کیمبل پور (خادم خاص حضرت قاضی صاحب)

(۳۴)

(مدرس کی طلب شیخ کی اختتامی تقریب میں شیخ الحدیث کی شرکت کی خواہش)

عزیز جلیل القدر زید مجد کم وفضلکم سلام مسنون! آپ کے ارسال کردہ مبلغ تیس روپے مل گئے یہ رقم آپ محفوظ رکھتے تو اچھا ہوتا رمضان المبارک کے بعد کام آجاتے۔ ہمارے مدرسہ کا اول مدرس صاحب امسال حج کو جارہے ہیں اگر آپ کوئی ایسا مدرس صاحب عطا فرمادیں جو کہ محرم تک شرح جامی نورالانوار وغیرہ پڑھا سکے تو بہتر ہے مشاہرہ جو مناسب فرمادیں گے ادا کر دیا جائے گا مگر مدرس اچھا ہو۔ ہماری مدت سے خواہش ہے کہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم جامعہ مدنیہ میں تشریف لائیں مگر تا حال کامیابی نہ ہوسکی اب آپکو ذریعہ بنایا جاتا ہے کہ اگر حضرت یکم ستمبر بروز بدھ تشریف لاسکیں تو بہتر ہے۔ اگر وہاں سے آمدورفت کا انتظام ہو سکے تو بہتر ورنہ ہم کر دیں گے۔ نماز ظہر کے بعد افتتاح اور نماز عصر کے بعد فراغت ہوجائیگی۔ اگر آپ منظوری دلوا سکیں تو مطلع فرمادیں تا کہ اس موقع پر دوسرے چند اکابر کو مدعو کیا جاسکے مگر اسباق کا افتتاح حضرت شیخ الحدیث ہی فرمادیں گے۔ مولانا محمد ہاروت صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

والسلام مخلص قاضی محمد زاہد الحسینی غفرلہ

(۳۵)

(آسان تفسیر سورۃ بقرہ برائے تبصرہ)

محترم سلام مسنون! عرصہ سے آسان تفسیر سورہ بقرہ برائے تبصرہ ارسال کی گئی ہے۔ اگر تبصرہ فرمایا ہو تو اس کی ایک کاپی ارسال فرمادیں۔

(فرزند حضرت قاضی صاحب) راشد الحسینی۔ ناظم دارالارشاد کیمبل پور

(۳۶)

(اسلامی حکومت کے قیام کا اصل مقصد علماء اور حکام کا فریضہ O سلطان سعود بن عبدالعزیز کا علماء سے ایک اہم خطاب)

فروری ۱۹۸۸ء

محترم المقام السلام علیکم! چونکہ اسلامی حکومت کے قیام کا مقصد اسلامی حدود کا عملی نفاذ ہے جس کے لئے قانون ساز اداروں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا باہمی تعاون نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اسی موضوع پر وقت کی اہم ضرورت کے پیش نظر سعودی عرب کے سابق فرماں روا سلطان سعود بن عبدالعزیز کے اس راہنما خطاب کا اردو زبان میں ترجمہ عام فائدہ کے لئے ارسال کیا جارہا ہے۔ جو آپ نے مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۷۸ھ مطابق ۴ نومبر ۵۸ء کو ایک دینی درسگاہ کے افتتاح پر ریاض میں فرمایا تھا۔

یہ مبارک دن جس میں اس درسگاہ کا افتتاح کر رہے ہیں میری زندگی کا سب سے زیادہ پُر مسرت دن ہے۔ کیونکہ اس درسگاہ سے پڑھ کر علماء مبلغین اور منتظمین نکلنے والے ہیں۔ بلاشبہ اس دن کی اہمیت وعظمت میرے نزدیک ان سب دنوں سے زیادہ ہے جو اب تک گذر چکے

ہیں۔
شیخ محمد ابراہیم اور شاہ سعود کا باہمی مشورہ اور عہد: پانچ سال پہلے ہم نے فضیلت مآب شیخ محمد بن ابراہیم سے مشورہ کیا تھا اور آج اس بات کو دہراتے ہوئے ہم کسی راز کا انکشاف نہیں کررہے کہ ہم نے شیخ ابراہیم سے مل کر یہ شکایت کی تھی کہ ہمارے یہاں علماء کی تعداد کم ہوتی جارہی ہے اور موجودہ حالات ایسے ہیں کہ اس دین مقدس اور شریعتِ مطہرہ کو ختم کرنے کی ہر طرف سے منظم سازشیں کی جارہی ہیں۔ چنانچہ ہم دونوں نے مل کر اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ ہم شانہ بشانہ مل کر اپنی کوششیں اس کام میں صرف کریں گے۔ اور علمی ترقیوں کے لئے اپنی پوری طاقت سے کام لیں گے۔ خواہ اس کے لئے ہمیں جو بھی کرنا پڑے۔ اللہ کا شکر واحسان ہے کہ اس نے ہماری نیتوں کو اور ہمارے ضمیروں کی خلش کو دیکھ کر وہ اسباب پیدا فرمائے کہ اس علم وعلمِ دین کی بارآوری ہماری مملکت کے اطراف واکناف میں ہونے لگی۔ ہم علیٰ رؤس الاشہاد یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم لوگ صرف بادشاہ نہیں ہیں بلکہ دراصل ہم لوگ اس دین کے مبلغ ہیں اور ہم اللہ سے عہد کرتے ہیں کہ اس دین حق کے پیام کو سر بلند رکھنے کی خاطر اپنی جانیں، تلواریں اور مال سب کچھ قربان کردیں گے۔ آپ اللہ کا نام لے کر آگے بڑھئے ہم آپ کے آگے آگے ہوں گے اور پیچھے سے آپ مدد کریں گے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ **ان عرض بلاء بنفسک فافد بما لک دون نفسک فان تجاوز البلاء فافد بنفسک دون دینک** ترجمہ: - اگر تمہاری جان کو خطرہ لاحق ہو تو مال کا فدیہ دے کر جان بچالو اور اگر خطرہ اس حد سے تجاوز کر جائے تو اپنی جان کا فدیہ دے کر دین کو محفوظ کرلو۔

بھائیو! حالات جیسے کچھ ہیں وہ سب آپ کے علم میں ہیں۔ شر وفساد کی آندھی جس طرح چل رہی ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ مُلحدوں نے ہر چہار طرف سے آپ کو گھیر رکھا ہے اور وہ اس دینِ حنیف کو منہدم کرنا چاہتے ہیں لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اس دین کے لئے اپنی جانیں مال اور اولاد سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔ اور اس وقت تک لڑتے رہیں گے تا آں کہ خود اللہ کی راہ میں ہم قتل نہ کردیئے جائیں۔ بھائیو! نیت صالح، اللہ کی عبادت اور چھپے کھلے ہر حال میں اس کے دین سے اخلاص برتنا ہر ایک کام کی بنیاد رہے، ہم لوگ تو اللہ سے یہ عہد کرچکے ہیں کہ ہمارا دستور قرآن اور رسولِ مقبول (حضرت) محمد ﷺ کی شریعت ہے۔ لہٰذا ہم اللہ سے امیدوار ہیں اور اسی کے دستِ قدرت میں ہر ایک کی لگام ہے کہ آپ کے اندر ہمیں وہ بات دکھائے جو آپ کی دینی حیثیت کے لحاظ سے ہمیں خوش کرے اور دنیا کے بارے میں بھی آپ کو خوش دیکھوں، اور اس دینِ حنیف کی حفاظت فرمائے۔ اور ہم متحد ہو کر اس امر کے لئے کوشاں ہوں جس میں ہماری دینی اور دنیاوی بھلائی ہو۔ اور ہر اس امر کی ہدایت دے جس میں دنیا وآخرت کی خیر ہو۔ والسلام علیکم

(محمد زاہد الحسینی، امیر انجمن اشاعت القرآن والحدیث۔ اٹک)

(۳۷)

اپریل ۱۹۸۸ء **(نفاذ شریعت کے مساعی اور دینی تنظیموں کے اجتماع پر مبارکباد)**

محترمی ومکرمی! الحق اور دیگر جرائد ورسائل میں جناب کی مساعی جلیلہ کا ذکر پڑھ کر دل سے بے اختیار دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت کے ساتھ تا دیر سلامت رکھے۔ اور جو مساعی جلیلہ جناب پاکستان میں نفاذ شریعت اسلامیہ کے بارہ میں فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرما کر ان کو موثر بنائے آمین۔ آپ کے اخلاص تدبر اور تقوٰی کی برکت سے تمام مکاتب فکر اور اب دینی تنظیموں کا اجتماع ہوا تھا اور پھر آپ کی دعوت کا تسلیم کرلینا یہ سب آپ کے اخلاص اور للّٰہیت کی برکت ہے کتنا اچھا ہوتا اگر علماء کرام گذشتہ انتخاب میں حصہ لے کر قومی اسمبلی میں پہنچ جاتے اور اسی طرح اخلاص اور اتحاد کے ساتھ آئینی طریقہ پر نفاذِ شریعت اسلامیہ کے لئے کوشش کرتے تو آج اثرات کچھ اور ہوتے۔

والسلام محمد زاہد الحسینی اٹک

(۳۸)

مئی ۱۹۸۸ء

(جہادافغانستان)

عاشقانہ موت مرنا ہے تو قندھار چل

رنگ لایا ہے عجب یہ چرخ کج رفتار چل ۔۔۔ پھر نظر آتے ہیں بر پا حشر کے آثار چل
کعبہ ملت پہ ہے پھر نرغہ اشرار چل ۔۔۔ چھوڑ دے ہاں چھوڑ دے دنیا کے کاروبار چل
پھر اٹھائے ہاتھ میں شمشیر جوہر دار چل ۔۔۔ عاشقانہ موت مرنا ہے تو قندھار چل
سرفروشی کی ادائیں کر رہی ہیں تجھ کو یاد ۔۔۔ ارضِ کابل کی فضائیں کر رہی ہیں تجھ کو یاد
باغِ ملت کی ہوائیں کر رہی ہیں تجھ کو یاد ۔۔۔ اُٹھ بزرگوں کی صدائیں کر رہی ہیں تجھ کو یاد
موت کی وادی میں کر اسلاف کا دیدار چل ۔۔۔ عاشقانہ موت مرنا ہے تو قندھار چل

(۳۹)

(شاہ غلام علی نقشبندی کا نواب ٹونک کو منظوم خط)

<u>ایں رنج رابراحت شاہاں نمے دہم</u>: شاہ غلام علی نقشبندی ۱۲۴۰ھ مُرشد دوست محمد قندھاری نے نواب ٹونک کو مندرجہ ذیل کلام جواب میں لکھا تھا۔

نانِ جویں و خرقہ پشمین وآب شور ۔۔۔ سیپا رہ کلام و حدیث پیمبری
ہم نسخہ دو چار کتابے کہ نافع است ۔۔۔ در دین نہ لغو بُو علی وژاژ عنصری
تاریک کلبہ کہ پئے روشنی آں ۔۔۔ بیہودہ منتے نبرد شمع خاوری
بہ یک دو آشنا کہ نہ ارزد بہ نیم جو ۔۔۔ درپیش چشم ہمت او ملک سنجری
ایں آں سعادت است کہ حسرت بروبرو ۔۔۔ جو پائے تخت قیصر و ملک سکندری

شیخ محمد عیسیٰؒ ۸۷۰ھ کا فرمان ہے۔

من دلق خود بہ افسر شاہاں نمے دہم ۔۔۔ من فقر خود بملک سلیمان نمے دہم
از رنج فقر دردل گنجے کہ یافتم ۔۔۔ ایں رنج رابراحت شاہان نمے دہم

ارمسال فرمودہ قاضی محمد زاہد الحسینی اٹک شہر

(۴۰)

فروری ۱۹۹۰ء[1] (شیخ کبیر کی عظمت شان O نقش پا سے ہزاروں منزل کو پہنچ گئے O صحبتے با اہل حق کی مستقبل میں قدر O عداس نامی صحابی کا واقعہ O اصل چیز صحبت)

<u>حضرت شیخ کبیرؒ کے افادات صحبتے با اہل حق</u>: صحبتے با اہل حق کی قدر چند سال بعد اسی طرح کی جائے گی جس طرح آج کل مکتوبات مجدد الف ثانیؒ فوائد الفواد اور مکاتیب شیخ الاسلام کی قدر اہل طلب کرتی آ رہی ہے۔ حضرت شیخ کبیر (شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ)

---

[1] یہ خط مولانا عبدالقیوم حقانی اس وقت الحق کے مدیر تھے، کے نام ہے۔

کیا تھے کو تھے ۔یہ ہم کیا جان سکتے ہیں ۔آخر جس نحیف الجسد اور مطعون الحسد کے نقش پا سے ہزاروں نے منزل کا نشان دیکھ لیا اور ہزاروں منزل کو پہنچ گئے ۔انشاء اللہ مادامت القمرین اپنی محبوب منزل کو پاتے رہیں گے اتنا عرض ہے۔ ع یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

دراصل سارے دین اور سارے فلسفہ اور خیالات ،عندیات کا خلاصہ وہی کلام ہوا کرتا ہے جو کہ کسی راہ نما کی زبان سے صادر ہوتا ہے۔خواہ وہ نواۃ کی طرح خورد سے خورد ہو مگر فرعہا فی السماء بن جاتا ہے۔اصل چیز صحبت ہے صحابہ کرام کو جو اجر و مقام عظمت رسالت کے بعد ملا وہ اسی ذات عالی صفات کی صحبت کا اثر ہے۔پھر ان کا امت پر اتنا بڑا احسان ہے کہ سارا دین اور اس کی تعبیر شارع دین علیہ السلام نے الی یوم الدین امت تک پہنچا دی ہے۔اہل حق کی صحبت کی ترجمانی شرف صحبت کا نہ صرف پرتو ہے بلکہ اس کا عملی اتباع ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے طویل سے طویل صحبت کے حالات جس طرح امت کو پہنچائے اسی طرح قلیل سے قلیل صحبت میں بھی جو سنا اور دیکھا امت تک پہنچایا جو آج مشعلِ راہ ہے اور قیامت تک راہ نما رہے گا بفضلہ تعالیٰ و کرمہ۔آج کل ایک نئی کتاب وفود القبائل زیر مطالعہ ہے اس میں ایک صحابی عداس نامی کا بھی ذکر ہے جو سفر طائف میں حضور ﷺ کی صرف نورانی صورت دیکھ کر قریب ہوا۔وہ یونس علیہ السلام کا امتی تھا جب سید دو عالم ﷺ نے اس کے مالک کی طرف سے بھیجے ہوئے انگور کے گچھے سے ایک دانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھایا تو اس نے آپ کو نبی سمجھ کر اسلام قبول کر لیا۔میرا مقصد یہ ہے کہ عداس جیسے گم نام صحابی رضی اللہ عنہ نے اس قلیل سے قلیل صحبت کا حال امت کو پہنچایا۔آپ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہے کہ آپ محدث کبیرؒ کی زبان بن گئے جیسا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد قاسمؒ کو میری زبان بنا دیا۔یعنی ان کے علوم و معارف حضرت نانوتوی کے واسطے سے پھیلے۔بارک اللہ فیک و فی ذات فیک۔

محمد زاہد الحسینی

(۴۱)

جون ۱۹۹۲ء (پاکستان اور غیر مسلم اقلیتیں ○ اکابر امت کی عیسائیت سے اسلام کے دفاع کی کوششیں)

جب انگریزوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت پر جابرانہ قبضہ کر کے ملک میں علماء کرام کا قتل عام کیا اور عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت پر خصوصی توجہ اس لیے دی کہ جب برصغیر میں عیسائیوں کی اکثریت ہو جائے گی تو یہ ملک ہمیشہ کے لیے ان کے قبضہ میں رہے گا۔جیسا کہ ہسپانیہ والا تجربہ سامنے ہے مگر علماء کرام نے بے سروسامانی کی حالت میں بھی ان کا ایسا مقابلہ کیا کہ وہ ناکام ہوئے اور آخر کار ان کو یہاں سے بوریا بستر گول کرنا پڑا۔

<u>خاندان شاہ ولی اللہ اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے خلاف</u>: حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہ اور ان کے خاندان نے جس طرح قرآن و حدیث کے مفاہیم اور مطالب کو عام کرنے کیلئے ان کے تراجم اور تفاسیر پر توجہ دی اسی طرح عیسائیت کے حملوں سے اسلام کے دفاع پر بھی خصوصی توجہ دی۔اس خاندان کا ہر عالم جس طرح تفسیر قرآن عزیز کا عالم ہوتا تھا اسی طرح اس کو بائبل پر بھی عبور ہوتا تھا۔شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پادریوں سے مناظرے عام رہے پھر مولانا عبدالحق حقانیؒ اور خصوصاً مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر سے باہر بھی عیسائیت سے اسلام کا دفاع کیا۔پادری فنڈر ایسے ممتاز پادریوں کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ پانی کی طرح روپیہ بہانے کے باوجود عیسائی حکومت کا منصوبہ بری طرح ناکام رہا۔یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اگر مولانا کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ توجہ نہ کرتے تو ترکی بھی عیسائیت کی گود میں چلا جاتا۔قیام پاکستان کے بعد عیسائیت نے اپنی تبلیغ کو تیز کر دیا اور ۱۹۴۷ء ہی سے ایسا منصوبہ بنا کر اس پر عمل شروع کر دیا کہ وہ ملک جو بے نظیر قربانیوں کے بعد اس لیے عطا ہوا تھا کہ اس میں خالص اسلام دین ہی غالب رہے گا اور کفر کسی بھی رنگ

میں اس ملک میں اپنی تبلیغ نہ کر سکے گا اپنی دینی اقدار اور مذہبی شعائر سے غافل ہو گیا۔

عیسائیوں کو کھلی چھٹی: اس گناہ گار نے ۱۹۴۹ء میں مؤتمر عالم اسلامی اول کے موقع پر ایک مختصر مگر جامع رسالہ بہ نام ایک ''خطرناک انقلاب'' شائع کیا تھا جس میں عیسائیت کی تبلیغ کے خطرناک نتائج پیش کیے تھے مگر افسوس ہے کہ پاکستان میں نقلی عیسائیوں (قادیانیوں) کا تعاقب تو کیا گیا اور کیا جا رہا ہے مگر اصلی عیسائیوں کو کھلی چھٹی دی جا رہی ہے۔ ہمارے وطن کا المیہ یہ ہے کہ کوئی بھی غیر مسلم جب کسی بااختیار عہدہ پر متمکن ہوتا ہے تو وہ اپنے دین کی جڑیں مضبوط کرنے کی فکر ہی نہیں بلکہ محنت کرتا ہے۔ پاکستان کے پہلے غیر مسلم وزیر خارجہ نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو کانٹے بوئے تھے وہ اب تناور ہو چکے ہیں۔ اگرچہ قادیانیوں کو غیر مسلم (کافر) قرار دے دیا گیا ہے مگر وہ اس کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ یہی حال عیسائیت کا ہے۔

جب ایک عیسائی مسٹر جسٹس (ریٹائرڈ) اے آر کارنیلس کو وزیر قانون بنایا گیا تو اس کے زمانہ وزارت پر چرچ آف پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس وقت کی اخباری اطلاع کے مطابق پاکستان برصغیر کا دوسرا ملک ہوا جس نے پروٹسٹنٹ اتحاد کے لیے اجازت دی ہے۔ اس چرچ آف پاکستان کی افتتاحی تقریب پر صدر پاکستان اے ایم یحییٰ خان نے جو پیغام تہنیت وزیر قانون کی وساطت سے ارسال کیا تھا اس کے چند کلمات درج ذیل ہیں۔

''میں یونائیٹڈ چرچ آف پاکستان کے افتتاح پر پاکستان کے عیسائیوں کو مبارک دینے میں خوشی محسوس کرتا ہوں''

یحییٰ خان نے اپنے اسی بیان میں قائداعظم کے کلمات کو دہرایا کہ آپ کو اپنے مندروں، مسجدوں، عبادت گاہوں میں جانے کی کھلی اجازت ہے آپ کسی بھی مذہب، ذات اور نسل سے تعلق رکھتے ہوں اس سے مملکت کو کوئی غرض نہیں۔ (جنگ راولپنڈی ۲ نومبر ۷۲ء)

عیسائی وزیر قانون کی کارستانی: عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک عیسائی وزیر قانون نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس ملک میں جو اسلام کے نام پر لیا گیا ہے اپنے دین کے لیے ایک عظیم ادارہ قائم کرا دیا۔ مگر جب مسلمان اقتدار حاصل کرتے ہیں تو وہ اقلیت کو خوش کرنے اور خوش رکھنے کے لیے تو فراخ دلی سے کام لیتے ہیں مگر اس اکثریت کو جس کے ووٹوں سے وہ کرسی اقتدار پر پہنچتے ہیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس گناہ گار کے خیال میں کسی اسلامی ملک میں غیر مسلموں کو اپنی نئی عبادت گاہیں بنانے کی اجازت نہیں اور نہ ہی مسلمانوں میں اپنے دین کی، جسے قرآن کریم نے کفر فرمایا ہے، تبلیغ کی اجازت ہے۔

نومسلم محمد اسد کا اسلامی دستور: جیسا کہ پنجاب کی ممدوٹ وزارت کے زمانہ میں محکمہ تعمیر ملت کے ڈائریکٹر علامہ محمد اسد نومسلم نے ایک دستور بہ نام اسلامی دستور بنایا تھا جس کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہوا۔ وہ پورا دستور انہوں نے اپنی زیر ادارت نکلنے والے ''عرفات'' میں شائع فرمایا تھا۔ اس کی ایک دفعہ مندرجہ ذیل ہے۔

ہر شہری کو تحریراً حق پہنچتا ہے کہ جماعتی معاملات میں جس پر چاہے اظہار رائے کرے بشرطیکہ اس اظہار رائے کا مطلب یہ نہ ہو کہ (الف) لوگوں کو اسلامی عقائد سے برگشتہ کیا جائے۔ (ب) شریعت اسلامی کے خلاف اکسایا جائے یا حکومت وقت کے خلاف بغاوت پر اُبھارا جائے یا (ج) اس سے تہذیب و شائستگی کو صدمہ پہنچے لہٰذا ہمیں دستور میں ذیل کی ایک دفعہ رکھنی پڑے گی۔

''غیر مسلم شہریوں کو اس امر کی آزادی ہے کہ اپنے یا مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں میں تبلیغ کریں۔ لیکن مسلمانوں میں کسی دوسرے مذہب کی تبلیغ کرنا جرم ناقابل مواخذہ ہوگا اور اس کی قانوناً سزا دی جائے گی''۔

اگرچہ مذکورہ بالا دستور میں ایک تجربہ کا نقشہ تھا یا طفل تسلی تھی مگر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مذہب اسلام کے تحفظ اور اس کی اقدار و ثقافت کی

امتیازی شان کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور اس سے زیادہ دین حق کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
قاضی محمد زاہد الحسینی

(۴۲)

جون ۱۹۹۲ء (اقتصادی مسائل احتیاط کی ضرورت O فتنہ توھین علماء)

امت کے متفقہ اور متوارث مسائل: الحق کا تازہ شمارہ باصرہ نواز اور بصیرت افروز ہوا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ اس گناہ گار کے خیال میں:

۱۔ امت کے متفقہ اور متوارث مسائل کو نہ چھیڑا جائے وقت کے ضیاع کے علاوہ بعض لوگ اپنے مذموم مقاصد کے لیے ان کو بہانہ بنا لیتے ہیں۔

۲۔ اسلام نے اقتصادی مسائل میں کمزور کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کو پسند نہیں فرمایا بلکہ کمزور کی اعانت پر خصوصی توجہ فرمائی صدقہ کی ترغیب اور سود کی مذمت کی ایک حکمت یہ بھی ہے۔ بیع من یزید میں محتاج کی اعانت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ الحق اور بعض دوسرے علمی رسائل میں ادھار کی بحث سے کیا فائدہ؟ کیا رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی راویان حدیث رضی اللہ عنہم کے کلمات میں "نھی رسول اللّٰہ علیہ و سلم عن بیع و شرط " ایک مکمل معیار نہیں؟ عقود میں اگر کا دخل نہیں شاید یہی حکمت ہے کہ استحکام کے لیے فعل ماضی کو استعمال کی جاتا ہے۔ علماء کرام دور حاضر کے فتنہ توہین العلماء کے دفاع کے لیے کام کریں جو اب افغانستان کی فتح کے بعد زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔ یکفیک الاشارۃ۔

فتنہ بے حجابی: آج کل گھروں میں ایک بہت بڑا فتنہ بے حجابی اور بے حیائی کا زوروں پر ہے اور لوگ اسے فتنہ نہیں بلکہ فیشن یا معاشرت اور شرافت کا ایک حصہ سمجھتے ہیں حالانکہ اس گناہ گار کے ہاں اس سے تو حرمت مصاہرہ کا مسئلہ پیدا ہو رہا ہے اور نکاح اور ازدواجی امور بری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ اگر آپ یا جناب مفتی غلام الرحمن صاحب اس موضوع پر قلم اٹھائیں تو یہ بہت بڑا احسان ہوگا۔ اکثر شرفا خاندان اس کی شرعی حیثیت سے بے خبر ہیں حالانکہ اس کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔ واللہ الموفق قاضی محمد زاہد الحسینی اٹک

(۴۳)

نومبر ۱۹۹۲ء

مطبوعہ موتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ کے بہت سے قارئین کے خطوط آ رہے ہیں جو اس میں مندرجہ اوراد و وظائف اور عملیات کی اجازت چاہتے ہیں لہٰذا اپنے تمام محبین و مخلصین اور عامۃ المسلمین کی خدمت میں گذارش ہے کہ احقر نے جو وظائف اور اوراد کشکول معرفت، آغوش رحمت اور دامان رحمت وغیرہ میں درج کئے ہیں سب کو اجازت ہے اس گنہ گار کو حضرت مدنیؒ، حضرت حاجی صاحب ترنگزئیؒ، حضرت خواجہ محمد ابراہیم صاحبؒ موسیٰ زئی، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ، حضرت مولانا حسین علیؒ سے اجازت حاصل ہے، احقر صرف ناقل ہے پھر بھی چونکہ اجازت ایک بابرکت اور مستحب طریقہ ہے اس لیے تمام حضرات کو اجازت دیدی ہے جو اس گنہ گار کے لیے بھی ذریعہ نجات بن سکتی ہے۔ قاضی محمد زاہد الحسینی

(۴۴)

(پنجاب حکومت کا وفاق المدارس کی سند کے ساتھ مذموم رویہ)

شاید میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا۔ سارے ملک میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً علماء کرام کے وقار کو مجروح کیا جا رہا ہے۔ وفاق المدارس کی سند کو مرکزی حکومت نے ایم اے کے برابر قرار دیا اور اسی بنیاد پر صوبہ سرحد میں سکولوں اور کالجوں میں وفاق اور دوسری علمی تنظیموں کے

فضلاء کا تقرر ہو رہا ہے۔ مگر پنجاب میں پہلے اس کے ساتھ میٹرک ہونا شرط تھا۔ اور اب ایف اے کی شرط لگا دی ہے جس سے وفاق کی سند بالکل غیر موثر ہو کر رہ گئی ہے۔ صوبہ سرحد میں جو بھی ہو وہ ہو مگر اس بات کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ صوبہ سرحد میں علماء کا احترام پایا جاتا ہے۔ ہر سکول میں قاری حضرات مدرس دینیات اور عربی مدرس رکھا جاتا ہے اس طرح کئی حفاظ، قراء اور علماء کرام کا ذریعہ معاش پیدا ہو جاتا ہے مگر پنجاب میں جو ہے اسے بھی کم کیا جا رہا ہے وفاق اور دوسری دینی تنظیموں کے سربراہ ادھر توجہ نہیں کرتے اور دوسرے جن علماء کرام کی آواز موثر ہے وہ اس کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ پنجاب میں کئی فضلا اس گرانی کے دور میں انگریزی سے محرومی کی وجہ سے فکر معاش سے دوچار ہیں اگر مناسب سمجھیں تو الحق کے اداریہ میں اس پر خصوصی نوٹ تحریر فرما دیں اور سینکڑوں بے زبان علماء کرام کی دعائیں لیں۔ وفقکم اللہ تعالیٰ۔

قاضی محمد زاہد الحسینی

(۴۵)

(سمیع الحق کا درس ترمذی O ترمذی شریف کا درجہ O حقائق السنن اکابر کا ترجمان)

گذشتہ تین شماروں سے دارالعلوم کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے درس ترمذی شریف کا سلسلہ اشاعت جاری ہوا تو ملک و بیرون ملک سے قارئین کے خطوط موصول ہو رہے ہیں ہم احباب و مخلصین کی دلچسپی کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ تمام خطوط کی اشاعت تو ممکن نہیں البتہ بعض اکابر اہل علم اور مشائخ کی وقیع تحریروں کے اقتباسات نذر قارئین ہیں۔ (عبدالقیوم حقانی)

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے درس ترمذی سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے جب اکابر کے جانشین اصلی موضوع پر توجہ کرتے ہیں۔ سنن ترمذی پر تو محدثین دارالعلوم دیوبند کے محبوب اور ممتاز دروس ہیں حضرت نانوتویؒ حضرت گنگوہیؒ، حضرت شاہ صاحبؒ، حضرت مدنیؒ نور اللہ قبورہم کا درس ترمذی بہت ہی ممتاز درس تھا۔ بتوفیقہ تعالیٰ ''حقائق السنن'' ان تمام دروس کی ترجمان ہے۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ کے دروس ترمذی اس سلسلہ مقدس کی تکمیل کا ذریعہ بنیں گے، اللہ تعالیٰ مولانا کو یہ مسند پوری طرح سنبھالنے کی مزید توفیق عطا فرماوے۔

<u>مکتوب ثانی!</u> حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کے درس ترمذی شریف کے دو یا تین مطبوعہ درس دیکھ کر کئی وجوہ سے خوشی ہوئی ایک تو اس لیے کہ حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کی مسند پر آپ کے خلف الصدق کو نہ صرف بیٹھنے کی بلکہ اس کے درس حدیث کو جاری رکھنے کی سعادت میسر ہو رہی ہے۔ اللھم زد فزد و بارک و تقبل۔ علماء ہرات جیسا کہ مفسر القرآن عارف باللہ علامہ عبداللہ ہروی نے ترمذی شریف کو بخاری شریف کے بعد اصح الکتب کا درجہ دیا ہے اور یہ ایک حد تک صحیح بھی ہے امام ترمذیؒ نے اپنی اس سنن میں کئی علوم کو جمع فرما دیا ہے جرح و تعدیل رواۃ، صحت و سقم اسناد، اضطراب متن و سند کئی امور متعلقہ علم حدیث پر بحث فرمائی ہے خصوصیت کے ساتھ آپ کا وفی الباب عن فلاں و فلاں آپ کے روایات پر پورے عبور کا مظہر ہے۔

<u>درس کی خصوصیات:</u> بہر حال مولانا سمیع الحق مدظلہ کا درس آسان اور جامع ہے آپ نے احادیث میں تطبیق اور مسئلہ زیر بحث میں ائمہ کا اختلاف یا اختیار واضح فرما کر ہم جیسے طلباء حدیث کے لیے سید دو عالم ﷺ کے ارشادات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی راہ آسان فرما دی ہے خصوصاً سنت کی تشریحی برکات کو ذکر فرما کر عامۃ المسلمین کے لیے ترغیب کا انداز نہایت ہی مبارک اور آج کل کے لادین دور میں تو بہت ضروری ہے۔ قاضی محمد زاہد الحسینی اٹک

(۴۶)

(مولانا سمیع الحق صاحب کے لئے دعائیں، اظہار محبت اور پہلی ملاقات کا ذکر
O استاذ حدیث پر ارواح مقدسہ کی توجہ)

مکتوب ثالث دربار کی درس ترمذی: جناب مولانا سمیع الحق صاحب کے درس ترمذی پر جو اظہار مسرت کیا گیا ہے اس کی کئی وجوہ ہیں مولانا صاحب جبکہ بالفعل مولانا نہ تھے بلکہ بالقوۃ مولانا تھے شاید ۱۹۵۲ء میں حضرت حاجی مہربان علی شاہ صاحب نوراللہ مرقدہ کے روحانی اجتماع پر یہ گنہگار بھی حاضر تھا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نوراللہ مرقدہ تقریر فرما رہے تھے۔ اور یہ گنہگار سامعین کے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ مولانا سمیع الحق صاحب بھی آ کر میری ساتھ والی کرسی پر رونق افروز ہو گئے شاید وہ مجھے نہ پہچان سکے مگر میں نے تو پہچان لیا تھا اس قرب بدنی سے ایک روحانی قرب آشکارا ہوا جس کا اصلی محرک حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کی نسبت تھی دل سے اُن کے لیے دعائیں کرتا رہتا ہوں اور ان سے قلبی محبت اور عقیدت ہے اس لیے ان کی کسی بھی علمی دینی اور روحانی خبر سے مسرت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت حدیث کو دوام بخشے آمین جب ایک استاذ حدیث وبہ قال حدثنا اپنی زبان سے پڑھتا ہے تو اس روایت کی تمام رواۃ کے ارواح بلکہ سید دو عالم ﷺ کی روح مقدسہ ادھر متوجہ ہو جاتی ہے کس قدر سعادت اور خوش بختی ہے اس گنہگار کے کانوں میں اب بھی دارالحدیث دیوبند کی روحانی اور ایمانی روح پرور آواز گونج رہی ہے جو قطب الارشاد والتکوین بخاری شریف پڑھاتے کبھی خود قرأت فرماتے ہوئے وبہ قال حدثنا فرماتے تھے ایسی مسندوں کو اگر خلف الصدق آباد نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟ بہر حال مجھے ذاتی طور پر اس سے بہت بہت خوشی ہوئی اللہ پاک مزید توفیقات سے نوازے۔ قاضی محمد زاہد الحسینی اٹک (مکتوب بنام مولانا عبدالقیوم حقانی)

(۴۷)

۱۵/دسمبر ۲۰۰۶ء

(قاضی محمد اسعد کی دستار بندی)

اَعوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجیم

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً.

وَقَالَ صاَحِبُ هٰذِہِ الرَّوضۃِ الخَضرا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ سَلَّم اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِي.

محترم المقام اسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ رب العالمین، ارحم الراحمین، خالق کائنات رب الارض والسموات کے بے پایاں احسانات و انعامات جو صدقہ ہیں اس سبز گنبد کے مکین کا۔ جس کے حضور میں اب بیٹھا ہوا ہوں ایک عظیم نعمت اور رحمت یہ بھی ہے کہ میرے نُورِ نظر جانِ پدر، لختِ جگر، مولوی حافظ، قاضی محمد اسعد الحسینی کے دورہ حدیث شریف سے فراغت پر اسکی دستار بندی ہو رہی ہے اور اس مبارک موقعہ پر اسکی شادی کی تقریب بھی منعقد ہو گی پروگرام انشاءاللہ حسب ذیل ہوگا۔

بروز اتوار۔ بتاریخ ۵ مارچ ۲۰۰۶ء تناول ماحضر ساڑھے گیارہ تا ڈیڑھ بجے نماز ظہر ۲ بجے دستار بندی۔ پھر بیانات اکابر مدظلھم پھر دعا۔ اختتام انشاءاللہ نماز عصر تک۔ آپکی شرکت سے مجھے قلبی خوشی ہوگی۔ آپکا مخلص قاضی محمد ارشد الحسینی جانشین حضرت قاضی صاحب

مولانا زاہد الراشدی[1] جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

(۱)

۱۸ جنوری ۱۹۷۳ء (ماہنامہ الشریعۃ کا اجراء)

برادر گرامی قدر، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ بے حد مسرت کے ساتھ اطلاع دے رہا ہوں کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پشاور نے ماہنامہ ''الشریعۃ'' پشاور کے ڈیکلریشن کی منظوری مرحمت فرمادی ہے اور ''الشریعۃ'' اسلامی اقدار کے تحفظ کی جدوجہد میں بہت جلد ''الحق'' کی معاونت کیلئے میدان میں آرہا ہے ازراہ کرم ایک اشتہار قریبی اشاعت میں شامل فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ اگر تبادلہ کے تحت فرمائیں تو ''الشریعۃ''، ''الحق'' کی خدمت کرتے ہوئے فخر محسوس کرے گا ورنہ جو معاوضہ آپ ارشاد فرمائیں گے ادا کردیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔ مخدومی حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون۔ فقط والسلام زاہد الراشدی

(۲)

۱۰ نومبر ۱۹۷۳ء (شاہ ولی اللہ کے افکار پر خصوصی شمارہ)

مکرمی ومحترمی زید معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ ادارہ نے حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے حالات زندگی سیاسی وعلمی خدمات اوران کی فکری تحریک کے بارے میں مفصل مضامین پر مشتمل خصوصی نمبر کی اشاعت کا پروگرام بنایا ہے ازراہ کرم اس سلسلہ میں اپنی قیمتی وگراں مایہ نگارشات سے جلد نوازیں، تا کہ نئی نسل کو حضرت شاہ صاحبؒ کے افکار وخیالات اور تحریک ولی اللّٰھی کے مدوجزر سے آگاہ کیا جاسکے۔ آپ کی مصروفیات مدنظر ہیں مگر امید ہے کہ آپ اس کے باوجود اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہمیں مایوس نہیں کرینگے۔ فقط والسلام، مدیر ہفت روزہ ترجمان اسلام

(۳)

۲۳ دسمبر ۱۹۷۳ء (ترجمان اسلام میں مولانا عبدالحق کا تعارفی مضمون)

مکرمی حضرت مولانا صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ مخدومی حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کے بارے میں ایک تعارفی مضمون درکار ہے جو ''تذکرہ وتعارف'' کے عنوان سے ''ترجمان اسلام'' میں شائع کیا جائے گا اس سلسلے میں آپ ہی بہتر طور پر کچھ لکھ سکتے ہیں۔ ازراہ کرم پہلی فرصت میں مندرجہ ذیل امور کے بارے میں ضروری معلومات پر مشتمل ایک مختصر مضمون جو ''ترجمان اسلام'' کے ڈیڑھ صفحہ سے زائد نہ ہو تحریر فرما کر ارسال کریں ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔ (۱) خاندان کا مختصر تعارف

---

[1] برادر محترم ومکرم علم وفضل تحریر وتقریر تدریس وخطابت تصنیف وصحافت جیسے تمام صلاحیتوں سے آراستہ ہیں۔ زندگی بھر جمعیۃ علماء اسلام کے فورم سے اعلیٰ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ دیگر دینی وملی پلیٹ فارموں سے بھی سرگرم عمل رہے۔ سیاسی اور جماعتی سرگرمیوں، قراردادوں اور رپورٹوں میں ان ہی پر نظر پڑتی ہے۔ جماعت کے دھڑوں میں تقسیم کے بعد حضرت درخواستی اور ناچیز کے شانہ بشانہ کھڑے رہے اور بھرپور دفاع بھی کرتے رہے۔ جس کا ثبوت انکے خطوط میں مدلل تحلیل وتجزیہ اور مضبوط دفاع کے شکل میں موجود ہے اوران مکتوبات کے ذریعہ تاریخ بھی محفوظ ہورہا ہے اور یہ ایک طرح جمعیۃ (س) کے دینی جدوجہد شریعت محاذ عورت کی حکمرانی ''ملی یکجہتی کونسل''شریعت بل کی تحریک وغیرہ کا ریکارڈ ہے۔ جمعیۃ کے موقف اور پالیسیوں پر انکی یہ خودنوشت خود ان پر اور انکے بعض رفقاء پر شاہد عدل اور سوالیہ نشان ہے کہ یکا یک وہ اپنی جماعت سے شریعت بل کے معرکہ کے نقطۂ عروج پر ہمیں تنہا چھوڑ گئے بہر حال موصوف کی تگ وتاز میں کمی نہ آئی۔ دینی دردو جذبہ انہیں مغربی ممالک تک لے گئی اور دور جدید کے نئے تقاضوں کے طرف ساتھیوں کو توجہ دلاتے رہے۔ اس وقت الشریعۃ کے نام سے ایک وقیع پرچہ چلا رہے ہیں اور بوقت ضرورت اب بھی ہماری ہر پکار پر تعاون سے دریغ نہیں کرتے۔

(۲)سن پیدائش (۳)ابتدائی تعلیم (۴)دور طالب علمی کی خصوصیات اور تنظیمی سرگرمیاں(۵)دورہ حدیث(۶)فراغت کے بعد کی سرگرمیاں(۷)علمی خدمات(۸)سیاسی تحریکات سے وابستگی(۹)بیعت کا تعلق(۱۰)خاص خاص شاگرد۔ تلک عشرۃ کاملۃ ۔ اگر آپ خود تحریر نہ فرمانا چاہیں تو ضروری نوٹس لکھدیں مضمون میں خود ترتیب دے دونگا۔ خاکپائے اکابر زاہد الراشدی

(۴)

۳۱ دسمبر ۱۹۷۳ء (شیخ الحدیث کی زیارت کیلئے آمد)

مکرمی حضرت مولانا صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ ۱۰ر جنوری بروز جمعرات سخاکوٹ سے واپسی پر حضرت مولانا شیخ الحدیث صاحب مدظلہ اور آنجناب کی زیارت کی غرض سے رات اکوڑہ خٹک قیام کروں گا اور علی الصبح ایبٹ آباد روانہ ہوجاؤں گا۔ انشاءاللہ۔ اگر دونوں بزرگوں کی زیارت ہوجائے تو زہے نصیب۔ فقط والسلام، زاہد الراشدی

(۵)

۲۷ فروری ۱۹۷۴ء (قومی اسمبلی میں مولانا عبدالحق کے مساعی پر کتابچہ)

برادرم حضرت مولانا صاحب زیدت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ جمعیۃ علماء اسلام لاہور نے فیصلہ کیا ہے کہ مخدومی حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے اسمبلی میں جو قراردادیں[1] پیش کی ہیں اور ان پر جو بحث ہوئی ہے اسے ایک کتابچہ کی صورت میں شائع کیا جائے اس سلسلہ میں آپ سے گزارش ہے کہ آپ نے اس سلسلہ میں کوئی مسودہ ترتیب دیا ہو تو فبہا ورنہ مرتب فرمادیں اسکی اشاعت اگر آپ کریں تو جمعیۃ علماء اسلام ۵۰۰۰ نسخے خریدے گی اور اگر ہمیں دے دیں تو ہم خود شائع کرادیں گے۔ جواب سے جلد آگاہ فرمادیں۔ فقط والسلام، زاہد الراشدی

(۶)

۲۵ اپریل ۱۹۷۴ء (شیخ الحدیث کی قومی اسمبلی میں مساعی پر رپورٹ)

برادر مکرم، زیدت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی قومی اسمبلی کی سرگرمیوں کی رپورٹ مرتب کر رہا ہوں بہت جلد اشاعت پذیر ہوگی انشاءاللہ۔ نیز ۳ر مئی کو ترجمان اسلام کا "مولانا شمس الدین شہیدؒ نمبر" شائع ہوگا آپ اپنی نگارشات عالیہ ودیگر مضامین ۲۴ر اپریل تک ارسال فرمادیں نوازش ہوگی۔ مخدومی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ ودیگر اکابر واحباب سے سلام مسنون۔ فقط والسلام خاکپائے اکابر زاہد الراشدی

(۷)

۱۳ اکتوبر ۱۹۷۴ء (نظام تعلیم پر مقالہ کیلئے مرزا جانباز کی معیت میں اکوڑہ خٹک آمد)

محترمی ومکرمی حضرت مولانا صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ ۲۷ر اکتوبر بروز اتوار مغرب تک حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم اور آنجناب کی زیارت کی غرض سے دارالعلوم حاضری کا خیال ہے۔ محترم جناب مرزا غلام نبی صاحب جانباز مدیر تبصرہ لاہور اور ایک دوست ہمراہ ہونگے۔ نظام تعلیم پر ایک مقالہ کی تیاری کے سلسلہ میں دینی وعصری تعلیم کے ماہرین سے تبادلہ خیالات انٹرویوز کی شکل میں کر رہا ہوں۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں حاضری بھی اسی غرض سے ہوگی۔ اطلاعاً عرض ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب ودیگر اکابر واحباب سے سلام مسنون اور عید مبارک۔ فقط والسلام، خاکپائے اکابر زاہد الراشدی جامع مسجد گوجرانوالہ

---

[1] یہ ساری تفصیلات قراردادیں سوالات تقاریر اور آئین ۱۹۷۳ء میں ترامیم چار سو صفحات پر مشتمل احقر نے مرتب کرکے قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ کے نام سے شائع کیں۔

(۸)

۱۸ مئی ۱۹۷۵ء (جماعتی لٹریچر کیلئے کمیٹی کی رکنیت کی اطلاع)

محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، زید لطفکم، اکوڑہ خٹک، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم نے مرکزی شعبہ نشرواشاعت کے تحت جماعتی ضروریات کے مطابق لٹریچر کی ترتیب وتدوین کیلئے مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل خصوصی کمیٹی قائم کی ہے۔ (۱) سرپرست حضرت مولانا مفتی محمود صاحب (۲) کنوینر حضرت مولانا محمد سرفراز خان مدظلہ (۳) حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اکوڑہ خٹک (۴) حضرت مولانا قاری نورالحق قریشی ملتان (۵) جناب سعیدالرحمان علوی لائل پور (۶) جناب اکرام القادری لاہور (۷) زاہدالراشدی گوجرانوالہ۔ آپکی اطلاع کے لئے عرض ہے امید ہے کہ آپ اپنی خداداد صلاحیتوں سے جمعیۃ علماء اسلام کو استفادہ کرنے کا پوراپورا موقع مرحمت فرمائیں گے۔ کمیٹی کے ابتدائی اجلاس کا وقت متعین کرکے آپ کو جلد اطلاع دی جائے گی۔ انشاءاللہ۔ حضرت الشیخ مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی خدمت اقدس میں دست بستہ سلام مسنون۔

فقط والسلام، خاکپائے اکابر زاہدالراشدی، ناظم نشرواشاعت کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام۔

(۹)

۱۷ جون ۱۹۷۵ء (مولانا عزیر گل کا انٹرویو)

محترمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفکم، مدیر "الحق" اکوڑہ خٹک، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ ۸؍جولائی بروز منگل ۵۔۶ بجے راولپنڈی سے روانہ ہوکر عشاء تک اکوڑہ خٹک پہنچوں گا انشاءاللہ العزیز۔ ۹؍جولائی کو اگر سخاکوٹ کا پروگرام بن جائے اس طور پر کہ مغرب تک پشاور پہنچ سکوں تو باعث سعادت ہوگا۔ ازراہ کرم آپ بھی اس روز کچھ وقت فارغ کرلیں تاکہ حضرت مولانا عزیر گل مدظلہ کی زیارت کے ساتھ ساتھ انکے ارشادات عالیہ کو ریکارڈ کرنے کا کام بھی ہوسکے میرے ساتھ ایک ساتھی اور ہوگا اور ٹیپ ریکارڈ میں لیتا آؤں گا انشاءاللہ۔ مخدومنا المکرم حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم ودیگر اکابر واحباب سے سلام مسنون وآداب۔

فقط والسلام، خاکپائے اکابر زاہدالراشدی ناظم نشراشاعت کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

(۱۰)

۳ جولائی ۱۹۷۵ء (اکوڑہ خٹک اور سخاکوٹ کا سفر)

برادر گرامی قدر زیدت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج عالی؟ حسب پروگرام ۸؍جولائی منگل کو برادرم سعیدالرحمان علوی، برادرم حافظ مقصود احمد صاحب اور جناب صلاح الدین آف ٹیکسلا کی معیت میں ۶ بجے راولپنڈی سے روانہ ہوکر تقریباً ۹ بجے دارالعلوم حقانیہ حاضر خدمت ہوں گا ۹؍جولائی کو علی الصبح سخاکوٹ جاکر مغرب تک پشاور واپسی کا پروگرام ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ بھی اپنی مصروفیات کے باوجود ہمارے ساتھ سخاکوٹ تک ضرور چلیں گے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ ودیگر اکابر واحباب سے سلام مسنون۔

فقط والسلام، خاکپائے اکابر زاہدالراشدی، جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ

(۱۱)

۲۵/۱۱/۱۳۹۶ھ، ۱۹۷۶ء (مولانا عزیر گل سے ملاقات کا پروگرام)

برادر مکرم مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفکم، سلام مسنون، گزارش ہے کہ ۴؍ذی الحجہ ۹۶ھ بروز ہفتہ عصر تک صوبائی دفتر پشاور میں حاضر ہوکر رات قیام کا ارادہ ہے اور ۵؍ذی الحجہ اتوار کو محترم صاحبزادہ عبدالباری جان صاحب کی معیت میں حضرت مولانا عزیر گل صاحب مدظلہ

العالی کی زیارت کیلئے جانے کا خیال ہے اگر آپ اس پروگرام میں شرکت فرماسکیں تو مجھے بے حد خوشی ہوگی۔ مخدومی حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی خدمت عالیہ میں مؤدبانہ سلام اور دعا کی درخواست عرض ہے۔ فقط والسلام، خاکپائے اکابر زاہد الراشدی

(۱۲)

۲۱ ستمبر ۱۹۷۸ء (داخلہ کی سفارش)

گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم! مسنون سلام! کل آپ جلدی تشریف لے گئے ورنہ زبانی بات کرتا حامل ھذا عبدالمتین قریشی میرے قریبی دوست ہیں دارالعلوم حقانیہ میں امسال داخلہ کے لیے آرہے ہیں تمام ذہنی تحفظات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انہیں داخلہ ضرور دیں میں نے بھی انہیں سمجھا دیا ہے کہ جمعیۃ طلباء اسلام کی سرگرمیوں یں حصہ ضرور لیں مگر تعلیمی امور اور دارالعلوم کے ڈسپلن کی پابندی مقدم ہے انشاء اللہ العزیز یہ ان دونوں امور کا خیال رکھیں گے، اس لیے خصوصی توجہ فرمائیں تا کہ صرف اس کام کے لیے مجھے اکوڑہ کا سفر نہ کرنا پڑے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت اقدس میں سلام مسنون اور دعاء کی درخواست عرض ہے۔

فقط والسلام۔ جامعہ اسلامیہ، راولپنڈی۔

(۱۳)

۴ جنوری ۱۹۸۱ء (وفاقی مجلس شوریٰ کے مسودات)

برادرم مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفکم، سلام مسنون، ۷ رجنوری کو اکوڑہ حاضری کے بارے میں عریضہ لکھا تھا۔ امید ہے مل چکا ہوگا۔ حسب پروگرام انشاء اللہ تعالیٰ ۸، ۹ بجے رات تک دارالعلوم پہنچ جاؤں گا۔ ۱۰ رجنوری کو لاہور میں طلب کردہ ایک اجلاس کی خبر ارسال ہے ملاحظہ فرمالیں اور اگر آپ نے (۱) کونسل کے جاری کردہ مسوّدات قانون (۲) اسلامی قوانین پر عمل نہ ہونے کے اسباب اور (۳) غیر سودی جزوی نظام ۔کے بارے میں انفرادی یا اجتماعی طور پر کوئی رائے قائم کی ہو تو اسکی ایک کاپی ۷ رجنوری تک تیار رکھیں۔ میں حاضری پر لے لوں گا تا کہ اجلاس میں وہ بھی سامنے رہے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت عالیہ میں سلام اور دعاء کی درخواست عرض ہے۔ والسلام، خاکپائے اکابر زاہد الراشدی

(۱۴)

مارچ ۱۹۸۱ء (مفتی محمود کے بعد نئے سیکرٹری جنرل کا انتخاب جمہوریت برائے اسلام O اسلام اور جمہوریت دشمن عناصر سے اشتراک)

پارٹی کے سربراہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے نظام العلماء پاکستان کی مرکزی جنرل کونسل کا اجلاس ۱۶ مارچ کو خانپور میں طلب کرلیا ہے۔ جس میں مولانا مفتی محمود کی جگہ نئے سیکرٹری جنرل کے انتخاب کے علاوہ دوسری جماعتوں کے ساتھ اشتراک وتعاون کے بارے میں بھی حتمی فیصلہ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے قومی ودینی مفاد میں ہمیشہ دوسری جماعتوں کے ساتھ تعاون کیا ہے اور اب بھی اس سے گریز نہیں کریں گے۔ لیکن اس تعاون کے مقاصد میں جمہوری اقدار کی بحالی کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام کے موثر اور منکرین ختم نبوت کے بارے میں آئینی فیصلہ پر عمل درآمد جیسے بنیادی نکات کو شامل کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ ہم جمہوریت برائے جمہوریت کے نہیں بلکہ جمہوریت برائے اسلام کے قائل ہیں اور اسلامی مقاصد کو پس پشت ڈال کر کسی تعاون میں شرکت ہمارے لیے مشکل امر ہوگی انہوں نے کہا

کہ ہم ابھی تک جماعتی سطح پر کسی اتحاد میں شامل ہونے کا فیصلہ نہیں کیا۔اوراس سلسلہ میں ۱۶ مارچ ۸۱ کو حتمی فیصلہ ہوگا اور پارٹی کے راہنما اور جنرل کونسل جو فیصلہ بھی کرے گی وہ ہر رکن کو دل و جان سے قبول ہوگا لیکن میری ذاتی رائے یہ ہے۔کہ جمہوریت کی بحالی کے لیے جمہوریت کے تحفظ پر یقین رکھتے ہیں اور موجودہ حالات میں ملکی صورت حال میں مثبت پیش رفت کے لیے اسے ہی واحد راستہ سمجھتے ہیں ۔لیکن اس مقصد کے لیے ان عناصر کے ساتھ اشتراک وتعاون کا رویہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے جن کے ہاتھوں سے ابھی تک جمہوریت کا خون ٹپک رہا ہے اور جنہوں نے اپنے دور اقتدار میں جمہوری اقدار اور جمہوری اداروں کے تقدس کو سرعام پامال کیا ہے انہوں نے کہا کہ جمہوریت صرف اصولوں کا نہیں بلکہ کردار کا بھی نام ہے اور کردار سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف جمہوریت کے زبانی دعوؤں پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ (مولانا زاہد الراشدی۔مرکزی سیکرٹری اطلاعات نظام العلماء پاکستان)

(۱۵)

۲۹ اپریل ۱۹۸۱ء (مولانا مفتی محمود کے وفات کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے خلفشار پر مدلل اظہار خیال)

مکرمی زید مجدکم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ ہمارے چار مخدوم ومحترم بزرگوں حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالٰی آف کندیاں شریف،حضرت مولانا سراج احمد صاحب مدظلہ العالٰی آف دین پور شریف،حضرت مولانا محمود اسعد صاحب مدظلہ العالٰی آف ہالیجی شریف اور حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب مدظلہ العالٰی آف امروٹ شریف کے دستخطوں سے ایک اعلان سامنے آیا ہے جس میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ العالٰی امیر نظام العلماء پاکستان پر آمرانہ اور غیر دستوری رویہ کا الزام لگاتے ہوئے یکطرفہ طور پر مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس ۱۰ مئی ۸۱ء کو مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں طلب کرنے کے فیصلہ کا اظہار کیا گیا ہے۔ میں انتہائی ادب واحترام کے ساتھ نظام العلماء پاکستان کے ایک کارکن اور ان بزرگوں کے ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے موجودہ جماعتی خلفشار کے سلسلہ میں چند ضروری معروضات ذمہ دار جماعتی احباب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ تصویر کا دوسرا رخ بھی سب حضرات کے سامنے رہے اور کسی حتمی اور دوٹوک رائے تک پہنچنے سے قبل وہ مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرسکیں۔

<u>ناظم عمومی کیلئے مولانا فضل الرحمان کی نامزدگی پر دستور جمعیۃ سے انحراف:</u> قائد محترم حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قدس سرہ العزیز کی وفات حسرت آیات کے کچھ عرصہ بعد جب انکی جگہ ناظم عمومی کے منصب کیلئے برادرم صاحبزادہ فضل الرحمان صاحب کا نام بعض جماعتی حلقوں کی طرف سے سامنے آیا تو ہماری سوچی سمجھی اور دوٹوک رائے تھی کہ انہیں مرکزی نظماء کے گروپ میں ضرور شامل کرنا چاہیے تاکہ وہ ناظم عمومی کے منصب سے پہلے ایک تجرباتی دور سے گزر سکیں لیکن پہلے ہی مرحلہ میں انہیں ناظم عمومی بنادینا نہ ان کیلئے اور نہ ہی جماعت کیلئے مناسب اور باوقار بات ہوگی۔ناظم عمومی کیلئے ہمارا خیال یہ تھا کہ کسی سینئر بزرگ کو یہ ذمہ داری سونپ دی جائے اور انکی سرکردگی میں صاحبزادہ فضل الرحمان صاحب سمیت چار متحرک اور سرگرم نظماء کا گروپ بنادیا جائے جو ایک ٹیم کی صورت میں ورک کرے اور جماعتی نظم ونسق کو سنبھالتے ہوئے قومی معاملات میں جماعت کے کردار کو آگے بڑھائے۔اس کے ساتھ ہی ہمارا دوٹوک موقف یہ بھی تھا کہ یہ مسئلہ ووٹنگ کی بجائے باہمی افہام وتفہیم کے ساتھ طے ہونا چاہیے کیونکہ ہمارے ہاں قیادت کے سوال پر الیکشن مہم اور ووٹنگ کی روایت موجود نہیں ہے اور ویسے بھی موجودہ حالات میں جماعت ووٹنگ اور اسکے نتائج کی متحمل نہیں ہے۔خانپور کے اجلاس سے کافی عرصہ قبل حیدرآباد اور میرپور خاص کے دورہ کے موقع پر حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی مدظلہ العالٰی اور برادرم صاحبزادہ فضل الرحمان صاحب سے ان دونوں امور پر میری مفصل بات چیت ہوئی اور دونوں حضرات نے اصولاً میری دونوں گزارشات سے اس وقت اتفاق

فرمایا اور ہمارے درمیان یہ بات طے پائی کہ اگر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ناظم عمومی کے منصب کیلئے تیار ہو جائیں تو اس فارمولا پر عمل کیا جاسکتا ہے چنانچہ اسی گفتگو کے پس منظر میں اور اسی کے حوالے سے میں نے حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی سے اس سلسلہ میں بات کی تو انہوں نے اپنی علالت اور مصروفیات کے باعث انکار کر دیا لیکن اسکے کچھ دنوں بعد چند ذمہ دار جماعتی بزرگوں نے حضرت مدظلہ سے باصرار یہ کہا کہ اگر آپ کی شخصیت کی وجہ سے جماعت خلفشار سے بچتی ہے تو آپ کو یہ ذمہ داری قبول فرما کر جماعت کیلئے قربانی دینی چاہیے اس پر مولانا عبیداللہ انور مدظلہ بادل نخواستہ یہ منصب قبول کرنے پر تیار ہوئے اور اسی پس منظر میں خانپور میں مجلس عمومی کے اجلاس سے قبل مجلس شوریٰ کے اجلاس میں ناظم عمومی کے منصب کیلئے حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور کا نام پیش ہوا۔ حضرت مدظلہ اس منصب کے نہ پہلے امیدوار تھے نہ اب ہیں اور نہ ہی ان کا نام بطور امیدوار لیا گیا بلکہ ان کا نام اس فارمولا کے تحت کہ مولانا موصوف کو ناظم عمومی اور صاحبزادہ فضل الرحمان صاحب کو ناظم اول بنادیا جائے متفقہ تجویز کی صورت میں سامنے آیا لیکن بدقسمتی سے مفاہمت کے اس جذبہ کو رد کرتے ہوئے حضرت مدظلہ العالی کو باقاعدہ امیدوار سمجھ لیا گیا اور مجلس شوریٰ میں پیش کی جانے والی آراء کو ووٹنگ قرار دے کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہ العزیز کے ایک پرانے، ایثار پیشہ اور جری و جسور رفیق کو مرحوم کے فرزند نے ووٹنگ میں شکست دے دی ہے۔ فیا اسفاہ

ناظم عمومی کیلئے حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی کا نام سامنے آنے کا پس منظر مختصراً گزارش کرنے کے بعد میں اس مسئلہ کی دستوری حیثیت پر بھی کچھ عرض کرنا چاہوں گا اور یہ درخواست کروں گا۔ کہ مندرجہ ذیل حقائق پر تھوڑی دیر کیلئے خالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ غور فرمالیا جائے۔

☆ <u>جمعیۃ کے کالعدم قرار پانے کے بعد نظام العلماء</u>: جہاں تک جمعیۃ علماء اسلام کا تعلق ہے صوبائی انتخابات کی تکمیل کے بعد مرکزی انتخاب سے قبل جماعت کالعدم قرار پائی۔ ہر سطح کے دفاتر سیل ہو گئے۔ مرکز سے لے کر مقامی شاخوں تک رکن سازی کا ریکارڈ تتر بتر ہو گیا اور مرکزی مجلس عمومی باضابطہ طور پر تشکیل نہ پاسکی۔

☆ نظام العلماء پاکستان کا ڈھانچہ اور نظام عارضی طور پر دستور و ضابطہ کی کارروائیوں اور موشگافیوں میں پڑے بغیر قائم کیا گیا اور اسکے سب مراحل دستور و ضابطہ کی بجائے افہام و تفہیم اور اعتماد کی فضا میں طے ہوئے

<u>غیر دستوری اور بے ضابطہ مراحل</u>: ورنہ اگر دستور کی زبان میں بات کی جائے تو نظام العلماء پاکستان کی تشکیل سے لے کر اب تک کے تمام مراحل غیر دستوری اور بے ضابطہ قرار پاتے ہیں۔ مثلاً

(۱) جس اجلاس میں نظام العلماء پاکستان کے قیام کا فیصلہ ہوا وہ نہ تو باضابطہ طور پر بلایا گیا تھا اور نہ ہی اس کے لئے ایجنڈا جاری ہوا تھا۔ مدرسہ مخزن العلوم خانپور کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر جمع ہونے والے جماعتی حضرات دارالحدیث میں اکٹھے ہوئے اور اس نشست کو قومی کنونشن قرار دے کر نہ صرف نظام العلماء پاکستان کے قیام کا فیصلہ ہوا بلکہ مرکزی عہدہ داروں کا انتخاب بھی وہیں عمل میں لایا گیا۔

(۲) لاہور میں نظام العلماء پاکستان کے دستور کی منظوری کیلئے جس مجلس عمومی کا اجلاس منعقد ہوا خود اس کی اپنی دستوری بنیاد موجود نہیں ہے مجلس عمومی کے اجلاس کیلئے شرکاء کا تعین جس فارمولا کے مطابق کیا گیا وہ صرف حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہ العزیز اور میرے درمیان طے پایا اور اسی کے مطابق اجلاس منعقد ہوا۔ اب اگر ناظم عمومی اور ایک ناظم کے درمیان طے پا جانے والا فارمولا مجلس عمومی کی تشکیل کیلئے دستوری بنیاد بن سکتا ہے تو یہ اجلاس بھی دستوری تھا اور اس میں منظور کیا جانے والا دستور بھی باضابطہ کہلاسکتا ہے ورنہ جو

دستوری حیثیت اس اجلاس کی طے پائے گی اس میں منظور ہونے والے دستور کی حیثیت اس سے یقیناً مختلف نہیں ہوگی۔

(۳) یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد خانپور میں مجلس شوریٰ کے پہلے اجلاس میں جب یہ سوال اٹھا کہ ناظم عمومی کے انتخاب کی مجاز مجلس شوریٰ نہیں مجلس عمومی ہے تو وہیں یہ سوال پیدا ہو گیا کہ مجلس عمومی کی تشکیل کی بنیاد کیا ہوگی؟ اس پر یہ فیصلہ ہوا کہ جمعیۃ علماء اسلام کی رکن سازی کا جو ریکارڈ مرکزی دفتر میں کالعدم قرار پائے جانے سے قبل موجود تھا اسکی بنیاد پر مجلس عمومی کیلئے نمائندے بلائے جائیں لیکن بدقسمتی سے مرکزی مجلس عمومی کی تشکیل کی بنیاد طے کرنے جیسا اہم اور بنیادی فیصلہ مجلس شوریٰ میں ہوا جو دستور کی بنیاد پر قائم ہونے والی مجلس عمومی کو بھی باضابطہ تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

(۴) دستور کی منظوری کے بعد مجلس عمومی کی تشکیل کا ایک ہی دستوری راستہ تھا کہ نئے سرے سے رکن سازی ہوتی اور ابتدائی، ضلعی اور صوبائی سطح پر مرحلہ وار باضابطہ انتخابات کے بعد مرکزی مجلس عمومی کے ارکان کا رکن سازی کے تناسب سے چناؤ ہوتا اسکے سوا اور کسی بھی ذریعہ سے تشکیل پانے والی مجلس عمومی کو دستور کی زبان میں باضابطہ اور دستوری قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ان گزارشات کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ میں ان مراحل پر کوئی اعتراض کر رہا ہوں بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ دستور کے حوالے سے محاذ آرائی کرنے والے بزرگ تصویر کے دسرے رخ کو بھی سامنے رکھیں ورنہ میں ان تمام مراحل کو درست سمجھتا ہوں اس لئے کہ جماعتی معاملات میں ہمیشہ باہمی اعتماد و مفاہمت کو بالادستی حاصل ہوتی ہے اور جو امور اعتماد و مفاہمت کے ذریعہ طے پا جائیں ان کے لئے دستوری موشگافیوں کا صرف نظر کرنا ہی جماعت کا مفاد اور حقیقت پسندانہ طرز عمل ہوتا ہے اور پھر اسے اگر جسارت پر محمول نہ کیا جائے تو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ کونسا دستوری طرز عمل ہے کہ

☆ ایک طرف تو ناظم عمومی کے انتخاب کیلئے مرکزی مجلس شوریٰ کو مجاز ادارہ تسلیم نہ کیا گیا اور دوسری طرف بعض صوبائی مجالس شوریٰ نے نہ صرف اس سلسلہ میں دوٹوک فیصلے کئے بلکہ صوبائی مجلس شوریٰ کے مبینہ فیصلہ سے اختلاف کے الزام میں کراچی کے ایک سرکردہ جماعتی عہدہ دار کے جماعت سے اخراج کے نوٹس تک بات پہنچی۔

☆ مجلس شوریٰ کے اجلاس میں غیر ارکان کی شمولیت پر نہ صرف اصرار کیا گیا بلکہ شریک نہ کرنے کی صورت میں اجلاس کے بائیکاٹ کی دھمکی تک کی نوبت آئی۔

☆ <u>حضرت مولانا خان محمد کندیاں کی دستورِ مجلس سے چشم پوشی:</u> حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم ہمارے مخدوم و محترم بزرگ ہیں اور بلاشبہ ان بزرگوں میں سے ہیں جن کی دعاؤں اور برکات کے سہارے ہم جی رہے ہیں لیکن جب بات دستور کے حوالے سے ٹھہری ہے تو ادب، احترام، محبت اور عقیدت کے تمام تر جذبات اور احساسات کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ دستور کی پابندی کا یہ کونسا پہلو ہے کہ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم ایک طرف تو مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر ہیں جس کے دستور میں یہ شق موجود ہے کہ مجلس کا کوئی عہدہ دار کسی دوسری جماعت کا عہدہ دار نہیں ہوسکتا اور دوسری طرف حضرت موصوف جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے بعد نظام العلماء پاکستان کے مرکزی نائب امیر بھی بدستور چلے آتے ہیں اور پھر حضرت مدظلہ العالی ایک طرف تو مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ ''لولاک'' فیصل آباد کے ۲۴ر اپریل ۸۱ء کے تازہ شمارہ کے صفحہ اول پر یہ اعلان فرماتے ہیں کہ ''مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ایک غیر سیاسی، مذہبی جماعت ہے اس کا ملک کی الیکشنی سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے اسکی امارت کا بوجھ میرے ناتواں کندھوں پر ہے اس لئے مجلس کے علاوہ کسی اور جماعت کی کنوینر شپ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا'' اور دوسری طرف نظام

العلماء پاکستان کے مجلس عمومی کے جس متوازی اجلاس کے ۱۰ مئی کو شیرانوالہ لاہور میں منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا ہے اسکے چار کنونیروں میں نہ صرف حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالیٰ کا اسم گرامی موجود ہے بلکہ دستخط مبارک بھی ثبت ہیں۔

☆ **مولانا درخواستی پر آمرانہ رویہ وغیرہ تین الزامات کی حقیقت:** امیر اگر اجلاس طلب نہ کر رہا ہو اور ارکان اجلاس بلانا چاہیں تو اسکے لئے دستور کی دفعہ ۱۹ میں واضح طریق کار موجود ہے اس دستوری طریق کار سے انحراف کر کے چار بزرگوں سے مجلس عمومی کے متوازی اجلاس کا داعی بننے کا جو فیصلہ فرمایا ہے وہ کونسے دستور کا حصہ ہے؟

دستوری مسائل کے مختصر تجزیہ وتحلیل کے بعد اب میں حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم پر لگائے گئے غیر دستوری اور آمرانہ رویہ کے الزام پر بھی کچھ عرض کرنا چاہوں گا اسلئے یہ الزام بھی دستور کی زبان میں درست قرار نہیں پاتا اگر حضرت الامیر مدظلہ کے رویہ میں شدت اوراس کے بے لچک ہونے کی شکایت کی جاتی تو کسی حد تک قابل غور تھی لیکن اس رویہ کو غیر دستوری قرار دینے کی خود دستور نفی کرتا ہے مثلاً اس ضمن میں حضرت الامیر مدظلہ کے طرز عمل پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ تین ہیں۔

"(۱) انہوں نے مجلس شوریٰ کی عمومی رائے کو نظر انداز کر کے اپنے فیصلہ کو مجلس شوریٰ کے فیصلے کے نام سے پیش کیا۔ (۲) انہوں نے مجلس عمومی کو ناظم عمومی کے انتخاب کے سلسلہ میں ووٹنگ کا حق نہیں دیا (۳) انہوں نے جماعت کو توڑ دیا۔

جہاں تک مجلس شوریٰ کی عمومی رائے کو نظر انداز کرنے کا تعلق ہے اس ضمن میں دستور کی دفعہ ۱۳ شق (د) کے ان الفاظ پر ایک نظر ڈال لیجئے۔ ''جو معاملات مجلس شوریٰ میں مختلف فیہا ہونگے ان میں آخری فیصلہ امیر کے ہاتھ میں ہوگا''

اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہے کہ مجلس شوریٰ میں اختلاف رائے کی صورت میں قلت و کثرت کا اعتبار کئے بغیر امیر اپنی صوابدید پر فیصلہ کرنے کا حق رکھتا ہے اوراس کے فیصلہ کو غیر دستوری قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مجلس عمومی کو ووٹ کا حق نہ دینے کے سلسلے میں بھی حضرت الامیر مدظلہ کے طرز عمل کو زیادہ سے زیادہ شدت ترتیب کی غلطی پر ہی محمول کیا جاسکتا ہے۔ سراسر غیر دستوری قرار دینے کی گنجائش نہیں ہے اس لئے کہ دستور کے دفعہ ۷ شق (و) میں درج ہے کہ ''ہر تنظیم کی مجلس عمومی سب سے پہلے امیر کا انتخاب کرے گی اس کے بعد باقی عہدہ داروں کا لیکن ان کا انتخاب امیر کی منظوری پر ہی حتمی متصور ہوگا۔'' یعنی امیر کے سوا باقی تمام عہدہ دار و مجلس عمومی کی طرف سے منتخب ہوجانے کے بعد بھی امیر کی منظوری اور توثیق کے محتاج ہیں اوراس معاملہ میں امیر کی رائے کو بالادستی اور فیصلہ کن فوقیت حاصل ہے اس لئے اب اعتراض کی صرف یہ پہلو باقی رہ جاتا ہے کہ امیر محترم اگر ایک شخص کو بطور ناظم عمومی قبول کرنے کو تیار نہیں تھے تو انہیں انتخاب کے بعد اپنا دستوری حق استعمال کر کے اسے نامنظور کر دینا چاہئے تھا انتخاب سے پہلے ہی اپنے بے لچک موقف کا اعلان کیوں کر دیا؟ لیکن اگر دقت نظر سے کام لیا جائے تو دونوں صورتوں میں سے اھون البلیتین کی صورت ہے جسے حضرت الامیر مدظلہ نے اختیار کیا فافہم وتدبر!

باقی رہا جماعت کو توڑنے کا مسئلہ تو اس بارے میں انتہائی ادب واحترام کے ساتھ یہ جسارت کروں گا کہ یہ خلاف واقعہ تاثر پھیلانے والے بزرگوں نے جماعت اوراس کے ورکروں کے ساتھ کوئی انصاف نہیں کیا اسلئے کہ حضرت الامیر مدظلہ نے جماعت کو توڑنے کا ہرگز فیصلہ نہیں کیا صرف مرکزی وصوبائی تنظیموں کو عارضی طور پر توڑا ہے ضلعی اور مقامی سطح پر جماعت بدستور موجود ہے اور مرکزی وصوبائی تنظیموں کو توڑنے کا فیصلہ بھی خانپور میں مجلس عمومی کے اجلاس میں پیش آنے والی افسوسناک صورت حال کے بعد ناگزیر تھا کیونکہ اگر مجلس عمومی کے عنوان سے جمع ہوجانے والے جذباتی ہجوم کو اس وقت فیصلہ کیلئے آزاد چھوڑ دیا جاتا تو مفاہمت اور بات چیت کی جو مساعی اس کے بعد سے اب تک جاری ہیں (اور جن کے بارآور ہونے کا کم از کم مجھے ضرور یقین ہے) ان مساعی کیلئے بھی کوئی گنجائش ہی نہ رہ جاتی اور جماعت کا مستقبل وقتی جذباتیت کی بھینٹ چڑھ جاتا۔ ان معروضات کے بعد میں پھر اپنے موقف کی طرف آتا ہوں جو آج بھی یہی ہے کہ یہ مسئلہ

وونگ کا نہیں افہام وتفہیم کا ہے اور اب بھی اس کا حل یہ ہے کہ محاذ آرائی، انتخابی مہم اور ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی کے سلسلہ یکسر ترک کر کے مجلس شوریٰ کی سطح پر آپس میں بیٹھ کر حضرت الامیر مدظلہ کی سرپرستی اور سربراہی میں اس مسئلہ کو نمٹا لیا جائے۔

صاحبزادہ فضل الرحمان صاحب کو پہلے مرحلہ میں ہی ناظم عمومی بنا دینا مناسب نہیں ہے اس لئے مولانا عبیداللہ انور کو ناظم عمومی اور صاحبزادہ فضل الرحمان صاحب کو ناظم اول تسلیم کرلیا جائے تا کہ جماعتی کام میں جمود ختم کر کے کام کو آگے بڑھایا جاسکے۔

<u>مولانا درخواستی کا ایم آر ڈی سے لاتعلقی کا واضح اعلان:</u> میں ایم آر ڈی کی صورت میں پیپلز پارٹی کے ساتھ اشتراک عمل کے بارے میں بھی مختصراً اتنی بات عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ پارٹی کے سربراہ کی حیثیت سے حضرت درخواستی مدظلہ کے واضح اعلان لاتعلقی کے بعد اب ہمارا ایم آر ڈی کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں ہے اور صاحبزادہ فضل الرحمان صاحب کی طرف سے اس تاثر کا اظہار درست نہیں ہے کہ ابھی اس سلسلہ میں فیصلہ ہونا باقی ہے حضرت الامیر مدظلہ کا قطعی فیصلہ سامنے آچکا ہے اور اب اس معاملہ میں شکوک وشبہات کا کوئی جواز نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ جماعتی بزرگ اور احباب میری گزارشات پر پوری سنجیدگی اور توجہ کے ساتھ غور فرمائیں گے۔ اور اس بارے میں مجھے اپنی گراں قدر رائے سے جلد از جلد آگاہ فرمائیں گے۔ تا کہ اگر میری سوچ میں کوئی کوتاہی ہے تو میں اس پر نظر ثانی کرسکوں۔ والسلام، احقر ابوعمار زاہد الراشدی خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ، سابق مرکزی ناظم نظام العلماء پاکستان

(۱۶)

۳۰ جنوری ۱۹۸۲ء **(جہاد افغانستان کے زعماء اور شیخ الحدیث کا انٹرویو)**

مکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدکرمکم، سلام مسنون، گزارش ہے کہ ہفت روزہ ترجمان اسلام نے افغانستان نمبر کی اشاعت کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارا ارادہ ہے کہ حضرت الشیخ مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا محمد نبی محمدی اور حضرت مولانا محمد یونس خالص سے خصوصی انٹرویو لئے جائیں۔ اس مقصد کیلئے میں خود اپنے دو رفقاء سمیت ۶ رفروری بروز ہفتہ مغرب تک اکوڑہ حاضر ہوں گا انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ حضرت الشیخ دامت فیوضہم سے مختصر ملاقات کا اہتمام کر دیں۔ ہم گفتگو ریکارڈ کرلیں گے۔ اور پھر اسے قلمبند کرلیا جائے گا۔ علاوہ ازیں ۷ رفروری اتوار کو پشاور میں مولانا محمد نبی صاحب اور مولانا محمد یونس خالص صاحب سے ملاقات کے سلسلہ میں بھی آپ تعاون فرماسکیں تو بے حد نوازش ہوگی۔ ۷ رفروری کا دن پشاور گزار کر رات دس گیارہ بجے والی ڈی لکس پر ہمارا واپسی کا ارادہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام، خاکپائے اکابر زاہد الراشدی

(۱۷)

۱۷ مارچ ۱۹۸۲ء **(ترجمان اسلام کا افغانستان نمبر)**

برادر مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدکم، سلام مسنون، (۱) آپ نے ترجمان اسلام کے ''افغانستان نمبر'' کیلئے تازہ مضمون کا وعدہ فرمایا تھا اگر ہو سکے تو جلد بھیج دیں (۲) قومی اسمبلی کی تقاریر کا ریکارڈ آپ کے پاس ضرور ہوگا۔ ہم ان میں سے حضرت مفتی صاحبؒ کی تقاریر چھانٹنا چاہتے ہیں اگر اس کی کوئی صورت ممکن ہو تو تحریر فرمادیں ہم میں سے کوئی حاضر ہو جائے گا۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت عالیہ میں سلام مسنون اور دعاء کی درخواست عرض ہے جواب سے جلد نوازیں۔ والسلام خاکپائے اکابر زاہد الراشدی

(۱۸)

۱۶ نومبر ۱۹۸۳ء **(جہاد کانفرنس پشاور کے سلسلہ میں آمد کی اطلاع)**

برادر مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، گزارش ہے کہ میاں عصمت شاہ صاحب کاکاخیل کی فرمائش پر حضرت

مولانا عبیداللہ انور نے جہاد کانفرنس پشاور کیلئے ۲۶ ردسمبر کا دن مخصوص فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض اہم امور پر مشاورت کی غرض سے ۲۲ رنومبر پیر کو عشاء تک دارالعلوم حقانیہ حاضر ہورہا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ۔ میاں عصمت شاہ صاحب، مولانا فضل رازق ہری پور اور حاجی جاوید ابراہیم پراچہ کو بھی اس روز اکوڑہ آنے کیلئے لکھ دیا ہے۔ ازراہ کرم آپ اس موقع پر ضرور تشریف فرما رہیں۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام اور دعا کی درخواست عرض ہے۔ والسلام، خاکپائے اکابر زاہدالراشدی

(۱۹)

(پروگرام میں تبدیلی)

۷ انومبر ۱۹۸۲ء

برادر مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم، سلام مسنون، میں نے ۲۲ رنومبر کورات اکوڑہ حاضری کے بارے میں لکھا تھا لیکن اس خیال سے کہ رات کے وقت ملاقات میں شاید حضرت شیخ مدظلہم العالیٰ کو دقت ہو اس میں تبدیلی کرلی ہے اور اب انشاء اللہ تعالیٰ مولانا فضل رازق آف ہری پور اور مولانا حامد علی رحمانی آف حسن ابدال کے ہمراہ ۲۴ رنومبر بدھ صبح نماز کے بعد ایبٹ آباد سے روانہ ہوکر ۹، ۱۰ بجے تک اکوڑہ پہنچوں گا اور حضرت مدظلہم العالی اور آپ سے ملاقات کر کے ظہر تک مردان پہنچنے کا پروگرام ہے۔ والسلام، خاکپائے اکابر زاہدالراشدی

(۲۰)

۸ رفروری ۱۹۸۳ء (دینی جرائد کا اسلامی تشخص کے تحفظ میں کردار ○ اجتماعیت اور نظم کی ضرورت)

محترمی حضرت مولانا محمد سمیع الحق صاحب زیدت مکارمکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ قومی صحافت میں دینی جرائد اسلامی عقائد ونظریات کے تحفظ اور روایات واقدار کے فروغ کیلئے بے سروسامانی اور حوصلہ شکن صورت حال کے باوجود جو قیع خدمات سرانجام دے رہے ہیں وہ بلاشبہ قابل قدر ہیں۔ لیکن ان خدمات اور جدوجہد کو منظم کرنے اور انکی افادیت کو دوچند کرنے کیلئے باہمی روابط اور مشاورت ضروری ہے۔ اور ہمارا ارادہ ہے کہ باہمی رابطہ اور مشاورت کا کوئی مناسب نظام قائم کرنے کیلئے اس شعبہ سے تعلق رکھنے والے سرکردہ حضرات کے اجتماع کا اہتمام کیا جائے ازراہ کرم اس سلسلہ میں اپنی رائے اور تجاویز سے آگاہ فرمائیں تاکہ اس مقصد کی طرف پیش رفت کی کوئی مناسب صورت اختیار کی جاسکے۔ والسلام ابوعمار زاہدالراشدی مدیر اعلیٰ ہفت روزہ ترجمان اسلام

(۲۱)

(مرکزی مجلس عمل ختم نبوت کا کاز ○ وفاقی مجلس شوریٰ کے تینوں ارکان سے مشاورت کی خواہش)

۲ رجنوری ۱۹۸۴ء

برادر گرامی قدر، زیدت معالیکم، سلام مسنون، حوصلہ افزائی کا خط ملا ہے بے حد شکریہ! مجلس عمل کے کاز کیلئے کوشش جاری ہے آپ اپنے دائرہ میں جس حد تک بھی ممکن ہو تعاون فرمائیں۔ جماعتی معاملات پر آپ سے گفتگو کو جی چاہتا ہے لیکن آپ تینوں بزرگ فضا میں ہیں اور نیچے جھانکنے کیلئے تیار نظر نہیں آتے۔ ایسے میں سمجھنے اور سمجھانے کے مراحل سے کیسے گزرا جاسکتا ہے تاہم میں حاضر ہوں۔ کسی وقت جلد ہی کوشش کرونگا۔ کہ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوسکوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالیٰ کی خدمت عالیہ میں سلام مسنون اور دعا کی درخواست عرض ہے۔ والسلام، زاہدالراشدی

(فوجی پارلیمنٹ اور سنگینوں کے سایہ میں اسلام کی کامیاب جنگ)

۱ مولانا قاضی عبداللطیف اور برادرم قاری سعیدالرالرحمان الحمدللہ ہم تینوں وفاقی مجلس شوریٰ میں گویا فوجی پارلیمنٹ میں فوجی سنگینوں کے سایہ میں اسلام کی جنگ بڑی شدومد سے لڑ رہے تھے مرحوم ڈکٹیٹر سے بہت سے اسلامی اور جمہوری اقدامات منوالئے جو آٹھویں ترمیم کے ذریعہ آئین کا حصہ بن گئے اور جن پر عالم کفر اور ملک کے لبرل بے دین طبقے آج تک تلملا رہے ہیں۔ توہین رسالت ایکٹ حدود آرڈیننس اور امتناع قادیانیت آرڈیننس انکی چند واضح مثالیں ہیں۔

(۲۲)

۷فروری ۱۹۸۴ء (سیالکوٹ کانفرنس)

محترمی زید لطفکم، سلام مسنون، گزارش ہے کہ ۱۷فروری کو مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پروگرام کے مطابق سیالکوٹ میں ہڑتال اور کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے آنجناب ۱۰فروری کو جمعۃ المبارک کے خطبہ میں اس پروگرام کی اہمیت بیان کر کے لوگوں کو سیالکوٹ کانفرنس میں شرکت کی ترغیب دلائیں اور ۱۷فروری کو جمعۃ المبارک کے خطبہ میں مرکزی مجلس عمل کے مطالبات پر تفصیل سے روشنی ڈالیں۔ علاوہ ازیں اپنی جماعت اور دیگر جماعتوں کی طرف سے ان مطالبات کی حمایت میں اخبارات میں بیانات جاری کرانے کی بھی سعی فرمائیں۔ والسلام،

(۱) (مولانا) محمد شریف جالندھری سیکرٹری مجلس عمل (۲) ابوعمار زاہد الراشدی رابطہ کمیٹی سیکرٹری مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان

(۲۳)

۲۵مئی ۱۹۸۶ء (سینٹ میں پیش کردہ شریعت بل کے بارہ میں مشاورتی اجلاس)

محترمی زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ سینٹ میں مولانا قاضی عبداللطیف اور مولانا سمیع الحق کی طرف سے پیش کردہ "شریعت بل" پر رمضان المبارک کے بعد سینٹ کے اجلاس میں بحث شروع ہونے کا امکان ہے اسلئے ضروری ہے کہ "شریعت بل" کی حمایت کرنے والے تمام حضرات، ادارے اور جماعتیں اس سلسلہ میں منظم اور مشترکہ آواز اٹھائیں تا کہ ایک مؤثر عوامی دباؤ کے ذریعہ "شریعت بل" کی منظوری کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس بارے میں ضروری صلاح مشورہ کیلئے مختلف احباب اور جماعتوں کا ایک اہم مشاورتی اجلاس ۹ رشوال المکرم ۱۴۰۶ھ، ۱۸رجون ۸۶ء بروز بدھ صبح دس بجے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں منعقد کرنے کی تجویز ہے۔ ازراہ کرم اجلاس کی تاریخ اور وقت نوٹ فرمالیں اور اس سلسلہ میں اپنی گراں قدر رائے اور تجاویز کے ساتھ ہماری راہ نمائی فرمائیں۔ شکریہ ابوعمار زاہد الراشدی، سیکرٹری اطلاعات جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

(۲۴)

۱۶اگست ۱۹۸۶ء (چکوال نظام شریعت کانفرنس)

محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ چکوال کے حضرات نے ۱۴راگست جمعرات کو ظہر کے بعد نظام شریعت کانفرنس رکھی ہے دن کو جا کر شام کو راولپنڈی واپسی ہوسکتی ہے۔ آپ کی شرکت از حد ضروری ہے اور ان حضرات کی شدید خواہش بھی ہے۔ مولانا عبدالرحمان قاسمی صاحب (ابن حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندی مدظلہ العالی) تشریف لائے تھے اور انہوں نے آپ سے رابطہ میرے ذمہ لگایا تھا۔ ازراہ کرم اس میں ضرور شرکت فرمائیں وہ بھی آپ سے رابطہ قائم کریں گے۔ حضرت الشیخ مدظلہ، مولانا عبدالقیوم صاحب، مولانا عبدالحلیم صاحب، مولانا انوار الحق صاحب اور دیگر حضرات کی خدمات عالیہ میں سلام مسنون عرض ہے۔ والسلام زاہد الراشدی

(۲۵)

۳جنوری ۱۹۸۷ء (شریعت بل کے سلسلے میں)

محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی وحضرت مولانا عبدالحکیم صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ کنونشن کے دعوت نامے[1] کل ارجنٹ میل سروس کے ذریعہ سارے ملک میں بھجوا دیئے ہیں۔ میں آج ملتان جا رہا ہوں۔ مولانا حنیف

جالندھری سے مل کر متعلقہ قائدین سے ملنے کا پروگرام ہے۔کل رات کسی وقت آؤنگا اور منگل یا بدھ کو آپ سے رابطہ کرونگا۔انشاء اللہ۔ راولپنڈی اور پشاور کے حضرات بالخصوص مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب ،مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور دیگر حضرات سے ذاتی ملاقاتیں ضروری ہیں۔آپ دونوں بزرگ خود ان سے رابطہ قائم کر کے ملاقاتیں کرلیں۔ضروری گزارش ہے باقی باتیں بدھ کو ہونگی انشاءاللہ۔ والسلام: زاہدالراشدی

مولانا منظورالحق رحمانی صاحب آپ کے پاس دو تین دن رہیں گے تا کہ کہیں بھجوانا ہوتو آسانی رہے۔

(۲۶)

۱۳اپریل ۱۹۸۷ء (سینٹ میں بازارحسن کے بارہ میں تقریر)

محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب،السلام علیکم ورحمۃ اللہ،گزارش ہے کہ سینٹ میں''بازارحسن'' کے بارے میں آپکی تقریر۱۰اپریل کے شمارہ میں لگ رہی ہے اور سینٹ میں شریعت بل پرآپ کی آخری تقریر ۱۷اپریل کے شمارہ میں لگے گی انشاءاللہ۔یہ تقریرہمیں نامکمل موصول ہوئی ہے ازراہ کرم باقی حصہ جلدی بھجوادیں تا کہ اس سے اگلے شمارے میں مکمل لگ سکے۔ شکریہ والسلام،راشدی

(۲۷)

۲۰ اپریل ۱۹۸۷ء (متحدہ شریعت محاذ کے فیصلے O دربارۂ شریعت بل O راست اقدام تحریک کی تیاری)

مکرمی،زید لطفکم،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،گزارش ہے کہ متحدہ شریعت محاذ کی مرکزی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس منعقدہ جامعہ فرقانیہ راولپنڈی بتاریخ ۱۸اپریل میں مندرجہ ذیل اہم فیصلے کئے ہیں۔

☆ سینٹ کے سرکاری ارکان لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ سعید قادر اور نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی کی طرف سے''شریعت بل'' میں پیش کردہ ترامیم کو مسترد کرتے ہوئے اس فیصلہ کا اعادہ کیا گیا ہے کہ اگر ۲۷رمضان المبارک تک شریعت بل کو اس کے بنیادی مقاصد کے مطابق منظور نہ کیا گیا تو ملک بھر میں حکومت کے خلاف راست اقدام کی تحریک منظم کی جائے گی۔تحریک کا طریق کار اور دیگر تفصیلات طے کرنے کیلئے ۶۔۷جون کو متحدہ شریعت محاذ کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس لاہور میں طلب کرلیا گیا ہے۔

☆ جمعۃ الوداع کے روز پورے ملک میں شریعت اسلامیہ کی بالادستی کا دن منایا جائے گا۔علماء کرام خطبات جمعہ میں شریعت بل کی منظوری کا مطالبہ کریں گے اور نماز جمعہ کے بعد تمام بڑے شہروں میں شریعت بل کی حمایت میں اور حکومتی رویہ کے خلاف مظاہرے کئے جائیں گے انشاءاللہ العزیز۔شریعت محاذ کی طرف سے تمام شاخوں کو ہدایات جاری کی جارہی ہیں۔تاہم آپ خود بھی محاذ کے مقامی عہدہ داروں اور رفقاء سے مل کر جمعۃ الوداع کے پروگرام کو موثر بنانے کیلئے محنت کریں۔نیز''راست اقدام'' کی تحریک کی تیاریوں پرغور کیلئے پنجاب شریعت محاذ کا صوبائی کنونشن ۲۶اپریل بروز اتوار صبح ۹ بجے شیرانوالہ گیٹ لاہور میں منعقد ہورہا ہے۔اس کنونشن میں جمعیۃ علماء اسلام کے ذمہ دار احباب اور کارکنوں کی شرکت ضروری ہے۔آپ خود بھی اس میں شریک ہوں اور کوشش کریں کہ آپ کے ضلع سے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ اور ذمہ دار حضرات کی اس میں بھرپور نمائندگی ہو۔پنجاب میں جمعیۃ کے ضلعی عہدیدار اس سلسلہ میں خصوصی دلچسپی لے کر کنونشن کی کامیابی میں موثر کردار ادا کریں۔ والسلام ابوعمار زاہدالراشدی،ڈپٹی سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

ا شریعت بل کے سلسلہ میں

(۲۸)

۱۵فروری ۱۹۸۸ء (متحدہ سنی محاذ کے اہم فیصلے O حرمین میں ایرانیوں کے مظاہرے)

مکرمی !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ سات فروری کو فیصل آباد میں امیر محترم مولانا مفتی احمد الرحمٰن مدظلہ کی زیر صدارت متحدہ سنی محاذ کے ایک اہم اجلاس میں مندرجہ ذیل فیصلے کیے گئے ہیں۔ متحدہ سنی محاذ کی سپریم کونسل کا اجلاس ۷ مارچ کو اسلام آباد میں ہوگا اور اس موقع پر اسلام آباد میں تقدس حرمین کانفرس منعقد ہوگی امیر محاذ مولانا مفتی احمد الرحمٰن مدظلہ محاذ میں شامل جماعتوں کے سربراہوں سے خود ملاقات کر کے انہیں اجلاس میں شرکت کے لیے آمادہ کریں گے۔

مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا قاری نورالحق قریشی اور راقم الحروف پر مشتمل دستور کمیٹی محاذ کے دستور کے بارے میں تجاویز مرتب کر کے سپریم کونسل کے اجلاس میں پیش کرے گی۔

۱۶ مارچ کو پشاور میں متحدہ سنی محاذ کا صوبائی سنی کنونشن منعقد ہوگا۔ پنجاب کے مختلف اضلاع میں علماء اہل سنت اور کارکنوں کے خلاف مقدمات کو مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا قاری سعید الرحمٰن راولپنڈی، مولانا فضل رحیم لاہور، مولانا محمد عبداللہ اسلام آباد، قاری نورالحق قریشی ایڈوکیٹ ملتان، اور راقم الحروف زاہدالراشدی پر مشتمل کمیٹی جمع کر کے صوبائی سطح پر ان کی پیروی کا اہتمام کرے گی۔

اہل سنت کے بارے میں حکومت کے جانبدارانہ رویہ اور حرمین شریفین میں آئندہ سال پھر مظاہرہ کرنے کے لیے ایرانی حکومت کے اعلانات کی مذمت اور اہل سنت کے علماء اور کارکنوں کے خلاف مقدمات کی واپسی کے مطالبات کے لیے ۲۶ فروی کو ملک بھر میں یوم احتجاج منایا جائے گا اس موقع پر علماء کرام خطبات جمعہ میں اہل سنت کے مطالبات پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کی منظوری کا مطالبہ کریں گے۔ آنجناب سے گزارش ہے کہ ان فیصلوں سے اپنے حلقہ کے تمام حضرات کو آگاہ کرنے، اخبارات میں ان کی مناسب تشہیر اور ان پر عمل درآمد کا اہتمام فرما کر مرکزی محاذ کے لیے رپورٹ راقم الحروف کو ارسال فرمائیں۔ والسلام زاہدالراشدی

(۲۹)

۱۳ اپریل ۱۹۸۸ء (شریعت بل کیلئے کانفرنس)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ ڈویژن کے زیر اہتمام ۱۶اپریل کو دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ میں ڈویژنل نظام شریعت کانفرس کے انعقاد کی تیاری جاری ہے۔ اس کانفرس کی کامیابی کے لیے تمام جماعتی احباب کو بھرپور دلچسپی لینی چاہیے۔ ڈویژن کے تمام شہروں اور قصبات کے جماعتی عہدادار ذاتی دلچسپی لے کر کم از کم ایک بس کے افراد تیار کر کے ہمراہ لائیں اور جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں اطلاعات کا اہتمام کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے حلقہ سے قومی اخبارات کو خبر بھی بھجوائیں۔ وقت اور رابطہ کی کمی کے باعث تمام احباب ذاتی طور پر توجہ فرما کر کانفرنس کی کامیابی کیلئے بھرپور محنت فرمائیں۔ والسلام زاہدالراشدی

(۳۰)

۳مئی ۱۹۸۸ء (جہاد کانفرنسوں میں افغان علماء کی شرکت کی خواہش)

مکرمی حضرت قائد محترم مدظلکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میرپور والوں سے آپ نے جہاد کانفرنس کے لیے افغان علماء کا وقت لے کر دینے کا وعدہ کیا تھا وہ بار بار پوچھ رہے ہیں دس شوال سے پہلے کا وقت دو تین لیڈروں سے طے کرا دیں۔ آزاد کشمیر میں یہ کانفرس مفید رہے گی آپ جلد وقت طے کرا کے مجھے فون پر بتادیں۔ وہ بے چارے بہت پریشان ہیں اور بار بار رابطہ کر رہے ہیں۔ حضرت الشیخ مدظلہ کی خدمت میں

سلام اور دعا کی درخواست وسلام مولانا عبدالقیوم حقانی اور عزیزم حامد الحق سلمہ سے بھی سلام مسنون عرض۔ والسلام: زاہدالراشدی

(۳۱)

۷ستمبر ۱۹۸۸ء (مدینہ منورہ میں شیخ الحدیث کے وفات کی اطلاع)

محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ کل واپس آیا ہوں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی المناک وفات کی خبر مدینہ منورہ میں ملی تھی ایک عریضہ مکہ مکرمہ سے ارسال کیا تھا امید ہے مل چکا ہوگا۔ دوبئی میں برادرم ضیاء الحق صاحب سے ملاقات ہوئی ہے۔ انشاء اللہ پرسوں پیر کو مغرب تک حاضر خدمت ہونگا اور منگل کو صبح واپسی ہوگی۔ میاں محمد عارف صاحب اور مولانا عبدالروف فاروقی بھی میرے ہمراہ حاضری کا ارادہ کیے ہوئے ہیں۔ اطلاعاً عرض ہے۔

والسلام، زاہدالراشدی

(۳۲)

کاپی بنام مولانا سمیع الحق

۵نومبر ۱۹۸۸ء (اسلامی جمہوری اتحاد میں جمعیۃ علماء اسلام کی شمولیت)

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے کہا ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد میں جمعیۃ کی شمولیت صرف انتخابات تک کے لیے نہیں ہے بلکہ انتخابات کے بعد جب تک اتحاد اسلامی قوانین کی بالادستی، جہاد افغانستان کی حمایت اور ایٹمی قوت کے حصول کے بنیادی پروگرام پر قائم رہے گا۔ جمعیۃ اس میں شامل رہے گی آج یہاں ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ مولانا فضل الرحمٰن کی اس بات میں کوئی وزن نہیں ہے کہ جمعیۃ انتخابات کے بعد اسلامی جمہوری اتحاد کو چھوڑ دے گی کیونکہ جمعیۃ کی قیادت نے ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا اور نہ ہی اس کا کوئی امکان ہے انہوں نے کہا کہ مولانا فضل الرحمٰن کے ساتھ مولانا سمیع الحق اور دیگر رفقاؤں کی ملاقات میں یہ بات واضح طور پر طے ہوگئی تھی کہ جمعیۃ کے اتحاد کے لیے عام انتخابات کے بعد کوئی قابل عمل فارمولا سامنے آیا تو اس پر غور کیا جائے گا۔ لیکن مولانا فضل الرحمٰن کی طرف سے مسلسل یہ کہا جا رہا ہے کہ جمعیۃ کا اتحاد ہوگیا ہے اور جمعیۃ اسلام جمہوری اتحاد کو چھوڑ دے گی یہ تاثر سراسر غلط اور گمراہ کن ہے اور ایک خواہش کارفرما نظر آرہی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم اسلامی جمہوری اتحاد میں شامل رہیں گے اور اس شمولیت کو برقرار رکھتے ہوئے انتخابات کے بعد مولانا فضل الرحمٰن گروپ کے ساتھ اتحاد کا کوئی قابل عمل فارمولا سامنے آیا تو اسے قبول کرنے میں دریغ نہیں کریں گے لیکن اگر مولانا فضل الرحمٰن کی طرف سے جماعتی اتحاد کے لیے اسلامی جمہوری اتحاد کو چھوڑنے کی شرط لگائی گئی تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا، ....مولانا زاہد الراشدی نے قومی اسمبلی کے حلقہ نمبر ۹۶ کے تنازعہ کے بارے میں اپنے بیان میں کہا ہے کہ اتحاد کے صوبائی صدر میاں نواز شریف نے ہمارے ساتھ اس بات کو تسلیم کر لیا تھا کہ یہ حلقہ متنازعہ ہے اور وہ اس تنازعہ کو طے کرانے کے لیے غیر جانبدار راہنماؤں کی کمیٹی قائم کریں گے لیکن ابھی تک انہوں نے یہ وعدہ پورا نہیں کیا اس لیے ہم آج بھی اپنے اس موقف پر قائم ہیں۔ کہ حلقہ نمبر ۹۶ میں حافظ سلمان بٹ کو ٹکٹ دینے کا فیصلہ درست نہیں ہے یہ حلقہ متنازعہ ہے اور مولانا میاں محمد اجمل قادری اس حلقہ سے دستبردار نہیں ہونگے اس لیے میں میاں نواز شریف اور جماعت اسلامی کی قیادت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں اور حافظ سلمان بٹ کو دستبردار کرا کے اس حلقہ کے تنازعہ کو ختم کریں۔

(۳۴)

۷جنوری ۱۹۸۹ء (انتخابات کے بعد اسلامی جمہوری اتحاد کی ذمہ داریاں)

بگرامی خدمت جناب غلام مصطفیٰ جتوئی صاحب[1] صدر اسلامی جمہوری اتحاد پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد کے بارے میں چند اہم شکایات وتجاویز پر مشتمل ایک عریضہ آنجناب کی خدمت میں ۱۴دسمبر ۱۹۸۸ء کو ارسال کیا تھا جبکہ اتحاد کے سیکرٹری جنرل پروفیسر غفور احمد صاحب کی خدمت میں اسی نوعیت کا ایک مکتوب ۱۸دسمبر ۱۹۸۸ کو بھجوایا تھا اور دونوں گزارش ناموں کی کاپیاں دیگر ذمہ دار حضرات اور خواہوں کو بھی ارسال کی تھیں۔ مگر ابھی تک ان عریضوں کا جواب موصول نہیں ہوا اور نہ ہی ان گزارشات کے بارے میں کوئی پیش رفت سامنے آئی ہے، بطور یاددھانی چند مزید معروضات کے ساتھ انہی شکایات وتجاویز کا اس امید پر اعادہ کررہا ہوں کہ آنجناب اپنی منصبی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے شکایات کے ازالہ اور تجاویز کی منظوری وعمل درآمد کے لیے موثر اور فوری قدم اٹھائیں گے۔

شکایات وتجاویز: جناب محترم! حالیہ انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے مجموعی طور پر کامیابی حاصل کر کے مرکز سندھ اور سرحد میں کامیابی حاصل کر کے مرکز میں کامیاب ہوئی ہے اور قومی اسمبلی سینٹ اور سرحد اسمبلی میں بھی اس کا مضبوط گروپ موجود ہے اس طرح پاکستان کے عوام نے نہ صرف اسلام جمہوری اتحاد کو پی پی پی کی متبادل قیادت کے طور پر قبول کرلیا ہے بلکہ پی پی پی کو ووٹ نہ دینے والی کم وبیش سترفی صد اکثریت کے ایک بڑے حصہ نے اپنی نظریاتی اور سیاسی امیدیں اتحاد کے ساتھ وابستہ کرلی ہیں۔ لیکن انتخابات کے بعد کی افسوس ناک صورت حال یہ ہے کہ پی پی پی کی جماعتی سرگرمیوں اور کارکنوں کے باہمی رابطہ واشتراک میں جس قدر اضافہ ہوا، اتحاد کی صفوں میں اس سے کہیں زیادہ جمود اور تعطل نظر رہا ہے حتیٰ کہ اب ایک نئے سیاسی اتحاد کے عنوان سے اسلامی جمہوری اتحاد کو سبوتاژ کرنے کی سرگرمیاں بھی قومی اخبارات کے ذریعہ سامنے آرہی ہیں اور ان میں وہ سیاسی عناصر پیش پیش ہیں جنہوں نے گزشتہ گیارہ سالہ دور میں پیپلز پارٹی کی قیادت کو دوبارہ ملک پر مسلط کرنے اور بھٹو فیملی کی سیاسی بیساکھیاں بننے کی روش اپنائے رکھی اور اب پی پی پی کے مقابل واحد سیاسی قوت اسلامی جمہوری اتحاد کو سبوتاژ کر کے اپنی سابقہ پالیسیوں کے تسلسل کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ جس کا منطقی نتیجہ پی پی پی کی مزید تقویت اور اسلامی جمہوری اتحاد کے ہزاروں کارکنوں کی بددلی اور مایوسی کے سواء کچھ نہیں ہوگا۔

صدر محترم! ان حالات میں یہ انتہائی ضروری ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد کو نظریاتی، سیاسی اور تنظیمی لحاظ سے متحرک بنایا جائے اور ہر سطح پر تنظیم نو کے ذریعہ نئی صف بندی کے ساتھ اتحاد کو ایک مضبوط اور متحرک متبادل قیادت کے طور پر سامنے لایا جائے۔ اس مقصد کیلئے مندرجہ ذیل گذارشات یا مطالبات آنجناب کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔

۱۔ اتحاد میں شامل تمام جماعتوں کے ذمہ دار نمائندوں پر مشتمل جائزہ کمیٹی قائم کی جائے جو مرکز، سندھ اور سرحد میں اتحاد کی ناکامی کے اسباب کا جائزہ لے کر ایک جامع رپورٹ مرکزی کونسل کو پیش کرے۔

۲۔ آئی جے آئی کے منشور کا پہلا نکتہ اسلامی قوانین کی بالادستی: اسلامی جمہوری اتحاد کے انتخابی منشور کا سب سے پہلا نکتہ ''اسلامی قوانین کی بالادستی'' ہے اور سینیٹ اور پنجاب اسمبلی میں اتحاد کو واضح اکثریت حاصل ہے اس لئے پی پی پی کی پالیسیوں کے ساتھ اتحاد کی پالیسیوں کے نظریاتی فرق کو واضح کرنے کیلئے ان دونوں ایوانوں کے دائرہ اختیار میں اسلامی قوانین کی بالادستی کے لیے

[1] کاپی بنام سمیع الحق آئی جے آئی کے سینئر نائب صدر کی حیثیت سے بھیجی گئی ہے

قانون سازی کا فوری طور پر آغاز کیا جائے۔

۳۔ پنجاب میں اتحاد کی حکومت کی پالیسیوں کی بنیاد اتحاد کے منشور پر رکھی جائے اور اسے واضح عملی اقدامات کے ذریعہ عوامی سطح پر محسوس کرایا جائے۔

۴۔ مرکزی سطح پر تنظیمی خلاء پُر کیا جائے اور صوبوں میں باقاعدہ کونسلیں قائم کر کے عہدہ داروں کے انتخابات کرائے جائیں نیز ضلعی سطح پر بھی انتخابات کا اہتمام کیا جائے۔

۵۔ پالیسی معالات اور تنظیمی امور میں شخصی فیصلوں کا سلسلہ ترک کر کے تمام اہم امور ہر سطح پر باقاعدہ کونسلوں کے ذریعہ طے کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

۶۔ چاروں صوبوں کے کم از کم پندرہ بیس بڑے شہروں میں کارکنوں کے مشترکہ علاقائی کنونشن منعقد کر کے اب تک کی صورت حال اور مستقبل کے لائحہ عمل کے بارے میں انہیں اعتماد میں لیا جائے۔

نظریاتی انحراف پر فارورڈ بلاک بنانے کی دھمکی: اس موقع پر یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جمود، تعطل، تذبذب اور ہائی کمان کی بے حسی کی یہ صورت حال اسلامی جمہوری اتحاد کے مستقبل اور قومی سیاسی کردار کے بارے میں کارکنوں کے ذہنوں میں شکوک اور مایوسی پیدا کر رہی ہے جسے زیادہ دیر تک برداشت نہیں کیا جاسکتا اس لیے اگر ان گذارشات پر ماہ رواں کے اختتام تک سنجیدہ توجہ نہ دی گئی تو میرے جیسے نظریاتی کارکنوں کے لیے اسکے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہوگا کہ وہ اسلامی جمہوری اتحاد کے وسیع تر نظریاتی اور سیاسی مفاد کے لیے اتحاد کے اندر رہتے ہوئے ایک فارورڈ بلاک قائم کر کے ملک بھر میں کارکنوں کو منظم کرنے کی مہم چلائیں تاکہ کارکنوں کے اجتماعی دباؤ کیساتھ ہائی کمان کو ہٹ دھرمی ترک کرنے پر مجبور کیا جاسکے۔

نوٹ: اس عریضہ کی کاپیاں اسلامی جمہوری اتحاد کے سرکردہ حضرات اور بہی خواہوں کو بھی ارسال کی جارہی ہیں۔

والسلام ابوعمار زاہدالرشدی ڈپٹی سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

(۳۴)

۱۶ مارچ ۱۹۸۹ء **(جمعیت کی رکن سازی)**

بگرامی خدمت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ ۱۱رشعبان ۲۰ر مارچ سے جمعیۃ کی رکن سازی شروع کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ پروگرام یہ ہے کہ اس دن خانپور میں حضرت درخواستی مدظلہ، لاہور میں مولانا محمد اجمل خان و مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب اور اسلام آباد میں آنجناب اور مولانا عبدالحکیم صاحب کارکنوں کی تقاریب میں فارم پُر کر کے رکن سازی کا آغاز کریں گے اور ان تقاریب کی اخبارات میں پبلسٹی کا اہتمام کیا جائے گا۔ ۲۰ر مارچ کو اسلام آباد میں مرکزی مجلس عمل کا اجلاس بھی ہے اسلئے میرا خیال ہے کہ صبح گیارہ بجے یا شام ۵ بجے اسلام آباد میں کسی مناسب مقام پر کارکنوں اور علماء کی ایک نشست کا اہتمام ہو سکے تو ضرور کر لیا جائے اور اس کی باقاعدہ اخبارات میں خبر دے دی جائے۔

(۳۵)

۷ فروری ۱۹۹۰ء **(افغانستان میں نجیب کی سربراہی میں عبوری حکومت بنانے کی خبریں)**

محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ افغانستان کے بارے میں روزنامہ ”جنگ“

مسلسل یہ خبر چھاپ رہا ہے کہ نجیب کو عبوری حکومت کا سربراہ بنانے پر امریکہ، روس اور اسلام آباد میں اتفاق رائے ہو گیا ہے یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے اور اس سلسلہ میں فوری اور بھرپور ردعمل کے اظہار کی ضرورت ہے میرے خیال میں آپ ایک فوری سخت بیان کے علاوہ

(۱) پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں اس مسئلہ کو موثر طور پر اٹھانے کی کوئی صورت نکالیں۔

(۲) ۱۱رفروری کو حکومت آزاد کشمیر کی طلب کردہ کشمیر کانفرنس میں بھی مسئلہ کو اٹھایا جائے اور اس سلسلہ میں پہلے لابنگ ضروری ہے۔

(۳) اکثر لیڈر ۱۱رفروری کو اسلام آباد میں ہوں گے اور پارلیمنٹ کا اجلاس بھی ہو رہا ہو گا اس لئے آپ اگر جہاد افغانستان کی تازہ اور سنگین صورت حال پر ۱۲رفروری کو اسلام آباد میں سیاسی اور دینی جماعتوں کی کانفرنس طلب کر لیں تو یہ کامیاب بھی ہو سکتی ہے۔اور وقت کی اہم ضرورت بھی ہے۔بہر حال جو صورت بھی ہو اس مسئلہ پر فوری، موثر اور مشترکہ آواز کا بلند ہونا ضروری ہے ورنہ ۱۱ سالہ جدوجہد خاک میں مل جائے گی۔اور اس کی ذمہ داری میں ہم بھی شریک ہوں گے۔امید ہے کہ آپ فوری توجہ کریں گے۔ والسلام زاہد الراشدی

(۳۶)

(تحریک نفاذ شریعت ٥ شریعت بل کے سلسلہ میں)

۲۰ جولائی ۱۹۹۰ء

بگرامی خدمت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ تحریک نفاذ شریعت پاکستان کی مرکزی رابطہ کمیٹی کا ایک اہم اجلاس ۲۵رجولائی ۹۰ء بروز بدھ ساڑھے دس بجے دن مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ہوگا انشاء اللہ العزیز۔ایجنڈا درج ذیل ہے۔ (۱) شریعت بل کے سلسلہ میں اب تک ہونے والی پیش رفت کا جائزہ (۲) تحریک نفاذ شریعت کو ہر سطح پر منظم کرنے کے پروگرام کا تعین (۳) رابطہ عوام مہم اور ارکان اسمبلی سے رابطہ کا پروگرام (۴) مالیاتی امور کے وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار میں آجانے کے بعد اس سلسلہ میں عملی پروگرام کی تجاویز (۵) شرعی قوانین کے بارے میں حکمران پارٹی کے بیانات پر غور۔(۶) دیگر امور با اجازت صدر اجلاس میں آنجناب کی شرکت از حد ضروری ہے از راہ کرم وقت مقررہ پر تشریف لا کر مشکور ہوں۔ والسلام ابوعمار زاہد الراشدی ڈپٹی سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام پاکستان رکن رابطہ کمیٹی تحریک نفاذ شریعت پاکستان

(۳۷)

(حامد الحق کی شادی)

۲۹ دسمبر ۱۹۹۳ء

محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی! عزیزم مولانا حامد الحق سلمہٗ کے ولیمہ کا دعوت نامہ موصول ہوا۔یاد فرمائی کا بے حد شکریہ! جمعہ کا وقت نہ ہوتا تو ضرور حاضری کی سعادت حاصل کرتا مگر گزشتہ جمعہ بھی حضرت والد محترم مدظلہ کے ہمراہ کراچی جانے کے باعث نہیں پڑھا سکا۔اس لئے اس جمعہ کو غیر حاضری مشکل ہے۔حاضری سے معذرت خواہ ہوں۔

میری طرف سے اس پُر مسرّت موقع پر آنجناب، عزیزم حامد الحق سلمہٗ اور دیگر جملہ اہلِ خاندان کو بہت بہت مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو دارین کی مسرّتیں اور سعادتیں نصیب فرمائیں۔آمین یا الٰہ العالمین۔مولانا حامد الحق سلمہٗ کو سلام مسنون کے ساتھ مکرر مبارک باد!

والسلام زاہد الراشدی

نوٹ:۔بعض جماعتی احباب کے مسلسل اصرار پر جمعیۃ کے اتحاد کے لئے کچھ تجاویز پیش کی ہیں۔ایک کاپی بذریعہ ڈاک ارسال کی تھی احتیاطاً ایک کاپی اس عریضہ کے ساتھ منسلک کر رہا ہوں۔بیانات پر غور۔

والسلام، زاہد الراشدی، رکن رابطہ کمیٹی تحریک نفاذ شریعت پاکستان

(۳۸)

(جماعتی کردار سے کنارہ کشی اور جماعتی اتحاد کیلئے مجوزہ فارمولا)

۲۸ دسمبر ۱۹۹۳ء باسمہ تعالیٰ

مکرمی! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے اپنی بعض ذاتی مجبوریوں کے علاوہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے دونوں دھڑوں میں مصالحت کا عمل آگے نہ بڑھنے اور جماعتی پالیسیوں میں مسلسل عدم توازن کے باعث متحرک جماعتی کردار سے کچھ عرصہ قبل کنارہ کشی اختیار کر لی تھی جس پر ابھی مزید کچھ عرصہ قائم رہنے کا ارادہ ہے۔ لیکن گزشتہ دو عام انتخابات میں جمعیۃ کے دونوں دھڑوں کی قیادت کے غیر دانش مندانہ طرز عمل کی وجہ سے جو نقصان پہنچا ہے اس پر ملک بھر کے جماعتی کارکنوں کے ساتھ میرا دل بھی مضطرب ہے،

اکتوبر کے وسط میں پاکستان واپسی کے بعد ملک کے ساتھ مختلف حصوں بالخصوص کراچی، حیدر آباد، ملتان لاہور، میر پور خاص، مظفر آباد اور ہری پور کے پرانے جماعتی احباب نے ملاقاتوں، خطوط اور وفود کی صورت میں رابطہ قائم کر کے مجھ سے یہ فرمائش کی ہے کہ جماعتی اتحاد کے لیے کوئی قابل عمل تجویز پیش کروں لیکن سچی بات یہ ہے کہ اس سلسلہ میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور مولانا سمیع الحق صاحب کے رویہ میں لچک نظر نہ آنے کیوجہ سے میں نے خاموشی میں ہی بہتری سمجھی لیکن اب نوائے وقت میں شائع ہونے والی مذکورہ بالا خبر سے امید کی ایک کرن پیدا ہوئی ہے تو میں جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ تیس ۳۰ سالہ خادمانہ تعلق کے باعث جماعتی اتحاد کے لیے اپنی تجویز سامنے لا رہا ہوں اور جماعتی اتحاد کے لیے اب تک ہونے والی کوششوں میں ناکامیوں کے اسباب کو سامنے رکھتے ہوئے ایک فارمولا ملک بھر کے جماعتی احباب کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور مولانا سمیع الحق صاحب مشترکہ طور پر پریس کانفرنس کر کے اپنے جماعتی مناصب سے ایک ساتھ مستعفی ہونے کا اعلان کریں اور عارضی ڈھانچے میں کوئی منصب قبول نہ کریں دونوں جماعتوں کے امراء کے دستخطوں سے دونوں تنظیموں کو توڑنے اور آپس میں ضم کرنے کا اعلان کیا جائے اور اسی دستخط شدہ فرمان میں مندرجہ زیل امور بھی شامل ہوں۔

۱:۔ اغراض ومقاصد اور رکن سازی وانتخابات سے متعلقہ دفعات کے علاوہ باقی دستور کو ایک سال کے لیے معطل کر دیا جائے۔

۲:۔ جماعتی پالیسی کو ایک متعین رخ پر لانے اور پالیسی امور کو کنٹرول کرنے کے لیے حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر گوجرانوالہ، حضرت مولانا محمد یوسف خان آزاد کشمیر، حضرت مولانا حسن جان صاحب آف پشاور، حضرت مولانا عبدالکریم قریشی لاڑکانہ، حضرت محمد اجمل خان لاہور، حضرت مولانا عبدالواحد کوئٹہ، حضرت مولانا حمد اللہ جان آف ڈاگئی پر مشتمل سپریم کونسل قائم کی جائے۔

۳:۔ دونوں دھڑوں کے مساوی نمائندوں پر مشتمل مرکزی اور صوبائی مجالس عاملہ قائم کی جائیں جو ایک سال کے اندر رکن سازی وانتخابات مکمل کرا کے اختیارات نو منتخب مجالس عاملہ کو منتقل کر دیں، جمعیۃ علماء کرام کے دینی تشخص وامتیاز کو قائم رکھتے ہوئے رکن سازی و جماعتی انتخابات میں دوسری سیاسی جماعتوں کی طرز کی انتخابی مہم سے گریز کیا جائے اور اس سلسلہ میں سپریم کونسل ایک ضابطہ اخلاق طے کرے جس کی پوری طرح پابندی کرائی جائے۔

امید ہے کہ تمام جماعتی احباب ان تجاویز پر سنجیدگی کے ساتھ غور فرما کر قائدین پر انہیں قبول کرنے کے لیے زور دیں گے۔ شکریہ

زاہد الراشدی

(۳۹)

۲۹نومبر ۱۹۹۴ء (فارورڈ بلاک بنانے کا اعلان)

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان شاندار ماضی کی حامل ایک دینی وسیاسی جماعت ہے جس کے اکابر نے تحریک آزادی اور تحریک پاکستان میں نمایاں خدمات سرانجام دیں اور پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ اور ملکی استحکام کے لیے جمعیۃ کی مسلسل جدوجہد تاریخ کا ایک روشن باب ہے مگر بدقسمتی سے جمعیۃ کچھ عرصہ سے انتشار وافتراق اور پالیسیوں کے عدم توازن کا شکار ہے جس نے ملک بھر میں جمعیۃ کے ارکان اور بہی خواہوں کو مضطرب کر رکھا ہے بالخصوص اس دور میں جبکہ پاکستان کے نظریاتی تشخص اور قومی خودمختاری کے خلاف امریکی استعمار کی نئی یلغار کے پیش نظر ملک کے سیاسی ودینی حلقے جمعیۃ علماء اسلام سے ایک جرائت مندانہ اور قوم کے لیے حوصلہ بخش کردار کی توقعات وابستہ کیے ہوئے ہیں جمعیۃ کا دودھڑوں میں منقسم رہنا اور جماعتی قیادت کا وقتی سیاسی مفادات کی دلدل میں پھنس کر رہ جانا۔ جماعتی کارکنوں کے لیے ناقابل برداشت ہوتا جارہا ہے اور ملک کے مختلف حصوں کے سنجیدہ جماعتی احباب اس سلسلہ میں کوئی موثر رول ادا کرنے کے لیے مسلسل زور دے رہے ہیں۔ میں نے گزشتہ سال اس مقصد کے لیے ایک فارمولہ پیش کیا تھا جو قومی پریس میں شائع ہو چکا ہے، جماعتی اتحاد کے لیے اس فارمولہ کا اعادہ کرتے ہوئے اس کے لیے ملک گیر سطح پر منظم کرنے کی غرض سے میں نے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا فارورڈ بلاک قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کا باضابطہ اعلان کر رہا ہوں فارورڈ بلاک صرف جماعتی اتحاد اور جمعیۃ کی پالیسیوں کا قبلہ درست کرنے کے لیے کام کریگا، اور ان مقاصد کے پورا ہوتے ہی خود بخود تحلیل ہو جائے گا۔ فارورڈ بلاک کے لیے پہلے مرحلے میں ملک کے مختلف شہروں کا دورہ کر کے جماعتی احباب، کارکنوں، علماء اور میں بھی خود ان سے ملاقاتیں کروں گا۔ دوسرے مرحلہ میں گوجرانولہ میں رمضان المبارک سے قبل علماء اور کارکنوں کا قومی کنونشن طلب کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد کے مراحل اس کنونشن میں طے کیے جائیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس مرحلہ پر یہ اعلان بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ذاتی طور پر میرے کوئی سیاسی عزائم نہیں ہیں، اور جمعیۃ کے اتحاد کے بعد بھی کسی قسم کا کوئی منصب قبول کیے بغیر ایک عام کارکن کے طور پر خدمت سرانجام دینے کا عزم رکھتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ملک بھر کے جماعتی احباب اس مہم میں ہر قسم کا تعاون کریں گے، ابوعمار زاہد الراشدی۔ سابق ڈپٹی سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

(۴۰)

۲۷/مارچ ۱۹۹۵ء (ملی یکجہتی کونسل کے قیام پر مبارکباد وقت کی اہم ضرورت O مغربی استعمار کے چیلنج اور دینی قوتوں کی جدوجہد نقطۂ آغاز)

محترمی حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب وحضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم۔ صدر سیکرٹری جنرل ملی یکجہتی کونسل پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی؟ ملی یکجہتی کونسل پاکستان کے قیام پر مبارک باد قبول فرمائیے! یہ وقت کی ایک اہم ضرورت تھی اور اس سے جہاں فرقہ وارانہ کشیدگی کو کنٹرول کرنے میں مدد ملے گی وہاں اسلام اور اسلامی قوتوں کے خلاف عالمی استعمار کی سازشوں کو سمجھنے اور ان کا منظم طور پر سامنا کرنے کا ماحول بھی بنے گا۔ مگر اس سلسلہ میں اصل ضرورت اس کام کو گروہی سیاست سے بالاتر رکھنے اور کام کا تسلسل قائم کرنے کی ہے جو یقیناً حوصلہ طلب اور مشقت طلب کام ہے اور اگر اس رخ پر جدوجہد عملاً آگے بڑھی تو میرے جیسے کارکنوں کے لیے بھی اس میں شریک ہو کر خدمات سرانجام دینا آسان ہوگا میری دعاء ہے کہ اس وقت پاکستان اور عالم اسلام کے دینی حلقوں کو مغربی استعمار کی طرف سے جس چیلنج کا سامنا ہے ملی یکجہتی کونسل پاکستان اس چیلنج کے مقابلہ کے لیے دینی قوتوں کی عملی جدوجہد کا نقطۂ آغاز ثابت ہو آمین

ثم آمین۔

سنی شیعہ کشیدگی کے حوالہ سے جہلم کے اہل سنت مسلمانوں کا ایک استغاثہ اس عریضہ کے ساتھ بھجوا رہا ہوں از راہِ کرم ملک کے شہریوں کا امن اور انصاف فراہم کرنے کے سلسلہ میں اپنی مساعی میں اسے بھی شامل فرما لیں بے حد شکریہ!

والسلام: ابوعمار زاہد الراشدی خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانولہ

(۴۱)

۲۴ اکتوبر ۱۹۹۷ء (جہادی تنظیم حرکۃ الجہاد پر امریکی پابندی پر احتجاج)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گزارش ہے کہ امریکہ کی وزارت خارجہ نے اس سال وہشت گرد تنظیموں کی جو فہرست جاری کی ہے اس میں افغانستان، کشمیر اور دیگر محاذوں پر مسلسل جہادی خدمات سرانجام دینے والی تنظیم ''حرکت الانصار'' کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد جہاد کشمیر کو سبوتاژ کرنے اور مجاہد تنظیموں کی کردار کشی کے سوا کچھ نہیں اور ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ حکومت پاکستان نے امریکی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے حرکت الانصار کے خلاف عملی اقدامات کا آغاز کر دیا ہے اور اسے خلاف قانون قرار دینے کی سازش کی جا رہی ہے۔

پاکستان شریعت کونسل کی مرکزی مجلس شوریٰ نے ۲۱ اکتوبر ۹۷ کو لاہور میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں امریکی وزارت خارجہ اور پاکستانی حکومت کے اقدامات کی مذمت کرتے ہوئے ملک کی تمام دینی وسیاسی جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ ۳۱ اکتوبر ۹۷ء جمعۃ المبارک کو ملک بھر میں حرکت الانصار کے ساتھ یکجہتی کے دن کے طور پر منایا جائے اور خطبات جمعہ و دیگر اجتماعات میں حرکت الانصار کے خلاف اقدامات کی مذمت کرتے ہوئے مجاہدین کی اس عالمی تنظیم کی حمایت کی جائے۔

آنجناب سے گزارش ہے کہ اپنی موقر جماعت کی طرف سے اس سلسلہ میں اخبارات میں حمایت کا اعلان فرمائیں اور اپنے حلقہ کے خطباء کرام اور راہ نمایان گرامی منزلت کو تلقین کریں کہ وہ اس موقع پر امریکہ کی اس اسلام دشمنی کی پرزور مذمت کرتے ہوئے مجاہدین کی حمایت کا بھرپور اظہار فرمائیں۔ بے حد شکریہ!

والسلام ابوعمار زاہد الراشدی سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

(۴۲)

۱۰ جنوری ۱۹۹۸ء (افریقی گمبیا میں قادیانی غیر مسلم اقلیت)

محترمی! حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گزارش ہے کہ ہفت روزہ ''العالم الاسلامی'' مکہ مکرمہ کے تازہ شمارے میں شائع ہونے والی ایک اہم رپورٹ پیش خدمت ہے جس میں مغربی افریقہ کے ملک گمبیا میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے اور ان کے تعلیمی اداروں اور ہسپتالوں کو بند کیے جانے کے مستحن حکومتی فیصلے کے بعد ان تعلیمی اداروں اور ہسپتالوں کے متبادل نظام کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ آنجناب سے گزارش ہے کہ اپنے حلقہ اثر میں اصحاب خیر کو توجہ دلا کر گیمبیا کے غیور اور غریب مسلمان بھائیوں کے ساتھ تعاون کا حتی الوسع اہتمام فرمائیں۔ بے حد شکریہ!

والسلام: ابوعمار زاہد الراشدی سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل، خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

(۴۳)

دسمبر ۱۹۹۹ء (الحق کے خصوصی شمارہ کیلئے مضمون)

محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت الطافکم۔السلام علیکم۔مزاج گرامی۔الحق کے خصوصی شمارے کے بارے میں آنجناب کا گرامی نامہ موصول ہوا یاد فرمائی کا تہہ دل سے شکریہ۔آپ کے تجویز کردہ عنوانات میں سے عنوان نمبر ۱۸ (اکیسویں صدی میں علماء کا کیا کردار ہونا چاہیے۔) میں نے اپنی گزارشات کے لئے منتخب کیا ہے۔امید ہے کہ نومبر کے اختتام تک ارسال کرسکوں گا۔اطلاعاً عرض ہے۔شکریہ

والسلام ابوعمار زاہد الراشدی

(۴۴)

۱۰ مئی ۲۰۰۰ء (ملی یکجہتی کونسل کا اجلاس اتحاد میں رخنہ اندازی کی بروقت تدارک)

محترمی ومکرمی حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب زیدت[1] مکارمکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ ۸ مئی ۲۰۰۰ء کو آنجناب کی دعوت پر منعقد ہونے والے دینی جماعتوں کے اجلاس کی کامیابی پر مبارکباد قبول فرمایئے! اس اجلاس میں جو فیصلے کئے گئے ہیں پاکستان شریعت کونسل انکی تائید کرتی ہے اوران شاء اللہ تعالیٰ ان میں حتی الوسع تعاون کیا جائے گا البتہ اجلاس کے حوالہ سے بعض اہم امور کی طرف آنجناب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ انکی تلافی ضروری ہے ورنہ دینی جماعتوں کے اتحاد میں رخنہ پڑے گا جس سے مشترکہ مقاصد کے حصول میں رکاوٹ پیدا ہوسکتی ہے۔

☆ جماعت اہل سنت پاکستان کی اس اجلاس میں عدم شمولیت اور مولانا سید ریاض حسین شاہ کی پریس کانفرنس باعث تشویش ہے انہیں اعتماد میں لینے کی کوشش ضروری ہے اور اس سلسلہ میں آنجناب کو ذاتی توجہ فرمانی چاہیے۔

☆ مولانا منظور احمد چنیوٹی اور انکی جماعت انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کو اجلاس میں شرکت کی دعوت نہیں دی گئی جو انتہائی افسوسناک بات ہے۔

☆ پاکستان شریعت کونسل کے سلسلہ میں سردار محمد خان صاحب لغاری کو چند روز قبل رجسٹرڈ خط کے ذریعہ توجہ دلائی گئی مگر اسکا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔راقم الحروف ۷ مئی کو رات پاکستان شریعت کونسل کے ایک جلسہ کے سلسلہ میں لاہور میں تھا مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سے فون پر صورت حال دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ یہ اجلاس ''ملی یکجہتی کونسل'' کا ہے اور چونکہ آپ اس میں شامل نہیں ہیں اسلئے دعوت نامہ نہیں بھجوایا گیا ویسے اگر آپ آجائیں تو آپکو اجلاس میں شریک کیا جاسکتا ہے مگر میں نے اس شکل میں اجلاس میں شرکت سے معذرت کرلی جبکہ دوسرے روز اخبارات میں جو رپورٹ چھپی وہ دینی جماعتوں کے مشترکہ اجلاس اور قومی ختم نبوت کانفرنس کے نام سے تھی۔

آنجناب کو اس صورت حال سے اس لیے آگاہ کررہا ہوں تاکہ یہ باتیں آپکے علم میں ہوں اور چند افراد کی ذاتی ترجیحات کے نتیجہ میں دینی جماعتوں کے اتحاد میں رخنہ اندازی کے امکانات کو آپ بروقت روک سکیں۔ شکریہ بعد السلام: مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

[1] کاپی بنام سمیع الحق سیکرٹری جنرل ملی کونسل

(۴۵)

(مولانا سرفراز صفدر کے قرآنی دروس)

۲۶ جون ۲۰۰۲ء باسمہ سبحانہ

محترمی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ مزاج گرامی؟ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کے عوامی دروس قرآن کی سلسلہ وار اشاعت کا آغاز ہوگیا ہے اور اس کی پہلی جلد آپ کی خدمت میں ارسال کی جارہی ہے۔ازراہ کرم اپنے موقر جریدہ میں اس پر تبصرہ فرما کر مشکور ہوں۔امید ہے کہ جلد توجہ سے نوازیں گے۔۔۔بے حد شکریہ

والسلام ابوعمار زاہد الراشدی خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

(۴۶)

(سینٹ کی رکنیت پر مبارکباد اور تعاون کی پیشکش)

۲۵ فروری ۲۰۰۳ء

بگرامی خدمت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی! سینٹ آف پاکستان کا رکن منتخب ہونے پر میری طرف سے اور پاکستان شریعت کونسل کی طرف سے پُرخلوص ہدیۂ تبریک قبول فرمائیں۔ ہماری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حیثیت سے آپ کو دین، ملک اور قوم کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق دیں اور پارلیمنٹ میں آپ کی موجودگی کو حق اور اہل حق کی بہتر نمائندگی کا ذریعہ بنائیں آمین یارب العالمین۔ملک میں نفاذِ اسلام کی جدوجہد کے حوالہ سے علمی وفکری محاذ پر تعاون کے لئے آپ پاکستان شریعت کونسل کو ہروقت مستعد پائیں گے۔اور اس سلسلہ میں آپ کی کوئی بھی خدمت بجالا کر ہمیں خوشی محسوس ہوگی۔انشاءاللہ تعالیٰ۔بے حد شکریہ،

والسلام زاہد الراشدی سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل (خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ)

(۴۷)

(مکتبۂ حقانیہ سے لئے گئے کتابوں کی واپسی)

۵ دسمبر ۲۰۰۳ء

محترم سلام مسنون! جامعہ حقانیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی؟عرصہ دراز قبل والد محترم مولانا زاہد الراشدی جامعہ حقانیہ کی لائبریری سے عیسائیت کے موضوع پر چند کتب عاریتاً لائے تھے۔ان میں سے کچھ کتب قبل ازیں بھجوادی گئی تھیں البتہ دو کتابیں من جملہ دیگر کتب کے الشریعۃ اکادمی کی لائبریری میں چلی گئیں۔گزشتہ دنوں کتابیں دیکھنے کے دوران میں یہ بازیاب ہوئیں۔چنانچہ بے حد معذرت کے ساتھ انہیں واپس کررہا ہوں۔ازراہ کرم وصولی سے مطلع فرمادیں۔بے حد شکریہ۔ عمار ناصر برائے زاہد الراشدی

(۴۸)

(تعزیت)

۲۰ جنوری ۲۰۰۴ء

عزیز محترم مولانا حامد الحق حقانی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی! آپکی والدہ محترمہ کی وفات کی خبر اخبارات میں نظر سے گزری انا للہ وانا الیہ راجعون۔یہ ایک ایسی نعمت ہے جسکا اس دنیا میں کوئی بدل نہیں اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر وحوصلہ سے نوازیں اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔آمین یارب العالمین۔ والسلام شریک غم زاہد الراشدی

راشد میاں اور دیگر برادران واعزہ سے بھی سلام وتعزیت عرض کردیں۔

(۴۹)

۲۰ رجنوری ۲۰۰۴ء (تعزیت)

محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت مکارمکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج گرامی! آپ کی اہلیہ محترمہ کی وفات کی خبر اخبارات میں نظر سے گزری۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق اور زائی فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔ والسلام شریک غم زاہدالراشدی مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

(۵۰)

۷ ستمبر ۲۰۰۴ء (دور جدید کے تقاضے اور طلبہ دینی مدارس)

مکرم ومحترم جناب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ مذہبی حلقوں اور بالخصوص دینی مدارس کے طلبہ و اساتذہ میں دور جدید کے تقاضوں سے آگاہی پیدا کرنے اور درپیش نظریاتی اور عملی چیلنجوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے ان کی علمی وفکری تربیت کی ضرورت کا احساس ایک عرصہ سے پایا جاتا ہے اور بحمداللہ مختلف حلقوں کی جانب سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس میدان میں کوششوں کا آغاز بھی ہو چکا ہے۔ ہم بھی الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ کے زیر اہتمام اپنے ذوق اور صلاحیت کے مطابق اس میدان میں کچھ عرصہ سے مصروف عمل ہیں۔ اس ضمن میں ہم نے گزشتہ سال سے فضلائے درس نظامی کے لیے ایک سالہ خصوصی تربیتی کورس کے انعقاد کا اہتمام کیا ہے، جس سے اب تک علما کے دو گروپ استفادہ کر چکے ہیں۔

شوال ۱۴۲۵ھ سے شروع ہونے والے نئے تعلیمی سال سے اس کورس کی تیسری کلاس کا آغاز ہوگا جس کا داخلہ ان دنوں جاری ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ازراہ کرم اس تربیتی کورس کی اہمیت کے حوالے سے اس سال اپنے ادارے سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کو توجہ دلائیں اور منسلکہ اشتہار مناسب جگہ پر چسپاں کروانے کے علاوہ اکادمی کا تعارفی بروشر طلبہ کے مابین تقسیم کروا دیں۔ اس کار خیر میں تعاون کے حوالے سے ہم آپ کے بے حد مشکور ہوں گے۔ الشریعہ اکادمی کے اہداف و مقاصد کے حوالے سے آپ کی علمی وفکری رہنمائی اور اس کے پروگراموں کی کامیابی کے لیے آپ کی دعاؤں کے بھی ہم خواست گار ہیں۔ والسلام

(۵۱)

۲۰ نومبر ۲۰۰۶ء (تحفظ حقوق نسوان بل پر مولانا تقی عثمانی کا تفصیلی تبصرہ)

محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج گرامی؟ مجھے آج ہی " تحفظ حقوق نسواں بل " پر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا شق وار تفصیلی تبصرہ موصول ہوا ہے میرے خیال میں یہ جامع تبصرہ ہے جسے ترامیم کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔ اس لیے اسے آپ کو فیکس کر رہا ہوں ملاحظہ فرمالیں۔ نیز ایک تفصیلی تجزیہ آج ۲۰ نومبر کو نوائے وقت کے رنگین صفحے پر شائع ہوا ہے۔۔ وہ بھی قابل توجہ ہے ازراہِ کرم ان کی روشنی میں مناسب ترامیم تجویز کرلیں اس سلسلہ میں میرے بارہ تیرہ مضامین روزنامہ اسلام اور روزنامہ پاکستان میں شائع ہوئے ہیں۔ ان کا ایک سیٹ کل بذریعہ ارجنٹ میل سروس آپ کے نام سینٹ آف پاکستان کے پتہ پر ارسال کر دوں گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔ شکریہ والسلام

(۵۲)

۲۱ نومبر ۲۰۰۶ء (تحفظ حقوق نسواں بل میں ترامیم کیلئے مشاورت)

محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج گرامی! مولانا محمد تقی عثمانی ؒ کا تبصرہ ارسال ہے۔ فوری طور

پر اس کا بل کے ساتھ تقابل کر کے ترمیمات کو قانونی صورت میں مرتب کرنا مجھے مشکل محسوس ہو رہا ہے۔ اور تھوڑی سی ورزش کے بعد اندازہ ہوا ہے کہ اس کے لیے کم از کم دو دن درکار ہیں۔ اس لیے وہ تبصرہ بھی پیش خدمت ہے اس میں سے ترامیم کا انتخاب میرے خیال میں آپ یا سینیٹ کا کوئی رکن زیادہ بہتر طور پر کر سکتا ہے۔ شکریہ! والسلام (ابو عمار زاہد الراشدی)

(۵۳)

کاپی بنام سمیع الحق

۲۸ دسمبر ۲۰۰۶ء (حدود اللہ تحفظ ختم نبوت تحفظ ناموس رسالت کے قوانین کے خلاف امریکی عزائم)

مخدومنا المکرم حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت فیوضکم۔ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔ مزاج گرامی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش ہے کہ ۱۷ ستمبر ۲۰۰۶ء کے اخبارات میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق امریکی وزارت خارجہ نے کہا ہے کہ ہم حکومت پاکستان پر تین قوانین کے خاتمہ کے لیے مسلسل دباؤ ڈال رہے ہیں (۱) حدود قوانین (۲) تحفظ ختم نبوت کے قوانین اور (۳) تحفظ ناموس رسالتؐ کے قوانین۔

ان میں سے حدود قوانین میں تو امریکی ایجنڈے کے مطابق تبدیلیاں ہو چکی ہیں اور اب باقی دو قوانین کی باری ہے جسکے بارے میں اطلاعات یہ ہیں کہ قانون سازی کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور انکے لیے راہ ہموار کرنے کے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

قادیانیت کو ملت اسلامیہ سے الگ ایک اقلیت کا درجہ دلوانے اور قادیانیوں کو اسلام کا نام اور اصطلاحات کے استعمال سے روکنے کے لیے ملت اسلامیہ نے کم و بیش ایک صدی تک محنت کی ہے اور بے پناہ قربانیاں دی ہیں جبکہ اس جدوجہد کا آخری مرحلہ ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان'' کے پلیٹ فارم پر آنجناب کی قیادت میں طے ہوا تھا۔

آنے والے حالات میں خطرات و خدشات کے پیش نظر میری آنجناب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان سے درخواست ہے کہ ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان'' کو دوبارہ متحرک کرنے کے لیے پیش رفت ضروری ہو گئی ہے از راہ کرم اس پر سنجیدگی سے غور فرمایا جائے اور تمام دینی جماعتوں کے ذمہ دار راہنماؤں اور مذہبی مکاتب فکر کے نمائندہ حضرات کا مشترکہ اجلاس جلد از جلد طلب کر کے کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کی تشکیل نو اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے تقاضوں کی تکمیل کی طرف عملی پیش رفت فرمائی جائے۔

پاکستان شریعت کونسل اس مقصد کے لیے ایک خادم اور کارکن جماعت کے طور پر شریک کار ہو گی۔ انشاء اللہ۔ امید ہے کہ اس درخواست پر سنجیدگی سے غور ہو گا اور مثبت جواب سے بھی نوازا جائے گا۔ شکریہ!

والسلام ابو عمار زاہد الراشدی سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

(۵۴)

۲۷ ستمبر ۲۰۰۶ء باسمہ تعالیٰ (توہین مذہب کو غیر مجرمانہ بنانے کی امریکی کوشش اور سلمان رشدی کو برطانیہ کا سر کا خطاب O کسی متحدہ دینی محاذ بنانے کی ضرورت)

محترمی و مکرمی! حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ امریکہ کے قومی کمیشن برائے مذہبی آزادی کی طرف سے پاکستان میں توہین مذہب کو ''غیر مجرمانہ'' قرار دینے کے مطالبہ اور ملکہ برطانیہ کی طرف سے گستاخ رسولؐ سلمان رشدی کو نائٹ ہڈ (سر) کا خطاب دیے جانے کے بعد جو صورت حال سامنے آئی ہے اس کے بارے میں دو تین مضامین پر مشتمل گزارشات پیش خدمت ہیں، از راہ کرم ان پر ایک نظر ضرور ڈال لیں، راقم الحروف کے نزدیک اس صورت حال سے صحیح طور پر نمٹنے کیلئے

انتہائی ضروری ہے کہ "کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان" کی تشکیل نو کر کے اسے متحرک بنایا جائے یا اسی طرز پر کوئی متحدہ دینی محاذ قائم کیا جائے جو سیاسی کشمکش سے الگ تھلگ رہتے ہوئے اس قسم کے دینی مسائل کے حوالہ سے جدوجہد کو منظم کرے اور رائے عامہ کی راہ نمائی کرے۔ امید ہے کہ آنجناب اس گزارش پر سنجیدگی کے ساتھ غور فرمائیں گے اور اگر آپ بھی اس کو مفید اور ضروری سمجھتے ہیں تو اس کے لیے اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں گے۔ شکریہ! والسلام ابوعمار زاہدالراشدی۔

سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل، خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

(۵۵)

(مغربی ممالک کا اگلا ہدف دستور سے قادیانیت اور توہین رسالت کے دفعات کی تنسیخ)

۲۸ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۲۰۰۸ء

محترمی ومکرمی جناب زیدت مکارمکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی؟ گذارش ہے کہ جب حدود آرڈیننس کی من مانی ترامیم کے ذریعہ حلیہ بگاڑا جا رہا تھا تو اس وقت ہی ملکی اور بین الاقوامی پریس میں یہ خبریں منظر عام پر آنا شروع ہو گئی تھیں کہ مغربی ممالک بالخصوص امریکہ کے دباؤ پر اب ایسی ترامیم کا اگلا ہدف عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا دستوری فیصلہ اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ساتھ ساتھ توہین رسالت ﷺ کی سزا کا قانون ہوگا چنانچہ اس سے وقتاً فوقتاً دینی راہ نماؤں بالخصوص تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں کو ہماری طرف سے توجہ دلائی جاتی رہی ہے کہ ان دونوں قوانین کو قانونی طور پر بے اثر بنانے کے لئے حکومتی حلقوں میں ہوم ورک جاری ہے اور انتخابات کے بعد اس سلسلہ میں باقاعدہ پیش رفت کا پروگرام شروع ہو چکا ہے۔ اس حوالہ سے تازہ ترین صورت حال اور امریکہ اور پاکستان میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کی رپورٹ پر مشتمل چند اہم مضامین اور خبریں اس عریضہ کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

ہماری گذارش ہے کہ متعلقہ دینی جماعتیں اور راہ نما اس بارے میں سنجیدگی کا مظاہرہ کریں اور حسب سابق ایسے معاملات پر قوم کی راہ نمائی کیلئے تمام دینی جماعتوں اور مکاتب فکر پر مشتمل کسی مشترکہ فورم کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ قادیانیوں اور انکے پشت پناہ حلقوں کی ان سازشوں کے سدباب کے لئے ٹھوس لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس سلسلہ میں عیدالفطر کے بعد لاہور میں ایک مشاورتی اجلاس منعقد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اسکے لئے آپ سے راہ نمائی اور تعاون کے خواستگاہ ہیں امید ہے کہ آپ اس اہم دینی ضرورت کا احساس فرماتے ہوئے اپنی گراں قدر رائے اور تجاویز سے جلد آگاہ فرمائیں گے۔ شکریہ والسلام منجانب

ابوعمار زاہدالراشدی سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل

☆☆☆

جناب زاہد حسن[1] ادارۂ فروغ اسلام لاہور

(۱)

(اظہار محبت وتعلق)

ستمبر ۱۹۷۶ء

محترم مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کتاب موصول ہوئی شکریہ مگر اسکے ساتھ کوئی خط نہ ملا۔ تشنگی رہیگی آپ کہیں ناراض تو نہیں ہو گئے کہ میں نے بغیر القاب کے آپکو خط لکھدیا تھا حضرت تو آپ پوری دنیا کیلئے مسلم ہیں کوئی بے تکلف بات کرنے والا بھی ہونا

[1] انار کلی لاہور کے سعید منزل میں فروغ اسلام کے نام سے اشاعتی ادارہ چلاتے رہے، حضرت مولانا محمد تقی عثانی کے اعزہ اور حلقہ احباب میں سے تھے اور دارالعلوم دیوبند کے معروف بزرگ اور استاذ مولانا نبیہ حسن مرحوم کے صاحبزادے تھے۔

چاہئے تھی تو گستاخی مگر میں نے یہ ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگر آپ ناراض ہوں پھر تمام دنیا جیسے آپکو حضرت مولانا مدظلہ العالی لکھتی ہے میں بھی لکھ دیا کروں گا بہر حال مولانا میں چمٹ گیا ہوں مشکل سے اتروں گا۔ نہ آپ مجھے اتنے پسند آتے نہ میں آپکو چپکتا۔ میں اس معاملہ میں بڑی شئی ہوں۔ تقی[1] سے میں نے کہا تھا کہ تیرے تمام دوستوں میں ایک ہیرا میں نے چن لیا ہے۔ بہر حال کتاب کا بہت بہت شکریہ لاہور تشریف آوری ہو تو یاد رکھیں۔ شفیق بھائی کو بہت بہت سلام۔

والسلام: زاہد حسن ۲۵رمضان المبارک

نوٹ: حضرت مولانا مخدوم والد صاحب مدظلہ العالیٰ سے عرض کر دیں کہ مولانا نبیہ حسن صاحب مرحوم کا لڑکا زاہد حسن سلام و آدب کے بعد دعا کی درخواست کرتا ہے۔ زاہد حسن

(۲)

۲۹/اکتوبر ۱۹۷۶ء　(مولانا زکی کیفی کی وفات)

مکرمی مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ کا خط ملا تھا جس کا جواب بھی عرض کیا تھا آج البلاغ شوال کا ملا تو اس میں آپکی کتاب پر تبصرہ پڑھا' فوری آپ کو خط لکھ رہا ہوں ماموں جان[2] کی وفات سے بہت زیادہ اثر ہے دعا فرماویں۔ خداوند کریم سب کو انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ والد محترم کی خدمت میں آداب کے بعد سلام عرض کر دیں۔ شفیق صاحب کو سلام، زاہد حسن

☆☆☆

ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی[3] ملتان

۵/ستمبر ۱۹۸۰ء　(مقالہ ہمارا جسم خدا کی شہادت دے رہا ہے)

محترم گرامی جناب سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم! آپ کا شمارہ ''الحق'' ماہ جولائی ۸۰ء میری نظر سے گزرا جسمیں میرا ایک مقالہ ''ہمارا جسم خدا کی شہادت دے رہا ہے'' آپ نے شائع کیا یہ مقالہ ۳ سال قبل منشی عبدالرحمان صاحب کے جریدہ ''مجلّہ'' میں شائع ہوا تھا۔ مکرر اسکی طباعت جناب منصور الزمان صدیقی صاحب نے کراچی سے کی۔ مزید' المعارف' لاہور نے طبع کیا پھر ہمدرد ٹرسٹ نے ہمدرد میڈکس نے اسکا انگریزی ترجمہ کراچی سے اور بنگالی ترجمہ ڈھاکہ سے شائع کیا پھر صدیقی ٹرسٹ نے انگریزی میں ایک خوبصورت کتابچہ کی شکل میں شائع کیا اب آپ نے ''الحق'' میں زینت دے کر احقر کو عزت بخشی۔ برائے نوازش اس شمارہ مذکور کے پانچ عدد کا پیاں مندرجہ بالا پتہ پر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ اگر اجازت ہو تو طبع شدہ یا غیر طبع شدہ اسی قسم کے مقالات آپ کو روانہ کروں۔

دعاؤں کا طالب　والسلام...... زاہد واسطی عفی عنہ

---

[1] محب مکرم مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ

[2] غالباً حضرت مفتی محمد شفیع قدس سرہ کے فرزند اکبر مولانا زکی کیفی ادارہ اسلامیات لاہور مراد ہیں۔

[3] معروف حکیم وطبیب ڈاکٹر وقیع مقالات لکھتے رہے۔

زاہد ملک[1]

ایڈیٹر ہفت روزہ حرمت' روزنامہ پاکستان

(۱)

۸/مارچ ۱۹۸۵ء (سینیٹ کی امیدواری)

برادرم محترم مولانا صاحب! السلام علیکم، امید ہے آپ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہونگے۔ یہ خط ایک ذاتی کام کے سلسلہ میں لکھ رہا ہوں امید ہے آپ میری مدد فرمائیں گے۔ میں اسلام آباد سے سینٹ کا امیدوار ہوں اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں اسلام آباد سے سینٹ کے ممبران کا انتخاب ۲۱ مارچ کو ہوگا۔ میری درخواست ہے کہ اکوڑہ خٹک کے ووٹ کے علاوہ میرے لیے خصوصی دعا بھی کریں اور اگر ممکن ہو تو صوبہ سرحد کے دوسرے کامیاب اراکین قومی اسمبلی سے بھی میرے متعلق کلمہ خیر کہیں۔ میں آپکا ممنون ہونگا۔

خیر اندیش زاہد ملک

(۲)

۱۵/ستمبر ۱۹۸۹ء (مولانا عبدالحق پر آبزرور میں مضمون)

برادرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم! امید ہے آپ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہونگے۔ دو تین دن قبل مولانا عبدالحق مرحوم کی شخصیت پر پاکستان آبزرور کیلئے آپکا مضمون ملا تھا جو آجکے اخبار میں شائع ہوگیا۔ مضمون کی اشاعت کے بعد آج ہی تصاویر بھی ملی ہیں جو کہ ظاہر ہے مضمون کیساتھ شائع نہ ہوسکیں۔ البتہ میں نے یہ تصاویر اپنے ریکارڈ میں محفوظ کرلی ہیں تا کہ آئندہ استعمال کی جاسکیں۔ حرمت کیلئے کبھی کبھار کوئی مضمون تحریر ارسال کردیا کریں۔ ممنون ہونگا۔ اللہ تعالیٰ آپکو وطن عزیز کی مزید خدمت کرنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے خیر اندیش زاہد ملک

(۳)

۱۵/نومبر ۱۹۹۱ء (ہفت روزہ حرمت کے بارہ برس مکمل)

برادرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم، امید ہے آپ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہونگے۔ اوائل دسمبر میں حرمت اپنی زندگی کے ۱۱ برس مکمل کرلے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اپنی اشاعت کے بارویں برس میں داخل ہوجائیگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہے کہ اس دوران تمام تر مصائب اور حوصلہ شکنیوں کے باوجود حرمت بڑی باقاعدگی کیساتھ بغیر کسی وقفہ کے شائع ہوتا رہا ہے۔ حرمت کی سالگرہ کے موقع پر ہم حرمت کا سالگرہ نمبر شائع کررہے ہیں۔ میں آپکا ممنون ہونگا اگر آپ اس موقع پر ہمیں اپنے پیغام سے نوازیں تا کہ آپکے پیغام سے ہمیں حرمت کی خامیوں، خوبیوں کا علم ہوسکے اور آپکی رائے کی روشنی میں ہم حرمت کو مزید بہتر اور بامقصد بنا سکیں۔ براہ کرم اپنا پیغام ۲۵ نومبر تک ارسال فرمادیں۔ ممکن ہو تو اپنی تازہ تصویر بھی ارسال فرمادیں۔ شکریہ خیر اندیش زاہد ملک

---

[1] اسلامی ذہن کے مشہور صحافی' مدیر' تجزیہ نگار' ملی اور سیاسی سرگرمیوں میں خاموشی سے بھر پور حصہ لیتے رہے' انگریزی اخبار کے ذریعہ بھی موثر خدمت انجام دے رہے ہیں۔

(۴)

(ایٹمی پروگرام کے بارہ میں گول میز کانفرنس میں شرکت کی دعوت)

(To Mulana Sami Ul Haq)

March 3, 1996.

Mulana Samiul Haq,Jamat-e-Ulma-e-Islam(S),

Akora Khattack,DISTRICT PESHAWAR

Subject: ROUND TABLE ALL PARTIES CONFERENCE ON NUCLEAR PROGRAMME

Dear Sir, It is now an accepted reality that Pakistan's nuclear programme has so far served as a powerful deterrent against aggressive and hegemonistic designe of our eastern neighbour. India has increasd its nuclear capability manifold and encouraged by the latituted shown by the world pwers towards its 1947 explosion, it is, repwrts say, preparing for another nuclear test. As against this, Pakistan is faced with a dilemma as how to preserve and retain its already acquired capability in the face of unrelenting Western Pressure.

Recent developments in Indian nuclear and missile programmes have raised genuine alarm among our masses and time has come for the policy-makers to come up with a well-considered approach to meat the situation.As part of efforts towars this end, Pakistna observer is holding an All Parties Round-table Conference on Pakistan's Nuclear Programme: Policy and options at Marriott on March 30, 1996 at 9.30 a.m., followed by lunch.There will be no formal speeches at the conference, rather the participants will sit around the table and have a threadbare discussion on the subject. We propose a joint declaratin at the end of the Conference, which will be drafted apart from leaders of the political partis, about 200 participants of the Conference would

also include retired civil and military expers, intellectuals, technocrats and prominents jounalists. Some of the heads of the political parties have already given consent to attend the Conference. We would be grateful if you could spare some of your precious time to grace the Conference with your presence and represent your part at this very imortant moot. I am sure the exercise would help crystallise the public opinion on the subject.Hoping for a favourable response,

Your Faithfully, (Zahid Malik) Editor-in-Chief

(۵)

اگست ۱۹۹۳ء (پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بارہ میں اعلیٰ امریکی اور یہودی افسران کی دھمکیاں)

اپنے ایک امریکی دورے کے دوران سٹیٹ ڈپارٹمنٹ میں، میں بعض اعلیٰ امریکی افسران سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کر رہا تھا کہ دوران گفتگو امریکیوں نے حسبِ معمول پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا ذکر شروع کر دیا اور دھمکی دی کہ اگر پاکستان نے اس حوالے سے اپنی پیش رفت فوراً بند نہ کی تو امریکی انتظامیہ کے لیے پاکستان کی امداد جاری رکھنا مشکل ہو جائے گی۔ایک سینئر یہودی افسر نے کہا۔''نہ صرف یہ بلکہ پاکستان کو اس کے سنگین نتائج بھگتنے کے لیے تیار رہنا چاہیے''۔جب ان کی گرم سرد باتیں اور دھمکیاں سننے کے بعد میں نے کہا کہ آپ کا یہ تاثر غلط ہے کہ پاکستان ایٹمی توانائی کے حصول کے علاوہ کسی اور قسم کے ایٹمی پروگرام میں دلچسپی رکھتا ہے تو سی آئی اے کے ایک افسر نے جو اس اجلاس میں موجود تھا، کہا کہ آپ ہمارے دعویٰ کو جھٹلا نہیں سکتے۔ہمارے پاس آپ کے ایٹمی پروگرام کی تمام تر تفصیلات موجود ہیں۔بلکہ آپ کے اسلامی بم کا ماڈل بھی ہمارے پاس موجود ہے۔یہ کہہ کر سی آئی اے کے افسر نے قدرے غصے بلکہ ناقابل برداشت بدتمیزی کے انداز میں کہا کہ آیئے، میرے ساتھ پاڈوالے کمرے میں۔میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ کا اسلامی بم کیا ہے۔یہ کہہ کر وہ اٹھا دوسرے امریکی افسر بھی اٹھ بیٹھے۔میں بھی اٹھ بیٹھا۔ہم اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ سی آئی اے کا یہ افسر ہمیں دوسرے کمرے میں کیوں لے جارہا ہے اور وہاں جا کر یہ کیا کرنے والا ہے۔اتنے میں ہم سب ایک ملحقہ کمرے میں داخل ہو گئے، سی آئی اے کا افسر تیزی سے قدم اٹھا رہا تھا، ہم اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔کمرے کے آخر میں اس نے بڑے غصے کے عالم میں اپنے ہاتھ سے ایک پردہ کو سرکایا تو سامنے میز پر کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا ماڈل رکھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف ایک اسٹینڈ پر فٹبال نما کوئی گول چیز رکھی ہوئی تھی۔سی آئی اے کے افسر نے کہا''یہ ہے آپ کا اسلامی بم............اب بولو تم کیا کہتے ہو۔کیا تم اب بھی اسلامی بم کی موجودگی سے انکار کرتے ہو؟ میں نے کہا میں فنی اور تکنیکی امور سے نابلد ہوں یہ میں بتانے یا پہچان کرنے سے قاصر ہوں کہ یہ فٹبال قسم کا گولہ کیا چیز ہے۔اور یہ کس چیز کا ماڈل ہے لیکن اگر آپ لوگ بضد ہیں۔کہ یہ اسلامی بم ہے تو ہوگا، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔سی آئی اے کے افسر نے کہا آپ لوگ تردید نہیں کر سکتے ہمارے پاس ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں۔آج کی میٹنگ ختم کی جاتی ہے یہ کہہ کر وہ دوسرے کمرے سے باہر کی طرف نکل گیا اور ہم بھی اسکے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔میرا سر چکرا رہا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے جب ہم کاریڈور سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تو میں نے غیر ارادی طور پر پیچھے مڑ کر دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک دوسرے کمرے

سے نکل کراس کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔ جس میں بقول سی آئی اے کے افسر کے اسلامی بم کا ماڈل پڑا ہوا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اچھا تو یہ بات ہے۔ زاہد ملک

(۶)

۲۳/اکتوبر ۲۰۰۲ء (حکیم سعید کی مجوزہ دوائی کا تحفہ O ایم ایم اے کے قائدین کو عشائیہ جنرل جہانداد سے آنکھوں کے بارہ میں مشورہ)

برادرم محترم مولنا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کل آپ سے یہ جان کر تشویش ہوئی کہ آپکی طبیعت ناساز رہتی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا شہید حکیم محمد سعید اپنے ایک کثیر القاصد ٹانک ''عرقمبر'' کی بہت تعریف کیا کرتے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ یہ شربت ہمیشہ استعمال کرتے رہیں۔ اسکے علاوہ ہمدرد کا ایک اور خمیرہ بھی ارسال خدمت ہے۔ علاوہ ازیں جنرل جہانداد صاحب سے آپکی آنکھوں کے معائنہ کیلئے بات ہوگئی ہے۔ آپکی سہولت کے مطابق وقت طے کرلیں گے لیکن ہر صورت میں براہ کرم اپنی صحت کی طرف بھرپور توجہ دیں۔ دوسرے میں ایم ایم اے کے تمام قائدین کے اعزاز میں عشائیہ دینا چاہتا ہوں۔ مگر جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں داڑھی کے بغیر مولوی ہوں اور میں ایم ایم اے کے اس عروج سے دلی طور پر بہت خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو ملک وقوم کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق وہمت عطا فرمائے۔ خیراندیش زاہد ملک

(۷)

عید مبارک

Best wishes on the occasion of the auspicious Eid

بہت سی دعاؤں کے ساتھ کہو، میرے رب درگزر فرما اور رحم فرما، تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے۔

(۸)

(آبزرور کے سترہ سال)

INVITATION

Assalamo Alaikum Wa Rahmatullahi Wa Barakatuh

I am glad to inform your goodself that this Daily has, by the Grace of Almighty Allah, completed 17 years of its life and has enterded into 18th year of its publication.

To celebrate the occasion we are hosting a dinner on January 28, 2006 (Saturday) in Islamabad where Prime Minister, Mr Shaukat Aziz, will be the Chief Guest. He will also address the distinguished guests. Myself and the team of the Pakistan Observer will be honoured if you kindly make it convenient to be an honourable guest of the Pakistan Observer at this dinner.

A formal invitation card will follow in due course of time.

(Zahid Malik) Editor-in-Chief Yours sincerely, With best wishes.

ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر[1] حیدر آباد سندھ

(متحدہ مجلس عمل ○ شریک جماعتوں کے ساتھ ناانصافی ○ ایل ایف او کے بارہ میں خفیہ راستہ اختیار کیا گیا)

۱۳/اپریل ۲۰۰۳ء

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی مع الخیر ہوں گے۔ گزارش ہے کہ قومی اسمبلی میں متحدہ مجلس عمل کی چار جماعتوں کو نمائندگی حاصل ہے۔ لیکن ہم ایسا محسوس کررہے ہیں کہ ہر مقام پر دو جماعتوں جمعیت علماء پاکستان اور جمعیت علماء اسلام (سمیع الحق گروپ) کو نظرانداز کیا جارہا ہے۔ خواہ کوئی پریس کانفرنس ہو پارلیمانی وفود، کمیٹیوں اور مذاکراتی ٹیموں کی تشکیل کا مرحلہ ہو حتیٰ کے ایل ایف او کا مسئلہ اس پر جو متحدہ حزب اختلاف کے نمائندوں پر مشتمل مذاکراتی ٹیم تشکیل دی گئی اس میں واحد اقلیتی نمائندے تک کو شامل کیا گیا لیکن مجھے اور مولانا حامد الحق حقانی جو اپنی اپنی پارٹیوں کی نمائندگی کرتے ہیں ان کو یکسیر نظرانداز کردیا گیا۔ اس سے بڑی ستم ظریفی کیا ہوگی کہ قومی اسمبلی میں نشستیں اپنے من پسند لوگوں کو آگے دی گئیں اور ہم دونوں کو سب سے پیچھے ڈال دیا گیا۔ پہلے روز اس کی نشاندہی میں نے اور مولانا حامد الحق حقانی نے جناب لیاقت بلوچ صاحب سے کردی تھی لیکن افسوس یقین دھانی کے باوجود انہوں نے ابھی تک یہ مسئلہ حل نہیں فرمایا۔ اس سلسلہ میں ہم نے اسپیکر قومی اسمبلی سے ملاقات کی انکا کہنا یہ تھا کہ یہ آپ کے ایم ایم اے کا مسئلہ ہے یہ تقسیم انہوں نے کی ہے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں البتہ اگر آپ دونوں علیحدہ سیٹیں مختص کرنے کی درخواست مجھے دے دیں تو میں آپ دونوں کی نشستیں اگلی صف میں مختص کردوں گا۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہم ایم ایم اے کا حصہ ہیں انہوں نے کہا اس درخواست سے اس حیثیت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ بدستور ایم ایم اے کے ہی شمار کئے جائینگے۔ اب آپ سے گزارش ہے کہ بحیثیت پارلیمانی لیڈر آپ ہمیں ہدایت فرمائیں کہ ہمیں اس بارے میں اب کیا کرنا چاہیے۔ ہماری ان گزارشات کو یہ کہہ کر نہ ٹھکرادیا جائے کہ آپ دونوں جماعتیں چونکہ ایم ایم اے کا حصہ ہیں۔ لہٰذا ہر جگہ آپ کا علیحدہ تشخص قائم نہیں رکھا جاسکتا۔ کیونکہ اس کے جواب میں ہم یہ عرض کرینگے کہ یہ تشخص قائم رکھنا ایم ایم اے کے مفاد میں ہے کیونکہ ہر جماعت سے وابستہ لوگ اپنے اپنے نمائندوں کو دیکھ کر مطمئن ہوجاتے ہیں کہ ہماری نمائندگی ہورہی ہے اور اس سے اتحاد کو تقویت ملتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر ہر جگہ ایم ایم اے کے پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے صرف آپ نمائندگی کریں تو ہمیں اپنی اپنی جماعتوں کے نظرانداز ہونے پر کبھی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن جب ہر جگہ آپکے ساتھ جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) کی نمائندگی ہوگی تو پھر ہم دونوں جماعتوں کو اپنے نظرانداز ہونے کا ضرور احساس ہوگا اور اس پر اعتراض کرنے میں ہم حق بجانب بھی ہوں گے۔ ایک گزارش یہ بھی ہے کہ اسٹینڈنگ کمیٹیوں کے لئے حکومت نے نام مانگے تھے میں نے اطلاعات، مذہبی امور اور تعلیم کی کمیٹیوں کے نام دیئے تھے لیکن اس سلسلہ میں بھی ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ حالانکہ اگر کوشش کی جائے تو اسکی چیئرمین شپ مل سکتی ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ منتظر جواب ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر ممبر قومی اسمبلی صدر جمعیت علماء پاکستان سندھ

کاپی بنام: شاہ احمد نورانی و مولانا فضل الرحمٰن

---

[1] مولانا صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر حیدر آباد سے ایم ایم اے کے ٹکٹ پر مولانا شاہ احمد نورانی کے کوٹے سے ممبر قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد جماعتی کام چلارہے ہیں۔

حضرت مولانا محمد زرولی خان[1] کراچی

(۱)

۱۶رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ (وفاقی مجلس شوریٰ میں شرکت O مبارکباد اور دعائیں)

گرامی قدر محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ مدیر الحق وفقکم اللّٰہ تعالیٰ لاعلاء کلمۃ و اجراء سنت نبیہ، دعاوسلام کے بعد مجلس شوریٰ میں آپکی شرکت اور وجود بابرکت کو اللہ تعالیٰ دین حق کی سربلندی اور مسلک دیوبندی کی تقویت وترویج کیلئے سنگ میل ثابت فرمائے۔ آپکی علمی خدمات اور دینی جذبات اور حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہ، کے دعوات مستجاب کی بدولت یہی اقرب الی التوقع ہے کہ آپکی شرکت سے انشاء اللہ العزیز خیر اور خیر سگالی کے فیصلے ہونگے رَب العزت آپکو اس پرفتن اور پرخطر موڑ پر حضرت مولانا یوسف صاحب بنوریؒ اور حضرت مولانا مفتی صاحبؒ کا جذبہ حق گوئی عطافرمائے (آمین) تاکہ آپ دین ومسلک کی صحیح نمائندگی کرسکیں۔ وماذلک علی اللّٰہ بعزیز وانہ علی ذلک قدیر وبالاجابت جدیر۔

الحق کے بارہ میں: الحق کے حقائق سے بسریز برحق رسائل مجھ ناچیز اور دیگر احباب کو الحمدللہ باقاعدگی سے ملتے ہیں۔ علمی درر ویواقیت کے علاوہ آپکے وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ مضامین ہمیشہ محبت ومطالعہ کیلئے ذریعہ افتخار واشتیاق ہی بنتے ہیں۔ جـزاکـم اللّٰـہ خیـر الـجزاء۔ اسوقت الحق کے ایک دوسرے قدرشناس ہمارے ایک دوست وعزیز طلعت محمود سلمہ کا نام اور پتہ بھیج رہا ہوں جو حسب ذیل ہے آپ سے گزارش ہے کہ ماہ رواں ہی سے انکے نام پرچہ جاری فرمادیں۔ (طلعت محمود صاحب ۹۴۔A بلاک نمبر۲ گلشن اقبال کراچی نمبر ۴۷)

حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں اس ناکارہ کیلئے درخواست دعافرمائیں آپ بھی اپنی مشفقانہ اور محبانہ تمناؤں اور دعاؤں میں یادفرمائیں۔ احسن العلوم کی احسن ترقیات کیلئے بھی ہر دو حضرات سے دعا کی درخواست ہے۔ حضرت الاستاذ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم سے عندالقاء بھی سلام عرض کردیں اور دعا کی درخواست ہے۔

والسلام آپکا مخلص مولانا محمد زرولی خان خادم الطلبہ بمدرسہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر۲ کراچی

(۲)

۲۰، ذی الحجہ ۱۴۱۷ مطابق ۲۸/اپریل ۱۹۹۷ء (مولانا شیر علی شاہ کی دارالعلوم میں تقرری)

مدتے درمثنوی تاخیر شد — فرصتے باید کہ تاخوں شیر شد

محترم ومکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے مزاج سامی بالخیر ہوں۔ حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب کی تشریف آوری دارالعلوم کے حق میں بلکہ پورے علم وعلماء اور علاقہ کے درودیوار کے حق میں جناب کے تشکر اور سپاس کا مرہون ہیں۔ آپ نے حضرت شیخ الحدیث مرحوم کے جانشین اکبر کے ناتے بہت ہی اخلاص اور تسکین قلب کیساتھ بہترین

---

[1] جہانگیرہ صوابی میں میرے ماموں حضرت مولانا عبدالحنان مدظلہ فاضل دیوبند کے حسن صحبت اور سعادۃ تلمذ نے علم کی تشنگی پیدا کی۔ ابتدائی تعلیم ان سے حاصل کی اور سعادتمند شاگرد نے آخر دم تک اپنے اولین شیخ کی خدمت اور وابستگی کی مثالیں قائم کیں۔ بالخصوص حضرت بنوریؒ کراچی کے علوم وفیوض کے چشمہ صافی سے سیراب ہوئے۔ اپنے کمالات خداداد صلاحیت وذہانت علوم ومعارفِ اکابر سے والہانہ استفادہ نے کراچی جیسے امّ البلاد میں علم وفضل میں نمایاں مقام دیا۔ علم وفضل بلکہ مشیخت وسیادت کے باوجود خطوط کے لفظ لفظ سے تواضع وانکساری ان کی عظمت میں مزید اضافہ کررہی ہے۔ مدرسہ احسن العلوم کراچی کے نمایاں مدارس میں شامل ہے۔ اب الاحسن کے نام سے ایک وقیع علمی مجلّہ بھی چلارہے ہیں۔

ایصال ثواب فرمایا ہوگا۔لیکن اس عاجز وفقیر کے نزدیک مولانا موصوف کو دارالعلوم کے مسند کیلئے کوہ ودشت سے منگل علم وعرفان میں منتقل کرانا انشاءاللہ تعالیٰ بہترین ایصال ثواب ہے۔جو آپ سے بہت پہلے متوقع تھا تاہم اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے اور اسی کیلئے وہ ماحول بھی پیدا فرماتے ہیں۔دارالعلوم کے ایک ادنیٰ غلام اور حضرت شیخ الحدیث مرحوم کے کمترین نام لیوا عاجز وفقیر اور جملہ احباب کی طرف سے آپ دارالعلوم کے اساتذہ اور بالخصوص ہمارے بزرگ دوست حضرت مولانا انوارالحق صاحب بہت بہت مبارک باد قبول فرمائیں۔ ع ایں چنیں می روی کہ زیبا می روش

والسلام مع التحیۃ والاکرام خادمکم الفقیر محمد زرولی خان عفہ عنہ

(۳)

(حامدالحق کی کامیاب ○ افغانستان میں اہل حق کی عارضی پسپائی اور مجلس عمل کا مژدہ)

۱۱رشعبان المعظم ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۷/۱۱ اکتوبر ۲۰۰۲ء

عظیم القدر بزرگوارم مخدومنا ومکرمنا حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتھم العالیہ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،عزیز القدر حامدالحق سلمہ کی کامیابی وکامرانی پر مبارک بادیوں کے سوغات وگلدستے قبول فرمائیں للہ الحمد کہ کامیاب ہوئے بخیر وخوبی۔سخت انتخاب تھا اب انجام مبارک ہو تمہیں۔بہت بہت مبارک ہو اور آپ کی قیادت میں مجلس عمل کا اتفاق حق تعالیٰ احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے مزید مستحکم فرمائیں اور ہر اختلاف وتفرقہ سے اور باد سموم سے حق تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔مجھے اور میرے رفقاء بلکہ جامعہ عربیہ احسن العلوم کے جملہ اساتذہ انتظامیہ اور احباب کو دلی خوشی ومسرت ہوئی اللہ تعالیٰ نے افغانستان کی سرزمین پر اہلیان حق کی عارضی پسپائی کے بعد یہ پہلا مژدہ اور بشارت ہے جو صوبہ سرحد کی سرزمین پر اللہ تعالیٰ نے حق کی حمایت اور نصرت کی شکل میں علماء کرام کو کامیاب کر کے فتح مبین کا کرشمہ ظاہر فرمایا ہے آنجناب کو اور گرامی قدر مولانا انوارالحق،اظہارالحق اور صاحبزادوں کو خوب خوب مبارک ہو مجھے اس پر مسرت موقع پر خود حاضر ہونا تھا مگر دورہ تفسیر کے شغل نے عدیم الفرصت کر دیا اسلئے یہ چند سطور لکھنے پر اکتفا کیا امید ہے آپ دعوات صالحہ سے فراموش نہیں فرمائیں گے۔ والسلام مع التحیۃ والاکرام خادمکم الفقیر محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ،

(۴)

۲۵رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ بمطابق یکم دسمبر ۲۰۰۲ء (دورۂ تفسیر اور اعتکاف)

محترم ومکرم گرامی قدر حضرت اقدس مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،خدا کرے حضرت والا کا مزاج سامی بخیر وعافیت ہو آنجناب کی طرف سے علمی سوغات تو اوائل رمضان میں سامان عزوشرف ہو گئے تھے مگر کثرت مشاغل اور تفسیر قرآن کا ہجوم انبار اس پر مستزاد،کی وجہ سے عدیم الفرصت رہا گو ہر وقت آپکے تسلسل احسانات اور علمی یادآوری جو آنجناب کے کرم بالائے کرم کا مظہر ہے دل وجان پر سوار رہا اور ہمہ وقت جواب لکھنے کیلئے لمحات فرصت ڈھونڈتا رہا بقول کسی فارسی شاعر کے

ہر شبے گویم کہ فردا ایں سودا کنم   باز چوں فردا شود ما کار دیگر می کنم

اب جبکہ حق تعالیٰ کے فضل واحسان سے دورۂ تفسیر کی نشست مکمل ہوئی جس میں ہزاروں رجال ونساء نے ذوق وشوق سے شرکت کی اور اعتکاف کے گوشہ عافیت میں قدر خلوت ملی تو آپ جیسے محسن بزرگ کیساتھ متاع جلوت کے اقدام سے مشرف ہونے لگا۔امید ہے آں محترم بھی دعوات صالحہ میں یاد فرمائیں گے،عزیزم مولوی حامدالحق سلمہ ہمارے لئے خیر ذخرف سلف للخلف کا مقام اور مرتبہ رکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ شجر مثمرہ خوب بار آور رکھے۔ مجلس عمل کی ہنگامے سیاست اور کمال تدبر پر حکمت تکوین غالب آئی حق تعالیٰ مستقبل محفوظ فرمائے اور اقتدار اعلیٰ ہمارے کامل اور صالح رجال علم وعمل کو نصیب فرمائے۔ عزیزم مولوی مختار اللہ[1] میرے شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں اللہ ان کی جواں سالہ ہمت علم اور شوکت تحریر میں مزید سہولت اور توفیق ارزانی فرمائیں۔ اوائل شوال میں صوبہ سرحد اور جہانگیرہ آنے کا زیادہ ارادہ نہیں مگر چند لمحے آپکی خدمت، صحبت بیضاء میں سعادت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ **والامر بیداللّٰہ یفعل مایشاء،**

اپنے شیخ مولانا عبدالحنان سے عقیدت: یوں حضرت اقدس استاذی وشیخی وسیدی وسندی حضرت اقدس مولانا عبدالحنان صاحب[2] دامت برکاتھم کی دولت صحبت بھی شرف لقاء کیساتھ ارزانی ہوجائے گی جو اس حقیر کیلئے سرمایہ کونین اور غذاء علم وروح ہے۔ میری طرف سے آپ کے جملہ اہل وعیال بالخصوص عزیزم مولوی حامد الحق اور عزیزی مولوی راشد الحق اور بزرگوارم مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتھم سلام مسنون عرض ہو۔ والسلام خادمکم الفقیر محمد زرولی خان عفااللہ عنہ

(۵)

(اہلیہ مرحومہ کی وفات پر تعزیت ○ مولانا صباحسن کی جدائی کا غم)

۲۹/ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۲/جنوری ۲۰۰۴ء

محترم ومکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتھم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اعظم اللہ اجرکم وغفراللہ من مات، امابعد! دعوات وتسلیمات کے بعد آپکی اہلیہ محترمہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سنی، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات دے اور ان کے جملہ اہل وعیال بشمول آں محترم ومکرم اور برادران عزیزان راشد وحامد **سلمھما اللّٰہ وحفظھما من جمیع الاعداء والبلیات ورزقھم عالیۃ الدرجات،** اللہ تعالیٰ اس سانحہ پر آپ سب حضرات کو بلکہ پورے ملک وملت کو جو آپ کی وجہ سے اس سانحہ پر سوگوار ہیں صبر واجر دے، آمین۔ بزرگوارم یہ خبر ہمیں ایسے وقت میں ملی جب کہ احسن العلوم علوم کے محاسن کا عظیم مینار اس عاجز اور فقیر کا اپنے بیٹے اور بھائی سے زیادہ محبوب ومحقق عالم مدرس دین ودنیا کے علوم کے شناور مولانا سید صباحسن اپنی فانی زندگی کی صرف ۴۲ بہاریں دیکھ کر راحیل آخرت ہوئے جس پر یہ عاجز اور احسن العلوم اور درودیوار اور چپہ چپہ اور ذرہ ذرہ غمگین اور پریشان ہے۔ **ولانقول الا مایرضی ربنا انا بفراقک لمحزنون**۔ اللہ تعالیٰ آپ کا مرتبہ بلند فرمائے۔

تفسیر زاہدی: تفسیر زاہدی پر مکتوب گرامی زیب نظر ہوا بلکہ دل اور دماغ کی تسکین کا باعث ہوا آپ جیسے قدر دانی زمانہ حال کے لوگوں کو کہاں آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کا شناور اور دنیا کا مبصر اور ہم جیسے چھوٹوں اور خوردوں کو حوصلہ افزائی اور ہمت افزائی کا ایک جبل عظمت واستقامت بنایا ہے رب العزت سلامت رکھے سلف وخلف کا یہ جامع شجر دائما مثمر رہے۔ اور علم وعمل کا چشمہ موجزن رہے اور حق تعالیٰ مزید درجات عالیہ عطاء فرمائیں

حامد راشد کیلئے دعائیں: اور عزیزم راشد الحق اور حامد الحق سلمھما کو اپنے عظیم دادا کی مبارک نسبتوں کا اور عظیم پدر کے خیر پسر اور عظیم ملکی وآفاقی صلاحیتوں کا حاملان واصفان بنائے۔ (آمین) ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد، آپ کے ہاں پیش آنے والا سانحہ پر تلقین

---

[1] مولانا مفتی مختار اللہ حقانی دارالعلوم کے شعبہ تدریس اور شعبہ تالیف کے سرگرم فعال نوجوان میرے تالیفی کاموں میں بھی معاون ہیں۔

[2] میرے سگے ماموں مولانا عبدالحنان فاضل دیوبند جہانگیرہ۔

صبر کے کلمات اور آپ کے وقیع اور علمی اور حسین شرافتوں سے لبریز مکتوب کے جواب میں زبان شکر کرنے سے اور قلم سپاس تحریر لانے سے عاجز و درماندہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے ان سچے اور مخلص بزرگوں کا سایہ ہم سیاہ کاروں پر اور علم کے میادین پر دیر تک قائم دائم رکھے۔

والسلام عاجز وفقیر محمد زرولی خان عفی اللہ عنہ

(۶)

۶/جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ، ۱۳/جولائی ۲۰۰۵ء (فتاویٰ حقانیہ پر تبصرہ O قرآن کریم کا ایک نادر نسخہ)

بخدمت زعیم ملت مخر علماء محترم ومکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، دعوات وتسلیمات کے بعد آپ کے علو ظرف اور عظمت قدر کی عنایات ہیں کہ ہم جیسے خورد اور نابکارہ کو بھی حسن محبت کی اداؤں میں یاد فرماتے ہیں۔ مخصوص نسخہ قرآن حضرت والا کو پہونچ گیا جس پر یہ عاجز اور ادارہ خوش اور مسرور ہے کیونکہ حق باحق دار رسید۔ باقی فتاویٰ حقانیہ جو آپ کے احسان اور امتنان کی برکت اولیٰ تھی کہ ابتداء ہی میں مجھے ہی سرفراز کردیا گیا جس پر میرا سقیم اور خام خط بھی اجمالی رائے کے طور پر حضرت والا کی خدمت میں بھیجا گیا تھا شامل اشاعت نہ ہوسکا کیونکہ کلہاڑی کی ٹہنی درخت کے تنے میں سے تھی یا وہ مکتوب اس قابل کہاں جو ایسے عظیم خزائن فقہ اور افتاء کا جزو بن سکے آپ کے مکتوب گرامی نے تسلی وتشفی کی بہاریں قائم فرمائیں اب میں اپنے شکوہ پر معذرت خواہ اور حضرت سے سمع خراشی کی معافی کا طلب گار ہوں ''الاحسن'' رجب میں انشاء اللہ تعالیٰ فتاویٰ حقانیہ پر تفصیلی تبصرہ شائع ہورہا ہے اس کا اعلان جمادی الثانیہ کے شمارے میں پیش کردیا گیا۔ ؎ چہ خوش باشد کہ بعد از انتظار بامید رسد امیدوارے

کراچی آمد پر تشریف آوری کا پتہ چلے تو ہزار مشاغل پر ترجیح دے کر اشتیاق ملاقات کی تشنگی بجھانے حاضر ہوں گا آپ کے ہر دونوں اعتذار شایان شان شرافت اور بزرگانہ عظمت کا پرتو ہیں۔ والسلام، عاجز ودرماندہ، محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

(۷)

۱۳/ نومبر ۲۰۰۵ء (دار العلوم اور اکابر سے تعلق اور رشتے)

محترم ومکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم. مھتمم دار العلوم حقانیہ و شیخ الحدیث و زعیمِ ملت کثر اللّٰہ امثالھم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خوشی ہوئی کہ اس عاجز وفقیر کا تبصرہ اور نظر بابت ''فتاویٰ حقانیہ'' حضرت والا کو پسند آیا ہے یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے۔ اور کرم بالائے کرم کرتے ہوئے عظیم مشاغل میں سے اس عاجز کی تسلی کے لیے کلماتِ خیر اور تحسین بھی ارسال فرمائی۔ جزاکم اللہ خیرا و بارک اللہ فی حیاتکم المیمونہ وفارسیان می گویندہ۔ ع

ایں چنیں می روی کہ زیبا می روش والا نامہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کے اندر باعث سرفرازی ہوا حضرت والا نے جس عظمت اخلاص، کامل، محبت دیرینہ اور شفقتوں کے آئینہ دار طرز تحریر سے تسکین ومطمئین قلوب فرمائی وہ انہی کا حصہ ہے۔ دار العلوم حقانیہ اور ان کے اکابر ومشائخ سے میرے تعلق پر جو وجوہ اسباب اور رشتے گنے گئے اس سے خط کی وادی کشتِ زعفران بن گئی۔ اور پھر مرا احوال سے لیکر دورہ تفسیر اور ساعاتِ رمضانیہ کے لیے جس بسط اور فرحت کے ساتھ یاد آوری اور دعواتِ صالحہ عنایت کی گئی وہ ہمارے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ شکر وقبولیت کا دستاویز ہے حق سبحانہ وتعالیٰ حضرت مولانا کی عمر شریف میں برکت اور علم کی برکات مزید روبہ ترقی اور ملک وملت کے لئے اقدامات تیر بہدف اور دار العلوم کے لیے جلیل القدر خدمات دن دوگنی اور رات چوگنی ظاہری اور باطنی حالاً اور مآلاً قبول ومقبول

فرمائے۔ جملہ واقفانِ کار صاحبزادگان کو دعوات وتسلیمات پیش خدمت ہوں عید سعید کی سعادتیں اور خوشیاں بہت بہت مبارک ہوں۔ بعد العید صوبہ سرحد آنے کا ارادہ ہے اس دفعہ ملنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ والسلام محتاج دُعا زرولی خان

(۸)

۱۵ مارچ ۲۰۰۶ء (الاحسن مجلّہ)

محترم ومکرم زعیم ملت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتھم۔ مہتمم ومحدث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سفرِ حج اور دُھری تہری خوشیاں مبارک ہوں، عزیزم عرفان الحق اور لقمان کی طرف سے دعوتی کارڈ ملا تھا مگر آپ کی طرف سے کسی خوابیدہ اشارہ کی جھلک سے محرومی کے پیش نظر آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ بہر حال بالمشافہ تبریک وتحسین کے لیے حاضر ہونے میں دیر ممکن ہے۔ اس لیے متقدمہ مسرات پر تہنیت ومبارکبادی پیش خدمت ہیں۔ بزرگوارم مولانا انوار الحق اور محترم اظہار الحق اور دیگر مسرورین حضرات کو دعوات وتسلیمات اور مبارکباد پیش خدمت ہوں۔ حضرت اقدس استاذ المحترم حضرت مولانا صاحب دامت برکاتھم نے آپ کے شرفِ ملاقات کا داعیہ بھی ذکر فرمایا مگر تنگئ وقت اور افتادگئ طبع کے مجموعہ حوادث نے آنے سے روکے رکھا امید ہے آپ شکریہ اور مبارکباد قبول فرمائیں گے۔ اور اپنی صالحہ دعوات میں فراموش نہیں فرمائیں گے۔ کبھی موقع ملے تو کسی خادم سے الاحسن کے بعض مواطن بھی سماعت فرمائیں اور اپنے مکرم اور مستوجب مقامات مشاورات سے جو ہمارے لئے عالی ارشادات اور بیش بہا احکامات اور ایمان افروز ہدایات کا درجہ رکھتی ہیں سے نوازیں گے، عزیزان گرامی قدر حامد اور راشد سلمھا اللّٰہ و فقھما السعادۃ الدین و الدُنیا کو شفقت بھرا سلام اور استدعاد عواتِ مسنونہ معرضِ خدمت ہوں۔

برادرم منصور الرحمٰن، پروفیسر مزمل حسن اور عزیزم حافظ محمد انور شاہ بہت بہت دُعا وسلام پیش کرتے ہیں اور حضرت والا سے دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔ والسلام عاجز وفقیر محمد زرولی خان

☆☆☆

قاری محمد زرین نقشبندی جامعہ فرقانیہ راولپنڈی

۱۱ جنوری ۲۰۰۱ء (دفاع افغانستان کونسل کے اجتماع پر مبارکباد)

محترم المقام مجاہد ملت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بندہ ذاتی طور پر اور اپنے ادارہ جامعہ فرقانیہ مدینہ راولپنڈی کے اراکین اساتذہ کرام جامعہ اور طلبہ کی طرف سے آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے کہ آنجناب نے کوشش فرما کر پورے ملک سے جہادی مذہبی اور سیاسی تنظیموں کا نمائندہ اجلاس جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں بُلا کر بھرپور طور پر اتحاد واتفاق کا عملی مظاہرہ کرایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ بندہ حاضر ہوا تھا لیکن رش کے سبب آپ سے شرف ملاقات نہ ہوسکی انشاء اللہ مولانا عبدالخالق کے ساتھ مشورے کرکے پنڈی اسلام آباد کے علماء کی طرف سے ایک استقبالیہ بھی ترتیب دے رہے ہیں۔ دعاؤں کی درخواست ہے۔

والسلام طالب دعا قاری محمد زرین
ناظم اعلیٰ جامعہ فرقانیہ مدینہ راولپنڈی

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ مہاجر مدنی

(۱)

(مدرسہ عربیہ رائے ونڈ) ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ (دار العلوم کیلئے تقریر بخاری جلد اول کا ہدیہ)

مکرمی و محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے آپ کے مزاج عالی بخیر ہوں گے استادی و مرشدی حضرت اقدس شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کاندھلوی مہاجر المدنی نے آپ کے مدرسہ کے لئے ایک عدد تقریر بخاری جلد اول بطور وقف ارسال فرمائی ہے جو اس پرچہ کے ہمراہ ارسال ہے وصول فرما کر رسید سے مطلع فرمادیں دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مسجد و مدرسہ کے کاموں میں حسن ادب کے ساتھ اشتغال تامہ و مقبولیت نصیب فرمائے۔ فقط والسلام محمد احسان الحق

(۲)

(شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے سفرِ آخرت کی تفصیلات)

از مدینہ منورہ علی منورہا الف الف صلوٰۃ وسلام

المخدوم المکرم زادت معالیکم۔ بعد سلام مسنون۔ کل یکم شعبان ۲۴ مئی بروز دوشنبہ شام پانچ بجکر چالیس منٹ پر یعنی مغرب سے ٹھیک ڈیڑھ گھنٹہ قبل حضرت اقدس قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ و اعلی اللہ مراتبہ کا وصال یہاں مدینہ منورہ میں ہوا۔ اسکی خبر تو بجلی کیطرح ساری دنیا میں پھیل گئی مگر ہر جگہ سے تفصیل کا مطالبہ ٹیلیفون پر برابر آرہا ہے۔ اس لئے یہ کچھ تفصیل لکھ رہا ہوں۔ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی علالت کا سلسلہ تو کئی سال سے چل رہا تھا۔ ۱۲ مئی چارشنبہ سے قبل صحت نسبتاً اچھی تھی کھانا بھی نوش فرماتے تھے گفتگو بھی ٹھیک طرح سے فرماتے تھے۔ پوچھنے پر مشورہ بھی حسب سابق دیتے تھے۔ مولانا عاقل صاحب مسلم شریف کی تقریر کا جو علمی کام کررہے ہیں۔ وہ روزانہ کا کام بعد عشاء حضرت کو سناتے حضرت غور سے سنتے اور ضروری مشورہ بھی دیتے تھے۔ گویا صحت اچھی تھی البتہ ضعف بہت تھا جسکی وجہ سے حرم شریف صرف ایک نماز کیلئے تشریف لے جاتے۔ شروع میں ظہر کی نماز میں اور پھر دھوپ میں تیزی ہو جانے کی وجہ سے عشاء کی نماز میں حرم شریف جانے کا معمول تھا۔ چارشنبہ ۱۲ مئی کو حضرت کو بخار ۱۰۲ ڈگری تک ہوگیا۔ علاج وغیرہ سے بخار تو اتر گیا۔ لیکن ضعف میں بہت اضافہ ہوگیا اور حرم شریف جانا چھوٹ گیا۔ استغراق زیادہ رہنے لگا۔

۱۴ مئی کو نماز جمعہ حرم شریف کی جماعت کیساتھ مدرسہ علوم شرعیہ کے صدر دروازہ میں ادا فرمائی۔ جہاں تک حرم شریف کی صفوں کا اتصال رہتا ہے۔ بخار کے بعد سے کھانا تقریباً چھوٹ گیا، پینا کسی نہ کسی درجہ میں جاری رہا۔ جمعہ ۱۴ مئی سے روزانہ صبح شام گلوکوز وغیرہ کی بوتلیں رگ میں دی جاتی رہیں۔ جسکا سلسلہ وصال کے دن تک جاری رہا۔ دیگر علاج انجکشن وغیرہ بھی دئے جاتے رہے۔ شنبہ ۱۵ مئی کو آنکھوں اور پیشاب میں یرقان محسوس ہوا خون کا معائنہ کرایا گیا۔ جس سے جگر اور گردہ میں مرض معلوم ہوا۔ اور ان دونوں اعضا کے عمل میں خلل کا بھی پتہ چلا۔ یک شنبہ ۱۶ مئی کی شب میں نیم بے ہوشی تھی۔ دوسرے روز فجر سے مکمل بے ہوشی ہوگئی۔ اتوار کا سارا دن مکمل بے ہوشی میں گزرا کہ جس کروٹ پر لٹایا جاتا اسی پر رہتے نہ آواز دیتے نہ حرکت نہ کھانسی وغیرہ۔

نبض اور بلڈ پریشر دیکھ کر اطمینان ہوتا کہ فوری خطرہ نہیں ہے۔ علاج وغیرہ مختلف تدبیریں ہوتی رہیں۔ اتوار کی شام کو بخاری شریف کا ختم کرایا گیا۔ جو اتوار، پیر دو روز میں ختم ہوا جس کے بعد صاحب زادہ طلحہ صاحب نے بہت الحاح کیساتھ دعا کرائی۔

مکہ مکرمہ میں شیخ محمد علوی مالکی کے یہاں بھی یٰسین شریف کا ختم ہوا۔ دوشنبہ ۱۷ مئی کو بے ہوشی تو تھی لیکن کل جیسی نہیں تھی۔ بلکہ ہیجانی کیفیت تھی۔ صبح تو اللہ اللہ فرماتے رہے۔ ظہر کے بعد سے "یا کریم یا کریم" یا "اوکریم اوکریم" فرماتے رہے کبھی کبھی یا حلیم یا کریم فرماتے رہے۔ یا کریم کی یہ آوازیں اخیر وقت تک وقتاً فوقتاً دیتے رہے۔ علاج کے سلسلہ میں یہ ناکارہ دیگر ڈاکٹروں سے بھی مشورہ کرتا رہا۔ بالخصوص ڈاکٹر سید اشرف صاحب، ڈاکٹر ایوب صاحب، ڈاکٹر سلطان صاحب، ڈاکٹر منصور صاحب اور ڈاکٹر عبدالاحد صاحب وغیرہ۔

خون وغیرہ کے معائنہ کے لئے ڈاکٹر انصرام صاحب بہت تعاون فرماتے رہے۔ منگل ۱۸ مئی کو بے ہوشی نہیں رہی اور گفتگو بھی فرماتے رہے۔ نمازیں بھی حسب معمول ادا فرماتے۔ البتہ گردہ اور جگر کا عمل برابر کمزور ہوتا گیا۔ خون، پیشاب کا معائنہ اور علاج و دیگر تدابیر ہوتی رہیں۔ غذا تقریباً بند تھی۔ رگ میں بوتلوں کے ذریعہ ہی غذا، پانی، گلوکوز وغیرہ دیا جاتا رہا۔ ۲۱ مئی کو نماز جمعہ حرم شریف کی جماعت کے ساتھ مدرسہ شرعیہ کے صدر دروازہ میں ادا فرمائی۔ اتوار ۲۳ مئی کی ظہر تک بظاہر طبیعت کچھ ٹھیک رہی۔ ۲۳ مئی کو بعد ظہر سوء تنفس کی تکلیف ہوئی جس کی فوری تدبیر کر لی گئی۔ مغرب سے آدھ گھنٹہ قبل جب کہ یہ ناکارہ اپنے مطب میں تھا تو حضرت کے خادم مولوی نجیب اللہ نے ٹیلیفون پر بتایا کہ حضرت کی طبیعت خراب ہے۔ چنانچہ یہ ناکارہ فوراً حاضر ہوا تو دیکھا کہ سوء تنفس کی تکلیف بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے حضرت کو بے چینی ہے۔ سانس لینے میں بہت دقت محسوس ہو رہی تھی۔ بندہ نے معائنہ کر کے ضروری انجکشن جس کے چند منٹ بعد ہی سکون مل گیا۔ اور سانس طبعی حالت پر آ گیا۔ عشاء کے بعد بندہ کے گھر جانے تک طبیعت نسبتاً ٹھیک تھی۔ ۲۴ مئی فجر کے وقت بھی طبیعت نسبتاً ٹھیک تھی۔ اور حضرت گفتگو بھی تھوڑی تھوڑی فرماتے رہے۔ البتہ تشویش کی بات یہ پیش آئی۔ کہ کل ظہر کے بعد سے پیشاب بالکل نہیں آیا۔ صبح ۸ بجے دوبارہ سوء تنفس کی تکلیف شروع ہوئی۔ اس کے لئے اور پیشاب کے لئے تدبیریں کی جانے لگیں۔ جس سے ظہر و عصر کے درمیان پیشاب آ گیا۔ تنفس کے لئے انجکشن اور آکسیجن وغیرہ لگائے گئے۔ دوپہر تک بے چینی رہی کبھی فرماتے بٹھاؤ کبھی فرماتے لٹاؤ۔ کبھی فرماتے دوا لائے۔ وقتاً فوقتاً "یا کریم او کریم" بھی بلند آواز سے فرماتے رہے۔

یہ ناکارہ چونکہ مسلسل پاس ہی بیٹھا رہا تو کبھی کبھی اس ناکارہ کا ہاتھ پکڑ کر زور سے دباتے۔ تقریباً گیارہ بجے جب کہ الحاج ابوالحسن نے تکیہ اونچا کیا تو بندہ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب ہیں۔ ابوالحسن نے کہا ہاں یہ ڈاکٹر اسماعیل ہیں۔ یہ سن کر بندہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔ یہ آخری گفتگو تھی جو حضرت نے فرمائی۔ اسکے بعد یا کریم او کریم فرماتے رہے۔ ظہر تک یہی کیفیت رہی۔ ظہر کے بعد سے مکمل سکون ہو گیا۔ جو آخر وقت تک رہا۔ یہ ناکارہ بار بار نبض اور بلڈ پریشر وغیرہ دیکھتا رہا۔ روح پرواز کرنے سے کچھ قبل صاحب زادہ مولانا طلحہ صاحب نے بندہ سے پوچھا کہ کیا یہ آخری وقت ہے۔ بندہ نے اثبات میں سر ہلایا تو انہوں نے بلند آواز سے اللہ اللہ کہنا شروع کر دیا۔ اسی حال میں حضرت نے دو مرتبہ آخری ہچکیاں لیں جس سے آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔ اور روح پرواز کر گئی۔ اس وقت ٹھیک پانچ بجکر چالیس منٹ ہوئے تھے۔ یعنی مغرب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل۔ انا لِللّٰہ و انا الیہ راجعون۔ **اللھم اجر نا فی مصیبتنا وعو ضنا خیرا منھا لِللّٰہ ما اخذولہ ما اعطی و کل شیی عندہ بمقدار . ان العین تدمع و القلب یحزن و لا نقول الا ما یرضی ربنا و انا بفراقک یا شیخ لمحزونون۔**

جسکی ساری عمر اتباع سنت میں گذری۔ اسکو تکوینی طور پر یہ اتباع بھی نصیب ہو گیا۔ کہ دوشنبہ کو عصر و مغرب کے درمیان وصال ہوا۔ اس وقت جو حاضرین کا حال تھا وہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ وصال کے وقت پاس موجود ہونے والوں میں صاحب زادہ محمد طلحہ صاحب، مولانا عاقل صاحب انکے صاحب زادے جعفر الحاج ابوالحسن مولوی نجیب اللہ، صوفی اقبال مولانا یوسف متالا، حکیم عبدالقدوس، مولوی اسماعیل، مولوی نذیر، ڈاکٹر ایوب، حاجی دلدار اسعد عبدالقدیر اور یہ ناکارہ تھے۔ فوراً ہی تجہیز و تکفین کے لئے انتظامات شروع ہو گئے۔ ڈاکٹر ایوب کو ہسپتال

کا ورقہ لینے کے لئے اسی وقت بھیج دیا گیا۔صاحب زادہ مولانا طلحہ صاحب، مولانا عاقل صاحب و دیگر متعلقین و خدام کا مشورہ ہوا کہ تدفین عشاء کے بعد ہو یا فجر کے بعد۔ کیونکہ بعض مخصوص احباب و اعزہ کے مکہ مکرمہ سے پہنچنے کی اطلاع تھی۔ چونکہ انکی وہاں سے روانگی کا وقت معلوم تھا جس کے پیش نظر ان کا عشاء تک پہنچ جانا گویا یقینی تھا۔اس پر طے ہوا کہ عشاء میں ہی نماز جنازہ ہو جانی چاہیئے۔اور فجر تک مؤخر نہ کیا جائے۔ اسکا اعلان بھی کر دیا گیا۔لیکن اسکا بھی برابر افسوس رہے گا کہ وہ اعزہ جنکی آمد کا ہمیں شدت سے انتظار تھا وہ راستہ میں گاڑی خراب ہو جانے کی وجہ سے بروقت نہ پہنچ سکے۔

چونکہ عشاء کا اعلان ہو چکا تھا اور مجمع بھی خوب جمع ہو چکا تھا اس لئے عین وقت پر تبدیلی نہیں ہو سکتی تھی اور ہر جگہ بذریعہ ٹیلیفون اطلاع کر دی گئی تھی۔مغرب کے بعد غسل دیا گیا جو مولانا عاقل صاحب اور مولانا یوسف متالا صاحب کی ہدایات اور مشوروں سے دیا گیا۔غسل کے وقت خدام کا بڑا مجمع موجود تھا۔ ہر شخص کی خواہش تھی کہ اس مبارک عمل میں شریک ہو۔غسل میں شرکت کرنے والوں میں یہ حضرات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔مولانا یوسف متالا، الحاج ابوالحسن، مولوی نجیب اللہ، حکیم عبدالقدوس، عزیز جعفر شاہ، عطاء المہیمن، ابن شاہ عطاء اللہ بخاری، صوفی اسلم، مولوی صدیق، مولوی حسان، قاضی ابرار اور عبدالمجید وغیرہ۔

ڈاکٹر محمد ایوب صاحب جو ورقہ لینے گئے تھے پورے دو گھنٹے کے بعد آئے۔اور بتایا کہ ورقہ حاصل کرنے میں کچھ قانونی رکاوٹیں ہیں اور صاحب زادہ مولانا طلحہ کا جانا ضروری ہے۔ چنانچہ مولانا طلحہ صاحب کو بھی ان کے ہمراہ بھیجا گیا۔قبرستان والوں کو قبر کھودنے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ جب تک ہسپتال کا ورقہ نہ آجائے ہم قبر نہیں کھود سکتے۔اس وقت عشا میں صرف پون گھنٹہ باقی تھا۔دوبارہ مندرجہ بالا حضرات نے باہم مشورہ کیا کہ اب بظاہر عشاء تک قبر کا تیار ہونا دشوار ہے۔لہٰذا فجر میں جنازہ ہو۔

اتنے میں سید حبیب صاحب تشریف لائے۔انہوں نے بتایا کہ میں خود جا کر قبر کی جگہ بتا آیا ہوں۔اور قبر کھودنی شروع ہو گئی ہے۔تقریباً بیس منٹ بعد ہسپتال کا ورقہ بھی آ گیا۔اور قبر تیار ہو جانے کی اطلاع بھی آ گئی اور ساتھ ہی قبرستان والے مخصوص چارپائی بھی لے آئے۔

گویا عشاء کی اذان سے پندرہ منٹ قبل جنازہ بالکل تیار تھا۔لہٰذا پہلے مشورہ کے مطابق جنازہ کو باب السلام سے حرم شریف لے جایا گیا۔

عشا کے فرضوں کے متصل بعد یہاں کی عام عادت کے مطابق حرم شریف کے امام شیخ عبداللہ زاحم نے نماز جناہ پڑھائی اور جنت البقیع کی طرف باب جبرئیل سے نکل کر چلے۔ بے پناہ ہجوم تھا۔ایسا ہجوم کسی اور کے جنازہ میں شاید ہی دیکھا گیا ہو قبر شریف حضرت کی منشا کے مطابق اہل بیت کے احاطہ اور حضرت سہارنپوریؒ کی قبر شریف کے قریب کھودی گئی تھی۔صاحبزادہ مولانا طلحہ اور الحاج ابوالحسن قبر شریف کے اندر اترے اور اسے بند کیا۔اس طرح حضرت اقدس کی دیرینہ تمنا پوری ہوئی۔

ایک خاص بات یہ دیکھی کہ وصال سے ایک روز قبل حضرت والا ہر ایک سے فرداً فرداً دریافت فرماتے رہے کہ تم کیا کام کرتے ہو۔صوفی اقبال صاحب الحاج ابوالحسن سے اس ناکارہ سے براہ راست دریافت فرمایا۔صاحبزادہ مولانا طلحہ صاحب دوسرے کمرے میں تھے تو خادم کو بھیجا کہ طلحہ سے پوچھ کر آ کہ تو کیا کام کرے۔ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ پڑھنے ذکر تلاوت وغیرہ کا جواب دیا تو سکوت فرمایا۔

بندہ سے بھی دریافت فرمایا۔تو بندہ سے قبل ابوالحسن نے جواب دیا کہ یہ تو ابھی مطب جا کر مریضوں کا علاج کریں گے تو فرمایا یہ بھی کوئی کام ہے۔گویا آخری وقت تک بھی اپنے لوگوں کے متعلق فکر تھا کہ کیا کرتے ہیں۔تدفین کے بعد حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے ایک مجاز نے دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ یفتح لہ ابواب الجنۃ الثمانیہ۔یعنی ان کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جائیں۔ایک اور صاحب نے دوسرے روز صبح روضۂ اقدس پر صلوۃ وسلام پڑھتے ہوئے محسوس کیا گویا حضور اقدس ﷺ فرمارہے ہیں کہ تمہارے شیخ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دی گئی ہے۔ایسے انسان لاکھوں کروڑوں میں کوئی کوئی ہوتا ہے۔

فقط والسلام

نوٹ۔ آخر میں آپکی خدمت میں اور آپکی وساطت سے اور حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے ہمیشہ کے تعزیت کے معمول کے مطابق جو جتنا زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب کرسکتا ہو ضرور کرے کہ یہی چیزیں حضرت کے لئے نافع ہیں اور ایصال ثواب کرنے والوں کے لئے بھی۔ ڈاکٹر اسماعیل غفرلۂ از مدینہ منورہ ۲ شعبان

(۳)

(مسجد نبوی ﷺ میں جا کرنا چیز کی طرف سے صلوٰۃ وسلام کہنے کی بشارت ○ دار العلوم اور الحق کیلئے دعا گو ہوں)

۷؍رجون ۱۹۶۹ء [1]

جناب مولوی سمیع الحق صاحب! سلام مسنون! اس وقت آپ کا لفافہ [2] جس پر ۱۵؍ پیسے کے ٹکٹ لگے تھے آپ کی کرامت ہی سے پہنچ گیا۔ اس ناکارہ کو یہاں خط لکھنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے اپنے سب اعزاء واقارب کو منع کر دیا تھا کہ یہاں مجھے کوئی خط نہ لکھیں۔ چنانچہ سوا مہینے کے قریب ہو گیا گھر والوں میں سے کسی کا خط نہ آیا لیکن اجنبی دوستوں کے خطوط کثرت سے آتے ہیں جن کا جواب بہت مشکل ہے۔ یہ ناکارہ آپ کیلئے آپ کے والد صاحب کے لئے، آپ کے اہل وعیال کے لئے دل سے دعا گو ہے۔ اللہ جل شانہ مکارہ سے محفوظ فرما کر دارین کی ترقیات سے نوازے اور ابھی مسجد نبوی میں حاضر ہو رہا ہوں ان شاء اللہ آپ سب کی طرف سے صلوٰۃ وسلام عرض کر دوں گا۔ دار العلوم اور ماہنامہ الحق کے لئے بھی دعا گو ہوں۔ اللہ جل شانہ اس کو ہر نوع کی ترقیات سے نوازے۔ مکارہ سے محفوظ فرماوے آئندہ خط تحریر نہ فرماویں۔ دوستوں سے بھی کہہ دیں کہ بندہ کو یہاں ڈاک کا وقت بالکل نہیں ملتا۔ فقط والسلام ...... حضرت شیخ الحدیث بقلم عبدالرحیم

(دعا کیلئے میرا عریضہ)

[1] یہ خط احقر کے نام مدینہ طیبہ سے لکھا گیا ہے۔ عریضہ میں دعا کی درخواست کی گئی تھی (س)

[2] یہ گرامی نامہ میرے اس خط کے جواب میں آیا :-

۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

حضرت اقدس سیدی وسندی حضرت شیخ الحدیث صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج سامی بالخیر ہونگے اس وقت حضرت والا نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے جوار طیبہ اور بارگاہ عالیہ میں ہیں۔ ہم جیسے گنہگاروں کیلئے سعادت کا موقع ہے کہ آپ کی وساطت سے بارگاہ عالیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں تحیات وصلوۃ پیش کر دیئے جائیں بناء بریں موؤبانہ اور للّٰہ عاجزانہ درخواست ہے کہ مواجہ شریف میں کسی وقت ناچیز روسیاہ ارذل امت۔ سمیع الحق بن مولانا عبدالحق شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ اور اس کے والدین اہل وعیال کی طرف سے صلوۃ وسلام پیش کر دیجئے۔ یہ آپ کا احسان عظیم ہوگا اور حق تعالیٰ اس کا اجر عطا فرماوے گا نیز ناچیز دنیاوی واخروی لحاظ سے نہایت محتاج اور سراپا خطاکار ہے مغفرت وعافیت اور خدمت دین کی توفیق اور عفو ومعافات کیلئے دعا سے نواز دیں تو کرم ہوگا بندہ کے والد صاحب (مولانا عبدالحق مہتمم وشیخ الحدیث) کو بینائی کی تکلیف لاحق ہو رہی ہے نیز دیگر کئی مشکلات درپیش ہیں رفع مشکلات وپریشانیوں اور دینوی واُخروی مقاصد کے حصول کے لئے دعا کا احتیاج ہے۔

یہاں پر دار العلوم حقانیہ اور ماہنامہ الحق کے ذریعہ دین کی حقیر خدمت ہو رہی ہے اس کی قبولیت ترقی بقاء اور خلوص وللھیت سے خدمت میسر ہونے کیلئے اور اہل وعیال کیلئے بھی دین کی خدمت کیلئے دعاؤں کی درخواست ہے یہاں سے والد بزرگوار شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلۂ اور دار العلوم کے اساتذہ عملہ ناظمین طلبہ اور اراکین کی طرف سے بھی مذکورہ معروضات پیش ہیں۔ والسلام ...... سمیع الحق مدیر ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

(۴)

(دعوات حق کرامت سے پہنچ گئی واپسی پر اسے سنوں گا فرط شوق سے فہرست آج ہی سن لی O بہت مبارک ہے اللہ پوری سننے کی سعادت سے نوازے O بدقسمتی ہے کہ سال بھر مدینہ میں مگر رمضان میں دارالکفر پہنچنا پڑ جائے)

۲۴/۵/۱۹۷۶ء

مکرم و محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدفیوضکم بعد سلام مسنون، آج کی ڈاک سے ''دعوات حق'' پہنچ کر موجب منت ہوا اور آپ کی کرامت ہے کہ کتاب پہنچ گئی آئندہ کوئی کتاب کبھی بھیجیں تو ڈاک سے ہرگز نہ بھیجیں یہاں کے ڈاکخانہ والے ہر کتاب کو یہ کہکر روک لیتے ہیں کہ وزارۃ الاعلام سے جب منظور آئیگی دیدی جائیگی۔ میری دس بارہ کتابیں ایک سال سے رکی پڑی ہیں جو ہندو پاک سے میرے نام آئی تھیں مگر کتاب بہت بے وقت آئی ذرا پہلے آتی تو بہت ہی اچھا تھا اسوقت تو یہ ناکارہ ہند کیلئے پا بر کاب ہے اور آجکل ساہیوال کا دارالعلوم نمبر چل رہا ہے اس کے ختم پر اسکو شروع کروں گا تاہم فرط شوق میں فہرست تو آج ہی سن لی بہت مبارک ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے اور مجھے بھی پوری سننے کی سعادت نصیب فرمائے حاجی محمود کے خط سے کچھ عرصہ ہوا والد صاحب کی علالت کی خبر معلوم ہوئی تھی امید ہے کہ اب حضرت مولانا کی طبیعت بحال ہوگی۔ میری طرف سے سلام مسنون فرمادیں۔ میں خود بھی دعا کرتا ہوں اور احباب سے بھی دعا کیلئے کہہ رکھا ہے اللہ تعالیٰ شفاء عاجل کامل عطا فرمائے یہ ناکارہ ۱۵ر جمادی الثانیہ کو مدینہ سے ھند کے ارادے سے جانے کا ارادہ کر رہا ہے۔ ۱۰، ۲۰ روز مکہ میں لگیں گے اور پھر راستہ میں ایک ایک دو روز بمبئی، دھلی، امید ہیکہ اخیر رجب تک سہارنپور پہنچنا ہوگا۔ وہاں کے احباب ہر سال رمضان سہارنپور کرنیکا اصرار کرتے ہیں یہ میری بدقسمتی ہے کہ سال بھر یہاں رہوں اور ماہ مبارک میں دارلکفر چلا جاؤں۔ وہاں سے شروع ذیقعدہ میں رائے ونڈ کے اجتماع میں شرکت کا ارادہ ہے جناب کی تشریف آوری تو رائے ونڈ میں ہوتی ہی رہتی ہے۔ مولوی محمد بنوری بن مولانا محمد یوسف بنوری اسوقت میرے پاس ہیں سلام کہہ رہے ہیں۔ مدینہ طیبہ۔

فقط والسلام...... حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ

(۵)

۵/۵/۱۹۷۷ء (سمیع الحق کی گرفتاری پر قلق مفتی محمود اور رفقاء کی رہائی کی دعائیں)

باسمہ سبحانہ، مکرم و محترم مدفیوضکم بعد سلام مسنون، مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں ضرور ایک کارڈ لکھدیں کہ یہ ناکارہ آپ کیلئے آپ کے مدرسے کیلئے اور جملہ مدارس دینیہ اور اہل حق کیلئے دل سے دعا گو ہے۔ اس سے بہت قلق ہوا کہ مولانا سمیع الحق گرفتار[1] ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی جلد رہا کرے اور مفتی صاحب اور ان کے جملہ رفقاء کو جلد از جلد رہا کر کے یہ ناکارہ سب احباب کیلئے بہت اہتمام سے دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مکارہ سے محفوظ فرمائے اور حادثہ عظیم سے محفوظ فرمائے۔ فقط والسلام حضرت شیخ الحدیث مدینہ طیبہ

---

[1] ۱۹۷۷ء کے تحریک نظام مصطفیٰ میں ہم لوگ ہری پور جیل میں گرفتار تھے، عریضہ اپنے مخلص خادم اور متوسل حاجی محمود صاحب راولپنڈی کے نام لکھا گیا ہے۔

مولانا محمد زکریا بنوری[1]

۱۷/نومبر ۱۹۶۹ء (الحق اہم مضامین کا گنجینہ O نقش آغاز سے بے حد دلچسپی)

میرے عزیز محترم۔ وقاک اللّٰہ الی ماتتمناہ

سلام مسنون۔ سلام کے بعد عرض ہے۔ امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہونگے۔ میں ۷۱ شعبان المعظم کو بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے پشاور پہنچا۔ ماہنامہ الحق ماہ نومبر ملا۔ جسکے دیکھنے سے بے حد متاثر ہوا۔ ماہنامہ کیا تھا۔ اہم مضامین کا ایک گنجینہ تھا۔ جزاک اللہ احسن الجزاء خصوصاً نقش آغاز اس عاجز کو نقش آغاز سے تو پہلے ہی سے بے حد دلچسپی رہی ہے۔ لیکن اس دفعہ دلچسپی کی کوئی حد نہ رہی بار بار پڑھا اور خوب غور سے پڑھا اس عاجز کی دعا ہے کہ آپکی زورقلم روز بروز رو بہ ترقی ہو۔ فقط والسلام

جناب معظم و مکرم والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کریں۔

از محمد زکریا بنوری از گڑھی سید میر احمد شاہ رح پشاور

آج اسی تاریخ پر میری جان[2] محمد یوسف حفظہ اللہ من التاسّف بذریعہ ہوائی جہاز بخیر روانہ مکہ مکرمہ ہوئے دعا میں یاد فرمایا کرے۔

☆☆☆

مولانا محمد زکریا صاحب[3] کراچی

(۱)

۱۶/فروری ۱۹۸۰ء (سرحد کا دورہ O کسی بات پر معذرت)

محترم و مکرم جناب حضرت مولانا سمیع الحق خان صاحب زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج اقدس بخیر۔ آپ سے پنڈی میں جدا ہو کر بھی خاصا پنجاب کا دورہ رہا۔ ۸۰/۱/۱۶ کو حضرت مولانا اسعد مدنی دامت برکاتہم واہگہ بارڈر پار کر گئے تھے۔ جمعہ کی میٹنگ میں پشاور دارالعلوم سرحد میں دوبارہ حاضری کا شرف حاصل ہوا مگر وائے بدقسمتی جناب کی زیارت نہ ہوسکی۔ بڑے ولولہ کیساتھ گیا تھا کہ جناب کی زیارت سے بھی شرف حاصل ہوجائیگا۔ مگر محرومی اور ناکامی ہی رہی باقی شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب کے ہاں مذاقاً کچھ بات ہوگئی تھی اگر ناگوار خاطر ہوئی ہو معافی کا خواستگار ہوں امید ہے آپ بھی معاف فرمادیں گے۔ باتوں میں بات آگئی تھی جس پر میں نے بھی تھوڑا سا حصہ ازراہ مذاق لے لیا تھا مگر بعد میں احساس ہوا جس کی بناء پر یہ عریضہ ارسال خدمت کررہا ہوں۔ امید ہے آنجناب جب کراچی تشریف لائیں گے تو زیارت سے ضرور مشرف فرمادیں گے۔ نیز امید ہے حضرت اقدس حضرت شیخ الحدیث بخیر وعافیت ہونگے۔ انکی خدمت میں سلام عرض کردیں۔ دعاء کا خواستگار محمد زکریا

---

[1] حضرت علامہ زکریا مرحوم حضرت علامہ محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے والد ماجد اور اکابر سلف کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ ناچیز سے محبت اور حوصلہ افزا کلمات میرے لئے توشۂ آخرت ہیں

[2] علامہ محمد یوسف بنوری

[3] کراچی کے نہایت غیور بہادر عالم جمعیۃ علماء اسلام (س) کے ساتھ رہے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں مارشل لاء کے دوران فوج کے ریڈ لائن کو نعرۂ ہائے تکبیر سے کراس کرکے پورے ملک میں تحریک کو گرمادیا۔ فیڈرل بی ایریا کراچی میں ادارہ قائم کیا۔ سواد اعظم اہل سنت کی تشکیل وغیرہ میں سرگرمی سے حصہ لیا۔

(۲)

(سوادِ اعظم کا ملک گیر علماء کنونشن)

محترمی و مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، گزارش ہے کہ موجودہ حالات میں جب کہ شیعہ اقلیت نے ملک و ملت کے خلاف اپنی جارحانہ سرگرمیوں میں اضافہ کردیا ہے، سرکاری حلقوں کی طرف سے انکی حوصلہ افزائی ہر حکومت کا معمول بن چکی ہے۔ خمینی کے انقلاب نے انکو مادی، افرادی اور نفسیاتی امداد دے کر تیز تر کردیا ہے۔ سوادِ اعظم اہلسنت پاکستان نے واقعات اور حالات کا تجزیہ کر کے اپنی تحریک کا آغاز کیا ہے۔ تحریک کا پہلا مرحلہ صوبائی سطح تک کے مطالبات پر مشتمل تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس مرحلہ میں کامیابی عطا فرمائی۔ اس کی نقل ارسال خدمت ہے۔ تحریک کا دوسرا مرحلہ ملک گیر نوعیت کا ہے۔ سوادِ اعظم اہلسنت پاکستان اسکے آغاز میں ضروری سمجھتی ہے کہ ایک ملک گیر علماء کنونشن کراچی میں بلایا جائے۔ ہمارے مرکزی سطح کے مطالبات کی ایک کاپی بھی پیش خدمت ہے۔ کنونشن کی تاریخ یکم مئی ۱۹۸۳ء بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے مقام جامعہ فاروقیہ فیصل کالونی نمبر ۴ کراچی رکھی گئی ہے۔ جناب سے ملک و ملت کی بہی خواہی کے جذبے کیساتھ شرکت کی پر درد التجا ہے۔ امید ہے جواب سے فوری طور پر مطلع فرمائینگے۔

مولانا محمد زکریا چیئرمین کمیٹی آل پاکستان کنونشن سوادِ اعظم اہلسنت پاکستان

☆☆☆

مولانا محمد زمان صاحب[1]
نجم المدارس کلاچی

۱۰ شعبان ۱۴۰۸ھ

(والدہ مرحومہ کی تعزیت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! پرسوں ریڈیو پر استاذ محترم کی اہلیہ اور آپ حضرات کی والدہ مرحومہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر دلی صدمہ ہوا اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دیں اور آپ سب حضرات و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمادیں۔ آمین

تمام حضرات سے تعزیت عرض ہے۔ دعاؤں میں ضرور یاد کریں۔ خصوصاً ماہ مبارک میں۔

والسلام ...... محمد زمان خادم نجم المدارس کلاچی۔

---

[1] حقانی فاضل، صاحب قلم، تمنا عمادی، منکر حدیث اور دیگر موضوعات پر اہم مقالات لکھے۔ نجم المدارس کلاچی میں قاضی عبدالکریم اور قاضی عبداللطیف کی سرپرستی میں خدمات انجام دیتے رہے۔

مولانا محمد زمان ناظم جمعیت اہل حدیث پشاور

۱۲/نومبر۱۹۸۶ء (علامہ احسان الٰہی ظہیر اور شریعت بل کی مخالفت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت الفاضل مولانا سمیع الحق مدظلۂ العالی کی خدمت میں محمد زمان کی طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

اخبار میں آپ کی ایک بات نظر سے گذری جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر کا خیال شریعت بل کے بارے میں بدل گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف آپ کی خوش فہمی یا شاید غلط فہمی ہے کیونکہ شریعت بل کوئی اتنا پیچیدہ بل نہیں جس کو سمجھنا مشکل ہو۔ لیکن یہ شخص ہر مقام پر شریعت بل کی مخالفت ڈٹ کر کر رہا ہے۔ شریعت بل کیلئے ''شرارت بل'' کا شرمناک لفظ اس نے استعمال کیا۔ اس بل میں تحریر کردہ شریعت کے لفظ کی وضاحت کو منصورہ کی تصنیف کردہ شریعت کہا۔ جن حضرات کو اس کی تقریر سننے کا موقعہ ملتا ہے وہ جانتے ہیں کہ اس کی آدھی سے زیادہ تقریر شریعت بل کی مخالفت اور بل کی حمایت کرنے والوں کو برا بھلا کہنے پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور جرأت اس میں اتنی ہے کہ ''ایوانِ وقت'' میں جب بل کے حامی اور مخالف موجود تھے۔ تو مخالفت صرف دفعہ نمبر۸ کی کی۔ جو کہ پہلے ہی حذف کر دی گئی ہے۔ اس کو دفعہ نمبر۱ کے جزج، د پر بھی سخت اعتراض ہے۔ علمی بحث الگ بات ہے۔

آئمہ مجتہدین نہ کہ جج اور مجسٹریٹ: میں صرف اتنا عرض کردوں کہ اگر کوئی ایسا مسئلہ آئے جس میں قرآن وحدیث سے واضح حکم نہ ملتا ہو (مثلاً غائب خاوند کا مسئلہ) تو آئمہ مجتہدین کے اجتہاد کی روشنی ہی میں فیصلہ کیا جائیگا نہ کہ کسی جج یا مجسٹریٹ کی عقل کی روشنی میں ہاں اگر کسی شخص نے اپنی کتاب میں ۔۔۔۔ حلال عندابی حنیفه ولا یحد شاربه عنده وان سکر منه ۔لکھا تو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ صاحب کتاب سے غلطی ہوئی ہے۔ امام عالی مقام کا یہ مسلک نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح دیگر باتوں کو بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ تو نہیں ہو سکتا۔ کہ ان آئمہ مجتہدین کے تمام فیصلوں کو دریا برد کر دیا جائے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ بے دین طبقہ نے پاکستان کے تینوں مکاتب فکر (اہل حدیث، دیوبند، بریلوی) سے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر (بعض کے کہنے کے مطابق خرید کے) شریعت بل کے پیچھے لگا دیا ہے۔ لہٰذا ہمیں اور ہمارے رہنماؤں کو چاہئے۔ کہ نفاذ شریعت کیلئے جدوجہد جاری رکھیں۔ اور راستے کی ان آوازوں کی طرف دھیان بھی نہ دیں۔

میں کئی بار آپ کی اور مولانا محترم کی خدمت میں حاضری کی خواہش لے کر حاضر ہوا۔ لیکن مسجد میں کسی نے میری رہنمائی نہ کی۔ اور چہرہ سے آپ کو اور مولانا محترم کو پہچانتا نہ تھا۔ امید ہے آپ رہنمائی فرمائینگے۔

امید ہے جواب تحریر کر کے ممنون فرمائینگے۔ محمد زمان ناظم جمعیت اہل حدیث پشاور مرکزی جامع مسجد اہلحدیث پشاور صدر

☆☆☆

الحاج محمد زمان اچکزئی[۱] زیارت بلوچستان۔ وفاقی وزیر

(۱)

۹/جنوری۱۹۸۰ء (جشن صد سالہ دیوبند میں شرکت)

مہربانم مولانا سمیع الحق صاحب سلامت باشد السلام علیکم، مزاج شریف، آپکا نوازش نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ، دعوت نامہ جشن

---

[۱] اچکزئی صاحب جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے سرکردہ رہنماؤں میں سے تھے، جنرل ضیاء الحق کے انقلاب کے بعد ان کی وفاقی کابینہ میں جے یو آئی کی طرف سے وفاقی وزیر بھی رہے۔ بڑے سنجیدہ شخصیت تھے۔ مفتی محمود صاحب از راہ تفنن ''اچک زمان'' سے پکارتے۔

صد سالہ دارالعلوم دیوبند بھجوانے کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔ یہ میری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ آپ نے اس مبارک موقع کیلئے مجھے یاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرماوے۔ آمین، میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ میں انشاء اللہ اس مبارک موقع پر ضرور جاؤنگا۔ بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہوا۔ میں پاسپورٹ میں بھارت درج کرالونگا۔ اور ویزے کا بھی انتظام کرلونگا۔ آپ رابطہ قائم رکھیں۔ تا کہ اکٹھے جاویں مشکور ہونگا۔ آپ کراچی تشریف لائے تھے میں نے انتہائی کوشش کی کہ شرف ملاقات حاصل کرسکوں مگر محروم رہا میں بھی چند دنوں سے کراچی آیا ہوا ہوں۔ قدرے بیمار ہوں۔ اور علاج کرار ہا ہوں حقیقت یہ ہے کہ وزارت کے بعد بھی کافی مصروف رہا ہوں۔ ورنہ ملاقات کی بہت خواہش ہے۔ اور نہ ہی میں آپ جیسے مخلص ساتھیوں کو بھولا ہوں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی صحت کیسی ہے؟ انکی خدمت میں میرا السلام علیکم عرض کردیویں۔ اور کہ دیویں کہ میرے حق میں دعا فرماتے رہا کریں۔ میں آپ جیسے بزرگ ہستیوں کے دعاوں کا محتاج ہوں۔ امید ہے آپ بخیریت ہونگے۔ سب کو السلام علیکم، فقط والسلام ...... محمد زمان اچکزئی۔ از کراچی

(۲)

(شیخ الحدیث کی وفات پر تعزیت)

مہربانم مولانا سمیع الحق۔ السلام علیکم۔ مجھے یہ معلوم کر کے انتہائی دکھ ہوا کہ آپ کے والد بزرگوار شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ دارفانی سے عالم جاودانی میں رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ مرحمت فرمائے۔ میں اس غم میں آپ کے ساتھ برابر کا شریک ہوں۔

☆☆☆

محترم جناب زیڈ اے سلہری[1] صحافی ونقاد لاہور

(۱)

(ماہنامہ الحق علم کا خزینہ)

۴۶ گلبرگ ۵ لاہور ۶ نومبر ۱۹۷۴ء

مکرمی ومحترمی جناب سمیع الحق صاحب، سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! معاف فرمایئے جواب میں تاخیر ہوگئی۔ آج علی الصبح آپکا تار ملا تو یاد دہانی ہوئی اور جواب لکھنے بیٹھ گیا۔ پیش خدمت ہے۔ آپکا رسالہ بہت شوق سے پڑھتا ہوں اور اسے علم کا خزینہ سمجھتا ہوں۔

والسلام ...... آپکا مخلص زیڈ اے سلہری

(۲)

(قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد کرنے کے کام)

۶ نومبر ۱۹۷۴ء

میری شعوری زندگی اسی تمنا میں گزری کہ قادیانی مسئلے کے بارے میں مسلمان اپنی سنگین ذمہ داری سے عہدہ براہوں دراصل قادیانی ازم انگریزوں کی سنگینوں کی حفاظت میں پروان چڑھا، کسی آزاد مسلم معاشرے میں اسکا پنپنا ناممکن تھا اسکا مقصد اسلام کی تعلیم کو مسخ کرنا تھا اور

[1] انگریزی اردو کے معروف صحافی کالم نگار، نقاد اور تجزیہ نگار انگلش اور اردو کے کئی اخبارات و جرائد کے ادارت کے اہم فرائض انجام دیئے، مکتوب قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دئے جانے کے بعد میرے سوالنامہ کے جواب میں ہے۔

مغرب میں اس مذموم مقصد کے حصول کا ایک ہی ذریعہ قرار دیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات والاصفات کو گھٹایا جائے چنانچہ وہاں صدیوں جتنا پراپیگنڈا اسلام کے خلاف ہوا ہے۔ اسمیں اسلامی عقائد کو اسقدر ہدف تنقید نہیں بنایا گیا جتنی نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو مغرب نے اس بات کا صحیح اندازہ کرلیا کہ امت مسلمہ کا محور رسالت ﷺ ہے اگر مسلمانوں میں نعوذباللہ اسکا مرتبہ گرادیا جائے یا یورپیوں کی نظروں میں اسے بڑھنے نہ دیا جائے تو اسلام سے نمٹا جاسکتا ہے۔

<u>قادیانی ازم کے مذموم مقاصد:</u> غلام احمد کے دعویٰ ''نبوت'' کا فوری مقصد تو ہندوستان میں وفادار مسلمانوں کا ایک ٹولہ پیدا کرنا تھا لیکن اسکا اصل مقصد ایسے اسلام کو ترویج دینا تھا جسکا دارومدار رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر نہ رہے اور جسمیں حسب منشا ہر قسم کا عقیدہ شامل کیا جاسکے۔ چنانچہ قادیانی ازم پھر غیر مسلم بلکہ اسلام دشمن حکومت کو قابل قبول ہوگا۔ جب تک انگریزوں کا راج رہا قادیانی مسئلے کا موثر حل مسلمانوں کی دسترس سے باہر تھا۔ انگریزوں نے سکھوں کو تو بغیر مطالبے کے ہندووں سے الگ اقلیت قرار دے دیا لیکن قادیانیوں کے بارے میں علامہ اقبالؒ کے مطالبے کو درخور اعتناء نہ سمجھا، لیکن آزادی اور تخلیق پاکستان کے بعد اس صورت حال کا کوئی جواز نہ رہا تھا کہ قادیانی بدستور مسلمانوں کے ایک جزلاینفک کے درجے پر متمکن رہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ع کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اب زندگی میں ایک پاکیزگی محسوس ہوتی ہے اور درود پڑھنے سے گونا طمانیت قلب حاصل ہوتا ہے۔ ذیلی مسائل کئی باقی ہیں لیکن میرے خیال میں سب سے اہم مسئلہ بیرون ملک تبلیغ کا ہے مجھے یقین ہے کہ پاکستان کے فیصلے کا پوری دنیا پر اثر ہوگا اور اسلام کے طالب اصل تعلیم کی طرف رجوع کریں گے لیکن پھر بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم اس میدان کو قادیانیوں کیلئے کھلا نہ چھوڑیں، یورپ وافریقہ میں ان لوگوں نے کافی پاؤں جمائے ہوئے ہیں اور خارجہ میں انکے جماعتی نظم ونسق کا رگر ہونا دور از قیاس نہیں، اگر کوئی غیر مسلم اسلام کی تلاش میں ہوتو قادیانی مبلغ محض اپنے مشن کی موجودگی کی وجہ سے فائدہ اٹھاسکتا ہے خاص طور پر جب وہ خارجہ ممالک میں اسلام کو اسطرح پیش کرتے ہیں جیسے غلام احمد کی ''نبوت'' کا اس سے کوئی تعلق نہ ہو انکی غرض اپنی جماعت کو مضبوط کرنا ہے لیکن جب آدمی ایک دفعہ انکی سلسلے کے سلاسل میں پھنس جاتا ہے تو وہ آہستہ آہستہ اپنی کم علمی اور کم فہمی کی بناپر انکا ھم خیال ہوجاتا ہے۔

<u>مسلم ممالک تبلیغ اسلام کو خارجی پالیسی کا حصہ بنادیں۔</u> میں سمجھتا ہوں کہ ممالک غیر میں تبلیغ کی اشد ضرورت ہے خصوصا آج کل جبکہ مغربی افکار کے زوال اور روسی کمیونسٹ اقدار کے عملی انسانیت کش نتائج اظہر من الشمس ہونے کے بعد عالمی فضا اسلام کے نفوذ کیلئے تیار ہورہی ہے اور دنیا میں مسلمانوں کیلئے اعزاز حاصل کرنے کیلئے اسکے سوا اور سبیل بھی کیا ہے کہ وہ اسے اسلام کا تحفہ پیش کریں؟ میں اس کام کو اتنا اہم جانتا ہوں کہ میری تجویز تو یہ ہے کہ مسلم ممالک تبلیغ اسلام کو اپنی خارجہ حکمت عملی کا ایک جزو قرار دیں اور اجتماعی طور پر اس فریضے کی ادائیگی میں حصہ لیں۔ یاد رکھئے کہ کمیونزم کی کامیابی کا رستہ کمیونسٹ پروپیگنڈے نے ہموار کیا تھا۔ اذہان اور قلوب پر غلبہ دور حاضرہ کا سب سے بڑا محاذ اور جہاد ہے۔ اگر مسلمان اسلام کی فکری افضلیت واضح کرنے میں کامیاب ہوجائیں تو دنیا کی نعمتوں اور طاقتوں کے مآخذ خود بخود انکے تصرف میں آجائینگے۔

زیڈ اے سلہری لاہور ۶ رنومبر ۷۴ء

قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی[1]

انڈیا (رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند)

(۱)

۸ر رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

(نقش آغاز موثر اور حقیقت افروز ○ مؤتمر ابناء قدیم اور جشن صد سالہ دیو بند عظیم انتشار کا نقطۂ آغاز)

مخلص مکرم مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر، الحمدللہ بعافیت ہوں۔ مارچ اور اپریل کا ''الحق'' موصول ہوا تھا۔ توجہ کرم کا شکر گزار ہوں۔ آپ کا نقش آغاز بہت موثر اور حقیقت افروز ہے۔ دوسرے مضامین بھی خوب ہیں۔ آپکو یاد ہوگا کہ شنبہ کی شام کو (اجلاس کے دوسرے روز) فضلاء دارالعلوم نے اپنے کیمپ میں ''موتمر فضلاء وابناء قدیم دارالعلوم دیوبند'' کے نام سے ایک تنظیم قائم کرلی تھی۔ حضرت مولانا اسعد مدنی کو صدر چنا گیا تھا۔ پھر اس خاکسار کو اسکا ناظم اعلیٰ بنادیا گیا۔ مگر چند روز بعد ہی دوسری تنظیم ابناء قدیم کا اعلان مہتمم صاحب محترم مدظلہ کے نام سے کردیا گیا۔ اور معرکہ آرائی شروع ہوگئی۔ کچھ ارباب غرض جنکو دارالعلوم سے مالی امداد مل رہی ہے اس نزاع کو ہوا دے رہے ہیں۔ پچھلی مجلس شوریٰ منعقدہ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ کے موقع پر مولانا اسعد صاحب کو (جو اس زمانہ میں دیوبند میں تھے) حضرت مہتمم صاحب نے بلایا اور انہوں نے مفتی عتیق الرحمان صاحب اور مولانا منت اللہ صاحب کے ساتھ ملکر مصالحت کی پیش کش کی۔ مولانا اسعد مدنی نے فوراً اسے قبول فرمایا اور کچھ شرائط طے ہوگئے صرف دستخط ہونے باقی رہ گئے۔ اس مصالحت نامہ کی رو سے مولانا اسعد مدنی نے بہ طیب خاطر تنظیم کی صدارت حضرت مہتمم صاحب کیلئے خالی کردی اور خود باصرار مولانا منت اللہ نیابت صدارت قبول فرمالی۔ اس خاکسار کو ناظم اعلیٰ برقرار رکھا گیا۔ یہ بھی ہوا کہ فریقین کی طرف سے پروپیگنڈا بند کردیا جائیگا۔ مگر حضرت مہتمم صاحب کو جن لوگوں نے گھیر رکھا ہے اور جنکا مقصد یہ ہے کہ اس جھگڑے کو بڑھا کر اجلاس صد سالہ کے بعد دوسرے اہم مسائل سے توجہ ہٹادی جائے اور ان کی اجلاس کے دوران کی غلط کاریاں بھی زیر بحث نہ آئیں۔ انہوں نے تجویز مصالحت کی سخت مخالفت کی۔ آخر مہتمم صاحب نے فرمادیا کہ ہم اس پر پھر غور کریں گے۔ ادھر ہمارے طرف سے جو صاحب معاہدہ مصالحت کو باضابطہ قید تحریر میں لانے کیلئے گئے ان سے کہہ دیا گیا کہ ابھی کچھ تشریحات طے کرنی ہیں جو اگلی شوریٰ میں طے کی جائیں گی۔ اگلی شوریٰ بعد عید ہوگی۔ بہرحال افسوس ہے کہ یہ نزاع جاری ہے اور اس سے دارالعلوم کے وقار اور اسکے کارپردازوں کی ساکھ کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ مزید تکلیف دہ یہ امر ہے کہ دارالعلوم کے خزانہ سے ایک لاکھ اکتیس ہزار روپے کی زبردست چوری ہوگئی ہے۔ تفتیش بھی سرد مہری کے ساتھ ہو رہی ہے۔ ایسا سانحہ دارالعلوم میں اس سے پہلے نہیں ہوا۔ الغرض دارالعلوم کے اس صد سالہ اجلاس نے منتسبین و خدام دارالعلوم میں ایک خلیج پیدا کردی ہے اور یہ اجتماع عظیم انتشار وافتراق کا نقطہ آغاز بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ ''موتمر'' کے قیام کا اصل مدعا یہ ہے کہ تمام فضلاء دارالعلوم اور اسکے وابستگان کو دارالعلوم کی تعلیمی وانتظامی خرابیوں کو دور کرنے اور اسکو ظاہری اور باطنی لحاظ سے اوج کمال پر پہنچانے کیلئے مواقع فراہم کئے جائیں۔

---

[1] قاضی صاحب مرحوم ہندوستان کے بلند پایہ عالم ومصنف، تحریر وصحافت کے میدانوں میں نمایاں کام کیا۔ دیوبند کے قابل فخر فرزندوں میں سے تھے۔ میرٹھ سے ''الحرم'' کے نام سے وقیع پرچہ چلایا۔ دارالعلوم دیوبند کے مجلس شوریٰ کے رکن اور جشن صد سالہ کے موقع پر عالمی مؤتمر فضلاء دیوبند کے سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے، دارالعلوم دیوبند کے اختلافات کے قضیہ نامرضیہ پر ان کے مکاتیب سے روشنی پڑتی ہے۔ الحق کو اپنے وقیع مضامین سے نوازا کرتے تھے۔

صرف چند شوریٰ کے ارکان جن میں سے اکثر کم ہی تشریف لاتے ہیں اس کام کو انجام نہیں دے سکتے۔ مگر جو گروپ دارالعلوم پر مسلط ہے اور اسے میراث اور جاگیر بنائے ہوئے ہے ایسی کسی تحریک کو پسند نہیں کرتا اور ہر قیمت پر اپنا تسلط قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ذاتی اغراض و مصالح کو دارالعلوم کے اعلیٰ مقاصد پر قربان کرسکیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی خدمت بابرکت میں سلام عرض کر دیجئے۔ دیگر احباب سے بھی سلام کہدیں۔ ''الحرم'' بند ہے ورنہ ارسال خدمت ہوتا۔

والسلام ......نیازمند زین العابدین رکن شوریٰ دارالعلوم قاضی منزل قاضی اسٹریٹ میرٹھ

(۲)

۱۷رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

(الحق کی صدائے حق)

برادرم محترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج سامی بخیر، الحمدللہ بعافیت ہوں۔ چند روز سے آشوب چشم میں مبتلا ہوں۔ اسی حالت میں یہ عریضہ سپرد قلم کر رہا ہوں۔ ''الحق'' مل رہا ہے اور آپ کی ''صدائے حق'' اس کے ذریعہ پہنچتی رہتی ہے اور مستفید ہوتا رہتا ہوں۔ دیوبند، دفتر موتمر کو لکھ دیا ہے کہ وہ اپنے ترجمان ''القاسم'' کو آپ کے پتہ پر بھیج دیا کریں۔ پچھلی شوریٰ میں کچھ متفقہ فیصلوں کے بعد دارالعلوم دیوبند کے حالات سدھر رہے ہیں اور اختلافات کی خلیج کم ہورہی ہے 'فالحمدللہ' اللہ تعالیٰ اس دوستی کو تابندہ رکھے۔ حضرت مخدوم ومکرم مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد التجاء دعا فرمادیں مسلکہ عریضہ مولانا احمد میاں صاحب فرزند حضرات مولانا محمد میاں صاحب[1] مہاجر افغانی کو انکے پتہ پر بھجوادیں۔ والسلام ......زین العابدین قاضی

شاید اکتوبر میں پاکستان آنا ہو۔

(۳)

۲۵/اکتوبر ۱۹۸۰ء

(مولانا احتشام الحق، مولانا غلام اللہ خان کے بعد مفتی محمود کے وفات کا سانحہ)

مخلص محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، دامت مکارکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحمدللہ بعافیت ہوں۔ خدا کرے آپ اور حضرت الشیخ الحدیث مدظلہ العالیٰ بھی بخیر وعافیت ہوں۔ افسوس ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد محمود کے انتقال سے علماء پاکستان کی بزم علم وعمل کی ایک اور شمع فروزاں گل ہوگئی۔ اس سال یہ یہ تیسرا حادثہ ہے جس سے جماعت حقہ دیوبندیہ کو دوچار ہونا پڑا۔ حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی اور حضرت مولانا غلام اللہ خان کے زخم ابھی تازہ ہی تھے کہ ایک اور نشتر سینہ پر آلگا۔ تینوں سے ''جشن صد سالہ'' کے موقع پر نہ صرف شرف ملاقات حاصل ہوا تھا بلکہ بہت سے علمی واسلامی وجماعتی موضوعات پر تبادلہ خیالات کا بھی موقع ملا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان تینوں کو اپنے دامان رحمت ومغفرت میں جگہ دے۔ اب نگاہیں پرانے بزرگوں میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی پر پڑتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمایا یہ ملت اسلامیہ کے سروں پر تادیر قائم رکھے اور ان کے علوم ومعارف سے تشنگان علم کو سیراب ہونے کا زیادہ سے زیادہ موقع دے۔ آمین۔

اختلافات کے خاتمہ کیلئے مصالحتی فارمولا: جشن صد سالہ کے بعد دارالعلوم دیوبند میں جو اختلافات کا سلسلہ شروع ہوا افسوس ہے کہ ابھی تک ختم نہیں ہوا۔ قبیل عیدالاضحیٰ اکتوبر کو انہی مسائل پر غور کرنے کیلئے مجلس شوریٰ کا جلسہ منعقد ہوا تھا۔ راقم الحروف بھی شریک ہوا تھا۔

---

[1] تحریک شیخ الہندؒ اور جنگ آزادی کے عظیم ہیرو افغانستان مولانا منصور انصاری کے نام سے کام کرتے رہے۔

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی، حضرت مولانا سعید بزرگ سملکی بھی جو بہت کم آتے ہیں تشریف لائے تھے۔ سب ہی کی دلی خواہش تھی کہ یہ نزاع باہمی ختم ہو۔ چنانچہ چند اہم تجاویز متفقہ طور پر طے پائیں جن میں سے حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔ (۱) ایک سہ رکنی کمیشن مقرر کیا گیا جو دارالعلوم کے تمام شعبوں کا جائزہ لے گا اور اساتذہ وطلبہ وملازمین سے گفتگو کر کے دارالعلوم کے متنازع فیہا مسائل کو خوش اسلوبی سے حل کرنے کی تجاویز پیش کریگا۔ اس کمیشن یا کمیٹی میں جسٹس انوارالحق (ریٹائرڈ جج پٹنہ ہائی کورٹ)، نواب عبیدالرحمان خان شیروانی۔ سابق وائس چانسلر علی گڑھ اور رکن شوریٰ مولانا سعید احمد اکبرآبادی شامل ہیں۔ (۲) جشن صد سالہ کے عطیات تقریباً ایک کروڑ روپے تھے انمیں سے تقریباً نصف اخراجات کے بعد باقی بچے ہیں۔ انکو سرکاری یونٹ ٹرسٹ میں جمع کر دیا جائے۔ اس میں نفع مضاربت کے اصول پر ملتا ہے۔ سود نہیں ہوتا۔ (۳) اجلاس کے بعد فضلاء دارالعلوم کی جو دو تنظیمیں قائم ہوگئی ہیں اور اسکی وجہ سے دارالعلوم کے متعین میں اختلاف کی صورت پیدا ہو رہی ہے ان دونوں کو ایک کرنے کی سعی کی جائے۔ واضح رہے کہ پہلی شوریٰ کے موقع پر مصالحت کا ایک فارمولا طے بھی ہو گیا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ تنظیم ایک ہی رہے گی نیا نام ہوگا۔ صدر حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور نائب صدر حضرت مولانا اسعد مدنی اور سیکرٹری جنرل خاکسار راقم الحروف ہوں گے۔ ارکان انتظامی برابر برابر ہونگے مگر بعد میں بعض ایسے احباب کی دراندازی کی وجہ سے جن کا فائدہ نزاع جاری رہنے میں ہی ہے حضرت مہتمم صاحب نے اس فارمولے پر مصالحت کو ملتوی کر دیا۔ اب طے پایا ہے کہ دونوں تنظیموں کے ذمہ دار اصحاب پھر مل جل کر اس معاملہ کو بطریق احسن ختم کریں اور دارالعلوم کو اس گرداب انتشار سے نکالیں۔

آپ صاحبان سے خصوصاً حضرت مولانا بھی، مخصوص اوقات میں دعا فرمائیں بریلوی حضرات، اور جماعت اسلامی کے بزرگ بھی کرم فرمائی میں مشغول ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمود کے حادثہ پر یہاں کے اہل علم نے شدید تاثرات غم کا اظہار فرمایا ہے میں نے بھی کچھ لکھا تھا۔ الجمعیۃ دہلی کا تراشہ ملفوف ہے۔ جریدہ فریدہ ''الحق'' مل رہا ہے۔ شکریہ حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض کر دیں یہ خط بھی بہت عجلت میں لکھ دیا ہے۔ والسلام (قاضی) زین العابدین ناظم اعلیٰ عالمی موتمر تنظیم فضلاء دارالعلوم دیوبند از میرٹھ، قاضی اسٹریٹ

(۴)

۱۲ ستمبر ۱۹۸۸ء **(والدہ کی وفات پر تعزیت)**

مخلص محترم ومکرم مدت مکارمکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر، الحمدللہ بعافیت ہوں اپنی ضروریات سے خود عہدہ برآ ہو جاتا ہوں۔ فللّٰہ المنۃ، ''الحق'' ملتا رہتا ہے راہ حق پر آپ کی مجاہدانہ مجتہدانہ عملی وعلمی مساعی کا علم ہوتا رہتا ہے۔ بڑی خوشی ہوتی ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے۔ والدہ محترمہ مکرمہ کے انتقال پرُملال کا حال بھی ''الحق'' سے معلوم ہوا۔ ہرچند کہ انہوں نے عمر طبعی سے زیادہ ہی عمر پائی تھی مگر ماں کا سایہ ہر حالت میں سایہ رحمت خداوندی ہوتا ہے۔ اور اس سے محرومی بڑی محرومی ہوتی ہے۔

حضورؐ کا والدہ کی قبر پر اشکباری: رسول اکرم ﷺ، عمرہ حدیبیہ کے موقع پر والدہ ماجدہ کی قبر سے گزرے تو برسہا برس گزر جانے کے بعد بھی اپنے سیلاب اشک کو نہ روک سکے۔ اسلئے والدہ ماجدہ کی جدائی پر اشکباری طبعی ہی نہیں شرعی حیثیت بھی اختیار کر لیتی ہے۔ بہرحال میری طرف سے اس حادثہ پہ دلی تعزیت قبول فرمائیں اور مجھے اس غم میں اپنا شریک تصور کریں۔ والد محترم حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالیٰ کی خدمت میں بھی سلام وتعزیت پیش کریں اللہ تعالیٰ انکے سایہ ہما پایہ کو تادیر اہل علم کے سروں پر قائم رکھے، مجھ عاصی پر معاصی کیلئے دعاء خیر فرماتے رہیں۔ حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں بھی یہ درخواست پیش کریں۔ والسلام ...... زین العابدین

(۵)

(حضرت شیخ الحدیث بزرگان دیوبند وگنگوہ کی یادگار اور افکار کے امین کو خراج عقیدت O دار العلوم دیوبند کے مجلس شوریٰ کی قرارداد تعزیت O بروفات شیخ الحدیث)

برادر مکرم ومحترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دار العلوم دیوبند میں شرکت اجلاس مجلس شوریٰ کے سلسلہ میں آیا ہوا ہوں۔ یہاں دوران مجلس ریڈیو کے ذریعہ معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. للّٰہ ما اخذ و اعطیٰ۔ آپ کے تو وہ والد بزرگوار تھے انکے سایۂ رحمت خداوندی سے محرومی پر آپ جتنا افسوس اور غم کریں وہ کم ہے۔ مگر ہم وابستگان دامان عقیدت کو بھی اس سے جو صدمہ پہنچا ہے اس کا اظہار مشکل ہے۔ ''الحق'' کے ذریعہ ان کے ارشادات و افادات سے ہر ماہ متمتع ہونے کا موقعہ ملتا رہتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم ان کی مجلس ہی میں حاضر ہیں۔ افسوس کہ یہ صورت اب نہ رہی۔ حضرت محترم بزرگان دیوبند وگنگوہ کی یادگار اور ان کے علوم وافکار کے امین تھے۔ دار العلوم دیوبند کا فیض ان کے ذریعہ پاکستان اور افغانستان میں جاری تھا اور اس سے وہاں کے دینی وعلمی حلقے سرسبز وشاداب تھے۔

بہر حال وقت موعود تو سب کو آنا ہے خواہ دنیوی و دینی عظمت کے، کیسے ہی بڑے حامل ہوں۔ بارگاہ خداوندی میں حاضری سے کوئی مستثنیٰ نہیں۔ اذا جاء اجلهم لا يستقدمون ساعة ولا يستاخرون اللہ سے دعا ہے کہ حضرت محترم کو اپنے جوار رحمت ورأفت میں جگہ دے اور انکی علمی ودینی واسلامی خدمات کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں ان کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ صاحبان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور اس حادثہ پر اجر جزیل سے نوازے۔ دار العلوم کی مجلس شوریٰ نے اس حادثہ پر تجویز تعزیت منظور کی ہے۔ اسے مہتمم صاحب ارسال خدمت کریں گے۔

تجویز کے علاوہ مجلس نے حضرت کے لئے دعائے مغفرت بھی کی، مدرسین دار العلوم حقانیہ کو سلام عرض کردیں۔ الاخ الاعز الاکرام سلمکم اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت مخدوم ملت مجدد شریعت وطریقت مولانا الشیخ عبدالحق شیخ الحدیث وبانی دار العلوم حقانیہ اکوڑہ ضلع پشاور کے حادثہ وفات کی خبر کافی عرصہ ہوا ریڈیو اور دیگر ذرائع سے مل چکی تھی ایسا محسوس ہوا تھا کہ دل پر کوہ الم ٹوٹ پڑا۔

میں اس زمانہ میں بغرض شرکت مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند (مورخہ یکم ودوم صفر ۱۴۰۹ھ) باوجود علالت طبع کے دیوبند حاضر تھا۔ تجویز تعزیت میرے ہی قلم سے لکھی گئی وہی مجلس میں پیش ہو کر منظور ہوئی اور کافی دیر تک ارکان مجلس، حضرت مرحوم کے فضائل وخصائل اور کمالات علمی وعملی کا تذکرہ کرتے رہے سب نے ایسا محسوس کیا کہ گویا دار العلوم دیوبند اپنے ایک سرپرست سے محروم ہو گیا ہے۔ وہیں میں نے ذاتی طور پر ایک تعزیتی خط آپ کے نام لکھا تھا اور اسے حوالہ برید کرنے کی ہدایت کی تھی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خط آپ تک نہیں پہنچا۔

<u>مولانا محمد مالک کاندھلویؒ کی وفات کی خبر:</u> آج نومبر ۸۸ کا الحق ملا۔ اس میں حضرت کی وفات پر مختلف اصحاب کے اشک ہائے غم کے علاوہ ایک دوسرے محترم دوست اور پاکستان میں علماء دیوبند کے نمائندہ اور اکابر سہارنپور ودیوبند کے جانشین مولانا محمد مالک مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور کی وفات حسرت آیات کی خبر بھی نظر سے گذری تو حضرت کی یاد بھی تازہ ہو گئی (ان الشجی یبعث الشجی) مناسب سمجھا کہ دونوں کی تعزیت آپ ہی سے کروں۔

دونوں بزرگواروں سے قدیم روحانی وعلمی روابط کے باوجود، آخری ملاقات دار العلوم دیوبند ہی کے دو یادگار جلسوں میں ہوئی تھی اور اس نے تاریخ کے مٹے ہوئے نقوش کو اجاگر کر دیا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث سے شرف نیاز دیو بند کے عظیم صد سالہ جلسہ کے موقعہ پر حاصل ہوا حضرت جسمانی اعتبار سے ہڈیوں کا ایک ہار تھے مگر علم و فضل، لطف و کرم مودت و محبت وعظمت و جلالت کا کہکشاں۔ باوجود سخت نقاہت اور سفر کی تکان کے کھڑے ہو کر معانقہ فرمایا اور دیر تک دعائیں دیتے رہے۔ آپ سے بھی ان ہی کے ساتھ شرف ملاقات حاصل ہوا تھا۔

پھر بعد میں "الحق" کے ذریعہ روابط و تعلقات کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ دارالعلوم حقانیہ کے بعض اساتذہ کرام اور واردین وصادرین کی مجلسوں میں آپ جو ملفوظات ارشاد فرماتے رہے وہ علمی وروحانی جواہرات کی شکل میں ہر رسالہ کے ذریعہ دیدہ دل کو روشن کرتے رہے۔ حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ سے لے کر حضرت کشمیریؒ اور حضرت مدنیؒ تک کے علوم ومعارف کا ذخیرہ نئے آب وتاب کے ساتھ نگاہوں کے سامنے آتا رہتا تھا۔

حضرت رسول اکرم ﷺ کے ایک صحیح جانشین کی حیثیت سے نہ صرف مجلس کتاب وسنت ہی کے صدر نشین تھے بلکہ میدان جہاد کے بھی سالار کارواں تھے۔ مجاہدین سرحد کی آمد پر آپ کے جو ارشادات ہوتے وہ اس کا عملی ثبوت ہیں۔

دارالعلوم کی مجلس میں میں نے بعض اکابر مدرسین کو اس طرف متوجہ کیا کہ ہمارے ہاں بخاری وترمذی وغیرہ کے درسوں میں صوم صلوٰۃ کے اختلافی مسائل پر جو تقاریر کی جاتی ہیں ان کی بجائے ان احادیث کی ضروری تشریحات طلبہ کے سامنے پیش کی جانی چاہیے جو جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کے شبہات اور خلجان دور کریں اور مسلمانوں کو غیر مسلمانوں کے مقابلہ میں قوت وشوکت کے وسائل بہم پہنچائیں۔ اس سلسلہ میں بطور نظیر حضرتؒ ہی کے ارشادات عالیہ کا حوالہ دیا گیا۔ الحمدللہ اس رائے کو پسند کیا گیا۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس کا ثواب بھی حضرتؒ ہی کے نامۂ اعمال میں درج ہوگا۔

حضرت مولانا محمد مالکؒ سے نیاز دارالعلوم دیوبند کے "انسداد فتنۂ قادیانیت" کے جلسہ میں حاصل ہوا۔ حضرت مولانا ارشد صاحب کے ہاں ناشتہ پر دیر تک باتیں ہوتی رہیں اور ان خصوصی تعلقات کا ذکر آیا جو حضرت شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے دامن تلمذ سے وابستگی کی بنا پر خاکسار کو ان کی بارگاہ میں حاصل تھے۔ مرحوم نے مجھے اپنی تازہ ضخیم تصنیف "منازل العرفان" بھی محبت کے ساتھ عنایت کی۔

بہرحال دونوں بزرگوں سے یہ ملاقاتیں تاریخی دستاویزی کی طرح صفحات دماغ پر مرتسم رہیں گی۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ آپکو آپ کے عالی مقام باپ کا صحیح جانشین بنائے اور آپکی علمی وسیاسی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لیے مزید قوت وعزیمت عطا فرمائے۔ آمین



مولانا محمد زین العابدین[1] سوات

(۱)

۲۶/نومبر ۱۹۷۸ء (اعزازی ڈگری پر مبارکباد)

السلام علیکم! ریڈیو پر جناب شیخ الحدیث صاحب کو پشاور یونیورسٹی کی طرف سے اعزازی ڈگری ملنے کی خبر سن کر از حد خوشی ہوئی۔ شکر ہے کہ برسوں کے بعد ارباب اقتدار کو اس گنجینہ علم کی اطلاع ملی۔ اس موقعہ پر آپ کی وساطت سے انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ الحق کا تازہ شمارہ بذریعہ وی۔ پی اس وقت ملا۔ جب ہم آپ کے نام رعائتی چندہ مبلغ 15 روپے کی منی آرڈر کر چکے تھے۔ اس لئے وی۔ پی واپس کرنا پڑی۔ ادارہ کو ڈاک خرچ کا جتنا نقصان ہوا ہے انشاءاللہ ہم پورا کرینگے۔

[1] ضلع سوات کے ایک مخلص فاضل حقانیہ اور شیخ الحدیث کے نہایت گرویدہ تلمیذ

مولوی سلطان محمود اور خالد محمود کو سلام حضرت سے دُعا کی التجا برخوردارم معین الدین کے طرف سے سلام۔　محمد زین العابدین

(۲)

۱۹؍ستمبر ۱۹۸۱ء　(تمغہ ستارۂ امتیاز پر خوشی)

برادرم عزیزم مولانا سمیع الحق صاحب سلمہ۔السلام علیکم۔اللہ بخیر و عافیت رکھے۔جناب حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کو (ستارہ امتیاز) ملنے کا مژدہ الحق میں پڑھا۔بڑی خوشی ہوئی۔حضرت والا کو ڈائریکٹریٹ کی ڈگری دینے کے بعد یہ دوسرا موقع ہے کہ حکومت اُن کی علمی کاوشوں اور خدمات کو سمجھتے ہوئے اُن کو ایوارڈ دے رہی ہے اللھم زدفزد۔شکر ہے کہ فن کاروں کے اس (جدید) دور میں ایک قدامت پسند عالم دین کو یاد رکھا گیا۔میں اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ اور آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔اور دعا کرتا ہوں کہ خدائے قدوس جل جلالہ اس پرفتن دور میں حق کی شمع روشن رکھنے کے لئے حضرت کا سایہ ہم سب پر قائم رکھے اور اُن کی قائم کردہ مرکز رشد و ہدایت کو مزید ترقی اور مقبولیت عطا فرماوے۔ آمین　والسلام...... ازطرف محمد زین العابدین از شور سوات

☆☆☆

مولانا مفتی زین العابدین[1] لائل پور

(۱)

۱۶؍جون ۱۹۵۹ء　(قاری طیب صاحب کی تقریر انسانی فضیلت کا راز)

عزیز محترم صاحب حق صاحب سلمہ اللہ تعالی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔طالب عافیت بعافیت سنا ہے آپ نے محترم المقام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کی تقریر انسانی فضیلت کا راز طبع کرائی ہے مجھے اپنے مکتبہ کے لئے کافی نسخوں کی ضرورت ہے براہ کرم تحریر فرمادیں کہ اسکی عام قیمت کیا ہے اور اس پر تاجرانہ کمیشن کتنا دینگے۔امید ہے آپ بعافیت ہونگے۔قابل صد احترام والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں السلام علیکم عرض کردیں اور درخواست دعا۔　والسلام ......مفتی زین العابدین

(۲)

۳۰؍جون ۱۹۵۹ء　(کتاب کا انتظار)

برادر عزیز سلمہ اللہ تعالیٰ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ! کافی دن ہوئے آپکا خط ملا تھا جسمیں تحریر کیا گیا تھا کہ ایک کتاب ارسال ہے۔میں ابتک اسکی انتظار میں ہوں اسی لئے منگوانے میں دیر ہوئی۔براہ کرم ایک کتاب جلد بھیج دیں تا کہ یہ فیصلہ کرسکوں کہ کتنی منگوانی ہے والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں السلام علیکم عرض کردیں اور درخواست دعا۔امید ہے آپ بعافیت ہونگے۔　والسلام ......زین العابدین

---

[1] معروف داعی عالم مبلغ دار العلوم فیصل آباد کے بانی و تبلیغی جماعت کے سرکردہ اکابرین میں سے تھے دنیا بھر کے تبلیغی اسفار کئے، بڑی حکمت اور تدبر سے ملکی سیاسی گتھیوں کو سلجھانے کا سلیقہ بھی رکھتے تھے۔

زین نورانی[1] سٹیٹ منسٹر امور خارجہ

(تہنیت کے جواب میں (حاشیہ پر) معاہدہ جنیوا اور ضیاء الحق کی حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات)

25 April 1985,

My Dear Mulana Samiul Haq,

I am extremely grateful for your kind message of felicitations on my appointment as Minister of State for Foreign Affairs. I Was greatly moved by the warm and gracious sentiments expressed by you. It would be my most constant endeavour to strive in the best interests of our country. May Allah enable me to prove worthy of the trust placed in me. With warm regards,

Your sincerely,

(Zain Noorani)

---

[1] کراچی کے زین نورانی صاحب جونیجو مرحوم کی وزارت میں وزیر خارجہ کے منصب پر فائز رہے، وفاقی مجلس شوریٰ میں بھی معیت رہی، افغانستان کے سنگین بحرانوں اور لامتناہی خانہ جنگی کے منجدھار میں چھوڑ دینے کی امریکی اور مغربی پالیسیوں کے شاہکار معاہدہ جنیوا میں نورانی صاحب مرحوم جونیجو کے ساتھ پُرزور وکیل بنے۔ ہم نے پارلیمنٹ کے اِن کیمرہ اجلاس میں صدر ضیاء الحق کی موجودگی میں شدومد سے مخالفت کی اور مستقبل میں اس کی تباہ کاریوں پر توجہ دلائی۔ مرحوم ضیاء الحق بھی اپنے ہی قائم کردہ اس سیٹ اَپ کے جال میں پھنس گئے، مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ صدر پاکستان ضیاء الحق مرحوم اسی شام سی ایم ایچ راولپنڈی میں زیر علاج والد ماجد حضرت شیخ الحدیث مرحوم کی عیادت کے لئے گئے اور اس دوران اس صورتحال پر آبدیدہ ہوگئے۔ اور میرے مخالفانہ سٹینڈ لینے پر اپنی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مبارکباد دی۔ آج تک افغانستان میں آگ جل رہی ہے۔ اور افغانی خاک وخون میں تڑپ رہے ہیں، یہ اسی منحوس معاہدہ کے نتائج ہیں۔ تاریخ جونیجو مرحوم اور زین نورانی جیسے بے بصیرت لوگوں کو معاف نہیں کرے گی۔ یہی بات درحقیقت ضیاء الحق اور جونیجو کے درمیان دوری کی بنیاد بن کر جونیجو حکومت کے خاتمہ پر منتج ہوئی (س)

سید ساجد علی نقوی[1] قائد تحریک جعفریہ راولپنڈی

(۱)

۷؍مارچ ۲۰۰۳ء (سینیٹ کی رکنیت پر مبارکباد)

مکرمی جناب سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میرے لئے یہ امر انتہائی خوشی اور مسرت کا باعث بنا کہ آپ سینٹ آف پاکستان کے رکن منتخب ہوگئے ہیں۔ اس موقع پر نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہوئے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس پُرمسرت موقع پر دعاگو بھی ہوں اور پراُمید ہوں کہ آپ اس اہم ذمہ داری کو بطریق احسن ادا کریں گے اور ملک میں اسلامی اقدار کے فروغ اور عوام کے مسائل کے حل کے لئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے۔ آپ کی صحت وسلامتی کی دعا کے ساتھ

والسلام سید سکندر عباس گیلانی سیکرٹری اطلاعات اسلامی تحریک پاکستان (برائے علامہ ساجد علی نقوی)

(۲)

۱۹؍مارچ ۲۰۰۳ء (مولانا شہید احمد ایم این اے کرک کی وفات پر تعزیت)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ خبر انتہائی دکھ اور افسوس کا باعث بنی کہ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب صدر جناب مولانا شہید احمد اس دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ اس سانحہ پر دلی رنج کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ یقیناً ان کی وفات نا قابل تلافی نقصان کا سبب ہے لیکن مشیت ایزدی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہی تقاضائے بشریت ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ مرحمت فرمائے اور آپ سمیت تمام پسماندگان اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین! نیک تمناؤں کے ساتھ والسلام سید ساجد علی نقوی سربراہ اسلامی تحریک پاکستان

(۳)

۱۴؍اکتوبر ۲۰۰۲ء (مخصوص خواتین نشستوں میں نظر اندازی کا ذکر)

(کاپی برائے اطلاع بنام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب)

عالی جناب حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدر متحدہ مجلس عمل پاکستان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سب سے پہلے متحدہ مجلس عمل پاکستان کی حالیہ عام انتخابات میں شاندار کامیابی پر آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ یقیناً یہ کامیابی آپ کی اور قائدین کی دانشمندانہ رہنمائی اور ساتھیوں کی محنتوں کا ثمر ہے۔ قبل ازیں مورخہ ۲۵؍ستمبر ۲۰۰۲ء کے مکتوب میں ہم نے عرض کیا تھا کہ! (۱) پنجاب میں خواتین کی نشستوں کی جو فہرست متحدہ مجلس عمل پنجاب کی طرف سے الیکشن کمیشن کو بھجوائی گئی ہے وہ ہمارے اختلافی نوٹ کے باوجود کسی فارمولے کے بغیر تیار کی گئی۔ (۲) صوبہ سرحد میں خواتین کی مخصوص نشستوں کے حوالے سے بھی ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ ہماری امیدوار خاتون کو پہلے نمبر پر لایا جائے۔ اس حوالے سے دوبارہ تحریر ہے کہ الیکشن کمیشن کے رولز کے مطابق (پارٹی صدر کے دستخطوں سے) نئی فہرست دی جاسکتی ہے۔ بنابریں صوبہ پنجاب کی فہرست متفقہ فارمولے کے تحت تیار کی جائے جبکہ صوبہ سرحد میں ہماری امیدوار خاتون کو

---

[1] اہل تشیع کی تنظیم تحریک نفاذ فقہ جعفریہ (بعد میں تحریک جعفریہ اور پھر اسلامی تحریک) کے معروف رہنما، ملی یکجہتی کونسل کی تشکیل میں ان سے اساسی مشاورت رہی اور بعد میں بھرپور ساتھ دیا پھر متحدہ مجلس عمل میں بنیادی تاسیسی رکن رہے فرقہ واریت کی آگ بجھانے میں ان کی معاونت سے بڑا فائدہ ہوا۔ مگر مقاصد واھداف ایم ایم اے کے نام پر مفاداتی سیاست کے بھینٹ چڑھا دیئے گئے تو ان کی مصلحت پسندانہ پالیسی نے ایم ایم اے کو راہ راست پر رکھنے اور انہیں مؤثر کردار ادا کرنے سے روکے رکھا۔

پہلے نمبر پر لایا جائے۔قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی کی خواتین امیدواروں کی فہرستیں دوبارہ ارسال خدمت ہیں۔ملت اسلامیہ کی سلامتی واتحاد کی دعا کے ساتھ　والسلام:سید ساجد علی نقوی (سربراہ اسلامی تحریک پاکستان)

کاپی برائے اطلاع: ☆ جناب قاضی حسین احمد صاحب　☆ جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب　☆ جناب لیاقت بلوچ صاحب

(۴)

(اہلیہ کی وفات پر تعزیت)

۲۸ جنوری ۲۰۰۲ء

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپکی اہلیہ محترمہ کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دلی تعزیت وتسلیت پیش کرتا ہوں۔بلاشبہ یہ سانحہ ناقابل تلافی نقصان کا سبب ہے لیکن رضائے خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا لازم وناگزیر ہے۔قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی نے بھی جیل سے اپنے تعزیتی پیغام میں افسوس وہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے مرحومہ کے لئے خصوصی طور پر دعا فرمائی ہے۔میری دعا ہے کہ خداوند کریم مرحومہ کو جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ سمیت دیگر تمام سوگواروں کو صبر وحوصلہ عطا فرمائے۔

آپ کی صحت وسلامتی کے لئے دعا گو ہوں۔　والسلام: سکندر عباس گیلانی پرسنل سیکریٹری ٹو علامہ سید ساجد علی نقوی

☆☆☆

پروفیسر علامہ ساجد میر[1]

(امریکی جارحیت دفاع افغانستان کونسل سے ''اہل حدیث مجلس عمل'' کا تعاون)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ملک کی تمام دینی جماعتوں کے نزدیک افغانستان کے خلاف امریکہ کی وحشیانہ جارحیت اور اس کے متعلق مسلمان حکومتوں بالخصوص حکومتِ پاکستان کا مؤقف انتہائی تکلیف دہ اور قابل مذمت ہے اور تقریباً تمام دینی جماعتیں اس جارحیت کی مخالفت ومذمت،حکومتی پالیسی کے مکمل استرداد اور مظلوم افغان عوام کی امداد پر متفق اور اس کے لئے سرگرم عمل ہیں۔یہ بھی آپ کے علم میں ہوگا کہ اس پس منظر میں مسلک اہل حدیث کی حامل مختلف دینی،سیاسی اور جہادی تنظیموں نے امریکہ کی پرزور مذمت،افغان بھائیوں سے اظہار یکجہتی،مہاجرین ومتاثرین کی امداد اور حکومت کی قابل نفرت پالیسی کے خلاف جدوجہد کے مقاصد کو سامنے رکھ کر "اہل حدیث مجلسِ عمل" تشکیل دی ہے۔جس کے کنوینر چیئرمین پروفیسر ساجد میر امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان منتخب ہوئے ہیں،جبکہ مجلس عمل کا مرکزی دفتر بھی مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے دفتر واقع ۱۰۶۔راوی روڈ کو قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ دفاعِ افغانستان وپاکستان کونسل یا مختلف دینی جماعتوں کی طرف سے ہونے والے ملک گیر یا لاہور کی سطح پر ہونے والے جلسوں،جلوسوں اور ریلیوں نیز اس ضمن میں ہونے والی میٹنگوں اور پریس کانفرنس وغیرہ کی اطلاع مجلسِ عمل کے مرکزی دفتر کو دی جائے۔اور اس سلسلہ میں اگر دینی جماعتوں کے قائدین اور احباب اہل حدیث مجلس عمل کے چیئرمین سے براہ راست رابطہ کرنا چاہیں تو موبائل فون: 0300-8416696 یا 0300-7355151 پر کریں اللہ ہم سب کو مل جل کر ان مشکل حالات کا مقابلہ کرنے اور دفاعِ اسلام وپاکستان کی توفیق عطا فرمائے۔آمین　والسلام رحمت اللہ عفی عنہ ناظم دفتر (برائے علامہ ساجد میر)

---

[1] پروفیسر ساجد میر صاحب امیر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث پاکستان،قومی وملی کاموں،ملی یکجہتی کونسل دفاع افغانستان کونسل وغیرہ میں برابر کے شریک کار رہے۔سینٹ میں بھی طویل رفاقت اور مشاورت حاصل رہی　مگر کونسل کے ملبہ پر بنائے جانے والی ایم ایم اے (متحدہ مجلس عمل) کے توڑ پھوڑ اور اسے ہائی جیک کرنے والے لوگوں سے بچانے میں مثبت اور غیر جانبدارانہ کردار ادا نہ کر سکے جس کی ان سے بڑی توقع تھی۔ان کیلئے مسلم لیگ (ن) کا حصہ بننا اور ایک الگ دینی جماعت کو سنبھالے رکھنا بھی دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے والی بات بنی رہی اسی وجہ سے وہ اہل حدیث کے کئی اہم گروپس کو اپنے قریب نہ لا سکے۔

مولانا محمد سالم قاسمی[1] مہتمم دارالعلوم دیوبند (وقف) انڈیا

(۱)

(مجلس معارف القرآن اور اکابر دیوبند کے تصانیف)

۱۷ ارمارچ ۱۹۶۶ء

محترم ومکرم زیدمجدکم السامی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ مزاج گرامی مع الخیر ہوگا۔باعث تحریر یہ ہے کہ "دارالعلوم دیوبند" کا مرکزی تصنیفی ادارہ "مجلس معارف القرآن" آں محترم کے افادات علمیہ کی اشاعت کیلئے پرشوق ہے۔"صدر مجلس معارف القرآن" حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبنداور دیگراراکین مجلس کے "ترجمان آرزو" کی حیثیت سے یہ عریضہ حاضر خدمت ہورہا ہے۔

تصنیفی راہ سے "دینی خدمت" کو "جماعت دارالعلوم دیوبند" نے اپنی تاریخ کے ہر دور میں درسی تعلیم دین کے ساتھ مستقل مقصد قرار دیکرانجام دیا ہےاور یہ ایک حقیقت واقعہ ہے کہ گزشتہ ایک صدی میں "تصانیف اکابر" نے مشرق اور مغرب میں ہزاروں میل کے فاصلے طے کر کے جہاں لاکھوں دلوں میں "نورایمان" کی حفاظت کی ہے وہیں ہزاروں دلوں میں شمع ایمان روشن بھی کی ہے۔"مجلس معارف القرآن" اکابر کے اسی متوارث طریق خدمت کی باضابطہ اداری صورت ہےاوراس ادارے نے "دارالعلوم دیوبند" کے اس فیضان علمی کوزیادہ سے زیادہ عام اور عالمگیر بنانے کیلئے "بین الاقوامی زبانوں یعنی عربی" اور "انگریزی" میں تراجم مصنفات کی ضرورت واہمیت کوتسلیم کر کے اپنے دائرۂ کارکووسعت دی ہے۔چنانچہ صدر مجلس کی گرانقدر تصنیف "دینی دعوت کے قرآنی اصول" عنقریب اردو،عربی اورانگریزی زبان میں اشاعت پذیر ہورہی ہے۔جوانشاءاللہ نذرخدمت سامی ہوگی۔مادرعلمی "دارالعلوم دیوبند" کا یہ اشاعتی وتصنیفی ادارہ یعنی "مجلس معارف القرآن" آں محترم کے کلمات علم وتحقیق کیلئے اپنی جانب سے "عنوان وموضوع" کے تعین کے بغیر صرف اسکا درخواست گزار ہے کہ قریب ترین فرصت میں مجلس کواپنے رشحات علم وتحقیق کی اشاعت کا موقعہ مرحمت فرما کرممنون کرم فرمایا جائے۔

مجلس کے پاس موضوع کی اہمیت وعمومیت کے پیش نظر اردو تصانیف کے عربی وانگریزی زبانوں میں ترجمہ کرانے کا بھی انتظام الحمدللہ فراہم ہے۔ایسے عنوان کا انتخاب بھی موزوں ہوسکتا ہے کہ جس سے اس دور کا "تمدن زدہ" طبقات میں "اسلامی روحانیت ومعنویت" کی اہمیت وضرورت اور اسلامی نقطۂ نظر سے "مادیت مدنیت" کے حقیقی مؤقف کا تقابلی شعور پیدا ہو سکے۔

محترم کا علمی عطیہ مجلس کیلئے انشاءاللہ باعث اجراور طالبان حق کیلئے ذریعہ ہدایت بنے گا۔"مجلس" اِس نوازش علمی پر آں محترم کے صرف ہونیوالے قیمتی لمحات کے مختلف النوع حقوق کی انشاءاللہ ادائیگی کیلئے مستعد رہے گی۔اس علمی سرمایۂ گرانمایہ کیلئے اراکین مجلس اوراحقر ہمہ وقت چشم براہ ہیں۔نیز عرض ہے کہ اگر کسی افادی موضوع پر کوئی علمی تحقیق مکمل تصنیفی صورت میں موجودہ ہوتو ازراہ کرم مجلس کواس سے مطلع فرما کرممنون فرمایا جائے۔

والسلام: (مولانا) محمد سالم قاسمی معتمد عمومی۔مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند

---

[1] مولانا محمد سالم حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی کے فرزند اکبراور خلف الصدق جانشین،الولدسر لابیہ کے بناء پر صورت وسیرت،علم ودانش،حکمت وبصیرت میں اپنے والد کے پرتو،بدقسمتی سے دارالعلوم کے اختلافات کے بعد دوسرے دارالعلوم وقف دیوبند کی ادارت سنبھالی۔

(۲)

۱۱/جولائی ۱۹۶۷ء	(مجلس معارف القرآن دیوبند کے چار اہم مطبوعات)

حضرت المحترم زادکم اللہ مجداً و کرامۃً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آں محترم کی خدمت میں عریضہ ہٰذا کے ساتھ ہی رجسٹرڈ پیکٹ کے ذریعہ " مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند" کی درج ذیل چار مطبوعات مجلّہ موقرہ "الحق" میں اظہار رائے گرامی کیلئے ارسال خدمت کی جارہی ہیں۔ اسماء کتب مجلس یہ ہیں:۔

۱۔ " تفسیر المعوذتین" (عربی) حضرت اقدس مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے معوذتین کے تفسیری نکات پر مشتمل دو فارسی مکاتیب کی تعریب۔

۲۔ "حجۃ الاسلام مکمل معہ تشریح وتسہیل" (حضرت اقدس نانوتویؒ کی مشہور زمانہ تصنیف "حجۃ الاسلام" کہ جو اپنے تتمہ کے بغیر اب تک طبع ہوتی رہی ہے۔ اور تتمہ صرف ایک بار شائع ہو کر نایاب ہو گیا تھا۔ الحمدللہ کہ " مجلس" سے پہلی بار یہ موقر کتاب تتمہ سمیت مکمل ومشرح طبع ہوئی ہے۔

۳۔ "دینی دعوت کے قرآنی اصول" حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ کی یہ گرانقدر تالیف مکمل صورت میں پہلی بار " مجلس" سے شائع ہوئی ہے اور فی زمانہ اس کتاب کی اہمیت وضرورت ارباب علم وعمل پر مخفی نہیں ہے۔ آج سے کافی عرصہ قبل ہی بصورت مقالہ آج کے مقابلہ میں نامکمل شائع ہوا تھا جس پر اس وقت بعض اہل نظر نے اس رائے کا اظہار فرمایا تھا کہ یہ دور حاضر میں دعوت دین کے باب میں اہم ترین رہنمائی ہے جسے مختلف زبانوں میں شائع ہونا چاہیے۔ الحمدللہ کہ مجلس سے اس کتاب کا مکمل ترجمہ "عربی" اور "انگریزی" میں ہو چکا ہے۔ جو جلد ہی منظر عام پر انشاء اللہ آجائیگا۔

۴۔ چوتھی کتاب " قرآن محکم" ہے مصنف محترم نے اس وجیز کتاب میں قرآن کریم کی کسی آیت کے منسوخ نہ ہونیکے اہم اور نازک مسئلہ پر قلم اُٹھایا ہے۔ تحریر کی گیرائی اور گہرائی کا آں محترم مطالعہ سے اندازہ فرما کر بہتر رائے قائم فرما سکیں گے۔

انہی کتب کے ہمراہ "مراحل عمل" کے عنوان سے ایک مطبوعہ پمفلٹ جو " مجلس" کے اجمالی تعارف پر مشتمل ہے ارسال خدمت ہے۔ مرسلہ مطبوعات پر مجلّہ موقرہ "الحق" کی قریبی اشاعت میں اظہار رائے گرامی فرما کر ممنون کرم فرمایا جائے۔ " مجلس" کی بعض دیگر مطبوعات بھی پریس تک پہنچ چکی ہیں جو انشاء اللہ مستقبل قریب میں بعد تکمیل ارسال خدمت سامی ہونگی۔ " مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند" اپنی تحریری دعوت دین اور اشاعت علوم کی عظیم خدمت میں آں محترم کے مجلّہ موقرہ "الحق" سے بہ تسلسل استفادہ کی آرزومند ہے۔ امید ہے کہ اعزازی اجراء سے مفتخر فرمایا جائیگا۔

امید ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے اس رفاہی اشاعتی ادارے کو بسلسلۂ تبصرہ دو دو نسخوں کی ترسیل کے ضابطہ سے مستثنیٰ قرار دیکر موقعہ تشکر مرحمت فرمایا جائیگا۔	والسلام: مولانا محمد سالم قاسمی

(۳)

۲۰/اگست ۱۹۶۷ء	(مطبوعات پر الحق میں تبصرہ)

مکرمی ومحترمی زادت الطافکم

بعد تحیہ مسنونہ۔ مرسلہ کتب کی رسید اور گرامی نامہ موصول ہوا۔ مجلس کی خدمات پر ہمت افزائی اور مرسلہ کتب کے بارے میں آپ کے

گراں قدر تاثرات پر بصمیم قلب شکر گزار ہوں۔ درحقیقت مجلس کی خدمات دارالعلوم دیوبند کا فیضان علمی اور اکابر دیوبند کی پر خلوص زندگیوں کا ثمرہ ہیں۔ جن کی قدر افزائی متعین دارالعلوم سے بجا طور پر متوقع ہے۔ حسب تحریر گرامی مطبوعات مجلس کے حصول کیلئے پاکستانی پتہ مع ضروری نوٹ مرسل خدمت ہے۔ تبصرہ کے ہمراہ اسکی بھی اشاعت فرما کر ممنون فرمایا جائے۔

امید ہے کہ قریبی وقت میں تبصرہ باصرہ نواز ہوگا۔ مجلس مجلّہ موقرہ "الحق" کیلئے چشم براہ ہے۔ والسلام احقر محمد سالم قاسمی

(۴)

(الحق میں تبصرہ کا ہمہ تن شوق ہمہ تن انتظار صبر آزما گھڑیاں ○ قاری طیب کے کلمات ثمینہ بھیجنے کا ذکر)

۴ر ستمبر ۱۹۶۷ء

محترم ومکرم زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کرم نامہ نے مشرف فرمایا۔ مطبوعات پر "الحق" میں تبصرہ کی اطلاع بعض احباب سے چندروز قبل ملی تھی۔ لیکن رسالہ نہ آج تک پہنچا اور نہ تبصرہ نظر نواز ہوسکا۔ ہمہ تن شوق اور ہمہ تن انتظار لئے یہ گھڑیاں کتنی صبر آزما ہوسکتی ہیں۔ اس کا آپ اندازہ فرماسکتے ہیں۔ براہ کرم مجلّہ مؤقرہ جلد از جلد ارسال کرکے ممنون فرمادیں۔ آئندہ اشاعت میں پاکستانی ترسیل زر کا پتہ ضرور شائع فرمادیا جائے۔ حضرت[1] مدظلہ کے کلمات ثمینہ ارسال کرنے کی کوشش کروں گا۔ حضرت الاستاذ مدظلہ[2] کی خدمت میں سلام نیاز پہونچادیجئے۔ والسلام: احقر محمد سالم قاسمی

(۵)

(اکیڈمی قرآن عظیم کی ۲ نئی کتابیں)

۶ر فروری ۱۹۶۹ء

مکرمی ومحترمی! سلام مسنون نیاز مقرون! امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ مجلس معارف القرآن (اکیڈمی قرآن عظیم) دارالعلوم دیوبند کی ۲ نئی اور مؤخر کتابیں اہم دینی اور علمی موضوعات پر ارسال خدمت گرامی ہیں۔ قبل ازیں مجلس کی مطبوعات پر جناب کے یہاں وقیع انداز میں تبصرہ آچکا ہے۔ جسکے لئے مجلس شکر گزار ہے۔

امید ہے کہ مرسلہ کتب پر قریبی اشاعت میں تبصرہ عالیہ نظر نواز ہوگا۔ ازراہ کرم جس اشاعت میں تبصرہ فرمایا جائے۔ اسکی ایک کاپی مجلس کو ضرور ارسال فرمادی جائے۔ والسلام محمد سالم قاسمی

(۶)

(الحق ○ حق بحقدار رسید ○ ملاقات کی ساعت سعید کی موہوم آرزو)

۱۹ر دسمبر ۱۹۷۴ء

عید مبارک محترم ومکرم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدۂ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ "الحق" موصول ہوا۔ طویل مدت کے بعد "حق بحقدار رسید" کیلئے آں محترم کے حق شناسی کے اہتمام خصوصی پر اہل حق مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ حق تشکر ادا کرتے ہیں۔ اور متوقع ہیں کہ مشیت ربانی وہ ساعت سعید بھی جلد لائے کہ جس میں

عسی الدھر یدنینا ویدنی دیارکم ویجمع مابینی و بینکم الشملا

موہوم آرزو بھی تشنہ تکمیل نہ رہے۔ متنبی کذاب[3] کے بارے میں "الحق" نے علم اجمالی کو تفصیل عطا کی۔ مجلس کی مطبوعات جلد ہی

---

[1] حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ مراد ہیں جن کے کسی مضمون کا انتظار تھا۔
[2] شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ جو مکتوب نگار کے اساتذہ میں سے ہیں (مرتب)
[3] مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ماعلیہ

انشاءاللہ نذر الحق کیجائیگی۔ محمد سالم قاسمی معتمد مجلس معارف القرآن دیوبند

حضرت المخدوم مولانا عبدالحق صاحب دامت معالیہ کی خدمت میں قصد نیاز سلام مسنون کے بعد استدعا پیش فرمادیں۔دیگر رفقاء کرام اور اساتذۂ عظام کی خدمت میں ہدیہ سلام عرض ہے۔

حضرت قبلہ مدظلہ ۱۴ دسمبر ۷۴ء کو بذریعہ ہوائی جہاز حج کیلئے تشریف لے گئے ہیں۔وسط جنوری تک واپسی متوقع ہے۔

والسلام: احقر محمد سالم قاسمی

(۷)

۶/ اکتوبر ۱۹۷۶ء (مولانا مفتی محمد شفیع کی وفات دیوبند میں تعزیت

O جامعہ دینیات O عربی مجلّہ الداعی O)

برادر والاشان مولانا سمیع الحق صاحب زیدت مکارمکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آج سہارنپور سے محترم حاجی محمود صاحب (پنڈی والے) کے مکتوب کے ساتھ نامۂ کرم موصول ہوا۔اور اس نصف ملاقات نے کُل ملاقات کی یادوں کو زندہ کردیا۔خدا کرے ایسے سعید لمحات پھر میسر آئیں میرے لئے آں محترم کو حسب تحریر دارالعلوم دکھانا باعث صد مسرت ہوتا۔لیکن حاجی صاحب بعد عید آنیوالوں کے ہمراہ تشریف نہ لا سکے۔جبکہ مختصر وقفہ کیلئے ملاقات وزیارت دارلعلوم کیلئے آنیوالے بجرأت رندانہ آبھی گئے اور چلے بھی گئے،پھر مزید تأسف اس کا رہا کہ ۳ رشوال کو احقر حضرت والد صاحب مدظلہ کے ہمراہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور احباب سہارنپور سے ملنے کیلئے سہارنپور پہنچے۔اور کافی دیر شیخ سے ملاقات رہی۔اس دوران میں کافی شناسا اور ناشناسا احباب وبزرگوں سے ملنا ہوا۔لیکن حاجی صاحب نہ معلوم کیوں اس وقت نہ مل سکے۔بہر حال آں محترم کے حسب تحریر میں نے موصوف کو ۱۰ اکتوبر کو سہارنپور حاضر ہو کر ملاقات کی اطلاع دی ہے۔آپ کا مکتوب اس وقت ملا جبکہ آج صبح ریڈیو سے حضرت المخدوم مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی وفات حسرت آیات کی المناک اطلاع پر دارالعلوم دیوبند میں ختم کے بعد حضرت والد صاحب مدظلہ نے حسرت واندوہ میں ڈوبی ہوئی تقریر فرمانے کے بعد دعاء مغفرت کرائی۔جسمیں تمام حضرات اساتذہ اور طلبہ شریک تھے،اور حضرت مدظلہ نے دارالعلوم میں دو یوم یعنی ۱۱ر اور ۱۲ رشوال کی تعطیلات کا اس حادثہ فاجعہ پر اعلان فرمایا۔اور اپیل فرمائی کہ تعطیلات میں سب حضرات زیادہ سے زیادہ حضرت مفتی صاحبؒ کو ایصال ثواب فرمائیں۔کل دارالعلوم میں جلسۂ تعزیت ہوگا۔اور حضرت مفتی صاحب کی نمونۂ سلف شخصیت کی علمی اور عرفانی خدمات سے نئی نسل کو واقف بنا کر دعاء مغفرت ہوگی۔برد اللہ مضجعہ۔

آپ سے سال گذشتہ ملاقات ہنگامی رہی۔اور میں باوجود ارادے جامعہ دینیات کا آپ سے تعارف نہ کرا سکا۔جو راقم الحروف کی اس تمنا کی تکمیل ہے۔جس کا داعیہ اور پروگرام احقر کے ذہن میں ۱۹۶۰ء سے تھا۔لیکن احقر اس کی تاسیس ۱۹۶۶ء میں کرسکا۔تفصیلی تعارف تو انشاءاللہ بوقت ملاقات کراسکونگا۔البتہ اجمالی تعارف پر مشتمل ایک پمفلٹ ارسال خدمت کررہا ہوں۔

<u>الداعی عربی رسالہ:</u> نیز دارالعلوم سے جاری ہونیوالا عربی پندرہ روزہ اخبار "الداعی" بھی ارسال کررہا ہوں دفتر الداعی کو احقر نے آپ کا اور چند مرکزی مدارس کے ذمہ دار حضرات کے پتے دے دیئے ہیں۔لیکن ڈاک سے پہنچ جانا قیامت ضرور ہے۔لیکن قیامت کی طرح متعین نہیں ہے۔

<u>الحق جاء الحق کی روح افزا مسرت:</u> زھق الباطل کے مغتنم لمحات میں "جاء الحق" کی روح نواز مسرت ضرور مل جاتی ہے۔ورنہ نہیں۔البتہ شکروسپاس بصورت دعاء ہر ماہ ارسال خدمت ہوتا ہے۔حضرت قبلہ محترم مدظلہ،حضرت الاستاذ المکرم مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور آپکو اور تمام اساتذہ کرام کی خدمات میں سلام مسنون فرماتے ہیں۔احقر کی جانب سے حضرت الاستاذ دامت

برکاتہم کی خدمت میں سلام نیاز مندانہ پیش فرما کر استدعاء دعاء فرما کر ممنون فرمائیں جلسہ صد سالہ دارالعلوم دیوبند کے بارے میں جو پیش رفت ہو رہی ہے، وہ تحریری صورت میں آجائے۔تو انشاء اللہ ارسال خدمت گرامی ضرور ہوگی۔ پتہ دفتر میں احقر نے نوٹ کرادیا ہے۔

والسلام: مستدعی دعا احقر محمد سالم قاسمی

(۸)

(الحق کا خصوصی شمارہ O اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام O وقت کی ملت نواز اور حیات آفرین اہم ترین ضرورت کی تکمیل)

دسمبر ۱۹۹۹ء

حضرۃ المحترم المکرم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔کرم نامہ نے مشرف فرمایا دعوت مقالہ باعث عزت ہوئی۔اور تعمیل امر گرامی موجب سعادت ہوگی۔مجلہ موقرہ "الحق" کا اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام کے موضوع پر خصوصی نمبر وقت کی ایک ملت نواز اور حیات آفریں، اہم ترین ضرورت کی تکمیل ہوگی۔ یہ موضوع اپنی اہمیت وعمومیت کے اعتبار سے جس قدر زباں زد ہے۔خدا کرے کہ آپ جیسے حضرات کی مساعی جمیلہ سے اسی کے "شایان شان" ملت اسلامیہ میں اسکی تیاری کا احساس بیدار ہو۔دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت آں محترم کی مساعی جمیلہ کو مشکور فرمائے۔

مجھے گرامی نامہ " آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ" کی ورکنگ کمیٹی اور عظیم الشان اجلاس عام ممبئی اور حیدرآباد اور دیگر مقامات کے اجتماعات میں شرکت کے بعد، دیوبند واپسی پر ۴ نومبر کو ملا جس میں اختتام نومبر تک مقالہ روانہ کرنیکی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ جبکہ آج ہی طے شدہ پروگرام کے مطابق احقر رانچی (بہار) کے سفر پر روانہ ہو رہا ہے۔اور وہاں سے واپسی کے فوراً بعد دیوبند آکے بغیر رکے دہلی سے دبئی وغیرہ کا سفر درپیش ہے۔یعنی طے شدہ پروگراموں کے مطابق احقر کی واپسی ۲۸ نومبر کو دیوبند ہوگی۔وقت کی اس غیر معمولی قلت ومصروفیات کے باوجود تعمیل امر گرامی کی سعی کرونگا۔ والسلام: سالم قاسمی

☆☆☆

سجاد شیرانی۔ ہفت روزہ ختم نبوت، سیالکوٹ

(نعیم آسی جذبۂ عشق رسول سے سرشار)

۱۹ جولائی ۱۹۹۷ء

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب سینیٹر اکوڑہ خٹک۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔وہ واقعی جذبہ عشق رسول میں مغلوب الحال تھے۔ان کے ہر لفظ ہر ادا سے عشق محمد ﷺ کا اظہار ہوتا تھا۔وہ شاید پیدا ہی اسی لئے ہوئے تھے۔مگر افسوس وہ اپنا مشن پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔یہ قرض ہمیں سونپا گیا ہے۔آپ بھی دعا کریں اور ہم بھی کوشش کرتے رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے ہمت واستقامت دے کہ ہم ملک صاحب کے مشن کو مکمل کرسکیں۔آمین۔ہم آپ کے بے حد مشکور ہیں کہ آپ نے ہماری دل جوئی کی آئندہ بھی یاد فرماتے رہیں۔

شکریہ فقط والسلام احقر سجاد شیرانی سیالکوٹ ہفت روزہ ختم نبوت

سراج نظامی ۔ نائب مدیر سیارہ ڈائجسٹ لاہور

۱۳/۱۱/اپریل ۱۹۶۷ء (نائیجریا عیسائیت کے نرغے میں)

مکرمی سلام مسنون ۔ ماہنامہ الحق کا شمارہ اپریل ۱۹۶۷ موصول ہوا۔ شکریہ صفحہ ۴۲ پر ایک مضمون بعنوان "ایک مسلم ریاست عیسائیت کے نرغے میں " نائیجریا کے مسلمان عیسائی ہو جائیں گے۔ کے عنوان کے تحت چھپا تھا جس کے آخر میں عبدالحق صاحب تمنا نے پاکستانی مسلمانوں سے انگریزی تبلیغی کتب بھیجنے کی اپیل کی تھی۔ اور ہمارے ادارے نے اعلان کیا تھا کہ تمام کتابیں ہمیں بھیجی جائیں ہم اپنے خرچ پر انہیں نائیجریا بھیج دیں گے چنانچہ اب تک لاتعداد کتب دردمند حضرات کی طرف سے موصول ہو چکی ہیں اور نائیجریا بھیجی گئی ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ آپ نے مضمون شائع کیا لیکن عنوان بدل کر اور سیارہ ڈائجسٹ کا حوالہ تک نہیں دیا۔ جواب کا طالب سراج نظامی نائب مدیر

☆☆☆

مولانا سراج الحق امیر جماعت اسلامی پشاور

المرکز الاسلامی پشاور

۱۸/مئی ۲۰۰۸ء (والد کے انتقال پر تعزیت کا شکریہ)

محترمی و مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ ۹/مئی ۲۰۰۸ء بروز جمعہ میرے والد محترم انتقال کر گئے تھے۔ آپ نے جس محبت، اخلاص، اور بھائی سمجھ کر میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ میرے والد مرحوم کے مغفرت کے لیے دعائیں کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہترین اجر دے۔ میرے بھائی، میرے رشتہ دار اور میں خود آپ اور آپ کے بزرگوں کی عزت میں اضافہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں۔ والسلام :سراج الحق

☆☆☆

میاں سرتاج عزیز سابق وفاقی وزیر خزانہ پاکستان

یکم اگست ۱۹۹۶ء (ایکشن کمیٹی کے سفارشات)

جناب سمیع الحق صاحب، السلام علیکم! جیسا کہ آپ کو علم ہے ۲۴ جولائی ۹۶ء کو اپوزیشن جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس اسلام آباد میں ہوا۔ جس میں ایک مشترکہ اعلامیہ منظور کیا گیا اور ایک ۱۴ رکنی ایکشن کمیٹی ترتیب دی گئی تاکہ مشترکہ لائحہ عمل کیلئے تجاویز پیش کریں۔ اس کمیٹی نے ۲۵ اور ۲۶ جولائی کو اپنی سفارشات مرتب کیں اور اپنی رپورٹ کو حتمی شکل دی۔ اس رپورٹ پر غور کرنے کیلئے اپوزیشن جماعتوں کے سربراہوں کا آئندہ اجلاس بروز منگل ۶/اگست شام ساڑھے پانچ بجے آواری ہوٹل لاہور میں منعقد ہوگا۔ میاں نواز شریف کی طرف سے گزارش ہے کہ آپ اس اجلاس میں ضرور شرکت فرمائیں۔ والسلام: نیازمند سرتاج عزیز کاکاخیل اسلام آباد

جناب سردار خان نیازی[1] ایڈیٹر پاکستان اسلام آباد

۱۲/اکتوبر ۲۰۰۲ء (مبارکباد اور اخبار کے تعاون کی پیشکش)

My Dear Maulana Samiul Haq Sahib

Kindly accept my heartiest felicitations on the success of your son in the general election 2002 as Member National Assembly. We have always provided full coverage to you and your party. I pray to Almighty Allah to grant you strength, wisdom and courage to serve the nation in accordance with Islamic Teachings and Shariat.

With best wishes and regards,

Yours Sincerely, (Sardar Khan Niazi)

☆☆☆

سردار سکندر حیات خان[2]
صدر آزاد جموں کشمیر

(۱)

۲۳/جنوری ۱۹۹۰ء (مقبوضہ کشمیر کی تحریک مزاحمت کی انقلاب انگیز کروٹ)

مکرمی رسمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مقبوضہ کشمیر میں تحریک مزاحمت نے جو انقلاب انگیز کروٹ لی ہے۔اس کی خبریں آپ اخبارات میں ملاحظہ کررہے ہیں۔ یہ تحریک مسلح شکل اختیار کرچکی ہے۔اور ہماری اطلاعات کے مطابق وادیٔ کشمیر کی پوری آبادی، بچے، جوان، بوڑھے اور عورتیں اس میں عملاً شریک ہیں۔تحریک کا یہ مجاہدانہ انداز اچانک پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ مسلسل بیالیس سال کے انتظار کے بعد عوام کے ذہنوں میں یہ احساس انقلاب کی صورت میں رُونما ہوا ہے کہ بھارت کے تسلط میں کشمیر کا نہ تشخص محفوظ ہے، نہ معاشی مستقبل اور نہ ہی دینی اقدار۔اس تحریک میں حریت پسندوں نے اسلام اور پاکستان سے اپنی بھرپور وابستگی کا اظہار کیا ہے مسئلہ کشمیر پر پاکستان نے بین الاقوامی سطح پر جو ذمہ داریاں قبول کی ہیں ان میں کشمیریوں کے لئے حق خودارادیت حاصل کرنا شامل ہے۔ پاکستان کا اپنے دفاعی ومعاشی مفادات کے تقاضوں سے بڑھ کر اخلاقی اور سیاسی اعتبار سے فرض بنتا ہے کہ اس آزمائش کے وقت پہلے کی طرح کشمیریوں کی کُھل کر حمایت کرے جس سے ایک تو کشمیر میں بھارتی تسلّط سے نبرد آزما حریت پسندوں کے حوصلے بلند ہوں گے۔ دوسری طرف عالمی رائے عامہ اِن کی تحریک کی طرف متوجہ ہوگی۔اگر خدانخواستہ کشمیری حریت پسندوں نے اپنے آپ کو تنہا پاکر حوصلے چھوڑ دیئے تو پھر وہ کبھی سر نہیں اُٹھا سکیں گے اور بھارت کشمیری مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف بھی اپنے معاندانہ عزائم میں کھیل کھیلے گا۔حالات کا

---

[1] اسلام آباد کے بااثر شخصیت ۲۰۰۲ء کے الیکشن جیتنے پر مبارکباد اور اخبار پاکستان کی طرف سے مکمل تعاون کی پیشکش

[2] مشہور کشمیری رہنما جو آزاد کشمیر کے وزیر اعظم اور صدر کے عہدوں پر بھی فائز رہے۔

تقاضا ہے کہ پاکستان اور آزاد کشمیر کے اس اہم ترین مسئلہ میں قومی موقف اختیار کرکے اس تحریک کی بھرپور حمایت کریں۔ ریاست جموں وکشمیر کی نمائندہ اور منتخب حکومت کے سربراہ کی حیثیت سے میرا یہ فرض بنتا ہے کہ موجودہ حقائق اور واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے قومی زعماء کو تکلیف دوں کہ وہ ایک مقام پر اکٹھے ہو کر اس قومی مسئلہ پر ایک متحدہ اور قومی موقف اختیار کریں۔ لہٰذا میری درخواست ہے کہ ۱۱ رفروری کو پاکستان اور آزاد کشمیر کی تمام سیاسی، دینی اور مذہبی جماعتوں کے راہنما راولپنڈی/اسلام آباد میں مل بیٹھیں، اور اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر غور کریں اور ایک متفقہ لائحہ عمل طے کرکے مقبوضہ کشمیر کی تحریک آزادی کی بھرپور حمایت کریں۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری اس درخواست کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ اور ۱۱ رفروری کو وقت نکال کر اس کانفرنس میں شرکت کیلئے تشریف لائیں گے۔ آپ کی رضامندی موصول ہونے پر جگہ کا تعین کرکے آپ کو مطلع کیا جائے گا۔ نیک تمناؤں کے ساتھ والسلام آپ کا مخلص سردار سکندر حیات خان

(۲)

مارچ ۱۹۹۳ء مظفر آباد

ع عید آزاداں شکوہِ ملک و دین (اقبالؒ) عید مبارک

سردار سکندر حیات خان (صدر آزاد جموں وکشمیر)

☆☆☆

میجر جنرل (ریٹائرڈ) سکندر شامی۔ ڈائریکٹر جنرل نیپا لاہور

(۱)

(نیپا کی سربراہی میں ایک کورس گریڈ 17 کے افسران سے سیمینار میں خطاب کی دعوت)

۲۰ فروری ۲۰۰۶ء

Dear Maulana Sami Ul Haq, Senator Darul Allom Haqqania, Akora Khattak. National Institute of Public Administration (NIPA) Lahore runs advanced Course in Public Sector Management for Grade 19 officers of Federal/Provincial Governments for a duration of 14 weeks. This course is mandatory for their promotion to Grade 20. The 89th Advanced Course in Public Sector Management will be commencing from 27th February 2006 and will continue till 3rd June 2006. About twenty two civil servants of various occupational groups like DMG, Foreign Service, Police, Secretariat, Audit & Accounts, Commerce & Trade, Customs & Excise, Information, Railways, Ex-Cadre etc, would be attending this

course. During this course we are organizing a seminar on "Internal Security" on 9th March 2006. I take this opportunity to request you to address the course participants at NIPA Lahore on the subject, date and time given in the annexure.

I request you to kindly oblige us with your presence and share your ideas with the course participants, who are expected to play a major role in shaping Pakistan's future. With best wishes,

Yours Sincerely,

Maj Gen (Retd) Sikandar Shami Director General

(۲)

۲۸ فروری ۲۰۰۷ء (تربیتی سول افسران کا حقانیہ میں مطالعاتی دورہ)

Subject: COUNTRY STUDY TOUR OF 34TH BATCH OF COMMON TRAINING PROGRAMME FROM 8TH TO 20TH MARCH, 2007

Dear Maulana Sami Ul Haq darul Aloom Haqqania Akora Khattak, N.W.F.P. The 34th Common Training Programme is in progress at the Civil Services Academy, Lahore. This batch comprises of 142 probationary officers, including twenty four female officers belonging to all the Central Superior Services of Pakistan.

2. The Country Study Tour (CST) provides the probationers an opportunity to gain an understanding of the prevailing administrative, social and economic conditions in different parts of the country. The tour has been planned from 8th to 20th March, 2007. The probationary officers have been divided into four groups of 30-34 each. I would be grateful if two such groups could be briefed on the working of Darul Aloom Haqqania as under :-

a. Group B 11th March, 2007 from 1030 hrs to 1300 hrs

b. Group A 18th March 2007 from 1100 hrs to 1400 hrs

Yours sincerely, Maj Gen (Retd) Sikandar Shami

مولانا سرفراز خان صفدرؒ[۱] گکھڑ گوجرانوالہ

(۱)

(شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتیؒ کی وفات پر تعزیت ○ شیخ وقت کے بارہ میں دوسرے شیخ کے تاثرات)

۴رذوالعقدہ بمطابق ۲۳رجنوری ۱۹۶۹ء [۲]

الیٰ محترم المقام جناب حضرت مولانا رکن الدین و مولانا فخر الدین صاحبان دام مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ابھی ابھی یہ سن کر بے حد صدمہ ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کا سایہ ہمارے سروں سے اٹھ گیا ہے۔میں نے سنا تھا کہ حضرت حج پر جانے والے ہیں اور راقم کو بھی اس سال یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ پختہ ارادہ تھا کہ حجاز مقدس میں حضرت کی خدمت میں رہوں گا ان سے روحانی فیض بھی حاصل کروں گا۔اور ان کی خدمت کر کے ان کی دعائیں لوں گا۔مگر افسوس یہ کیا معلوم تھا کہ حضرت ہمیں داغِ مفارقت دے دیں گے۔اب دور ہونے کی وجہ سے جنازہ میں شرکت سے بھی محروم رہ گیا ہوں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

والسلام : شریک غم ابوالزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد گکھڑ ضلع گوجرانوالہ حال نیوٹاؤن کراچی نمبر ۵

(۲)

(الحق کو خراج تحسین ○ دعا بعد از صلوٰۃ کے بارہ میں مفتی محمد فرید سے اختلاف رائے)

۶ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ بمطابق ۲۰ر مارچ ۱۹۷۵ء

الیٰ محترم المقام جناب برادرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی۔عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے آپ کا مایہ ناز رسالہ ''الحق'' مستقل مطالعہ کرنے کا موقع نہیں مل سکتا کبھی کبھار کوئی مضمون سامنے آجاتا ہے۔الحمدللہ تعالیٰ بہت اچھے انداز سے آپ اسے مرتب فرماتے اور مضامین لکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مزید سے مزید احقاق حق اور ابطال باطل کی توفیق بخشے آمین۔ثم آمین ۔ ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ ماہ مارچ ۱۹۷۵ء کے شمارہ میں حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدرس ومفتی دارالعلوم حقانیہ کا دعا کے بارے میں ایک مضمون ہے۔ جو صفحہ ۴۸ سے شروع ہوتا ہے اور صفحہ ۵۴ پر ختم ہوتا ہے اس میں بعض اُمور اپنے اکابر کی تحقیق اور عمل کے سراسر خلاف ہیں اور پھر صوبہ سرحد میں بعض بلکہ اکثر علاقوں میں اس پر اصرار کرنے والوں کیلئے حقانیہ کے مفتی صاحب کا یہ فتویٰ سونے پر سہاگہ کا کام دیگا اسلئے اکابر کی تحقیق کے پیش نظر خیر خواہی کے طور پر گزارش ہے کہ مفتی محمد فرید صاحب لکھتے ہیں۔''علماء پر مخفی نہیں کہ خیر القرون میں ہیئت مروجہ سے (کہ امام اور قوم ہاتھ اٹھائیں) دعا کرنا معمول نہ تھا نہ فرائض کے بعد اور نہ سنن مؤکدہ کے بعد نہ اللھم انت السلام پڑھنے کے وقت اور نہ دیگر ذکر و دعا کرنے کے وقت ومن ادعیٰ فعلیہ الدلیل ولن یأتوابہ

---

[۱] محقق بے بدل، ترجمان مسلک دیوبند، مناظر اسلام، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، صاحب وعظ وارشاد، استاذ العلماء مولانا محمد سرفراز خان صاحب، سواتی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ علمی وتحقیقی تدریسی اور دعوت واصلاح کی خدمات کسی سے مخفی نہیں ہیں۔

[۲] یہ خط حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی قدس سرہٗ کے وفات پر ان کے صاحبزادگان کے نام بھیجا گیا ہے شاید انہوں نے مجھے الحق میں اشاعت کے لئے بھیجا ہوگا۔یاد نہیں کہ اس میں شائع ہوا یا نہیں مگر آج ایک شیخ وقت کے بارہ میں دوسرے شیخ کے تاثرات محفوظ رکھنے کے خاطر اس مکتوب کو مجموعہ مکاتیب میں شامل کیا گیا (س)

ولو کان بعضهم لبعض ظهیراً (الخ بلفظہٖ صفحہ ۵۲) نیز لکھتے ہیں ۔پس ہیئت اجتماعی کے ساتھ دعا کرنا فرائض کے بعد ہو یا رواتب کے بعد بدعت ہے جبکہ بطور التزام ہو اور بلا التزام جائز ہے البتہ افضلیت میں اختلاف ہے (صفحہ ۵۴) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب سُنن اور نوافل کے بعد اجتماعی صورت میں دعا ثابت کرنے کیلئے پہلے تو فرائض کے بعد کی دعا کو کمزور کرتے ہیں پھر فرائض اور رواتب کے بعد کی اجتماعی طور پر دعا کو (جو ان کا مقصد ہے) ایک سا درجہ دیتے ہیں اور پھر بلاوجہ چیلنج بازی پر اُتر آئے ہیں ۔مفتی ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مشہور رسالہ نفائس مرغوبہ اسی مسئلہ کے مثبت اور منفی پہلو پر لکھا گیا ہے۔اور دیگر متعدد اکابر کی اس پر تصدیقات بھی ہیں۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض کے بعد اجتماعی صورت میں دعا جائز اور ثابت ہے اور سنن ونوافل کے بعد اجتماعی صورت میں دعا بدعت اور مکروہ ہے۔راقم اس پر حوالے اور عبارات نقل کرنا تطویل سمجھتا ہے اسی رسالہ کا مطالعہ کرلیا جائے اور نور الایضاح وغیرہ کی مجمل عبارت پر بنیاد رکھ کر اس بدعت کو ہرگز تقویت نہ پہنچائی جائے وما علینا الا البلاغ

حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون ارشاد فرمائیں اور دعوات صالحات کی التجاء پیش کریں راقم اثیم بھی بفضلہٖ تعالیٰ دعا گو ہے۔(حضرت مفتی محمد فرید صاحب نے بعض روایات کے ترجمہ میں بھی مطلب براری سے کام لیا ہے۔مگر ہمارا مقصد مناظرانہ موشگافیوں سے گریز کرتے ہوئے صرف اکابر کے مسلک کی حفاظت کرنا ہے۔واللّٰہ علیٰ مانقول وکیل)

والسلام احقر ابوالزاہد محمد سرفراز از گکھڑ شیخ الحدیث مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

وخطیب جامع مسجد بوہڑ والی گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

(۳)

(شیخ الحدیث کا وجود منبع الخیر تھا ہمارے لئے یہ سال عام الحزن بنا)

موت تو سبھی جاندار مخلوق کے لیے حق اور یقینی ہے۔البقاء للہ تعالیٰ مگر اللہ تعالیٰ کے کاموں میں کیسے دخل ہوسکتا ہے۔بعض حضرات کے وجود خالص خیر و برکت ہوتے ہیں اور خصوصاً جبکہ البرکۃ مع اکابرکم حدیث ہے (مستدرک) حضرتؒ کا وجود نہ صرف پاکستان میں بلکہ ملحقہ علاقوں میں بھی منبع الخیر تھا۔دینی، سیاسی اور اخلاقی اقدار کا سرچشمہ، حق گوئی اور بے باکی اور ہمتوں کا پہاڑ تھا اور نمونہ اکابر تھا۔رحمہ اللہ تعالیٰ۔آپ حضرات کے لیے تو یہ سال عام الحزن ہے کہ پہلے والدہ ماجدہ مرحومہ کا مشفقانہ سایہ سر سے اٹھا اب شیخ الحدیث مرحوم ومغفور کا پدرانہ اور مشفقانہ سایہ سر سے اُٹھ گیا۔اللہ تعالیٰ مرحومین اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(۴)

(علماء امت کی صنعتوں پیشوں حرفتوں سے وابستگی پر مولانا عبدالقیوم حقانی کی کتاب کی تحسین)

جنوری ۱۹۸۹ء

مذہب اسلام سچا اور عالمگیر مذہب ہے اس کے اصول وفروع عین فطرت کے مطابق ہیں ہر باہوش اور عقلمند کو نجات کی دعوت دیتا ہے اور کارِ خیر کی احسن طریقہ سے ترغیب دیتا ہے جس سے بہتر طریقہ عقلاً متصور نہیں۔قوموں اور ملکوں پیشوں اور حرفتوں کے اکتسابی طرق کو بالائے طاق رکھ کر ہر ایک کے لئے دین حق کے سمجھنے تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑنے اور تقویٰ کے دروازے کھلے رکھتا ہے کسی کے لئے اکتساب فیض کی پابندی نہیں لگاتا۔اور ہندوؤں کے باطل نظریہ کی طرح یہ رکاوٹ پیدا نہیں کرتا کہ اگر شودر کے کان میں وید کا لفظ پڑ جائے تو قلعی سے ان

کے کان بند کردو۔ بلکہ جائز پیشہ اور حرفت اختیار کرنے والے ہر فرد بشر کے لئے علم وتحقیق وفضل وکمال کے ہمہ وقت دروازے کھلے رکھتا ہے۔حضرت مفتی ہند مولانا محمد کفایت اللہ صاحب دہلویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد فقیر اللہ صاحب بانی جامعہ رشیدیہ کی قومیت سے کون عالم ناواقف ہے؟ کہ حجام قوم اور موچی قوم سے ہوئے وہ علم وکمال رب تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا کہ ہم نے اپنے بعض اکابر کو ان کے جوتے سیدھے کرتے دیکھا۔آج اہل یورپ تہذیب وتمدن کے گیت گاتے ہوئے بھی سیاہ فام اور سفید فام کا غیر انسانی فرق کرتے اور اسے فخر کی چیز سمجھتے ہیں۔

حالاں کہ اسلام کا یہ سبق ہے **و عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم ان ربکم واحد و اباکم واحد فلا فضل لعربی علیٰ اعجمی ولا لاحمر علیٰ اسود اِلَّا با لتقوٰی. رواہ الطبرانی فی الاوسط و البزار بنحوہ الا انہ قال ان اباکم واحد و ان دینکم واحد ابو کم اٰدم و اٰدم خلق من تراب و رجال البزاز رجال الصحیح (مجمع الزوائد ج ۸ ۸۴ وراجع ج ۳ ۲۶۶ ایضا!)**

اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے حضرت العلام مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی دام مجد ہم کو جنہوں نے اسماء الرجال کی مستند کتاب، کتاب الانساب علامہ سمعانیؒ سے مختلف صنعتوں ،حرفتوں اور پیشوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کے علم وعمل تقوی اور ورع اور اخلاق کے بلند اقدار کو اجاگر کرکے یہ واضح کردیا ہے کہ اسلام میں ترقی کا دروازہ کسی بھی جائز پیشے والے کے لیے بند نہیں ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے سلسلہ مضامین ارباب علم وکمال اور پیشہ رزق حلال (علامہ سمعانی سے ملاقات) کو علماء، طلباء اور خواص وعوام کے لئے مفید اور موصوف کے لئے زادِ آخرت بنائے اور خدا کرے کہ یہ جلد کتابی صورت میں شائع ہو۔کہ اس پُرفتن دور میں انہوں نے یہ چراغ جلا کر راستہ بتایا ہے۔

اندھیری شب ہے رستہ گم ہے لیکن
نظر آتے ہیں منزل کے اُجالے

وصلی اللّٰہ تعالیٰ و سلم علیٰ خاتم الا نبیاء و المرسلین و علیٰ آلہ و اصحابہٖ اجمیعن.

(احقر الناس ابوالزاہد محمد سرفراز صفدر)

(۵)

باسمہ سبحانہٗ **(جمعیۃ کے دودھڑوں میں مصالحت کی کوشش)** من ابی الزاہد

۲۶ ؍جمادی الاخریٰ ۱۴۱۰ھ بمطابق ۲۴؍جنوری ۱۹۹۰ء

الیٰ محترم المقام جناب حضرت العلام مولانا الحاج سمیع الحق صاحب دام مجد ہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اُمید ہے کہ آپ خیروعافیت سے ہونگے۔اللہ تعالیٰ عافیت ہی میں رکھے آمین۔محترم! جب آپ تشریف لائے تھے تو میں نے جمعیۃ کے دودھڑوں میں مصالحت کی التجاء کی تھی آپ کے انداز و بیان میں خاصی لچک تھی اس کے بعد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدرسہ نصرۃ العلوم تعزیت کے سلسلہ میں حاضر ہوئے چونکہ دن کا وقت تھا اور اخبارات میں بھی انکی آمد کی اطلاع طبع ہو چکی تھی بنا بریں علماء کرام اور عوام کی خاصی تعداد جمع ہوگئی۔ تعزیت اور طلبہ کو تعلیم پر توجہ کرنے کے بارے میں چند منٹ بیان بھی ہوا۔راقم الحروف نے اُن سے مصالحت کے بارے میں گفتگو کی

انہوں نے یہ تحریر[1] لکھ کر مجمع کے سامنے پڑھی اور میرے حوالہ کی جس میں غیر مشروط طور پر شرکت کا اظہار کیا گیا ہے۔ جس پر حاضرین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی مجمع برخاست ہونے کے بعد ایک بزرگ نے جو مکہ مکرمہ سے آئے تھے مجھے الگ کر کے یہ کہا کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے تو ایثار و قربانی کا ثبوت دیدیا ہے۔ مگر مولانا سمیع الحق صاحب آمادہ نہیں ہونگے میں نے تعجب کے طور پر کہا کیوں؟ انہوں نے کہا دیکھ لینا پھر فیصل آباد کے ایک صاحب نے بھی ایسی ہی بات کہی جس سے راقم نے یہ انداز لگایا کہ اُن کا ذہن یہ بن چکا ہے یا بنا دیا گیا ہے کہ مصالحت میں رکاوٹ صرف مولانا سمیع الحق صاحب ہیں۔ راقم اثیم خود تو معذور ہے ورنہ اس اصلاح بین الناس کے کارِ خیر میں خود حاضر ہوتا اسلئے اپنے لڑکے قاری محمد اشرف ماجد کو خدمت اقدس میں بھیجا جا رہا ہے اور راقم اثیم کو آپ سے اُس ایثار اور قربانی سے زیادہ کی توقع ہے جس کا اظہار مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے کیا ہے اگر ایسی پُر اُمید تحریر آپ عنایت فرمادیں تو پھر اگلا قدم اُٹھانے اور مصالحت میں کوئی دیر نہیں بہت جلد یہ دینی قوت جمع ہو جائے گی اور اتفاق و اتحاد کی برکت سے دینی اور دُنیوی کامیابی حاصل ہوگی وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ حاضرین مجلس سے سلام مسنون ارشاد فرمائیں اور نیک دعاؤں میں نہ بھولیں بفضلہٖ تعالیٰ یہ عاصی و خاطی بھی داعی ہے۔ والسلام: احقر محمد سرفراز از گکھڑ

(۶)

۱۷ رشعبان ۱۴۱۵ھ

(جمعیۃ علماء اسلام کے اتحاد کیلئے اکابر علماء کی اپیل)

بخدمت جناب اکابرین و زعماء جمعیت علماء اسلام پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت ملک کے حالات جو رُخ اختیار کر رہے ہیں اور دینی اقدار کے خلاف جو سازشیں بین الاقوامی اور ملکی سطح پر منظم انداز میں آگے بڑھ رہی ہیں اُن کے پیش نظر اسلام کی سربلندی ملکی سالمیت قومی خودمختاری کے لئے علماء حق کی جدوجہد کے تسلسل

---

[1] جمعیۃ کے دو دھڑوں کے اتحاد اور شیرازہ بندی کے لئے اہل درد علماء و اکابر کی مساعی وقتاً فوقتاً جاری رہیں جن کا اللہ تعالیٰ انہیں اجر دے گا۔ مگر بدقسمتی سے تا حال ملی اور سیاسی امور میں نقطۂ نظر اور طریق کار کے ہم آہنگی پیدا نہ ہو سکنے کی وجہ سے یہ آرزو شرمندہ تعبیر نہ ہو سکی۔ کچھ وجوہات پر صاحب مکتوب ہی کے ایک فرزند عزیز جناب مولانا حماد زھراوی نے ''پردہ اٹھتا ہے'' وغیرہ پمفلٹوں میں روشنی ڈالی ہے۔ جواباً میں نے اتحاد کے خاطر ہر قسم تعاون اور قربانی کی تحریر بھیج دی مگر اس کی نقل نہیں رکھی گئی۔ اس کے بعد اتحاد کے نام پر کچھ لوگوں نے ایک ڈرامہ رچایا اور اس سلسلہ میں حضرت مولانا سرفراز مرحوم کا نام بھی لیا گیا، مرحوم کے طرف سے ایسے اخباری بیانات کو من گھڑت قرار دے کر کارکنوں کے اذہان کو مزید پراگندہ کرنے کی کوشش کی گئی جس کے بارہ میں حضرت نے اپنے لیٹر پیڈ پر خود اپنے ہاتھ سے یہ تحریر لکھی جسے محفوظ کرنے کیلئے یہاں دی جا رہی ہے:-

(نام نہاد اتحاد اور مولانا محمد سرفراز کا وضاحتی بیان)

''یہ خبر بعض اخبارات میں پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی اور قدرے اطمینان بھی کہ جمعیۃ علماء اسلام کے دو دھڑوں میں صلح ہوگئی ہے اور سرپرستوں میں میرا نام بھی لکھدیا گیا ہے حالانکہ میرے علم میں کسی معقول طریقہ سے صلح و اتحاد کا کوئی ثبوت نہیں جبکہ صلح کرانے والی کمیٹی کا پشاور میں راقم کو برائے نام صدر بھی چنا گیا ہے۔ مولانا سمیع الحق شاہ ولی اللہؒ یونیورسٹی گوجرانوالہ کی ایک تقریب میں تشریف لائے تھے انہوں نے اتحاد کی صورت یہ بتائی کہ میں بھی مستعفی ہو جاتا ہوں اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب بھی مستعفی ہو جائیں۔ اور فریقین سے کچھ حضرات کا انتخاب ہو جائے اور عبوری دور کے نظم و نسق کو ان کی رائے سے چلایا جائے پھر انتخابات ہوں قوم جس کو خدمت کا موقع دے وہ ناظم ہو جائے اس کے بعد ان کا بیان بھی اخبارات میں آیا مگر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی طرف سے قدم نہیں اُٹھا معلوم ہوا ہے کہ دوسرے دھڑے کا اجلاس اسلام آباد میں ہوا ہے اور وہ مولانا سمیع الحق صاحب کے استعفیٰ سے خوش نہیں ہیں بہر حال راقم اثیم دعا گو بھی اور کوشاں بھی ہے کہ دونوں میں صلح اور اتفاق ہو جائے جو اسلام اور ملک کے لئے مفید تر ہوگا۔ راقم اثیم نہ تو سرپرست ہے نہ اس کا اہل ہے البتہ اتحاد و اتفاق قلب کی تہ سے خواہاں ہے'' واللہ الموفق

ابو الزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد گکھڑ ۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ، ۲۳ دسمبر ۱۹۹۰ء

کو باقی رکھنے کی غرض سے اکابر اہل حق کی روایات کی امین اور علماءِ حق کی نمائندہ جمعیت علماء اسلام پاکستان کا اتحاد وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔اور ملک بھر کے علماء کرام اور جماعتی کارکنوں کے دلوں کی آواز ہے اس لئے ہم جمعیۃ علماء اسلام کے دونوں دھڑوں کے ذمہ دار حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ خدا کے لئے وقت کی سنگینی کا احساس کریں اور باہم مل بیٹھ کر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کے لئے عملی اقدامات کریں۔ہم اس سلسلہ میں جماعتی اتحاد کے لئے اپنے تعاون کا یقین دلاتے ہیں اور دونوں جمعیتوں کے ذمہ دار حضرات سے فوری اور مؤثر پیش رفت کی اپیل کرتے ہیں۔ جماعتی اتحاد میں جو رکاوٹیں ہیں انہیں دور کرنے کیلئے دونوں جمعیتوں کے ذمہ دار حضرات مل بیٹھ کر کوئی راستہ نکالیں اور اس کارِ خیر میں تاخیر نہ فرمائیں۔نیز اس موقع پر اس امر سے بھی خبردار کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ جمعیۃ کے متحد نہ ہونے کی صورت میں پاکستان میں دینی جدوجہد کو جو بھی نقصان ہوگا اس کی ذمہ داری دونوں جمعیتوں کے ذمہ دار حضرات پر ہوگی۔اور وہ عنداللہ اور عندالناس اس ذمہ داری سے سرخرو نہیں ہو سکیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ ذمہ دار اور متعلقہ حضرات اس کے مثبت جواب سے جلد نوازیں گے۔اس سلسلہ میں دونوں جمعیتوں کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ کیلئے ہماری طرف سے وفد تشکیل دیا جا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اتحاد و اتفاق اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف خان — شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صدر

امیر آل جموں وکشمیر جمعیۃ علماء اسلام — شیخ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان

حضرت السید مولانا نفیس الحسینی شاہ دامت برکاتہم — شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان مدظلہ

خلیفۂ مجاز حضرت رائے پوری — جامعہ امداد العلوم صدر روڈ پشاور

(٦)

(مسلک حق کے تمام جماعتوں کا متحدہ دینی محاذ)

۷ر جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ بمطابق ۷ر ستمبر ۲۰۰۰ء

محترم ومکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مسلک حق کی تمام جماعتوں کا متحدہ دینی محاذ " مجلس عمل علماء اسلام پاکستان" کے نام سے ۱۹۹۷ء میں تشکیل پایا تھا۔جس کے ذریعہ تمام جماعتوں کے درمیان اتحاد و یگانگت کی فضاء قائم کرنے کے سلسلہ میں اہم پیش رفت ہوئی اور مجلس عمل کے اعلیٰ اہداف و مقاصد کے حصول کیلئے ذہن سازی ہوئی۔۔۔افسوسناک امر یہ ہے کہ پریس کے عدم تعاون کی وجہ سے اس کی سرگرمیاں عامۃ المسلمین تک نہ پہنچ سکیں۔موجودہ حالات کی روشنی میں مجلس عمل کے کردار کا تعین اور اہداف کے حصول کی خاطر اپنی جدوجہد کو منظم کرنے کیلئے تمام جماعتوں اور اداروں کے مرکزی رہنماؤں کا اہم مشاورتی اجلاس (۲۷ر ستمبر بدھ صبح دس بجے بمقام مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن جامع مسجد کبریٰ نیو سمن آباد لاہور) میں منعقد ہوگا۔آپ کو خصوصی دعوت دی جا رہی ہے امید ہے شرکت فرما کر مسلک حق کے اتحاد و یگانگت کے سلسلہ میں مجلس عمل علماء اسلام کے ساتھ اپنی وابستگی کا ثبوت دیں گے۔

والسلام:

ابوالزاہد محمد سرفراز (امیر مجلس عمل علماء اسلام پاکستان)

پروفیسر محمد سرور[1] المعارف لاہور

(۱)

۶؍جون ۱۹۷۰ء (ادرہ ثقافت اسلامیہ لاہور)

مکرمی ومحترمی تسلیم!

ماہنامہ الحق کے پچھلے پرچے ملے، عنایت فرمائی! بہت بہت شکریہ۔

محترم مولانا سمیع الحق صاحب کی خدمت میں سلام۔ والسلام محمد سرور

(۲)

(دارالعلوم کو مستقبل میں اہم کردار ادا کرنے کی پیشنگوئی O المعارف لاہور میں دارالعلوم کا ذکر)

۲۱؍جولائی ۱۹۷۰ء

مکرمی ومحترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ ملا، حضرت مولانا کی علالت کا پڑھ کر تشویش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے۔ صوبہ سرحد ایک بڑے نازک موڑ پر آ گیا ہے۔ قوم پرست پختون قیادت کو اُن جیسے علماء کی دینی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ برادر محترم! میں آپ سے یہ عرض کردوں کہ مستقبل میں آپ کے دارالعلوم کو ایک اہم کردار ادا کرنا ہے۔ آپ جیسے نوجواں کو اپنی چشم تصور کے سامنے آنے والے دور کی بھی کبھی کبھی تصویر رکھنی چاہیے۔

برادرم اسحاق صاحب[2] اور میں آپ کے ادارے[3] میں تشریف لانے کے منتظر رہے۔ لیکن آپ بہت مصروف تھے۔ آپ آتے تو ہمیں بڑی خوشی ہوتی۔

اسحاق صاحب نے مجھے بتایا کہ آپ کی اور میری جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس کا آپ کو بہت ملال ہے مجھے وہ پورا یاد ہے۔ لیکن میں نے اسے آپ کی محبت دینی پر محمول کیا اور بس اب جو نیا زمانہ آ رہا ہے اس میں دوسرے مسائل آئیں گے۔

اُس گفتگو کے تھوڑا عرصہ بعد مجھے المعارف لاہور کے لئے عربی مدارس وغیرہ پر ایک مضمون لکھنا پڑا اِس میں میں نے دارالعلوم حقانیہ (کا ذکر جس طرح کیا) اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس گفتگو کا میرے دل پر ادنیٰ سا ملال بھی نہ تھا۔

ایک بات اور عرض کردوں۔ میری حیثیت تو لے دے کے صرف اتنی ہے کہ کچھ لکھ لیتا ہوں۔ اگر اس سلسلے میں میری کسی قسم کی خدمت چاہیے تو بلا تکلف لکھیں میں اسے اپنے لئے سعادت سمجھوں گا۔

دارالعلوم کی کسی بھی کتاب پر تبصرہ مطلوب ہو تو مجھے بھجوا دیں۔ اس صورت میں دارالعلوم کا ذکر آ جائے گا۔

حضرت مولانا کی صحت کے لئے دعا گو ہوں۔ والسلام: محمد سرور

---

[1] پروفیسر محمد سرور مشہور نیشنلسٹ کئی رسالوں کے ایڈیٹر رہے، فکر ولی اللّٰہی اور مولانا سندھی کے افکار کے شارح اور گرویدہ تھے بہت سے امور میں الگ تھلگ رائے رکھتے تھے۔

[2] مولانا محمد اسحاق بھٹی مدیر الاعتصام ہمارے مخلص دوست۔

[3] ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور مراد ہے۔

(۳)

(مولانا نے حقانیہ کی شمع جلائی O آپ کے بزرگوں کا نیاز مند ہوں O ناصرازم O ڈاکٹر محمد اشرف کمیونسٹ O مستقبل کا سیلاب)

۲۵ رجون ۱۹۷۶ء

عزیز محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ ملا، حضرت! میں آپ کے بزرگوں کا بہت نیاز مند ہوں۔ آپ شائد اندازہ نہیں کر سکتے کہ بزرگانِ دیوبند سے مجھے کتنی عقیدت ہے۔ آپ نے میرے بارے میں اگر کچھ لکھایا کہا، تو اپنے اعتقادات کی بنا پر کہا، کوئی دنیوی غرض نہیں تھی، میں اس سے ناراض کیوں ہوتا۔ دارالعلوم حقانیہ کے متعلق میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ اور میرے راوی برادرم اجمل خٹک ہیں۔ حضرت مولانا نے یہاں آ کر جو شمع جلائی، وہ بہت بڑا کام تھا۔ اس سلسلے میں میری عرض صرف یہ ہے کہ آپ حضرات گردوپیش کی دنیا کو دیکھیں ہر طرف ایک سیلاب اُٹھ رہا ہے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بزرگ جن کی ہمارے دل میں بڑی عزت ہے۔ علماء کرام اور گروہوں کی طرح اس سیلاب میں بہہ نہ جائیں لیکن اس سیلاب کو صحیح راہوں پر لے جانے میں ہاتھ بٹائیں، حضرت شیخ الہند کے صحیح جانشین بنیں۔ اس سیلاب کے سامنے بند باندھنا مشکل ہے۔ البتہ اسے صحیح راہوں پر موڑا جاسکتا ہے۔

آپ عربی ممالک کے اخبارات تو ملاحظہ فرماتے ہوں گے۔ ناصرازم اب وہاں رجعت پسندی ہے، مجھے یہاں لاہور میں دو عربی اخبار پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ ایک ماہنامہ المعرفہ (دمشق) اور دوسرا ہفت روزہ الخلاف (بیروت) انہیں پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ناصر کی عربیت + اسلامیت کے خلاف ایک زبردست فکری محاذ بن رہا ہے۔

بہرحال یہ باتیں تو تفصیل چاہتی ہیں۔ آخر میں اتنا عرض کرتا ہوں کہ آپ حضرات کی تنقیدوں سے دل کبھی میلا نہیں ہوتا؟ بس ایک درخواست ہے کہ آپ مجھے بزرگوں کا نیاز مند سمجھیں اور اگر میں کسی خدمت کے قابل ہوں تو بے دریغ لکھیں۔

ایک بات اور لکھ دوں ڈاکٹر اشرف کا نام آپ نے سنا ہوگا۔ پکے کمیونسٹ تھے جامعہ دہلی میں وہ مجھ سے تین برس آگے تھے وہ اسکا مجھ سے بزرگی اور خوردی کا تعلق تھا۔ وہ اکثر جامعہ آتے۔ مرحوم باوجود کمیونسٹ ہونے کے حضرت مولانا حسین احمد سلمہ کا ذکر اس طرح کرتے گویا وہ اِن کے پیر ہوں۔ میں تو زیادہ سے زیادہ ایک نیشلیسٹ ہوں۔ میرے دل میں ان بزرگوں کا کتنا بلند مقام ہوگا اِس کا اندازہ آپ کر لیں۔

والسلام محمد سرور

☆☆☆

سرور تونسوی۔ ایڈیٹر شان ہند دہلی

۱۷ رمارچ ۱۹۶۷ء

(شان ہند الحق تبادلہ معاصرانہ احسان)

مکرمی زاد عنایۂ، تسلیم، اگر آپ ماہنامہ "الحق" تبادلہ میں بھجوانا منظور فرمائیں تو یہ معاصرانہ احسان ہوگا شان ہند کے تین شمارے جنوری، فروری اور مارچ آج بھجوائے جارہے ہیں۔ امید ہے کہ آپ "الحق" کا تازہ شمارہ واپسی ڈاک بھجوانے کی تکلیف فرمائیں گے امور متعلقہ سے یاد فرماتے رہا کریں۔

نیاز مند سرور تونسوی ایڈیٹر شان ہند، دہلی نمبر ۳۱

مولانا سعادت اللہ خان[1] (شہید)

مرکزی امیر حرکۃ الانصار کراچی

۱۲۳/فروری ۱۹۹۴ء (جہادی تنظیم۔شہداء کشمیر، مسعود اظہر اور سجاد شاہد کی گرفتاری)

محترمی و مکرمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

آپ حضرات کی سرپرستی دعاؤں اور تعاون کی بدولت مقبوضہ کشمیر میں "حرکۃ الانصار" کی کاروائیاں تیز تر ہوتی جارہی ہیں اور اس وقت "حرکۃ الانصار" کا شمار مقبوضہ کشمیر کی بڑی جماعتوں میں ہوتا ہے۔جہاں "حرکۃ الانصار" کے صرف پاکستان سے تعلق رکھنے والے پچاس کے قریب مجاہدین شہید ہو چکے ہیں جبکہ ایک درجن سے زائد انڈین آرمی کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔

"حرکۃ الانصار" کو سب سے بڑا دھچکا اس وقت لگا جب چند روز قبل مقبوضہ کشمیر میں "حرکۃ الانصار" کے ناظم اعلیٰ "مولانا محمد مسعود اظہر" اور چیف کمانڈر جناب "سجاد شاہد" کو انڈین آرمی نے گرفتار کرلیا۔

"مولانا محمد مسعود اظہر صاحب" چونکہ مقبوضہ کشمیر میں محض حالات دیکھنے کیلئے گئے تھے۔جنگ میں گرفتار ہوئے نہ ہی ان سے کوئی اسلحہ برآمد ہوا ہے۔اسلئے جماعت نے فیصلہ کیا ہے کہ مولانا کی رہائی کیلئے جہاں دیگر کئی ممکنہ صورتوں کو اختیار کیا جائے وہاں سفارتی اور سیاسی سطح پر بھی کوشش کر کے "کیس" کو نرم کیا جائے۔آپ سے درخواست ہے کہ آپ مولانا اسعد مدنی صاحب کے نام ایک خط لکھ دیں تاکہ وہ ہم سے بھرپور تعاون کریں۔

امید ہے کہ جناب والا اس مشکل ترین وقت میں ہمیشہ کی طرح جماعت کے ساتھ ضرور تعاون فرمائیں گے۔فقط والسلام اخوکم فی اللہ

مولانا سعادت اللہ خان مرکزی امیر حرکۃ الانصار پاکستان حال کراچی



مولانا سعد الدین[2] مردان

(۱)

(نصاب کمیٹی کی رپورٹ)

قاری محمد امین صاحب سے نصاب کمیٹی کی رپورٹ پر آپ کے ذمہ دارانہ موقف کا سن کر از حد مسرت ہوئی۔اگر دینی ادارے ایسے غلط منصوبوں کی زد میں آگئے تو ہم سڑکوں اور چوراہوں میں بیٹھ کر بھی دینی علوم کی اشاعت کریں گے۔مجوزہ پروگرام مدارس اور طلبا میں انتشار پیدا کرنے کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ہوشیار اور مدبر حضرات مدارس کے تحفظ کو وقتی مفادات پر ترجیح دیں گے۔ مولانا سعد الدین مردان

---

[1] مشہور جہادی تنظیم کے بانی اور امیر جس نے مقبوضہ کشمیر اور افغانستان میں کارہائے نمایاں انجام دئے۔مولانا مسعود اظہر اور مولانا سیف اللہ اختر وغیرہ اس سے وابستہ رہے۔مسعود اظہر کی گرفتاری بھارتی جہاز کے اغواء کے بعد قندھار میں رہائی پر منتج ہوئی۔

[2] مولانا مردان کے ایک پرجوش مخلص عالم تھے۔مدرسہ امینیہ دہلی میں قاری محمد امین وغیرہ کے ساتھ استفادہ کیا طبیعت داعیانہ اور مبلغانہ تھی مگر جماعت اسلامی کا رنگ غلو کے حد تک حاوی اور غالب ہو گیا تھا۔ہم لوگوں کے ساتھ بہت ہی قریبی اور مخلصانہ تعلق تھا ان کے بڑے بھائی مولانا مصلح الدین صاحب حق مرحوم بھی سرکردہ علماء میں سے تھے۔مولانا سعد الدین کے صاحبزادوں کی تعلیم اور تربیت بھی حقانیہ میں ہوئی۔

(۲)

مولانا مدرار اللہ مدرار اور جناب ہاشمی کے معرکہ کو سر کرنے کے لئے قول فیصل کی ضرورت ہے۔

(مولانا سعد الدین، مردان)

(۳)

اخينا في الله الاخ العزيز محمد سميع الحق صاحب. السلام عليكم و رحمة الله. انى قرأت الظرف الى العلامة قارى محمد آمين فو قفت الا طلاع على الا حوال المر سلة فى الظرف. ونسيتنى فى الرحلة السعيدة مذ زمان لا أظن ذالک اصلا. فيتر شح منه السخط القديم ولا يلايم من شانک لان القلب ينجلى فى هذه السفروينجلى من الحد الذى للبوع االطيورمع انى رسمت تهنية العيد فى شهر رمضان الى الاخ الصالح محمد عبدالله وقد استفسر منى مرارا الشيخ مولينا عبدالحق صاحب و الحاج سلطان محمود ناظم الكلية لظرفک والان اظهر الشكوى لحضرتكم العالى. لانه لم تذكرنى فى القلب ولا على اللسان ونسر على رفاقة السيادة الاخ العزيز قارى سعيد الرحمٰن .وارجو من صاحب السماحة ان تمضى من قصورى منتظر بالعناية و تفضل فى كل لمحة لزيارة قبة الخضراء والسلام على صاحبها عليه الف الف تحية و عند السلام لزيارة الشيخين ابى بكر و عمر رضى الله عنهما والسلام على امير المومنين ذى النورين عثمان رضى الله عنه وازواج النبى ﷺ وذرياته ﷺ و عمة النبى فى بقيع الغرقد وفيه النفوس القدسية والسلام على صاحب المذهب مالک ابن انس و جميع اهل بيته الاطهارو الابرار وعند لقاء البيت زاد ها الله شرفا و بركة وكرامة وحجر الاسود و زمزم و ملتزم و مقام ابراهيم و عند كل طواف وسعى بين الصفا و المروه و الجنة المعلیٰ وامناء الحجاج و مسجد الخيف و النمرة وفى المذبح لاداء سنة ابينا ابراهيمؑ و الجمرات كلها و عند العرفات و جبل الرحمة وفى الافاضة عن المزدلفة وفى التنعيم والجعرانه و المواضعات الشريفة و مهبط اول الوحى جبل النور و فيه غار حراء وشق صدر النبى العربى ﷺ الهم تقبله بحرمة النبى الكريمؐ والامل الكبير فى الاسفار المباركة ان ترفع الايدى للدعاء فى كل مقام من المقامات المكرمة ان يخلص رقاب المسلمين فى كل دولة من دول الاسلام من سلاسل ارو باوشقا متهم الاخبث وقد أُخذمنا الجراة والغيرة والحياء فصرنا غثاء كغثاء السيل لايثبت اقدامنا. ونحن لانقد ر بالدفاع منهم وهذه من جهة حب المال وكراهية الموت والشغل فى لذائذالدنيا والانهماک فى مالا يعنى وحب الشهوات فغرقنا فى امواجها والسلام علىٰ مولانا عبدالرزاق مولانا الحاج عبدالله مولانا سعيد الرحمن مولانا حسن جان. حضرت الشيخ مولانا عبدالغفور مولانا بدر عالم مولانا عبدالحق صاحب مولانا عبدالوهاب صاحب والاخ عطر جى محمد عالم الشيخ مولانا فضل الرحمن تاجر العطورات والاخ اسماعيل تاجر العطورات و صاحب الفضيلة الامام الشهير السيد علوى صاحب.

سعد الدين من عاصمة الباكستان راوالبندى

ابوالقلم محمد سعد درانی۔ خانقاہ موسیٰ زئی ڈی آئی خان

(۱)

رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ (خانقاہِ عالیہ موسیٰ زئی اور خواجہ محمد عثمانؒ کے بارہ میں چند امور کی تصحیح مولانا حسین علی کا ذکر ○ فوائد عثمانی سے اقتباس)

مدیر الحق مولانا سمیع الحق صاحب بارک اللہ فی عمرہ وعلمہ مع الاعمال الصالحۃ آمین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ گزارش ہے کہ بغیر کسی سابقہ تعلق وواقفیت کے چند گزارشات ارسال ہیں، غلطیوں کی تصحیح کے ساتھ ساتھ اگر ہو سکے تو الحق میں جگہ دیکر مشکور ہونے کا موقع بخشیں۔[۱]

الحق کا شمارہ رجب ۱۳۸۸ھ میں مولانا نصیر الدین غور غشتی مدظلہٗ کے حالات پر محترم قاری سعید الرحمان صاحب راولپنڈی کا تحریر کردہ سوانحی مضمون میرے سامنے ہے۔ قاری صاحب نے مولانا موصوف کے استاذ حدیث شریف قاضی قمر الدین مرحوم اور حضرت مولانا حسین علی مغفور کے مرشد اول جدابی قبلہ حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی غلط تحریر کیا ہے۔ آپکا اسم گرامی خواجہ محمد عثمان (المرحوم) تھا لیکن مضمون نگار نے خواجہ محمد عثمان کو خواجہ محمد سلیمان بنا دیا ہے۔ یہ غلطی ایک دو جگہ نہیں بلکہ پانچ مقامات پر کی ہے۔ (اسے کاتب کی غلطی نہیں قرار دیا جاسکتا)[۲]۔

نیز قاری صاحب کے الفاظ میں مولانا نصیر الدین غور غشتی کا یہ بیان کہ۔ ''مولانا حسین علی صاحب حضرت قاضی قمر الدین کے مشورہ سے حضرت خواجہ محمد سلیمان (خواجہ محمد عثمان۔ سعد) سے بیعت ہوئے۔'' خلاف واقعہ اور خلاف حقیقت ہے۔ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرنے کی بشارت ہوئی[۳]۔ مولانا مرحوم کے مختصر حالاتِ زندگی ''فوائدِ عثمانی'' میں درج ہے۔ فوائد عثمانی میں مولانا مرحوم کے بیعت ہونے کا واقعہ معہ آزاد اردو ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:۔

بعد تحصیل علوم کہ از عمر ایشاں بست سال گزشتہ بود کہ شوق جستجوئے و تلاشِ پیری شد۔ استخارہا مشروع کروند درخواب درویشے دید ندومکانی احوال درویشاں پُرسیدن شروع کروند و نشانِ مقامہائے آں درویشاں آخر یک طالب علم کہ ازایشاں علمِ حدیث شریف میخواندند نشانِ خانقاہ سُون و شکلِ حضرت قبلہ بیان نمود۔ از شنیدن ایں خبر فرحت اثر روانہ شدند ہماں طور مقام و ہماں شکل حضرت قبلہ چنانچہ درخواب اذن	تحصیل علوم کے بعد جبکہ آپ کی عمر بیس سال تھی تو انکو پیر و مرشد کی جستجو اور تلاش کا شوق ہوا۔ اس مقصد کے حصول کیلئے استخارے شروع کئے خواب میں ایک درویش کی زیارت نصیب ہوئی (بعد ازاں) خواب میں دیکھے ہوئے درویش کے مکان و نشان کا پوچھنا شروع کیا۔ آخر ایک طالب علم نے جو آپ سے درسِ حدیث شریف لیا کرتا تھا، خانقاہ شریف سُون اور حضرت قبلہ کی نشانیاں بتائیں، تو اس خوشخبری سے معاً رختِ سفر

---

۱ تعمیل کی جارہی ہے ۲ یہ مضمون نگار کی سہو قلم کا نتیجہ تھا ۳ مگر دونوں باتوں میں تعارض نہیں۔

شدہ بود دریا فتند۔ حضرت قبلہ پرسید ند ازکدام جای، عرض کردند از قصبہ واں بھچراں، فرمودند ازحالِ مولوی حسین علی خبرداری بچہ طور بودند۔ عرض کردند بخیریت باز فرمودند تو از خویشانِ اوہستی یانہ عرض کردند کہ قبلہ من خود حسین علی ہستم باز بجای دیگر معتزز نشاند ند۔ پس یک لحظہ عرض بیعت کردند، فرمودند، دریں طریق کشف و کرامتہا نیست۔ دریں طریق سوختن است چندیں عمر درتکلیف تحصیلِ علم گزاری۔ باز چرامے سوزی عرض کردند کہ قبلہٗ محض برائے دین آمدہ ام۔پس آخر الامر حضرت قبلہ ایشاں را بیعت دادہ داخل طریقہ عالیہ فرمودند وبسیار مورد الطاف گردیدند

مجموعہ فوائد عثمانی صفحہ ۱۲۰ قدیم ایڈیشن ۱۳۱۶ھ

باندھا اور روانہ ہو گئے جبکہ خانقاہ شریف سون وارد ہوئے تو خواب میں دیکھے ہوئے مکانات اور خواجہ محمد عثمان رحمتہ اللہ علیہ کو پایا۔(بعد ازاں)حضرت قبلہ نے آپ سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔آپ نے جواباً عرض کیاواں بھچراں سے پھر حضرت مرحوم نے استفسار فرمایا کہ مولوی حسین علی کے حالات سے کچھ خبر ہے یا نہیں اور وہ کسطرح رہ رہے ہیں جواباً عرض ہوا کہ وہ خیریت سے ہے پھر حضرت قبلہ نے آپ سے پوچھا کہ کیا تو اُسکا رشتہ دار ہے تو آپ نے عرض کیا حضرت قبلہ! میں خود حسین علی ہوں اسکے بعد حضرت قبلہ نے آپکو معتزز جگہ پر بٹھایا۔ایک لمحہ گزرنے کے بعد مولانا مرحوم نے بیعت ہونے کی استدعا کی تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اس طریقہ سے کشف وکرامات نہیں بلکہ جلنا ہے تم نے اتنی عمر تحصیل علم میں گزاری ہے پھر کیوں اپنے آپ کوجلانا چاہتا ہے۔مولانا نے عرض کیا، یا حضرت!میں دین کی خاطر آیا ہوں۔آخرکار آپ کو بیعت فرما کر داخلِ طریقہ عالیہ فرمایا اور بہت شفقت فرمائی۔واضح رہے کہ حضرت قبلہ خواجہ محمد سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ کی فرمائش پر خواجہ محمد عثمان رحمتہ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلیفہ مولانا سید اکبر علی شاہ مرحوم نے حضرت خواجہ صاحب کے حالات وکرامات ،ملفوظات،تعویذات، معمولات اور حالاتِ خلفاء پر مشتمل مجموعہ فوائد عثمانی کے نام سے کتاب تصنیف فرمائی۔شاہ صاحب مرحوم تقریباً بیس سال تک خواجہ مرحوم کے خطوں کے جوابات اور دیگر تحریری کام انجام دیتے رہے اور خواجہ مرحوم کے اکثر شریک سفر وحضر بھی رہتے تھے۔اس باب میں انکا بیان جتنا مستند ہوسکتا ہے کسی اور کا نہیں۔دیگر یہ کہ وہ مولانا حسین علی مرحوم کے ہم عصر تھے۔

نیز کتاب مذکور کے آخر میں مولانا حسین علی مرحوم نے جو تصیح نامہ (صداقت نامہ) تحریر فرمایا ہے اس میں بھی ''بامر سیدی ومولائی ومرشدی حضرت سیدی محمد سراج الدین'' لکھا ہے۔ دیکھئے صفحہ ۱۶۷ مجموعہ فوائد عثمانی قدیم ایڈیشن۔

یہاں اس چیز کی وضاحت کردینا ضروری ہے کہ مولانا حسین علی رحمتہ اللہ علیہ ہمارے خاندانی استاذ چلے آئے ہیں۔مولانا مرحوم کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت فرمائی۔مرحوم سے میرے پرداداخواجہ محمد سراج الدین اور دادا قبلہ حافظ محمد ابراہیم (رضوان اللہ علیہما) اور میرے والدمحترم قبلہ خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی مسندنشین دربار عالیہ خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف (مدظلہ العالی) نے اکتساب فیض وعلم کیا۔

نیز واضح رہے کہ خواجہ محمد سراج الدینؒ کی وفات حسرت آیات کے بعد آپکے نوجوان عمر فرزند اول قبلہ خواجہ حافظ محمد ابراہیمؒ (جو کہ اس وقت

تقریباً بیس سال کی عمر کے پیٹے میں تھے اور اکثر و بیشتر دینی علوم کی تحصیل کر چکے تھے)۔ رونق افزاء سجادۂ خانقاہِ عالیہ ہوئے۔ حضرت حافظ مرحومؒ مسند نشین کرانے اور اُن سے پہلے بیعت کرنے والی قبلہ مولانا حسین علی صاحب مرحوم کی ذات بابرکات تھی۔ اور اسکے بعد دیگر موجودہ خلفاء نے بھی مولوی حسین علیؒ کی متابعت میں حضرت حافظؒ سے بیعت لی۔ زیادہ تکلیف دہی معاف! تفصیل کا وقت نہیں اگر وقت نے مساعدت کی تو پھر کسی مجلس میں خانقاہ شریف کے مفصل حالات تحریر کروں گا۔ انشاء اللہ۔ یہ سلسلہ تو ویسے غلطی کی تصحیح میں غیر ارادی طور پر دراز ہو گیا ہے۔ محترم شیخ الحدیث مدظلہٗ کی خدمتِ اقدس میں ہدیہ سلام مسنون مع طلب دعا علم نافع و عملِ صالح مقرون باد۔

دعا گو ابوالقلم محمد سعد درانی خانقاہ شریف موسیٰ زئی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

(۲)

(الحق کا قادیانیت سے واشگاف جہاد ○ فوائد عثمانیہ خواجہ محمد عثمان کی سوانح)

۳ر شوال المکرم ۱۳۹۲ھ

محترم مولانا صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف اللہ کرے آپ صاحبان کے مزاج گرامی مع الخیر ہوں۔ بڑی مدت کے بعد عریضہ تحریر ہے۔ قادیانیت کے خلاف ''الحق'' جو واشگاف الفاظ میں جہاد کر رہا ہے انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ آپکو جزائے احسن سے نوازے گا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ ''فوائد عثمانیہ'' (جو ہمارے پردادا حضرت خواجہ محمد عثمان درانیؒ کے حالات حیات پر مشتمل ہے) کا اردو ترجمہ کر رہا ہوں۔ ایک باب کا ترجمہ مکمل کر لیا ہے جسکے چند صفحات کی تبیض کر کے آپکو ارسال کی جارہی ہے۔ امید ہے آپ الحق کی قریبی اشاعت میں ان چند صفحات کو جگہ دے کر خورسند فرمائیں گے۔ اور ثواب و دعا کے مستحق ہوں گے۔ آئندہ اشاعت کیلئے دوسری قسط جلد ارسال کرنے کی کوشش کرونگا۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ قبلہ حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالحق صاحب مدظلہ اور جملہ اراکین محفل کیخدمت میں سلام مسنون والتجائے دعا مقرون ہوں۔ دعا جو خاکسار محمد سعد سراجی عفی عنہ خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

(۳)

۱۶ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ (تذکرہ مجدد الف ثانی پر الحق میں تبصرہ کی خواہش)

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید کرمہم، سلام مسنون، مزاج شریف، آپکا گرامی نامہ شرف صدور لایا تھا نوازش و شکریہ۔ الحق میں تبصرہ کیلئے تذکرہ مجدد الف ثانی کے دو نسخے بھیجے تھے جسکا ذکر آپ نے اپنے گرامی نامہ میں بھی فرمایا ہے۔ لیکن اب جبکہ تین ماہ ہونے کو ہیں ابھی تک تذکرہ مجدد الف ثانیؒ پر الحق میں تبصرہ نہیں آیا۔ فلہٰذا گزارش ہے کہ مفصل و زوردار تبصرہ کتاب مذکور کے بارے میں جلد از جلد الحق میں آنا چاہیے۔ نوازش ہوگی۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب مولانا عبدالحق مدظلہ کیخدمت میں سلام و دعا۔ باقی مدام دعا گوئی صحت و سلامتی و استقامت فی الدین ہے۔ دعا جو محمد سعد سراجی غفرلہ

(۴)

(مضامین کی اشاعت پر شکریہ)

محترم مولانا صاحب زاد لطفکم! من جانب احقر الوری ابوالقلم محمد سعد درانی عفاہ اللہ وکفاہ خادم دربار شریف موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحق میں احقر کے بھیجے ہوئے حضرت قندہاری المرحوم کے متعلق توضیحی مضمون کا تلخیص شائع کرنے پر مشکور ہوں اگر سارا مضمون (من وعن) طبع ہو جاتا تو بہتر تھا بہرحال اب جیسا بھی ہو گیا ہے بھلا ہوا ہے۔ مقصد اس عریضہ کے

بھیجنے کا یہ ہے کہ حضرت قند ہاری المرحوم پر احقر کا مضمون روانہ کر دیں تو لطف بالائے لطف ہوگا تا کہ کسی دوسرے مجلّہ میں پورا مضمون شائع کرنے کا بندوبست کیا جائے۔احقر منتظر ہے۔باقی میرے ایک معزز دوست اور واقف کار مغفور قریشی ایم اے نے الحق کیلئے قادیانیت اور اقبال مرحوم پر ایک مختصر مضمون لکھ کر بھیجا تھا امید ہے آپ نے پالیا ہوگا۔صاحب موصوف نے مذکورہ مضمون میرے ایماء پر تحریر کیا تھا۔حالیہ شمارہ میں وہ مضمون نہ پا کر موصوف کو افسوس ہوا ہے امید ہے آپ آئندہ شمارہ میں شائع فرمائیں گے۔الحق کیلئے اسی موضوع پر موصوف نے چند اور مفید چیزیں بھی تحریر کی ہیں امید ہے وہ آپکو ارسال کریں گے۔میں نے ان سے وعدہ لیا ہے جملہ جلیسان حلقہ کیخدمت میں سلامتی، رحمت اور برکت کے مکرراً التماس ہے کہ مذکورہ مضمون ارسال کرنے میں تاخیر نہ کریں گے۔ دعا جو ابوالقلم محمد سعد درانی عفی عنہ

(۵)

(اسلامی سال کے مہینوں کے مجوّزہ نام)

الحق کا شمارہ جولائی نظر نواز ہوا مشکور و ممنون ہوں۔اللہ تعالیٰ آپ کے علم وقلم میں مزید از مزید برکات عطا فرمائے آمین ثم آمین۔آپ کی تحریری کاوشیں علم و تحقیق کا گنجینہ ہوتی ہیں اور ساتھ ہی بے ساختگی و برجستگی کا بھی مظہر ہوتی ہیں ماشاءاللہ اس شمارے میں جناب سید شبیر احمد صاحب کا کاخیل کا اسلامی شمسی سال کے بارے میں مضمون خاص اہمیت کا حامل ہے۔سید صاحب موصوف اسلامی شمسی سال کے اقدام کے سلسلے میں قابل صد مبارک باد ہیں۔اسلامی شمسی سال کے کیلنڈر کا اجراء جسقدر جلد ہو جائے اس قدر احسن ہوگا۔اور اس امتیاز اسلامی کی دریافت کا امتیاز (Credit) سید صاحب موصوف ہی کو جائے گا۔

خاکسار نے سید صاحب کا مضمون دو دفعہ بغور مطالعہ کیا جس میں اسلامی سال کے شہور کی زیادہ تر تعداد کو غزوات سے موسوم کیا گیا۔لیکن خاکسار کی اس سلسلے میں یہ تجویز ہے کہ غزوات کے ساتھ ساتھ اہم وقائع سیرت پر تسمیۂ شہور کی تعداد اگر زیادہ نہ ہو تو کم از کم برابر تو ضرور ہو۔اس سلسلے میں خاکسار نے بطور تجویز مندرجہ ذیل اسماء شہور تجویز کیے ہیں (۱) حرا (۲) دعوت (۳) شعب (۴) ہجرہ (۵) ثور (٦) قبا (۷) بدر (۸) احد (۹) تبلیغ (۱۰) رضوان (۱۱) فتح۔اسماء مجوزہ شعب، ثور، دعوت، خاکسار کی جانب سے ہیں باقی سب اسماء سید صاحب مدظلہ کے رکھے ہوئے ہیں۔ (محمد سعد سراجی موسی زئی شریف ڈی آئی خان)

☆☆☆

ڈاکٹر محمد سعود۔ادارۂ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

۲۸/جنوری ۱۹۸۲ء (ماہنامہ فکر ونظر کا نفاذ شریعت نمبر)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔گزارش ہے کہ ادارۂ تحقیقات اسلامی سے ہر ماہ فکر ونظر کے نام سے اردو میں ایک مجلّہ شائع ہوتا ہے جس میں اسلامی تعلیمات، اسلامی تہذیب وتمدن اور علوم وفنون وغیرہ سے متعلق موضوعات پر تحقیقی مقالے شائع کئے جاتے ہیں۔حال ہی میں "نفاذ شریعت نمبر" کے نام سے فکر ونظر کا ایک خصوصی شمارہ نکالنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔اس میں اسلامی شریعت، شریعت وریاست۔پاکستان میں نفاذ شریعت کے اقدامات۔نفاذ شریعت کے ادارے۔نفاذ شریعت کی راہ میں مشکلات اور انکا حل وغیرہ موضوعات سے متعلق مضامین شائع کئے جائیں گے۔کچھ مقالات مسلمانوں کے قومی تشخص۔اردو زبان۔قومی لباس وغیرہ سے

متعلق بھی شامل اشاعت ہوں گے۔آپ سے درخواست ہے کہ ان میں سے کسی موضوع پر یا ان سے ملتے جلتے کسی بھی موضوع پر اپنا مقالہ ارسال فرمائیں اس کرم فرمائی پر اراکین مجلس ادارت تہہ دل سے آپکے شکر گزار ہوں گے۔ آپ کے جواب اور مقالے کا انتظار رہے گا۔

ڈاکٹر محمد سعود مدیر فکر و نظر اسلام آباد

☆☆☆

پروفیسر حافظ محمد سعید[1] امیر جماعت الدعوۃ پاکستان

(۱)

(جماعت پر دہشت گردی کا الزام اور پابندی)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب حفظ اللہ !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !اللہ آپ کی خدمت دین کی مساعی قبول فرمائے (امین)۔محترمی جیسا کہ آپ جانتے ہیں دینی جماعتوں پر اس وقت شدید دباؤ ہے اس لئے کہ دین اسلام اس وقت کفار کا ہدف ہے اور امریکہ نے تو ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ جہاں سے خدمت اسلام کی آواز اٹھتی ہے وہ اسے دبا دے اور پوری ڈھٹائی کے ساتھ وہ مسلمانوں پر طاقت کا استعمال بھی کر رہا ہے۔یقیناً آپ کے علم میں یہ بات آئی ہوگی کہ امریکہ نے جماعۃ الدعوۃ پاکستان اور اس کے ادارہ خدمت خلق پر دہشت گردی کا الزام لگا کر پابندی لگائی ہے۔اس موقع پر ہم آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ ہماری راہنمائی فرمائیں گے اور مزید گزارش کرتے ہیں کہ سینٹ کے حالیہ اجلاس میں اس حوالے سے تحریک التوا پیش کر کے مسئلے کو اجاگر فرمائیں اور احباب گرامی کو تائید کیلئے کہ دیں اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ والسلام: پروفیسر حافظ محمد سعید

(۲)

(کل جماعتی حُرمت قرآن کانفرنس)

محترمی و مکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امریکی و اسرائیلی عقوبت خانوں میں قرآن کریم کی بے حرمتی کے واقعات کے بعد مسلم دنیا میں جو ردعمل دیکھنے کو ملا ہے اس نے عالم اسلام میں دینی غیرت وحمیت کی نئی لہر پیدا کی ہے۔تحریک حرمت قرآن نے اس سلسلے میں ملک گیر احتجاج کے دوران بڑے بڑے جلسے جلوسوں،مظاہروں اور جمعہ کے اجتماعات کے ذریعے اسلامیان پاکستان کے جذبات کو نئی جہت دی ہے اور اُمت مسلمہ میں اپنے شعائر کے دفاع اور حفاظت کا شعور اجاگر کیا ہے۔امریکہ نے توہین قرآن کے واقعات کی تصدیق کے باوجود معافی نہ مانگنے کا اعلان کیا ہے اور قرآن کی بے حرمتی کے ذمہ داران کو سزا دینے سے بھی انکار کر دیا ہے اس نئی صورتحال میں ملکی و عالمی سطح پر مسلمانوں کے لئے رہنما پالیسی تشکیل دینے اور شعائر اسلامی کے تحفظ کیلئے تحریک حرمت قرآن نے آل پارٹیز کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے۔ہم قرآن کی حرمت کے نام پر منعقد ہونے والی کل جماعتی کانفرنس میں آپکی شرکت کے متمنی ہیں۔

والسلام الداعیان حافظ محمد سعید

پروگرام انشاءاللہ۔ ۲۶ جون بروز اتوار صبح ۱۰ بجے بمقام ہالیڈے ان ہوٹل اسلام آباد

[1] لشکر طیبہ کے بانی کشمیر وغیرہ کے جہادی سرگرمیوں میں مصروف ایک بڑا نام،عالم کفر بالخصوص بھارت کے آنکھوں کا کانٹا،ناچیز کے تمام علمی اور سیاسی جدو جہد میں رفیق کار۔

(۳)

(اسرائیلی بربریت کے خلاف ریلی)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے مزاج بخیر ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ارض فلسطین بدترین دہشت گردی کا شکار ہے۔قبلہ اول یہود کے قبضے میں ہے۔یہودی ارض فلسطین سے مسلمانوں کے خاتمے کے لیے دن رات سرگرم ہیں۔اسی سلسلے میں انہوں نے 3 سال سے غزہ کے 16 لاکھ مسلمانوں کا سختی سے محاصرہ کر کے غزہ کو دنیا کی سب سے بڑی کھلی جیل میں تبدیل کر رکھا ہے۔ان بے کس و بے بس مسلمانوں کی دادرسی کے لیے جانے والے بحری امدادی قافلے اسرائیلی حملوں اور پابندیوں کا شکار ہیں اور خون میں نہلائے جا رہے ہیں۔اپنے فلسطینی بھائیوں سے اظہار یکجہتی، مسجد اقصیٰ کی آزادی، امت مسلمہ اور عالمی اداروں کو بیدار کرنے کے لیے جماعۃ الدعوۃ پاکستان اتوار 13 جون بوقت 3 بجے مال روڈ لاہور پر ایک بڑی تاریخی ریلی کا اہتمام کر رہی ہے۔جو کہ پاکستان میں اپنی نوعیت کا منفرد پروگرام ہوگا جس میں قومی قیادت شامل ہوگی (انشاء اللہ)۔ آپ سے اس پروگرام میں شرکت اور گفتگو کی التماس ہے۔ جزاءکم اللہ خیراً

والسلام پروفیسر حافظ محمد سعید امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان

☆☆☆

مولانا محمد سعید[۱] حویلیاں ضلع ایبٹ آباد

(شیخ الحدیث کی تعزیت)

واجب الاحترام جانشین حضرت شیخ الحدیثؒ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دام ظلکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃً واسعۃً کی رحلت کا سن کر بہت افسوس ہوا۔انا لِلّٰہ و انا الیہ راجعون۔موت العالِم موت العالم۔۔

ہر ذی روح کو ایک نہ ایک دن موت آنی ہی ہے۔مبارک ومسعود ہیں وہ عظیم ہستیاں جن کی مبارک زندگیاں اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کیلئے گزریں اور گزر رہی ہیں۔الحمد لِلّٰہ تبارک وتعالیٰ حضرت شیخ الحدیثؒ نوراللہ مرقدہ نے اسی مقصد عظیم کیلئے اپنا سب کچھ وقف فرما رکھا تھا اور دارالعلوم حقانیہ (جسے دوسرا دارالعلوم دیوبند کہا جائے تو بجا ہوگا) کا قیام تو حضرتؒ کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

حضرت کی رحلت پر لاکھوں مسلمان اشکبار ہیں اور ان کی بلندی درجات کے لئے کریم رب کے کریم دربار میں دست بدعا۔

اللہ کریم آپ کو صبر جمیل عطا فرمادیں اور حضرتؒ کی قبر کو جنت کا باغ بنادیں! والسلام مع الاکرام محتاج دعا محمد سعید

---

[۱] دارالسعید کے نام سے ادارہ قائم کیا۔

حکیم محمد سعید شہید ہمدرد[1] کراچی

(۱)

۳۰/اکتوبر۱۹۷۲ء (گورنر جنرل پاکستان قائداعظم کی پہلی تقریر جسے مجموعہ تقاریر میں نظر انداز کیا گیا)

مدیر محترم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔قائداعظم محمد علی جناح کی وہ یادگار تقریر جو پاکستان کے گورنر جنرل کا عہدہ سنبھالنے کے بعد بانی پاکستان کی پہلی تقریر تھی اور بڑی حد تک پاکستان کی بنیادی پالیسیوں کی نشاندھی بھی کرتی تھی فراموش کردی گئی۔حیرت بالائے حیرت یہ بات ہے کہ قائداعظم کی تقاریر کا جو مجموعہ سرکاری طور پر وزارت اطلاعات کی جانب سے شائع ہوا۔اس میں بھی یہ سب سے پہلی تقریر شامل نہیں ہے۔

اپنی اس سب سے پہلی تقریر پاکستان میں قائداعظمؒ نے 27/رمضان المبارک اور جمعۃ الوداع کی اہمیت کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے۔27/رمضان المبارک یوم استقلال پاکستان ہے۔میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کے جریدے کی جو اشاعت 27/رمضان المبارک کو اشاعت پذیر ہو۔اس میں جناب قائداعظمؒ کی یہ بنیادی تقریر آپ ضرور شائع فرمائیں۔میں اپنی اس تحریر کے ساتھ اس تقریر کا انگریزی متن اور اس کا اردو ترجمہ پیش خدمت کرتا ہوں۔

ملّت اسلامیہ پاکستان 27/رمضان المبارک کو یوم استقلال پاکستان تسلیم کرتی ہے اور اب اس کا عزم ہے کہ وہ پاکستان کے یوم استقلال کو یوم قرآن کے ساتھ منائے گی ہمیں یقین ہے کہ ملت کے اس مطالبے کا آپ ہمیشہ کی طرح احترام فرمائیں گے۔جزاک اللہ۔

میں آپ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپکا مخلص (حکیم) محمد سعید (از دار الفکر الاسلامی)

(۲)

۲۰/دسمبر۱۹۷۵ء (۱۳۹۶ھ سال کو اخلاق نبوی کے طور پر منایا جائے)

جناب محترم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔حضور نبی ﷺ کی سیرت پاک تمام مسلمانوں کیلئے نمونہ اور مثال ہے۔اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا کہ اسوہ حسنہ کو پیش نظر رکھنے اور اس کے مطابق اخلاق وکردار کو ڈھالنے میں ملّت اسلامیہ کی بھلائی ہے اور اس سے دوری میں ملّت کی تباہی۔آج ہم اخلاقی زوال اور کرداری بحران کے جس شدید وسنگین مرحلہ میں ہیں اس سے کوئی دردمند بے خبر نہیں ہے۔خدانہ کرے خدانہ کرے کہ یہ بحران بڑھے،کیونکہ اس کے بڑھنے کا تصور بھی کر کے دل لرز اٹھتا ہے۔اس بحران سے نکلنے کی کوئی صورت ہوسکتی ہے تو صرف اور صرف یہ کہ ہم دین فطرت کو مقصود بنائیں اور حضور کے اخلاق حسنہ دل وجان سے اپنانے اور اپنے کردار کو اس کے مطابق بنانے کی کوشش کریں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ حضور کے تذکار مقدس کو ایک رسم اور نمائش کے طور پر اس انداز سے کیا جارہا ہے کہ ان سے ہمارے اندر کوئی جذبہ عمل نہیں پیدا ہوتا حالانکہ ضرورت اسی امر کی ہے کہ ہماری عملی زندگی میں اخلاق نبوی منعکس ہو۔

آپ ہر سال ربیع الاول کے ماہ مقدس میں اپنے موقر جریدے میں سیرت نبوی پر مقالات ومضامین شائع فرماتے ہیں۔ان کی افادیت

---

[1] ہمدرد کے حکیم صاحب ایک نابغہ روزگار شخصیت اپنی ذات میں ایک انجمن زندگی کے عملی،علمی وفکری اور اصلاحی شعبوں میں کام کے نئے نئے راستے تلاش کئے۔وہ سراپا ہمدرد ملت بنے اور ملک وملت کی یہی ہمدردی بالآخر انکی شہادت پر منتج ہوئی،مدینۃ الحکمۃ قائم کیا جبکہ وہ اپنی ذات میں علم وحکمت کا ایک شہر تھے انکے مکاتیب علم وفکر اور دعوت واصلاح کے میدانوں میں دعوت فکر وعمل دے رہے ہیں۔

سے انکار ممکن نہیں لیکن میری درخواست یہ ہے کہ آپ اس ربیع الاول 1396 ھجری میں خاص طور پر اخلاق نبوی کو موضوع بنائیں اور اس بار سیرت پاک کے اخلاقی پہلوؤں کو اس طرح پیش کیا جائے کہ افراد وملّت کو زندگی کے مختلف شعبوں میں ان سے روشنی ملے اور وہ یہ سمجھ سکیں کہ زندگی کے معاملات میں حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ اور اخلاق مبارک سے کس طرح رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

میں آپ سے درخواست اسی لئے ابھی سے کررہاہوں کہ آپ ربیع الاول تک اس کی تیاری فرماسکیں اور اہل علم اور اہل قلم سے اخلاق نبوی کے موضوعات پر فکر افروز اور ولولہ انگیز مضامین ومقالات لکھوا سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ موجودہ حالات میں یہ انداز فکر قوم وملّت کے لئے فیض رساں ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین ودنیا کی سعادتوں سے نوازیں۔

احترامات فائقہ کے ساتھ آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۳)

۱۸ رمئی ۱۹۸۱ء (صدر پاکستان کے مشیر بننے پر مولانا سمیع الحق کے مبارکباد پر شکریہ)

Islamabad 18th May, 1981

Dear Maulana Sahib,

I write to acknowledge with grateful thanks your very kind greetings and good wishes on the elevation of my office and duties. The honour of having been appointed Adviser to the President of the Islamic Republic of Pakistan and as Federal Minister for Islamic Medicine gives me reason to be even more grateful to Almighty Allah. The fact must not however be ignored that this is in reality an honour for Tibb not only in Pakistan but throughout the world. It has fulfilled my life-long mission which has carried me far and wide and the aim of which has been to focus attention on Tibb (Islamic Medicine) and to find a basis of a safe medical system for tomorrow -- a system of medicine which is closer to nature.

With personal regards,

Yours sincerely

HAKIM MOHAMMAD SAID

(۴)

جون ۱۹۸۱ء (ماہ رمضان کا چاند)

عزیز محترم جناب سمیع الحق صاحب. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وہ ذرا غور سے دیکھئے! ابر کے پردہ سیمیں سے کوئی جھانک رہا ہے! بدلیاں

چھٹنے لگیں، آسمان مسکرانے لگا، شاید اس نے ہلال کا خط نور دیکھ لیا ہے۔ ان پردوں کی اوٹ سے وہی جھانک رہا تھا، اور اب آسمان پر فتح ونصرت کی کمان بن کر وہ نمودار ہوا ہے۔ ہر ظلمت پر غالب آنے والی کھلی روشنی کی علامت بن کر نمودار ہوا ہے! یہ چاند یقیناً ماہ رمضان کا چاند ہے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر خوش آمدید، ماہ سعادت۔ خوش آمدید، ماہ انسانیت کاملہ خوش آمدید ماہ روحانیت اعلیٰ۔ خوش آمدید ماہ آزادی حقیقی۔ بے شک یہ چاند رمضان کا ہے۔ رمضان ساری امت کا مہینہ ہے۔ روزوں کا مہینہ ہے۔ قرآن کا مہینہ ہے۔

استقلال پاکستان کا مہینہ ہے! ہاں استقلال پاکستان کا مہینہ ہے!

۲۷ رمضان المبارک یوم جمعۃ المبارک یوم نزول قرآن کو پاکستان عالم وجود میں آیا تھا، منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا تھا۔ عزیز محترم! میں اس ماہ قرآن کی آمد پر آپ کو بہ صمیم قلب اور پرخلوص مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ ماہ سعادت ان عظیم اسرار و برکات کا مہینہ ہے جو انہی قلوب کو اپنا مرکز بناتے ہیں جو رمضان کی حقیقت سے آگاہ ہوتے ہیں۔ اور دینی، باطنی پاکیزگی کی بنا پر ملاء اعلیٰ سے مل جاتے ہیں اور اپنی روحانی بلندی کی وجہ سے منشائے الٰہی کا ادراک کر لیتے ہیں۔ احترامات فائقہ کیساتھ آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۵)

۱۳ ردسمبر ۱۹۸۱ء (انسان کو انسان سمجھنا فطرت کا تقاضہ ہے O آواز اخلاق)

مدیر عزیز، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بڑی دل سوزی کے ساتھ اور انتہائی خلوص وانس کے ساتھ ۱۲ ردسمبر سنہ ۱۹۸۱ء کو میں نے آپ کی خدمت میں ایک مشورہ بصورت تحریر پیش کیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ میرے دل کی آواز آپ کے دل میں اتر گئی ہوگی اور آپ کی کیفیات قلبی وہی ہوں گی کہ جو میری ہیں۔ میرے ذہن وضمیر کی آواز نے آپ کی ذہن وضمیر میں جگہ ومقام پایا ہوگا۔ آپ مجھے جانتے ہیں میرے شب وروز آپ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ میری فکر آپ کے لئے نئی نہیں ہے۔ میرا عمل آپ پر عیاں ہے۔ میں فطرۃً ہر انسان سے محبت کرتا ہوں اور محبت اس لئے کرتا ہوں کہ میں ہر انسان کے عزوشرف کو بدرجہ کمال اہمیت دیتا ہوں۔ محبت وشرف کی اس فضا کا دین فطرت متقاضی ہے فطرت کے اصول متعین ہیں اور ان میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی فطرت کا بدیہی تقاضا یہ ہے کہ انسان کو انسان سمجھا جائے اور اس کے عزو شرف کا اعتراف واحترام کیا جائے۔ جہاں اس تقاضائے فطرت سے روشنی حاصل کی جاتی ہے امن وسکون کا دور دورہ ہوتا ہے اور جو معاشرہ اس فطری تقاضے سے انحراف اور فرار کی راہ اختیار کرتا ہے وہاں بے چینی اور فساد جنم لیتے ہیں اور اس کو روکا نہیں جاسکتا۔ اگر پاکستان میں بے چینی ہے۔ بدامنی ہے، فساد برپا ہے، قانون شکنی ہے۔ اور زوال اخلاق ہے تو بدیہی طور پر یہ نتیجہ ہے فطرت سے صریحی بغاوت کا اور لازماً یہ مظہر ہے اس حقیقت کا کہ پاکستانی معاشرے نے انسان کو انسان سمجھنا ترک کر دیا ہے۔ اور محبت سے صرف نظر کیا ہے۔ ایسے سنگین وشدید حالات میں آپ کا موقر جریدہ انقلاب برپا کرسکتا ہے اور آپ کا فکر وقلم معاشرے کا ہر مرض رفع کرسکتا ہے۔ آپ نے آواز اخلاق بلند کر دی تو آدمی کو بھی میسر ہو جائے گا انسان ہونا اور پھر محبت کی وہ فضا پیدا ہوگی کہ جو جلو میں امن وامان لائے گی اور بالآخر استحکام وطن پر منتج ہوگی۔

۱۲ ربیع الاول کو آپ کا جریدہ ضرور ایک اشاعت خصوصی کا اہتمام کرے۔ میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ میں آپ سے تعاون کروں۔ میں اس اشاعت خصوصی کے لئے آپ کے جریدہ کے لئے " آواز اخلاق " کے عنوان سے مضامین بھجواتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور آپ کے مراتب بلند تر فرمائیں۔ احترامات فائقہ کے ساتھ آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۶)

(تاریخ ساز مجلس شوریٰ میں شمولیت پر مبارکباد ○ احیائے شعائر اسلام کیلئے کمربستہ صدر ضیاء الحق)

۳ ربیع الاول ۱۴۰۲ ہجری، ۳۱ دسمبر ۱۹۸۱ء [1]

عزیز محترم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اسلامی شوریٰ یا پاکستان کی مجلس شوریٰ ملّی میں رکنیت پر خلوص دل سے مبارک باد قبول فرمایئے۔ شکر کا مقام ہے کہ قلعہ اسلام پاکستان میں شعائر اسلامی کا نفاذ عمل میں آرہا ہے اور تاریخ عالم ایک بار پھر دین اسلام کا عروج دیکھنے کی منتظر ہے۔قابل احترام ومبارک باد ہیں جناب صدر مملکت کہ احیائے شعائر اسلام اور نفاذ شریعت اسلامیہ کے لئے اپنی پوری توانائیوں کیساتھ کمربستہ ہیں۔اس تاریخ ساز مجلس شوریٰ میں آپ کی رکنیت اہم دینی وملّی ذمہ داریوں کی حامل ہے۔میں بارگاہ رب العزت میں دست بہ دعا ہوں کہ اس کی ذات کریم آپ کی راہنمائی فرمائے اور اس دین وشرع متین میں اہل پاکستان کو ان کی مثبت پیش رفت میں کامیابیاں عطا فرمائے۔ والسلام مع الاکرام، آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۷)

(نوجوانوں کو قیام امن کی کوششوں میں شریک کرنا)

۱۳ را کتوبر ۱۹۸۲ء

عزیز محترم ومکرم،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اپنی اس تحریر کے ساتھ میں آپ کی خدمت میں ایک خبر کی نقل بھجوانے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔اور عاجزی کے ساتھ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ازراہ کرم اس تجویز پر آپ اپنے خلوص وانس کی پوری توانائیوں کے ساتھ غور فرمائیں اور مجوزہ تینوں کانفرنسوں کے لئے طریق عمل اور نکات فکر (ایجنڈا) مرتب کرنے میں میری مدد فرمائیں۔اس دور میں کہ جس میں امن کو خطرات لاحق ہیں نوجوانوں کو قیام امن اور بقائے امن کی کوششوں میں شریک کرنا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔میں بڑی بے چینی کے ساتھ آپ کی رہنمائی کا منتظر ہوں۔بہ احترامات فراواں آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۸)

(قرآن حکیم اور ہماری زندگی ○ ریڈیائی تقاریر کا مجموعہ نورستان)

۱۲ راگست ۱۹۸۴ء

مدیر محترم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔الحمدللہ کہ مجھے اسکا موقع ملتا ہے کہ میں ریڈیو پاکستان کے ملّی ودینی پروگرام "قرآن حکیم اور ہماری زندگی" کے لیے گذشتہ ۱۰۔۱۲ سال سے تقاریر نشر کررہا ہوں۔ان تقاریر کی تعداد سیکڑوں کے اندر ہے۔میری کوشش یہ رہی ہے کہ مسائل امروز اور حالات حاضرہ کے پیش نظر قرآن حکیم سے روشنی اخذ کر کے ذہن امروز کے لئے رہنمائی پیش کروں۔مجھے اس فکر ونظر کو جامۂ عمل پہنانے میں خاصی کامیابی ہوئی ہے۔میں نے ان ریڈیائی تقاریر (۱۴۲) پر مشتمل پہلا مجموعہ "نورستان" کے نام سے مرتب کردیا ہے جسے ہمدرد فاؤنڈیشن نے شائع کردیا ہے۔اسکے دو ایڈیشن ہیں۔لائبریری ایڈیشن اور تبلیغی ایڈیشن۔میں یہ کتابیں آپکی خدمت میں بھجوار ہا ہوں۔آپکا عالمانہ تبصرہ آئندہ تقاریر کے لیے یقیناً رہنما ہوگا۔بہ احترامات فراواں آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۹)

(یوم آزادی ۱۴ اگست کے بجائے ۲۷ رمضان ○ سینیٹ سے قرارداد منظور کرانے کا شکریہ)

۱۷ رفروری ۱۹۸۶ء

مکرمی ومعظمی جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔یہ بات میرے لئے باعث افتخار ومسرت ہے کہ میں آپ

---

[1] مجلس شوریٰ پاکستان (وفاقی کونسل) میں شمولیت پر مبارک باد

کی خدمت میں نہایت عجز واحترام سے ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے حامیانِ فکر وفہم اسلامی کے اس جذبہ امتنان وتشکر اور ابتہاج کو آپ تک پہنچانے کی سعادت حاصل کروں کہ آپ نے مملکت اسلامیہ کے اہم ترین اعلیٰ قانون ساز ادارے کے رکن کی حیثیت سے اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کرانے میں اپنی ایمانی قوتوں کو استعمال کیا، جس کے ذریعہ سے اب پاکستان کے یوم آزادی کا رشتہ شمسی تقویم سے جدا کر کے قمری تقویم سے جوڑ دیا جائے گا اور اب انشاء اللہ تعالیٰ قانونی کاروائیوں کی تکمیل کے بعد اس سال سے پاکستان کا یوم استقلال ۱۴ اراگست کے بجائے ۲۷ رمضان المبارک کی متبرک تاریخ کو منایا جائے گا۔

۲۷ رمضان المبارک کا دن اللہ تعالیٰ نے اِس سرزمین کے مسلمانوں کی بحالی اور مسلمانانِ عالم کی نشاۃ ثانیہ اور انکی کھوئی ہوئی عظمت کو واپس عطا کردینے کیلئے ازل سے ہی تقویم عالم کی پیشانی پر نزولِ قرآن اور شبِ قدر کی برکتوں کا تاج مہیا کر کے قیام پاکستان کے لیے منتخب فرمالیا تھا۔ یہ ہماری ناسپاسی تھی کہ ہم اس سعید ومبارک تاریخ کو نظرانداز کر کے قرآن و پاکستان کے رشتہ ابدی سے صرفِ نظر کر کے گناہ کے مرتکب ہوتے رہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ میں گزشتہ بارہ برسوں سے جس جہدِ مسلسل کے ساتھ اس مہم پر زور دیتا رہا اور ملتِ اسلامیہ پاکستان کو حقیقت ابدی سے آگاہ کرتا رہا وہ آپ کے ہاتھوں پائے تکمیل کو پہنچا۔ اور مجھے سکونِ قلب نصیب ہوا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر دے اور اپنی نوازشوں سے نوازے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس عملِ مبارک سے اب پاکستان مستحکم ہوگا اور سربلندی وسرافرازی میں دوسری قوموں اور ملتوں سے پیچھے نہیں رہے گا۔ آمین

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ بہ احترامات فراواں۔ آپ کا مخلص: حکیم محمد سعید

(۱۰)

۱۴ ستمبر ۱۹۸۷ء **(اسلام کا نظام وقف پر عالمی مذاکرہ کا اہتمام)**

جناب محترم زید مجدکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمدللہ اسلام نے انسان کو اس کی عظمت ورفعت کے لیے اور اس کی راحت کے لئے ہمہ جہت اور ہمہ صفت نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان فراواں نعمتوں میں ایک نعمت اسلام کا نظام وقف بھی ہے جس کے قیام واہتمام پر مسلمانوں کو متوجہ کیا گیا اور ترغیب دلائی گئی ہے۔ شریعت اسلامی میں وقف کو مقام عزواحترام حاصل ہے۔ وقف کے باب میں تعلیمات نبوی ﷺ نہایت واضح ہیں اور اپنے مال ومتاع کو اللہ کے نام پر مصالح امت کے لئے وقف کرنے والوں کے لئے خیر وثواب کی نوید دی گئی ہے۔ شریعت اسلامی اور تعلیمات نبوی نے وقف اسلام کو نہایت بلند وارفع اسلامی ادارے (انسٹیٹیوشن) کا درجہ دیا ہے اور وقف اسلامی کے لئے قواعد وضوابط کی ترتیب میں بدرجہ انتہا شرح وبسط کا اہتمام کیا ہے۔

اسلامی تاریخ کے ہر دور میں مسلم حکومتوں نے اوقاف اسلامی کا احترام کیا ہے اور ان کے نظم وضبط کو کسی طور مجروح نہیں ہونے دیا ہے۔ حتی کہ بعض غیر مسلم حکومتیں بھی اسلامی اوقاف کی نگراں بنی ہیں اور انہوں نے اس ادارہ وتنظیم اسلامی کے وقار اسلامی کا احترام کیا ہے۔

بہ ایں ہمہ بعض ممالک وقف جیسے رفیع ومحترم انسٹی ٹیوشن کے احترام میں کوتاہی کو راہ دے رہے ہیں اس لیے اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ پاکستان میں اوقاف اسلامی پر ایک مذاکرۂ عالمی کا اہتمام کیا جائے اور اس میں عالم اسلام سے علما وزعما اور فقہا کو دعوت شرکت دی جائے تا کہ وہ ادارہ وقف اسلامی کے باب میں فکر ونظر کی تمام توانائیوں کو بروئے کار لا کر ایک بار پھر اوقاف اسلامی کا مقام وضاحتوں کے ساتھ متعین کردیں اور کم از کم ان ممالک کے فکر وعمل کے لیے صراط مستقیم کا تعین کردیں جو اوقاف اسلامی کو غیر محترم بنانے کے گناہ میں مبتلا ہیں۔ "مذاکرہ عالمی تعلیمات نبوی وقف اسلامی" کے نکات فکر میں اپنی اس تحریر کے ساتھ منسلک کر رہا ہوں۔ مجلس منتظمہ مذاکرہ عالمی کے

فیصلے کے مطابق میں اس مذاکرہ عالمی میں آپ کو شرکت کی دعوت دیتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے فکر ونظر کے لیے مقالے کا عنوان طے فرما لیجئے اور مجھے مطلع فرما دیجیے۔ آپ کی شرکت مذاکرۂ عالمی کے وقار کو بلند کرے گی اور وقف اسلامی کے باب میں بھٹکے ہوئے اذہان کو صراط مستقیم دینے کا فریضہ انجام دیا جا سکے گا۔ مذاکرۂ عالمی کی تاریخیں اور مقام ہنوز غیر متعین ہے۔ غالباً یہ مذاکرہ عالمی مارچ ۱۹۸۸ء میں انعقاد پزیر ہوگا اور تاریخیں غالباً ۲۰ تا ۲۴ مارچ ہوں گی اور انشاء اللہ تعالیٰ مدینہ الحکمۃ کے "بیت الحکمۃ" میں یہ انعقاد پزیر ہوگا۔ اس مذاکرۂ عالمی میں محدود تعداد میں ملکی اور غیر ملکی علماء کو دعوت شرکت دی جا رہی ہے تا کہ کم تعداد میں علماء موضوع پر سیر حاصل بحث کر سکیں اور مقالات (کم از کم ۲۵ صفحات) پر باہم تبادل خیال کے بعد حتمی فیصلہ مرتب کر سکیں۔ بہ احترامات فراواں

آپ کا مخلص امیدوار قبولیت حکیم محمد سعید

(۱۱)

۱۷ر فروری ۱۹۸۸ء (الوقف الاسلامی کا اجلاس)

My dear delegate,

I feel happy to inform you that the International Seminar, "on the Place of Waqf in Islam" will Insha Allah, begin at 9:30 a.m. on March 17, 1988 at Karachi. It will conclude on March 20.

1. The subject of the Seminar is very significant and eminent scholars and Jurists will be taking part in the deliberations to recognize the place of Waqf in Islamic Polity. Kindly find attached list of the delegates to this International seminar. The academic programe of the Seminar is being finalised as we await the topics of the papers to be presented by the delegates.

2. His Excellency General Mohammad Ziaul Haq, the President of the Islamic Republic of Pakistan has very kindly agreeed to inaugurate the International Seminar on the Place of Waqf in Islam. It is certainly an honour for us. His Eminence Maulana Abul Hassan Ali Nadvi (Nadwat ul-Ulema, Lucknow) and His Excellency Dr. Abdul Aziz al-Khayyat, Member, Al-Bait Foundation, Jordan will be the Chief Guests.

3. The arrangements for the stay of delegates have been made at Hotel Holiday Inn (Abdullah Haroon Road, Karachi) and we hope that your stay will be pleasant there. The academic sessions of the Seminar will also be

held in the same hotel, However, we are considering to hold the inauguration ceremony at Madinat al-Hikmat.

4. We request the delegates to reach Karachi on March 16, 1988. Details of the arrangements will be sent through another letter which follows.

5. If you have not yet sent us the title of your paper, kindly let us know about it at the earliest.

6. Me and my colleagues will be most delighted to welcome you on March 16.

With warm regards.

Yours Sincerely,

HAKIM MOHAMMAD SAID

خلاصہ۔ بین الاقوامی سیمنار ''وقف اسلامی'' مورخہ ۱۷ مارچ تا ۲۰ مارچ کراچی میں منعقد ہوگا۔ موضوع کی نوعیت اور اہمیت کے لحاظ سے تمام بڑی شخصیات علمی و دینی شرکت کریں گے سیمینار کا مکمل پروگرام شرکت کنندہ کے مقالات کے حصول کے بعد ارسال کیا جائیگا۔ جنرل ضیاء الحق نے شرکت پر آمادگی کا اظہار کیا ہے اور وہ افتتاح کریں گے جبکہ عزت مآب مولانا ابوالحسن علی ندوی (ندوۃ العلماء) اور ڈاکٹر عبدالعزیز الخیاط البیت فاؤنڈیشن اُردن مہمان خصوصی ہونگے۔ مہمانوں کی رہائش اور ابتدائی اجلاس ہوٹل ہالیڈے ان میں ہوگا جبکہ باقی اجلاس مدینۃ الحکمت میں ہونگے۔

(۱۲)

۵/اپریل ۱۹۸۸ء (والدہ ماجدہ کی تعزیت)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے آپ کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر ملال کی خبر اخبار کے ذریعہ ملی۔ دلی صدمہ ہوا۔ والدین کا سایہ خدا کی بہت بڑی نعمت ہے۔ آپ ان کے سایہ شفقت سے محروم ہوگئے۔ مجھے آپ کے اِس غم کا بخوبی اندازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نیز تمام پس ماندگان کو توفیق صبر جمیل عطا فرمائیں۔

آپ کا شریک غم حکیم محمد سعید

(۱۳)

۲۸/اگست ۱۹۸۸ء (انتقال اقتدار انتخابات کیلئے ضابطے اور اصول وضع کرے قومی حکومت قائم کی جائے)

عزیز گرامی قدر، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہماری قومی زندگی کا یہ نکتہ حد درجہ غور طلب ہے اور توجہ طلب کہ یہاں سکون حاصل کیوں نہیں ہے اور ہماری حیات ملی اطمینانِ قلب اور استحکامِ فکر وعمل کی آئینہ دار کیوں نہیں ہے۔ اکتالیس سال اور اس کا ہر دن اور اس کی ہر رات ہمہ جہت بے چینی سے عبارت رہی ہے۔ ہماری صحتِ فکر وضمیر کے لئے فضائے محبت واحترام ہمیں کیوں میسر نہیں ہے؟ کل بھی ہمارا حال غیر تھا اور آج بھی کشتیء حیات حوالہ تلاطم ہے۔

اب ایک شدید تر مرحلہ درپیش ہے:۔انتخابات۔الیکشن۔شائستگی سے سرشار اور تہذیب سے آراستہ دنیا میں انتخابات تلخیاں دور کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔اور انتقالِ اقتدار کے متعینہ اصول کے تحت انتخابات محبتِ باہمی،احترامِ انسان اور استحکامِ معاشرہ ووطن کا وسیلہ بنتے ہیں۔دراصل انتخابات کا بدیہی طور پر منشا یہی ہوسکتا ہے۔کہ اختلافاتِ باہمی ختم کئے جائیں اور آوازِ قوم اور فیصلہ کا احترام کیا جائے۔مگر پاکستان میں تجربات اس باب میں ہمیشہ تلخ رہے ہیں۔ہمارے ہاں ہر انتخاب نے کوئی نہ کوئی اخلاقی مسئلہ پیدا کیا ہے۔اور بہ حیثیتِ مجموعی ملت کو چند در چند مسائل میں مبتلا کیا ہے۔ہمارے ہاں ہر انتخاب شبہات وابہامات کے سایوں میں شروع ہوئے ہیں اور شدید احتجاجات اور شدید اختلافات کا عنوان بنے ہیں۔کھویا بہت کچھ ہے پایا جو ہے اس کا کوئی وزن ہے اور نہ اس کی کوئی مقدار۔حتیٰ کہ ان انتخابات کے نتیجے میں ہم اپنے آدھے ملک سے محروم ہوئے ہیں۔

جہاں تک تہذیب وتمدن اسلامی کا تعلق ہے اس میں انتقالِ اقتدار کا ذریعہ نظام شوریٰ رہا ہے۔مگر پاکستان میں ہم اسے بھی اپنے ہاتھوں بے اثر اور بے نتیجہ کر چکے ہیں۔عالمِ اسلام کا ایک اور المیہ یہ رہا ہے کہ یہاں انتقالِ اقتدار کے لئے ہنوز کوئی اس کا اپنا ضابطہ موجود نہیں ہے۔انتقال اقتدار کے لئے جو بھی راہ تجویز ہوئی اسے صحیح قرار دینے والی اور اس کے حق میں فتوے دینے والی جماعتیں موجود رہی ہیں۔

بہ حیثیت ریاستِ اسلامی پاکستان میں انتقالِ اقتدار کا کوئی ایسا ضابطہ ہنوز موجود نہیں ہے کہ جو ہمارے نظریہ حیاتِ ملی کا آئینہ دار ہو۔عملاً ہم اپنے آغاز سے اب تک قرار دادِ مقاصد اور جمہوریت فرنگ کا غیر شرعی نکاح پڑھاتے رہے ہیں جس کے نتیجے میں ہم نے ہمیشہ ناجائز عواقب کا مشاہدہ کیا ہے اور ہم حیات ملی کو استحکام آشنا کرنے میں صریحاً اور قطعاً ناکام رہے ہیں۔انتقال اقتدار جمہوری عمل ہے اور اسے قرار حاصل ہونا چاہیے۔اس کے لئے ہمیں لازماً اصول اور ضوابط وضع کرنے کا دیانت دارانہ فیصلہ کرنا چاہیے تاکہ نظریہ حیات ملی کے حدود میں رہ کر ہم اپنی حیات ملی کو عنوان وفا دے سکیں اور سکون واطمینان کا سامان کرسکیں۔ہم آج نہایت مخدوش اور بڑے مخصوص حالات سے گزر رہے ہیں۔میری رائے یہ ہے کہ یہ حالات موجودہ انتخابات کو ایک بار پھر حالات کو خراب اور فضا کو مسموم کردینے کا سبب بن سکتے ہیں۔

میں یہ رائے رکھتا ہوں کہ ہمیں عین مفاداتِ ملی میں سب سے پہلے یہ غور کرنا چاہیے کہ انتقال اقتدار کا ہم کون سا راستہ اور ضابطہ اختیار کریں گے۔اس کا فیصلہ آسان نہیں ہے اور اس فیصلے کے بغیر اگر قرار داد مقاصد اور جمہوریت فرنگ کا نکاح غیر شرعی پڑھادینے کی راہ اختیار کی گئی تو اس کے نتائج حددرجہ ہولناک ہوسکتے ہیں۔اس لئے میں یہ مشورہ دوں گا کہ کسی تاخیر کے بغیر ایک "قومی حکومت" کو وجود دیا جائے جس میں پاکستان کے تمام سیاسی رہنما شریک ہوں اور یہ قومی حکومت نظریہ حیات ملی کی روشنی میں اور قرار داد مقاصد کی تائید میں انتقالِ اقتدار کے لئے ایک ضابطہ مرتب کرے اور ایک اصول انتخابات کو صورت دے اور پھر اس متفقہ ضابطے کے تحت پاکستان میں انتخابات کرائے جائیں۔ایک میری یہ رائے ہے کہ صدارتی نظامِ حکومت نظام شوریٰ اسلامی سے قریب تر ہے۔قومی حکومت کو اس پر نہایت احتیاط کے ساتھ غور کرنا چاہیے۔پاکستان کے عین مفاد میں یہ ہے کہ ہم صدارتی حکومت اختیار کرنے کا فیصلہ کریں۔

پاکستان کے حالات قطعی طور پر اطمینان بخش نہیں ہیں۔ہمیں اچھی طرح یہ غور کرلینا چاہیے کہ ہمارا کوئی دوست نہیں ہے۔اس لیے ہمیں یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ ہم خود اپنے دوست بن جائیں۔میں پاکستان میں سیاسی جماعتوں سے اور ان کے محترم رہنماؤں سے خلوص واحترام کے ساتھ درخواست کروں گا کہ وہ پاکستان کے عین مفاد میں اختلافات کو ختم کرکے فی الحال ایک قومی حکومت کی تشکیل کا فیصلہ کریں۔

احترامات فراواں: آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۱۴)

۱۲ر مارچ ۱۹۸۹ء (عالمی یوم صحت پر تعلیم صحت کا اہتمام کیا جائے)

مدیر محترم۔ السلام علیکم اور رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عالمی یوم صحت ہر سال ۷ر اپریل کو منایا جاتا ہے۔ عالمی ادارۂ صحت توقع رکھتا ہے کہ دنیا کے تمام ممالک اس دن (۷ر اپریل) کو اہمیت دیں گے اور ہر ملک کے تمام ذرائع ابلاغ "تعلیم صحت" کو بدرجہ کمال واحسن اپنے ابلاغ میں شریک کریں گے۔ اس سال موضوع ہے: آؤ اپنی صحت کی فکر کریں یقیناً نہایت دل چسپ موضوع ہے۔ اس ذیل میں ہم نے ان ہدایات کا اردو ترجمہ کر دیا ہے اور ایک آٹھ ورقہ چھاپ دیا ہے۔ یہ آٹھ ورقہ ہم آپ کی خدمت میں بھجوا رہے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ صحت عامہ کے مفاد میں ۷ر اپریل (۱۹۸۹) کے اپنے موقر جریدے میں یہ دلچسپ ہدایات شائع فرما دیں توقع ہے کہ اصحاب ریڈیو اور ٹیلی وژن بھی اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کے زیر اہتمام پشاور راولپنڈی، لاہور اور کراچی میں "نونہال صحت کانفرنس" کے انتظامات کر لیے گئے ہیں۔ پاکستان میں نونہال صحت کانفرنس اپنی نوعیت کا منفرد پہلا قدم ہے۔ بہ احترامات فراواں آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۱۵)

۲۰ر دسمبر ۱۹۹۲ء (جدید صلیبی جنگ ○ مسلمان سربیا اور بوسنیا کے بچوں کی ذمہ داری قبول کریں)

جناب محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ اخبار ضرور پڑھتے ہیں۔ آپ نے اخبارات میں میرا بیان توجہ سے پڑھا ہوگا۔ میرا بیان جو اخبارات میں شائع ہوا ہے وہ درج ذیل ہے۔ "متمول پاکستانی بوسنیا کے مسلمان بچوں کی ذمہ داری قبول کریں"

ہمدرد فاؤنڈیشن کے صدر اور جامعہ ہمدرد کے چانسلر حکیم محمد سعید نے ایک بیان میں بوسنیا کے مسلمانوں کے قتل عام اور بچوں اور عورتوں کے شدید مصائب پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مہذب اور جمہوریت پسند یورپ میں مسلمان آبادی کے ساتھ آگ اور خون کا یہ کھیل مغربی اقوام کی جمہوریت پسندی اور عوام دوستی کے کھوکھلے دعوؤں کا پردہ چاک کر رہا ہے۔ سیکولرزم کا پرچارک سربیا اپنی افواج کے ذریعہ اور بعض مغربی اقوام کی مدد سے سربیائی مسلمانوں کے جان و مال کے زیاں میں عرصۂ دراز سے مصروف ہے اور عالمی اور علاقائی تنظیمیں محض زبانی جمع خرچ پر اکتفا کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ مسلمان سربیائی بچے مہاجرین بنا کر ایسے ممالک بھیجے جا رہے ہیں۔ جہاں وہ اپنے مذہب اور ثقافتی اقدار سے محروم کر دیئے جائیں گے اور اس طرح یورپ میں لڑی جانے والی "جدید صلیبی جنگ" اپنے انجام کو پالے گی۔ جناب حکیم محمد سعید نے متمول پاکستانیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ "یہ بچہ میرا ہے" کے جذبے کے تحت کم از کم ایک ایک سربیائی بچے کی ذمہ داری قبول کریں تاکہ یہ بچے اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کے قابل رہ سکیں۔

اس دردمندانہ اپیل کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا ہے۔ پاکستان میں صاحبان ثروت نے کوئی توجہ نہیں کی ہے۔ اس خیال سے کہ آپ نے خبر شاید نہیں پڑھی میں نے یہ خط بھجوانا مناسب سمجھا ہے کہ میں نے بوسنیا کے عظیم مسلمان نونہالوں کو پاکستان لانے کے لئے اقوام متحدہ اور اس کے تمام اداروں، یونی سیف وغیرہ سے رابطہ قائم کیا ہے۔ نیز انٹرنیشنل ریڈ کراس، رابطہ عالم اسلامی، موتمر عالم اسلامی، بوسنیا کے صدر محترم اور پاکستان کے صدر محترم وغیرہ سے رابطہ قائم کیا ہے۔

میں نہایت بے چینی سے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا آپ بوسنیا کا ایک مظلوم بچہ گود لینے کو تیار ہیں؟ میں تعداد کا تعین کرنا چاہتا ہوں۔ آپ از راہ

کرم ہاں ناں کا جواب ضرور دیں تا کہ گومگو کی کوئی صورت پیدا نہ ہو اور کار خیر میں کوئی دیر مانع نہ آئے۔
میں ان نونہالان بوسنیا کو مدینۃ الحکمت میں رکھوں گا اور مدینۃ الحکمت سے ان لوگوں کو یہ پیارے بچے دوں گا جوان کو اپنا بچہ بنائیں گے۔ بلاشبہ یہ ہمارے بچے ہیں جو عیسائی مشنری کے ہاں جا رہے ہیں۔ ہم کو ان کا ذمہ دار ہونا چاہئے۔ آپ کے جواب کا بے چینی سے انتظار ہے۔ بہ احترامات فراواں آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۱۶)

۲۸ر دسمبر ۱۹۹۳ء (بچوں کی شادی پر مبارکباد)

عزیز محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے خلوص وانس کا بہ صمیم قلب شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی مسرّتوں میں شرکت کی دعوت دی۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور آپ کی مسرّتوں کو دوام بخشیں اور دُولہا دُلہن کو ہمیشہ اپنے حفظ وامان میں رکھیں اور اُن پر صحت اور مسرتوں کی فراوانیاں فرمائیں میری طرف سے دلی مبارکباد! بہ احترامات فراواں
آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۱۷)

۱۹ر جون ۱۹۹۴ء (ہمدرد وقف کی کارگذاری اور خدمات)

عزیز محترم حضرت مکرم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تہذیب وتمدن اسلامی نیز تعلیمات قرآنی اور شعائر نبوی ﷺ نے مسلمان کی فکری وتہذیبی نمو اس مزاج وشعار کے ساتھ کی ہے کہ مسلمان راسخ صراط مستقیم کو فراموش نہیں کرتا اور اپنی ذات کی نفی کر کے اور اپنی ذات کو فراموش کر کے وہ دوسروں کے آرام کا اہتمام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی آسائشوں کے لئے ہمہ طور اور ہمہ دم اور ہمہ جہت مستعد رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام زندگی اسی فکر وانداز کے ساتھ گزار کر دنیا کے ہر انسان کو مستحسن طریقۂ حیات کی طرف دائما رہنمائی عطا فرمادی ہے۔ اوقاف اسلامی کے قیام کے ہمت افزائی کر کے واقف کو خدمت خلق کی ایک نہایت راسخ راہ بتادی۔ زکواۃ کا نظام اور عشر کا قیام اسی فکر بلند کی عکاسی ہے۔ بہ ایں ہمہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق مشعل راہ بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کو اپنی توفیق سے نوازتا ہے ان کے لئے صراط مستقیم کا سامان بھی کر دیتا ہے۔ سلامتی نیت کی دولت عطا کر کے خدمت خلق کے میدانوں میں اپنے چنندہ بندوں کو بہ ہمہ توانائیاں مستعد کر دیتا ہے۔
ہمدرد۔۔ وقف اسلامی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سرشار ہے اور شعائر اسلامی کی روح کے ساتھ خدمت کے میدانوں میں سرگرم عمل ہے۔ ہمدرد فاؤنڈیشن کی ایک رپورٹ (1993-1954) آپ کی خدمت میں بھجوائی جا چکی ہے ازراہ کرم آپ اس پر ایک نگاہ عمیق ڈال لیجیے۔ ہمدرد کے لئے یقیناً آپ کے دل سے دعا نکلے گی اور آپ کا دل چاہے گا کہ خدمت خلق کی آسودگی وآسائش کے لیے ہر انسان ایسی ہی راہیں اختیار کرے۔ ہمدرد کا آغاز 1948 میں 10 فیٹ کے کمرے سے ہوا تھا جہاں ساڑھے بارہ روپے ماہانہ کرائے کا فرنیچر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ روح فکر اسلام سے نوازا۔
ہمدرد وقف قائم ہوا اور اس وقف نے گذشتہ سالوں میں صحت کے میدانوں میں، 92,179,522، تعلیم کے میدانوں میں 165,237,735، سائنس کے میدانوں میں 6,210,677، تعمیر نونہالان وطن کے لئے 148,127,331، تعمیر اذہان ملی پر 30,676,096، متفرقات 53,345,529، مدینۃ الحکمت۔ شہر علم وثقافت وسائنس 138,844,296، کل

634,621,186روپے خرچ کرنے کا فخر حاصل کیا۔فخر کا لفظ گراں ہے۔درحقیقت یہ مقام شکر ہے۔اللہ تعالیٰ کا ہم شکرادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمدرد وقف اسلامی کو خدمت خلق کی توفیق عطا فرمائی اوراب سلامتی ٔیت نے ہمدرد کو بانی مدینہ الحکمت کا شرف عطا فرمادیا ہے۔عزیز محترم! ہم آپ سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔اپنی عبادات میں آپ تکمیل مدینہ الحکمۃ کی دعا فرماتے رہیے گا۔موقع مل جائے اوروقت تو مدینہ الحکمت تشریف لاکر رہنمائی عطا فرمائیے گا۔جزاک اللہ فی دارین خیرا۔بہ احترامات فراواں آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۱۸)

(طب عربی کے فروغ کیلئے ہمدرد وقف کی کوششیں)

۲۷رجون ۱۹۹۴ء

عالی جناب محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔طب عربی، جو یقیناً طب نبوی ﷺ کے روحانی فیض سے سرشار ہے، دنیا بھر میں غیر مطبوع ہو چکی تھی۔ایک طرف خود ہم اپنے ورثہ ملی سے غافل ہوئے تو دوسری طرف مغرب نے عصری طب کا چرچا کرکے نہ صرف دنیائے اسلام میں طب عربی کی ماندگی کا سامان کیا بلکہ طب چینی کو چین میں ممنوع قرار دینے کی کوشش کی اور ہندی طب پر غلبہ حاصل کرلیا۔طب عربی دنیائے عرب میں ممنوع قرار پائی۔

یہ سائنس کا انداز فکر نہ تھا بلکہ یہ صنعتی برتری اور معاشی واقتصادی بلندی کی ایک کوشش تھی جو کل ہوئی اور آج بھی جاری ہے۔برصغیر میں اور پھر پاکستان میں ہمدرد کو یہ توفیق الٰہی نصیب ہوئی کہ آج طب عربی کو دنیا تسلیم کرتی ہے۔ازراہ کرم ذرا ہمدرد کی مطبوعات کی فہرست ملاحظہ فرمائیے کہ تنہا اس وقف اسلامی نے دنیا کے لئے کس قدر عظیم وکثیر لٹریچر تیار کرکے دنیا کی ہر قابل ذکر لائبریریوں تک پہنچادیا ہے۔

اسلام کا میدان ہو یا طب صحت کا، تاریخ سائنس کا میدان ہو یا اخلاق وکردار کا، ہمدرد وقف اسلامی نے عالمی سطح پر ایسی خدمات سرانجام دی ہیں جس کا وزن دنیا نے تسلیم کیا ہے۔کم ازکم ایک سو عالمی سائنسی کنگرسوں میں ہمدرد کے مقالات اس جدوجہد پر گواہ ہیں اور شاہد عادل۔

ہم آپ کی خدمت میں چند جرائد ورسائل ہمدرد بھجوانے کا شرف حاصل کررہے ہیں۔یہ ہمدرد وقف اسلامی کی عالمی سطح پر جدوجہد کا عنوان جلی ہیں۔ہم اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمدرد وقف اسلامی کو یہ توفیق عطا فرمائی۔آخر میں آپ سے استدعا ہے کہ آپ اپنی عبادتوں میں ہمدرد وقف اسلامی کے لئے دعائیں فرمائیے گا۔اب ہمدرد وقف نے مدینۃ الحکمۃ کو اپنا مقصد بنالیا ہے۔سرزمین پاکستان پر تاریخ ساز مدینۃ الحکمۃ سربلندی تہذیب وتمدن اسلامی کا عنوان بنے۔آمین بہ احترامات فراواں آپ کا مخلص: حکیم محمد سعید

(۱۹)

(تعلیم وتربیت سے محروم نونہالان وطن O ہزیمت خوردہ قوم مستقبل کا سوچھے O سیمینار میں شرکت کی دعوت)

یکم رجون ۱۹۹۶ء

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔پاکستان کے کم ازکم ۶۵ ملیون نونہال اس وقت بھی حکومت اور قوم دونوں کی عدم توجہی کے شاکی ہیں۔ان میں سے ۲۵ فیصد نونہال تعلیم سے آراستہ ہورہے ہیں۔مگر تربیت سے محروم ہیں جب کہ تربیت کو تعلیم پر فوقیت حاصل ہے۔پاکستان کے ۷۵ فیصد نونہال اس وقت تعلیم اور تربیت دونوں سے محروم ہیں۔اس لئے محروم ہیں کہ حکومت ہائے پاکستان نے کہا جاتا ہے کہ تعلیم کے لئے مختص رقوم کو صحیح استعمال نہیں کیا ہے۔اوراس سے عیاں یہ ہیں کہ ہمیں اپنے عظیم نونہالوں سے بہ حیثیت مجموعی کوئی محبت نہیں ہے۔پاکستان کا دولت مند، زمیندار، صنعت کار اور وڈیرا نونہالان وطن سے اپنی دولت اور اپنے عظمت ورفعت کے لئے محنت مزدوری تو کراتا ہے مگر مزدور اور محنت کش نونہالوں کو نہ تعلیم دیتا ہے اور نہ راحت۔

اس وقت عدم تعلیم وتربیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ پاکستان حالاتِ بد کی شدید گرفت میں ہے۔ پاکستان بالتدریج آزادی فکراور حریت عمل سے محروم ہورہا ہے۔ ہر شعبۂ زندگی میں ان طاقتوں کی شدید گرفت میں آرہا ہے کہ جو دوست نہیں ہیں۔ وہ طاقتیں ممالک خلیج وعرب کو فتح کر چکی ہیں اور وہاں دین اسلام کو تاراج کرنے کے لیے ہر ممکن قدم اٹھارہی ہیں۔

پاکستان کا ہر لیڈر پرانا اور نیا دونوں ان طاقتوں کے مفتوح ہیں۔ فکر یہود طاری ہوتا چلا جارہا ہے۔ نصاریٰ کی گرفت روز بروز مضبوط ہوتی جارہی ہے۔ آج پاکستان کے کسی لیڈر کو وہ پرانا ہو یا تازہ بتازہ یہود ونصاریٰ کے خلاف ایک لفظ بولنے کی جرأت نہیں ہے۔ ان کی یہ جرأت خریدی جاچکی ہے۔ مستقبل میں ایک یہود نواز نصاریٰ قماش قیادت پاکستان پر مسلط کردینے کی تیاریاں زور وشور سے جاری ہیں۔ پاکستان کی نابینا صحافت اس کو ہوائیں دے رہی ہے۔

پاکستان کے مستقبل کو تاریکیوں سے بچانے اور نکالنے کے لئے ایک طاقت کی تربیت ایک قومی اور ملی فریضہ ہے۔ مستقبل کی طاقت وطن کے عظیم نونہال ہیں۔ پاکستان کے اہل فکر ونظر کو بیدار ہونا چاہئے۔ اُدباء وشعرا کو سوچنا چاہیے۔ اہلِ ثروت کو اپنے ذمہ داری محسوس کرنی چاہیے۔ اہل قلم کو زندگی کا ثبوت دینا چاہیےاور تربیت نونہالان کے لئے فلم کو بھی ذریعہ بنانا چاہیے۔ تقاضا یہ ہے کہ پے درپے ایسی فلمز تیار کی جائیں اور ایسے ڈرامے اسٹیج کیے جائیں جو آج کے نونہالوں کو مستقبل کے پاکستان کا محافظ بنادیں۔ کثرت سے ایسا نونہال ادب شائع کیا جائے کہ جو نونہال کو مستقبل کا درس دے سکے۔ پاکستان کی موجودہ سیاست وقیادت تو زیرکی جاچکی ہے۔ یہ پاکستان کی حفاظت کرنے کی اہل نہیں رہی ہے۔ مگر اس ہزیمت خوردہ قوم کو آنے والے وقت کے لئے ایک فوج کا سامان کرلینا چاہیے تاکہ وہ پاکستان کو گرداب سے نکال سکے۔

میں آج کی بات نہیں کررہا ہوں۔ میں مستقبل کا سامان کرنے کی دعوت دے رہا ہوں۔ کیا آپ کو میری رائے سے اتفاق ہے کہ ہمیں حفظِ پاکستان کے لئے آج کے نونہال کو کل کا محافظ وطن بنانے کا سامان کرنا چاہیے؟

کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں کہ میری دعوت پر آپ ایک روزہ سیمینار میں شرکت کریں جس کے مدعوئین اہل فکر ونظر، صاحبان قلم، فلم پروڈیوسر، اہل قلب وثروت، صاحبان جرأت وہمت ہوں گے؟

اس میٹنگ میں ہم غور کریں گے کہ نونہالوں کے مخصوص اجتماعات کیلئے، سینما ہالوں کے لئے، وی سی آر کے لئے اور ٹیلی وژن کے لئے جلداز جلد ایسی دل چسپ فلمز تیار کریں جو آج کے نونہال کو فکر فردا کے لئے تیار کردیں۔ اس میٹنگ میں اصحاب صحافت بھی مدعو ہوں گے جن سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے جرائد ورسائل کے صفحات نونہالان کے لئے پُر مقصد بنائیں اور ان کو مستقبل کا شعور دیں۔ اس میٹنگ میں اربابِ الیکٹرونک میڈیا بھی مدعو ہوں گے تاکہ وہ ان کے فرائض سے آگاہ ہوسکیں۔ شعرا واُدباء کرام بھی شرکت فرمائیں گے۔ حضرات علماء بھی۔

اس سیمینار کا انتظام میں کروں گا اور پورے احترامات کے ساتھ کروں گا۔ یہ ایک روزہ سیمینار ہوگا۔ اس کا ایک نہایت اہم ایجنڈا ہوگا۔ ازراہِ کرم ایجنڈے کے لئے نکات فکر اگر آپ کے ذہن میں ہوں تو ان سے مجھے مطلع فرمائیں تاکہ ہم اپنے وقت کا نہایت صحت کے ساتھ استعمال کریں۔ میں نہایت بے چینی کے ساتھ آپ کے جواب کا انتظار کروں گا۔ بہ احترامات فراواں آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۲۰)

۱۸ رمئی ۱۹۹۶ء (اپنا مقدس ووٹ امانت سمجھیں O پاکستان کے دردناک حالات کو بدلنا ضروری ہے)

عزیز محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قرآن حکیم نے تو صاف صاف کہہ دیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تمھارے طور طریق صحیح نہ رہے

اورتم اپنے مرکز سے دور ہو گئے تو نہ صرف یہ کہ تم تہذیب وتمدن اسلامی سے خارج ہو جاؤ گے، ثقافت اسلامی کو ترک کر کے فحش میں گرفتار ہو جاؤ گے اور اخلاق وکردار سے محروم ہو کر مرقع نفرت ہو جاؤ گے۔ پھر تم پر ایسی ہی قیادت مسلط کر دی جائے گی جیسے تم ہو۔ اور پھر صفحۂ ارض پر تم ایک بے وقار بوجھ بن جاؤ گے۔ عزت وآبرو سے محروم۔ خودی اور خودداری سے عاری۔ حریت کے حفظ وبقا سے غافل۔ حریص دولت قناعت سے ماوریٰ۔ کیا پاکستان میں آج ہم اسی صورت حال سے دوچار نہیں ہیں؟

ایک باعزت اور ایک مسلمان کی زندگی گزارنے کے لیے اور صف اقوام عالم میں افتخار وامتیاز کے ساتھ کھڑے ہونے کے لئے پاکستان میں ان نہایت دردناک حالات کو بدلنا ضروری ہے۔ اس کے لئے ایک طرف نہایت توجہ اور شدومد کے ساتھ پاکستان کے تعلیمی نظام اور نصاب کو بدلنا ضروری ہے کہ اس کے بغیر فلاح کا کوئی تصور ممکن نہیں ہے اور اصلاح حال کے لئے نام نہاد کوئی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ تو دوسری طرف فکر وذہن ملت کو اس کے لئے تیار کرنا ہے کہ آنے والے لازمی انتخابات کے لئے صرف ایسے افراد واشخاص کے لئے اپنا مقدس ووٹ استعمال کریں جو بے ایمان نہ ہوں۔ صادق سیاست داں ہوں۔ ہرگز اپنا مقدس ووٹ فاسق دولت دار کو نہ دیں، فاجر رہنما کو نہ دیں۔ "اقدار حیات" کے مضامین کسی نہ کسی حد تک فکر کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ ان مضامین سے آپ بلا اجازت اور بلا تکلف استفادہ کر سکتے ہیں۔ بہ احترامات فراواں آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۲۱)

(سرکار دوجہان کی غربت اور قناعت کی زندگی O ۱۲ ربیع الاول پارلیمنٹ کو روح اسلام کا مظہر بنادیں)

یکم ربیع الاول ۱۴۱۷ ہجری، ۱۸ جولائی ۱۹۹۶ء

عزیز گرامی رکن پارلیمانی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۹ تا ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۷ ہجری پشاور، راولپنڈی، لاہور اور کراچی میں "نونہال اسمبلی" کے خصوصی اجلاس ہو رہے ہیں۔ ان کیلئے جو دعوت نامہ جاری ہوا ہے اس کی عبارت آپ کی بے حد توجہ کیلئے درج ذیل ہے۔

بارہ ربیع الاول انسانیت کی سال گرہ کا دن ہے۔ اس روز ایک ایسے انسان نے دنیا میں قدم رکھا جس نے شہنشاہ کائنات جل جلالہ کا پسندیدہ ترین پیغام بر ہونے کے باوجود غربت میں آنکھ کھولی اور دنیا کا سب سے بڑا انسان ہونے کے باوجود ساری زندگی غربت میں گزاری۔ اللہ کا وہ رسول ﷺ جس نے عرب کے پاپیادہ بدوؤں کو دنیا کی امامت کا درس دیا، تعمیر جہاں کے لئے رہنمائی دی اور عالم کی حکمرانی کا سبق سکھایا خود فقر پر فخر کرتے رہے اور ساری زندگی ایک جھونپڑی میں بسر کی۔ اس طرح اس انسان عظیم وکبیر نے غربت کے ساتھ قناعت کا وہ درس دیا جس کی آج کی دنیا کو اور آج کے پاکستان کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ میں نے عالی مرتبت محترمہ وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان کو مشورہ دیا ہے کہ وہ از راہ لطف وکرم اور روح اسلام کی روشنی میں غور فرمائیں اور ۱۲ ربیع الاول کو پارلیمان ملی اور سینٹ کا ایک اجلاس خصوصی طلب فرمائیں۔ اس کا عنوان "سنت رسول اللہ ﷺ" رکھا جائے اور سنت کی روشنی میں پارلیمان اور سینٹ نیز صوبائی اسمبلیوں کے لئے ایک مستقبل کا لائحۂ عمل طے کر لیا جائے۔

مجھے یقین ہے کہ عالی مرتبت محترمہ اور آں محترم میری اس رائے سے اتفاق فرمائیں اور ۱۲ ربیع الاول کو جشن کی بدعت سے گریز کر کے نہایت متانت، نہایت سنجیدگی کے ساتھ پارلیمان کو روح اسلام کا مظہر بنائیں گے۔ بہ احترامات فراواں

آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۲۲)

(یوم نزول قرآن O یوم قیام پاکستان)

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۷ ہجری

عزیز محترم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آج الحمدللہ ایک نہیں، کئی مبارک بادیاں!

☆ یوم قیام پاکستان۔۲۷ رمضان۔عید پاکستان مبارک! ☆ عیدالفطر مبارک!

☆ عید کامرانی، رکنیت اسمبلی ملی مبارک!

رکنیت پارلیمان ملی لاریب ایک اعزاز ہے اور اکرام ہے۔حق تعالیٰ جل شانہ کا آپ پر کرم ہے۔زندگی کا ایک بڑا انعام ہے۔حکومت کا اعلیٰ مقام ہے۔تعمیر پاکستان کے لے پیغام ہے۔یہ ایک بڑی ذمہ داری ہے کہ جو آپ نے خود قبول فرمائی ہے۔یہ ایک بڑا امتحان ہے جس میں خود کو آپ نے اپنی منشاء مرضی سے ڈالا ہے۔ایک چیلنج ہے جس سے آپ کو عہدہ برآ ہونا ہے۔میں نہایت خلوص دل کے ساتھ آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کو اپنی توفیق سے نوازیں اور

☆ آپ پاکستان کے نظام تعلیم کو انقلاب سے آشنا کریں کہ اس کے بغیر اسلامی انقلاب ممکن نہیں۔

☆ آپ پاکستان کے نظام معاش واقتصاد کو درست کریں۔ ☆ آپ قرضوں سے اس ریاست اسلامی کو نجات دلائیں۔

☆ صحت فکری، صحت جسمانی، صحت روحانی اور صحت عملی آپ کے اہداف ہوں۔

☆ تعمیر وترقی پاکستان آپ کا مقدر رہو۔ ☆ آپ کا ملا نفی ذات کر کے پاکستان کی عظمت ورفعت کا سامان کریں۔

بہ احترامات فراواں آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۲۳)

(عید پر پیغام)

جناب محترم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کی خدمت میں عید پاکستان اور عیدالفطر کی دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔چند سادہ عید کارڈ آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔ان میں جو پیغام درج ہے وہ پاکستان کے دل کی آواز ہے۔اسے بازگشت بن کر نہیں رہ جانا ہے۔اسے بستی بستی پھیلنا اور صحرا بہ صحرا پھیلانا ہے۔اسے وطن عزیز کے ہر دل کی دھڑکن بننا ہے۔

چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ایک تخم سادہ وخشک سے لاکھوں نہال، زندگی پاتے ہیں۔غنچۂ نوشگفتہ کا سرور وانبساط، قلب مردہ کو حیات نو کا پیغام دیتا ہے۔یہ قدرت کے انعام کا تسلسل ہے۔اسے جاری رکھنا چاہیے۔یہ ہمارا آپ کا فریضہ ہے۔

اپنے احباب کو اس سال عید کی مبارک باد، انہیں عید کارڈوں کے توسط سے پہنچایئے تا کہ یہ پیغام ان تک اور پھر ہر ایک تک پہنچ جائے۔

آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۲۴)

(گلستان علم ودانش مدینۃ الحکمت کے سنگ بنیاد پر مبارکباد کا جواب)

عزیز محترم سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مدینۃ الحکمۃ کے خشت ہائے اول رکھے جانے پر آپ نے مبارک باد سے نوازا۔میں اس کے لئے آپ کا ممنون ہوں۔منصوبہ بہت بڑا اور وسیع ہے۔لیکن الحمدللہ میرے عزائم بھی کم نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فضل، اس کی توفیق اور آپ جیسے احباب اور رفقاء کا تعاون شامل حال رہا تو انشاء اللہ یہ گلستان علم ودانش بہت جلد تعمیر وتکمیل کے مراحل طے کر لے گا۔

آپ کی دعاؤں اور نیک تمناؤں کے لیے ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کا مخلص حکیم محمد سعید

(۲۵)

(پاکستان کا تحفظ و دفاع ملت پاکستانیہ کا مقدس فریضہ)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب ۔السلام علیکم اورحمۃ اللہ و برکاتہ۔۲۷ رمضان کو یوم نزولِ قرآن اور شب قدر کی مقدس و متبرک ساعتوں میں قائم ہونے والی ریاستِ اسلامی پاکستان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عطیہ ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ رحمٰن میں بیان کردہ ہر نعمت سے اسے سرفراز فرمایا ہے۔اس عظیم ورفیع ریاستِ اسلامی کا تحفظ ملتِ پاکستانیہ کا ایمان ہے اوراس جنتِ ارضی کا نظریاتی اور جغرافیائی دفاع امتِ مسلمہ پاکستان کا ایک مقدس فریضہ ہے۔ماہِ ستمبر پاکستان کے دفاع میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔اس عزم کا اعادہ ہر فردِملت کے لئے ضروری ہے کہ ہم دفاعِ پاکستان کے ہر ہر تقاضے کی اہمیت اورافادیت کومحسوس کریں اور ہر شعبۂ زندگی میں اور ہر شعبۂ علم وحکمت میں اپنے اقدامات کوصراطِ مستقیم دیں۔اس ماہ شامِ ہمدرد کا موضوعِ فکر یہی ہے۔میں فکر وعمل کی اس مجلسِ ملی میں آپ کوشرکت کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ کا مخلص حکیم محمد سعید صدر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان

(۲۶)

(مقصد زندگی کی اشاعت)

محترمی مکرمی جناب مدیر محترم ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کی خدمت اقدس میں "مقصد زندگی" ارسال ہے۔جو حال ہی میں "دارالسعید" سے شائع کیا گیا ہے۔الحمدللہ تبارک وتعالیٰ۔قریب ۵/۶ سال سے "دارالسعید" سے احیائے سنت مطہرہ ومبارکہ کی حقیر سی کوشش اللہ کریم کے فضل وکرم سے جاری ہے۔جسے نہ صرف وطن عزیز پاکستان کے علمائے ربانی نے بلکہ انڈیا اور بنگلہ دیش کے بزرگوں نے بھی پسند فرمایا اوراس سلسلہ خیر کوان بزرگوں کی شفقت اوردعائیں حاصل ہیں۔اللھم زدفزد۔

مودبانہ درخواست ہے کہ "الحق" کی قریبی اشاعت میں مہربانی فرماکر "مقصد زندگی" پر تبصرہ شائع فرمادیں۔واجب الاحترام بزرگوں کی خدمت اقدس میں سلام مسنونہ کے بعد دعاؤں کی درخواست ہے۔ والسلام مع الاکرام محتاج دعا محمد سعید عفی عنہ

(۲۷)

(علم وحکمت کا دور دورہ)

عزیز محترم حضرت مولانا صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔علم وحکمت کے میدانوں میں اعتراف اورفنون وادب کے لیے اعتراف رفعت کی موجودہ فضاو پیش رفت بہر لحاظ قابل قدر اور لائق تحسین ہے۔مجھے یقین کامل ہے کہ وہ وقت زیادہ دورنہیں ہے کہ جب پاکستان میں علم کا دور دورہ ہوگا اور ہم عالم عظمت ورفعت سے ہم کنار ہوں گے۔درحقیقت یہی وہ فضا ہوگی اور یہی وہ وقت ہوگا کہ پاکستان علم وعالم کی محبت سے سرشار ہوکر صف اقوام عالم میں اپنا مقام بلند ورفیع پائے گا اور خواب مقصدیت پاکستان شرمندہ تعبیر ہوگا۔حکومت وقت اس باب میں بے حد سنجیدہ ہے۔ آپ کے اعزاز واکرام میں آپکو دلی مبارک باد دیتا ہوں۔ احترامات آپکا مخلص حکم محمد سعید

(۲۸)

(غریب معصوم نونہالوں کیلئے تعلیم کا اہتمام)

یہ بدعت پاکستان سمیت بہت سے غافل ایشیائی ممالک میں جاری وساری ہے کہ رؤسا وامراء، نیز صاحبان استطاعت اپنے گھروں میں نونہالوں کو بہ طور گھریلو ملازم رکھتے ہیں۔اکثر وبیشتر حالات میں ان معصوم نونہالوں سے جو کام لیے جاتے ہیں وہ دولت مندوں کے بچوں کو کھلانا، گھر کی صفائیاں کرنا، بازاروں سے سودا سلف خرید کرلانا وغیرہ ہیں۔معصوم نونہالوں سے ان کی غربت کے جرم میں امیر گھرانوں میں

پست درجہ کام کرانا بجائے خود قابل توجہ ہے مگر اس سے زیادہ غیر ہمدردانہ رویہ یہ ہے کہ ان نونہال نوکروں کو تعلیم سے محروم رکھا جارہا ہے۔ امیروں رئیسوں کے جن بچوں کی یہ غریب نونہال خدمتیں کرتے ہیں وہ تو اعلیٰ درجے کی تعلیم کررہے ہیں، مگر غریب نونہال تعلیم سے محروم رہتے ہیں۔

عزیز محترم! میں آپ سے سوز دل واحترام کے ساتھ درخواست کروں گا کہ آپ ان غریب نونہالوں کو اپنی اولاد سمجھئے اور ان پر بھی تعلیم کے دروازے کھول دیجئے، یہ غریب نونہال بھی آپ کی توجہ سے پڑھ لیں گے آپ کا سایۂ عاطفت ان کو بھی تعلیم سے آراستہ کردے گا۔ اللہ تعالیٰ اپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ حکیم محمد سعید

(۲۹)

(یونیسکو کا اردو ایڈیشن پیامی)

یونیسکو" کوریئر" یونیسکو کا ایک نہایت مقبول اور کثیر الاشاعت جریدۂ ماہنامہ ہے۔ اور اب یہ دنیا کی ۳۵ زبانوں میں پوری یکسانیت کے ساتھ شائع ہوتا ہے یونیسکو سے ہمدرد کے گہرے روابط و مراسم ہیں۔ اس لئے یونیسکو کوریئر کا اردو ایڈیشن "پیامی" کی ذمہ داری میں نے قبول کرلی۔ اس میں وزارت تعلیم پاکستان نے مصارف برداری کے جذبۂ عالیہ سے سرشاری کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ ادارت، تراجم طباعت واشاعت کی نہایت اہم ذمہ داری تمام ہمدرد کی ہے۔

پاکستان تمام اہل علم و دانش اور تمام صاحبان علم و حکمت کی رائے یہ ہے کہ "پیامی" کے ذریعہ سے زبان اردو کی ثروت میں ناقابل فراموش اضافہ ہوا ہے اردو زبان میں جو علوم و فنون، تعلیم سائنس اور ثقافت نہ تھے۔ "پیامی" کی وجہ سے وہ اردو میں آگئے ہیں ان حقائق نے مجھے گذشتہ بارہ سال سے اس خدمت علم و فن اور ثروت زبان اردو کے لئے مصروف رکھا ہے۔ میں یہ خدمت پورے خلوص سے سرانجام دے رہا ہوں۔ میرے دل نے چاہا کہ اس مسرت میں آپ کو بھی شریک کرلیں۔ "پیامی" کا نومبر ۱۹۸۸ء کا شمارہ ہدیۃً بھجوا رہا ہوں اگر آپ نے اس سے اظہار دلچسپی کیا تو کوشش کروں گا کہ ہر ماہ یہ آپ کو بھجواتا رہوں داد نہیں چاہتا خواہش رکھتا ہوں کہ پاکستان میں کوئی تو اسے پڑھے۔ ایک بات یہ بتانی ہے کہ علمی وادبی عظمت کے باوصف "پیامی" بہ اعتبار طباعت بھی پاکستان کا ایک منفرد جریدہ ہے ایک بار پیرس میں پیرس ایڈیشن سے مقابلہ ہوا تو پاکستان کو اول درجہ ملا۔ حکیم محمد سعید چیئرمین ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی

(۳۰)

(دو قمری مہینوں کا صحیح تلفظ اور وجہ تسمیہ)

صحت تلفظ کا مسئلہ لسانی، ادبی اور علمی اعتبار سے خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ کچھ تو اس لئے کہ غلط تلفظ سے معنوی تغیر پیدا ہوجاتا ہے اور کچھ اس لئے کہ بعض الفاظ کی معنویت کا تاریخی پس منظر نگاہوں کے سامنے نہیں آتا۔

ایسے ہی الفاظ میں دو قمری مہینوں کے نام ہیں جن کے تلفظ میں عام طور پر غلطیاں واقع ہوتی ہیں اور وہ ہیں جُمادی الاول اور جُمادی الآخرہ بعض لوگ اسے بہ فتح جیم جَمادی بولتے ہیں۔ جب کہ اس کا صحیح تلفظ بہ ضم جیم جُمادی ہے اور اس میں معنویت کے ساتھ ساتھ اسکی وجہ تسمیہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

دوسری غلطی یہ ہوتی ہے کہ بعض لوگ اسے جمادی الاول کہتے ہیں حالانکہ عربی قواعد کے مطابق تانیث کی وجہ سے اس کی صفت اولی اور اُخری یا آخرہ اور ثانیہ آنی چاہئے۔ ان تمام معنوی اور تاریخی مضمرات کی طرف مستند عربی لغات سے چند اشارات پیش خدمت ہیں۔ یقین ہے کہ یہ تصیحات تلفظ میں معاون ثابت ہوں گے۔

"قمری مہینے ایسے ہیں جنکے نام جُمادی الاولیٰ اور جُمادی الاخریٰ یا جُمادی الثانیہ ہیں وجہ تسمیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے مسعودی نے لکھا ہے کہ جس زمانے میں یہ نام رکھے گئے تھے ان دونوں مہینوں میں پانی سوکھ جایا کرتا تھا۔(المسعودی، مروج الذہب المجلد الثانی مطبع السعادہ مصر)

۱۔ جُمادی الجمود الماء فیہ۔ یعنی پانی سوکھ جانے کی وجہ سے ان مہینوں کے نام جمادی الاولیٰ اور جمادی الاخری رکھے گئے۔(ابن منظور لسان العرب)

۲۔ جُمادی حُباری کے وزن پر ہے۔ یہ دو مہینوں کے نام ہیں جُمادی الاولی اور جُمادی الاخری۔(منتہی الارب ج۱۔ بہ ضمن ج م د۔ ترجمہ فارسی قاموس المحیط۔ ادرہ اسلامیات انارکلی لاہور)

۳۔ عربی مہینوں کے دو نام مئونث ہیں اعراب کیساتھ یہ نام اس طرح درج ہیں۔ جُمادی (جمع جُمادیات بنائی ہے)۔ (اقرب الموارد۔ مطبوعہ بیروت ۱۸۸۹ء) (حکیم محمد سعید ہمدرد)

(۳۱)

(طب مشرقی کے خلاف سازشیں)

جناب محترم! مجھے اندازہ نہیں ہے کہ آپ کے نقوشِ ذہن پر یہ ابھار ہنوز موجود ہیں یا نہیں کہ اس انجمن کا ایک طبی وفد ۱۹۶۳ء میں چین گیا تھا۔ اس وفد کے قائد کے حیثیت سے میں نے ایک طویل و مفصل اور مثالی رپورٹ صدر مملکت کو پیش کی تھی اور پھر ایک کتاب "مڈیسن ان چائنا" تصنیف کی تھی (۴۲۵ صفحات) اور پھر اس انجمن کی دعوت پر ۱۹۶۶ء میں حکومت چین نے ایک طبی وفد بھیجا تھا جس کی میزبان پاکستان میں یہی انجمن تھی اور جس کے اعلیٰ حسنِ میزبانی کے نقوش وزارتِ خارجہ کے فائلوں میں مثال و تقلید کے لئے موجود ہیں۔

ہمدرد صحت بابت جولائی ۱۹۷۱ء آپ کی خدمت میں پہنچ چکا ہے جس کے صفحات ۲۲ تا ۲۵ آپ کی توجہ کے لائق ہیں۔ اور جو "چین" با تصویر کی اس سال کی آخری اشاعت سے ماخوذ ہیں۔ اگر آپ ان صفحات کو ملاحظہ فرمالیں گے تو میں جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ بالکل واضح ہو جائے گی، یعنی یہ کہ ہمیں اپنی دونوں ٹانگوں پر کھڑا ہونا چاہیئے۔

<u>چین عالمی توجہ کا مرکز:</u> چین پر قدامت اور دقیانوسیت کی پھبتی اب کسی حال میں نہیں کسی جا سکتی۔ وہ ہمارے ایک سال بعد آزاد ہونے والا ملک آج سارے عالم کے لئے مرکزِ توجہ بن چکا ہے اور دنیا کی سب سے بڑی اور طاقتور اقوام کے سامنے سینہ سپر ہو چکا ہے۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا ملک جو اقوامِ عالم کو امداد و رہنمائی دینے کی پوزیشن میں ہے اور جو تحقیق اور ریسرچ کے میدان میں دنیا کی کسی طاقت سے پیچھے نہیں ہے اپنے مسائل صحت کا حل دونوں ٹانگوں پر کھڑا ہونے میں ہی پاتا ہے یعنی طبِ مشرقی اور طب مغربی دونوں سے بھرپور استفادہ کر رہا ہے۔

آخر ہم میں کون سا سرخاب کا پر لگ گیا ہے کہ ہم منظم طور پر طبِ مشرقی کے خلاف سازشیں اور صف آرائی کر کر کے اور عطائیت کی تہمت لگا کر اسے تباہ کر دینے کی فکر میں ہیں اور ذرہ برابر اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ ہمارا یہ فعل جسے ہم آزادی کے بعد گذشتہ ۲۴ برس سے تواتر و تسلسل کے ساتھ دہرا رہے ہیں ہرگز مفاد صحت ملی میں نہیں ہے اور ہرگز یہ ہمیں خود اعتمادی اور خود کفالتی کی منزل تک نہیں پہنچا سکتا۔

کیا یہ سمجھا جائے کہ جو قوم اپنے نظریۂ ملی کی حفاظت سے عاری و عاجز ہو چکی ہے اس کا کردار یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی قومی ورثوں اپنی تہذیب و ثقافت اور حتی کہ صحت ملی تک سے صرفِ نظر کرے۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں زوالِ امت کے اس المیہ پر فوراً غور کرنا چاہیئے۔

آپ کا مخلص حکیم محمد سعید ہمدرد۔ کراچی

(۳۲)

(شریعت بل کے حوالہ سے ایک تاریخی خط O نواز شریف اور مسلم لیگی حکمرانوں کی شریعت بل کے ساتھ ڈرامہ بازی)

حکیم محمد سعید شہیدؒ صاحب کا شریعت بل کے حوالہ سے ایک تاریخی خط جو انہوں نے ۱۹۹۱ء میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے نام بھیجا تھا اس وقت سینٹ آف پاکستان میں مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے شریعت بل پیش کیا تھا اور پھر بڑی جدوجہد کے بعد بالآخر سینٹ آف پاکستان نے اس کو بھاری اکثریت کیساتھ منظور بھی کیا تھا، لیکن قومی اسمبلی کے فلور پر موجودہ مسلم لیگی حکمران (نواز شریف وغیرہ) نے ترامیم کرا کر اسکی اصل روح اور افادیت ختم کر دی تھی اب دوبارہ بھی انہوں نے شریعت بل کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے۔ حکمرانوں کی ان ڈرامہ بازیوں پر حکیم صاحبؒ نے روشنی ڈالی ہے۔

جناب محترم مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے آٹوگرافس کے ساتھ "شریعت بل کا معرکہ" کا نسخہ مل گیا ہے۔ میں اس لطف وکرم کے لئے ممنون ہوں۔ یقیناً یہ ایک نہایت مفید ریکارڈ ہے کہ جو یکجا ہو گیا ہے۔

<u>شریعت بل کی جدوجہد کو احتیاط اور احترام سے دیکھتا ہوں:</u> شریعت بل کے بارے میں آپ کی جدوجہد کو بہت احتیاط واحترام کے ساتھ دیکھتا رہا ہوں اور موجودہ ترامیم کردہ بل سے آپ کی بے اطمینانی بھی مجھے معلوم ہے۔ پاکستان میں نفاذ شریعت کے باب میں یقیناً سیاسی جذبہ (پولیٹیکل ول) لازمی ہے اور اقتدار کا مزاج یقیناً نظام شریعت اسلامی سے علی الاعلان ہم آہنگ ہونا چاہئے کہ اس کے بغیر دوسرے اقدامات کے غیر مؤثر ہونے کے خطرات لاحق رہتے ہیں۔ بہ ایں ہمہ میں یہ رائے رکھتا ہوں کہ فقط پارلیمان کے فیصلے یا محض اسمبلیوں کی قراردادیں یا سیاسی بیانات یا تنقیدیں اور تبصرے مسئلے کا حل نہیں ہو سکتے۔ نفاذ شریعت کے لئے ایک مربوط منصوبے کو حتمی صورت دے کر اس پر احتیاط سے پہل قدمیاں اور پیش قدمیاں ہی صحیح حل ہیں۔ مجھے شبہ ہے کہ صاحبان فکر ونظر نے مسئلہ اہم پر ہنوز اس انداز سے غور نہیں کیا ہے اور نہ عمل پیہم کے لئے کوئی منصوبہ بنایا ہے۔

<u>کردار سازی کیلئے شریعت کی روشنی میں ہر شعبہ سے منصوبہ سازی:</u> چند ماہ ہوئے عالی جناب وزیراعظم صاحب نے ایک اجتماع میں مجھ سے سوال کیا کہ حکیم صاحب! آپ کی رائے میں کیا کرنا چاہئے؟ میرا جواب تھا۔ کردار سازی! آپ جیسے متحرک انسان کو انداز فکر میں انقلاب آفرینی کا سامان کرنا چاہئے اور نہایت احتیاط، جامعیت اور مقصدیت کے ساتھ کردار سازی کا منصوبہ تیار کرنا چاہئے اور اس منصوبے میں ہر شعبۂ زندگی میں آغاز کا اہتمام کرنا چاہئے۔ اس کے لئے یقیناً صاحبان فکر ونظر کی ایک "اسمبلی" کو وجود دینا ہوگا جس کے اراکین کا تعلق ہر شعبہ زندگی سے ہونا ضروری ہے اور یہ سب مل کر منصوبہ بنانے کے ساتھ خاکہ عمل بھی تیار کریں اور اس خاکہ عمل کے نفاذ کیلئے اقتدار کی طاقت کو ساتھ رکھا جائے۔ مثال کے طور پر آئمہ مساجد کو کردار سازی کی مہم میں شریک کیا جائے اور ان سے کہا جائے کہ وہ اپنے خطبات میں یہ تبلیغ کریں۔ ظاہر ہے کہ آئمہ مساجد سے بات عالی جناب نواز شریف صاحب نہیں کر سکیں گے۔ اس کے لئے آپ حضرات کرام کی ضرورت ہوگی۔ اگر ہم ایک سال تک ائمہ مساجد کو دردمندی کے ساتھ شریک کر لیں تو مساجد سے ایک فکری انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ پرائمری اسکولوں سے کردار سازی کا آغاز کرنے کیلئے ہمیں پرائمری ٹیچر سے دوستی کرنی ہوگی اور اس دوست کو فکری اور تعمیری لٹریچر بہ کثرت فراہم کرنا ہوگا۔ یہ لٹریچر تیار کرنا اور پھر سرکاری سرمائے سے یا صاحبان دل کے تعاون سے لاکھوں کروڑوں چھپوا کر اسکول پہنچانا کردار سازی کا ایک طریق کار ہے۔ اسی طرح کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لئے ایسا منصوبہ تیار کرنا چاہئے کہ جو غیر محسوس طور پر وہاں طلبہ کو بلندیٔ کردار پر آمادہ کر سکے، ظاہر ہے کہ اس کیلئے اساتذہ کو دوست بنانا ہوگا نیز خود طلبہ کیلئے دست دوستی دراز کرنا ہوگا!۔

میں اس موضوع پر واضح خیالات رکھتا ہوں اور یقیناً صاحبان فکر و عمل کیساتھ بیٹھ کر ایک منصوبہ تیار کرنے میں مدد دے سکتا ہوں۔ مگر اس کیلئے عالی جناب وزیراعظم صاحب کو ساتھ دینا ہوگا۔ اور وزیر اطلاعات کو ساتھ لینا ہوگا۔ صرف ایک ٹیلی وژن پر اقوال اقبالؒ اور اقوال قائداعظم وغیرہ کا گاہے گاہے سنا دینا آپ جانتے ہیں کہ کس قدر غیر موثر ہے۔ ٹیلی وژن سے اگر کردار سازی کرانی ہو تو گہرائیوں سے غور کرنا ہوگا کہ اس کا کوئی ایک پروگرام بھی کردار سازی کی صنعت سے خالی نہ ہو۔ میری رائے ہے کہ عالی جناب وزیراعظم صاحب کو بھی آپ باور کرا دیجئے کہ فقط شریعت بل پاس کرانے سے یا اس ذیل میں بلند بانگ دعادی سے نیز احتجاجات سے کوئی انقلاب برپا نہیں ہوگا۔ شریعت کی روشنی میں منصوبہ سازی کرنا اور اس کو بر سر عمل کرنا ہی حاصل شریعت ہو سکتا ہے۔ ورنہ خود آپ نے فرمایا کہ پارلیمان میں ایک مذاق تھا جو ہو چکا!

<u>ایک سو ذہین انسانوں کی اسمبلی:</u> عالی جناب وزیراعظم صاحب ایک راولپنڈی شہر کی ترقی و تعمیر کے لئے اور زیبائش کے لئے بیس کروڑ روپے منظور کر سکتے ہیں تو کیا وہ نفاذ شریعت کے لئے کوئی ایسا ہی اقدام نہیں کر سکتے؟ (الف) ایک سو ذہین انسانوں کی مجلس قائم کرنی چاہیئے جس میں ہر شعبۂ زندگی کے عظیم انسان ہوں۔ (ب) ان کے اپنے شعبہ کے متعلق منصوبہ بنانے کے لئے کہا جائے۔ (ج) جب وہ خاکہ تیار کر لیں تو اس "اسمبلی" کو ایک مہینہ یکسو ہو کر بیٹھ جانا چاہیئے اور ہر خاکۂ عمل پر تبادل خیال کر کے اسے حتمی صورت عمل دیدی جائے۔ (د) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ایک شعبہ حیات کو لیا جائے اور اس سے متعلق ۱۰۔۱۰ آدمیوں کو ۱۰۔۱۰ دن کے لئے یکجا کر لیا جائے اور منصوبہ عمل تیار کر لیا جائے۔ (ہ) عالی جناب وزیراعظم صاحب رقم دیں اور حکومت کی غیر محسوس تائیدوں کے ساتھ عمل کا آغاز کر دیا جائے۔ اگر ایک سال اس انداز فکر کے ساتھ عمل کا میدان سر کر لیا جائے تو آنے والے ایک دو سال مزید انقلاب کی نوید لائیں گے۔ ذرا آپ جائزہ لیجئے کہ کیا جناب وزیراعظم صاحب یہ "جوا کھیلنے" کو آمادہ ہیں؟ ان کی نیت کیا ہے؟ غالباً میں یہ باور کرانے میں حق بجانب ہوں کہ محض ایک غیر موثر شریعت بل کا پاس ہو جانا ایک غیر موثر اقدام ہے۔ سیاسی شہرت کا عنوان تو یہ ہو سکتا ہے مگر کردار سازی انقلاب آفرینی سے ممکن نہیں ہو سکتی۔ اگر ہمارے لیل و نہار یہی رہے تو ہم ۴۴ سال سے جس طرح بھٹک رہے ہیں آنے والے ۴۴ سال بھی اسی طرح بھٹکتے رہیں گے۔ بہ احترامات فراواں۔ آپکا مخلص حکیم محمد سعید

(۳۳)

(سینٹ میں مقدمہ[1] شریعت بل لڑنے پر مبارکباد)

"الحق" شمارہ شعبان المعظم میں نے بڑی دلچسپی کیساتھ دیکھا ہے۔ سینٹ سے آپکا خطاب بہ عنوان شریعت بل کا مقدمہ میں نے از اول تا آخر پڑھا ہے۔ میں تہ دل سے آپکو مبارک دیتا ہوں اور آپکو سلام کرتا ہوں۔ بہ احترامات فراواں حکیم محمد سعید۔ چیئرمین ہمدرد فاؤنڈیشن۔ کراچی

(شریعت بل کا مقدمہ اور علامہ طالب ہاشمی کا تبصرہ)

[1] بعد میں شریعت بل کے سلسلہ میں کی گئی دیگر تقاریر اور دیگر تفصیلات اسی نام "شریعت بل کا مقدمہ" کے نام سے ایک ضخیم کتاب کے شکل میں شائع کی گئی، اس کے تعارف کیلئے ملک کے ممتاز محقق مصنف اور تجزیہ نگار علامہ طالب ہاشمی مرحوم کا لکھا ہوا تبصرہ یہاں دیا جا رہا ہے۔ جس سے ملک میں نفاذ شریعت کی اہمیت اور کوششوں پر روشنی پڑتی ہے:۔

(تبصرہ نگار محقق مصنف علامہ طالب ہاشمی)

نام کتاب: شریعت بل کا معرکہ از حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
ضخامت: ۵۴۰ صفحات مجلّہ سنہری ڈائی دار۔ کاغذ کتابت طباعت عمدہ
قیمت: ۱۲۰ روپے ناشر: مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

یہ کتاب اپنے مندرجات کے اعتبار سے فی الحقیقت ایک معرکۂ آرا دستاویز ہے اس کا مطالعہ کر کے جہاں اس بات پر مسرت ہوتی ہے کہ ابھی اس ملک میں ایسے مردانِ حق موجود ہیں جنکو دنیا کی کوئی طاقت اعلاء کلمۃ الحق سے باز نہیں رکھ سکتی اور جو اسلام کی سربلندی کی خاطر اپنی سب کچھ قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں وہاں اس حقیقت کے ادراک سے انتہائی دکھ ہوتا ہے کہ ایک ایسے ملک میں جو اسلام کی سربلندی کی خاطر اپنا سب کچھ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۳۴)

(قرآن روشنی ہے O شام ہمدرد کا مبارک پروگرام)

۱۹۷۵ء کے لئے شامِ ہمدرد کا موضوع ہے۔ "قرآن روشنی ہے"۔ اس موضوع پر پاکستان کے دانشور اور اہل فکر و نظر اور اصحابِ قلم مختلف شجرہائے زندگی میں قرآن کی روشنی سے جو انقلاب آیا ہے اس کو واضح کریں گے۔ اور بتائیں گے کہ اگر ہم اب بھی قرآن کی روشنی سے پوری طرح فائدہ اٹھانا چاہیں تو نکبت و ناکامی کے اندھیروں سے نکل کر فلاح و سربلندی کی روشن شاہراہ پر رواں دواں ہو سکتے ہیں۔

شامِ ہمدرد کے ذریعے سے قرآن کی روشنی کو افرادِ ملت اور نئی نسل تک اس انداز سے پہنچایا جائے گا کہ وہ اس کی حقیقت کو سمجھ سکیں اور ان کو معلوم ہو کہ اس نور کے آگے تمام ازموں کی "روشنیاں" ماند اور بے حقیقت ہیں۔

جدوجہد جاری ہے کہ اسلامی ممالک کے علماء و فضلاء بھی ۱۹۷۵ء میں شامِ ہمدرد سے خطاب فرمائیں۔ حکیم محمد سعید ہمدرد

(۳۵)

(عرفان رب و نفس اور خودی)

قرآنی تعلیمات اور سیرت سرورِ کائنات کی روشنی میں اگر حالاتِ پاکستان کا جائزہ لیا جائے تو ہمارے اکثر امراض کا سبب واحد کتاب و سیرت

قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں وہاں اس حقیقت کے ادراک سے انتہائی دکھ ہوتا ہے کہ ایک ایسے ملک میں جو اسلام کے نام پر اور اسلام کے لیے معرض وجود میں آیا ہے اُس میں بھی اس قسم کے معرکوں کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن کے سامنے تقریر کرتے ہوئے پاکستان کے مقصدِ وجود اور غایت تخلیق کو ان الفاظ میں بیان کیا تھا:۔

''اسلام محض رسوم، روایات اور روحانی نظریات کا مجموعہ نہیں ہے اسلام ہر مسلمان کے لیے ضابطہ حیات بھی ہے جس کے مطابق وہ اپنی روزمرہ زندگی، افعال و اعمال حتیٰ کہ سیاست اور معاشیات اور دوسرے شعبوں میں بھی عمل پیرا ہوتا ہے''۔

قائداعظم کے اس واضح اعلان کے باوجود جو لوگ اس سلسلے میں طرح طرح کی مُوشگافیاں کرتے اور شریعت حقہ کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں وہ پاکستانی عوام کے ذہنوں میں الجھاؤ پیدا کر کے انہیں گمراہ کرنے کی سعی مذموم کرتے ہیں۔ قائداعظم کی وفات کے بعد پاکستان کے دین پسند عوام کو اسلامی دستور کی خاطر جو پُرصعوبت اور طویل جدوجہد کرنی پڑی وہ ہماری تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ یہ درست ہے کہ ملک کے آئین میں قراردادِ مقاصد بھی شامل کر لی گئی اور کچھ اسلامی شقیں بھی اس کا حصہ بنا دی گئیں مگر یہاں کی معاشرت، طریق تعلیم و تربیت اور قانون و دستور، ان میں کسی شعبہ کو بھی خالص ''اسلامی'' بننے کی سعادت حاصل نہ ہو سکی، اسی امید و انتظار میں تحریک پاکستان میں حصہ لینے والے کتنے ہی دین پسند سفر آخرت پر روانہ ہو گئے اور کتنوں کے بال سفید ہو گئے کہ اس مملکت خداداد میں کمیت و کیفیت کے اعتبار سے چھوٹے پیمانہ پر ہی سہی خلافت راشدہ کی ایک صبح تو نمودار ہو سکتی۔

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تقریباً تمام مسلم ممالک میں اسلام اور مغربیت کے درمیان زبردست کشمکش برپا ہے۔ پاکستان سمیت تقریباً سبھی مسلم ممالک میں ایک ایسا طاقتور طبقہ موجود ہے جس کے فکر و خیال پر مغربیت کا غلبہ ہے۔ یہ طبقہ زندگی کے تمام مسائل کو مغرب کی دانشگاہوں میں بنی ہوئی، دُوربینوں اور خوردبینوں سے دیکھتا ہے، مغرب نے سُودوزیاں کی جو اقدار مقرر کی ہیں۔ یہ اُنہی پیمانوں سے حقائق کو ناپتا ہے، اس مغرب زدہ کو اسلام سے جتنی واقفیت ہے وہ مغرب کے مفکرین اور مؤرخین کے واسطہ سے حاصل ہوئی ہے۔ ان لوگوں کے ہیرو مصطفیٰ کمال پاشا اور رضا شاہ پہلوی جیسے لیڈر ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اس ملک میں نفاذ شریعت کے راستے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں کیونکہ ان کو شریعت کے فیوض و برکات کا اندازہ ہی نہیں ہے۔

تاہم یہ بات بھی اپنی جگہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اس ملک کے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد اپنی تمام کوتاہیوں اور کمزوریوں کے باوجود دینِ خالص کی حقانیت پر پختہ یقین رکھتی ہے اور خلوص دل سے اسلامی شریعت ہی کو اپنے تمام مسائل کا حل سمجھتی ہے۔ پچھلے چند سال سے جو اصحابِ فکر و نظر اور علماء حق نفاذ شریعت کی جدوجہد میں دل و دماغ اور جسم و جاں کی تمام توانائیاں صرف کر رہے ہیں، ان میں سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے عوامی جلسوں سے لے کر ایوان بالا تک جو مساعی جمیلہ کی ہیں، زیرِ نظر کتاب میں انکی تفاصیل یکجا کر دی گئی ہیں۔ اس طرح تحریک نفاذِ شریعت کی اب تک کی مُستند تاریخ مرتب ہو گئی ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے اور دین پسند عوام کے دلوں میں ولولہ تازہ پیدا ہوتا ہے۔ اگرچہ شریعت بل کا معرکہ ابھی تک اختتام کو نہیں پہنچا لیکن ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ ایک نہ ایک دن مولانا سمیع الحق صاحب اور دوسرے علماء حق کی جدوجہد ضرور کامیابی سے ہمکنار ہو گی اور یہی وہ دن ہوگا جب یہ خطۂ ارض اللہ کے نور سے جگمگا اٹھے گا اور اس پر رحمتوں کے نزول کے دروازے کھل جائیں گے۔

ہم اس گرانقدر کتاب کی تالیف اور اشاعت پر مولانا سمیع الحق صاحب مرتب مولانا عبدالقیوم حقانی اور ادارہ مؤتمر المصنفین کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

سے مسلمانوں کا فرار ہے اور اس کا علاج لازماً ان تعلیمات کی طرف لوٹنا ہے۔ان تعلیمات پر اگر غائر نظر ڈالی جائے اور عمیق نگاہ کی جائے تو انکی اساس اور بنیاد عرفان رب اور عرفان نفس وذات پر ہے اور ان پر استدلال خودی کی بنیاد پر ہوسکتا ہے۔

خود شناسی کا اولین اساس و بنیادی تصور انسان کو اور بالخصوص مسلمان کو قرآن حکیم سے ملتا ہے اور پھر حیات طیبہ کے ہر گوشۂ زندگی میں یہ نور عرفان راہوں کو روشن و استوار کرتا نظر آتا ہے۔ درحقیقت یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ جس پر از ابتدائے اسلام تا ایں دم اور ہر دور میں مفکرین اسلام نے زور دیا ہے اور حیات مسلم میں اسے رہنما بنانے کی ہدایت دی ہے۔

خودی کا شعور وادراک اور اس کے عملی مظاہر کا مطالعہ فردی زندگی اور ہیئت اقوام وامم کے تناظر میں کیا جانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔افراد کی زندگی میں انجذاب کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔اور اس کے عملی حصول کے لئے تعلیمات قرآن کریم سے اور جناب رسول ﷺ کے ایک ایک دور اور ایک ایک واقعہ سے رہنمائی حاصل کرنا ملت اسلامیہ کی ناگزیر ضرورت ہے۔

اجتماعی زندگی کا کوئی بھی مظہر ہو۔خارجہ حکمت عملی ہو یا دفاعی خود اعتمادی، اقتصادی و معاشی خود کفالتی ہو یا معاشرتی ضابطہ اخلاق میں دوسرے افراد اور گروہوں کا احترام بالآخر نتیجہ خیزی اس امر پر موقوف ہے کہ کسی معاشرے کے افراد کے قلوب واذہان میں خودی کی آبیاری اور نشوونما کن خطوط پر ہوئی ہے۔پاکستان میں خودی کے بطلان وفقدان نے ہماری انفرادی اور ہماری اجتماعی زندگی میں طرح طرح کے فسادات پیدا کئے ہیں جن کے مظاہر ہمیں اپنی تہذیب وتمدن اور ثقافت و روایات، نیز اپنی تعلیم وصحت، شعر وادب اور صحافت، صنعت و تجارت اور بدیہی طور پر سیاسی حکمت عملی۔غرض ہر شعبۂ زندگی میں نظر آرہے ہیں۔

ضرورت ہے کہ آج کے حالات میں ہم عرفان حق اور عرفان نفس کے مقصد کو سمجھیں اور کتاب اللہ اور سیرت سرور کائنات سے براہ راست روشنی حاصل کریں تا کہ معرفت نفس اور عرفان ذات کی منزلیں طے کرتے ہوئے احترام انسانیت اور ایمان وآگہی کی نعمتوں سے فیض یاب ہوسکیں اور ہماری انفرادی زندگی اور حیات ملی خودی کا اعلیٰ مظہر ہو۔ ہمدرد ملت حکیم محمد سعید۔ہمدرد کراچی

(۳۶)

(علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات)

علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات (جلد دوم) میں دینِ اسلام کے دو مضبوط حنفی ستونوں حضرت محترم امام ابو یوسفؒ اور حضرتِ محترم امام محمدؒ کے حالاتِ زندگی اور ان کے فکر وعمل کی ترجیحات وتصریحات کو مولانا عبدالقیوم حقانی نے یک جا کر کے یقیناً ایک نہایت اہم خدمت سر انجام دی ہے۔ ہر انسان اپنی عام زندگی میں رہنمائی کا محتاج رہتا ہے اور اپنے فکر وعمل کے لئے صراطِ مستقیم کا متلاشی۔ایسے جویندگانِ حق کے لئے انہوں نے اس تالیف کے ذریعہ سے راہیں واضح کر دی ہیں۔اس کارِ خیر پر آپ کو دلی مبارک باد دیتا ہوں۔ میں نے مضامین کتاب کو دیکھا ہے۔جب میں صفحہ ۲۶ پر آیا تو کتب خانے کا حال پڑھا۔خود میں اس وقت اپنے کتب خانے میں چاروں طرف کتابوں کی الماریوں اور ڈھیروں میں گھرا بیٹھا تھا۔ میں نے سوچا کہ میں اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی یہ تحریرات پیش کرسکوں گا۔

آپ کا مخلص محمد سعید چیئرمین ہمدرد فاؤنڈیشن

(۳۷)

(مدیرانِ جرائد اور اخلاقیات نبویؐ)

پاکستان میں اضمحلال وانحطاط اخلاق کے پیش نظر ایک تحریک "آواز اخلاق" ایک ناگزیر ضرورت ہے اور حاجت۔الحمدللہ اس کا آغاز"

مذاکرۂ ملی اخلاقیات نبوی" سے ہو چکا ہے۔(۱۱ تا ۱۵ ربیع الاوّل ۱۵۰۲ھ) اس کی تفصیلات سے آپ بہ خوبی آگاہ ہیں۔ "مذاکرۂ ملی اخلاقیات نبوی" میں وطن پاک کے اہل فکر ونظر نے معتد بہ تعداد میں شرکت فرمائی۔ اور اصلاح احوال واخلاق کے لئے لائحہ عمل تیار کرنے کا فریضہ انجام دیا ہے۔ مذاکرۂ ملی نے چند اہم تجاویز برائے عمل منظور کی ہیں۔ ان میں حسب ذیل تجویز اصحاب جرائد کے غور وتوجہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ "مذاکرۂ ملی اخلاقیات نبوی کا یہ اختتامی اجلاس ملک کے تمام مدیران جرائد سے اپیل کرتا ہے کہ وہ قوم کی اخلاقی اصلاح کے لئے اپنے اپنے اخبار کا ایک صفحہ یا ایک حصہ آواز اخلاق کے عنوان سے اخلاقی مضامین وموضوعات کے لئے مختص فرمائیں اور باقی صفحات کو اسلام کی اخلاقی تعلیمات سے ہم آہنگ کریں اور عوام میں اخلاقی اقدار کا شعور بیدار کرنے میں اپنا کردار ادا کریں"۔

حکیم محمد سعید۔ ہمدرد کراچی

(۳۸)

۱۰؍اپریل ۱۹۸۵ء **(منتخب اراکین پارلیمان کا امتحان)**

مکرمی ومحترمی۔ السلام علیکم۔ ملک میں انتخابات کے تمام مراحل الحمدللہ بہ حسن وخوبی انجام کو پہنچ چکے ہیں۔ وفاقی کابینہ تشکیل پا چکی ہے اور صوبوں میں بھی اس پر عمل ہو رہا ہے۔ ملک وملت کی ترقی اور جمہوریت کے سفر میں صحیح سمت کا تعین اب ان منتخب اراکین پارلیمان ملی و صوبائی کے فہم وفراست اور ان کے فکر ونظر کی عظمت اور حسنِ عمل پر منحصر ہے۔ اس موقع پر ہمدرد فاؤنڈیشن کے صدر جناب محترم حکیم محمد سعید نے ایک خط تمام منتخب قومی وصوبائی اراکین کو تحریر کرکے ان سے مثالی انسانی زندگی اپنا کر خدمتِ خلق کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دینے کی درخواست کی ہے۔ اس خط کی ایک کاپی ارسال ہے' اس میں جن بارہ نکات کو بیان کیا گیا ہے۔ ان پر آپ کا تبصرہ فہم وملت کے لئے مفید اور باعث رہنمائی ہوگا۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ بہ احترامات فراواں۔ آپ کا مخلص علی حسن (ڈائریکٹر انفارمیشن)

☆☆☆

پروفیسر محمد سعید۔ اوگی ہزارہ

(شیخ الحدیث کی تعزیت O جامعہ اشرفیہ لاہور میں دستار بندی کا منظر)

شعبہ اسلامیات' گورنمنٹ کالج اوگی۔ ۹؍اکتوبر ۱۹۸۸ء

مکرمی دامت برکاتکم العالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج اقدس! حضرت مولانا عبدالحق شیخ الحدیث وبانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی بے وقت موت پر سخت صدمہ ہوا ہے۔ حضرت آپ کے تو والد تھے لیکن روحانی اعتبار سے ہم سب کے والد اور دعا گو تھے۔ مجھے وہ منظر کبھی نہیں بھولتا کہ جب ہماری فراغت جامعہ اشرفیہ لاہور سے ہو رہی تھی تو تمام اکابرین ایک صف میں کھڑے ہیں ہم فضلا باری باری ہر بزرگ کے سامنے سے گزرتے وہ اپنا دست شفقت ہماری دستار فضیلت پر پھیرتے تھے۔ گویا یہ یقین دلا دیا کہ ہماری شفقت ہمیشہ تمہیں ملتی رہے گی۔ افسوس کہ اس شفقت سے اب ہم محروم ہو گئے ہیں۔ ابھی حضرت کی اہالیان پاکستان کو اشد ضرورت تھی۔ میں آپ کے اس غم میں برابر کا شریک ہوں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے۔ اور آپ کو ان کے طریق پر چلنے کی ہمت عطا فرمائے آمین۔ اور دیگر جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ فقط والسلام آپ کا پروفیسر محمد سعید عفی اللہ عنہ

مولانا سعید احمد اکبر آبادی[1] دہلی علی گڑھ کراچی

(۱)

یکم فروری ۱۹۶۷ء (الحق پر تبصرہ)

محب مکرم ومحترم جناب مولانا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عنایت نامہ مورخہ ۲۶ ؍جنوری کو ملا۔ شکریہ قبول فرمایئے۔ ''الحق'' برابر موصول ہو رہا ہے اور ماشاء اللہ خوب نکل رہا ہے۔ اللھم زدفزد۔ تبصرہ اب تک اس لئے نہیں ہوا کہ مجلات ورسائل پر تبصرہ ایک ساتھ ہی شائع ہوتا ہے۔ بھر حال اب وقت آ گیا ہے اور اسی ماہ میں انشاء اللہ تبصرہ ہوگا۔ رہا اشتہار تو گزارش یہ ہے کہ برہان ایک علمی پرچہ ہے اور اس کے صفحات محدود ہیں اس لئے میں دفتر کو لکھ رہا ہوں۔ اگر گنجائش نکل آئی تو اشتہار ضرور شائع ہوگا ورنہ آپ معذور تصور فرمائیں۔ امید ہے مزاج گرامی بمعہ وجوہ بخیریت وعافیت ہوگا۔ والسلام مع الاکرام مخلص سعید احمد اکبر آبادی

(۲)

۱۹ ؍دسمبر ۱۹۶۸ء (برہان دہلی کے مضمون خلافت راشدہ پر سوالات)

عزیز فاضل ومکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا خط مورخہ ۳۰ ؍نومبر ابھی ملا۔ اور ابھی جواب لکھ رہا ہوں آپ نے قطب الدین صاحب[2]

---

[1] مایہ ناز اسکالر محقق ومصنف، برہان دہلی جیسے وقیع علمی مجلّہ کے مدیر، ندوۃ المصنفین دہلی کے عمید، سیرۃ الصدیق، سیرۃ ذوالنورین، مسلمانوں کا عروج وزوال جیسے کتابوں کے مصنف، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھارت کے شعبہ اسلامیات کے سربراہ، دارالعلوم دیوبند کے مجلس شوریٰ کے رکن، انتقال کراچی میں ہوا اور درالعلوم کراچی میں مدفون ہوئے۔

(گستاخانہ مضمون کے بارہ میں میرا خط)

[2] کیپٹن قطب الدین بختیار نے اپنے مضمون خلافت راشدہ مطبوعہ برہان دسمبر دہلی میں بعض قابل گرفت نکات اٹھائے تھے۔ میں نے حسب ذیل خط میں اسکا ذکر کیا جسکے جواب میں مندرجہ بالا خط آیا۔

حضرت المحترم مولانا المکرّم زیدت فضائلکم وفواضلکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اُمید ہے مزاج سامی بالخیر ہونگے، پرسوں والد ماجد مدظلہٗ کے نام تعزیتی گرامی نامہ نظر سے گزرا اور قلب ونظر کے لئے باعث تسکین وسرور بنا، ویسے بھی دو چار روز سے تازہ برہان دیکھنے کے بعد عریضہ بھیجنے کا ارادہ کئے ہوئے تھا۔ مخدوما تازہ برہان میں کسی کیپٹن صاحب نے جس بیدردی اور شقاوت سے حضرت امیر معاویہؓ اور انکے رفقاء پر نشتر تحقیق چلائی ہے اسے اپنے اکابر کے ترجمان مجلّہ اور پھر آپ جیسے فاضل جلیل اور محقق اجل کی (جنھیں زمرہ اکابر دیوبند کا ایک قابل صد افتخار رکن سمجھتا ہوں) ادارت میں شائع ہونے والے پرچہ میں دیکھ کر محو حیرت ہوگیا۔ انا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون، شقی اور بد بخت مضمون نگار نے نہ صرف یہ کہ کہیں عبارت النص اور کہیں اشارۃ ودلالۃ النص سے کام لیکر حضرت معاویہؓ کو اصحاب نار کہیں مطلق العنان اور مستبد بادشاہ کہیں چراغ مردہ اور کہیں فساق وفجار کے صف اول میں شامل کیا ہے بلکہ ''صحابیت کی حقیقت'' کے زیر عنوان اصولی طور پر تو صحابہ کی عدولیت کو مجروح کر دیا ہے اور صحابہ کی عظمت وتقدیس کو۔۔۔۔۔۔۔ کی ایک گہری اور ریشہ دواں بدعت قرار دیا ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خلاصہ یہ کہ کوئی بد بخت یہودی بھی غلاظت اور گندگی پھیلانے کی ایسی جرأت نہ کر سکے گا۔ جو اس مضمون میں کی گئی ہے۔ اللہ اکبر اس کے زد دین کی کن کن بنیادوں پر پڑ سکتی ہے، مجھ سے زیادہ آپ جیسے نقاد اور بصیر عالم جسے دیوبند کی نسبت بھی نصیب ہو مخفی نہ ہوگی خدا کرے یہ مضمون آپ کے لاعلمی میں شائع ہوا ہو۔ خدانخواستہ ایسا نہ ہوا اور اگر علمی ۔۔۔۔۔۔، آزادی رائے اور بحث وتحقیق کی کھلی چھٹی کے جذبہ کے تحت ہو تو پھر دین کا خدا حافظ ہے۔ اپنے اکابر کے عظمت کا پرتو ہوتے ہوئے اگر انکے ہاں مداہنت اور بے اعتنائی کے ایسے مظاہرے ہونے لگیں تو پھر ہم دریوزہ گروں کیلئے جادہ حق پر قائم رہنے کی کیا صورت ہوگی۔

امید ہے ایک چھوٹے اور نالائق کے اس نامناسب جسارت پر کبیدہ خاطر ہونے کے بجائے تسلی وتشفی کے خاطر دو چار کلمات سے مطمئن فرمادیں گے۔ اپنے نالہ ہائے نارسا کی دوسرے شکل میں ظاہر کرنے کے لیے خود حضرت والا کو لکھنا مناسب سمجھا۔

خدا کرے آپ اگلے برہان میں اسکی تلافی بھی فرمادیں۔ از سمیع الحق

کے مضمون کی آخری قسط کے بارہ میں جو تاثرات بیان کی ہیں وہ صحیح ہیں۔ یہ مضمون اشاعت سے قبل میری نظر سے نہیں گزرا۔اور نہ مضمون نگار سے واقف ہی ہوں۔ میں علی گڑھ میں ہوں۔اور دفتر برہان دلی میں ہے۔اس لئے ہوتا یہ ہے کہ جو مضامین دفتر برہان میں موصول ہوتے ہیں وہ مفتی صاحب (مولانا مفتی عتیق الرحمان صاحب)[1] کے پاس رہتے ہیں اور وہی کاتب کے حوالہ کرتے ہیں اگر کسی مضمون میں انہیں شبہ ہوا تو مجھے دکھا لیتے ہیں۔اس مضمون کا حال تو یہ ہوا کہ اشاعت سے پہلے مجھ کو اس کی بھنک بھی نہیں پڑی۔ بہرحال اب تو وقت نہیں رہا جنوری کے برہان میں ایک نوٹ لکھ کر اس کی تلافی کروں گا۔آپ نے شاید اس بحث کو میری کتاب ''مسلمانوں کے عروج وزوال'' میں پڑھا ہو۔اس خاص بحث کو پڑھ کر حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ[2] اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ[3] نے مجھکو بڑی دعائیں دی تھیں اور حضرت میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ اس نازک بحث پر اس سے بہتر نہیں لکھا جاسکتا۔والد صاحب قبلہ کی خدمت میں میرا اسلام پہونچا دیجئے اور عزیزان کو دعائیں۔ والسلام مخلص سعید احمد اکبرآبادی

(۳)

(علمی ومطالعاتی زندگی O سوالات)

۱۹راگست ۱۹۷۱ء علی منزل ڈگی روڈ علی گڑھ

محب مکرم ومحترم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ،عرصہ کے بعد آپ کا عنایت نامہ ملا۔شکریہ قبول فرمایئے۔ میں علی گڑھ کے تعلق سے سبکدوش ہو گیا ہوں اور عنقریب دلی منتقل ہو رہا ہوں۔ آج کل اس کے انتظامات میں لگا ہوا ہوں اور دماغ پراگندہ ہے۔ اور پھر آپ کے سوالات[4] ایسے ہیں کہ ہر سوال کے جواب میں مجھکو چھ،سات صفحے لکھنے ہوں گے۔اسلئے اس وقت تو میں تعمیل فرمائش سے قاصر ہوں۔ ذرا اطمینان سے بیٹھوں تو الگ الگ ایک ایک سوال کا جواب لکھکر بھیجتا رہوں گا۔اور آپ اس کو شائع کرتے رہیں۔امید ہے آپ سب بہمہ وجوہ بخیریت وعافیت ہوں گے۔ حضرت والد صاحب قبلہ کی خدمت میں سلام مسنون پہونچا دیجئے اور ساتھ ہی درخوست دعا بھی۔ میں ابھی ستمبر کی ۱۰ تک علی گڑھ میں ہوں پھر آپ برہان دہلی کے پتہ پر یاد فرما سکتے ہیں۔ والسلام مخلص سعید احمد اکبرآبادی۔

(۴)

۲۱ردسمبر ۱۹۷۶ء (آپ اور مولانا سے روحانی اور قلبی تعلق ہے پشاور میں مختصر ملاقات غنیمت ہے)

محب محترم ومکرم،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،والا نامہ پہونچا۔شکریہ،مطلوبہ برہان ایک مرتبہ نہیں دس مرتبہ خدمت عالی میں بھیج دیا جائے مگر یہ اطمینان تو ہو کہ پرچہ باقاعدہ طور پر مل رہا ہے۔ ہمارے دفتر سے برہان برابر جارہا ہے۔لیکن معلوم نہیں وہاں کیا حال ہے؟ازراہ کرم صحیح صورت حال سے مطلع فرمایئے تاکہ پریشانی دور ہو،آپ کا الحق بھی گنڈے دار آرہا ہے۔آپ سے اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سے روحانی اور قلبی تعلق ہے۔ پشاور میں ملاقات بہت مختصر رہی تاہم غنیمت ہے کہ خدا نے آپ کا دیدار تو کرادیا۔اب میں مارچ ۱۱ر اپریل میں دو تین ماہ کیلئے آنے کا ارادہ کررہا ہوں تب انشاء اللہ آپ کے ہاں بھی حاضر ہوں گا۔حضرت مولانا کی خدمت میں سلام مسنون ومزاج پرسی۔ والسلام مع الاکرام مخلص سعید احمد اکبرآبادی

۱؎ مولانا مفتی عتیق الرحمان عثمانی،علامہ شبیر احمد عثمانی وغیرہ کے عالم وفاضل محقق بھائی ندوۃ المصنفین دہلی کے بانی۔ ۲؎ حضرت مولانا مرحوم دیوبند کے اجلّہ اساتذہ میں سے تھے۔ ہمارے حضرت شیخ الحدیثؒ کے استاد اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ ۳؎ شیخ الاسلام علامہ عثمانی

۴؎ علمی ومطالعاتی زندگی کے بارہ میں سوالات

(۵)

۱۶/نومبر ۱۹۸۰ء (چین کے سفر پر خوشی ○ پندرھویں صدی ہجری کے تقریبات۔ احقر کا سفر علی گڑھ)

محب محترم ومکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا والا نامہ مورخہ ۶/اکتوبر پرسوں ۱۴/نومبر کو ملا۔ تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے پتہ میں صرف مسلم یونیورسٹی لکھا تھا اسلئے خط شعبہ اسلامیات میں پہونچا اور چونکہ اب میرا شعبہ سے تعلق نہیں رہا ہے اسلئے وہاں دفتر میں پڑا رہا اور کئی دنوں کے بعد مجھ تک پہونچ سکا۔ بہرحال آپ نے جس دلسوزی اور محبت وخلوص سے تعزیت[1] کی ہے میں اس سے بہت متاثر ہوا۔ فجزاکم اللّٰہ عنی جزاءً خیراً، یہ بہت اچھا ہوا کہ آپ چین ہو کر آئے اور وہاں کے مسلمانوں کا حال خود مشاہدہ کر آئے۔ ایک زحمت دیتا ہوں وہ یہ کہ پاکستان گورنمنٹ کی طرف سے پندرویں صدی ہجری تقریبات میں شرکت اور مقالہ پڑھنے کی دعوت مجھکو ملی تھی میں نے "اسلام میں علم کا تصور اور اہمیت" پر مقالہ لکھ کر بھیجدیا۔ یہ تقریبات دسمبر میں ہونیوالی تھیں مگر اب سیکرٹری وزارت قانون کا خط آیا ہے کہ یہ تقریبات ۱۷/جنوری سے ۲۰/جنوری تک ہوں گی۔ اب آپ ازراہ کرم مطلع فرمایئے کہ یہ تقریبات واقعی ۱۷/جنوری کو ہو رہی ہیں یا نہیں اگر ہو رہی ہیں تو آپ ۱۔ وزارت قانون سے یہ معلوم کرلیں کہ میرا مقالہ ان کو مل گیا یا نہیں۔ ۲۔ نیز آپ ان کو اس سے مطلع فرمادیں کہ ان کا دعوت نامہ باضابطہ شرکت کیلئے اب تک میرے پاس نہیں پہونچا ہے۔ ان سے کہیے کہ یہ دعوت نامہ جلد بھیجوادیں کیونکہ Visa اسکی بنیاد پر ملیگا۔ علاوہ ازیں مجھکو سفر کی تیاری بھی کرنی ہے وقت کم رہ گیا ہے۔ ازراہ کرم خط کا جواب جلد عنایت فرمایئے۔ میں منتظر رہوں گا۔ اس روز آپ علی گڑھ[2] سے ایسے گئے کہ میں لکھنو سے آپ کی واپسی کا انتظار ہی کرتا رہا مگر آپ نہ آئے بہت افسوس رہا بہرحال اب میں پاکستان حاضر ہوا تو اطمینان کی ملاقات ہوگی۔ احباب آپکو سلام کہتے ہیں۔ حضرت مولانا مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں سلام مسنون اور مزاج پرسی۔ والسلام مع الاکرام مخلص سعید احمد اکبرآبادی

(۶)

۴/فروری ۱۹۸۱ء (سیرت ذوالنورین ○ الحق بڑا عمدہ اور فکر انگیز مجلّہ اول تا آخر شوق سے پڑھتا ہوں)

حبیب حمیم واخی الکریم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ اور حضرت مولانا بہمہ وجوہ بخیریت وعافیت ہوں گے۔ آپ کا والانامہ آیا تھا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے ہمارے بزرگوں حضرت مولانا تھانوی اور حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر فوراً جواب دینے کی زحمت فرمائی، فجزاکم اللہ جزاءً خیرا، آپ کے خط کے بعد اسلم سلمہ[3] کے خط سے بھی معلوم ہوا تھا کہ سیمینار اب مارچ میں ہوگا۔ گزارش یہ ہے کہ اب مارچ بھی قریب آگیا ہے لیکن اب تک کوئی اطلاع سرکاری طور پر نہیں ہے ازراہ کرم تحریر فرمایئے کہ تاریخیں مقرر ہوگئیں یا نہیں۔ اگر ہوگئی ہیں تو وزارت قانون کو یاددلادیجئے کہ مجھ کو ان کا خط اب تک نہیں ملا ہے۔ آپکو زحمت اسلئے دیتا ہوں کہ مجھے فروری میں ہندوستان میں دور دراز کے متعدد سفر کرنے ہیں۔ اگر پاکستان سے باقاعدہ اطلاع آجائے اور تاریخیں صحیح معلوم ہوجائیں تو

---

[1] ان کی اہلیہ مرحومہ کی وفات پر تعزیت

[2] جشن صد سالہ دارالعلوم دیوبند ۸۰ء میں شرکت کے بعد علی گڑھ مختصر وقت کے لئے جانا ہوا۔ مقصد اس شہرہ آفاق یونیورسٹی اور اس کے مایہ ناز اساتذہ کی زیارت تھی۔ مولانا اکبرآبادی سے ملاقات رہی سرسید احمد خان وغیرہ کے مزارات پر حاضری کا اتفاق ہوا۔ ماہنامہ "الحق" کی وجہ سے بحمداللہ یونیورسٹی کے اہل علم وفضل میں حلقہ تعارف بن چکا تھا۔ اس سفر کا باعث رفیق سفر عزیزم شفیق فاروقی کا اپنے ماموں صاحبان سے ملنا بھی تھا جو یونیورسٹی میں مختلف خدمات انجام دے رہے تھے۔ اسی دو چار روز کے سفر میں امروہہ بھی حاضری کا موقعہ ملا اور دہلی میں بھی ایک دو روز رہے۔

[3] پروفیسر محمد اسلم صاحب' لاہور پڑھاتے رہے' بڑے قابل وفاضل انسان' مولانا کے داماد تھے۔ برہان کے علاوہ "الحق" میں بھی لکھتے رہے ان کے خطوط مجموعہ مکاتیب میں شامل ہیں وہاں حالات دیکھے جاسکتے ہیں۔

میں اسی کے مطابق پروگرام بناؤں۔ میں پاکستان آیا تو اس مرتبہ زیادہ دنوں کیلئے آؤں گا۔ اپریل میں کراچی میں میری نواسی کی شادی بھی ہے اس میں شریک ہونا ہے اسکے علاوہ میری کتاب سیرت ذوالنورین مکمل ہے آفسٹ پر میں نے اس کی کتابت کرالی ہے۔ مگر چاہتا ہوں کہ اس کا ایک اڈیشن پاکستان میں شائع کردوں۔ یہ کام بھی آپ کے مشورہ سے کرنا ہے یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں پاکستان آؤں اور چند روز آپ کے مدرسہ میں نہ گزاروں۔ ؎

چہ خوشی است از دو یکدل سر حرف باز کردن　　سخن گزشتہ گفتن گلہ راہ دراز کردن

آج کل دیوبند کے معاملات کی وجہ سے میں سخت پریشان ہوں حالات بہت بگڑ گئے اور نہایت افسوسناک ہیں تاہم ارباب شوریٰ اصلاح کی کوشش کررہے ہیں۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ الحق برابر موصول ہورہا ہے۔ بڑا عمدہ اور فکر انگیز مجلّہ ہے میں اسے از اول تا آخر بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ اس مرتبہ آپ نے اہلیہ مرحومہ پر جو تعزیتی نوٹ لکھا ہے اس کا بہت بہت شکریہ، آپ کے سفرنامۂ چین کا بے چینی سے سخت انتظار ہے۔ حضرت مولانا کی خدمت اقدس میں سلام نیاز و مزاج پرسی۔　والسلام　مخلص سعید احمد اکبرآبادی

☆☆☆

مولانا سعید احمد رائے پوری[1] ابن شاہ عبدالعزیز رائپوری
مسند نشین خانقاہ رحیمیہ رائے پور

(شاہ عبدالرحیم رائے پوری اور انکی خانقاہ رائے پور)

۱۴ ستمبر ۲۰۰۰ء

بخدمت محترم ومکرم حضرت مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج بخیر ہوں گے! خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور برعظیم پاک وہند کی ایک عظیم خانقاہ ہے جس کے بانی حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ ہیں جنہیں سید الطائفہ حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اپنے سلسلہ کی خلافت عطا کی اور فقیہ الہند حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بھی اپنے سلسۂ کی نسبت منتقل کرتے ہوئے خلق خدا کی روحانی و باطنی اصلاح کی ذمہ داری بھی سپرد کی حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کو اپنے زمانہ کے علماء کرام میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔

آپ جہاں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے رفیق حریت اور ان کی غیر موجودگی میں تحریک ریشمی رومال کے نگران تھے وہاں آپ عالم اسلام کے دو عظیم تعلیمی اداروں دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے سرپرست بھی تھے۔ میرے والد محترم حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری نور اللہ مرقدہ بانی خانقاہ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے نواسہ تھے اور آپ کی تعلیم وتربیت حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی زیر نگرانی وزیر سایہ ہوئی، پھر شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے خلیفۂ اول حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی صحبت میں میرے والد محترم رہے تاوقت آنکہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے انہیں اپنا جانشین اور خانقاہ رحیمیہ کا مسند نشین بنادیا۔ میں نے الحمدللہ شاہ عبدالقادر رائے پوری کی خدمت میں ۳۰ سال گذارے اور ان کی خدمت میں رہ کر اس وقت کے چوٹی کے اکابرین علماء دیوبند سے خانقاہ رائے پور میں ملاقاتیں رہیں اور میں ان سے فیض یاب ہوتا رہا میں نے خانقاہ رائے پور میں مولانا محمد الیاس دہلوی امیر تبلیغی جماعت امام حریت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ ودیگر اکابرین مجلس احرار اسلام و جمعیت علماء ہند کی زیارت کی اور ان سے استفادہ کے لئے کئی سال تک خانقاہ رحیمیہ میں امامت کے فرائض سرانجام دیتا رہا مذکورہ بالا تمام علماء کرام رحمھم اللہ نے کئی بار میری امامت میں نماز ادا کی۔ الحمدللہ یہ میرے بزرگوں کا میرے اوپر اعتماد اور میری خوش قسمتی تھی حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریاؒ میرے استاذ حدیث ہیں جب تک مدرسہ سہارنپور

---

[1] خانقاہ رائے پور سے وابستہ ایک اہم بزرگ جو فکر شاہ ولی اللہ کے نام سے ایک انجمن اور تحریک کے بناء پر متنازعہ ہوئے اور جمعیۃ طلباء اسلام کے کئی اہم نوجوان اس سے متاثر ہوئے۔

(مظاہر العلوم) میں، میں زیر تعلیم رہا تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی خصوصی شفقت میرے اوپر رہی حتی کہ تمام تعلیمی زمانہ میں میرا کھانا حضرت شیخ الحدیثؒ کے گھر سے آتا رہا۔

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی خدمت میں ۳۰ سال گذارنے کے بعد اپنے والد محترم حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی خدمت بھی ۳۰ سال تک کرنے کا مجھے شرف حاصل ہے۔ میرے والد محترم شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ بزرگوں کی یہ امانت میرے سپرد کر گئے اور مجھے خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی گدی پر اپنی حیات مبارکہ میں ہی بٹھا گئے، الحمدللہ میں نے اکابرین ائمہ و دیگر اکابرین علماء کرامؒ کے مشن پر پوری تندہی سے کام کیا ہے۔ آپ مجھے ۳۰ سال سے جانتے ہیں اور آپ خانقاہ رائے پور کے بزرگوں کا اعتماد جو میرے اوپر تھا اس سے بھی بخوبی واقف ہیں آج کل بعض شر پسند عناصر نے خود ساختہ چند غلط عقائد بنا کر میری طرف منسوب کرنے کی انتہائی مکروہ کوشش کی ہے تا کہ خانقاہ رائے پور کے عظیم سلسلہ اور میرے متعلق لوگوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کئے جائیں۔ میں اپنے اکابرین علماء دیوبند، اکابر رائے پور، اکابر مجلس احرار اور جمعیت علماء ہند کے مسلک و مشرب کا پابند اور ترجمان ہوں میرے خیالات اپنے بزرگوں اور سرپرستوں اور اکابرین دیوبند سے ذرہ بھر بھی مختلف نہیں ہیں۔ میں اپنے بزرگوں کی تصدیق سے چھپنے والی کتاب "المھند علی المفند" مولفہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ میں مذکور عقائد کا ہی پابند ہوں، گمراہ کن پراپیگنڈے کے ذریعے سے پھیلائے جانے والے عقائد و نظریات سے میرا اور میرے متعلقین کا کوئی تعلق نہیں ہم بزور تاکید اسکی تردید کرتے ہیں۔ الحمدللہ ہم اپنے اکابر کے مشن اسلام کے اجتماعی غلبہ اور شریعت، طریقت، سیاست کے پروگرام کو لے کر چل رہے ہیں۔ جس سے ہزاروں نوجوان وابستہ ہو چکے ہیں۔ مغرب کے الحاد زدہ تعلیمی نظام میں پڑھنے والے ہزاروں نوجوان اس خانقاہ سے وابستہ ہو کر اپنی دینی و دنیوی اصلاح کر رہے ہیں۔ رمضان المبارک کے معمولات بھی خانقاہ کے پرانے دستور کے مطابق جاری و ساری ہیں۔ گذشتہ رمضان المبارک کا شیڈول و معمولات کی ایک کاپی بھی پیش خدمت ہے۔ میں گذشتہ سال یکم مئی 1999ء کو اپنے مرکز رائے پور ہندوستان بھی گیا تھا۔ الحمدللہ آج بھی وہاں میرے اکابر کی محنت کے نتیجے میں اس خانقاہ کے ہزاروں متوسلین موجود ہیں اس دورہ ہندوستان کے احوال پر مبنی ایک خط پمفلٹ کی شکل میں بھیج رہا ہوں۔ سعید احمد رائپوری



سعید احمد شاہ۔ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

یکم اپریل ۱۹۸۵ء (مولانا احتشام الحق تھانوی کے خدمات ○ بزم دیوبند کے روشن چراغ)

مکرم و محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام عنایتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خیریت موجود و خیریت نیک مطلوب۔ دیگر احوال یہ ہے کہ بندہ "ماہنامہ الحق" کا باقاعدہ ممبر ہے۔ اس دور میں آپ کی جانب سے جو دینی اور قومی خدمات انجام دی جارہی ہیں وہ قابل تحسین ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازیں اور آپ کے درجات کو زیادہ سے زیادہ بلند فرمائیں۔ اس عاجز کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں امید ہے کہ آپ کی دعاؤں سے میری عاقبت سنور جائے گی۔ آپ کے رسالے کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ کی ذات گرامی کو گذشتہ کئی سال سے بالکل نظر انداز کر دیا ہوا ہے حالانکہ اس خطہ سرزمین اور اسلام کے لئے انکی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اختلافات کیسے ہی کیوں نہ ہوں اللہ والوں سے ہمیشہ بھلائی کی ہی توقع ہوتی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ آپ کسی قریبی اشاعت میں اس کا ازالہ کر سکیں اس سے آپکی نیک نامی پر حرف نہیں آئے گا بلکہ آپکا وقار بلند ہوگا۔ آخر وہ بھی اسی بزم کے روشن چراغ تھے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ باقی حالات حمد کے لائق ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی خدمت میں عاجزانہ سلام مسنون عرض کریں اور ان سے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ فقط والسلام خیر اندیش سعید احمد شاہ

سعید گوہر۔لورالائی

۱۲۲ستمبر۱۹۷۸ء (حافظ الپوری اوراس کا دیوان بحث ونظر کی زد میں)

مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کا موقر جریدہ الحق اگست 1978ء باصرہ نواز ہوا۔تمام تر موضوعات پر مضامین ومقالات علمی، تحقیقی اور معیاری تھے،آپ کا حسن انتخاب قابل ستائش وتحسین ہے۔علاوہ ازیں اس امر واقعی پر دال بھی۔۔کہ آپ کو کارآمد اور عالمانہ موضوعات کی ترویج واشاعت سے والہانہ لگاؤ ہے۔ڈاکٹر سعید اللہ صاحب قاضی کا گرانقدر تحقیقی مقالہ "پشتو میں سیرت کی کتابیں" زیر مطالعہ رہا ہے۔دو ۲اقساط فکرونظر میں اور بقیہ الحق میں بالترتیب اشاعت پذیر ہیں۔اِسی مبسوط کاوش کے ضمن میں گزارش ہے کہ قارئین کے افکاروتاثرات میں چند اغلاط کی تصحیح (؟) کسی قاری کے حوالے کے بغیر کی گئی ہے۔نہ ہی احتیاطاً کسی مستند یا غیر مستند کتاب کا کوئی حوالہ دیا گیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔کہ

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں غالب صریر خامہ نوائے سروش ہے

اسے آسان اور مروج اردو میں مفروضہ قرار دیا جاسکتا ہے۔جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے تحقیق ومطالعہ اس امر پر باَسانی منتج ہوتا ہے کہ ڈاکٹر سعید اللہ صاحب قاضی ہی کے حوالے اور تحقیق کے ذرائع وقیع اور معتبر ہیں۔اور یہ بھی میرا ذاتی خیال ہے کہ آپ کی طرف سے اصلاح کے نام پر جو اغلاط شائع ہوئی ہیں۔اُن کا ماخذ ادبیات مسلمانان پاک وہند اور روحانی ترون ہے۔مذکورہ اول کتاب کی رائے بالآخر روحانی ترون کے نقطہ نظر سے مختلف ہے حالانکہ اُسکا تمام تر مواد روحانی ترون ہی سے اقتباس کردہ ہے۔خلاصہ یہ نکلا کہ حافظ الپوری کا تذکرہ تاریخ ادبیات مسلمانان پاک وہند میں روحانی ترون کے حوالے سے کیا گیا ہے۔مگر اکثریت کے فیصلے سے مجبور ہوکر مولف نے روحانی ترون سے اختلاف کیا ہے اور لکھا ہے کہ حافظ اندھے تھے، جسے آپ نے بڑی آسانی سے نظر انداز کردیا ہے۔حالانکہ تحقیق کا کمال اِسی میں ہے کہ نکات مُو بمُو کُھلیں تاکہ نتیجہ صحیح اور قابل قبول ہو۔آپ کا دوسرا ماخذ روحانی ترون معلوم ہوتا ہے جسکے مولف قاضی عبدالحلیم اثر ہیں، اِس نامور مؤرخ کی تمام تر قابلیت اُسکے اسلوب کے ابہام اور تاویلات کی بھول بھلیوں میں مستور ہے۔ذرا غور سے مطالعہ کریں تو محسوس ہوتا ہے کہ قدیم، ناپید، لاینحل اور خوارق نما حوالے اُن کی تحریر کی نمایاں اور ناقابل تردید خصوصیات ہیں۔پشتو ادب کے ذہین اور باشعور قارئین یہ عمدہ قیاس رکھنے میں حق بجانب ہیں کہ موصوف کا اصلی کام مفروضہ در مفروضہ تاریخ ہے۔جو غیر وقیع لامتناہی اور بعید از عقل ودرایت۔روایات کا مجموعہ مسائل ہے۔قاضی عبدالسلام صاحب کا ادارت کردہ دیوان حافظ الپوری، پوھاند عبدالحئی حبیبی کا پشتانہ شعراء اور محترم رضا ہمدانی کی ادبیات سرحد کے حوالے اگر مستند اور معتبر نہیں تو عبدالحلیم اثر کے پاس کسی ابن خلدون کا میرٹ سرٹیفکیٹ موجود ہے کہ اسکا ارتداد ناممکن ہو۔تاریخ ہی ایک ایسا بسیط ووسیع موضوع ہے۔جسمیں عوام وخواص سبھی کا خاصا حصہ ہے اسکا دائرہ دور جاہلیت سے ثقافت وتہذیب کی موجودہ ترقی یافتہ صورت تک محیط ہے لہٰذا فروگزاشت کے امکانات ہیں۔اور پھر یہ کلیہ بھی پیش نظر ہونا چاہیئے کہ کلام اللہ کے علاوہ کوئی تحریر حرف آخر نہیں ہے۔اگر خدانخواستہ آپ کی غلط تصحیحات درست ہیں تو اسکے استناد واثبات کیلئے مدلل حوالہ جات کی اشد ضرورت ہے۔جو قرین قیاس بھی ہوں مابعد اس سلسلے میں کوئی فیصلہ امکان رکھتا ہے۔مگر یہ پھر بھی ضروری نہیں کہ وہ فیصلہ حتمی اور ناقابل تردید ہوگا۔مرحوم حافظ الپوری کا ایک بڑا آسان مگر بڑا مشکل شعر یہاں تحریر کرتا ہوں۔جس سے مُراد افہام وتفہیم کیلئے ایک نیا نکتہ پیش کرنا ہے۔کیا اِس شعر میں اُس نزاعی مسئلے کا کوئی حل موجود نہیں؟ یا عاقل کیلئے کوئی بلیغ اشارہ یا علامت موجود نہیں؟ میں تسلیم نہیں کرسکتا۔

په هره شپه پسے صبا کیږی، پیوست رادرومی په مادهجر شپه رابره شوه، صبابه نه شی

وماعلینا الاالبلاغ احقر العباد سعید گوہر (سیکرٹری پبلک لائبریری) لورالائی بلوچستان

قاری سعید الرحمان [1] راولپنڈی

(۱)

۱۰/جولائی ۱۹۵۵ء، ذی قعدہ ۱۳۷۴ھ (تکمیل تجوید وغیرہ کیلئے لاہور میں قیام)

برادر عزیز سلامت اور خوش رہو۔ تسلیم! آپ سے یہ عاجز ولا چار رخصت ہو کر دوسرے دن صبح ساڑھے سات بجے لاہور پہنچ گیا اور جن کی اسٹیشن پر موجودگی کی توقع تھی وہ تشریف لائے تھے۔ اس لئے منزل مقصود تک رسائی میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ آج خطوط لکھنے بیٹھا ہوں پہلے والد صاحب کو خط لکھا اور اب یہ دوسرا آپ کے سامنے حاضر ہے۔ میرے لئے یہاں سب کچھ نیا ہے۔ فضا نئی، ماحول نیا، ملنے والے نئے، شہر نیا۔ دوستوں کے چھوڑنے کا یہ سانحہ نیا۔ اس لئے سب کچھ ویران ہی نظر آرہا ہے۔ محفلِ دوستان وآبادی مکان کو چھوڑ کر وحدت و عزلت کی زندگی پر مجبور شخص کے جیسے دلی جذبات واحساسات ہونے چاہئیں۔ بعینہ وہی حالت میری بھی سمجھئے۔ صرف اپنا دل اسی ڈھارس پر خوش ومسرور کر لیتا ہے۔ چلو جلدی یہ مدت بعد وفراق کی خلیج چلی جائیگی۔ اور پھر یگانگت وحدت کا دور آجائیگا۔ بہت کچھ لکھنے کو دل چاہتا ہے۔ مگر اور سب کچھ آئندہ فرصت اور آپ کی خیریت وعافیت کی اطلاع ملنے پر تحریر کرونگا۔

یہ لاچار وعاجز بھی کل قاری صاحب کے پاس ملاقات کے لئے گیا اور آج یوم الاحد کو کام شروع کر دونگا۔ قیام کے متعلق بھی ابھی تک میں عجیب سی کشمکش میں مبتلا ہوں۔ کینال والے بھی اصرار کرتے ہیں۔ مگر انکی جگہ قدرے دور ہے۔ قاری صاحب کے یہاں جگہ ہے۔ لیکن اسکو میں اپنے لئے قطعی موزوں نہیں سمجھتا۔ ایک تنگ۔ دوسرے مستقل کمرہ نہیں اور گوداموں میں بود وباش یہ اپنی کثیف فطرت کے خلاف سمجھئے۔ اس لئے اب تو میں کنال پارک میں رہتا ہوں۔

بحر وصحرا کی سیر کے وقت کبھی یہ بھولا ہوا حقیر بھی یاد آہی جایا کریگا۔ لاہور کے نشیب وفراز سے ابھی بالکل ناواقف ہوں۔ اس لئے طبع غیر مستقیم میں اطمینان وسکون نہیں جیسا کہ پہلے عرض کر چکا۔ خدا آپ کو سلامت اور خوش رکھے۔ بس اور کیا عرض کروں۔ صرف اتنی گذارش ہے کہ اپنی دعا میں اس حقیر کو یاد فرمایا کریں۔ یقیناً آپ کی دعا میرے حق میں مستجاب ہوگی۔ باقی پھر کسی دوسری مجلس میں کہونگا۔

صبح سات بجے کا وقت ہے۔ خلوت میں یہ چند سطور پیشِ خدمت اطلاعِ خیریت کیلئے پیش کر دیئے۔ فقط والسلام آپکا سعید

(ایک محبّ ومحبوب کی جدائی)

[1] قاری صاحب میرے ہمدم وہم ذوق ایسے محبّ ومحبوب جن کی رفاقت میں مَیں نے نصف صدی کا سفر طے کیا۔ یہ مکتوبات زیر تسوید وتبیض تھے اور میں صدق ووفا خلوص ومحبت کے اس طویل دور کو چند سطروں میں سمیٹنے سے اپنے آپ کو عاجز پا رہا تھا کہ وہ اچانک اپنی ناپائدار زندگی کا چراغ یکایک گل کر گئے اور ہماری محافل زیست کی شمعیں بجھا کر چلے گئے۔ اس تعلق ویگانگت کیلئے ان خطوط کی ہر ہر سطر شاہد عدل ہے۔ یہ دوستی ہم عصر احباب واقارب اور ہر شناسا کیلئے ایک قابل رشک نمونہ تو تھا ہی اجلہ اکابر بھی اسے مثالی قرار دیتے۔ اسیر مالٹا مولانا عزیر گل کا کاخیل علامہ سید محمد یوسف بنوری اور علامہ مولانا عبدالحق نافع گل کا کاخیل جیسے اساطین ثلثہ (احقر اور قاری سعید الرحمان اور مولانا عبداللہ کا کاخیل) آپس میں ان اصدقاء ثلثہ کے تعلق کو رشک آمیز نظروں سے دیکھتے اور تینوں کی دوستی کو جاہلی شاعر کے شعر **ثلث الاثافی والدیار البلاقع** کے **ثلث الاثافی** کا مصداق قرار دیتے تھے۔ اب اس چھولے کے دو پاؤں تو بکھر گئے اللہ کے علم میں ہے کہ تیسرا کب تک اجڑے ہوئے صحرائے عشق کی بادیہ پیمائی میں حیران وسرگردان حیات فانی کے لمحات پورا کرے گا۔ آج تینوں کا تعلق ماضی کا ایک خواب اور افسانہ بن کر اور **کان لم یلبثو افیها الا ساعةً من نهار** کا مصداق بن چکا ہے۔ گویا کبھی اکٹھے ہی نہ تھے متمم بن نویرۃ کا اپنے محبوب بھائی کے بارہ میں مرثیہ اس صورتحال کی تصویر کشی کر رہا ہے۔ ؎ **وکنا کندمانی جزیمة حقبةً من الدهر حتی قیل لن یتصدعا**

فلما تفرقنا کانی و مالکاً. لطول اجتماع لم نبت لیلةً معا

اس تقارب ارواح وقلوب کو مرحوم قاری صاحب نے اگلے ایک مکتوب میں کسی عرب شاعر کے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

نحن الذا ن تقاربت ارواحنا من قبل خلق اللّٰه طینة آدم.

قبر پر مٹی ڈالتے ہوئے صبر وضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور اکتفاء ان الفاظ پر کی کہ ''**انا بفراقک یا سعید لمحزونون**'' **تغمدک اللّٰه یا سعید الحبیب برضوانه ورحمتهٖ .**

(۲)

(لاہور آنے کے مقاصد O آرزومندانہ طبیعت اور شوق سیاحت O مودودی صاحب سے ملاقات کا ذکر)

برادرم وعزیزم۔ خدا آپ کو سلامت اور خوش رکھے۔ تسلیم! غالباً آپ سے میری جدائی کا یہ ساتواں دن ہے۔ ایک عریضہ تو اس سے قبل ارسال کر چکا ہوں۔ شاید نظر سے گزرا ہوگا۔ یہ دوسرا آپ کے جواب کے بعد شاید بھیج سکوں۔ ورنہ دل کا غبار اور دھواں دل ہی میں اڑتا رہیگا۔ پرواز اور ظہور کی نوبت ہی جلدی نہیں آئیگی۔

اچھا تو ذرا بتایئے۔ کہ خطوط میں آپ سے مخاطبت لفظ "آپ" سے کروں یا "تم" سے: آپ پوچھئے گا۔ کہ یہ کونسی بڑی پوچھنے کی بات ہیں۔ لیکن میرے نزدیک دونوں میں بہت کافی فرق ہے۔ اس کا فیصلہ آپ ہی فرمایئے۔ میں تو خط لکھتے وقت آپ کو غائب نہیں سمجھتا۔ بلکہ اپنے ساتھ سمجھتا ہوں۔ مخاطبت میں صرف لسان وقلم کا فرق ہوتا ہے۔ خیر یہ کیا بیکار بحث درمیان میں آگئی۔

عزیزم! یہ چند دن جو میں نے یہاں آکر لاہور گزارے ہیں۔ کچھ اس قدر کشمکش میں گزرے۔ کہ دل کافی بیقرار ومضطرب نظر آرہا ہے۔ یہ اس وجہ سے نہیں کہ مجھے کسی قسم کی جسمانی تکلیف ہے۔ بفضلہٖ سب سہولتیں میسر ہیں لیکن بات صرف یہ ہے کہ

؎ میکدہ جب نہ رہا تو میکدہ والے کہاں گئے؟

آپ سے یہ پہلی جدائی کافی افسوسناک اور موجب حزن ہے۔ لیکن اسکی وجہ عدم اعتیاد ہے عادت ہونے کے بعد زیادہ کوفت نہ ہوگی۔ آپ خوش وقتیوں میں مشغول ہونگے۔ کبھی کبھی ہمیں بھی یاد کرلیا کریں۔

برادرم! شاید آپ یہ سن کر کچھ خوش ہونگے۔ کہ میں یہاں آکر ایک صغیر مدرس بھی ہوگیا۔ یعنی کہ دارالعلوم اسلامیہ جسمیں قاری صاحب ہیں کے مدرس طویل رخصت پر گئے ہیں۔ انکی درسی کتب میرے حوالہ کی گئی ہیں۔ چنانچہ کافیہ قدوری وتیسیر المنطق میں پڑھاتا ہوں۔ پھر بھی تم کہوگے کہ میں مہمل ہوتا جارہا ہوں۔ لیکن اتنا اور بھی عرض کردوں کہ مطالعہ کا موقع صرف کافیہ ہی کیلئے ملتا ہے۔ ایک دوسری بات جو میرے لئے باعثِ ابتہاج وسرور اور مقصود سمجھئے یہ ہے کہ قاری صاحب نے ازراہِ شفقت وذرہ نوازی مجھے اس جماعت میں داخل کیا ہے۔ جو انکے نزدیک محنتی اور ٹریننگ یافتہ ہے۔ جسکی وجہ سے میں اپنی مقصد کے پیش نظر پُر امید اور مسرور ہوں۔ دعا آپ فرماتے رہا کریں۔ اب تک جتنے دن گزارے تو وہ ایک جگہ نہیں گزارے۔ جامعہ اور حقانیہ کے طلباء ترجمہ میں جو شریک تھے۔ انکے اصرار پر کبھی وہاں رہا لیکن اب انہیں سے اکثر حضرات عازمین وطن ہو چکے ہیں۔ اور شاید بعض اکوڑہ بھی حاضر ہوتے ہونگے۔

فرمایئے! ان میں سے کسی نے میرے متعلق تو اپنی تاثرات کا اظہار آپ سے نہیں کیا۔ ضرور لکھئے گا۔ اپنی عادتِ اخفاء سے کام نہ لیجئے گا۔

ذوق نے کہا تھا کہ ؎ اے ذوق کسی ہمدمِ دیرینہ کا ملنا بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا وخضر سے

کیا پتہ کی بات کہہ گیا۔ ہمدم دیرینہ ہو کہ نووارد بے تکلف میں لکھے گئے۔ بہر حال اسکے مراسم سے تو وہی واقف ہوسکتا ہے جو اس کوچہ سے آشنا ہو۔

<u>تعلیقہ محبوب ایک عکس</u>: اگر سچ پوچھتے ہوں تو عرض کروں کہ یہ تو میں اپنے لئے اثاثہ حیات سمجھتا ہوں۔ تعلیقہ محبوب کا ضائع کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ یہ ایک عکس ہوتا ہے جس سے گفتار اور دیدار کی ایک جھلک نظروں کے سامنے رہی ہے۔ ؎

شاید ان ذرّوں میں تصویریں کھینچی ہوں آپکی
یہ سمجھ کر منتشر اجزاءِ دل یکجا کیئے

شاید محفل طویل ہو رہی ہے میں تو بہر حال محظوظ ہو ہی رہا ہوں۔ کیونکہ ایک تو میں یہاں ایسی خلوت میں ہوں کہ خطاب یار کے سوا اور کام ہی نہیں۔ لیکن خطرہ ہے کہ " کہف السلامۃ[1] " میں عزلت نشین کی سلامتیوں اور خاموش تاروں میں ایک نووارد مسافر کیطرح یہ کھلبلی نہ مچادے اور ان نازک تاروں کو نہ توڑ دے۔ عید الاضحیٰ قریب آچکی ہے۔ اسکی شادمانی اور مسرتوں میں اس غریب مسافر کو بھی شریک کر لینا۔ آخر آپ نہیں تو اور کون شریک سمجھے گا۔ جبکہ ۔ بینی و بینک فی المحبة نسبة مستورة من اهل هذا العالم

اور نحن الذان تقاربت ارو احنا من قبل خلق اللّٰه طينة آدم

آپ نے متصوفانہ رنگ اور ناصحانہ طور پر سیر و سیاحت کے متعلق جو ہدایات فرمائی ہیں۔ وہ میرے لئے حرز جان ثابت ہونگی۔ لیکن اتنا عرض کردوں۔ کہ میرا لاہور آنے سے مقصد صرف ایک نہیں تین چیزیں ہیں۔ تکمیل تجوید و قراءت شغل فی الانگریزیہ وغیرہ اور تیسری چیز سیر و سیاحت۔

ہاں ایک بات ضمناً موقع پر یاد آگئی۔ میرے ایک ملنے والے جو علم پامسٹری (فراستہ الید) میں ماہر ہیں میرا ہاتھ دیکھنے کے بعد کہا کہ تمہیں سیر و سیاحت کا بہت شوق ہے اور یہ شوق تمہاری آرزومندانہ طبیعت کے لئے ترقی کا سبب بنے گی۔ اور اس شوق کو روکنے پر تمہارے جذبات کا متاثر ہو کر پھٹ جانیکا اندیشہ ہے۔ دیکھئے کیا پر مغز بات کہہ گیا ہے۔ اب آپ ہی سوچ لیں کہ میرے لئے جب یہ مقدر ہیں تو اس سے فرار کہاں کر سکتا ہوں۔ شاید آپ نے میرے ذکر کردہ پروگرام کو غور سے نہیں دیکھا۔ اس سے آپ کو معلوم ہو جاتا کہ میں کس ماحول میں زندگی کے یہ لحات گزار رہا ہوں۔ لاہور کی ہنگامہ خیز اور شورش انگیز آبادی سے میں دور رات گزارتا ہوں۔ اور وہاں ہی میری جگہ ہے۔ دو تین میل بذریعہ سائیکل آتا ہوں۔ سیر و سیاحت کے لئے خارجی اثرات سے متاثر ہو کر آنا پڑتا ہے۔ اوہو: متجدّد صاحب[2] یاد آگئے خدا انکو سلامت رکھ کر قوم و مذہب کی خدمت کی توفیق مزید عطا کرے۔ ان سے ملاقات کیلئے گیا تھا۔ ایک گھنٹہ ملاقات کی، آئندہ بھی خیال ہے۔ انکے مشاغل کا ذکر عند الملاقات ہی کرونگا۔ ویسے بھی ان کی جماعت کو اور خود انکو اب نزدیک سے دیکھنے کی کوشش کر رہا ہوں کیونکہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ اگر فرمائیں تو بس کردوں ورنہ قلم تو بہت کچھ کہنا چاہتا ہے۔ آپ اکوڑہ کے کچھ حالات لکھتے ہی نہیں۔ میرے جانے پر کچھ تبصرے تو نہیں ہوتے۔ آخر آپ کا ماحول اور حقانیہ کی فضا اور جامعہ کی فضا کیا گواہی دے رہی ہیں۔ کچھ ضرور لکھئے، اگر مناسب سمجھیں تو محمود الحق کو سلام کہہ دیں۔ والسلام...... سعید

(۳)

(قلبی کیفیات[3])

۲۲/جولائی ۱۹۵۵ء

حبیبی المحترم۔ انعم اللّٰه علينا باللقاء. وانجحنا اللّٰه فی مقاصد نا

تسلیم! ۔ زنسیم جانفزایت دل مردہ زندہ گردد زکدام باغی اے گل کہ چنیں خوش است بویت

تعلیقۂ محبوبہ ثانیہ موصول ہوا۔ اسکے آنے سے جو کیفیات قلب پر طاری ہوئی ہیں۔ اسکا اظہار شعر میں کر چکا۔ محبت نامہ سے قلب حزین

---

[1] گھر کے ساتھ ایک شکستہ ٹوٹا پھوٹا کمرہ جسے اس عزلت نشین نے ہمارے مجذوب علامہ مناظر احسن گیلانی کے الفاظ میں کہف السلامۃ کا نام دیا تھا۔

[2] مراد مولانا مودودی صاحب ہیں ابتداءً قاری صاحب بھی بعض دوستوں کی اثرات کے وجہ سے مودودی صاحب میں دلچسپی لینے لگے تھے مگر جلد ہی سنبھل گئے۔

[3] ان دنوں ہم دونوں کے مشترکہ مطالعہ میں مولانا ابو الکلام کے غبار خاطر اور مکاتیب کے مجموعہ (دو ہمدم اور ہم ذوق دوستوں مولانا آزاد اور مولانا حبیب الرحمان شیروانی کے مکتوباتی جذبات واحساسات) کا بڑا اثر تھا۔ غیر ارادی طور پر ہم بھی اپنے خطوط میں علم و ادب کے ان شہ پاروں سے متاثر ہو کر شعر و نظم کے بندھنوں میں پھنس جاتے۔

کے غیر شعوری اور شعوری آلام واندوہ بحرِ مسرت وشادمانی کے تلاطم امواج سے بہہ جاتے ہیں۔
تم "اور آپ" کے سوال کے متعلق جو آپ نے فیصلہ کیا وہی مبنی بر حقیقت ہے۔اور وہی آپ سے متوقع تھا۔اور آخر کیوں نہ ہو؟ جبکہ

اتحاد یست میانِ من وتو　　　من وتو نیست میان من وتو

دیکھئے کیا جوڑ لگا۔لیکن یہ تو ذرا فرمایئے کہ کیا یہ وحدۃ الشھو دو الوجود کی بحثیں شاید متصوفانہ مشاغل میں از دیاد کی باعث زیادہ متحضر ہوگئی ہیں۔میری موجودگی کے وقت شاید ان مراحل کے طے کرنے میں بندہ حائل رہا۔اب ذرا ذرا جلد طے کرلیں۔ورنہ پھر موقع میسر نہ آئیگا۔بھائی میں تو ایک سیدھا سادہ انسان ہوں۔ان دقائق وغوامض فن کیطرف مجھ بے مایہ کی رسائی کہاں؟ اور اس کی وجہ سے نابلد کی جستجو کیا بارآور ہوسکتی ہے؟ خیر آپ کی توجہ دلانے سے دعا کیجئے کہ میں بھی کچھ اس سے محظوظ ہوں۔شاید تیسرا خط بھی آپ کو مل چکا ہو گا۔　　　والسلام سعید

(۴)

۱۳ اگست ۱۹۵۶ء۔ از بہودی چھچھ　　　(قلبی احساسات)

برادرم عزیز۔بہر حال طبع مواج کی تلاطم انگیزیوں میں قلب ہچکولے کھا رہا ہے۔معلوم نہیں ناؤ کا دباؤ اور ڈھلان کس طرف ہوجائے۔
سچ کہتا ہوں بعض اوقات آپ بہت یاد آتے ہیں مگر کیا کروں۔اخبارات[۱] کے نہ ملنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کا مرض تا حال عروج پر ہے۔جسکی وجہ سے آپ حرکت پر قادر نہ ہونگے۔نیز آپ کے مودت نامہ کے ملنے سے قبل میں ایک عریضہ ارسال چکا ہوں۔وہ بھی موصول ہوا ہوگا۔گذشتہ دن اخبار سے مولانا محمد شفیق صاحب[۲] کے آپریشن کا حال معلوم ہوا تھا۔مگر جب نور محمد سے معلوم ہوا کہ موصوف وفات پا چکے تو بہت زیادہ افسوس ہوا۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔
میرے پیارے دوست! آپ کو کیا عرض کروں۔اکوڑہ کے ماحول سے میری طبیعت کچھ بھر گئی ہے۔میں اپنے لئے وہاں کچھ خوشی محسوس نہیں کرتا۔صرف ایک آپکا سہارا ہے۔یقین جانئے اس سہارے نے مجبور کر رکھا ہے۔جو مجھے اکوڑہ کیطرف کھینچ رہا ہے۔
یہ خط عشاء کے بعد شروع کیا۔اب بارہ بجنے میں دس منٹ باقی ہیں۔سب گھر والے سوگئے ہیں۔نیند تو مجھے نہیں آرہی لیکن دماغ پر سہر کیوجہ سے کچھ بار ہے۔اس لئے اس محفل کو مزید طول دینے کیلئے صبح پر موقوف کر رہا ہوں۔پھر صبح کو ملاقات ہوگی۔(معلوم نہیں آپ اس وقت کس حال میں ہونگے ذرا لکھئے گا تو سہی) یہ ریڈیو سعادت کی دوسری نشست ہے۔صبح چھ بجکر بیس منٹ ہوچکے ہیں۔شاید آپ بھی خواب سے بیدار ہونگے۔ریڈیو کا بٹن دبانیکی کوشش کر رہے ہونگے۔
معاف فرمایئے! اگر خط ایسے وقت ملا کہ آپ کی طبیعت اسکا بار برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔تو درگزر فرمایئے گا۔اگرچہ آپ کی اور میری دوستی تو ایسی ہے کہ اگر طبیعت پر نا قابل تحمل بار ہو تب بھی نامہ کے ملنے سے اسمیں کمی ہی ہوگی۔

یہ تکلف یہ تمکنت ہمیں پسند نہیں　　　خلوصِ دل کی ضرورت ہے دوستی کے لئے

شاید کچھ کافی کہہ چکا۔اب شاید آپ تنگ آجائینگے۔ویسے اصول یہ ہے کہ مریض کو زیادہ تنگ نہیں کرنا چاہیے۔مگر تا ہم آپ کی محفل سے جی نہیں بھرتا۔

میں اور بزم مئے سے یوں تشنہ کام آؤں　　　گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

---

۱ بھارت دہلی سے روزنامہ الجمعیۃ ڈاک سے آتا تھا جس سے وہاں کی علمی دینی جماعتی سرگرمیوں کا علم ہوتا، یہ پرچے کبھی کبھی مکتوب نگار کو بھیجا کرتا۔
۲ دارالعلوم کے مدرس فاضل دیوبند حالات انکے مکاتیب میں

اب اس محفل کو پھر کسی دوسری نشست پر حوالہ کر رہا ہوں۔اور پھر ایک دوسرے سے ملاقات ہوگی۔

کشتی شکستگانیم اے بادِ شرطہ برخیز باشد کہ باز بینیم آن یار آشنارا

چلئے اب اگر مرض ہو تو دوائی لے لیجئے یا انجکشن لگوانے کیلئے ڈاکٹر الحاج عبدالماجد صاحب کے پاس چلے جایئے اور اگر مرض رخصت ہو چکا ہے تو ذرا آرام کرلیں۔تا کہ ازالۂ کمزوری و نقاہت کا باعث بنے۔مریض کی دعا کی مقبولیت تو آپ جانتے ہی ہونگے۔اس لئے دعاؤں سے فراموش نہ فرمائیں۔میں تو گنہگار ہوں۔تاہم میری ہر قسم کی دعائیں آپ سے لگی ہوئی ہیں۔

(۵)

۲۵/اگست ۱۹۵۶ء **(بیمار پرسی)**

مکرم و محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا آپ کے متعلق معلوم ہوا تھا کہ آپ بیمار ہیں اور مرض کافی طویل ہو چکا ہے بہت دنوں سے خیال تھا کہ چند الفاظ بطور عیادت و بیمار پرسی پیش کروں اب یہ فخر حاصل کر رہا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔اپنے والد محترم مدظلہم العالی کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا بصد ادب و نیاز پیش فرمائیں۔امید ہے کہ مجھے بھی اپنی مستجاب دعوات میں فراموش نہ فرمائیں گے۔واقفین و احباب سے سلام عرض ہے۔

فقط: سعیدالرحمان عفی عنہ، بہبودی کیمبل پور

(۶)

۲۱/جون ۱۹۵۷ء یوم الجمعۃ **(مجالس احباب سے محرومی کا قلق)**

برادر عزیز، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، آپ سے رخصت ہو کر دوسرے دن گیارہ بجے پہونچا۔آج خط لکھنے بیٹھا شدت کی گرمی آج پڑ رہی ہے خیال ہوا کہ شدت حرارت کو آپ کے مخاطبت کی برودت اور خنکی سے تسکین دوں۔یہاں آکر اکوڑہ کی مسموم فضا سے تو کچھ آرام ملا مگر دوستوں کی مجلسوں سے محرومی کا قلق ضرور ہے۔خصوصاً عصری دوروں کا[1]۔یہاں آکر ابھی تک کوئی مشغلہ نہیں ہے بس وقت گزر رہا ہے اور ہم جیسوں سے ہوتا ہی کیا ہے خدا توفیق دے کہ کچھ کام ہو سکے آپ تو مرکز میں قیام پذیر ہیں۔آپکے حالات کیسے ہیں شاید میرے آپکے بعد سازگار فضا پیدا ہوگئی ہوگی۔الجمعیۃ اور دوسرے اہم اشیاء کا منتظر رہونگا۔خدا کرے سلسلہ مواصلات کا انتظام صحیح قائم رہے۔

والسلام......طالب دعا سعید

(۷)

۲۵/جون ۱۹۵۷ء **(چچا مولانا عبدالرحمان کاملپوری کے بھائی کی وفات)**

مکرم برادرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔۲۳ رجون ۱۹۵۷ء بروز اتوار ہمارے چچا صاحب وفات پا گئے ہیں۔جناب حضرت مولانا صاحب، مفتی صاحب و دیگر اساتذہ و علماء سے دعاء مغفرت کی استدعا ہے۔

والسلام سعیدالرحمان

---

[1] بعد از عصر شام تک اکثر اساتذہ اور طلبہ جی ٹی روڈ یا اکوڑہ خٹک کے دریائے کابل کے کنارے ٹہلتے۔ہمارا معمول دریا کے کنارے واک کرنا تھا۔

(۸)

۲۹ جون ۱۹۵۷ء (عم محترم کی وفات)

برادرم عزیز السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ نامۂ الفت سے رات عشاء کے وقت مشرف ہوا۔ کافی انتظار رہا کیونکہ میں اپنے زعم میں یہ فرض کئے ہوئے تھا کہ آپ "معین پوسٹ آفس" سے خط حاصل کر چکے ہونگے۔ مگر کیا معلوم تھا کہ آپ بسترِ مرض پر پڑے ہونگے۔ ایسی اچانک اور غیر معہد بیماری سے بہت تشویش ہوئی۔ کہ قدرتی بات ہے۔ جب بھی میں آپ سے رخصت ہوا۔ آپ کسی نہ کسی بیماری میں مبتلاء ہوگئے۔ سالِ گزشتہ بھی یہی قصہ تھا۔ خدا کرے کہ آپ جلد مرض سے شفایاب ہوجائیں۔ میں نے جرأت کر کے عم محترم کے وفات کی اطلاع براہِ راست آپ کو دیدی۔ اگر بیماری کا علم ہوتا تو یہ جرأت کبھی نہ کرتا۔ مبادا یہ مزید عوارض کے پیدائش کا سبب بنتا۔ دوسرے دن آپ کے والد محترم مدظلہ کو بھی والد صاحب کیطرف سے خط بھیجا گیا ہے۔

ہم بھی ابھی تک اپنے عم محترم کے غم میں غمگسار ہیں۔ یہ ایک بہت عجیب اور صاحب صفات عالیہ انسان تھے۔ عرصہ پانچ سال سے "دمہ" کے مریض تھے۔ والد صاحب کو بیماری کی شدت کی اطلاع دیدی گئی تھی۔ اس لیے وہ جمعہ کو تشریف لے آئے تھے[۱]۔ وفات کے دن اکوڑہ بھی ایک آدمی بھیجا گیا تھا۔ جس پر اساتذہ اور کچھ طلباء شریک جنازہ ہوگئے تھے۔ ابھی تک تعزیت کیلئے مہمانوں کا سلسلہ جاری ہے۔ جسکی وجہ سے فرصت بہت کم ملتی ہے۔ تاہم حسب الحکم یہ چند سطر سپردِ قلم کررہا ہوں۔ تاکہ آپ کو انتظار کی کلفت نہ ہو۔ مجھے اس سابقہ مرض سے مکمل آرام نہیں ہے۔ اثرات باقی ہیں۔ وہ قدرت کی بات ہے۔ میں یہاں اس روحانی غم میں مبتلا ہوگیا اور آپ جسمانی درد والم میں مبتلا ہوگئے۔ اگرچہ آپ کے نزدیک روحانی الم کے مقابلہ میں جسمانی عوارض کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جب کہ آپ پہلے فرمایا کرتے تھے۔ شاید اب آپ اس نظریہ کو تبدیل کرنے پر مجبور ہوگئے ہونگے۔

ڈاک نکلنے کا وقت بھی قریب ہے۔ اور باہر کچھ مہمان بھی ہیں اس لئے جلدی میں یہ چند سطور سپردِ قلم کردیئے۔

(۹)

۲۰ اگست ۱۹۵۷ء (کتاب النبی الخاتمؐ)

مکرم محترم جناب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ عرصہ سے آپ کی خیریت معلوم نہیں ہوئی۔ خیال ہے کہ کتاب ''النبی الخاتم'' آپکو مل گئی ہوگی۔ اور آپ نے شاید انکو وصولی کی اطلاع بھی دیدی ہوگی ہماری تعطیلات ۲۳/۸ کو ختم ہورہی ہیں میری طرف سے حضرت مولانا صاحب مدظلہ اور جملہ واقفین حضرات سے سلام عرض ہے۔ والسلام، سعید الرحمان بہودی ضلع کیملپور

(۱۰)

۱۵ اپریل ۱۹۵۸ء (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر کا مطالعہ ○ جامعہ اسلامیہ اکوڑہ سے بیزاری کا اظہار)

مکرم محترم برادرم، سلام مسنون، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ کئی مرتبہ خط لکھنے کا ارادہ کیا ایک مرتبہ ڈاکخانہ میں لفافہ نہ مل سکا پھر رمضان میں سوائے صوم کے اور کوئی مشغلہ ہی نہیں ہوتا۔ اسی طرح دن گزر جاتا ہے۔ نمبر کا مطالعہ[۲] کررہا ہوں۔ ایک سو صفحات تک کرچکا ہوں اور کسی چیز کے مطالعہ کا موقع نہیں ملتا۔ آپ بھی تنہا ہونگے۔ آپکی اس خلوت اور تنہائی کا مجھے کافی احساس ہے مگر کیا کیا جائے کچھ ذمہ داریوں

---

[۱] ان دنوں ان کا قیام اکوڑہ خٹک میں ہوتا [۲] الجمعیۃ دہلی کا شیخ الاسلام مدنی نمبر

میں اضافہ، اور کچھ اکوڑہ سے شکم سیری[1]، ورنہ آپ جیسے رفقاء کو ایسے ایام میں خالی چھوڑنا یقیناً بے مروتی ہے۔ میں انشاء اللہ اس جمعہ کو یا سنیچر کو حاضر ہونگا۔ اور سب خیریت ہے۔ والسلام سعید الرحمان حال بہودی ضلع کیمل پور بروز سنیچر

(۱۱)

۱۲/مارچ ۱۹۵۹ء (جامع مسجد راولپنڈی صدر میں تقرری O تفسیر قرآن کیلئے میرا سفر لاہور)

مکرم محترم برادرم، سلام مسنون، آپکا خط جس وقت ملا میں اسوقت راولپنڈی کیلئے پابرکاب تھا کل بروز منگل پنڈی پہونچا اس دفعہ آپ اور میں دونوں نے جدید سفر میں قدم رکھا ہے ماشاء اللہ آپ تو مولانا لاہوری کے فیوض و برکات حاصل کرینگے۔ مگر میں تو یہاں اکیلا ہوں نئی جگہ نئے ماحول ہونیکی وجہ سے طبیعت نامانوس اور پریشان ہے۔ گھر سے بھی کافی عرصہ بعد ہجران نصیب ہوا ہے۔ یہاں فی الحال کام کوئی نہیں ہے ان کی تعمیر سب غیر مکمل ہے۔ فی الحال تعمیر وغیرہ کی نگرانی کا کام ہوگا ہاں ختم قرآن رات شروع کیا ہے براہ کرم اپنی خیریت سے مطلع فرمائیں۔ مولانا شیر علی شاہ اور دیگر واقفین سے سلام فرمائیں۔ والسلام

پتہ: سعید الرحمان معرفت وصی الدین صاحب جامع مسجد (زیر تعمیر) ڈلہوزی روڈ راولپنڈی صدر

(۱۲)

(راولپنڈی نئی جگہ نیا ماحول O مولانا لاہوری سے دورہ تفسیر کے لئے لاہور میں احقر کا قیام)

۱۸/مارچ ۱۹۵۹ء

برادر عزیز، سلام مسنون، گرامی نامہ ملا یہ پڑھ کر خوشی بھی ہوئی اور کچھ افسوس بھی۔ خوشی اس طرح کہ آپ پر لطف ماحول میں ایام گزار رہے ہو۔ اور چونکہ میں یہاں محض اکیلا ہوں جگہ بھی بالکل نئی ہے کوئی ساتھی نہیں رمضان بھی ہے اس طرح اگر آپ کی بھی یہی کیفیت ہوتی۔ تو کم از کم اس اشتراک سے خوشی ہوتی۔ مگر آپ کا ماحول آباد ہے لاہور میں احباب بھی کافی ہیں یہاں جگہ تو بڑی کام کی ہے مگر میں طبیعت سے ابھی مجبور ہوں خدا کرے کہ طبیعت لگ جائے ورنہ پھر مشکل ہوگا۔ بس ملازمتوں سے دل گھبراتا ہے آزادی سے کوئی کاروبار اچھا لگتا ہے آپ تو خوش بخت انسان ہیں آپ عروج و زوال کی داستانوں میں لگے ہیں اور میری طبیعت اس وقت اس بحث کی متحمل نہیں۔ استقبال کا آرڈر تو آپنے دیدیا ہے مگر فرمائیں کہ کب تک ترجمہ ختم ہوگا اور کب تک آپ تشریف لائیں گے۔ بہرحال آپکا استقبال ضرور ہوگا اس مبارک محفل میں دعاوں میں مجھے یاد فرمائیں اکوڑہ کا ماحول آپ کی وجہ سے میرے لئے بالکل گھریلو بن گیا تھا یہ طویل داستان چھوڑ کر نئے ماحول میں آنا ذرا تکلیف کا باعث ہورہا ہے براہ کرم اس دیار غربت میں خط کا جواب دیدیا کریں تا کہ تسلی ہو جایا کرے۔ آپکی محفل آرائی میں عزیز صاحب[2] بھی شریک ہونگے۔ شیر علی شاہ صاحب کو عزیز صاحب کو اور واقفین کو سلام فرمائیں۔ جواب کا منتظر ہونگا۔

والسلام ......سعید الرحمان معرفت وصی الدین صاحب

(۱۳)

۳۰/مارچ ۱۹۵۹ء (نومولود کی گیارہ دن بعد وفات O ابتدائے تقرری میں طبیعت کی بے چینی)

برادرم سلام مسنون! میں ۱۱ رمضان کو گھر چلا گیا۔ گھر سے بیماری کی خبر آئی تھی۔ میں نے آپ کو پہلے تحریر نہیں کیا تھا۔ رمضان سے ایک روز

---

[1] اکوڑہ کے جس مدرسہ میں ان کے والد ماجد قدس سرہ کا قیام تھا اس فضاء سے نہ تو انہیں اطمینان تھا نہ قاری صاحبؒ کو وہ ماحول راس آیا اس سے بیزاری کا جگہ جگہ اظہار ہے۔

[2] برادر عزیز مولانا عزیز الرحمان حیدری چچھ حال میر پور خاص سندھ جو اس وقت لاہور میں مقیم تھے۔

قبل ایک نومولود نے اس دنیا میں قدم رکھا تھا۔ مگر صرف گیارہ دن زندہ رہ کر ۱۱ رمضان کو رخصت ہوگیا۔ اب احساس ہوا کہ صنفِ نازک کو اسکا کتنا احساس ہوتا ہے۔ مزید بیماری کی وجہ سے میں آٹھ روز گھر مقیم رہا۔ ۱۸ رمضان کو یہاں واپس آیا۔ آپکا خط ملا۔ آپ لطف و مسرت سے محظوظ ہو رہے ہیں اور میں یہاں غم و یاس کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ تفصیل عند الملاقات ہو سکتی ہے۔ حاصل یہ کہ یہ جگہ میرے راس[۱] نہیں آ رہی۔ طبیعت میں یہاں سے لگاؤ نہیں ہے۔ پریشان ہوں۔ اب یہاں سے رخصتی کی کچھ سوچ رہا ہوں۔ یہ جگہ اپنے بھائی کے حوالہ کرنیکی کوشش کر رہا ہوں۔ دعا کیجئے کہ اطمینان کی زندگی نصیب ہو۔ آپ بھی اپنی مخلصانہ رائے سے مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ آپ بھی حقانیہ کے مہتمم بننے والے ہیں۔ براہِ کرم وہاں میرے لئے کوئی سیٹ کسی مد میں خالی کرا رکھیں۔ کیوں کیا رائے ہے۔ یہاں دماغ کچھ کام ہی نہیں کرتا۔ ورنہ تفصیلی خط لکھتا۔ چلو خوشی ہوئی کہ آپ تو دیارِ غربت[۲] میں لطف کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ غم اپنا ہے۔ دعا کیجئے کہ آپ سے لاہور ہی میں ملاقات کی صورت ہو جائے۔

آپ کی مرضی ہے، کاش کہ اس دفعہ پروگرام بنتا تو میں بھی ترجمہ میں شامل ہوتا۔ مگر قدرت کی ستم ظریفی ہی سمجھئے۔ عبداللہ کو میں نے اوائلِ رمضان میں سخاکوٹ خط لکھا تھا۔ آپ ترجمہ سے کب فارغ ہونگے۔ غالباً بقرعید کے موقع پر فارغ ہونگے۔ امتحان کا بھی بھوت شاید آپ پر ابھی سے سوار ہوگیا ہے۔ جی ہاں بقول طلباء یہاں بھی فرزندِ مہتمم کا امتحان نہ سمجھیں۔ ورنہ آپ کی لیاقت میں شک شبہ ہی نہیں۔ شیر علی صاحب سے سلام فرمائیں۔ جواب جلد عنایت فرمائیں۔ والسلام

(۱۴)

۲۰ اپریل ۱۹۵۹ء (مولانا عبیدالرحمان کی عارضی ذمہ داری)

مکرم برادرم جناب، سلام مسنون، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ آپکا۔۔خط ملا پنڈی کا خط ابھی نہیں پہونچا، مولوی شیر علی شاہ صاحب کے بعد تو آپ وہیں رہ جائینگے۔ اکوڑہ جانیکا ارادہ کر رہا ہوں۔ مگر آپ کی عدم موجودگی رکاوٹ ہے۔ پنڈی میں فی الحال بھائی عبیدالرحمان[۳] کو مقرر کیا ہے میں فی الحال گھر پر ہوں۔ مستقبل کا کوئی علم نہیں ہے خدا بہتر کرے۔ دعا فرمائیں اور کوئی نئی بات نہیں آج عبداللہ کا خط زیارت سے آیا ہے اپنی نااہلی کا اظہار کیا ہے۔ سعیدالرحمان، بہبودی کیمبلپور

(۱۵)

۲۷ اپریل ۱۹۵۹ء (مولانا عبدالشکور کیمبلپوری جامعہ چھوڑ گئے O مولانا یوسف بنیری کی تقرری)

مکرم برادرم، سلام مسنون، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ خط پہونچا بھی اور بھیجا بھی۔ شوشوں نے شکوریات پر جرگے کئے مگر ناکام ہوئے وہ پنڈی چلے گئے۔ اب معلوم ہوا کہ انکی جگہ مولانا یوسف بنیری آپ کے مدرسہ والے آگئے ہیں۔ معلوم نہیں آپ کے ہاں سے وہ کیوں سبکدوش ہوگئے ہیں شاید وہ جماعتی جھگڑا ہوگا۔ شیر علی شاہ صاحب اپنے مقام کو پہونچ گئے ہونگے۔ والسلام سعیدالرحمان بہبودی کیمبلپور

۱۔ میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کے دورہ تفسیر میں شرکت کیلئے لاہور میں تھا مولانا شیر علی شاہ صاحب بھی کچھ تو تفسیر اور کچھ حضرت والد ماجد کی خواہش پر میری رفاقت کیلئے رمضان اور کچھ دن شوال کے شریک درس رہے مگر دارالعلوم کے تدریسی فرائض کی وجہ سے وہ شوال میں واپس آگئے۔

۲۔ راولپنڈی صدر جامعہ اسلامیہ مراد ہے جہاں قاری صاحب کی تقرری ہوئی مگر تعمیر نامکمل تھی اور ماحول بھی اجنبی تھا انکا انتخاب حضرت والد ماجد مدظلہ کے مشاورت اور پرزور سفارش پر ہوا تھا اور بعد میں بہترین نتائج ظاہر ہوئے۔ صدر میں جی ایچ کیو وغیرہ کے اہم شخصیات نماز جمعہ میں انکی خطابت خوش الحانی میں اعلیٰ تلاوت و تجوید اور نفیس و دلنواز شخصیت سے ایک بڑا علاقہ متاثر ہوا۔ بعد میں ادارہ سے تعلیم و تدریس کے لحاظ سے بھی معیار قائم کیا۔

۳۔ مولانا سعیدالرحمان کے بڑے بھائی جو بعد میں انگلینڈ میں رہائش پذیر ہو کر اہم خدمات دیتے رہے۔ مولانا عبدالرحمان کاملپوریؒ کے مظاہر العلوم وغیرہ کے ساتھی مولانا عبدالشکور کیمبلپوری جو بہبودی ہی کے رہنے والے اور جامعہ اسلامیہ اکوڑہ پڑھاتے تھے۔

(۱۶)

۲۶/مئی ۱۹۵۹ء (جامع مسجد راولپنڈی صدر میں دل لگانے کی کوشش)

برادر عزیز، سلام مسنون، خدا کرے کہ آپ بخیریت ہوں معلوم نہیں کہ آپ لاہور میں موجود ہیں یا نہیں گھر سے میں نے ایک خط ارسال کیا تھا شاید ملا ہوگا۔ میں تین چار یوم سے پھر راولپنڈی آیا ہوا ہوں۔ طبیعت میں غیر استقلالی کیوجہ سے کبھی ادھر کبھی ادھر ہو رہا ہوں۔ غالب خیال تو یہ ہے کہ یہاں مقیم بھی ہو جاؤں۔ طبیعت پر جبر کر کے کیونکہ جگہ اچھی ہے جسکا ثمرہ بعد میں ظاہر ہوگا۔ آپ نے ایک بار تحریر کیا تھا کہ ۲ر ذیقعدہ تک لاہور قیام رہیگا۔ خیال ہوا کہ خط لکھوں کہ آتے وقت یہاں ایک رات رہیں تبادلہ خیالات ہو جائیگا۔ ملاقات ہو جائیگی آپ اپنی آمد سے مطلع فرمائیں کہ کب تک واپس ہو رہے ہیں۔ غالباً آپ امتحان کی تیاری میں مصروف ہونگے آپ گاڑی سے آئیں یا بس سے ہر حال میں مطلع فرمائیں اور بس کا اڈہ تو بہت قریب ہے اور اسٹیشن بھی نزدیک ہے آپ کے استقبال کیلئے حاضر ہو جاؤنگا۔ اور اگر آپ کا اترنیکا ارادہ نہیں ہے تو استقبال سے پھر معذور ہوں۔ امید ہے کہ جواب سے جلد مطلع فرمائینگے۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ طبیعت میں استقلال عطا فرمائے۔ تا کہ کچھ کام ہو سکے۔ یہاں میدان بہت وسیع ہے مگر استقلال اور ہمت اور صبر کی ضرورت ہے۔ واقفین سے سلام عرض ہے۔ اگر آپ آئیں تو مشکور پائیں گے۔

والسلام سعید الرحمان خطیب، جامع مسجد (زیر تعمیر) ڈلہوزی روڈ راولپنڈی صدر،

جواب بہت جلد دیں۔ بروز منگل، ۱۷ر ذیقعدہ ۱۳۷۵ھ

(۱۷)

۱۰/اکتوبر ۱۹۵۹ء (لاہور دورۂ تفسیر سے واپسی)

مکرم برادرم، سلام مسنون، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ آپکا خط لاہور سے ملا تھا کہ آپ کراچی ایکسپریس سے آ رہے ہیں۔ مگر میں اچانک کسی ضروری کام سے اس دن گوجرانوالہ چلا گیا جسکی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی امید ہے کہ شرف ملاقات کیلئے اکوڑہ حاضر ہونگا۔ معلوم نہیں آپ کی ہمرکابی میں کون کون حضرات تھے۔ حضرت والد محترم مدظلہ اور مولانا شیر علی شاہ صاحب اور جملہ حضرات سے سلام عرض ہے۔ جواب جلد عنایت فرمائیں۔ والسلام ......سعید الرحمان خطیب جامع مسجد (زیر تعمیر) ڈلہوزی روڈ راولپنڈی صدر

(۱۸)

۲/نومبر ۱۹۶۱ء (خوشدامن کی وفات)

مکرم عزیز برادرم، سلام مسنون، صد افسوس کہ آپ تشریف لائے مگر میں نہ مل سکا۔ آپکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں اپنی خوشدامن مرحومہ کی وفات کی خبر پر گھر گیا۔ اس غمناک حادثہ نے مجھے سخت پریشان کر رکھا ہے ایک خود اپنی پریشانی ایک گھر والوں کی پریشانی۔ وہ مرحومہ کی اکلوتی بیٹی ہے اور انتہائی محبت اسکے ساتھ تھی اسکی آہ و بکا کو دیکھ کر مجھ سے نہیں رہا جاتا۔ حقیقت میں ایک بہت مشفقہ خوشدامن سے میں محروم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائیں کاش کہ اس غم کے دنوں میں آپ میرے پاس آتے۔ مرحومہ کے انتقال سے میرے لئے بھی کافی پریشانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ انکے چھوٹے بڑے بھی از حد پریشان ہیں۔ مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ میں بدھ ۸/۱۱/۶۱ کو دوبارہ گھر جاؤنگا۔ کیا اس کے کسی دن آپکی آمد کا منتظر رہوں۔ آپ کے گھر میں سلام عرض ہے۔ والسلام ......سعید الرحمان راولپنڈی صدر

(۱۹)

۷/نومبر۱۹۶۱ء (آمد کا انتظار ○ موہوم خیال کو حقیقت میں بدل دیں)

مکرم برادرم۔سلام مسنون کل آپ کا خط ملا۔حالات معلوم ہوئے۔جلدی میں تعمیل حکم کر رہا ہوں۔میں جمعرات کی شام کو آپ کا منتظر رہونگا۔انشاءاللہ موہوم خیال کو حقیقت میں بدل دینا کچھ بات چیت ہوجائیگی۔امید ہے کہ آئینگے۔جمعہ کی صبح پھر آجائینگے۔ والسلام

(۲۰)

۷/مارچ ۱۹۶۲ء ابعد ھ (تہنیت عید)

آنا نہ تھا ظالم مگر تمہید جانے کی

مکرم برادرم،سلام مسنون،امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا یہ دوحرفی تہنیت عید پیش کر رہا ہوں عید کارڈ ارسال کرنا تو فیلڈ مارشل صاحب نے بہتر نہیں سمجھا ہے امید ہے کہ یہ کارڈ اس وقت پہونچے گا جب آپ عید کی مسرتوں سے محظوظ ہو رہے ہونگے۔اللہ تعالیٰ ایسی مسرتیں تا دیر قائم رکھے گزشتہ جمعہ کو آپ نے بڑی زیادتی کی اور میرے جذبات کو سخت ٹھیس پہونچائی۔آنا نہ تھا ظالم تمہید جانیکی کا مصداق تھا اور یہ آپکی ہمیشہ کی عادت ہے لاہور پروگرام سے مطلع فرمادیں۔میں کل عید ریلوے گراونڈ میں پڑھا رہا ہوں اور پھر دوسرے دن جمعہ پڑھاؤنگا۔اور پھر گھر تین چار دن میں واپس ہونگا۔آپ شاید عازم پشاور ہونگے والد صاحب مدظلہ محمود انور وغیرہ سب سے سلام فرمادیں

والسلام ......سعید الرحمان خطیب جامعہ اسلامیہ ڈلہوزی روڈ راولپنڈی صدر

(۲۱)

۲۱/اپریل ۱۹۶۲ء (فکاہات عبداللہ[1] کیلئے وقت درکار ہے)

مکرم برادرم عزیز۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔پانچ چھ دن ہوئے کراچی سے واپس آیا ہوں واپسی پر مشاغل کیوجہ سے اپنی "رسید" کی اطلاع بھی نہ دے سکا۔امید ہے کہ بخیر وعافیت اپنے مشاغل میں مصروف ہونگے۔کراچی آپکا خط پہنچا۔فکاہات عبداللہ کے لئے وقت کی ضرورت ہے۔کہ آپ کو بھی محظوظ کرسکوں۔اور بھی کافی امور قابل تذکرہ ہیں۔فرمایئے ملاقات کے لئے کیا انتظام کیا جاسکے۔۱۴دن غیر حاضر ہونیکی وجہ سے فوری طور پر میرا آپ کے پاس آنا ذرا مشکل ہے۔کیا آپ تکلیف کریں گے۔کہیں آپ کہنے لگیں کہ مجھے بلائے اور خود نہیں آئے اس لئے اصرار بھی نہیں کرسکتا۔احوال کراچی پر بحث کیلئے وقت کی ضرورت ہے۔اگر وقت نکال سکیں۔تو کسی دن آجائیں۔زہے عز وشرف سعید الرحمان راولپنڈی

(۲۲)

۱۶/جنوری ۱۹۶۳ء (مودت ومحبت کے قلبی احساسات)

برادر عزیز،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔یک شعری کارڈ موصول ہوئے کافی دن ہوئے خیال آتا تھا کہ جواب آں غزل کے طور پر یک مصرعی (ع دل ما زغصہ خون شد دل او خبر ندارد) جواب دینے پر اکتفاء کرتا۔مگر سوچتا کہ شعر ونظم کے بندھنوں سے آزاد ہوکر کچھ سطور لکھ کر قلبی احساسات کا اظہار کروں۔مگر پھر سکون دل کی تلاش،آہ کہ یہ معدوم ہی ہے اور اس حیات پُر آلام میں پھر اسکا تصور ہی کیوں کیا جائے لیکن انسان ناتواں کے بس میں سوائے تلاش وجستجو کے اور ہے کیا،برادر عزیز،آپ بھی سوچتے ہونگے کہ شاید نہاں خانہ دل سے محو ہو چکے ہیں لیکن خدارا لوح وقلم کو آپ اگر آئینہ دل سے تعبیر کرینگے تو یہ ظلم ہوگا۔

---

[1] محبِ شفیق مولانا عبداللہ کاکاخیل رحمہ اللہ

برادرعزیز، بہر حال میں خلاف معمول (بقول آپکے) معذرت کا خواہاں ہوں۔خیال تھا کہ سالانہ امتحانات سے فارغ ہوکر شاید پوری سال کی تھکاوٹ دور کرنے اور امتحان کا تعب کو ہلکان کرنے کیلئے پاکستان کے دارالخلافہ کیطرف رُخ کرلیا جائیگا مگر وائے ناکامی ومحرومی۔ پھر آپ غصہ کرینگے کہ خود تو کبھی آتے نہیں اور بار بار دعوت وتکلیف۔ برادرعزیز! کبھی یہ بھی سوچا ہوتا کہ تین چار سال سے زائد عرصہ آپ کے دردولت پر معیت میں گزرا۔اب سال میں تین چار بار یہاں کا چکر لگانا اسکا کفارہ ہوسکتا ہے۔مساوات کا تقاضا تو کچھ اور تھا لیکن چلو ہم اسی کو گوارا کرلیتے ہیں مگر پھر بھی آپ کہیں کہ ہم نہیں آئے خیر ڈرتے ڈرتے یہ دعوت دے رہا ہوں ورنہ نہ معلوم امتحان کے بعد کہاں کہاں کے پروگرام بنے ہونگے۔مگر ایک ہم ہی ہونگے کہ انتقامی جذبات کے شکار ہوکر خیال تو آیا ہوگا مگر نہ آنیکا عزم کیا ہوگا۔خیر چھوڑیئے اس بحث کو۔میں پچھلے کچھ دنوں سے پریشان چلا آرہا ہوں بسا اوقات قیمتی لمحات اس اضطراب و پریشانی کے نذر ہوجاتے ہیں لیکن یہ بھی ایک اصول ہے۔ ؎

وسالمتک اللیالی فاغتررت بھا وعند صفو اللیالی یحدث الکدر

بس انہی تصورات کو لئے ہوئے خاموش ہوجاتا ہوں۔برادرعزیز، کاش آج آپ ہوتے اور دردِدل سناتے سناتے وقت گزر جاتا نہ معلوم یہ گزشتہ لمحات کیسے تھے۔کہ سناتے سناتے نہ تھکتے۔خط لمبا ہورہا ہے آپ بھی اسوقت شاید کسی کام میں مصروف ہونگے عشاء کی نماز میں تھوڑا ٹائم ہے۔درس کیلئے کچھ مطالعہ بھی کرنا ہے کیا آپ اجازت دے سکتے ہیں شرف ملاقات نصفی وکلی کا منتظر رہونگا۔نہ معلوم کیا کچھ کہہ گیا ذرا سوچ کے پڑھیئے گا۔لمحات ماضیہ کو تصور میں رکھتے ہوئے دیدہ ودل کو اس عریضہ سے گزاریئے گا۔خدارا ایک شعری کارڈ کی بجائے کچھ مزید کی توقع رکھکر اتنی لمبی داستان زیب قلم کررہا ہوں۔میری طرف سے والد محترم مدظلہ و برادران ومولانا شیر علی شاہ صاحب ودیگر پرسان حال سے سلام عرض ہے۔ والسلام

(۲۳)

(پکنک میں شرکت کی دعوت)

۱۰/اگست ۱۹۶۳ء

مکرم محترم برادرم سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔دستی رقعہ موصول ہوا۔خط لکھنے میں کچھ ارادۃً اور کچھ غیر ارادۃً تاخیر ہوئی جسکی معافی چاہتا ہوں۔آپ اور عبداللہ صاحب تو مزید ملاقاتیں کرچکے ہیں۔ہم انکی ملاقات سے محروم ہیں۔کیونکہ جب آپ رہنما ٹھہرے تو انکے پروگرام کو ڈھیل دیتے رہینگے۔خیر پھر بھی جمعہ ۱۶ اگست کو آپ کے فرمانے کے مطابق چشم براہ ہونگا۔خیر آباد کنڈ کے پکنک کی نوعیت کیا ہے۔اور کون حضرات شریک ہورہے ہیں۔اگر تفصیل لکھ دیں تو شاید میں بھی شرکت پر غور کرسکوں۔بہر حال جمعہ کے دن ۹-۱۰ بجے آپ کا منتظر ہونگا۔میرے طرف سے مولانا شیر علی صاحب، ودیگر ناظم صاحب، محمود انور سے سلام عرض ہے۔اگر اسمبلی کا اجلاس ختم نہ ہوا تو اس جمعہ کو مفتی محمود صاحب کی تقریر ہماری مسجد میں ہوگی۔ والسلام سعید الرحمان

(۲۴)

(مولانا عبدالرحمان کاملپوری کی کراچی روانگی)

۱/۵ اکتوبر ۱۹۶۳ء

مکرم برادرم، سلام مسنون، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔آپ سے عرض کیا تھا کہ میں ایک ہفتہ کی رخصت پر گھر جارہا ہوں والد صاحب وغیرہ آج ۶۳/۱۰/۵ کو کراچی روانہ ہوگئے ہیں۔آج رات میں شادی خان ایک جلسہ میں شرکت کرونگا۔اور کل صبح گھر پہونچ جاونگا۔آپ کے مشاغل بہت زیادہ ہیں کیا یہ توقع رکھوں کہ بہودی آکر کچھ وقت گزار دینگے۔لیکن جمعرات سے پہلے ہو۔اتنا انتظار مجھ سے نہیں ہوسکتا۔

سوموار منگل کا پروگرام بنالیں۔ والسلام ......سعید الرحمان

(۴۵)

۱۹۶۳ء (کارڈبازی کا خمیازہ)

برادرم، سلام مسنون امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ گرامی نامہ موصول ہوا تھا۔ اس دفعہ کارڈ بازی کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ مگر اسکا بدلہ تو اکوڑہ ہی سے لیا جاسکے گا۔ میں ابھی بے پروگرام ہوں ہاں کچھ ایام انتظار ہے۔ لاہور آنیکو بہت دل چاہتا ہے۔ مگر فی الحال حالات سازگار نہیں ہیں۔ آپ مطلع فرمادیں کہ آپ کب تک لاہور میں رہینگے ابو محمد صاحب پرسوں یہاں آئے تھے وہ بہت اصرار کررہے تھے دیکھئے اکوڑہ کے مفصل حالات کا علم مجھے نہیں۔ صرف تقی صاحب[1] کی جدائی اور آمد کا حال معلوم ہے۔ عبداللہ کو میں نے خط نہیں لکھا ہے۔ اس نے لکھا تھا کہ میں سوات میں ہوں اور سب خیریت ہے۔ والسلام ......سعید الرحمان، بہبودی کیمبلپور

(۴۶)

۱۵/۱۱ اکتوبر ۱۹۶۳ء (عجائب الحیوان اور اردو ڈائجسٹ کی حفاظت)

مکرم محترم برادرم۔ السلام علیکم امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ دوسرے دن رات کو میں واپس بہبودی پہنچ گیا۔ شفیق صاحب بھی ساتھ آئے تھے۔ دو دن رہ کر کل چلے گئے۔ آپ کا ذکر بھی ہوا۔ آپ عجائب الحیوان کے ساتھ اردو ڈائجسٹ بھی لے گئے۔ جسکو حفاظت سے رکھیں۔ فارغ ہو کر بھیج دیجئے گا۔ میں نے ابھی نہیں دیکھا۔ اور سب حالات بدستور ہیں۔ والد صاحب وغیرہ شاید تین چار یوم میں آجائیں۔

والسلام سعید الرحمان

(۴۷)

یکم/جولائی ۱۹۶۴ء (سفر حج سے واپسی کے بعد O مولانا زکریا کی پنڈی آمد)

برادر مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ گرامی نامہ موصول ہوا تفصیل آپ نے ملاقات پر چھوڑ دی مجھ سے اتنا انتظار نہ ہوسکا اسطرح استفسار اًعرض کررہا ہوں اگر تحریر میں حرج نہ ہو تو مطلع فرمادیں۔ ملاقات کیلئے میں بھی بے تاب ہوں مگر چونکہ طویل غیر حاضری کے بعد یہاں آیا ہوں اگر چہ آپکی دعا سے سب حالات تسلی بخش ہیں مگر پھر بھی اسقدر جلد غیر حاضر ہونا مناسب نہیں سمجھتا۔
علاوہ ازیں جیبی گھڑی[2] اور دیگر قیمتی اشیاء کا گم ہونیکا اسقدر قریب آکر بہت افسوس ہوا۔ میں تو دیار مقدس میں یہی دعا کیا کرتا کہ الٰہی! واپس جاکر امن واطمینان کی زندگی عطا فرما۔ سابقہ پریشانیاں جو آپکو معلوم ہیں کسی حد تک موجود ہیں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب ۶، ۷، ۸ جولائی کو راولپنڈی تشریف لارہے ہیں۔ غالبا عبداللہ صاحب چوتھے جہاز میں نہ آسکے ہونگے میری طرف سے حضرت شیخ الحدیث صاحب، مولانا شیر علی شاہ صاحب، قاضی انوار الدین صاحب، ناظم صاحب، ودیگر احباب سے سلام عرض ہے۔ ناظم صاحب کی طبیعت کا کیا حال ہے؟ والسلام سعید الرحمان

۱۔ مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ

۲۔ حضرت والد ماجدؒ کے فرمائش پر حج میں ایک عمدہ جیبی گھڑی وغیرہ خریدی تھی جو کراچی سے گھر آتے ہوئے ٹرین میں کسی نے چرالی، قاری صاحب اس طویل سفر قیام حرمین کے ساتھی تھے۔ اسکی تفصیلات میرے سفر حرمین کے ڈائری مطبوعہ الحق میں ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

(۲۸)

۱۲/جنوری ۱۹۶۵ء (چوغہ کے بدلے ڈائری کا تحفہ O مفتی احمد الرحمان کی شادی کا کارڈ)

مکرم برادرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ رمضان کا مہینہ شروع ہو چکا ہے امید ہے کہ آپ تو بہت زیادہ رحمتوں کے سمیٹنے میں مشغول ہونگے۔ رمضان میں آپکے اسفار بھی کم ہونگے۔ میں تو تقریبا گوشہ نشین ہو جاتا ہوں گرچہ کچھ کیا کرایا نہیں جاتا۔ عبدالعظیم سفیر صاحب تھوڑی دیر کیلئے آئے تھے آپکی خیریت معلوم ہوگئی تھی۔ چغہ بڑا کام آیا۔ رمضان کی تراویح اور صبح کے درس میں اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے اور بلا اختیار آپکو دعائیں نکلتی ہیں "کاش کہ حقیقی معنوں میں تحفہ ہوتا" اسکے بدلہ میں آپکے لئے ایک بہترین ڈائری حاصل کر لی ہے وہ ہیں ان میں سے جو بھی آپکو پسند ہوگی پیش کر دیجائیگی۔ آپکے پسند تک میں ایک کو بھی استعمال نہیں کرتا لیکن رمضان کے بعد ہی شاید پیش کر سکونگا اس سے پہلے تو میرے لئے مشکل ہے۔ رمضان تو شاید آپ ادھر کا چکر بھی نہیں لگائینگے۔ اگر ہو جاتا تو زہے قسمت، احمد الرحمان[1] کے شادی کا کارڈ تو رمضان سے ایک دن قبل موصول ہوا لانیوالا بے وقوف اب لایا۔ جو بیکار ہیں۔ نمونہ کیلئے تین ارسال خدمت ہیں تا کہ آپکو یقین ہو جائے۔ میں تو روز سوا پارہ پڑھتا ہوں آپ کے ہاں تو زیادہ ہوگا۔ رمضان میں خط جلد لکھ دیا کریں تا کہ اس یکسوئی اور خلوت میں کچھ جلوت کا سامان مہیا ہو سکے۔ سب حضرات سے سلام فرمادیں۔ شیخ الحدیث صاحب مدظلہ سے خصوصیت سے اس بابرکت ماہ میں دعا کی درخواست فرمادیں۔ شیر علی شاہ صاحب تو آجکل باران رحمت[2] کے برسانے میں مشغول ہونگے۔

والسلام......سعید الرحمان

(۲۹)

۲۹/مئی ۱۹۶۷ء (والدہ کی حج سے واپسی پر کراچی جانا O پنڈی میں احرار کانفرنس)

مکرم برادرم، سلام مسنون، گرامی نامہ موصول ہوا۔ مورخہ ۶۲/۵/۲۰ کو آپ کے ہاں کا ارادہ کیا۔ گھر سے نکلا۔ حضرو کی پشاور بس سے جگہ نہ ملی ہٹیاں آیا وہاں تین گھنٹہ انتظار کیا جگہ ندارد، مجبوراً ارادہ فسخ کرتے ہوئے پنڈی آگیا نہ معلوم کشش میں کمی ہوگئی۔ اخبار سے جلسہ کا حال معلوم ہوا۔ تفصیل کا منتظر ہوں۔ آجکل مشاغل کافی ہیں فرصت عنقا ہے۔ اس لئے تاخیر جواب سے معافی۔

جون کے آخر یا جولائی کے ابتداء میں کراچی جانیکا خیال ہو رہا ہے۔ والدہ صاحب وغیرہ کے استقبال کیلئے عبداللہ نے آپ کے بارے میں بھی کہا تھا کہ اسکو ضرور ساتھ لائیں کیا اس عرصہ میں آپ اپنے آپکو تیار کرا سکیں گے۔ ہو سکے تو زہے قسمت، غالبا عبداللہ امتحان دیکر وطن آجائے تحقیق کرتے رہیں امتحان انکا ختم ہو گیا ہے۔ پنڈی میں احرار کانفرنس ہو رہی ہے کیا آپ بھی یکم جون کو آرہے ہیں۔ آپ کی برکت سے ہم بھی سن لینگے۔

والسلام......سعید الرحمان

(۳۰)

۲۳/ستمبر ۱۹۶۷ء (اوقاف وغیرہ محکموں کی دخل اندازیاں O مولانا غلام غوث ہزاروی کی آمد صلح صفائی)

برادرم سلام مسنون، آپ کی اچانک اور بے پروگرام آمد اور میری عدم موجودگی اس سے مجھے شدید صدمہ ہوا۔ بہرحال آپکی جو کیفیت ہوئی ہوگی اس کا تو اندازہ مجھے اس سے ہے کہ جب یہ واقعہ جب میرے ساتھ ہوا کرتا ہے تو میرے جذبات کیا ہوتے ہیں۔ یہاں تو قاری امین

---

[1] قاری صاحب کے چھوٹے بھائی مولانا مفتی احمد الرحمان مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ نیوٹاؤن کراچی۔

[2] مولانا رمضان میں حقانیہ میں دورۂ تفسیر پڑھاتے

وغیرہ ہیں وہاں تو یہ بھی نہیں۔ آپکی شعلہ بار تقریر[1] کیک ڈبل روٹی کا حال معلوم ہوا آپ تو چھپے رستم نکلے انشاء اللہ ۱۹ کو حاضری ہوگی۔ حاضری کی اطلاع دفتر کو بھی کاروائی کے طور پر دے رہا ہوں میں آجکل سخت پریشانی میں ہوں۔ اوقاف نے پریشان کر رکھا ہے آج بھی پٹواری وغیرہ آیا تھا معلوم یہ ہوا کہ سکیم ہے کہ سب دینی اداروں کو قبضہ کیا جائے مگر تدریجاً یہ باقاعدہ پالیسی ہے۔ کھل کر ان سے انکشافات ہوئے کہ کوئی دارالعلوم کوئی مدرسہ محفوظ نہیں ملأ اللّٰہ بطونھم من النار و اخزاھم اللّٰہ آپ بتائیں کیا کیا جائے۔ ساری زندگی محنت کر کر کے ایک پودہ بویا اب اسکی قطع و برید ان بے دین اور ملحدین کے ہاتھوں ہو رہی ہو تو خون کھولیگا یا نہیں۔ میں تو ذہنی طور پر آجکل بہت پریشان ہوں سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے یہ اوقاف ثقافت ریسرچ مستقل طور پر الحاد اور بیدینی کے غبارے چھوڑتے رہینگے۔ عوام سے دینی احساس کم ہوتا چلا جائیگا۔ خدا کرے کہ ہمارے اکابر کوئی ٹھوس اور مضبوط قدم اس بارے میں اٹھائیں پتہ نہیں وفاق میں کوئی بحث ہوگی یا نہیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب سے خصوصی طور پر دعا کی درخواست پیش کریں۔ آپ بھی خوب جلد باز نکلے میں کل اتوار کو عصر کے وقت آ گیا تھا کہ آپکا سنا تو بہت رنج و غم ہوا۔ والد صاحب کے متعلقین اور تھانوی مسلک کے کچھ حضرات بہبودی جا رہے تھے میرا جانا ضروری تھا انکی واپسی پنڈی ضروری تھی ورنہ میں انکو اکوڑہ لا رہا تھا ان دنوں میں آپ اگر ہوتے تو کچھ تسلی کا سامان ہوتا۔ ایک عجیب واقعہ، ابھی عصر سے کچھ دیر قبل مولانا غلام غوث صاحب ہمارے ہاں ملاقات کیلئے تشریف لائے فرمایا کہ مسجد میں بیٹھے بیٹھے خیال آ گیا کہ قاری صاحب سے ملوں۔ معافی مانگنے لگے اور حضرت والد صاحب کے بارے میں ترجمان اسلام کے رویہ کے بارہ میں اپنی ندامت اور لاعلمی اور معافی کا اظہار کیا۔ بڑی پر لطف محفل رہی اگرچہ مختصر تھی بعد نماز عصر ان سے درس حدیث دلوایا۔ ابھی ابھی تشریف لیگئے بہر حال میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ ہمارے بزرگ ہیں ہم آپ کی شفقت کے متمنی ہیں۔ ونزعنا مافی صدورھم من غل کا منظر تھا اب جب آپ آئینگے تو ضرور جائینگے۔ سروبہ کے عالم جنکا ذکر مضمون شیخ الحدیث میں ہے انکا نام مولانا میاں محمد صاحب ہے اگر درج ہو سکے تو بہتر ہے۔ کل حضرت شیخ الحدیث صاحب[2] سے ملاقات رہی صاحبزادگان بھی موجود تھے رائے ونڈ کا پروگرام حتمی ہے۔ انشاء اللہ،

والسلام سعید الرحمان

(۳۱)

(مولانا بنوری کی معیت میں حج کا مختصر سفرنامہ O مناسک حج کی ادائیگی)

از منیٰ: ۱۱ر ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ، ۱۰ر مارچ ۱۹۶۸ء

برادرم سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے۔ خیال تھا کہ مکہ پہونچتے ہی خط لکھونگا۔ مگر آپکے ڈھاکہ کے پروگرام کیوجہ سے یقین نہ تھا کہ آپ اکوڑہ میں ہونگے۔ مختصر سفرنامہ عرض کردوں۔ چھ دن کراچی رہا۔ عبداللہ صاحب کی معیت میں ہر وقت آپکا تذکرہ رہتا۔ ۲۹ر فروری بروز جمعہ سعودی عرب ائیر لائن کے ذریعہ روانگی تھی۔ صبح کی نماز پڑھ کر حضرت بنوری کی معیت

---

[1] بسا اوقات قاری صاحب مرحوم کی عدم موجودگی اور مولانا غلام غوث ہزاروی کی وفات کے بعد صدر راولپنڈی میں ان کی چھوٹی سی مسجد کنک منڈی میں مجھے خطبہ جمعہ اور خطاب کے لئے مجبور ہونا پڑتا ایسے کسی خطاب میں اکبرالہ آبادی مرحوم کا شعر

ع چند دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ — کھا ڈبل روٹی کلرکی کر خوشی سے پھول جا۔

جس میں مادہ پرست تہذیب اور مقصد حیات کے طرف طنزیہ اشارے کئے گئے ہیں۔ مکتوب نگار نے اس کا حوالہ دیا ہے۔

[2] شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتی مراد ہیں۔

میں ائیر پورٹ روانگی ہوئی جہاز لیٹ تھا بمبئی سے اسکو آنا تھا تھوڑی دیر بعد معلوم ہوا کہ جہاز میں سیٹیں کم ہیں بکنگ زیادہ ہے سعودیوں کا یہاں یہ معمول ہے چار چھ آدمیوں کو اس جہاز سے محرومی ہوئی۔سوا دس بجے جہاز روانہ ہوا عصر کے سفیر متعینہ پاکستان بھی اسمیں حجاز جا رہے تھے جہاز میں سوار ہوئے مولانا منظور نعمانی بھی اسی جہاز میں بمبئی سے حجاز جا رہے تھے ان سے ملاقات ہوئی سعودی عرب کے سفیر شملی جو آجکل ھند میں ہیں وہ بھی اسمیں تھے۔دونوں سفیر مولانا بنوری کے دوست تھے انہوں نے مولانا کو اپنے پاس سے فرسٹ کلاس میں بلالیا ہماری جماعت میں ۶،۷ آدمی تھے۔ہوائی جہاز کا پہلا سفر بڑا پر لطف رہا۔

راستہ میں دہران آدھ گھنٹہ ٹھہرا۔ریاض بھی ٹھہرنا تھا۔مگر دہران روانگی کے بعد بتلایا۔کہ ریاض نہیں ٹھہر سکا۔دہران سے جدہ کے درمیان آندھی کیوجہ سے جہاز نے کچھ دیر ہچکولے کھائے میرے ساتھ کچھ افریقی حضرات بھی بیٹھے ہوئے تھے سوا چار گھنٹہ میں تقریبا جدہ جہاز پہونچ گیا بعض کاغذات کو پر کرنا پڑا ہاں شہادات کی بات بھول گیا۔کراچی میں شہادۃ الاعفاء اور کتاب التوصیۃ دونوں مل گئے تھے اس لئے سعودی حکومت کو کچھ دینا نہ پڑا۔ویسے بھی آپ کی نصیحت تھی کہ یہ مالدار لوگ ہیں انکو دینا اچھا نہیں جدہ میں سامان لیکر ھاشمی صاحب کے گھر آیا وہاں سے اپنے دوست یحییٰ صاحب کے پاس جانا ہوا۔ان سے ملاقات ضروری تھی میرے درا ہم انکے پاس تھے۔اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہیں۔ہر مرحلہ پر آرام وراحت سے نوازتا رہا بعد نماز عصر یحییٰ صاحب نے کہا کہ میں خود مکہ اپنی کار میں لے جاؤں گا۔میں نے بھی نعمت غیر مترقبہ سمجھا اور ٹیکسی ڈرائیوروں سے نجات حاصل ہوئی۔پون گھنٹہ میں انہوں نے مدرسہ صولتیہ پہونچا دیا۔پنڈی کا ایک ساتھی جو آجکل یہاں قریب میں انہوں نے مکان لیا ہوا ہے۔میرا سامان اپنے مکان میں رکھا مولانا سعید احمد خان امیر جماعت تبلیغی اسوقت موجود نہ تھے مغرب سے پہلے حرم پہونچ گیا فالحمدللہ خدا کا شکر ادا کیا کہ ہم جیسے سیہ کار دوبارہ اس حرم محترم کو دیکھنے کے قابل ہوئے بعد مغرب طواف عمرہ اور سعی ادا کی۔ہجوم بے پناہ تھا دوسری مرتبہ آنیکی وجہ سے زیادہ وقت نہیں ہوئی۔تاہم پنڈی کے ایک صاحب نے جو آجکل یہاں مقیم ہوئے ہیں از خود معلمی کے فرائض سرانجام دیئے۔فالحمدللہ بعد از عشاء حلق کیا رات بڑی آرام سے صولتیہ کی مسجد میں گزری۔بعد صبح اپنے مولوی عبدالحمید صاحب کو تلاش کیا جلدی مل گئے۔برادرم احمد الرحمان آخری جہاز میں آنیوالے تھے معلم صالح عبدالصمد ساعاتی سے ملاقات ہوئی میں تو حسب سابق معلمی سے آزاد تھا۔برادرم احمد الرحمان کو انہی کے پاس بھیجا تھا اور میں نے منیٰ عرفات کیلئے انہی کو منتخب کیا۔برادرم احمد الرحمان دوسرے دن آتے ہی بخار میں مبتلا ہو گئے ساعاتی صاحب نے بڑی خدمت کی۔صولتیہ میں اچھی جگہ مل گئی دونوں بھائی وہاں چلے گئے۔قاری محمد طیب صاحب اور مولانا منظور نعمانی بھی صولتیہ میں قیام پذیر تھے۔ان حضرات کی زیارت بھی آسانی سے ہو جاتی ہے۔حسب سابق آپکی یاد ہر وقت رہی اور رہیگی۔دعاؤں میں ہر وقت آپ ساتھ رہے منیٰ وعرفات کیلئے صالح عبدالصمد کو منتخب کر لیا تھا بعض سابقہ تجربوں کے بنا پر بسوں کی آمد ورفت کا کرایہ بھی انکو دیا تھا۔تاکہ منیٰ اور عرفات میں تلاش میں وقت ضائع نہ ہو ہم بس میں ۷ اور ۸ رذی الحجہ کی درمیانی رات کو ہی منیٰ آگئے تھے منیٰ پر معلم کی جگہ کافی اچھی تھی پختہ بلڈنگ تھی اسکے اوپر کے حصہ میں قیام ہے۔فلش اور پانی کا بہترین انتظام ہے۔سابقہ مکی مرزوقی سے بہت اچھا ہے صالح صاحب نے آپکا پوچھا تو سلام کہنا پڑا۔اس دفعہ خوش قسمتی سے یوم عرفہ جمعہ کے دن ہوا اور رویت ہوئی بقول مولانا بنوری کے اس دفعہ کافی محتاط تھی پاکستان میں آپ حضرات تو آج عید منا رہے ہونگے میں آج اتوار ۱۰ رمارچ کو منیٰ سے یہ خط لکھ رہا ہوں گویا آپ حضرات سے ایکدن قبل یہاں عید تھی۔منیٰ عرفات مزدلفہ میں اس دفعہ بڑا آرام رہا۔مولوی مطیع الرسول صاحب جو مدینہ جامعہ میں ہیں بڑے بہترین آدمی نکلے وہ بھی ہمارے ساتھ تھے چار پانچ آدمی ہم تھے انکے پاس ''کوکر'' اور چائے،سٹور کا بہترین انتظام تھا بیچارے بڑی اخلاص ومحبت سے سب کام سرانجام دیتے رہے۔یعنی عرفات اور مزدلفہ جیسے مصروف پروگراموں میں بھی انہوں نے گرم گرم کھانے اور چائے کا انتظام کیا تھا سابقہ تجربہ کے بنا پر عرفات بھی معلم کے بس میں

جانا ہوا۔ زوال سے ڈیڑھ دو گھنٹہ پہلے پہنچ گئے۔ منیٰ سے عرفات تک تقریباً ساڑھے تین گھنٹے لگے۔ عرفات میں عصر تک اپنی خیمہ میں وقوف کیا۔ بعد عصر معلم کی رہنمائی میں جبل الرحمت جانا ہوا۔ فالحمدللہ۔ بعد مغرب مزدلفہ روانگی ہوئی اور تقریباً ڈھائی گھنٹہ میں مزدلفہ آ گئے۔ سابقہ تجربہ کے بنا پر بستر ہمراہ تھا اس رات بقول حضرت بنوری رحمتوں کے نزول کا بالکل مشاہدہ ہوتا ہے۔ تھوڑی آرام سے بڑا سکون میسر آ جاتا ہے۔ بڑی آرام اور مرتب پروگرام سے یہ رات گزاری قدم قدم پر رب غفور کی رحمتوں کا کرشمہ سامنے ہوا بعد طلوع منیٰ روانگی ہوئی۔ ڈیڑھ گھنٹہ میں منیٰ کے حدود پر منیٰ کے پاس سے بس داخل ہوگئی آگے حد نظر تک ٹریفک تھا۔ اس طرح مشورہ ہوا کہ یہاں سے پیدل چل کر رمی کی جائے بحمداللہ رمی میں کوئی خاص تکلیف نہیں ہوئی۔ اس دن ہر مسئلہ ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ منیٰ کا منظر بڑا عجیب ہے۔ اسکے بعد منیٰ پہنچ گئے اونٹوں کا نحر آج بہت دیکھا۔ بعد مغرب طواف زیارت کیلئے روانگی ہوئی۔ عشاء کے بعد اس سے فارغ ہو کر تقریباً آدھی رات کو منیٰ واپسی ہوئی تھکے ہوئے تھے صبح مولانا عبدالغفور کی تلاش کی یہ سہولت مل سکے آپکا، حضرت شیخ الحدیث صاحب، ناظم صاحب اور سب کا سلام عرض کیا حضرت اوروں سے بھی میرے بارے میں دریافت کرتے رہے تھے یہ اسکی شفقت تھی اور قرآن کی برکت آپ وہاں سے آ کر ظہر کے بعد مطیع الرسول صاحب رمی سے لایا ہوا گوشت جو بہترین طریقہ سے پکایا تھا کھلایا اور اسکے بعد یہ سطور آپکو لکھ رہا ہوں۔ بعد از عصر رمی کرنی ہے۔ بعد مغرب عصری حملہ میں جانا ہے۔ جہاں قاری باسط، قاری خلیل تلاوت کرینگے۔ اس دفعہ بھی تیرا تک قیام کا ارادہ ہے۔ انشاء اللہ طائف کا بھی ارادہ ہے۔ کیوں نہ ویزا میں سہولت ہے فالحمدللہ، کیا عرض کروں آپکی یاد بہت آتی ہے۔ دعاؤں میں سب امور میں یاد رکھا۔ خدا کرے کہ قبول ہو جائیں انشاء اللہ قبول ہیں۔

یہ چند سطور غیر مرتب طور پر لکھدئے آپکا قیمتی وقت کافی لیا کیونکہ آجکل آپ مصروف آدمی ہیں معلوم نہیں ڈھاکہ سے واپسی پر آپ کراچی آئے یا نہیں عبداللہ نے کہا تھا کہ میری واپسی پر سمیع الحق صاحب کو اجتماعی دعوت دینگے کہ وہ کراچی چند دن کیلئے آجائیں اور پھر اکٹھے وہاں سے واپسی ہوگی معاذ اللہ میں اپنے استقبال کیلئے آپکو نہیں بلا رہا لیکن اگر آ گئے تو بہت ہی لطف آئیگا۔ مولوی مطیع الرسول صاحب، برادرم احمد الرحمان صاحب آپکو بہت بہت سلام کہتے ہیں، حضرت شیخ الحدیث صاحب، ناظم صاحب، قاضی صاحب، انوار الحق صاحب اور سب حضرات سے سلام فرما دیں ممبران میں حاجی یوسف صاحب، نور بادشاہ صاحب سے بھی سلام فرما دیں مولانا شیر علی صاحب کو مستقل خط لکھنے کا خیال تھا مگر یہ ہی خط انکا بھی ہے ان سے مضمون واحد عرض ہے اور بہت بہت سلام کہ دیں امید ہے کہ راولپنڈی تشریف لے جاتے ہوں گے۔ یہ پہلا خط ہے جو کسی کو لکھ رہا ہوں۔ میں نے خط رکھا تھا مگر وہاں ٹکٹ نہ مل سکے۔ اسطرح اب مکہ سے ڈال رہا ہوں۔ خشکی کے حجاج اب واپسی پر ہیں۔ والسلام از منیٰ، ۱۰ر مارچ بروز بدھ، ۱۹۶۸ء، ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ

(۳۲)

(سوانح مولانا عبدالرحمان کاملپوری ''تجلیات رحمانی'' کی تصنیف O مولانا غلام اللہ خان پر حملہ)

۲۳/اپریل ۱۹۶۸ء

برادرم، سلام مسنون، مزاج بخیر۔ سوانح کی تحریر و ترتیب میں مشغول تھا کہ آپکا خط ملا جزاکم اللہ، سوانح کا کام جاری ہے دراصل یہ کام آہستہ آہستہ ہوتا ہے جب ہی کوئی بہتر و نافع چیز سامنے آ گئی۔ حضرت شیخ الحدیث سہارنپوری مدظلہ کا مضمون بھی تفصیلی مکتوب کی شکل میں آ گیا۔ ان کو بھی خط لکھا تھا کچھ اور بھی آ گئے ہیں۔ کچھ احباب لکھ رہے ہیں جو آ جاتے ہیں انکی تہذیب و تحریر کرتا ہوں سب کے آنیکے بعد جامع تہذیب ہوگی۔ آپ سے بھی کچھ رائے لینی ہیں کبھی آؤنگا۔ میں نے تو کبھی تکلف نہیں کیا۔ صدق کیلئے دو بار میں کیملپور گیا مگر وہ نہ مل سکے۔

اچھا ہوا ٹوپی دیدی ورنہ آپ نہ چھوٹتے۔ مولانا غلام اللہ خان صاحب کا واقعہ سب کیلئے باعث شدید صدمہ ہے۔ بہر حال اللہ مہربانی فرمائیں گے۔ مضمون ذہن میں ہے مگر فی الحال تو موڈ نہ تھا حاضر کرونگا۔ اس جمعہ کو یہاں ممبران نے بڑا مجبور کیا کہ ہم کس قیمت پر آپکو اسلام آباد سے جانے نہیں دینگے مشاہرہ میں معقول اضافہ بھی کردیا۔ مع سالانہ ترقی اور اپنے کارناموں پر نادم تھے۔ اس طرح فی الحال یہاں کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ سوانح کے بارے میں مفید معلومات سے نوازا کریں۔ یہ مشترک کام ہے دعا کریں کہ جلدی تکمیل ہو جائے۔

والسلام......سعیدالرحمان

(۳۳)

۱۹/مارچ ۱۹۷۰ء (خسر محترم حاجی کرم الٰہی مرحوم کی وفات پر تعزیت)

مکرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب سلام مسنون! میں رات عشاء کے وقت کراچی پہنچ گیا۔ عبداللہ صاحب سے حاجی صاحب کے انتقال کا حال معلوم ہوا۔ انتہائی رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں عالی شان مقام عطا فرمائے۔ آپ کے لئے بھی یہ بڑا صدمہ ہے۔ میرا ارادہ جمعرات کے دن شام کو جہاز سے پنڈی پہنچنے کا ہے۔ اس طرح والد صاحب ناظم صاحب اور مولانا شیر علی شاہ صاحب اور سب حضرات سے سلام عرض ہے۔ عبداللہ صاحب، احمد الرحمٰن صاحب سلام کہتے ہیں۔ والسلام ......سعید الرحمٰن

(۳۴)

۱۹۷۱ء (کابل کے پہلے سفر[1] کی تیاریاں)

برادر عزیز، سلام مسنون، مزاج بخیر، افغانستان کی تیاریوں میں آپ مشغول ہونگے۔ ٹیکوں کے بارے میں دو جگہ کوشش کی آجکل کچھ سختی کردی ہے دو پاسپورٹ مانگتے ہیں پاسپورٹ کیساتھ پھر متعلقہ شخص بھی ضروری ہوگا۔ خان صاحب سے کہا کہ پرمٹ پر بنوادیں انہوں نے بھی پاسپورٹ مانگا اس لئے عرض ہے کہ پشاور لیڈی رنگ ہسپتال سے آپ بنوالیں کیونکہ ریڈ پاس بھی موجود ہوگا اشرف علی صاحب کو کہدیں وہ جلد بنوادیں گے یا پاسپورٹ یہاں بھجوادیں بہتر یہ ہوگا کہ پشاور میں بنوالیں۔ میرا سٹرفکیٹ کام دیدیگا۔ آپ دونوں کے سٹرفکیٹ پر جو خرچ آئے وہ مشترکہ کر لیجئے گا ورنہ آپ اعتراض کرینگے۔ محمد عمر کی شادی کسی قریبی عزیز کی وفات کیوجہ سے موخر ہوگئی اسکے بعد بھی جانا ممکن ہے لیکن اب چونکہ پروگرام بن چکا ہے اسلئے اسکے مطابق اتوار شام کو پشاور پہونچ جا سکے۔ اور سوموار کو روانگی ہوگی۔ جو بات ہو کل ہی مجھے کہہ دیں کہ جمعرات تک مجھے معلوم ہو سکے۔ تسلی رکھیں۔ سب سے سلام، موجودہ کرنسی کے بحران کیوجہ سے تبادلہ زر افغانی پر بھی شاندار اثر پڑا ہوگا۔ کسی سے معلومات کرلیں۔ گھریلو سرگرمیاں کیسی ہیں؟ والسلام......سعیدالرحمان

(۳۵)

مکہ مکرمہ ۱۲/فروری ۱۹۷۱ء (حج سے فراغت کے بعد)

مکرم برادرم مولانا سمیع الحق صاحب و مولانا شیر علی شاہ صاحب، سلام مسنون، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ ایک خط عبداللہ صاحب کے نام کراچی آپکو لکھا تھا کیونکہ آپ کراچی کے دورہ پر آئے ہوئے تھے حج سے فراغت ہوگئی ہے آپ ہر جگہ یاد آتے رہے اور آپکی کمی سخت محسوس

---

[1] ۱۲ جون ۱۹۷۱ء کو پشاور سے طورخم کے راستے کابل پہنچے تھے۔ مولانا ابراہیم جان مجددیؒ کے ہاں قلعہ جواد میں قیام رہا تھا۔ اور تمام سفر میں مولاناؒ کی رہنمائی حاصل رہی۔ سفرنامہ بھی شروع کیا تھا جو مکمل نہ ہوسکا اور صرف تین قسطیں چھپ سکیں الحق جلد ۶ شمارہ ۱۱، ۱۲ اور الحق جلد ۷ شمارہ ۱۔ تفصیل غیر ملکی خطوط کے مجموعہ میں شیخ ابراہیم جان مجددی کے مکاتیب میں

ہوئی۔ خدا کرے کہ آپ کے مسائل حل ہو جائیں اور سکون جلد میسر ہو۔ معلوم نہیں آپ آجکل ڈھاکہ ہونگے؟ یہاں پاکستان کے خلاف بہت سی افواہیں پھیلائی گئی اللہ تعالیٰ حامی وناصر ہو۔ میری واپسی کی سیٹ ۲۷ رفروری ہے۔ بھائی عبیدالرحمان، محمد الرحمان بھی آئے ہوئے ہیں احمد الرحمان بھی ہے انگلینڈ والے بھائی صاحبان وطن آرہے ہیں۔ واپسی پر انکے انتظار میں شاید چند دن کراچی ٹھرنا پڑے۔

مولانا شیر علی صاحب سے سلام مسنون اور مضمون واحد امید ہے کہ عدم موجودگی میں پنڈی کی خطابت آپ حضرات نے سنبھال رکھی ہوگی رابطہ ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب، ناظم صاحب، انور صاحب، اظہار صاحب اور سب دوستوں واحباب سے سلام عرض ہے۔

والسلام سعیدالرحمان بروز جمعہ

(۳۶)

۱۸ا فروری ۱۹۷۱ء (مدینہ منورہ پہنچنے کی اطلاع)

برادرم سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، معلوم نہیں آپ آجکل کن اہم ذاتی اور قومی مشاغل میں مصروف ہونگے ان مصروفیتوں میں آپکو تکلیف دینا اور مخاطب کرنا شاید آپ پر بار ہوگا۔ بہر حال کل ہم مدینہ منورہ پہونچ گئے ہیں یہاں ہجوم بہت زیادہ ہے باب مجیدی آخر تک نمازیوں سے جگہ پر ہو جاتی ہے کراچی کے پتہ پر ایک مشترک خط لکھا تھا یہاں پاکستان کے بارے میں مختلف باتیں سننے میں آتی ہیں۔ شاید اسمبلی کے اجلاس میں آپ والد صاحب مدظلہ کے ہمراہ ابھی نہ گئے ہونگے بہت سے حضرات آپکو یاد کرتے ہیں۔ بھائی صاحبان آپکو سلام کہتے ہیں۔ عبداللہ صاحب تو خوب موج میں ہیں انشاء اللہ ۲۷ رکی رات کراچی پہونچیں گے آپکے مقاصد کیلئے دعائیں کی ہیں اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازیں۔ ایرانیوں کا بہت ہجوم ہے یہاں ہر جگہ آپ یاد آتے رہے۔ آپ نے اس دفعہ بے ہمتی کی ورنہ آسکتے تھے مولانا شیر علی شاہ صاحب اب لیڈر ہو گئے ہیں غریبوں کو اب خاطر میں نہیں لاتے۔ تاہم سلام فرما دیجئے گا۔ جمعیۃ کا سٹیج انکے لئے بڑا بارآور ثابت ہوا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ، ناظم صاحب، برادرم انور الحق اور سب سے سلام عرض ہے۔ والسلام: سعیدالرحمان

براہ کرم اکوڑہ سے کراچی ٹیلیفون کر دیجئے گا آپکا اپنا ایکسچینج ہے۔

(۳۷)

۱۹ ادسمبر ۱۹۷۲ء بروز منگل از ھرات افغانستان (قافلہ حجاج[1] افغانستان میں)

مکرم برادرم سمیع الحق صاحب سلام مسنون، آپسے رخصت ہو کر رات ۱ بجے کابل پہونچے۔ ہمارا قیام پلازا کے اسی کمرے میں رہا جسمیں آپکی معیت میں تھا۔ برف پڑ رہی تھی دوسرا دن بھی وہاں گزرا۔ بسوں کیلئے سامان کی ضرورت تھی۔ اتوار کی صبح قندھار کیلئے روانہ ہوا۔ غزنی اور مدرسہ نور الاسلام تک تو آپ ساتھ تھے سڑک نہایت عمدہ ہے قندھار میں ایک رات گزاری اور صبح پیر کو ھرات روانہ ہوئے رات پہونچے۔ آج ۱۲، ۱۹ بروز منگل ھرات کے منہک سے یہ خط لکھ رہا ہوں امارت کا لطف اٹھا رہا ہوں آپکی کمی محسوس ہو رہی ہے ویسے ان حاجیوں سے آپ جیسے حضرات کا گزارہ مشکل تھا ہمارا کام تو جوھر صاحب اور حاجی عبیداللہ صاحب کر لیتے ہیں کافی بیہودہ پن یہ لوگ کرتے ہیں۔ اب کچھ ٹھیک ہونے چلے جا رہے ہیں آج ایران کی سرحد پہونچنا ہے پنڈی کا خیال رکھا کریں حضرت شیخ الحدیث صاحب سے درخواست

[1] بھٹو مرحوم کے حکومت کے دور میں مولانا کوثر نیازی مرحوم وزیر حج نے برّی راستوں سے قافلوں کو بھیجنے کا پروگرام بنایا تھا' ایسے ہی کسی ایک قافلے کی امارت قاری صاحب کر رہے تھے' یہ کٹھن اور بڑی مشکل ذمہ داری تھی جس کے نبھانے میں بڑی آزمائش برداشت کرنی پڑتی۔

ودعا سلام۔ خدا کرے کہ ناظم صاحب کا کام ہو گیا ہو ان سے مولانا شیر علی شاہ، انوار الحق اور سب سے سلام فرما دیں۔ دوسرا خط محمد ادریس راولپنڈی جامعہ اسلامیہ اور حاجی محمود صرافہ بازار بذریعہ ڈاک بھیجدیں۔ سعید الرحمان

(۳۸)

۲۳/دسمبر ۱۹۷۲ء از ایران۔ آب ترش قزوین　(ایران کے دلکش مناظر)

مکرم برادرم، سلام مسنون، ایران کی سرزمین پر بغیر آپکے قدم رکھا۔ افغانستان کا کچھ علاقہ تو آپ کی معیت میں دیکھ چکے تھے ایران کا علاقہ عجیب ہے شہر بڑے آراستہ پیراستہ اور زیب وزینت والے ہیں۔ آپ بڑے خوش ہوتے کچھ علاقہ جسمیں رام سر شامل ہے خالص ایشاء کے سوئٹزرلینڈ کہلانے کا مصداق ہے۔ اسکے بعد برف کا عجیب سماں ہے جب طوفانی ہوائیں جنکا ذکر مختلف کہانیوں میں پڑھے تھے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا مشاہدہ ہے برفانی علاقہ کچھ گذر گیا اور کچھ باقی ہے ایران میں پہلی رات مشہد دوسری شاہ پسند تیسری رات رشت میں کی برف رشت میں بہت تھی۔ چوتھی رات قزوین میں گزارنی تھی مگر راستہ میں پولیس اور پاکستانی سفارخانوں والوں نے روک لیا راستہ برفباری اور طوفانی ہواوں کیوجہ سے بند ہے یہ خط آب ترش ایک جگہ ہے جو برفانی طوفانوں میں گھرا ہوا ہے رات جو برفانی طوفان تھا ہم نے اسکا تصور بھی نہیں کیا۔ ایران کے لوگ بڑے خوش پوش اور خوبصورت اور سلیقہ والے ہیں۔ راستہ میں قافلہ کیلئے اچھا خاصا انتظام تھا افغانستان گورنمنٹ کی پولیس بھی رہنمائی کیلئے آگے پیچھے موجود ہوتی اور ایران میں بغیر حکومت کے تعاون کے یہ کام مشکل تھا پاکستان کے سفارت خانوں نے بھی کچھ اچھا ثبوت دیا ہر جگہ پر اس کے افسر موجود ہوتے ہیں جسکی وجہ سے تکالیف میں کمی ہو جاتی ہے۔ حجاج کے ساتھ آپ جیسے حضرات کا گذارہ مشکل تھا۔ ہمارے نفس کی تو اچھی اصلاح ہو رہی ہے۔ لیکن ہم سب نے صبر وتحمل کا تہیہ کیا ہوا ہے اکثر بیچارے دیہاتی ماحول کے ہیں پڑھے لکھے اپنے لئے مفادات کے متقاضی ہوتے ہیں جو ممکن نہیں ہوتے بہر حال سفر معلوماتی اور دلچسپ ہے میرے لئے بفضلہ تعالیٰ اچھا آرام ہے امارت کا فائدہ بھی ہے ذمہ داری بھی ہے ہر ملک کی پولیس اور افسران سب کچھ امیر کاروان کے ذریعہ کرتے ہیں سفارت خانہ والوں کا تعلق بھی امیر کیساتھ ہوتا ہے اور شکایات حج بھی اسی کو پہونچتے ہیں۔ اب ہمارا اگلا پڑاؤ قزوین ہے۔ یہ سب علاقہ برفانی ہے اس خط کی اطلاع پنڈی بھی کر دیں ڈاکٹر محمد انور اور محمد جوہر صاحب اور حاجی عبید اللہ صاحب پاس بیٹھے ہیں سب آپسے اور شیخ الحدیث صاحب سے سلام اور درخواست دعا عرض کرتے ہیں میری طرف سے حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں سلام اور دعا کی درخواست پیش ہے۔ ناظم صاحب، مولانا شیر علی شاہ صاحب، انوار الحق صاحب اور سب سے سلام عرض ہے ۔ پنڈی گئے تو حاجی محمود صاحب اور ہمارے ہاں سب سے سلام اور خیریت بتلا دیں۔ سعید الرحمان از آب ترش نزد قزوین پنڈی جائیں تو ہمارے گھر بتلا دیں امید ہے کہ پہلا خط آپکو مل گیا ہوگا۔ آئندہ خط عراق سے لکھوں گا۔　والسلام سعید الرحمان

(۳۹)

(حج سے واپسی میں کویت O باچا خان کی پاکستان واپسی کے فوٹو میں مفتی محمود کے ساتھ)

از کویت ۲۹ر دسمبر ۱۹۷۲ء

مکرم برادرم سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، کل عراق سرحد عبور کر کے کویت میں داخل ہوئے۔ دولت کی ریل پیل جو یہاں ہے وہ انسانی تصور میں نہیں آسکتی یہاں کے پاکستانی ہم وطنوں نے ہم لوگوں کی بڑی خدمت کی۔ بڑے منظم اور خوش اخلاق ہیں۔ حجاج کے طبائع عجیب ہوتے ہیں۔ کویت کی سیر رات اپنے ایک کویتی دوست کے ہمراہ کی یہاں کے ایک سفارتی نمائندے بھی اپنے موقف مل گئے۔ ایران کے

بعد تکلیف دہ سفر سے نجات مل گئی۔کل کراچی کے جنگ اخبارات یہاں کویتی دوست نے دکھائے پاکستان کے حالات دگرگوں ہیں۔اللہ رحم فرمائیں۔اخبارات میں کوثر نیازی کیطرف سے کوئٹہ کے مولانا عبدالحق کے سرکاری وفد شمولیت کا اعلان پڑھا۔آپکا نام غائب تھا۔ خدا کرے کہ آپکے ہوٹل شوبرا اور کرنسی سے ہم کچھ متمتع ہوسکیں۔باچا خان کے استقبال میں فوٹو میں مفتی صاحب کیساتھ شاید آپ نظر آئے حضرت شیخ الحدیث صاحب اور سب حضرات سے سلام عرض ہے۔ والسلام سعید الرحمان از کویت مدینہ طعام

(۴۰)

۱۳۹۲،۱۲،۲۸ھ، ۱،۲۲، ۱۹۷۳ء مکہ مکرمۃ (حج سے فراغت اور واپسی)

حضرة محترم المقام السيد سميع الحق و شيرعلي شاه حفظه الله آمين، ايهاالاخوان! قدارسلت اليكم مكاتيب من كل دولة مرات منها لكن الاسف ان ماوصل منكم ایّ جواب والله اعلم ایّ وجه. انابحمدالله بالخير والعاقبة. قداكملت الحج والعمرة بفضله تعالیٰ والله هوالمتقبل. فی هذا العام الزحمة كثيره ممالايتصور. قريب من ماتين من الحجاج انتقلوا الى رحمة الله بمنى بسبب الازدحام . نروح انشاء الله بتاريخ ۲۸/ ۱/ ۷۳ الى المدينة. وبعدالقيام حوالی عشرة ايام انشاء الله سنرجع الى البلاد.انشاء الله اخبركم بالقدوم من كابل ولوجئتم الى كابل وترجع معاًلكان اجود. وماذلك عليكم بعسير بل كان هذا من عزائمكم شيخ سلطان محمود وعبدالعظيم بالخيروالعافية. فلافی كل يوم كان عدد حجاج الباكستانيين اكثر من كل العالم كانواقريبا من تسعين الفاًابنگاليون فی غاية الكرب والاضطراب نتأسف كل التاسف على هذاالتفرق والاحزاب. والسلام منی الیٰ حضرة شيخ الحديث والاخ انوارالحق وغيرهم . كيف حال راولبندی. برواحكم كل الجمعة الى راولبندی انا فی غائيه الطمائنة. لابد عليكم من تفشيس كل ا لاهور. والخزم باالمخوخ. والحاج نورمحمدومن معهم كلهم بالخير والعافية قدارسلت الى الحاج محمود مكتوبا فيه رقعة صغيرة كانت لكم. الاخ عبيدالرحمان ايضاً وصل من انكلترا. ويرجع الى انكلترا. هويسلم عليكم، الحاج الامير اشرف علی بالخير والعافيه، وهو يرجع الى البلاد بعداربعة ايام. والسلام سيعدالرحمان

(۴۱)

۱۱ فروری ۱۹۷۳ء کویت (مکہ سے واپسی پر کویت میں کار کا حادثہ)

مکرم برادرم سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔آپکا ایک خط مکہ معظمہ سے ہوتا ہوا مدینہ منورہ ملا تھا خیریت معلوم ہوئی امید ہے کہ کابل سے آپ واپس ہوگئے ہونگے ہم ۶ فروری کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے راستہ میں کویت کی سرحد سے دو میل پر ہمارے قافلہ کی ایک موٹر حادثہ کی شکار ہوگئی۔کار کو مردان کے حاجی عبدالرحیم صاحب چلا رہے تھے جو کار کے مالک بھی تھے انکی ہمشیرہ اور اہلیہ انکے ساتھ تھی۔حاجی عبدالرحیم صاحب اور انکی ہمشیرہ کا اسی لمحہ انتقال ہوگیا اہلیہ بچ گئی سڑک پر موڑ تھا وہ انکو شاید نظر نہ آسکا چند منٹ میں یہ حادثہ ہوگیا۔سفارت خانہ پاکستان کویت اور میں یہاں کے پاکستانی باشندوں کی تنظیم نے اس معاملہ میں مدد کی۔اموات کو پیر کی رات پشاور بذریعہ طیارہ بھیجا رہا ہے۔مع مریضہ اور دوانکے عزیزوں کے۔یہ تفصیل اسلئے لکھدی تا کہ اخبارات میں شاید وہاں خبر چھپے تو آپکو ان کا پس منظر معلوم ہو سکے سفارت خانہ سے وزارت خارجہ اسلام آباد اور مردان ٹیلیگرام دیدیئے ہیں حضرت شیخ الحدیث صاحب

سے خصوصی سلام فرمادیں۔ناظم صاحب اور مولانا عبدالعظیم کے نام آپکا خط آپ کے سکول کے ماسٹر نظام الدین صاحب جو مدینہ منورہ میں ہے انکو دیدیا وہ مکہ معظمہ انکو پہونچا سکے آپکی کمی سفر میں بہت محسوس ہورہی ہے۔ یہاں کچھ اور خبریں بھی سنیں اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو حفاظت سے رکھے اور شرپسندوں سے محفوظ رکھے۔میرے طرف سے مولانا شیرعلی شاہ صاحب، قاضی انوارالدین صاحب برادرم انوارالحق صاحب، اظہارالحق قاری لعل محمد صاحب اور سب احباب سے خصوصی سلام فرمادیں۔ والسلام ......سعیدالرحمان کویت

(۴۲)

بغداد ۱۴/۱۱اپریل ۱۹۸۳ء (بغداد کانفرنس میں شرکت)

مکرم محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، امید ہے کہ مزاج بخیر ہی ہوگا۔بغداد سے یہ چند سطور لکھ رہا ہوں، ہم ۹/۴/۱۹۸۳ کو بغداد پہنچ گئے تھے کانفرنس آج ۱۴/۴/۸۳ کو شروع ہوئی ہے۔ان تین چار دنوں میں مزارات اور مقامات مقدسہ جانا ہوا۔کانفرنس میں پوری دنیا سے ۳۵۰ کے قریب علماء مندوبین شامل ہوئے ہیں۔مولانا اسعد مدنی صاحب بھی آئے ہیں ڈھاکہ سے محی الدین خان صاحب بھی آئے ہیں۔وہ آپکا بہت پوچھ رہے ہیں۔ہم انشاءاللہ ۱۷/۴/۸۳ ارات کو کویت کی دعوت پر چار دن کیلئے کچھ ساتھی جائنگے۔اور اگلا جمعہ انشاء اللہ حرم شریف میں ادا کرینگے۔ بہرحال آپکی یاد یہاں بہت آئی۔تفصیل عندالتلاقی، حضرت شیخ الحدیث صاحب، ناظم صاحب، انوارالحق صاحب، شفیق صاحب اور سب حضرات سے سلام و درخواست دعا۔ سعیدالرحمان فندق الرشید رقم غرفتہ ۹-۶

الرشید ہوٹل بغداد کا جدید ترین ہوٹل ہے جو غیر جانبدار سربراہ کانفرنس کیلئے بنایا گیا تھا اس میں مندوبین قیام پذیر ہیں۔

(۴۳)

۱۶ فروری ۱۹۸۴ء (والدہ مرحومہ کے وفات کی اطلاع شیخ الحدیث سے جنازہ پڑھانے کی خواہش)

برادرم مولانا سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، والدہ صاحبہؒ کا آج رات انتقال ہوگیا ہے بعد ظہر تین بجے جنازہ ہوگا۔حضرت شیخ الحدیث صاحب کی طبیعت اگر کچھ بہتر ہو اور نماز جنازہ پڑھادیں تو یہ میرے لئے انتہائی باعث برکت ہوگا جواب سے حامل رقعہ کو مطلع فرمادیں۔

والسلام......سعیدالرحمان

(۴۴)

قاہرہ ۱۱/۱۱مئی ۱۹۸۵ء (دورۂ مصر)

مکرم جناب برادرم مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم، امید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے۔اس سے قبل ایک خط شاید اردن سے لکھا تھا مل چکا ہوگا یہ خط فندق شیفرڈ[1] سے لکھ رہا ہوں معلوم ہوا کہ آپ بھی اس ہوٹل میں رہے تھے اسلئے یہ سطور لکھنے کا جذبہ پیدا ہوا مصر کے آثار دیکھنے کا موقع مل رہا ہے پرسوں سکندریہ فندق فلسطین میں ٹھہرنیکا موقع ملا دورہ کافی معلوماتی رہا۔حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام و درخواست دعا۔برادرم انوارالحق صاحب شفیق صاحب سے سلام۔حامد راشد سے بھی۔

والسلام سعیدالرحمان خندق شیفرڈ قاہرہ کمرہ نمبر ۱۱۹

[1] چیئرمین وفاقی مجلس شوریٰ خواجہ محمد صفدر کی معیت میں ہمارا ایک اعلیٰ سطحی وفد مصر گیا وہاں کا پارلیمنٹ میزبان تھا۔قاہرہ میں قیام شیفرڈ ہوٹل (نزد دریائے نیل) رہا جس میں کسی کی روایت کے مطابق دورہ مصر کے دوران قائداعظم بھی ٹھہرائے گئے تھے۔اس وفد کا مقصد دونوں ممالک کے درمیان باہمی روابط اور تعلقات میں استحکام اور ترقی کے علاوہ عرب لیگ کی مصر سے ناراضگی اور بائیکاٹ ختم کرانے کے لئے راستہ ہموار کرنا تھا۔وفد نے اعلیٰ حکام بشمول صدر جمہوریہ مصر سے ملاقاتیں کیں اور مصر کے تاریخی مقامات کا دورہ کیا۔

(۴۵)

(انگلینڈ میں شدید بیماری کا لاحقہ)

از برطانیہ ۱۸/اکتوبر ۱۹۸۵ء

مکرم محترم برادرم مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیک، مزاج بخیر، اس سے قبل ایک خط لکھا تھا اس وقت میں ٹھیک تھا اچانک میں ایسا بیمار ہوا کہ ڈاکٹروں نے فوری آپریشن کا کہا چنانچہ دو آپریشن ہوئے ایک ۲/۱۰/۸۵ اور دوسرا ۵/۱۰/۸۵ کو۔ دس دن ہسپتال میں رہا زندگی کی شدید تکلیف یہاں گزاری۔ ساری زندگی کبھی ہسپتال میں داخل نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کیطرف سے یہاں مقدر تھا بیماری عجیب تھی اچانک ناسور قسم کی بیماری دائیں ران کے نیچے نمودار ہوئی میں سمجھا کہ بواسیر کی شکایت ہے مگر بواسیر کی شکایت نہ تھی ایک بالشت لمبا اور تین انچ گہرا زخم ہے۔ جسکے اندمال میں ڈاکٹر نے کہا ہے کہ ۶ ہفتے لگیں گے یہاں ہسپتالوں اور علاج کا نظام بڑا بہترین ہے اب کچھ عرصہ یہاں اندمال زخم تک بستر پر رہنا پڑیگا۔ احباب اور دوست کافی ہیں اسلئے طبیعت کچھ مشغول رہی ہے ہسپتال کے ایام بڑی تکلیف دہ تھے اللہ تعالیٰ خیریت سے یہ دن گزار دے۔ یہاں کے اردو اخبارات سے وطن کے کچھ حالات معلوم رہتے ہیں آج ترمیمی بل کی منظوری کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی دعا سے اختتامی اجلاس کا حال اخبار میں پڑھا۔ بیماری سے پہلے یہاں مختلف شہروں میں تبلیغی دورے کئے علماء کے اجتماعات میں شرکت ہوئی۔ امید ہے کہ اپنے حالات اور کوائف سے مطلع فرمائیں گے۔ سب سے سلام عرض ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب کیخدمت میں بھی خط لکھا ہے۔ والسلام سعید الرحمان کارڈیف انگلینڈ

(۴۶)

مکرم برادر عزیز، سلام مسنون، میں رات کو حاضر ہوا تھا مگر آپ کچھ مشغول تھے۔ اس وقت ملاقات نہ ہو سکی بروز بدھ جمعرات، ۱۲۔۱۳ مارچ تاریخ مقرر ہوئی ہے عبداللہ صاحب کو بھی میں نے خط لکھ دیا ہے۔ ان دنوں میں سے جس دن بھی آپ تشریف لے آئیں تو بہتر ہوگا۔ باقی بذریعہ ڈاک عرض کرونگا۔

(۴۷)

(پاکستان علماء کونسل کے اجلاس کی میزبانی)

۲۳۔۱۰۔۲۲ھ

محترم ومکرم جناب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ! موجودہ مشکل ترین حالات میں پاکستان علماء کونسل اور ممتاز علماء کرام کے مشترکہ اجلاس کی میزبانی کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اپنی تمام تر کم مائیگی کے باوجود اس اعزاز پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے میں نہایت دردمندی اور سوز دل سے حالات کے پیش نظر درخواست گزار ہوں کہ اس اجلاس میں لازمی طور پر شرکت فرمائیں، بہت زیادہ ممنون ہوں گا۔ اجلاس کی کامیابی اور بہترین لائحہ عمل اس وقت امت مسلمہ کی اہم ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

برائے رابطہ قاری عتیق الرحمٰن والسلام قاری سعید الرحمٰن مہتمم جامعہ اسلامیہ

مولانا سعید الرحمٰن علوی[1] لاہور

(۱)

۲۱ مئی ۱۹۶۸ء ۲۲ صفر ۸۸ھ　　**(مجدد الف ثانی پر مضمون)**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے متعلق ایک مضمون ارسال خدمت ہے، اگر کوئی مانع نہ ہو اور آپ مناسب سمجھیں تو ''الحق'' میں ایک جگہ دیدیں ممنون ہونگا بے شک بالاقساط سہی، اور کسی سبب کے خدانخواستہ ایسا نہ ہوسکے تو واپس بھیج کر شکریہ کا موقع دیں ملتے ہی ڈاک خرچ ارسال کر دونگا انشاء اللہ۔ تکلیف تو ہوگی لیکن آپ کے حسن اخلاق سے اچھی توقع ہے، حضرت شیخ الحدیث کی خدمت اقدس میں تسلیمات! قبلہ والد محترم سلام فرماتے ہیں۔　والسلام　(احقر محمد سعید الرحمٰن علوی ابن مولانا محمد رمضان علوی صاحب) جامع مسجد حضرو ضلع اٹک وارد حال راولپنڈی

(۲)

۱۶ صفر ۱۳۸۹ھ، ۴ مئی ۱۹۶۹ء　　**(سفر حج پر مبارکباد ○ امیر المجاہدین کے حضور خراج عقیدت)**

مکرم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم۔ سلام مسنون نیاز مقرون۔ سب سے پہلے سفر مقدس کی مبارک باد قبول کریں، اللہ تعالیٰ سب کو یہ سعادت نصیب فرمائے، نیز تاخیر مبارکی کی معافی اسکا سبب احقر کی طویل بیماری ہے، جسکے لیے خاص طور پر محتاج دعا ہوں، بیماری کی کشمکش میں خیال آیا کہ امیر المجاہدین کے حضور خراج عقیدت پیش کرتا جاؤں شاید کام آجائے بستر علالت پر مسودہ لکھا صاف کرنے کی فکر ہوئی وہ بھی ٹھیک لگائے کرلیا تو گو حسب منشا صاف نہ لکھ سکا، تاہم حالات کے مناسب خاصی کوشش کی، ارسال کر رہا ہوں امید ہے کہ الحق کے صفحات کے لیے پسند فرما کر مشکور فرمائیں۔ خدا نہ کرے کسی سبب سے ممکن نہ ہو تو واپس بھیج دیں، (بیرنگ) ممنون ہونگا۔ ماہر مشفق متدین معالجین سے علاج ہورہا ہے، بزرگوں کی دعائیں ہیں افاقہ کافی ہے، تاہم پوری طرح صحت نہیں ہوئی، دعا کی ضرورت ہے، نیز مکرم حضرت شیخ الحدیث صاحب مدفیوضھم سے بعد از سلام درخواست دعا۔

طویل عرصے کے بعد اب لکھا وجہ بیماری ہے، دعا کریں خدا کچھ نہ کچھ لکھنے کی توفیق دے! واپسی کارڈ بھیج رہا ہوں کہ مجھے اطمینان نصیب ہو جائے۔　والسلام خیر اندیش، محمد سعید الرحمٰن علوی، خادم الخطابۃ جامع مسجد مرکزی، حضرو ضلع اٹک۔

(۳)

۲۹ ذوالحجہ، ۱۵ فروری ۱۹۷۲ء　　**(الحق کا ابلاغ حق)**

حضرت المحترم سلام مسنون۔ بزم الحق میں شرکت باعث سعادت سمجھتا ہوں، کوشش تو یہ ہوتی ہے کہ اس سعادت سے زیادہ حصہ حاصل کر سکوں لیکن میری سستی اور کاہلی کا بھی جواب نہیں، آپ کے شکوے بھی موصول ہوئے، آج ہم تاریخ کے ایک انتہائی نازک موڑ پر ہیں۔ ایسے وقت میں نونہالان وطن کے سامنے حقائق پیش کرنا بڑا ضروری ہے مجھے خوشی ہے کہ الحق بلا خوف لومۃ لائم ابلاغ حق کا فریضہ انجام

---

[1] مولانا سعید الرحمان ایک صاحب علم، صاحب قلم، صاحب درد، بہت حساس انسان، مولانا محمد رمضان علوی بھیرہ کے فرزند، جامع حضرو چھچھ میں خطابت کے ساتھ مختلف رسائل مجلات میں لکھتے رہے۔ ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی ادارت فرمائی۔

دے رہا ہے، ایک تلخ سا مضمون ارسال ہے، بہر حال خوشگوار مستقبل کے لیے تلخی بھی ضروری ہے، حضرت محترم سے سلام عرض ہے، آئندہ کوشش کرونگا، کہ سستی نہ ہو۔ والسلام سعید الرحمٰن علوی، جامع حضرو

(۴)

۲۴محرم ۹۲ھ، ۱۱مارچ ۱۹۷۲ء **(مولانا مدنی علامہ اقبال)**

حضرت مکرم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدھم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اس سے قبل حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہم اور علامہ اقبال مرحوم کے متعلق ایک مضمون ارسال خدمت کیا تھا، نہ معلوم ملا کہ نہیں اور اسکا ہوا کیا؟ مرحوم مولانا محمد علی جالندھری کے متعلق قلم برداشتہ چند سطور ارسال خدمت ہیں، مرحوم نے ۱۳ اپریل ۱۷ء کو سفر آخرت اختیار فرمایا تھا اپریل کے شمارہ میں ممکن ہو تو فھو المقصود ورنہ مئی میں سہی، مگر ''عرس'' کے لیے وہی تاریخیں ضروری تھیں، حضرت شیخ الحدیث صاحب قبلہ اور مولانا شیر علی شاہ صاحب وغیرہ سے سلام عرض ہے۔ اب آپ حکومت میں ہیں ہمارا خاص خیال رکھیں۔ والسلام علوی حضرو

(۵)

۷ا نومبر ۱۹۷۳ء **(جانشینیٔ شیخ الہند)**

مکرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کل ایک کارڈ لکھا جس میں عرض کیا تھا کہ الحق جلد نمبر ا کے پرچے مجھے نہیں ملے تشویش ہے اس کارڈ میں مضمون کا وعدہ تھا۔ آج بیٹھ کر لکھا اور ارسال ہے امید کہ آپ پسند فرمائیں گے۔ اور جلد کی اشاعت میں چھپ جائے گا، مناسب سمجھیں تو یہ نوٹ سرے پر دیدیں۔ لاہور کے ایک صاحب نے جانشینیٔ شیخ الہند کے عنوان سے ایک ٹریکٹ چھاپ کر تقسیم کیا تھا حضرت شیخ الہند کے تمام خدام ہمارے لیے آفتاب و ماہتاب کی مانند ہیں۔ لیکن احترام سلف کی نزاکتوں سے ناواقف مضمون نگار نے حقائق کو جھٹلانے کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی ذات اقدس کے خلاف جو زبان استعمال کی وہ افسوسناک تھی یہ مضمون اسکا ردعمل ہے میں اکابر کے احترام کو اخروی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنے قلم کو لغزشوں سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے اسکے باوجود انسان خطاؤں کا پتلا ہے، بزرگ کسی جملہ کی اصلاح فرمائیں گے تو کرم ہوگا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مد ظلہم اور مولانا شیر علی شاہ صاحب سمیت جملہ بزرگوں اور احباب سے سلام ودعا کی درخواست۔ سعید الرحمٰن علوی

(۶)

۲۹ رمضان ۹۳ھ **(الحق کے پرچوں کی تلاش انتظار واشتیاق)**

مکرم مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۲۹ رمضان ۱۳۹۳ھ کو نامہ گرامی ملا۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ نے ازرہ عنایت الحق جلد اول کے چند پرچے جو مل سکے بذریعہ ڈاک ارسال کردیئے ہیں۔ اور ساتھ ہی مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کی نصیحت بھی ہے احقر عید پڑھا کر عازم راولپنڈی ہو گیا ۶ دن بعد واپسی ہوئی تو گرامی نامہ تو ملا لیکن پرچے ندارد ڈاک خانہ تک سے تحقیق کی لیکن معلوم ہوا وہاں آئے ہی نہیں، مزید ۳ دن انتظار کر کے آج عریضہ لکھ رہا ہوں، کیا سلسلہ ہے؟ قاری سعید الرحمٰن صاحب کے یہاں آپ کا آنا جانا رہتا ہے، وہاں پہنچ جاتے تو بہتر ہوتا بہر حال جیسے مناسب ہو بھیجے یا نہیں بھول گئے۔ بھیجے تو کس ذریعہ سے۔ جانشینیٔ شیخ الھند کے عنوان سے مضمون آجکل میں بھیج رہا ہوں۔ اُمید کہ پسند آئیگا۔ حضرت شیخ مد ظلہم مولانا شیر علی شاہ صاحب دوسرے بزرگ احباب سے سلام

(۷)

(الحق کے جلدوں کی تکمیل)

۱۹۷۳ء

مکرم بندہ مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون! ماہ مقدس پورے شان ورعنائی کے ساتھ آیا اور اب جانے کے مرحلوں میں ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے ''کچھ کمایا'' اپنا حال تو آب رواں سے تشنہ آنے والی بات ہے۔ خدا میری کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ ایک تکلیف دے رہا ہوں ذرا مشکل ہے لیکن امید ہے کہ آپ میرے جذبات واحساسات کی قدر کریں گے قبلہ والد مکرم الحق کے ابتداء سے خریدار ہیں پہلی جلد کے دس نمبرات کے بعد وہ جلد نمبر ا شارہ نمبر ۱۱ سے خریدار بنے جب سے اب تک اس مجلہ علمیہ سے قلب ونظر کو روحانی سکون نصیب ہو رہا ہے۔ پچھلے دنوں الحق البلاغ، بینات وغیرہ کی فائلیں نکال کر جلد کے لیے جلد ساز کے سپرد کئے الحمد اللہ پہلی جلد کے علاوہ سات جلدیں مکمل زینت لائبریری بن گئیں، اب پہلی جلد کا شارہ نمبر ۱۱، ۱۲ یونہی پڑے ہیں۔ اور ساتھی دیگر شماروں کے منتظر۔ کیا آپ یہ کرم فرماسکتے ہیں کہ پنڈی قاری سعید الرحمٰن صاحب کے یہاں پہنچ جائیں۔ مجھے حکم دیدیں اکوڑہ آجاؤں یا بذریعہ ڈاک جسطرح ممکن ہو، ہدیہ ارسال کر دونگا، امید ہے کہ مایوس نہ فرمایں گے خصوصی دعاؤں کا محتاج ہوں، مختصر اخیر خصوصی دعاؤں کا محتاج ہوں پراگندہ حال ہوں۔ حضرت شیخ اور مولانا شیر علی شاہ صاحب وغیرہ سے سلام عرض ہے اور دعا کی درخواست۔

(۸)

(خدام الدین کا نظام شریعت نمبر)

۱۲/اگست ۱۹۷۵ء

مکرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون! ادارہ خدام الدین نظام شریعت کونشن کے موقعہ پر وسط شوال میں خدام الدین کا ایک دقیع اور جامع نمبر بعنوان ''نظام شریعت'' شائع کرنے کا عزم رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں ''اسلام اور معاشرتی انصاف'' پر آپ کے قیمتی مقالہ کی ہمیں ضرورت ہے میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود میری گزارش کو شرف قبولیت سے نوازیں گے۔ مقالہ ۳۰ شعبان تک ارسال فرمادیں تا کہ کتابت وغیرہ کے مراحل آسانی سے ہوسکیں۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں سلام مسنون۔ کارڈ کے ذریعہ منظوری سے مطلع فرمادیں۔

(۹)

(اسلام اور معاشرتی انصاف پر مقالہ کی فرمائش)

۲۶/اگست ۱۹۷۵ء

مکرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب سلام مسنون! اس سے قبل آپ کو ایک عریضہ لکھا جسکا مقصد یہ تھا کہ خدام الدین کے ''نظام شریعت'' نمبر کے لیے ''اسلام اور معاشرتی انصاف'' پر ایک مضمون ۳۰ شعبان تک ارسال فرمادیں لطف یہ ہے کہ آپ نے رسیدگی سے مطلع فرمانا بھی مناسب نہ سمجھا جبکہ میں نے آپ کو زحمت سے بچانے کے لیے ایک عدد کارڈ لفافہ میں ڈال دیا تھا۔ تاہم میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اقدس، متع اللہ المسلمین، ببقاھم کی علالت کے پیش نظر مصروف رہے ہونگے اس لیے تاخیر ہوئی ہوگی بہر حال ایک ناچیز بھائی کی خواہش کو قبولیت سے نواز کر ممنون فرمائیں۔ ضروری ہے جلدی مضمون آجائے تو کتابت وغیرہ میں آسانی رہے گی، نیز حضرت اقدس کی طرف سے ایک بیان مرتب کر کے ارسال فرماسکیں تو کرم بالائے کرم ہوگا۔ مخدومی سے سلام عرض ہے اوران سے دعا کی درخواست۔ حضرت اقدس ہر موقعہ پر دعا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شیخ کو سلامت رکھے۔ والسلام۔ سعید الرحمٰن علوی، حضرو

(۱۰)

۱۵/اپریل ۱۹۷۶ء

حضرت مکرم۔ سلام مسنون! کتاب مل گئی اس ہفتہ آئندہ تبصرہ آجائیگا۔ وہ تو چلی جائے گی۔ ادارہ میں اور میں؟ اگر دوسری پر ہمارا حق نہ ہوتو وی پی منگوا سکتا ہوں۔ لیکن آپ کی اطلاع پر۔ حضرت والد سے سلام اور دعا کی درخواست قاضی عبدالحلیم صاحب[۱] اور، مولوی فضل الرحمٰن صاحب[۲] سے سلام۔ والسلام علوی خدام الدین لاہور

(۱۱)

(شیخ الحدیث کا تعارفی خاکہ)

۱۷/جون ۱۹۷۶ء

مکرم ومحترم سلام مسنون! مکرم ومحترم کے آگے ڈیش اس لیے لگادیئے کہ آپ کے لیے کوئی موزوں عنوان خطاب ذہن میں نہیں آتا کہ آپ کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں۔ بہرحال آج دل میں یہ خیال آیا تھا کہ ملاقات وزیارت ہوجائے گی۔ لیکن محرومی رہی، الحمداللہ کہ حضرت والا کی ملاقات ہوگئی اور تقریر ریکارڈ کرنے کا موقع ملا جو میرے لیے باعث سعادت انشاءاللہ خدام الدین میں پیش خدمت کردونگا۔ میری خواہش ہے کہ حضرت مولانا زیدمجدھم کا تعارفی خاکہ اپنے انداز سے خدام الدین میں آجائے اس سلسلہ میں آپ کی مکمل رہنمائی کی ضرورت ہے اور چاہتا ہوں کہ آپ رہنمائی کریں۔ کہیے کیا خیال ہے؟ والسلام جامعہ اسلامیہ راولپنڈی

(۱۲)

(کتاب اسلام اور عصر حاضر باعث لذت وطمانیت)

۶/ستمبر ۱۹۷۶ء

مکرم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کتاب کے دو نسخے ملے ایک حضرت مولانا کو پہنچا دیا۔ دوسرا دیکھ رہا ہوں۔ ہر چند کہ دیکھنے کی ضرورت نہیں کہ آپ کا نام کافی ضمانت ہے اور پھر اکثر چیزیں الحق میں پڑھی ہیں تاہم هو المسک ما کررته یتضوع کے تحت لذت وطمانیت روحانی حاصل کررہا ہوں علالت اور بعض دوسرے مسائل رکاوٹ بنے آئندہ ہفتہ تبصرہ ملاحظہ فرمالیں۔ اشتہار لگ چکا ہے۔ کارلائقہ سے یادفرمائیں دعاؤں کا محتاج ہوں۔ حضرت والد صاحب زیدمجدھم سے سلام عرض ہے اور دعا کی درخواست دوسرے احباب سے بھی سلام۔ والسلام

یاد آیا کافی دن پہلے قاری اظہار الحق صاحب کے ترجمہ شدہ دو مضمون یک روزہ وغیرہ بھیجے۔ خدا معلوم ملے کہ نہیں تشویش ہے۔

علوی مدیر خدام الدین۔ ۱۰ رمضان ۱۳۹۶ھ

(۱۳)

(شیخ الحدیث کی تقریر اوقاف بل)

۱۳/ستمبر ۱۹۷۶ء

مکرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب سلام مسنون! حضرت والد مکرم کی تقریر (اوقاف بل) بھیج کر آپ نے عنایت درجہ کرم کیا۔ بڑا ممنون ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی کرم کریں گے۔ قاری اظہار احمد صاحب کے ترجمہ کردہ دو مضمون بہ سلسلہ حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید ارسال کیے رسیدگی سے محروم ہوں۔ اسلام اور عصر حاضر بالاستیعاب پڑھ لی۔ مزہ آیا، اللہ ہمت دے۔ تبصرہ لکھ دیا اور دل کی گہرائیوں سے! امید کہ پسند خاطر ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ ۲۴ ستمبر کے شمارہ پر ملاحظہ کرلیں گے۔ ایک دو ہفتہ کی تاخیر کا باعث کیا عرض کروں بس دعا کی درخواست ہے کہ اللہ رب العزت جسمانی وروحانی امراض سے صحت عطا فرمائے۔ حضرت والد مکرم سے سلام نیاز اور دعا کی خصوصی

۱۔ قاضی عبدالحلیم کلاچی فاضل حقانیہ ۲۔ مولانا فضل الرحمان جو اس وقت دارالعلوم کے طالب علم تھے

درخواست جملہ واقفین و پرسان حال سے سلام۔ والسلام علوی خدام الدین۔ ۱۷شعبان

(۱۴)

۱۷ادسمبر ۱۹۷۶ء (دادی اماں کی وفات پر تعزیت)

مکرم محترم مولانا سمیع الحق السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حضرت مولانا کی والدہ محترمہ اور آپ کی دادی اماں کے انتقال کی خبر ملی۔دل پہ کیا گزری اسکا اظہار لفظوں میں ممکن نہیں ہے۔سوائے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔اور کیا کہہ سکتا ہوں۔بے خبر تھا کہ گھر میں سراپا برکت موجود تھی۔اب پتہ چلا تو بے پناہ خدمات کا راز سمجھ میں آیا۔تغمدھا اللّٰہ تعالیٰ بغفرانہٖ ادخلھا اللّٰہ تعالیٰ فی جنۃالنعیم حضرت مولانا کی خدمت میں دست بستہ سلام دعا کی درخواست کے ساتھ اظہار تعزیت! یوں ایک مخدوم ومحترم کی والدہ ماجدہ ہونے کے حیثیت سے وہ ہم سب کی مخدومہ تھیں ہم خود بجا طور پر مستحق تعزیت ہیں۔اللہ تعالیٰ مولانا کو اپنے دین کی خدمت کے لیے صحت وسلامتی سے رکھے۔ والسلام

(۱۵)

۲۹/جون ۱۹۷۷ء (ہری پور جیل کی اسارت سے متعلق)

مکرمی حضرت مولانا صاحب سلام مسنون! واپسی پر علالت ونقاہت نے گھیر لیا اب تک مسئلہ سیٹ نہیں ہوا۔آپ کے مجاہدانہ کردار کے متعلق آپکی بتلائی ہوئی[1] تفصیلات کی کئی کڑیاں کم بخت ذہن سے غائب ہیں منتظر ہوں کہ آپ چند سطور لکھ دیں حضرت مولانا سے سلام عرض ہے اور دعا کی درخواست،شفیق صاحب اور دوسرے احباب کو سلام۔والسلام۔ علوی خدام الدین

(۱۶)

۱۲/نومبر ۱۹۷۷ء (مولانا بنوری پر شیخ الحدیث کی تعزیتی تقریر)

بڑے بھائی سلام مسنون! امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ہم تیاری میں مصروف ہیں۔حضرت شیخ الحدیث مدظلھم کی تعزیتی تقریر جلدی میں ارسال فرمائیں مستقل مضمون اپنا ہو جائے تو بہت خوب ورنہ۔الحق سے خوشہ چینی کرونگا۔حضرت السید بنوری کے منتخب خطوط اگر ارسال فرمائیں تو خوب ہوگا۔آپکی امانت بعد از شکریہ۔واپس کرونگا،حضرت شیخ الحدیث مدظلہم سے سلام عرض ہے اور دعا کی درخواست۔شفیق بھائی سے سلام علوی خدام الدین لاہور

(۱۷)

۱۶/ذی قعدہ ۹۷ھ (شیخ بنوریؒ پر خدام الدین کا خصوصی نمبر)

برادر ذی عزت ووقار مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! حضرت الشیخ السید بنوریؒ کا سانحہ صورتحال؟ کیا بتلاؤں دل ناتواں پر کیا گزری آپ کا مقالہ ملا بوجوہ روک لیا،کہ خدام الدین ضخیم وعظیم نمبر مرتب کرنے کا اعلان کر چکا ہے۔آپ کی جولانی طبع وقلم سے بہت کچھ کی درخواست ہے۔نیز حضرت الشیخ المکرم مولانا صاحب زید مجدھم کے تاثرات کی ضرورت ہوگی۔۴نومبر کو اس مقصد کے لیے اسلام آباد،راولپنڈی آرہا ہوں ۶ یا ۷ نومبر کو پشاور کا عزم ہے تاکہ مولانا ایوب جان،مولانا اشرف،مولانا عبدالقدوس وغیرہ سے مل

---

[1] غالباً ہری پور جیل کے زمانہ اسارت سے متعلق

سکوں، جاتے ہوئے یا آتے ہوئے دارالعلوم حاضر ہونگا۔ آپ کے مشوروں اور رہنمائی کی ضرورت ہوگی، ۱۱ نومبر کراچی کا عزم ہے کیا آپ مولانا شیر علی شاہ صاحب کو خط لکھ کر وہاں سے کچھ منگوا کر دے سکتے ہیں؟ خطۂ سرحد میں اس سلسلہ میں آپ کی رہنمائی درکار ہوگی۔ اور سب سے بڑھ کر حضرت مولانا عزیر گل مدظلہ کے تاثرات اور زیارت چاہتا ہوں کیا آپ سرپرستی فرمایں گیا۔ حضرت والد اور برادران وغیرہ سے سلام۔ والسلام سعید الرحمٰن علوی خدام الدین۔ لاہور

(۱۸)

۱۸ مئی ۱۹۷۸ء (بنوری نمبر خدام الدین کے بعد لاہوری نمبر کیلئے مقالہ کی خواہش)

بڑے بھائی سلام مسنون۔ بنوری نمبر کے بعد لاہوری نمبر کا اعلان کر چکا ہوں حضرت انور کی سرپرستی اور دعاؤں کے ساتھ انکی زبردست خواہش ہے اپنے اندر نہ اہلیت نہ صلاحیت۔ آپ جیسے مخلص کا حسب سابق تعاون ہوا تو مرحلہ سر ہوجائیگا، مجھے احساس ہے کہ حضرت اقدس مخدومی مولانا عبدالحق صاحب علیل ہیں لیکن تبرک وتیمن کے لیے چند سطور بھی ہونی ضروری ہیں۔ رہ گئے آپ تو یہ صحیح ہے کہ ایک انار وصد بیمار والا مسئلہ ہے لیکن میں کس سے کہوں؟ آپ سے مفصل مقالہ کی درخواست ہے۔ جو مجھے یکم رجب تک ملنا چاہیے۔ حضرت لاہوری کے خطوط وغیرہ یقیناً ہونگے۔ ان کی نقل بصورت فوٹو درکار ہوگی، یہاں بھجوادیں تو آپ کا امانت فوٹو لے کر واپس کردونگا۔ خود بھجوائیں تو آپ کی مرضی! بہرحال بھرپور تعاون کی درخواست ہے اور دعا کی بھی۔ ہاں بندہ اپنی نااہلی کے سبب ان موقر حضرات سے ناواقف ہے جو سرحد سے تعلق رکھتے ہوں، اور امام لاہوری پر قلم اٹھا سکیں کیا آپ شفقت فرماتے ہوئے مجھے ان کے اسماء اور پتوں سے آگاہ فرمائیں گے تاکہ ان سے رابطہ کرسکوں۔ حضرت والد سے سلام عرض ہے اور دعا کی درخواست، برادرم شفیق وغیرہ سے سلام عرض ہے۔

والسلام سعید الرحمٰن علوی مدیر خدام الدین

(۱۹)

۲۱ مئی ۱۹۷۸ء (مولانا لاہوری کے افادات قرآنیہ O املائی دروس)

بڑے بھائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کے گرامی نامے میرے لیے ہمیشہ ہمت افزائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ جزاکم اللہ خیرالجزاء۔ آپ نے تعلیمی سال کی نزاکتوں کے متعلق جو کچھ لکھا بجا ہے۔ لیکن پھر بھی مجھے آپ سے توقع ہے کہ آپ ضرور توجہ فرمائیں گے۔ باقی میری طرف سے پابندی نہیں افادات قرآنیہ کے متعلق آپ کا نظریہ مبارک ہے اور اس میں مجھے اور خوشی ہوگی۔ ہاں البتہ اپنی ملاقاتوں کے ضمن میں یادوں کا مختصر مجموعہ بھی ہوجائے تو نور علی نور! حضرت الشیخ والد مکرم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے چند الفاظ ہی میرے لیے سعادت کا ذریعہ ہونگے۔ اور مجھے آپ سے توقع ہے کہ آپ اس کو بھولیں گے نہیں۔ الحق کل ہی ملا خوب ہے خان صاحب کا مضمون پڑھ ڈالا۔ جزاکم اللہ خیرالجزاء۔ اداریہ میرے دل کی آواز ہے۔ ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ حضرت اقدس کے خطوط اگر اصل ارسال فرما سکیں تو بہتر ہوگا۔ فوٹو میں رکھ لوں گا۔ باقی اصل آپ کی امانت ہوگی۔ کوشش کر رہا ہوں کہ اس سلسلہ میں ایک سفر ادھر کا کرسکوں۔ حضرت اقدس سے سلام اور دعا کی درخواست باقی سب حضرات سے سلام۔ والسلام علوی مدیر خدام الدین

(۲۰)

۱۷/اگست ۱۹۷۸ء (لاہوری نمبر اور عزم نو کیلئے مضامین کی فرمائش)

مکرم ومحترم مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بہت دنوں سے ملاقات اور خط وکتابت بند ہے، میں حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے سلسلہ میں آپ کے مضمون کے لیے روزانہ ڈاک دیکھتا ہوں؟ کیا کرم ہوگا؟ اس طرح برادرم منظور احمد جاوید صاحب عزم نو کے اسلامی نظام تعلیم نمبر کے لیے مضمون کا شدت سے تقاضہ کررہے ہیں۔ رمضان کی مبارک ساعات میں دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضرت مولانا سے سلام عرض ہے اور دعا کی درخواست۔ باقی سب احباب سے سلام۔ والسلام علوی مدیر خدام الدین۔

(۲۱)

۶/دسمبر ۱۹۸۰ء (مولانا محمد علی سواتی مدرس حقانیہ کی وفات)

محترم مکرم سلام مسنون! مولانا محمد علیؒ صاحب کا اخبار میں پڑھ کر سخت رنج ہوا۔ پرانے بادہ کش اٹھتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ حضرت مولانا کا مضمون قلمی مل گیا، والدین مکرمین صبح سفر حج سے واپس آرہے ہیں، ان کے لیے گھر جارہا ہوں۔ واپس آتے ہی پازیٹو بنوالونگا یہ آپ کی امانت ہے۔ دعاؤں کا محتاج ہوں، والسلام سعید الرحمٰن علوی خدام الدین۔

(۲۲)

۲۷/اکتوبر ۱۹۸۲ء (مولانا محمد نافع کی کتاب رحماء بینھم)

برادر مکرم زیدت معالیکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ہمارے قدیم بزرگوں میں سے حضرت مولانا محمد نافع ایک انتہائی قابل احترام علمی ودینی شخصیت ہیں ان کے صاحبزادے برادرم میاں مختار احمد صاحب کا اشتہار ارسال ہے اس میں اہم ترین اور بنیادی کتاب رحماء بینھم ہے۔ الحق میں غایت درجہ رعایت سے اس کا اشتہار مطلوب ہے۔ امید ہے کہ خصوصی توجہ ہوگی۔ کار لائقہ سے لکھیں۔ پنڈی کے پتہ پر راجہ ظفر الحق صاحب کے لیے چھٹی ملی ہوگی کوئی نتیجہ؟ حضرت مولانا سے سلام نیاز والسلام۔ احقر علوی مدیر خدام الدین۔ لاہور

(۲۳)

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ ۲۹/مارچ ۱۹۸۸ء (والدہ مرحومہ کی وفات نعمت عظمیٰ سے محرومی)

گرامی قدر زیدت معالیکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کل شام میں اتفاق سے کوئی اخبار نظر سے گزرا تو صفحہ آخر پر مخدومہ محترمہ والدہ صاحبہ کے سانحہ انتقال کی خبر نظر سے گزری۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ماں کیا ہے اور اسکی حقیقت کیا ہے؟ میں آپ سے کیا عرض کروں یہ تو سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہوگی۔ مگر ادب مسجد خلاصہ تخلیق کائنات امام الانبیاء خاتم المرسلین والمعصومین ﷺ، اماں جان کی قبر کے پاس سے گزرے تو آنسو ضبط نہ کرسکے۔ ویسے ارشاد رسالت ہے "البرکۃ مع اکابرکم" اور خاص ماں تو اس کے قدموں تلے جنت ہے۔ افسوس کے آپ اس سایہ رحمت سے محروم ہوگئے۔ لیکن یقین ہے کہ ان کے انفاس روحانیہ برابر آپ کا ساتھ دیں گے کہ روحی تعلق کہاں منقطع ہوتا ہے مولائے قدوس انہیں اپنی بے پناہ رحمتوں سے نوازے۔ سبزہ نورستہ ان کے گھر کی نگہبانی کرے حضرت المخدوم مولانا المحترم زیدت معالیکم اور جملہ متعلقین سے سلام عرض کرکے پیغام تعزیت پہنچادیں تو کرم ہوگا بالخصوص حضرت مولانا زید مجدھم سے۔

جزاک اللہ تعالیٰ والسلام احقر محمد سعید الرحمٰن علوی۔ لاہور

(۲۴)

(دادا مرحوم حافظ غلام یسین کی وفات اور حالات)

مکرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ہمارے دادا جی مکرم حضرت الحاج الحافظ غلام یاسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۸۹ سال کی عمر میں ۴ دسمبر جمعرات ۲/۱ ۵ بجے شام (بعد نماز مغرب) انتقال فرما گئے۔۶۰ سال تک بے لوث خدمت قرآن کے علاوہ اپنے دولڑکوں ہمارے والد بزرگوار مولانا محمد رمضان علوی اور چچا محترم مولوی حفیظ الرحمٰن صاحب کو قرآن یاد کرایا عالم بنایا ہم پانچوں بھائی بحمدہ حافظ و عالم ہیں۔اللہ تعالیٰ اس وراثت کی قدر کرنے کی توفیق دے۔اور اس کا حق ادا کرنے کی توفیق بخشے۔خاندان بھر میں علمی ورشانہی کا فیضان ہے ۲۶ نومبر کی شام ابا جی اور والدہ محترمہ سفر حج سے واپس آئے انہیں خوشی خوشی ملے۔اپنی مسرت کا اظہار فرمایا۔جنازہ خود پڑھانے اور غیر شرعی رسومات سے اجتناب کی تلقین فرمائی اور ۵ سکینڈ میں روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔خاندانی اعتبار سے ہمارے لیے بڑا عظیم صدمہ ہے ہزاروں ان کے حفظ قرآن میں شاگرد ہیں،ابا جی، برادران سب کا بہت بہت سلام قبول فرمائیں میرا اور سب کا حضرت شیخ الحدیث،زید مجدھم سے بہت بہت سلام عرض ہے اور حضرت سے دعا کی خصوصی درخواست ہے،امید ہے کہ آپ حضرات کی دعاؤں سے ہم محروم نہیں ہونگے۔ والسلام۔ محمد سعید الرحمٰن علوی

(۲۵)

(جماعتی معاملات اور مصالحت)

برادرم مکرم محترم زیدت معالیکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بہت دنوں کے بعد خط کے ذریعہ نصف ملاقات کا شرف حاصل کررہا ہوں۔ آپ لاہور تشریف لاتے ہیں اور خاموشی سے نکل جاتے ہیں۔تمام حالات سے مجھے خبر ہو جاتی ہے۔مقدمہ کس عدالت میں قائم کروں؟ جماعتی معاملات کے سلسلہ میں صورت حال سے آپ باخبر ہونگے۔اللہ تعالیٰ موجودہ مصالحت کو خیر کا ذریعہ بنائے۔آپ کا اپنے عزیز شاگرد[1] پر اثر ہے کچھ توجہ فرمائیں۔

''الحق'' کی فوری اشاعت میں دوسری طرف کا اشتہار لگادیں۔لیکن فوری جو خدمت ہو اس سے مطلع فرمائیں گریز نہیں ہوگا حضرت والد کا سلام قبول فرمائیں نیز آپ کا سلام حضرت المحترم الشیخ مولانا عبدالحق صاحب تک پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

میاں امجد صاحب مولانا سے آپ سے سلام عرض کررہے ہیں احقر کا سلام پیش کر کے دعا کی درخواست کردیں۔

والسلام علوی مدیر خدام الدین لاہور

(۲۶)

۴ شوال المکرم

مکرم محترم زیدت معالیکم سلام مسنون! آج کے نوائے وقت کی وساطت سے امیر الحجاج کی حیثیت سے حرمین شریفین جانے کا علم ہوا۔ اللہ تعالیٰ مقبول و منظور فرمائے دعاؤں کا محتاج ہوں۔آپ نے انصاف نہ کیا میرے دو مضمون فائل میں رکھ چھوڑے،بہرحال شکوہ نہ شکایت،

---

[1] مولانا فضل الرحمان

اگر از راہ عنایت انہیں بذریعہ بیرنگ واپس بھجوادیں تو کرم ہوگا۔ گستاخی معاف! حضرت مولانا صاحب زید مجدھم، مولانا شیر علی صاحب اور دوسرے حضرات سے سلام عرض اور دعا کی درخواست۔ والسلام سعید الرحمٰن علوی خدام الدین

(۲۷)

محترمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون! گرامی نامہ جس میں حضرت مولانا مدظلھم کا پیغام بھی تھا بہت ہی شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ یہ استدعا کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ کہ اصل پیغام ہمیں بھجوادیں تاکہ اس کا پازیٹو لگواسکیں۔ آپ چاہیں گے تو اصل واپس کردیا جائیگا۔ حضرت مولانا سے سلام دیگر حضرات سے بھی، کار لائقہ سے یاد فرمائیں۔ والسلام احقر سعید الرحمٰن علوی

(الحق میں مولانا سعید الرحمٰن علوی کے مضامین کی تفصیل)

- اسلامی جہاد کی اہمیت اور اسکے اُصول جلد ۱ شمارہ ۲
- جانشین شیخ الہند (پمفلٹ جانشینی شیخ الہند کے جواب میں) جلد ۹ شمارہ ۴
- دعوت وعزیمت کے علمبردار مجدد الف ثانی (۲ اقساط) جلد ۳ شمارہ ۱۰۔۱۱
- شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتی جلد ۴ شمارہ ۱
- قرآن مجید اور اسکے تراجم جلد ۳۰ شمارہ ۱
- مجدد الف ثانی کی اصلاحی کوششیں اور انکے اثرات جلد ۴ شمارہ ۲
- مولانا شاہ اسماعیل شہید جلد ۴ شمارہ ۱۲
- ٹیپو سلطان شہید رواداری اور بے تعصبی کا مظہر اتم جلد ۶ شمارہ ۱۰
- حافظ ظہور الٰہی کی جواں سال بچی کی وفات جلد ۲۹ شمارہ ۱۰
- شاہ ولی اللہ دہلوی جلد ۲۱ شمارہ ۳
- قانون مکافات عمل جلد ۱ شمارہ ۵
- مجاہد جلیل وسید المجاہدین مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی (۲ اقساط) جلد ۴ شمارہ ۱۰۔۱۱
- مغربی جمہوریت کی ناکامی اور اسلامی انقلاب کا لائحہ عمل جلد ۳۱ شمارہ ۴
- مولانا محمد علی جالندھری جلد ۸ شمارہ ۴



شہزادہ سعید الرشید محمود عباسی

سابق وفاقی وزیر، سابق والیٔ بہاولپور

(وفات اہلیہ کی تعزیت)

برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ اخبارات میں آپ کی اہلیہ محترمہ کی وفات کی خبر پڑھ کر دلی دکھ ہوا، اللہ جل شانہ، آپ کی اہلیہ محترمہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کو اور آپ کے گھر کے دیگر افراد کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ میں آپکے رنج وغم میں شریک ہوکر آپ کی اور آپ کے گھر کے دیگر متاثرہ افراد کی درازی عمر کی دعا کرتا ہوں۔

فقط : شہزادہ سعید الرشید محمود عباسی

سابق وفاقی وزیر

مولانا سعید اللہ قاضی[1] پشاور

(۱)

۲۳/ستمبر ۱۹۷۸ء (حافظ عمر دراز کے حالات)

گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے آپ بمعہ اہلِ وعیال بخیر وعافیت ہوں گے۔ الحق کے اگست کا پرچہ ابھی تک نہیں ملا۔ اگرچہ دوسرے رفقاء کے پرچے موصول ہوئے۔ جس میں بعض عنوانات دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اسی شمارے میں میرے مضمون کے بارے میں چند اغلاط کی تصحیح پڑھی۔ لیکن چونکہ ان کے ساتھ میرا اتفاق نہیں تھا۔ اس لئے خاموش رہنا بہتر سمجھا۔ اور یہ خیال کیا کہ علمی طبقے خود بخود غلط اور صحیح میں تمیز کرسکیں گے۔ لیکن آج شاید آپ کی طرف سے ناقدین حضرات کے خطوط بھی ملے۔ ان میں سے جناب پرویش شاہین کی تنقید مناسب لہجے میں کی گئی تھی۔ جبکہ جناب ثناء اللہ ندیم صاحب کی تنقید کا لہجہ مناسب نہ تھا۔ میں ان کے ساتھ بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ ہاں اسقدر عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہ میں اب بھی ان کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا۔ اس لئے کے تواریخ حافظ رحمانی میں جو نام دیا گیا ہے وہ دوسرے علمی حلقوں میں متعارف نہیں ہے۔ ساتھ ساتھ وہاں حافظ صاحب کی تاریخ وفات ۱۱۰۱ھ ہے جسمیں اور ثناء اللہ ندیم کے ماٰخذ عبدالحلیم اثر کے روحانی تڑون کے ۱۱۲۸ھ میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ دوسرے یہ کہ تواریخ حافظ رحمت خانی زیادہ تر روایات کا مجموعہ ہے۔ جس کا کوئی مستند ماٰخذ نہیں ہے۔ اور عبدالحلیم اثر کا روحانی تڑون پشتو ادب کے ساتھ تعلق رکھنے والے علمی طبقوں میں قابل اعتبار تصور نہیں کیا جاتا ہے تو کیا اثر کی ساری کتابیں قابل اعتبار نہیں سمجھی جاتیں وجوہ یہ ہیں کے وہ کشف القبور کے قائل ہیں۔ اور بسا اوقات کسی مسئلے کا حوالہ مردوں سے پوچھتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ تخت بھائی میں بیٹھ کر کوئٹہ اور کابل میں کتاب پڑھ سکتے ہیں۔ ظاہر ہے مواد بھی اسی کتاب سے لیتے ہوں گے جو وہ یہاں بیٹھ کر وہاں پڑھتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ اُس کے خیال میں دنیا کا انتظام ۳۰۰۰ آدمی چلا رہے ہیں۔ اور وہ ان میں سے ایک ہیں۔ ان چیزوں کو مدنظر رکھ کر میں اپنے ناقدین حضرات کی تنقید کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا۔ آیئے اب وہ ماٰخذ بھی ملاحظہ کیجئے جن سے میں نے استفادہ کیا ہے۔

میرا پہلا ماٰخذ قاضی عبدالسلام کے ادارے کا شائع کردہ دیوان حافظ اور اس کا مقدمہ ہے۔ اس میں حافظ صاحب کا نام معظم خان ہے۔ اسمیں یہ بھی ہے کہ وہ آنکھوں کی بینائی سے محروم ہوگئے تھے اور تاریخ وفات وولادت معلوم نہ ہوسکی۔

میرا دوسرا ماٰخذ پشتو ادب کے مایہ ناز محقق عبدالحئی جیبی کی کتاب "پښتانه شعراء" ہے۔ انہوں بھی حافظ صاحب کا نام معظم لکھا ہے۔ اور تاریخ وفات وولادت نہیں دی ہے۔ البتہ حافظ کے بارے میں تین روایات ہیں۔ حافظ قرآن تھے۔ حافظ تخلص تھا۔ آنکھوں کی بینائی سے محروم تھے۔ لیکن اکثر کا خیال یہ ہے کہ آنکھوں کی بینائی سے محروم نہ تھے۔ ملاحظہ کیجئے تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند تیرہویں جلد میرا تیسرا ماٰخذ رضا ہمدانی کی کتاب ادبیات سرحد (پشتو ادب) جلد اول ہے۔ اسمیں بھی حافظ صاحب کا نام معظم خان دیا گیا ہے۔ حافظ کے بارے میں دو قول نقل کیے ہیں۔ آنکھوں کی بینائی سے محروم تھے۔ اس لئے حافظ تخلص رکھا۔ حافظ قرآن تھے۔ اس لئے حافظ تخلص رکھا۔

---

[1] قاضی سعید اللہ صاحب علمی ذوق رکھنے والے، صاحب قلم شخص اسلامیہ کالج پشاور کے شعبہ اسلامیات سے وابستہ رہے۔ الحق میں مضامین شائع ہوتے رہے۔

تاریخ ولادت و وفات نہیں دی ہے۔

میرا چوتھا ماٗخذ جناب فقیر محمد عباس قادریہ کی کتاب "خوادِہ نعتونہ" ہے۔اس کے مقدمے میں (صفحہ ۲۰ پر) حافظ صاحب کا نام معظم خان لکھا ہے۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں اب انصاف آپ پر ہے۔کہ کونسا قول صحیح ہے اور کونسا غلط۔بھر حال میں ان کی رائے کی قدر کرتا ہوں۔لیکن ان کو بھی میری رائی۔اور صحیح رائے پر۔اس قدر رکیک حملے کرنے کا حق تو نہیں پہنچتا۔امید ہے آپ کی تشفی ہوگئی ہوگی۔اور اب میرے مضمون کا آخری حصہ اشاعت کیلئے روانہ کرنے کی اجازت مرحمت کرنے کی تیاری کرتے ہوں گے۔

فقط والسلام بالصواب خاکسار سعید اللہ

(۲)

۲۸ ستمبر ۱۹۸۱ء (اصول الجصاص پر شیخ الحدیثؒ کا پیش لفظ)

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔امید ہے آپ بخیر عافیت ہوں گے۔آج آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔غالباً آپ جانتے ہیں۔کہ میری کتاب اصول الجصاص (ابواب الاجتہاد والقیاس) چھپ چکی ہے۔البتہ مارکیٹ میں اس لئے نہیں آئی کہ اس کے لئے ایک پیش لفظ لکھنے کی ضرورت ہے۔میں نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے ہاتھ سے ایک پیش لفظ لکھنے کا انتخاب کیا۔جس کے لئے میں آج دارالعلوم آیا۔مگر آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔حضرت مولانا صاحب نے آپ کا واسطہ دیا۔کہ جب آپ آئیں گے۔تو پیش لفظ لکھ کر بھیجیں گے۔اس لئے عرض ہے کہ اپنی پہلی فرصت میں حضرت مولانا صاحب کا دستخط شدہ پیش لفظ لکھ کر ممنون فرماویں۔ آپ کا بھائی ڈاکٹر سعید اللہ قاضی شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی

حضرت کے دستخطوں پر مشتمل جو پیش لفظ لکھ کر بھیجا گیا وہ حسب ذیل ہے:۔

الحمدللّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سیدناو نبیّناو مولانامحمدصلی اللّٰہ علیه وعلی آله و اصحابه و اتباعه اجمعین.امابعد

فـان عـلـم الاصول من اجل العلوم شاناً و ارفعهامکاناًلانه مبنی علم الفقه و اساسه.قدصنّف فیه کثیرٌ من الکتب کالاصول للبزدوی و الاصول للشاشی و التلویح و التوضیح لصدر الشریعة و مسلم الثبوت لمحب اللّٰہ البهاری لکن کتاب الفصول للامام ؟؟ابی بکـر الجصاص الرازی مشتمل علیٰ نکات غریبة ولطائف عجیبة. و الامام من کبارعلماء الاحناف من قرن الرابع و اجلهم ویدل علی جلالته و عظمة شانه احکام القرآن قداقتبس و استفادمنه اجلة العلماء و المحققین بعده قرناً بعدقرنٍ.

نسـخة الـفـصول فی الاصول التی بین ایدینا قدحققه وعلّق علیه الاخ الفاضل المحقق فی قسم العلوم الاسلامیة بجامعة بشـاور الاستـاذ سـعیـدالـلّٰـه الـقـاضـی قـدبـذل الجهد التام فی تصحیح مخطوطة الفصول وتعلیقاتہٖ مع مقدمتہٖ الحافلة لاهم مایتعلق بـمـبـاحـث الـکـتـاب ادعـو اللّٰہ سبحانه ان یجعل سعیهٗ سعیاً مشکوراً ینتفع به طلب العلم وخاصة باحثی علم الاصول ووفقه فی حیاتہٖ لخدمة العلم و الدین و نشر لمعارف الاسلام و الکنوز الخفیة من نوادر کتب المتقدمین. عبدالحق (بقلم سمیع الحق)

مولانا محمد سلامت اللہ[1] جماعت اسلامی پشاور

(۱)

۱۲/مارچ ۱۹۷۷ء (قومی اتحاد کا علاقائی میٹنگ)

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم، مورخہ ۱۴/۳/۷۷ بروز سوموار بوقت نو بجے صبح بمقام جامع مسجد خیرآباد قومی اتحاد علاقہ خوڑو کے کارکنوں کا ایک اجتماع ہم نے بلایا ہے پیش نظر یہ ہے کہ تمام کارکنوں سے بیک وقت ملاقات بھی ہوجائیگی اور آئندہ کے لئے پروگرام بھی بنالینگے۔ اسلئے آپ سے استدعا ہے کہ آپ تاریخ مقررہ کو خیرآباد تشریف لاکر ممنون فرمائیں۔ والسلام محمد سلامت اللہ

(۲)

۲۰/مارچ ۱۹۷۹ء

محترم ومکرم مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حاضر خدمت ہوا تھا شرف ملاقات حاصل نہ ہوسکا۔ ایک ضروری امر پر آپ سے گفتگو کرنی تھی اس وقت مجھے جلدی میں پشاور جانا ہے اور آپ کی موجودگی کا علم بھی حاصل نہ کرسکا اسلئے میں انشاء اللہ کل چار بجے عصر پھر حاضر خدمت ہوجاؤنگا۔ والسلام محمد سلامت اللہ

☆☆☆

مولانا سلطان الحق[2] ناظم کتب خانہ دارالعلوم دیوبند

(کتاب ایضاح البخاری شرح بخاری افادات مولانا فخر الدین احمدؒ ○ شیخ الحدیث سے یاد نہ رکھنے کا شکوہ)

۷/مئی ۱۹۶۳ء

برخوردار عزیزی مولوی سمیع الحق صاحب ابن مولانا عبدالحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گزارش ہے کہ خط پہنچا بے حد مسرت ہوئی کہ بیٹے نے آج خط لکھا پڑھکر دل شاد ہوا۔ پدر نہ تواند پسر تمام کند باپ نے تو بھلا دیا مگر خدا کا شکر ہے کہ بیٹے میں نیا خون ہے۔ نئی امنگیں نئے جذبات ہیں تو اپنے ایک چچا کو یاد رکھتا ہے۔ بہر حال جواباً گزارش ہے۔ کہ پانچ حصہ طبع ہوچکے ہیں چھٹا قریب ہی میں طبع ہونے جارہا ہے۔ مولانا فخر الدین صاحب کی مسلسل علالت کی وجہ سے دیر سے تیاری ہوتی ہے کیونکہ وہ مرتبین کی ترتیب کے بعد ایک ایک حرف دیکھتے ہیں اور بسا اوقات کئی کئی صفحہ کاٹ کر دوبارہ لکھتے ہیں۔ اس لیے اس میں تاخیر ہوتی ہے۔ بہر حال پانچ تیار ہیں جو بہت جلد خدمت سامی میں پہنچیں گے اور چھٹا تیاری پر بھیج دونگا۔ مولانا عبدالحق صاحب کو یہ دکھلا دیں ۔ تو مجھے بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دوں کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا خیال تھا کہ دونوں جلدوں کو دیکھ کر مجھے تحریر فرمائیں گے۔ پدر نہ تواند پسر تمام کند اور مبارکباد دیں گے۔ مگر وہ تو ایسے بھولے کہ کبھی کچھ تعلق ہی نہ تھا۔ کبھی بھی یاد نہ کیا' امید ہے کہ بخیر ہوں گے واقفین کو سلام فقط۔ والسلام مولانا سلطان الحق

---

[1] مولانا سلامت علاقہ نظام پور اکوڑہ سابق جماعت اسلامی کے امیر ۷۷ء کے الیکشن میں شیخ الحدیثؒ کے مقابلہ میں جماعت اسلامی کے امیدوار تھے جماعت کے اولین سرگرم لوگوں میں سے تھے۔

[2] کتب خانہ دارالعلوم دیوبند کے منتظم دارالعلوم دیوبند کی ایک اہم شخصیت' مکتوب الیہ کے ساتھ گہرا مخلصانہ بے تکلفانہ تعلق خطوط سے نمایاں ہوتا ہے۔ (س)

مولانا سلطان محمود[1] ناظم دارالعلوم حقانیہ

(۱)

۳رشوال المکرم ۸۳ھ (مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ بھیجے گئے خطوط)

برادرم مولانا سمیع الحق صاحب، مہربانی فرما کر اس ناکارہ کی طرف سے حضرت الشیخ قبلہ مولائی ومرشدی العباسی المدنی متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ، اور حضور والا کے صاحبزادگان کرام مخدومی حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم العالی اور حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب مدظلہم العالی اور حضرت محمد سعید صاحب اور حضرت محمد شریف صاحب دامت برکاتہم اور اس ناچیز کے مخدوم ومشفق حضرت مولانا لطف اللہ صاحب دامت معالیہم کے خدمت اقدس میں مودبانہ تسلیمات عرض فرمادیں اور دعا کی درخواست پیش فرمادیں۔ بندہ آپکا ممنون رہیگا۔

خویدم سلطان محمود عفی عنہ،

(مولانا سلطان محمود کے وفات پر احقر کے تعزیتی تاثرات)

[1] حیف صد حیف کہ ۸۔۹ مئی ۱۹۸۴ء مطابق ۶۔۷ شعبان ۱۴۰۴ھ کی درمیانی شب کو ایک ایسے خادم دین متین نے ہم حرمان نصیبوں کو داغِ جدائی دیا کہ جس کی زندگی کا دوتہائی حصہ گلشنِ علوم نبوت دارالعلوم حقانیہ کی آبیاری اور اس چمنستانِ قرآن وسنت کی آرائش وزیبائش میں صرف ہوا۔ دارالعلوم کے تقریباً ۴۰ سالہ زندگی کے ہزاروں فضلاء اور طلباء کے آرام وراحت، تعلیم وتربیت اور خدمت میں جن کے جسم کا رُواں رُواں مصروف لیل ونہار رہا اور جو اس شجرِ طوبیٰ کے اولین مالی اور اس کارگاہ علم وفضل کے اساسی ناظم تھے۔

خادم علم ودین ناظم اعلیٰ دارالعلوم حضرت مولانا الحاج سلطان محمود صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز کے ان فضائل وکمالات کا دارالعلوم سے معمولی تعلق رکھنے والا ہر ہر فرد بھی نہ صرف معترف رہے گا بلکہ انشاء اللہ یوم الاشہاد میں بارگاہ احکم الحاکمین میں شہادت سے بھی دریغ نہیں کرے گا کہ اے اللہ تیرے اس زار ونزار، نحیف وناتواں بندہ نے تیرے دین کے اس خادم ادارہ کی تعمیر وترقی میں زندگی کی ساری قوتیں اور توانائیاں بے دریغ لٹا دیں، تیری رحمتِ لامتناہی سے کیا بعید ہے کہ اس ''شہید دارالعلوم'' کو آج شہداء وصدیقین کے لیے مخصوص انعامات سے نوازا جائے۔

مولانا سلطان محمود صاحبؒ کی عمر تقریباً ساٹھ برس تھی، وہ اکوڑہ خٹک کے ایک مضافاتی گاؤں مغلکی کے ایک غیر معروف گمنام اور غریب گھرانے میں پیدا ہوئے جو دینی علوم سے وابستہ نہیں تھا مگر اللہ نے آگے چل کر ان سے علوم دینیہ کی خدمت لینا تھی تو اللہ نے انہیں تحصیلِ علم میں لگادیا۔ ابتدائی تعلیم علاقہ کے مختلف علماء سے حاصل کرتے رہے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کے تدریسِ دیوبند سے قبل بھی انہیں ان سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔ تقسیم ہند سے دوسال قبل ہندوستان جاکر مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا۔ وہاں شرح جامی مختصر المعانی، ہدایہ اولین، مقامات سلم، ملاحسن وغیرہ پڑھیں اور سالانہ امتحانات دیئے۔ اس دوران دیگر اکابر اساتذہ کے علاوہ اُس وقت کے صدر المدرسین شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ سے ''ملاحسن'' پڑھنے کی سعادت بھی پائی۔

تعطیلِ رمضان میں گھر آئے تو ملک تقسیم ہوگیا اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایسے وابستہ ہوئے کہ حیاتِ مستعار کی دمِ آخرین تک انہی کے ہوکر رہ گئے۔ ادھر دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا تو آپ اس کے گنے چُنے اولین طلبہ میں شامل تھے۔ ان سالوں میں دورۂ حدیث کے علاوہ مشکوٰۃ شریف، ہدایہ اخیرین وغیرہ بھی حضرت مدظلہٗ خود ہی پڑھاتے تھے، تو پہلے سال موقوف علیہ کتابیں بھی حضرت ہی سے پڑھیں۔ دوسرے سال ۱۳۶۸ھ میں پورا دورۂ حدیث شریف بھی حضرت سے پڑھ لیا، بعد فراغت تکمیل علم کے شوق میں بیضاوی شریف، تلویح توضیح میں داخلہ لیا۔ اساتذہ وعملہ سے متعلق فائلوں میں جسے وہ خود مرتب کرتے تھے اپنے متعلق فائل نمبر ۸ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

> ''مہینہ ڈیڑھ بعد حضرت الشیخ مدظلہم العالی نے از راہ شفقت وکرم نوازی دارالعلوم کے دفتر میں خدمت کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ۱۳۶۸ھ کے آخر میں ناظم دفتر اہتمام کی حیثیت سے مبلغ آٹھ روپے مشاہرہ پر تقرر رہوا''۔

یہاں سے خدمت دارالعلوم کا دور شروع ہوا جو ابتدائی دور تھا اور ہر لحاظ سے بے سروسامانی کا عالم، دو چار کاپیوں پر مشتمل چھوٹا سا بستہ دارالعلوم کے حساب کتاب اور انتظامی امور کا سارا ریکارڈ تھا جسے ناظم صاحب بغل میں لیے پھرتے تھے اور فارغ ہوجاتے تو مسجد قدیم کے ایک بوسیدہ طاقچہ میں رکھ دیتے۔ اکاؤنٹ اور آڈٹ انکا فن نہیں تھا مگر قدرت نے کام لینا تھا تو از خود حساب کتاب کے ایسے طریقے اور گُر نکالتے رہے کہ آڈٹ والے بھی دیکھ کر حیران رہ جاتے۔ رفتہ رفتہ وہ ملکہ حاصل ہوا کہ بڑے بڑے گوشواروں میں ایک نظر ڈالنی کافی ہوجاتی اور جن جمع وتفریق کر لیتے۔ اس بیماری کے آغاز میں دماغی امراض کے ایک دو ڈاکٹروں کو دکھاتے ہوئے میں نے اُن کے اس وصف کا ذکر کیا تو انہوں نے تشخیص مرض کے طور پر لمبے چوڑے اعداد وشمار پر مبنی سوالات کیے اور فی البدیہہ جواب سنکر یہ کہتے ہوئے دنگ رہ گئے کہ واقعی یہ تو کمپیوٹر ہیں۔ دارالعلوم کے لاکھوں روپے کا نہایت باضابطہ اور صاف ستھرا حساب کتاب رکھنے میں ان کا نمایاں اور اہم وصف دیانت اور امانت تھا جسے ایمانی زندگی کی روح کہنا چاہیے۔ گویا وہ مجسمۂ دیانت اور پیکر امانت تھے۔ چالیس سال کے ان لمبے چوڑے حسابات میں ایسی کوئی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۲)

۷/۸شوال ۸۳ھ **(بزرگوں سے دعاؤں کی درخواست)**

مخدومی المکرم صاحب المجد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر باد بخیر باد، ۱۰ روز قبل ایک درخواست برائے دعا جسکے ساتھ مولانا شیر علی شاہ صاحب کا عریضہ بھی شامل تھا ارسال خدمت کیا گیا تھا امید ہے کہ آپ حضرات نے شرف قبولیت سے نوازا ہوگا۔

مثال نہیں ملتی کہ ایک پائی بھی دانستہ ان سے ضائع ہوئی ہو۔ وہ تمام مصارف اور بلوں پر کڑی نگاہ رکھتے تھے۔ اور جب قویٰ مضبوط تھے تو راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دار العلوم کے احاطوں میں گھومتے کہ کہیں بے جا بلب یا پنکھا تو نہیں چل رہا یا کوئی اور چیز غلط مصرف میں خرچ نہ ہو، اس لحاظ سے وہ طلبہ میں سخت گیر سمجھے جاتے تھے، وہ طلبہ کی حرکات وسکنات پر کڑی نگاہ رکھتے، کوئی نامناسب بات دیکھتے تو سرزنش کرتے یہ نہ ہو سکتا تو دل ہی دل میں کڑھتے اور بہت حساس ہونے کی وجہ سے تڑپتے ہوئے دکھائی دیتے۔ تیسرا نمایاں وصف ان کی تواضع اور انکساری تھی، وہ ایک مستند عالم اور ایک عظیم ادارہ کے ناظم اعلیٰ تھے۔ بے شمار طلبہ اور فضلاء کے منظورِ نظر بننے کے باوجود کسی ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت کے لیے بھی خود دوڑتے۔ ضرورت پڑتی تو دفتر میں اپنی سیٹ چھوڑ کر مہمانوں کے سامنے برتن رکھتے اُٹھاتے اور موقعہ ملتا تو ہاتھ دھلوانے میں بھی سبقت لے جاتے۔ کہیں بھی کسی خدمت کی ضرورت پڑتی اور کوئی نہ ملتا تو خود کمر باندھ لیتے۔ ابتدائی دور میں تو مجھے خوب یاد ہے کہ گاؤں سے دو تین میل پیدل پہنچتے ہی بازار سے مطبخ کا سودا سلف کا ٹوکرا سر پر اُٹھائے ہوئے گھر کے دروازہ پر دستک میں لگے رہتے (کہ اولین سالوں میں طلبہ کے لیے ہمارے گھر ہی میں کھانا پکانے کا نظم تھا) یہ سب کچھ اس وجہ سے کہ وہ دار العلوم میں اپنی ذات کو فنا کر چکے تھے اور انکے رگ وریشہ میں دار العلوم ہی رچا بسا تھا۔ شاید اللہ تعالیٰ کو اسی وجہ سے ان کا لاولد رہنا منظور تھا کہ دنیا کے سارے علائق سے الگ تھلگ رہ کر اس مہمان خانہ علوم نبوت علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ کے بناؤ سنگھار میں مصروف رہیں۔

انہیں اس بات کا افسوس رہتا کہ خود دینی علوم کی درس وتدریس سے محروم رہے، مگر یہ اطمینان تھا کہ ان کی ساری جسمانی اور ذہنی توانائیاں مدرسین، علماء ومبلغین کی خدمت میں خرچ ہو رہی ہیں۔ آج کون کہہ سکتا ہے کہ دار العلوم کے تین ساڑھے تین ہزار فضلاء کی ہمہ گیر دینی خدمت میں ناظم صاحب مرحوم کا حصہ نہیں ہوگا، یہ سب کچھ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے نامۂ حسنات میں بھی شامل ہوگا۔

مرحوم ناظم صاحب نرے انتظامی اُمور کے ناظم اور حسابات کے منشی نہیں تھے بلکہ اس خشک مشغلہ کے باوجود دل پرسوز رکھتے تھے۔ عبادات میں شب وروز منہمک، زہد وتقویٰ کا ایک نمونہ تھے، وہ نیکیوں کے کسی میدان میں بھی پیچھے نہیں رہنا چاہتے تھے۔ گرمی اور دن بھر کی تھکاوٹ کے باوجود رمضان کی راتیں شب خیزی میں گذرتیں۔ پچھلے رمضان میں بھی آخری رات تک کہیں نہ کہیں ختم تراویح کا معلوم کر کے پہنچتے اور قیام اللیل کی سعادت پاتے۔ کہیں کسی مردِ کامل کی صحبت میسر آتی تو اسے نعمت عظمیٰ سمجھ کر اس کے قدموں کی خاک بننے کی کوشش کرتے۔ قیام حرمین شریفین کے دو چار ماہ کا موقع ملا تو شیخ مدینہ طیبہ مولانا عبد الغفور عباسی قدس سرہٗ العزیز کے دامنِ فیض سے وابستہ رہے، اُنکے مہمانوں کے مطبخ اور کمروں کی صفائی وغیرہ کا ایسا ذمہ لیا کہ آخر تک شیخ مدینہ انہیں پیار ومحبت اور دعاؤں سے یاد کرتے رہے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کے تو وہ دست وبازو تھے اور کتنے عظیم امور اور ذمہ داریاں ہوتیں جنھیں وہ ناتواں کندھوں پر اٹھائے ہوئے حضرت مدظلہٗ کا سہارا بنے رہتے۔

مگر دنیا فانی ہے، دین کا کام کسی فرد واحد سے اللہ تعالیٰ نے وابستہ نہیں رکھا اللہ کریم کو اتنی ہی خدمت لینی منظور تھی۔ گذشتہ عید الاضحیٰ کو حسب معمول حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ اور ان کے خدام واراکین کو عید گاہ سے واپسی پر اپنے گھر میں ''دعوت شیراز'' پیش کی۔ دوسرے دن بھی طلبہ کی قربانیوں اور گوشت وغیرہ کا انتظام خود کیا۔ تیسرے دن صاحب فراش ہو گئے۔ دماغی ضعف، دورانِ سر وغیرہ کا عارضہ بڑھتا گیا۔ طب جدید وقدیم دونوں قسم کے معالجوں کا علاج ہوتا رہا، مگر وہ گرتے ہی چلے گئے، یہاں تک کہ ہوش وحواس بھی جواب دینے لگے۔ ۱۴ اپریل کو اسلام آباد جاتے ہوئے انہیں گاڑی میں ساتھ لے گیا۔ ایک دو ممتاز ڈاکٹروں نے دیکھا اور مشورہ دیا کہ لاہور کسی دماغی امراض کے ماہر کے پاس لے جانا بہتر رہے گا۔

چنانچہ لاہور لے جائے گئے جہاں جنرل ہسپتال کے ڈاکٹر بشیر احمد جو مشہور نیورو سرجن ہیں نے آپریشن کے لیے داخل کیا۔ اُن کا خیال تھا کہ دماغ میں رسولی ہے، ٹیسٹ اور ایکسروں نے ان کے خیال کی تائید کی۔ چند دن بعد سر کا آپریشن ہوا، آخر تک انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں رکھے گئے۔ ہوش آنے پر ڈاکٹر بے حد مطمئن تھے کہ جلد شفایاب ہوں گے مگر اللہ کو منظور تھا کہ یہ تھکا ماندہ زار ونزار بندہ اب ابدی راحتوں سے ہم کنار ہو جائے۔ رات کو پونے ایک بجے روح پرواز کر گئی صبح تجہیز وتکفین اور تدفین کا انتظام شروع کر دیا گیا۔ دورۂ حدیث کے امتحانات کا آخری دن تھا، باقی اکثر طلبہ بوجہ تعطیل چلے گئے تھے۔ جہاں جہاں ممکن تھا اطلاع دے دے گئی۔ ریڈیو اور ٹی وی نے بھی اعلان کرنے میں تعاون کیا۔ بعد از نمازِ عصر گھر سے جنازہ اٹھا کر پہلے دار العلوم کے صحن میں رکھا گیا، کثرت ہجوم سے صحن کی وسعتیں تنگ ہو گئی تھیں اور ایک جھلک دیکھنے کیلئے درسگاہوں کی چھتوں پر بھی ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے تھے، دیدارِ عام کے بعد دار العلوم سے ملحق عید گاہ شہر میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے جنازہ پڑھایا، دور دراز اطراف واکناف کے ہزاروں علماء، صلحاء، مہتممین واساتذۂ مدارس عربیہ اپنے اس عظیم خادم کے جنازہ میں شریک تھے۔

ناظم صاحبؒ کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ دار العلوم کے لیے ایک مخصوص الگ قبرستان ہو، بڑی سوچ اور تلاش کے بعد میری نگاہ انتخاب موجودہ خطہ پر ٹھہر گئی،

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

محترما! یہ خادم روسیاہ دعاوں کا از حد محتاج ہے آپ تینوں حضرات سے نہایت ہی عاجزانہ درخواست ہے کہ سرکار دوعالم علیہ الف الف صلوٰۃ وسلام کے دربار میں ہر حاضری کے وقت اور ریاض الجنۃ میں دعا کرتے وقت بالخصوص تہجد کے وقت اس سیہ کار کے طرف سے صلوۃ وسلام عرض کرنے کے بعد اس ناچیز کو دعاوں میں یاد فرماتے رہینگے۔ نیز ہر مقام مقدس پر حاضری کے وقت اس خادم کو یاد فرمائینگے۔ بڑی خوشی ہوئی کہ ماہ رمضان ہی میں بیت اللہ العظیم کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔ ایں سعادت بزور بازو نیست، نیز گزارش ہے کہ حضرت الشیخ مرشدی ومولائی حضرت مولانا عبدالغفور صاحب العباسی المدنی متعنا اللہ بطول حیاتہ کے خدمت اقدس میں اس ناچیز کی طرف سے مودبانہ سلام عرض کرکے دعا کی درخواست فرمادیں۔ آپکے دولت خانہ میں بہمہ وجوہ خیریت ہے تسلی رکھیں۔ آپکے دعاوں کا محتاج سلطان محمود عفی عنہ، حرمین شریفین میں دوبارہ حاضری نصیب ہونے کی دعا سے سرفرازی بخشیں، نیز مخدومی المکرم مشفق حضرت مولانا لطف اللہ صاحب دامت برکاتہم، اور حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب دامت برکاتہم، اور مخدومی المحترم مولانا عبدالحق صاحب دامت معالیکم، اور محترم حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب، اور حضرت محمد سعید صاحب اور حضرت محمد شریف صاحب، کے خدمت میں اس خادم کے جانب سے سلام عرض فرمادیں۔ آپکے دعاؤں کا محتاج تر سلطان محمود عفی عنہ،

نیز گزارش ہے کہ بندہ کی والدہ، اہلیہ، ہمشیرہ، بھائی کیلئے بھی دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالایمان نصیب فرمادے۔ صحت وعافیت نصیب فرمادے۔ اور اس خادم کیلئے خلف صالح کے متعلق بھی دعا فرمایا کریں۔ محترمی، زمین والا معاملہ بخیریت بندہ کے حق میں فیصلہ ہوا۔ یہ بھی

ناظم صاحب مرحوم کو معلوم ہوا تو خوشی سے اُچھل پڑے اور نہایت اطمینان کا اظہار کیا اور بار بار کہتے ''مولانا کہیں ہمیں بھی بھول نہ جائیں ہمارا حصہ بھی اس میں رکھنا ہے''۔ کسے معلوم تھا کہ وہ اس خطۂ صالحین کے پہلے مہمان اور اس بقعۂ خیر کے اولین دفین ہوں گے۔ ناظم صاحبؒ مقبرہ دارالعلوم کے اس خطہ میں سپرد خاک کیے گئے، سرہانے عیدگاہ کی دیوار، پائینتی دارالحفظ والتجوید جو شب و روز قرآن کریم کے زمزموں سے گونجتا رہتا ہے اور دائیں طرف بجانب قبلہ جسد مبارک سے متصل عیدگاہ کی سیڑھیاں جو اللہ کے سامنے سربسجود ہونے والے ہزاروں نمازیوں کی گذرگاہ بنتی ہیں۔ بائیں جانب خالی حصہ میں خدا جانے کن کن ارواح صالحین اور عباد مقربین کی ابدی آرام گاہیں بنیں گے۔ رجال صدقو اما عاھد واللّٰہ علیہ فمنھم من قضیٰ نحبۃ ومنھم من ینتظر۔ وہ دارالعلوم کے تھے اور اپنی خاک پاک بھی خاک دارالعلوم میں فنا کر گئے۔ جگر نے ایسے موقع کے لیے کہا ہوگا۔

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر
عُمر بھر کی بے قراری کو قرار آہی گیا

قبر تیار ہوگئی تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کو سہارا دے کر سرہانے پشتۂ دیوار عیدگاہ پر بٹھادیا گیا، سامنے غمزدگان کا ہجوم تھا۔ حضرت شیخ مدظلہٗ نے اپنے اس جان نثار خادم کے بارہ میں گلوگیر آواز میں فرمایا:۔

''مولانا سلطان محمودؒ ہمارے اچھے رفیق، اچھے ساتھی اور بہت دیانتدار تھے۔ آج جو آپ کو دارالعلوم کے وسیع شعبہ جات اور خدمات نظر آتے ہیں اور بہت سے امور میں جو حضرت ناظم صاحبؒ اور انکے رفقاء کے خلوص، للّٰہیت، تقویٰ، دیانت اور امانت کی برکتیں ہیں۔ دارالعلوم کو صرف اس علاقہ سے نہیں سارے ملک اور ملت سے واسطہ رہتا ہے اور رکھنا پڑتا ہے۔ ناظم صاحبؒ نے یہ واسطہ بڑے احسن طریقہ سے نبھایا۔ مرحوم کی وفات ہمارے لیے دارالعلوم حقانیہ، اساتذہ، طلبہ اور تمام وابستگان کے لیے ایک بہت بڑی مصیبت ہے، اللہ پاک اسکے بدلے صبر اور صابرین کا اجر عطا فرمادے۔ دینی مدارس کا تو اللہ محافظ ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ خدا تعالیٰ جس سے چاہتا ہے دین کی خدمت لے لیتا ہے۔ ہمارے ناظم صاحبؒ سے خدا نے دین کی خدمت لے لی، بڑے خوش نصیب تھے جن کو خدا نے اتنی عظیم خدمت کے لیے چُن لیا تھا۔ ناظم صاحبؒ کی خوبیاں، کمالات اور خدمات ہمارے بیان سے باہر ہیں۔ بہرحال کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام۔ ہم اللہ تعالیٰ کے امر پر راضی ہیں آپ سب کو خدا کے امر پر راضی رہنا چاہیے۔ دارالعلوم کی ہمہ گیر دینی خدمات یہ سب حضرت ناظم صاحبؒ کے لیے صدقۂ جاریہ ہیں، مرحوم نے دارالعلوم کی بڑی خدمت کی۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دارالعلوم کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ناظم صاحبؒ سے راضی ہوجائے اور انکی قبر کو جنت کے باغوں میں سے باغ بنادے، آمین''۔

سورج غروب ہورہا تھا کہ ہم حرماں نصیب، علم وعمل، زہد وتقویٰ، اخلاص وایثار کے اس پیکر اور آسمانِ دارالعلوم کے اس آفتاب وماہتاب کو سپرد خاک کر گئے۔ فرحمہ اللّٰہ و رضی عنہ و ارضاہ

آپکے دعاوں کا ثمرہ تھا، عبدالغفور سیکرٹری سلام مودبانہ عرض کرتا ہے اور علم با عمل نصیب ہونے کیلئے درخواست دعا کرتا ہے۔

(۳)

۱۳۸۳ھ (مقدس مقامات میں دعاؤں کی درخواست)

بگرامی خدمت محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر وعافیت باد، آمین، چندون سے گرامی نامہ جو شفقت اور محبت اور نعمت عظمیٰ دعوات مستجابہ سے بھرا ہوا تھا شرف صدور لایا تھا اسی ہی دن اس ناچیز نے ایک عریضہ سپرد ڈاک کیا تھا الحمدللہ کے اللہ تبارک وتعالیٰ نے امسال اپنے فضل بے پایاں سے آپ جیسے حضرات کو ہم ناچیز وگناہگاروں کے طرف سے نمائندگی کیلئے اپنے بارگاہ اقدس میں اور اپنے حبیب سرور کائنات علیہ الف الف صلوٰۃ وسلام کے دربار میں منتخب فرمایا۔ زہے قسمت ہم سیہ کاروں کی اور آپکی بھی خداوندقدوس اس حاضری اور نمائندگی کے ہر پہلو کو شرف قبولیت سے نوازے آمین، اسمیں شک نہیں کہ آپکی محبت اور شفقت اس درجہ کی ہے کہ ہر دعا میں اس گنہگار اور تمام متعلقین دارالعلوم کو یاد فرماتے رہینگے مگر یہ خدام بھی بار بار دعا کیلئے درخواستیں پیش کرینگے بالخصوص یہ ناچیز تو ہر لحاظ سے بہت پسماندہ عاجز محتاج بلکہ احوج ہے اور فضل ایزدی سے آپکے دعاؤں کے برکت سعادت دارین کے نصیب ہونے کا امیدوار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ناچیز کو بھی دوبارہ حرمین شریفین میں حاضری کی سعادت سے نوازے اور اکیلئے نہیں بلکہ محبین اور اصحاب حقوق کے رفاقت میں۔ وماذالک علی اللّٰہ بعزیز،

بزرگوارم، موسم حج قریب آچکا سرکار مدینہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے جوار سے رخصت لینا بھی اب تصور میں آئیگا جس سے دل کو کافی صدمہ ہوگا حرم اور جوار رحمۃ اللعالمین سے جدائی نہایت ہی شاق ہوگی مگر ہونا ہے الوداع کے وقت اس خادم کو نہ بھولیں اور کعبۃ اللہ زادھا اللہ شرفا وکرامۃ کے دید سے اپنے آنکھوں کو ٹھنڈا کر کے مقام ملتزم اور مقام ابراھیم کے دعوات مستجابہ میں اس خادم کو خصوصیت سے یاد فرمایا کریں اور آگے چل کر مقام عرفات پر انعام ملتے وقت اس ناچیز کو بھی اپنے ساتھ شامل رکھیں اللہ تعالیٰ آپکے اور دیگر حجاج کرام کے حج کو حج مبروک فرماوئے۔ آمین ثم آمین، اور صرف یہ نہیں بلکہ مخدومی المحترم مولانا عبداللہ صاحب اور حضرت قاری صاحب مدظلہم العالی سے بھی اس ناچیز کیلئے دعا کی درخواست پیش فرمادیں۔

(۴)

(حرمین میں حاضری کیلئے دعا)

بگرامی خدمت محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر باد، والا نامہ مفصل جو حرمین الشریفین سے متعلقہ تفصیلات جس سے خداوندقدوس نے آپکو سرفراز فرمایا پر مشتمل تھا۔ خوش قسمت ہیں آپ حضرات کہ ماہ رمضان میں آپکو حرمین الشریفین کے زیارات سے مالا مال فرمایا گیا۔ حرمین الشریفین کی یہ مبارک جشنیں ہر رات کا مستقل جشن اور ۲۷ رمضان المبارک کی جشن خاص اور پھر عید مبارک کی خوشیاں اور ہر باشندہ کے دل ودماغ میں فیاضی کا نقشہ آپکے مبارک آنکھوں نے دیکھ لیا۔ اس روسیاہ کیلئے بھی برائے خدا آپ تینوں حضرات (دامت توجہاتکم العالیہ) دعا فرمادیں کہ یہ سعادت بالخصوص ماہ رمضان المبارک میں نصیب ہوجائے. ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ ۔ برائے خدا اس گنہگار کو ہر دعا میں یاد فرماتے رہیں آپکو کافی موقع اللہ تبارک وتعالیٰ نے عنایت فرمایا ہے اس موقعہ غنیمت میں اس خادم کو نہ بھلائیں اس ناچیز کو اپنے اعمال سے ہر وقت خطرہ لاحق ہوا کرتا ہے دن رات میں طاعت الٰہی کیلئے اور تعلق مع اللہ کیلئے اس گنہگار کے پاس وقت نہیں نہ معلوم کیا حشر ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے دریائے رحمت کے مقابلہ میں تو گناہوں کے پہاڑ بھی ہیچ ہیں مگر نکتہ نواز بھی ہیں بہر حال اگر آپ حضرات بارگاہ شفیع المذنبین علیہ الف الف صلوۃ وسلام میں صلوٰۃ وسلام عرض کرتے وقت اور بیت اللہ شریف کو حاضری کے وقت مقام ملتزم سے ملحق ہو کر گڑگڑاتے وقت اس ناچیز کے نجات کیلئے درخواست پیش کریں تو خداوند کریم کے فضل وکرم سے امید ہے کہ اخروی شرمندگی سے نجات نصیب ہوجائے۔ **اللھم انک عفوّ تحب العفو فاعف عنی اللّٰھم انی اسئلک التوفیق لمحابّک من الاعمال وصدق التوکل علیک وحسن الظن بک،**

مکرمی، حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ اور برادرم محمود الحق، انوار الحق، اظہار الحق صاحبان بخیر وعافیت ہیں نفیسہ طال عمرہا اور انکی والدہ صاحبہ بھی بخیر وعافیت ہیں بندہ کی والدہ، اہلیہ، ہمشیرہ آپ سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خاتمہ بالایمان کیلئے دعا فرمادیں۔ بندہ چند دن سے ایک بیماری پر مبتلا ہوا ہے جسکا علاج بغیر آپریشن کے مشکل ہے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ بغیر اپریشن کے صحت تامہ سے نوازے۔ بیماری تو اچھی ہے مگر ہم جیسے کمزور عقیدہ والوں کیلئے نہیں۔ نیز بیماری کی وجہ سے دارالعلوم کے خدمت میں بھی خلل واقع ہوجاتا ہے۔

حضرت الشیخ متعنا اللہ بطول حیاتہ کے مجلس مبارک میں حاضری کے وقت اس خادم کو دعا میں یاد دہانی فرمایا کریں۔ یہ ناچیز ان کے دعوات مستجابہ کا از حد محتاج ہے اس ناچیز کے جانب سے حضرت الشیخ دامت برکاتہم اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب اور مشفقم حضرت مولانا لطف اللہ صاحب اور صاحبزادہ محمد سعید احمد شریف صاحبان کے خدمت میں مودبانہ تسلیمات پیش فرمادیں۔ نیز مخدومی المکرم حضرت مولانا عبداللہ صاحب وحضرت قاری سعید الرحمان صاحب کے خدمت میں سلام عرض کریں۔

حضرت قاضی صاحب مولانا محمد قمر صاحب مولانا گل رحمان صاحب، عبدالغفور سیکرٹری، رازم خان، رواس الدین، چچا صاحب، غفران الدین، باچا گل، عبدالجمیل تسلیمات عرض کرتے ہیں اور دعا کی درخواست پیش کرتے ہیں۔

(۵)

(علالت اور آپریشن ○ زہے نصیب والد ماجد کی جیبی گھڑی اور عنبری عطر کی فرمائش)

باسمہ العفو ۱۳۸۳ھ چارپائی نمبر ۴۳ لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور

مخدومی ومولائی المکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج اقدس، الحمد للہ کہ آپکا والا نامہ نہایت شدید انتظار کے بعد نہایت پریشانی کے حالت میں ملا، ۷ ذی الحجہ کا تحریر شدہ گرامی نامہ ۲۴، ذی الحجہ کو ملا۔ تمام متعلقین کو گرامی نامہ نہ آنے کیوجہ بڑی پریشانی تھی۔ الحمد للہ کہ آپ بخیر وعافیت ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے حج اور زیارت شفیع المذنبین علیہ الف الف صلوۃ وسلام کے نعمت عظمی سے نوازا۔ خداوند کریم آپکے حج کو مبرور فرمادے معہ تمام حجاج کرام کے۔ مدت سے آپکی بڑی تمنا تھی اور دل میں عشق تھا اللہ تعالیٰ نے آپکے طلب صادق کو ثمر آور فرمایا۔ **ایں سعادت بزور بازو نیست، تا بخشند خدائے بخشندہ،** امید ہے کہ اس خادم کو ہر مقام مقدس پر خصوصیت سے یاد فرمایا ہوگا۔ آپکی گرامی نامہ کی خوشخبری ملتے وقت بندہ دارالعلوم میں موجود نہ تھا۔ گزشتہ عریضہ میں آپ سے درخواست کیا گیا تھا کہ اس ناچیز کو ایک بیماری کی تکلیف ہے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ صحت سے نوازے۔

اسی سلسلہ میں تکلیف زیادہ ہو کر پشاور ہسپتال آنا پڑا۔ داخلہ کے دوسرے دن مولوی محمد قمر صاحب ملاقات کیلئے آئے انہوں نے خوشخبری سنائی کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا گرامی نامہ پہنچا۔ بڑی خوشی ہوئی اور روحانی مسرت حاصل ہوئی آج داخلہ کا تیسرا دن ہے آپریشن

کی تیاری ہو رہی ہے کل بروز ہفتہ ۲۵ رذی الحجہ صبح اپریشن ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ،
یہاں سب متعلقین آپ اور حضرت قبلہ استاذی المکرّم مدظلہ کے دعاوں کی برکت سے بفضلہٖ تعالیٰ تمام ڈاکٹر بڑے مہربان ہیں کہتے ہیں کہ بہت آسان آپریشن ہے اسی قسم کا آپریشن بندہ نے ۱۹۷۶ء میں بھی کیا تھا صرف اتنی بات ہے کہ یہ تکلیف بغیر اپریشن کے دور نہیں ہوتا۔ اور ضعف کیساتھ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ نہایت احتیاط کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے اسلئے بمشورہ حضرت یہ بہتر سمجھا کہ اسی اوائل حالات میں آپریشن کیجائے بیماری یا اپریشن کے متعلق کوئی فکر نہیں البتہ اس بات کی افسوس ہے کہ آپ حضرات کے تشریف آوری کے مبارک موقع پر دوڑ دھوپ اور خوشی منانے سے محروم رہ جاونگا۔ یہ ایک بڑی خوشی کا موقع ہوتا ہے ادھر ادھر دوڑ دھوپ میں روحانی مسرت ہوتی ہے مگر ما کلّ مایتمنی المرء یدرکہ،
امید ہے کہ اس خادم کے تمام عریضے ملے ہونگے۔ مکۃ المکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کے زمانہ قیام میں اس ناکارہ نے ۳ عریضے ارسال خدمت کئے ہیں اخیری مولانا رحیم اللہ بادشاہ صاحب کے لفافہ میں۔ درخواست ہے کہ تا رخصت از بیت اللہ العظیم ہر حاضری میں اس خادم کو دعوات مستجابہ میں یاد فرماتے رہینگے۔ بندہ کا بھائی پاس بیٹھا ہے وہ بھی اپنے اور اپنے بچے سلیم کے اصلاح کیلئے خاتمہ بالایمان، کسب حلال رزق واسع کیلئے درخواست کرتا ہے۔ مولانا رحیم اللہ بادشاہ صاحب ابھی تشریف لائے تھے واپس چلے گئے انکو بھی آپکے حالات سے آگاہ کیا تھا سید نور بادشاہ صاحب بندہ کے اپریشن کے سلسلہ میں آج سے تشریف لائے ہیں۔ کیا عرض کروں ہسپتال عجیب ماحول ہے چند منٹ قبل مولانا حبیب اللہ صاحب تنگی والا بھی تشریف لائے تھے وہ بھی گھر والوں کے بیماری کے سلسلہ میں آجکل یہاں مقیم ہیں۔ ولادت کی تکلیف کے سلسلہ میں رات کی آدھی حصہ میں ہسپتال تشریف لائے تھے ابھی افاقہ ہے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ یہ سب حضرات تسلیمات عرض کرتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ بزرگوارم حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب نے پہلے عریضہ ارسال خدمت کرتے وقت فرمایا تھا کہ جیبی گھڑی اور عنبری عطر کے متعلق خط میں لکھدو۔ پہلے تو بھول گیا تھا آج عریضہ لکھتے وقت یاد آیا کہ حضرت کیلئے جیبی گھڑی اور عنبری عطر کی ایک شیشی حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب مدظلہ (حضرت مولانا محمد عالم صاحب عطر جی کے بھائی) سے خرید کر ساتھ لے آئیں۔ ان دونوں حضرات کے خدمت میں اس ناچیز کا سلام عرض فرمادیں۔ اور دعا کی درخواست بھی پیش فرمادیں۔ ان حضرات کو جوار بیت کا سعادت حاصل ہے مخدومی ومولائی المکرّم حضرت مولانا الحاج قاری سعید الرحمان صاحب کے خدمت میں اس ناچیز کا سلام عرض فرمادیں۔ اور دعا کی درخواست پیش فرمادیں۔ زیادہ آداب۔ بندہ کی والدہ اہلیہ بھی بیمار ہیں ان کے صحت کیلئے دعا فرمادیں۔

(۲)

۱۲ ذی الحجہ **(مناسک حج سے فراغت، بیت اللہ الحرام سے رخصتی)**

بگرامی خدمت مخدومی المحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی بخیر۔
امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت مناسک حج سے فارغ ہوئے ہونگے اللہ تعالیٰ آپ اور مخدومی حضرت مولانا قاری سعید الرحمان صاحب دامت برکاتہم کے حج کو حج مبرور بنادے۔ آمین۔ امید ہے کہ آپ حضرات نے اس ناچیز کو دعوات مستجابہ میں یاد فرمایا ہوگا۔ خداوند کریم آپکو بخیر وعافیت واپس وطن مألوف پہنچادے۔
کل مولانا رحیم اللہ بادشاہ صاحب آف اضاخیل بالا نے خط میں لفافہ بھیجا اور فرمایا کہ اس لفافہ میں اپنی درخواست بھی ملفوف کر کے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے خدمت میں سپرد ڈاک کرلو۔ تعمیل حکم غنیمت سمجھ کر عریضے ارسال خدمت ہیں۔ بیت اللہ المعظم سے رخصتی کے

وقت بھی اس ناچیز اور اسکے بھائی والدہ۔ اہلیہ، ہمشیرہ، احباب، تلامذہ اور دارالعلوم کو دعاؤں میں یاد فرمالیں۔ بندہ پروری ہوگی۔ زیادہ آداب یہاں بہمہ وجوہ خیریت ہے۔ مکمل پروگرام کا انتظار شدید ہوگا۔

مخدومی حضرت مولانا سعید الرحمان صاحب مدظلہ کے خدمت میں احقر کا تحیہ مسنونہ پیش فرمادیں۔

(۷)

۵ ذی الحجہ ۹۲ھ، ۹/ جنوری ۱۹۷۳ء (بیت اللہ الحرام حاضری)

بگرامی خدمت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج سامی بخیرباد، بندہ ۷۲/۹/۳۰ کو جہاز سفینۃ الحجاج سے روانہ ہوکر ۷۳/۱/۶ کو بروز ہفتہ جدہ پہنچ کر سرزمین حجاز مقدس میں قدم رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہاں یہ سیہ کار اور یہاں یہ سعادت، ۲۴ گھنٹہ تک کسٹم سے فارغ ہوکر ۷۳/۱/۷، ۸ کے درمیانی رات کو جدہ سے روانہ ہوکر ۳ بجے سحری کے وقت مکہ مکرمہ میں داخلہ نصیب ہوا۔ اسی وقت تیاری کر کے بیت اللہ شریف زادھا اللہ تشریفاً وتعظیماً پر اس گنہگار کی نگاہ پڑنے کی سعادت نصیب ہوئی چونکہ افراد کا احرام باندھا گیا تھا اسلئے صرف طواف قدوم سے سرفراز ہونے کے بعد آب زمزم سے سیراب ہونے کا موقع میسر ہوا۔ احرام کی حالت میں ۱۰ ذی الحجہ تک اوقات بسر کرنے اور نفل طواف کرنے کی توفیق رفیق ہونے کی دعا ہے۔

آپکے احسانات کا بندہ ممنون ہے امید ہے کہ ہر موقع پر آپکو دعاؤں میں یاد رکھنا ضروری سمجھونگا۔ مورخہ ۷۳/۱/۸ کو مکہ مکرمہ میں کافی بارش ہوئی بارش میں بھی عشاق بیت اللہ شریف کا طواف کرتے رہے۔

محترم! آپکے مساعی جمیلہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس گناہ گار سیہ کار کو دوبارہ حاضری کی سعادت نصیب فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپکے مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

آجکل حد سے زیادہ ھجوم کی وجہ حضرت قاری سعید الرحمان صاحب سے ابھی تک ملاقات نہیں ہوئی۔ مکانات کی حد درجہ قلت اور مہنگائی ہے بعد میں آئے ہوئے حجاج کرام بیٹھے بیٹھے رات گزار لیتے ہیں مگر جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے بیت محرم کی عشق عنایت فرمائی ہے انکو ان تکالیف کی کیا پروا۔

محترما، آپ سے درخواست ہے کہ حضرت الشیخ مدظلہ اور والدہ محترمہ اور قبلہ دادی صاحبہ سے دعا کی درخواست فرمادیں کہ اللہ عبادت ادا کرنے کی جسمیں اخلاص کی روح ہو اور حج مبرور ومقبول نصیب ہونے کی سعادت سے نوازے۔ آمین، برخوردار حامد الحق، راشد الحق، نفیسہ اور انکی والدہ صاحبہ کو سلام اور دعا۔ عید مبارک قبول ہو۔

(۸)

۲۶ ذی الحجہ ۳۰/ جنوری ۱۹۷۳ء (جوابی مکتوب وصول نہ ہونے پر بے چینی)

مخدومی المکترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج سامی بخیرباد، بفضلہ تعالیٰ، آپکے مساعی جمیلہ اور دعاوں کے برکت سے بندہ ارکان حج سے بخیر وخوبی فارغ ہوا، فللہ الحمد والمنۃ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپکے مساعی جمیلہ ثمرہ آور بنا کر اس ناچیز کو اس سعادت عظمیٰ سے نوازا۔ بندہ نے ایک خط کراچی سے بھیجا تھا اور دوسرا مکہ مکرمہ پہنچ کر اور تیسرا ارکان حج سے فارغ ہوکر مگر آپکے جانب سے آج تک کوئی گرامی نامہ موصول نہ ہوا۔ نہ معلوم کیا وجہ ہے آپکو عریضہ ملا نہیں یا آپ کسی وجہ سے اس ناکارہ سے کبیدۂ خاطر ہو چکے ہیں خدانخواستہ اگر کسی وجہ سے ناراضگی ہو تو بندہ اپنے کوتاہیوں کا اعتراف کرتا ہوا معافی کا خواستگار ہے مہربانی فرما کر اپنی

اور حضرت الشیخ مدظلہ اور دولت خانہ کے ہر مخدومی کے خیر و عافیت سے مطلع فرمادیں تا کہ تسلی ہو نیز مادر علمی دار العلوم حقانیہ، ماہنامہ الحق، خدام دفتر اہتمام والحق، تمام اساتذہ، طلبہ، عملے کے خیر و عافیت سے مطلع فرمادیں۔ حضرت قاری سعید الرحمان صاحب کل مورخہ ۲۸/۱/۷۳ کو مدینہ منورہ چلے گئے اور محترم مولانا محمد اشرف صاحب قافلہ سمیت مورخہ ۲۸/۱/۷۳ کو واپس وطن مالوف روانہ ہوئے۔ محترم ناظم صاحب اور محترم صابر علی شاہ صاحب کا خط ملا ہے اسمیں صرف اسقدر لکھا ہے کہ مولانا سمیع الحق صاحب بخیریت ہیں۔ والسلام وآداب عرض، خویدم سلطان محمود عفی عنہ معرفت مولوی الحاج محمد اسماعیل عطرجی شارع اشراف القرارہ، مکہ مکرمہ، یا معلم عمر نوح محلۃ الفلق مکہ مکرمہ،

برخوردار حامد الحق، راشد الحق، نفیسہ کو دعا پیار باد، گھر والوں کے خدمت میں سلام عرض کریں۔ حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب کراچی والے سے بیت اللہ شریف کے جوار میں ملاقات ہوئی۔ آپکے خدمت میں خصوصی سلام عرض کررہے ہیں آپکے ساتھ کافی محبت کا اظہار فرمارہے ہیں اور اعزازی رسالہ بھیجنے کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ مولانا عبدالعظیم صاحب سلام عرض کررہے ہیں۔ محترم حضرت مولانا سید شیر علی شاہ صاحب انکے والد صاحب کے خدمت میں ہدیہ مسنونہ عرض ہے اور دعا کی درخواست ہے اگر ہوسکے تو خیر و عافیت کے متعلق ایک رقعہ تحریر فرما کر ارسال فرمادیں برخورداران امجد علی شاہ وغیرہ کو دعا پیار باد، مولانا عبدالعظیم صاحب سلام عرض کررہے ہیں۔

نوٹ: ابھی چند گھنٹے قبل حضرت قبلہ استاذی المحترم مدظلہ کا والا نامہ شرف صدور لایا جس سے کافی مسرت اور دل کو راحت ملا۔

(۹)

۲۸/مارچ ۱۹۷۳ء (مدینہ طیبہ پہنچنے کی اطلاع)

مخدومی المحترم حضرت مولانا الحاج سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج سامی بخیر باد، والا نامہ ملا تھا یادآوری کا شکریہ، جو کتابیں آپ نے لکھے تھے وہ ہیں نایاب، تاہم ایک کتب خانہ میں صرف ۳ کتابیں دست یاب ہوکر خرید لئے۔ محترما، بفضلہ تعالیٰ آپکے دعاؤں اور مساعی جمیلہ کے برکت سے بندہ مورخہ ۲۶/مارچ کو مدینہ طیبہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام پہنچا، دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب رحمت اللعالمین شفیع المذنبین ﷺ کے روضہ اطہر کے انوار و برکات سے مالا مال فرمادے۔ مواجہ شریف میں صلوۃ وسلام کا ہدیہ پیش کرتے وقت آپکے جانب سے بھی تحفہ صلوٰۃ وسلام اور شفاعت کیلئے سوال کیا، ۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

روضہ اطہر سے فراق کے وقت بشرط زندگی اطلاعی عریضہ بھیج دونگا۔ آپ خط بھیجنے کی تکلیف نہ کریں دعا فرمادیں۔ والسلام

اساتذہ کرام، عملہ طلبہ حضرات، عملہ الحق، دیگر پرسان حال کے خدمت میں سلام عرض فرمادے۔ خویدم سلطان محمود عفی عنہ،

برخورداران حامد الحق، راشد الحق صاحب کے عمر میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمادے۔ اور علم باعمل سے نوازے۔ آمین

(۱۰)

(مدینہ منورہ میں دادی اماں اور والدہ ماجدہ کی دعاؤں اور محبتوں سے بھرا پیغام)

مخدومی المحترم صاحب الفضیلۃ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج سامی بخیر باد، مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم، کے حرم مبارک میں لکھا ہوا گرامی نامہ پڑھ کر قلب حزین کو سرور ملا۔ الحمدللہ کہ آپ اور مخدومی المکرم حضرت مولانا قاری سعید الرحمان صاحب بخیر و عافیت رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین کے بارگاہ عالی میں حاضری کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ بارک اللہ ثم بارک اللہ ھنیئاً لکما، کیا خوش نصیب ہیں آپ کہ رمضان المبارک عشرہ اخیرہ جیسے مبارک حصہ میں سرکار مدینہ علی صاحبہا الف

الف صلوۃ وسلام کے روضہ اطہرہ مقدسہ کے انوار وبرکات سے اپنے آپکو مالا مال فرمادیا اور گنبد خضرا کے دیدار سے اپنے آنکھوں کو روحانی ٹھنڈک سے مشرف کر دیا، اور سرکار دوعالم کے بارگاہ عالی میں کھڑے ہوکر اپنے طرف سے اور اپنے والدین ادام اللہ اظلال ہم کے طرف اور اپنے اقارب واحباب کے طرف سے صلوۃ وسلام عرض کر دیا۔ اور امید ہے کہ اس روسیاہ خادم کے طرف سے بھی نہایت ہی بغز عامة صلوۃ وسلام عرض کیا ہوگا اور ہر حاضری میں عرض کرنے کی درخواست پیش خدمت ہے۔ آپ اور حضرت قاری صاحب اور مخدومی حضرت مولانا عبداللہ صاحب کے دعوات مستجابہ میں شامل فرمائیں کہ ناچیز از حد محتاج ہے۔ ''بر کریماں کارہا دشوار نیست نیز جنت البقیع میں ہر سلام عرض فرماتے وقت اس ناچیز کے طرف سے بھی عرض فرمایا کریں۔ بندہ پروری ہوگی۔ بندہ ہر رات کے دعا میں بالخصوص رمضان المبارک میں یہ التجاعاصیانہ بارگاہ ایزدی میں عرض کرتا رہا کہ یا رحیم وکریم بادشاہ اے ہم گنہگاروں کے مولا''! محترم مولانا سمیع الحق صاحب اور حضرت قاری صاحب کے ہر حاضری اور ہر دعا کو قبول فرما اور یا اللہ ایسا نہ ہو کہ موصوفین سے کہیں کی دعا اور حاضری میں یہ ناکارہ خلائق بھول نہ جائے۔ برادرانم کم از کم ۔۔لمن وصانا بالدعاء ولمن اوصانا بالصلوۃ،، میں تو اس ناچیز کو ملحوظ فرمایا کریں۔

محترما الخبر سے آیا ہوا گرامی نامہ جو شدید انتظار کے بعد ملا تھا اس سے یہ اندازہ بندہ نے لگایا تھا کہ آپ بدھ کے روز چاشت کے وقت مکة المکرمہ زادھا اللّٰہ شرفا و کرامة پہنچ کر ''سیل کبیر'' مقام سے باندھے ہوئے احرام سے عمرہ فرمائینگے۔ اور بیت اللہ العظیم سے طواف کر کے اپنے ہونٹوں کو حجر اسود کے استلام سے مبارک فرما کر ملتزم سے ملحق ہو کر اپنے اللہ کریم کے بارگاہ قدس میں گڑگڑا کر اپنے آپکو غل وغش سے اور معصیات کے میل سے صاف فرما کر سعی اور حلق کے بعد شفیع المذنبین کے دربار میں حاضری کیلئے اسی دن روانہ ہو جائینگے اور جمعرات کو قبل از طلوع فجر دیدار گنبد خضریٰ علی صاحبہا الف الف صلوۃ وسلام سے مشرف ہو جائینگے۔ مگر مدینہ طیبہ سے آئے ہوئے گرامی نامہ سے یہ معلوم ہوا کہ آپ سیدھے پہلے پہل مدینہ منورہ میں تشریف لیگئے، بہرحال دونوں کیلئے وجوہ اولویت موجود ہیں ممکن ہے، پاسپورٹ کے وجہ سے کوئی ایسا مانع یا کثرت رفقاء کے وجہ سے آپنے اسکو ترجیح دی ہو، بہرحال الحمدللہ کہ آپ بخیر وعافیت منزل مقصد پہنچ گئے اللہ تعالیٰ آپ صاحبان کو حج مبرور اور زیارت مقبول نصیب فرمادے۔ اور آپکے دعاؤں کو تمام متعلقین کے حق میں شرف قبولیت سے نوازے۔ بندہ جتنا بھی بے کار اور بے وفا اور حد سے زیادہ گنہگار ہے مگر آپ تینوں حضرات سے قدرے نسبت ہے وضاحت کی ضرورت نہیں، اسی نسبت کے خاطر ہر دعا میں اس ناچیز کو یاد فرمایا کریں۔ واجرکم علی اللہ الکریم،

مکرمی، بندہ کے گھر والے دو دفعہ آپکے دولت خانہ گئے، اخیری حاضری عید کے دن رات مبارکباد کیلئے ہوئی جس دن آپکا گرامی نامہ شرف صدور لایا تھا تو آپکے والدہ ماجدہ دامت برکاتہا اور محترمہ دادی صاحبہ زید مجدہا نے فرمایا کہ ناظم ہمارے جگر گوشے مولانا سمیع الحق کو یہ لکھیں کہ ''آپکے والدہ اور دادی کے جانب سے آپکو سرور کائنات ﷺ کے مواجہ شریف میں حاضری اور صلوۃ وسلام عرض کرنا مبارک ہو اللہ تعالیٰ آپکے حاضری کو اور آپکے رفیق صدیق قاری صاحب کے حاضری کو قبول فرما کر حج مبرور اور زیارت مقبول نصیب فرمادے۔ آمین، اور ہمارے جگر گوشے جسطرح آپکو نفیسہ ہر کسی سے محبوب ہے اسی طرح آپ ہمیں ہر کسی سے محبوب اور قریب تر پاس ہو اور کبھی بھی اپنے دعاوں سے آپکو نہیں بھلا سکتے، آپ نے باوجود غربت کے اپنے عشق کو پورا فرمانے کیلئے جوانتھک کوششیں کیں اور حقیر سا سرمایہ ساتھ لیکر توکل علی اللہ اپنے والدین اور بھائیوں، بہنوں اہل بیت کو بہ امان خدا کہہ کر دیار حبیب ﷺ کے طرف روانہ ہوئے اللہ تعالیٰ آپکو تمام مناسک میں کامیاب فرما کر بہ خیر وعافیت واپس وطن مالوف پہنچادے''۔ محترما آپکے والدہ مکرمہ اور دادی محترمہ کا ارشاد بعد از عشاء ۹ بجے اپنے بیٹھک میں بیٹھ کر لکھ رہا ہوں جو بندہ کو اپنے اہلیہ کے ذریعہ پہنچا ہے۔ آپ کتنے خوش نصیب ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ جیسے ہستی کے زیر سایہ شفقت ان کے دعوات مستجابہ کی برکت سے ایسے بے سروسامانی کی حالت میں حرمین شریفین میں حاضری جیسی سعادت عظمیٰ

سے آپ ایسے نوجوانی کی حالت میں بہرہ ورہور ہے ہیں اس سے بڑی سعادت کیا۔کاش کہ یہ روسیاہ بھی آپکا خادم سفر ہوتا اور اس مقدس سفر میں آپکے خدمت اور حضرت قاری صاحب کی خدمت کی سعادت نصیب ہوتی۔

ایک بار پھر آپ تینوں حضرات کے خدمت میں یہ عاجزانہ درخواست ہے کہ بندہ اور بندہ کے والدہ،اہلیہ،بھائی،بہن کے فلاح دارین کیلئے دعا فرمایا کریں۔اور یہ دعا فرمادیں کہ ہم سب کی حرمین الشریفین میں حاضری کی سعادت نصیب ہوجائے۔آمین زیادہ آداب وتسلیمات آپ تینوں حضرات کے خدمت میں عرض ہوں۔

(۱۱)

(کراچی میں انتظار کی اذیت مولانا احتشام الحق کی اقتدا میں نماز عصر)

مکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدکم،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،مزاج سامی بخیرباد،آج وہ دن ہے جسمیں ہر شخص اپنے اقارب واحباب اور اکابر کیساتھ بیٹھے بیٹھے خوشیاں مناتے ہونگے۔مگر یہ ناچیز ان سب سے محروم،مگر الحمدللہ کہ یہ صدمہ اگر ہے تو اپنے منعم حقیقی مولای الکریم خداوندکریم اور شفیع المذنبین سیدالمرسلین محمد مصطفیٰ نبی مجتبیٰ ﷺ کے بارگاہ میں حاضری کے راستہ میں ایک منزل میں خیر ہے انشاء اللہ کہ چنددن میں اس حبس سے نجات پاکر حرمین الشریفین کے زیارت کی سعادت سے سرفرازی حاصل کرکے تمام مصائب ماکان ومایکون کا جبیرہ بن جائیگا۔برادرم،اپنے محسنین کا داغ مفارقت بڑا صدمہ ہے جسکا مجھے احساس ہے(یوہ مرغئی چہ دہ سیل نہ جداشی نودہ سیل دہ مرغوخوشہ پروانہ وی مگرھغہ یوہ مرغیی دہ زرہ پہ رنځ اختہ وی اودہ تلوطاقت نہ لری)ستاسو احبابو اودہ حضرت الشیخ مدظلہ اوراکینو حضرات جدائیی ماتہ صدمہ دہ۔نوداخلورم خط دیے اوتاخوتول جمع ئی کہ یوځۓ درنہ جدایم نوستاسوخہ پروا۔نودہ یوخط جواب کہ دی راکړو نوھغہ ھم نیم ګڼړي)الحمدللہ کہ مولانا عبدالعظیم جیسا مشفق بھائی اور ساتھی اور عظمت اللہ خان جیسا خلیق وکریم میزبان ساتھ ہیں ان دونوں کے شفقت کا میں کیا عرض کروں برادرم بندہ نے کارڈ میں صرف کراچی پہنچنے کی اطلاع نہیں دی بلکہ ساتھ ایک ضروری عرض پیش کی تھی وہ یہ کہ مہربانی فرماکر بینک والے رسیدات جوج داخلہ کے متعلق ہیں وہ رجسٹری کرکے ارسال فرمانے کا آرڈر دیدیں مگر اسکے جواب کا ذکر ہی نہیں۔نیز جیسا بندہ ویسا ہی میرا خط۔برادرم،آج پولوگراؤنڈ میں بندہ نے اپنے ساتھیوں سمیت عیدالفطر کی نماز میں شرکت کی ہزاروں سے متجاوز لوگ جمع تھے حضرت مولانا احتشام الحق صاحب نے چندمنٹ تقریر کرنے کے بعد نماز پڑھا کر خطبہ سنایا خطبہ تو ماشاءاللہ نہایت شاندار اور روح افزا سنایا مگر تقریر میں اور عظیم الشان اجتماع میں وہ روح محسوس نہیں کی جو حضرت قبلہ مدظلہ العالی کے گہرفشانی اور مجلس میں ہوتی ہے بدقسمتی سے حضرت قبلہ کی دل خوش کن دعا میں شمولیت سے محروم رہا۔برادرم ازراہ کرم احقر کے عریضہ کے ضروری جملہ کی جواب سے سرفرازی بخشتے رہیں ذرہ نوازی ہوگی۔بندہ کے محسن عظیم حضرت قبلہ استاذی المحترم مدظلہ اوراپنی والدہ صاحب ودادی صاحبہ کی خدمت میں تحیہ مسنونہ اور عیدمبارکباد پیش کرکے دعا کی درخواست کریں محترم انوارالحق،محمودالحق،اظہارالحق ونورالحق لالا کے خدمت میں تحیہ مسنونہ عرض ہے بندہ نے مورخہ ۵۔۷ مارچ کو ٹیکے لگوائے ۱۲ مارچ کو سرٹیفکیٹ ملجائیگا۔اور چونکہ پاسپورٹ میں بحرین تھا نہیں اور سعودی عرب جانا بغیر بحرین پاسپورٹ اورویزا کے جانا مشکل ہے اسلئے درخواست دی ہے ۶۲/۱۵/۳ کو بحرین کا پاسپورٹ مل جائیگا انشاءاللہ اور پھر بحرین کا ویزا حاصل کرنا ہوگا انشاءاللہ وہ سہل ہے۔اور کرنسی کیلئے درخواست دی ہے ۲۳ مارچ کو قرعہ اندازی ہوگی دعا فرمائیں۔بہرحال ۲۳ مارچ تک مکمل پتہ لگ جائیگا اگر دعا فرمائیں تو نوازش ہوگی۔زیادہ آداب

محترم مولانا عبداللہ صاحب کا کاخیل کے ہاں آج ہم دونوں گئے تھے شام کا کھانا انکے ہاں کھا کر ۱۱ بجے رات واپس آئے مولانا موصوف سلام عرض کررہے ہیں نیز حضرت الشیخ مدظلہ اور مولانا شیر علی شاہ صاحب کو بھی تحیہ مسنونہ عرض کرتے ہیں۔

(۱۲)

(مناسک حج سے فراغت)

بگرامی خدمت مخدومی المکرم حضرت مولانا سمیع الحق وحضرت مولانا سید شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر باد، بفضلہ تعالیٰ آپ حضرات کے دعاؤں کی برکت سے مناسک حج سے بخیر وخوبی فارغ ہوا۔ فالحمدللہ والمنۃ ،امید ہے کہ آپ حضرات بخیر وعافیت ہونگے ۔اوراس ناچیز کواپنے دعاوں میں یادفرماتے ہونگے۔اس ناچیز نے ہرمقام پر ہرسیہ کارانہ دعاؤں میں آپ حضرات کوشامل کیا ہے اللہ کریم قبول فرمادے۔

بندہ نے ایک خط کراچی سے بھیجا تھااور دوسرا خط ۵ ذی الحجہ کو یہاں مکہ مکرمہ سے ارسال خدمت کیا تھا مگر تا حال کوئی جواب نہیں ملا۔ نہ معلوم کیا وجہ ہے مولانا محمد اشرف صاحب[۱] سے کل ملاقات ہوئی ۔فرماتے ہیں کہ میں نے مولانا سمیع الحق صاحب کو خط بھیجا تھا مگر ابھی تک جواب نہیں ملا۔ مولانا عبدالعظیم صاحب کی رفاقت سے بفضلہ تعالیٰ بندہ کو بہت سہولت ہے آج تک مستقل مکان نہیں تھا بلکہ رات کو دفتر میں سویا کرتا تھا آج مکان مل گیا۔ بندہ کے پاسپورٹ میں ۹/۳/۷۳ درج ہے دعاوں میں یادفرماتے رہیں حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب کے والد بزرگوار کے خدمت میں ہدیہ مسنونہ عرض ہے والدہ صاحبہ کو دعا کی درخواست ہے۔

(۱۳)

(مکہ مکرمہ سے کتابیں خریدنے کی فرمائش)

بگرامی خدمت مخدومی المکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ،مزاج سامی بخیر باد،شدید انتظار کے بعد آج مورخہ ۱۲ محرم کو والانامہ جو کسی صاحب مدینہ منورہ آنے والے کے ہاتھ بھیجا گیا تھا بہ صداحترام موصول ہوا وافرحاوسروراً، یادفرمائی کا بہت بہت شکریہ، یہ ناچیز کیا شکر یہ ادا کر سکے گا،اور جبکہ یہ ناچیز بفضلہ تعالیٰ آپکے انتھک کوششوں کے برکت سے بیت اللہ الحرام کے زیارت سے سرفراز ہو چکا۔اللہ تعالیٰ آپکو بار ہا حرمین الشریفین کی زیارت سے مالا مال فرمادے۔اپنے اوراپنے حبیب رحمۃ للعٰلمین علیہ الف الف صلوۃ وسلام کی عشق ومحبت سے آپکا دل سرشار فرمادے۔غموم وہموم اور پریشان کن امور سے محفوظ فرمادے۔آمین، برخورداران حامد الحق وراشد الحق ،نفیسہ سلمہم کے عمر میں اللہ تعالیٰ خیر وبرکت عنایت فرمادے آمین،مولانا محمد اشرف صاحب،حاجی صاحب گل صاحب وغیرہ واپس پہنچ چکے ہونگے حالات بیان کئے ہونگے۔ بشرط فرصت مادر علمی دارالعلوم حقانیہ اور ماہنامہ الحق اور متعلقین (اراکین، اساتذہ،طلبہ عملہ) کے حالات سے مطلع فرمادیں ملکی حالات بھی مختصرا تحریر فرمادیں۔ حاجی نور محمد صاحب سے جاتے وقت ملاقات نہ ہوسکی۔ غالباً وہ بھی پہنچ کر آپ سے ملاقات ہوئی ہوگی ۔محترما،سفینۂ حجاج کے پروگرام میں تبدیلی آگئی ہے۔۲۰،۲۵ دن روانگی میں تاخیر ہوتا جارہا ہے۔ اکثر حجاج کرام تاخیر سے پریشان ہیں دھڑ ادھڑ درخواستیں دے رہے ہیں ہمارا تو ارادہ ہے کہ جس تاریخ کو ہمارا جہاز روانہ ہوگا اسی ہی میں جائینگے۔اللہ تعالیٰ اطمینان قلبی نصیب فرمادے۔امید ہے کہ حضرت قبلہ مدظلہ اور آپ اسی پر راضی ہونگے اور

---

[۱] اسلامیہ کالج کے عظیم مخلص داعی پروفیسر مولانا محمد اشرف سلیمانی

غالباً یہی رائے ہوگی اگرچہ آج تک مکمل حال معلوم نہیں برادرم صابر علی شاہ صاحب نے گزشتہ خط میں آپکے کابل جانے کا ذکر کیا تھا آپ انکی حوصلہ افزائی فرماتے رہیں اللہ تعالیٰ اسکو ہمت اور حوصلہ بلند فرمادے۔

غالباً حضرت مولانا قاری سعید الرحمان صاحب بھی پہنچ چکا ہوگا۔ جاتے وقت ان سے بھی ملاقات نہ ہوئی۔ محترما، دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو اس نعمت عظیم کی شکر کرتا ہوا بنادے اور بندہ کو عباد شاکرین میں محسوب فرمادے اللہ تعالیٰ اس بندہ کو طاعت وعبادت میں اوقات گزارنے کی توفیق رفیق دے۔ آمین، اگر کوئی اہم کتاب خریدنا ہو جو ۱۰۰ ریال یا کچھ زیادہ پر مل سکے تو کسی سے رقم لیکر ساتھ لے آونگا۔ انشاءاللہ زیادہ آداب وتسلیمات۔

(۱۴)

(۱۹۷۷ء[1] کی نظام مصطفیٰ ہری پور جیل بھیجے گئے خطوط قاری سعید الرحمان وغیرہ کی اسارت)

۱۸اپریل ۱۹۷۷ء

بگرامی خدمت مخدومی المکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج سامی بخیر۔ کافی دن گزرے کہ ملاقات کیلئے حاضر خدمت نہ ہوسکا۔ محسوس نہ فرماویں۔ ہر روز یا دوسرے تیسرے روز کسی نہ کسی کے ذریعہ احوال کوائف معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ اور دیگر تمام رہنماؤں اور عوام کے قربانیوں کو دین کیلئے قبول فرماوے۔ مورخہ ۱۵اپریل ۱۹۷۷ء کو حضرت قاری سعید الرحمٰن صاحب کی پیشی تھی مولانا انوار الحق صاحب، حاجی محمود صاحب[2] اور بندہ ساتھ کیملپور گئے تھے پیشی کے موقع پر اچھی طرح ملاقات ہوگئی۔ قاری صاحب اور دوسرے ساتھی مولانا غلام یحییٰ نرٹوپہ والے فاضل ہیں پیشی سے واپسی پر بھی ملاقات ہوئی۔ ایک ماہ قید سنایا گیا۔ قاری صاحب اور دیگر ساتھی تازہ خوش وخرم پھلے پھولے تھے (روحانی مسرت چہرہ پر نمایاں) انشاءاللہ جمعہ جمعرات تک حاضری کا ارادہ ہے۔ اگر آپ وہاں رہے۔ دیگر عرض ہے کہ حافظ نور محمد صاحب کے بھائی حافظ فقیر محمد صاحب سے سنا ہے کہ حافظ فقیر محمد صاحب ضمانت کرانا چاہتے ہیں آپ ان سے تحقیق کرلیں۔ اگر حقیقت ہو تو انکو اطمینان دلاویں۔ امتحان کے گھڑیاں بہت کم رہ گئی ہیں انشاءاللہ آپکی قربانیاں رنگ لائینگی۔ حضرت قبلہ شیخ مدظلہ العالی آج راولپنڈی تشریف لے جارہے ہیں آنکھ کے علاج کے سلسلہ میں۔ زیادہ آداب و تسلیمات۔ تمام ساتھیوں بالخصوص مولانا عبدالحلیم صاحب۔ طلباء حضرات اور مصری بانڈہ اکوڑہ کے ساتھیوں کو سلام عرض ہے۔

جناب رفیق شفیق شفیق الدین فاروقی صاحب کے خدمت میں ہدیہ مسنونہ عرض ہے۔ حامد الحق، راشد الحق باضابطہ آتے ہیں دونوں وقت

(۱۵)

۲۰اپریل ۱۹۷۷ء (تحریک نظام مصطفیٰ جیل سے اخبارات کو بیانات کی ترسیل)

مخدومی المحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج سامی بخیر۔ محترم اعجاز حسین کے ذریعہ خیر وعافیت کی اطلاع ملی۔ حسب ارشاد اخبارات کیلئے مضامین لکھوا کر پشاور، راولپنڈی، نوشہرہ دستی بھیجدیے۔ اور لاہور، کراچی ڈاک کے ذریعہ بھیج دیئے مگر آج تک اخبارات نے شائع نہیں کیا۔ الحق کی کتابت، پرانے رسالے اسلام کا معرکہ بدست خالد محمود[3] ارسال خدمت

[1] ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد (پی این اے) کے تحریک نظام مصطفیٰ میں قید و بند اور جیل کی بعض تفصیلات رفیق اسارت شفیق الدین فاروقی کے لکھے ہوئے خطوط حرف ش میں ملاحظہ فرمائیں۔

[2] حاجی محمود کا ذکر انکے خطوط کے ذیل میں، سینیٹر طلحہ محمود کے والد ماجد

[3] دفتر الحق میں عرصہ تک خدمات انجام دیتے رہے۔

ہیں۔حضرت قبلہ والد بزرگوار مدظلہ پیر کے دن ساڑھے دس بجے راولپنڈی پہنچنے کا ارادہ ہے۔گذشتہ پیر کے دن دیر سے ہسپتال پہنچے تھے۔

یہاں بہمہ وجوہ خیریت ہے۔گھر میں بھی خیریت ہے۔برخورداران باضابطہ سکول اور دفتر آتے رہتے ہیں۔فکر نہ کریں۔

محترم شفیق الدین فاروقی صاحب حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب اور دیگر رفقاء کو سلام عرض فرماویں۔ والسلام احقر سلطان محمود عفی

(۱۶)

۲۴/اپریل ۱۹۷۷ء

(تحریک میں شیخ الحدیث کی قیادت میں جلوس)

مخدومی المحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!مزاج بخیر۔حسب حکم آپ حضرات کے دونوں درخواست اور حضرت قبلہ سے خط ساتھ کر کے ناظم صاحب کے ذریعہ پشاور بھیجا گیا۔اور اسی دن منظوری لیکر واپس ہو گئے۔مگر انہوں نے کہا کہ یہ ڈاک کے ذریعہ بھیجا جائیگا۔جمعرات کو اقبال ڈے۔جمعہ کو ٹریفک ہڑتال کی وجہ تاخیر ہوا۔

خدا کرے کہ آپ بمعہ دیگر تمام احباب کے بخیر و عافیت ہوں۔آج مورخہ ۲۴اپریل ۱۹۷۷ء کو حضرت قبلہ شیخ مدظلہ کے قیادت میں جامع مسجد نوشہرہ سے ایک عظیم جلوس نکالا گیا جسمیں علاقہ کے علماء اور طلباء اور عوام شامل تھے۔جلوس نہایت پُرامن مانکی چوک سے ہوتا ہوا پبلک اڈا کے راستہ سے واپس مین بازار اور پھر جامعہ مسجد پہنچا۔ابتدا اور انتہاء میں حضرت قبلہ نے چند جملے اور دعا فرمائی۔

گھر میں بہمہ وجوہ خیرت ہے برخورداران سکول اور دفتر آتے رہتے ہیں۔صحت مند ہیں۔حضرت قاری صاحب تو رہا ہو چکے ہیں فون پر معلوم ہوا تھا کہ ۲۵اپریل ۱۹۷۷ء کو آپکے وہاں تشریف لائینگے۔رسالہ پریس بھیجا گیا ہے۔ والسلام

برادرام شفیق الدین صاحب کے خدمت میں اور دیگر احباب کے خدمت میں ہدیہ مسنونہ عرض ہے۔

(جیل سے احقر کی جانب سے مولانا سلطان محمود صاحب کے نام لکھے گئے خطوط)

(۱)

ہری پور جیل ۱۸/اپریل ۱۹۷۷ء

(ہری پور جیل سے دعوات حق جلد دوم کی تالیف)

محترم جناب ناظم صاحب سلام مسنون!میں بحمد اللہ خیریت سے ہوں جمعہ کی تیاری ہے مفتی صاحب ہمارے گراؤنڈ میں پڑھائیں گے رات اور بہت سے لوگ آئے ہیں۔براہ کرم میرے دفتر (الحق) میں جہاں میں بیٹھتا ہوں میری پشت پر الماری کے درازوں میں یا الماری کے شیشہ پر یا اس کے آس پاس بہت سے فائل ہوں گے اس میں ایک یا کئی ایک فائلوں پر والد صاحب کے غیر مطبوعہ تقاریر و خطبات یا اسکے قریب قریب عنوان سے کچھ فائل ہوں گے اگر ایسے فائل مل گئے تو مضبوط بندھوا کر کل ہی کسی کے ہاتھ لازماً میرے پاس بھیجدیں تا کہ میں دعوات حق جلد دوم کی تبییض کا کام شروع کروں وقت فارغ ہوتا ہے آپ خود یہ چیزیں تلاش کر لیں۔حضرت والد صاحب مدظلہٗ کو سلام مسنون والتجاء دعوات شفیق بھی سلام کہتا ہے گھر میں خیر و عافیت کی اطلاع دیں۔حامد و راشد کو سلام۔ والسلام سمیع الحق غفرلہ

(۲)

ہری پور جیل ۱۹۷۷ء

(عدالت نوشہرہ میں پیشی)

محترم جناب ناظم صاحب سلام مسنون امید ہے مزاج گرامی بالخیر ہونگے معلوم نہیں کہ والد صاحب تشریف لائے ہیں یا نہیں؟ خدا کرے ان کی صحت بہتر ہو دو تین دن سے حالات معلوم نہیں ہو سکے آج سنا ہے پھر نوشہرہ میں ہماری پیشی کا کسی نے کہا تھا۔مگر یہاں تو ہمیں کوئی اطلاع نہیں دی گئی ان لوگوں کے پاس پولیس اور بسوں کا انتظام نہیں ہوتا ورنہ یہاں بہت سے لوگوں کا انتظار تھا۔معلوم نہیں کہ ہماری پیشی کے سمن جاری بھی ہوئے تھے یا صرف چند لوگوں کے بہر حال جب تک یقین نہ ہو تو نوشہرہ سب لوگ بے جا تکلیف نہ کریں۔مولانا عبدالعظیم صاحب کا معاملہ کیوں اتنا طول پکڑ گیا۔یہاں سے عام لوگ جو نہ کسی رسوخ والے ہیں نہ کسی اہمیت والے صبح اطلاع دے کر شام کو ضمانتوں سے نکلوا لیتے ہیں وہاں کام کے صرف ایک آپ ہیں باقی باتوں کے شہزادے ہیں،بہر حال اب قومی اتحاد کے مرکزی اور صوبائی کونسلوں نے ان لوگوں کو اجازت دی ہے کہ باہر نکل جائیں۔آج اور کل میں بہت بڑی تعداد باہر ضمانتوں یا رٹوں پر جا رہی ہے،ہم لوگوں نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔قومی اتحاد کے صوبائی رہنما بھی جیل میں ہیں جو فیصلہ کریں دو ایک دن میں مطلع کر دوں گا پھر آپ خود وقت نکال کر اس کے مطابق کاروائی کریں۔

گھر میں خیر و عافیت کا کہدیں نفیسہ سے فون پر بات کرلیں اسے بڑی پریشانی رہتی ہے۔ سمیع الحق

(۳)

(قومی اتحاد کی تحریک ○ ہری پور جیل سے اخبارات کو بیانات)

ہری پور جیل ۱۸ اپریل ۷۷ء

محترم المقام جناب ناظم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں بحمد اللہ خیریت سے ہوں امید ہے آپ حضرات خیریت سے ہوں گے۔ جیل میں حالات بدستور ہیں قیدیوں کے آمد میں اضافہ ہورہا ہے بھٹو کے نام نہاد فراڈی باتوں سے الٹا اثر پڑے گا انشاء اللہ۔ حضرت والد صاحب مدظلہٗ کی خدمت میں تسلیمات اور ان کے مکمل احوال خیریت سے بھی مطلع کردیں گھر میں نفیسہ کو بھی کہدیں کہ آنے والوں کے ہاتھ مفصل حالات سے مطلع کیا کرے۔ والد صاحب مدظلہٗ کی صحت کے بارے میں لکھیں کہ علاج کیلئے گئے یا نہیں۔

یہ بیان آج ہی کسی سے صاف لکھوا کر حسب ذیل طریقہ سے بھیج دیں۔

۱۔ نوشہرہ نمائندہ نوائے وقت قسیم شاہ صاحب کو کسی کے ہاتھ

۲۔ جنگ اخبار کے پشاور کے دفتر کو فون کے ذریعہ لکھوادیں، ہوسکے تو نوائے وقت راولپنڈی میں شیخ اکرام الحق یا کسی اور کو بھی لکھوادیں۔

۳۔ چار پانچ کا پیاں کروا کر ڈاک سے نوائے وقت لاہور، نوائے وقت راولپنڈی، جنگ راولپنڈی، جنگ کراچی اور روزنامہ وفاق لاہور کو بھی آج ہی ڈاک سے بھیجدیں۔ والسلام سمیع الحق غفرلہ

(۴)

(جیل میں ڈاک پڑھنے اور جوابات کا نظام الحق کے مضامین اور خط و کتابت اور ادارت کا تسلسل)

ہری پور جیل، ۷ مئی ۷۷ء

مکرمی جناب ناظم صاحب سلام مسنون۔ میں بحمد اللہ خیریت سے ہوں حضرت والد صاحب کی خیریت سے مفصل مطلع فرماتے رہیں اور کوشش کریں کہ عام صحت کا بھی مکمل علاج ہوجائے اور ہسپتال سے آنے کی جلدی نہ کریں۔

۱۔ ڈاک بھیج رہا ہوں خالد کو دیدیں کہ کاروائی کرے۔

۲۔ ایک خط مکہ معظمہ کے مولانا اسماعیل عطرجی کا ہے اس کا جواب آپ جلد از جلد انہیں دیدیں۔

۳۔ لفافہ میں مضامین ہیں ہوسکے تو آج ہی شیر خان وغیرہ کے ہاتھ نوشہرہ اصغر حسن صاحب کے پاس بھیجدیں کہ وہ کل اتوار کو کتابت کرلے۔ اصغر صاحب کے بل آئے ہوں تو آپ ادا فرمادیں۔

۴۔ گھر میں خیر و عافیت کی تفصیل بتلادیں آج غلام فرید صاحب پشاور سے آئے تھے۔

۵۔ مولانا عبدالعظیم صاحب خیریت سے ہیں خوش ہیں جیل سے جانے پر خوش نہیں اگر والد صاحب مدظلہٗ کے ساتھ خادم ہوں تو پھر یہیں ٹھیک رہے گا ہمارے ساتھ رہتا ہے کھانا پینا ہمارے ساتھ ہے۔

۶۔ اسماعیل صاحب عطرجی مکہ کو خط میں یہ بھی لکھدیں کہ رابطہ والوں نے دارالعلوم کیلئے امداد کا کہا تھا پر ابھی تک تو کچھ بھی نہیں ہوا اگر ہوسکے تو وہ کسی کے ذریعہ وہاں رابطہ قائم کرکے انہیں توجہ دلادے۔ معلوم نہیں کہ کب تک اسارت مقدر میں ہے اسباق و رسالہ کے بعد دارالعلوم کے کاموں کا فکر ہے اور بالخصوص حضرت والد ماجد کے علالت اور خدمت سے محروم رہنے کا غم ہے ورنہ جیل میں کوئی فکر کی بات نہیں۔ والسلام سمیع الحق غفرلہ ہری پور جیل

(۵)

(شیخ الحدیث کے امالی ترمذی کی تدوین)

ہری پور جیل

محترم ناظم صاحب سلام مسنون۔ دستی گرامی نامہ ملا۔ احوال خیریت سے خوشی ہوئی۔ والد صاحب مدظلہٗ کے حالات راولپنڈی سے معلوم ہوجائیں تو آپ مجھے لکھتے رہیں یہاں بحمد اللہ خیریت ہے جلوس وغیرہ کا خط سے علم ہوا اب تو اخبارات سے کچھ معلوم نہیں ہوسکتا۔ کوئی آئے تو شاید حامد راشد بھی ساتھ آئیں گے موزوں یہ ہے کہ ۱۲ بجے کے لگ بھگ یہاں پہونچیں اس سے پہلے ملاقات مشکل ہوتی ہے۔ گھر میں خیریت بتلادیں اور انوار الحق کو کہدیں کہ پشاور مولانا اشرف کو فون پر کہدیں کہ آپ کا ایک ماموں زاد بھائی جو پکڑا گیا ہے اس کا دماغی توازن ٹھیک نہیں لوگ اسے ہر وقت چھیڑتے رہتے ہیں اسلئے سب لوگ کہتے ہیں کہ پشاور والے اس کی ضمانت کرکے لے جائیں۔ باقی کوئی خاص بات نہیں اگر آپ کسی معتمد کے ہاتھ اپنا ٹیپ ریکارڈ بھیج سکیں اور ترمذی کے والد صاحب[1] کے ابتدائی ۱۰۔۱۵ کیسیٹ بھی اور کاغذ بھی تو یہاں فارغ اوقات میں اس کا نقل کرنا شروع کردوں۔ بلا فائدہ وقت ضائع ہونے سے تو بچ جائے گا اور کوئی بات اس وقت ذہن میں نہیں۔

والسلام سمیع الحق غفرلہ

---

[1] الحمد للہ ان آمالی کی پہلی جلد حقائق السنن کے نام سے شائع ہوئی

سید سلمان شاہد۔ مدیر الناد یہ

یکم محرم الحرام ۱۳۸۷ھ (عربی جریدہ النادیہ اور مفتی محمود کی سفارش)

حضرت محترم زیدت معالیکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔امید ہے آپ کے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔برصغیر ہندو پاک کی تاریخ میں عربی زبان کے پہلے ہفت روزہ "النادیہ" کا اجراء عمل میں آچکا ہے۔اس علمی ادبی دینی اور تبلیغی مجلّہ کے اجراء سے مدارس عربیہ کے اساتذہ اور طلبہ کو نہ صرف عربی زبان وادب سے براہ راست مناسبت پیدا ہوگی بلکہ ان میں انشاء تحریر کی صلاحیت پیدا کرنے میں بھی یہ مؤثر ثابت ہوگا۔ وفاق المدرس العربیہ کے ناظم اعلی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے وفاق سے منسلک تمام مدارس عربیہ کواس رسالہ کی سرپرستی کیلئے بہ طور خاص ان الفاظ میں توجہ دلائی ہے۔"وفاق المدرس العربیہ کے ملحقہ مدارس تو ضرور اس کے خریدار بن کر اسکی سرپرستی فرمائیں اور عربی زبان کی اہمیت کے پیش نظر بیش از بیش تعاون سے دریغ نہ کریں" بنابریں توقع ہے کہ آپ کا ادارہ "النادیہ" کا سالانہ خریدار رہے گا اور آپ اپنے حلقۂ اثر میں اس کا تعارف فرما کر علم دوستی اور ادب نوازی کا ثبوت دینگے۔علم وادب کی کساد بازاری کے اس دور نا مسعود میں آپ کے تعاون کی شدید ضرورت ہے امید ہے آپ حوصلہ افزاء جواب سے جلد سرافراز فرمائینگے۔"النادیہ" خط نسخ میں عمدہ ٹائپ اور اعلی کاغذ پر شائع ہوا ہے۔زرسالانہ -/20 روپے ہے نمونہ کے پرچے کیلئے آٹھ آنے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ سید سلمان شاہد

مکتبہ النادیہ ۳۳ سی ماڈل ٹاؤن اے بہاول پور



سلیمان اظہر ایم۔اے[1] لائل پور

(۱)

۱۲/اکتوبر ۱۹۷۵ء (ترجمان اہل سنت اور مکروہ تاریخ سازی)

مخدوم مکرم جناب مدیر الحق دام ظلکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔امید ہے کہ آنجناب بخیریت ہوں گے۔گزارش ہے کہ جولائی میں کراچی سے "ترجمان اہل سنت" کا "جنگ آزادی 1857ء" نمبر شائع ہوا۔جس میں حقائق کو پس پشت ڈال کر تاریخ سازی کا مکروہ کام کیا گیا ہے۔مسلمہ اکابر کی توہین وتذلیل اور خود ساختہ اکابر کو جنگ آزادی کا ہیرو ظاہر کیا گیا ہے۔میں نے حتی المقدور والاختصار کے ساتھ اس نمبر پر کچھ تبصرہ کیا ہے۔چند اغلاط کی نشان دہی کی ہے۔اور کچھ حقائق واضح کئے ہیں۔آپ سے درخواست ہے کہ میری ان معروضات کو اپنے موقر جریدے کی قریبی اشاعت میں جگہ دیکر مجھے ممنون فرمائیں۔اگر ضرورت پڑی تو اس موضوع پر مزید بھی کچھ لکھوں گا۔انشاء اللہ۔جس شمارے میں یہ مضمون شائع ہو وہ مجھے درج ذیل پتہ پر بھیجے دیویں۔

محمد سلیمان اظہر ایم اے عمیرا کیڈمی گلی نمبر ۴، محلہ رحمت آباد، ڈاکخانہ نشاط آباد۔لائل پور

---

[1] سلیمان اظہر، اہم شخصیات اور تحریکوں پر مضامین لکھتے رہے۔بعض الحق میں چھپتے رہے، کچھ مضامین متنازعہ بنے، علمی ذوق رکھنے والے نوجوان، خانیوال بورے والا فیصل آباد اور اسلامی یونیورسٹی بہاولپور میں خدمات انجام دیتے رہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ کو ہماری ارسال کردہ کتاب " کشف الاسرار " مل چکی ہوگی۔آپ سے درخواست ہے کہ اس پر احسن انداز میں تبصرہ کر کے سب سے پہلی اشاعت میں جگہ دیکر ممنون فرمائیں۔اب مولانا محمد صدیق صاحب لائل پوری کی ایک اور کتاب "ام کلثوم بنت علیؓ فاروق اعظم کے نکاح میں " چھپ رہی ہے۔کتابت ہو چکی ہے۔امید ہے کہ جلد ہی آپ کی خدمت میں پیش کرسکوں گا۔

والسلام محمد سلیمان اظہر

(۲)

۴؍دسمبر ۱۹۷۵ء (۱۸۵۷ء جنگ آزادی نمبر پر ایک نظر)

مخدوم مکرم جناب مدیر ماہنامہ الحق۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ آپ بفضل تعالیٰ بخیریت ہوں گے۔آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے میرا مضمون بعنوان "ترجمان اہل سنت کے جنگ آزادی نمبر پر ایک نظر" اپنے باوقار ماہنامے میں شائع فرمادیا ہے۔کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ متعلقہ شمارہ بھی مجھے بھجوادیتے۔بہر حال مجھے امید ہے کہ آپ نے وہ شمارہ "ترجمان اہل سنت" کی مجلس ادارت کو ضرور بھیجا ہوگا۔آپ سے درخواست ہے کہ میرے مضمون پر کوئی موافق یا مخالف تبصرہ آپ کے سامنے آئے تو مجھے اس پر ضرور اطلاع دیجئے۔ میں اس موضوع پر تفصیلاً اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں اور ان دنوں اپنی نگارشات مرتب کر رہا ہوں۔اگر آپ کی جانب سے امید افزا جواب موصول ہوا تو انشاء اللہ انہیں آپکی خدمت میں حاضر کردوں گا۔میں نے اپنا سابقہ مضمون ہفت روزہ اہل حدیث لاہور کو بھی بھیجا تھا۔ جو 14 نومبر کے شمارے میں شائع ہو چکا ہے۔لیکن انہوں نے ادارتی صفحے پر (میرا نام درج کئے بغیر) اسے شائع فرمادیا۔اور ہماری طرف سے سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے تمام بزرگوں کو میری جانب سے سلام مسنون

والسلام خیر الختام محمد سلیمان اظہر رحمت آباد لائل پور

(۳)

۱۰؍دسمبر ۱۹۷۵ء (علامہ فضل حق خیر آبادی O بریلوی پروپیگنڈہ)

مخدوم محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!امید ہے کہ آپ کو میرا پہلا عریضہ موصول ہوگیا ہوگا۔اس وقت تک مجھے الحق کا شمارہ نہیں موصول ہوا تھا۔اب یہ موصول ہوگیا ہے شکریہ۔آپ کا خط بھی مل گیا ہے۔جس کے ساتھ کراچی کے محمد رمضان میمن صاحب کا خط بھی تھا۔گزارش ہے کہ میں اس موضوع پر سلسلہ وار مضامین لکھنا چاہتا ہوں۔جو شاید بعد میں کبھی کتابی صورت بھی اختیار کرلیں۔میں نے کام کا آغاز کردیا ہے اور انشاء اللہ دو دن بعد آپ کو پہلی قسط رجسٹری کردوں گا آپ اسے پڑھیئے اور اگر آپ کو کسی معاملے میں اختلاف ہوا (کیونکہ دنیا میں کسی انسان کی سوائے انبیاء کے رائے حتمی نہیں ہوسکتی) تو آپ حاشیے پر اپنی رائے درج کردیجئے۔متن کی تبدیلی ناگوار معلوم ہوتی ہے۔پہلی قسط ساری کی ساری علامہ فضل حق خیر آبادیؒ کے متعلق ہے اور کچھ اس سے متعلق باتیں بھی آگئی ہیں۔ آپ اگر مجھے سابقہ مضمون اور آئندہ اقساط کے متعلق ردعمل سے آگاہ رکھیں گے۔تو یہ بات تحقیق وتفتیش میں زیادہ آسانی پیدا کردے گی۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ سابقہ مضمون والا اور آئندہ اقساط والے شمارے ترجمان اہل سنت کراچی اور مرکزی مجلس رضا نوری مسجد بالمقابل ریلوے سٹیشن کو ضرور روانہ کیجئے کیونکہ ان بریلوی حضرات نے تاریخ سازی کر کے پروپیگنڈے کے بل پر رات کو دن کر دکھایا ہے۔ شائد ان کے محققین کو کچھ شرم آئے یا ان کی تنقید متین سے ہم اگر غلطی پر ہوں تو راہ راست پر آسکیں۔

مخدوم محترم میں نے تقریباً دو ماہ قبل آپ کو ایک کتاب کشف الاسرار روانہ کی تھی آپ نے مطالعہ کیا تھا یہ اس کا مؤثر اور مدلل جواب ہے۔ لائل پور میں مولوی اسماعیل مبلغ شیعہ کی زیر قیادت اس کا جواب دینے کیلئے تمام شیعہ علماء کا ایک ناکام اجلاس ہو چکا ہے۔اب ہم نے ایک

اور کتاب "ام کلثوم بنت علی فاروق اعظم کے نکاح میں" طبع کی ہے اور بذریعہ رجسٹرڈ بک پوسٹ آپ کو روانہ کر رہا ہوں۔ اس کا مطالعہ فرمایئے یہ واقعتاً لاجواب کتاب ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اپنے موقر جریدے میں ان دونوں کتابوں پر موزوں انداز میں تبصرہ کردیجئے۔ اگر ہوسکے تو ذی الحج کے شمارے میں ہی ہوجائے۔ ازحد نوازش ہوگی۔ کتابوں پر قیمت درج نہیں ہے۔ آپ تبصرے میں کشف الاسرار کی قیمت 6 روپے اور دوسری کتاب کی 4 روپے درج کردیں اور ملنے کا پتہ "عمیرا کیڈیمی گلی نمبر 4 محلہ رحمت آباد۔ ڈاکخانہ نشاط آباد لائل پور" درج کردیجئے۔ دار العلوم کے تمام اساتذہ اور مجلس ادارت کے اراکین کو سلام مسنون۔ والسلام خیر الختام محمد سلیمان اظہر

(۴)

۱۲ر جنوری ۱۹۷۶ء **(ارشد قادری کی تبلیغی جماعت نامی کتاب)**

مخدوم محترم جناب مدیر الحق دام اشفاقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوگیا تھا۔ لیکن تا حال الحق کا ذی الحجہ کا شمارہ مجھے موصول نہیں ہوا۔ اس لئے مجھے علم نہیں کہ اس میں مولانا فضل حق خیر آبادی پر میرا مضمون شائع ہوا ہے یا نہیں۔ بہرحال میں نے اس بات کا انتظام کرلیا ہے کہ میرا جو مضمون "الحق" میں شائع ہو۔ وہ اس سے قبل کسی دوسرے پرچے میں شائع نہ ہو اولیت الحق کو حاصل رہے گی۔ مولانا فضل حق کے بعد میں آپ کو مولانا احمد رضا خان صاحب پر مضمون ارسال کرنا چاہتا تھا لیکن کراچی کے جناب محمد رمضان میمن صاحب ارشد قادری کی تبلیغی جماعت نامی کتاب سے بہت متاثر معلوم ہوتے ہیں اس لئے میں نے تبلیغی جماعت کے آخری باب کو مدنظر رکھکر حدیث نجد کے عنوان سے چند گزارشات مرتب کی ہیں اور آپ کو محرم الحرام کے شمارے کیلئے ارسال کر رہا ہوں۔ پھر انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ضرب خلیل کے نام سے ایک کتاب مرتب کر کے مسودہ کاتب کو دیدیا ہے۔ جس میں الحق میں چھپنے والا پہلا مضمون، مولانا فضل حق والا مضمون، حدیث نجد، مولانا احمد رضا خان پر مضمون شیخ الہند کی تحریک پر مضمون۔ تحریک مجاہدین پر مضمون شامل ہونگے۔ اس کتاب میں " تبلیغی جماعت " سید احمد کی صحیح تصویر از وحید احمد مسعود۔ " تاریخ نتادلیاں " از سید مراد علی اور ترجمان اہل سنت کے جنگ آزادی نمبر کے جوابات ہیں۔ اور اپنے مطالعہ کی حد تک میں نے موضوع کو نبھانے کی کوشش کی ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ دوسری جانب موجود اشتہار کو الحق شمارہ محرم کے اندرونی صفحات میں 1/4 صفحہ پر موزوں ترتیب کے ساتھ شائع کردیجیے اور مجھے اس اشتہار کا نرخ وغیرہ لکھ بھیجئے میں رقم انشاء اللہ بھیج دوں گا۔ مجھے امید ہے کہ محرم کا شمارہ آنے تک ضرب خلیل انشاء اللہ طبع ہوچکی ہوگی۔ والسلام مع الاکرم محمد سلیمان اظہر لائلپور

(۵)

۲۷ر جنوری ۱۹۷۶ء **(تاریخ آزادی مسخ کرنے کی کوشش)**

مخدوم محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام اشفاقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید واثق ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ آپکا گرامی نامہ موصول ہوا۔ آپکی ناراضگی بجا ہے۔ لیکن یہ نوبت اس وجہ سے آئی ہے کہ میرا خیال تھا کہ علامہ فضل حق مرحوم پر مضمون الحق کے ذی الحج کے شمارہ میں آجائے گا۔ اسلئے وہ اسی مناسبت سے الاسلام میں بھی دیدیا گیا۔ اگر ذی الحج میں آجاتا تو اولیت یقیناً الحق کو حاصل رہتی۔ بہرحال آئندہ مزید احتیاط ہوگی۔ اور " حدیث نجد " نامی مضمون یقیناً الحق میں ہی سب سے پہلے شائع ہوگا اگر یہ صفر کے شمارہ میں آجائے۔ مخدوما! جیسا کہ کراچی سے جناب محمد رمضان صاحب میمن نے بھی آپ کو لکھا ہوگا۔ میں بھی آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ہماری کتاب "ضرب خلیل" کیلئے چند سطور لکھ دیجئے۔ جو بطور مقدمہ ہوں یا محض دعائیہ ہوں۔ کتاب کے مضامین کا تو کسی حد تک آپ کو علم ہی ہے۔ اس

میں بریلوی حضرات کے اس پروپیگنڈے کونشانہ تنقید بنایا گیا ہے کہ تحریک آزادی کے ہیرو بریلوی ہیں۔اور دیوبندی واہل حدیث دراصل انگریزوں کے ایجنٹ تھے۔اس کتاب میں علامہ فضل حق اور مولانا احمد رضا خان کا سیاسی کردار منظر عام پر پیش کیا گیا ہے۔تحریک مجاہدین اور تحریک شیخ الہند پر دو الگ الگ ابواب ہیں۔مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک تنسیخ جہاد کا بھی ذکر ہے۔دو اہل حدیث بزرگوں یعنی مولانا سید نذیر حسین دہلوی اور مولانا محمد حسین بٹالوی کی سیاسی زندگی پر کیے جانے والے اعتراضات کا بھی حتی الامکان دفاع ہے۔اور آخری باب حدیث نجد ہے جو آپکے پاس پہنچ چکا ہوگا۔اس باب میں ایک اورعنوان ہے جو آپکے پاس بھیجے جانے والے مسودہ میں موجود نہیں ہے۔وہ بعد میں تیار ہوا تھا وہ عنوان ہے۔"وہابیت اقبال کی نظر میں"یہ عنوان بہت اہم ہےاور اسکے تحت آنے والا مواد بھی پہلی مرتبہ بحث ونظر کے شائقین کے سامنے آرہا ہے۔اس میں علامہ کی زبان سے وہابیت کو دنیائے اسلام کی عظیم اصلاحی وتجدیدی تحریک ثابت کیا گیا ہے۔ ان موضوعات کو سامنے رکھ کر چند سطور یا چند صفحات جو بھی مناسب سمجھیں لکھ دیجئے اور حتی الامکان عجلت کے ساتھ ہمیں روانہ فرما دیجئے۔ کیونکہ کتاب کے ایک سو صفحات کتابت ہو چکے ہیں اور باقی صرف 60 صفحات باقی ہیں جو کاتب زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ میں لکھ لے گا۔ مجھے امید واثق ہے کہ ہماری یہ درخواست رائیگاں نہ جائے گی۔　والسلام مع الاکرام والاحترام　محمد سلیمان اظہر　لائل پور

(۶)

۱۲ر جولائی ۱۹۷۶ء　(مضمون پیغمبر ﷺ کا وصی کون کی اشاعت کی خواہش)

مخدوم محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام اشفاقکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔آپ کا مکتوب گرامی مع "حدیث نجد" مجھے مل گیا تھا۔نوازش کا شکریہ۔اوراس بات کا مزید ممنون ہوں۔کہ "افضل الناس بعد الانبیاء" نامی مضمون کیلئے الحق میں آپ نے جگہ عنایت کردی ہے۔اب ایک اور مضمون ردشیعت میں بعنوان پیغمبر ﷺ کا وصی کون ہے۔کتب شیعہ کی روشنی میں،ارسال کررہا ہوں۔اپنی حد تک مضمون مدلل اور مکمل ہونے کے باوجود مختصر ہے۔اور میں نے شیعہ حضرات کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ حضرت علیؓ کی وصیت کا معاملہ غلط ہے۔امید ہے کہ آپ کو مضمون پسند آئے گا۔ضرب خلیل طبع ہو چکی ہے۔آپ کی زیارت کا ارادہ ہے۔ دارالعلوم بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔آتے ہوئے ضرب خلیل لیتا آؤں گا۔پہلے خیال تھا کہ اوائل جولائی میں گھر سے روانہ ہوں گا۔اب پروگرام اوائل اگست تک ملتوی ہوگیا ہے۔ہوسکتا ہے کہ اس میں خدا کی جانب سے بہتری ہو۔تازہ مضمون پڑھ لیجئے۔پسند آئے تو زہے نصیب،ناپسند ہوتو حدیث نجد کی طرح واپس فرما دیجئے۔　والسلام مع الاکرام　محمد سلیمان اظہر بورے والہ ضلع وہاڑی

(۷)

۳۱ر اگست ۱۹۷۶ء　(مناظرے سے فرار)

مخدوم محترم جناب سمیع الحق صاحب دام اشفاقکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید واثق ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔آپ کا گرامی نامہ جو بورے والہ کے پتہ پر لکھا گیا تھا مجھے لاہور میں مل گیا تھا۔نوازش کا شکریہ۔میں ان دنوں لاہور میں ہی ہوں۔اور کل لائل پور آیا تھا۔ ایک دو روز تک واپس لاہور چلا جاؤں گا۔انشاء اللہ شاہ احمد رضا خان والے مضمون کی اگلی قسط جو آخری قسط ہوگی۔ارسال خدمت ہے۔ مجھے امید ہے کہ شاہ صاحب کی زندگی کا یہ پہلو یعنی مناظرے سے فرار کا واقعہ الحق کے قارئین کے سامنے پہلی مرتبہ آئے گا۔اور اسے قارئین یقیناً پسند فرمائیں گے۔چونکہ یہ اخبار اہل حدیث سے منقول ہے اسلئے اس میں قدرتی طور پر اہل حدیث کا حصہ زیادہ ہوگا۔لیکن مناظرہ سے فرار ایسا اہم واقعہ ہے کہ خواہ کسی کے مقابلے میں ہوا سے منظر عام پر آنا چاہیے۔تا کہ شاہ کی شخصیت کا طلسم توڑا جاسکے۔امید

ہے کہ آپ مجھ سے متفق ہونگے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کو سلام، محمد سلیمان اظہر از لائل پور

(۸)

۱۷ر دسمبر ۱۹۷۶ء (احمد رضا خان کی علمیت کا طلسم)

مخدوم محترم جناب سمیع الحق صاحب دام اشفاقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ مدت ہوئی کہ آپ کے ساتھ بذریعہ خط رابطہ نہیں ہوسکا۔ احمد رضا خان والا مضمون الحق میں شائع کرنے پر آپ کا ممنون ہوں۔ دوسروں کا تو علم نہیں میرے حلقۂ احباب میں اسے بہت پسند کیا گیا ہے۔ اور جمعیۃ اہل حدیث لاہور نے مولانا عطاء اللہ حنیف کے مقدمے کے ساتھ اسے بصورت پمفلٹ بشکریہ الحق شائع کردیا ہے۔ میں نے آپ کو اسی سلسلے کی دو اقساط اور روانہ کی تھیں۔ لیکن ذی الحجہ کے شمارے میں کوئی قسط شائع نہیں ہوئی ہے۔ اگر آپ کا پروگرام انہیں شائع کرنے کا ہے تو سب سے بہتر ہے اور اگر کسی وجہ سے یہ اقساط الحق کے صفحات کے قابل نہیں ہیں تو ازراہ نوازش مجھے درج ذیل پتہ پر واپس روانہ فرما دیجئے۔ تاکہ کہیں اور اسکی اشاعت کا انتظام کرسکوں۔ میرے خیال میں ان اقساط کا منظر عام پر آجانا ازحد ضروری ہے تاکہ احمد رضا صاحب کی علمیت کا طلسم ٹوٹ سکے۔ ایک خبر اور ہے۔ اور وہ یہ کہ میری تقرری اب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ہوگئی ہے۔ آئندہ خط وکتابت اسی پتہ پر ہوگی۔ ایک دفعہ آپ نے لکھا تھا کہ آپ نے مجھے الحق اعزازی طور پر لائکپور پتہ پر جاری کردیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں ہوا کہ اب وہاں آتا ہے کہ نہیں آپ اگر نوازش کرنا چاہیں تو یہ اعزازی پرچہ مجھے بہاولپور کے پتہ پر بھجوادیا کیجئے ممنون ہونگا۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کو سلام کہئے۔ والسلام مع الاکرام محمد سلیمان اظہر لیکچرر اسلامیہ یونیورسٹی۔ بہاولپور

☆☆☆

مولانا قاری محمد سلیمان حقانی[1] ٹیکسلا

(۱)

(استاذ سے حسن ظن پر مبنی اظہار عقیدت)

گرامی قدر حضرت الاستاذ مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم السامیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! یہاں کی مستقل حاضری اور براہ راست استفادہ کے دوران کئی دفعہ ارادہ ہوا کہ تنہائی میں کچھ عرض معروض کروں لیکن نہ اسکا موقعہ مل سکا اور نہ اتنی جرات ہوئی اسلئے تحریراً عرض ہے کہ !الحق کے واسطہ سے تو ایک عرصہ سے تعلق تھا، لیکن معاف فرمائیے گا، خوش گمانی نہ تھی، اپنا یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ اداریہ آپ کا ہوتا ہے۔ یہی گمان تھا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہم کے بعض مخلصین لکھ دیتے ہوں گے، لیکن پھر بھی خیال آتا کہ آخر کہاں تک! دیگر جب آپ کو شروع میں ''استاذ حدیث'' مقرر کیا گیا تو کچھ لوگوں نے جیسے ''حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہم'' کے شروع

---

[1] دار العلوم کے قابل فخر فاضل مولانا قاضی زاہد الحسینی و دیگر اکابر کے تعلق اور صحبت سے نوازے گئے۔ اب ٹیکسلا کے ہیوی میکینکل کمپنی کے خطیب اور مدرسہ کے مہتمم ہیں۔

میں استاذ حدیث یا شیخ الحدیث کا بنائے جانے پر اچھے خیالات کا اظہار نہ کیا، اسی طرح آپ کے بارے میں بھی سنا، کہ دیکھو مولانا نے کیا کیا، اولاد کی محبت بھی انسان کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے،

الغرض! یہاں آمد سے پہلے سوائے حضرت شیخ الحدیث صاحب لا زالت شموس فیضانہم کے میرے لیے کوئی خاص کشش نہ تھی۔ لیکن الحمدللہ ثم الحمدللہ بقول ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ

یہاں پہنچ کر بدگمانیاں تو دو ایک روز میں کافور ہوگئیں۔ اور دن بدن محبت اور شیفتگی نے جگہ لی! خصوصاً آپ کی ذات میری توجہ کا مرکز رہی، میری عادت ہے کہ میں کتاب سے استاد کو پڑھا کرتا ہوں، جن لوگوں نے میری زندگی پر اثر چھوڑا ان میں حضرت قاضی صاحب مدظلہم اور حضرت قاری محمد شریف صاحبؒ کے بعد آپ کی ذات گرامی بھی ہے، کیونکہ مذکورہ بالا بزرگوں کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے۔ زندگی کے جو روز یہاں حقانیہ میں گزارے۔ یہ میرے لئے ''سرمایہ زندگی اور یادگار دن ہوں گے''

آپ کے سبق میں بیٹھتے ہوئے مجھے قلبی مسرت ہوتی ہے، اور آپ کی علم حدیث کے ساتھ محبت وآگاہی، قرآنی بصیرت، علوم پر گہری نظر، طلباء پر شفقت، صاف ستھرا مسلک، اکابر کی عظمت، فتنوں سے آگاہی، حالات حاضرہ سے واقفیت، ضروریات زمانہ کا اندازہ، موقعہ شناسی ومردم شناسی، نظم ونسق کا بہترین ملکہ، ہر طبقہ کے لوگوں کے خمیر وضمیر سے واقفیت، تحریر وتقریر پر عبور، اور معلومات جدیدہ کا مقدور بھر حصہ، غرض بے شمار صفات نے میرا دل موہ لیا، اور میری اس تحریر کا فوری محرک الحق میں شریک اشاعت ''مسودہ قانون شفعہ'' پر تقریر ہے، کہ میں باوجود انتہائی مصروفیت (تیاری امتحان) کے یہ چند سطریں لکھے بغیر نہ رہ سکا، اللہم زدفزد وبارک فیہ اللہ کریم آپ کو نظر بد سے محفوظ رکھیں اور دارالعلوم حقانیہ کو اسلاف واکابر کی راہ پر رہتے ہوئے ترقی دینے آپ کی شب وروز کوششوں کو بار آور فرما دیں۔ آمین

آپ کا ادنیٰ شاگرد قاری محمد سلیمان ایچ، ایم، سی ٹیکسلا

حال شریک دورۂ حدیث حقانیہ

دل ودماغ میں بہت کچھ آرہا ہے لیکن کسی اور محفل میں!

(۲)

جولائی ۱۹۸۲ء **(خیر وبرکت کے زمان ومکان)**

اللہ کریم نے بعض جگہوں کے اندر بھی خیر رکھی ہے اور زمانے کے اندر بھی خیر رکھی ہے۔ تاہم کچھ جگہیں ایسی ہوتی ہیں کہ خیر والوں کے پہنچنے سے وہ شریف بن جاتی ہیں، جیسے دیوبند کی ابتداء پہ نظر ڈالیں، رائیونڈ کے محل پر نظر ڈالیں اکوڑہ بھی ایک شاہ شہیدؒ کے قدوم مبارک سے مشرف ہوا اور پھر حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہم کی ذات گرامی، محنت وکوشش اور عمل پیہم نے اس کو چمکایا، بنوری ٹاؤن میں حضرت بنوریؒ نے رجال کار کو مقناطیسی کشش سے اپنے ارد گرد جمع کرلیا تھا۔ اور یا آپ جیسے احباب اور بزرگوں کو دیکھ کر رشک آتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہم ومد فیوضہم ولا زالت شموس فیضانہم کے وجود سامی سے پیوست ہیں جتنا علم وروحانیت اور اخلاق حسنہ کو جذب کرسکتے ہیں کر لیجئے، کوتاہی ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ ورنہ بقول ع

اب ڈھونڈا نہیں چراغ رخ زیبا لے کر کی حسرت بھی پوری نہیں ہوگی۔

(قاری محمد سلیمان، ٹیکسلا)

(۳)

۲ رمضان ۱۴۰۸ھ (والدہ ماجدہ کی جدائی)

حضرت المقام استاذ گرامی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حضرت امّاں جان کی رحلت کا سن کا بہت افسوس ہوا۔ اللہ کریم جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرماویں امین۔ البرکۃ باکابر۔ پھر ماں! اللہ اکبر اس ظل عظیم کا بدل نہیں ہاں اللہ کریم کا حکم ماننا پڑتا ہے۔ صبر جمیل کی دعا کی جاسکتی ہے۔ غالب نے کسی سے ماں کی فوتیگی پر کہا کہ میں تمہیں کیسے لکھوں کہ صبر کرو لیکن اس کے بغیر لکھ بھی کیا سکتا ہوں کہ صبر کے بغیر چارہ نہیں حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کو اس بڑھاپے اور بیماری میں عظیم صدمہ پہنچا کہ رفیقہ حیات اور زندگی بھر کی مونس اور غمخوار اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ رحمۃ اللہ علیھا رحمۃ واسعۃ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں جماعت کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ اب واپسی ہوئی۔ شاید حاضری میں تاخیر ہو جائے۔ اس لیے چند کلمات عرض کرنے ضروری سمجھے۔ والسلام قاری محمد سلیمان

☆☆☆

قاضی محمد سلیم[1] ایڈوکیٹ

(۱)

۴ جون ۱۹۷۵ء (متحدہ جمہوری محاذ کا دوروزہ کنونشن لاہور)

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ متحدہ جمہوری محاذ کے زیر اہتمام لاہور میں مورخہ ۱۴۔۱۵ جون ۱۹۷۵ کو ہونے والے دو روزہ کل پاکستان قومی کنونشن میں شرکت کیلئے کچھ دعوت نامے ارسال خدمت ہیں۔ امید ہے کہ آپ حسب سابق اس قومی کنونشن کو کامیاب بنانے کیلئے زیادہ سے زیادہ کارکنوں اور دیگر ہم خیال فعال احباب کی شمولیت کی خاطر یہ دعوت نامے انہیں جاری فرما کر اُن کے اسماء گرامی کی فہرست سے اس دفتر کو آگاہ فرمائیں گے۔ براہ کرم صرف اُن اصحاب کو یہ دعوت نامے جاری کریں جو فی الحقیقت اس کنونشن میں شرکت کیلئے تیار ہوں۔ متحدہ جمہوری محاذ میں شریک تمام جماعتوں کے مرکزی دفاتر کو ایک ایک ہزار دعوت نامے اس مقصد کیلئے فراہم کئے گئے ہیں کہ وہ اپنی تمام ضلعی وشہری شاخوں کو حسب ضرورت یہ دعوت نامے ارسال کریں۔ ان تمام جماعتوں کے عہدیداران اپنے کارکنوں کیلئے دعوت نامے اپنی جماعتوں کے مرکزی دفتر لاہور سے حاصل کر سکتے ہیں تاہم اگر کوئی صاحب مزید دعوت ناموں کے حصول کے خواہشمند ہوں تو انہیں براہ نوازش ہمارے ساتھ رابطہ قائم کرنے یا براہ راست کل پاکستان قومی کنونشن کے مرکزی دفتر واقع ۳۳۔ ڈیوس روڈ لاہور سے رجوع کرنے کا مشورہ دیں۔ امید ہے کہ آپ اس کنونشن کو کامیاب بنانے کیلئے اپنے خصوصی توجہ فرمائیں گے۔

والسلام: قاضی محمد سلیم سینئر جوائنٹ سیکرٹری متحدہ جمہوری محاذ پاکستان

(۲)

۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء (شیخ الحدیث کے وفات پر تعزیت)

محترم ومکرم سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے انتقال کی خبر ٹیلی ویژن پر سُنی۔ انتہائی

---

[1] جمعیۃ علماء اسلام کے ۱۹۷۰ء کے لگ بھگ سرگرمیوں میں فعال اور حضرت مفتی محمودؒ کے معتمدین میں سے تھے۔

صدمہ ہوا۔ تمام گھر میں حضرت کے انتقال کی خبر نے دُکھ اور رنج کی لہر دوڑا دی۔ حضرت صرف آپ کے والد نہ تھے۔ بلکہ وہ مجھے بھی اپنا بیٹا تصور فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہزاروں لاکھوں لوگ اُن کی دینی تعلیم سے فیض یاب ہوئے۔ اور اکوڑہ خٹک کا مدرسہ نہ صرف صوبہ سرحد کے طلبا کو تعلیم دیتا تھا۔ بلکہ ملک بھر کے طلباء یہاں سے فارغ ہوئے۔ اور دین کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام گھر والوں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور اُن کے جاری کردہ مشن کی تکمیل میں آپ کی مدد فرمائیں۔ محترم مجھے یاد ہے۔ 3/4 ماہ قبل ایم۔ این۔ اے ہوسٹل میں، میں نے حضرت سے قاضی عبداللطیف صاحب سے اور آپ سے ملاقات کی تھی اور حضرت سے دعائیں لی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند کریں۔ اور جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام میں جلوہ افروز ہوں۔ محترم بھائی۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو۔ حکم فرمائیں۔ اور مجھے اپنا بھائی تصور کرتے ہوئے بے دریغ خدمت کا موقع عطا کریں۔

لاہور تشریف لائیں۔ تو ضرور بتائیں انشاء اللہ ملاقات ہوگی۔ ویسے مولانا محمد اجمل خان سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے۔

فقط آپ کا مخلص بھائی قاضی محمد سلیم سنیئر ایڈوکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان ۴؍ ایوانِ اوقاف دی مال لاہور



جناب سلیم الحق صدیقی[1] کراچی

(۱)

(الحق اور شجاعت سے اہل باطل کا مقابلہ)

۹؍جنوری ۱۹۷۳ء

محترمی جناب سمیع الحق صاحب مدیر "الحق" اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا ماہنامہ جس شجاعت سے اہل باطل کا مقابلہ کر رہا ہے۔ وہ نہایت قابل قدر ہے۔ ایک مضمون بعنوان "دنیا کی مرزائی آبادی ایک تجزیہ" ارسال خدمت ہے۔ الحق میں شامل کر کے مشکور فرمائیں۔ تاکہ قادیانیوں کے جھوٹے پروپیگنڈے اور اپنی آبادی کئی گنا زیادہ دکھا کر پاکستان پر قبضہ کرنے کے منصوبوں کا مقابلہ کیا جاسکے۔ فقط سلیم الحق صدیقی

(۲)

(الحق کیلئے مضامین)

یکم مئی ۱۹۷۴ء

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذشتہ سال میرا مضمون "البانیہ کے مسلمان" آپ نے شائع کیا تھا۔ جسکا میں ممنون ہوں۔ اب ایک اور مضمون بعنوان "شراب نوشی کے نقصانات جدید سائنس کی روشنی میں" ارسال خدمت ہے۔ "الحق" میں شائع کر کے مشکور فرمائیں۔ والسلام سلیم الحق صدیقی

(۳)

(لاہوری مرزائیوں سے متعلق مضمون)

۱۵؍جون ۱۹۷۴ء

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنجناب کا کارڈ مورخہ 7/5/1974 موصول کر کے ازحد مسرت ہوئی۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنی پوری کوشش کرونگا کہ عالم اسلام کے بارے میں آپکو زیادہ سے زیادہ معلوماتی مضامین ارسال کرسکوں۔ لاہوری مرزائیوں کے متعلق ایک مضمون ارسال خدمت ہے۔ انشاء اللہ آئندہ مضمون میں سیریا کے مسلمانوں کے متعلق تحریر کروں گا۔ والسلام سلیم الحق صدیقی

---

[1] صدیقی صاحب مجلات ورسائل میں اہم موضوعات پر مضامین لکھتے رہے، حنفی سنی تنظیم کے نام سے ادارہ بھی قائم کیا۔

(۴)

۲۱؍اپریل ۱۹۷۵ء (امریکی سیاہ فام مسلم تحریک پر مضمون)

مکرمی سمیع الحق صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک مضمون بعنوان۔ امریکی سیاہ فام مسلم تحریک ارسال خدمت ہے۔ شائع کر کے مشکور فرمائیں۔ آئندہ انشاء اللہ یمن کے متعلق مضمون ارسال کرونگا۔ والسلام احقر سلیم الحق صدیقی

(۵)

۲۶؍اگست ۱۹۷۵ء (بلوچستان کا ذکری مذہب الحق کے لئے مضمون)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک مضمون بعنوان۔ بلوچستان کا ذکری مذہب ارسال خدمت ہے۔ الحق میں شائع کر کے مشکور فرمائیں۔ آئندہ انشاء اللہ کسی اسلامی ملک پر مضمون ارسال کرونگا۔ احقر سلیم الحق صدیقی

☆☆☆

مولانا سلیم اللہ خان[1] کراچی
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

(۱)

۱۲؍مئی ۱۹۷۹ء (اپنے شیخ سے بے مثال متواضعانہ تعلق ○ جامعہ فاروقیہ کے جلسہ میں شرکت کی دعوت)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدھم ودامت برکاتھم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ امید ہے کہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتھم کے مزاج مبارک بعافیت ہونگے ہم جیسے بے مایہ اور بے بضاعت ناخلف شاگردوں کو واقعہ یہ ہے کہ اس مبارک زمرہ تلامیذ میں شمار کرنا بھی اسکے تقدس کو پامال کرنا ہے۔ اپنی کوتاہیوں پر بلا تصنع بہت ندامت اور پشیمانی ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں آپ سے بھی درخواست ہے کہ درگزر کردیں۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائیگا۔ جلسہ میں جو ۷،۸؍جون ۱۹۷۹ء بروز جمعرات وجمعہ ہورہا ہے حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتھم کو دعوت دینا تو انکی صحت کے پیش نظر بے مقصد سا ہے البتہ جناب والا کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس جلسہ میں شرکت فرما کر ممنویت کا مزید موقعہ عطا فرمائیں۔ زبانی بھی گزارش کی تھی اب مزید توثیق کیلئے یہ عریضہ پیش خدمت ہے اگر اپنے آمدورفت کے پروگرام سے مطلع فرمائیں تو اسکے مطابق انتظامات کئے جائیں حضرت والا کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا پیش خدمت ہے۔ والسلام: منتظر جواب سلیم اللہ خان خادم جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی نمبر۴ کراچی

(الحق میں سلیم الحق صدیقی کے مضامین کی تفصیل)

(۱) البانیہ کے مسلمان، جون۱۹۷۳/ ۳۰-۳۲ (۲) شراب نوشی کے نقصانات [جدید سائنس کی روشنی میں]، جون۱۹۷۴/ ۲۰-۲۲
(۳) مرزائیوں کی لاہوری جماعت [قادیانیوں کا ہراول دستہ]، جولائی۱۹۷۴/ ۲۳-۲۶ (۴) عرب جمہوریہ سیریا [شام]، ستمبر۱۹۷۴/ ۴۵-۴۹
(۵) عراق، بغاوتوں کی سرزمین، جنوری۱۹۷۵/ ۴۸-۵۳ (۶) امریکا کی سیاہ فام مسلم تحریک — ایک کھلا دھوکہ، مئی۱۹۷۵/ ۵۰-۵۲
(۷) سندھ اور بلوچستان کا ذکری مذہب، ستمبر۱۹۷۵/ ۱۷-۲۲ (۸) تقسیمِ ہند اور قادیانی، اپریل۱۹۷۶/ ۲۳-۲۹

[1] شیخ الحدیث فاضل دیوبند بانی ومہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی صدر وفاق المدارس العربیہ۔ علوم نقلیہ وعقلیہ کا مجمع البحرین۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے زمانہ دیوبند کے اخص تلامذہ میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمر کے آخری ادوار میں بڑے خدمات کی توفیق سے نواز رہے ہیں۔

(۲)

(وفاق المدارس کے فورم سے جہاد افغانستان کی اولین تائید سمیع الحق کی پیش کردہ قرارداد)

۱۲ر رجب ۱۴۰۱ھ بمطابق مطابق ۱۷رمئی ۱۹۸۱ء

مخدومنا المکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مورخہ ۴ر رجب ۱۴۰۱ھ مطابق ۹رمئی ۱۹۸۱ء کو آنجناب کے نام وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اجلاس شوریٰ منعقدہ ۱۰۔۱۱۔۱۲ شعبان کا دعوت نامہ ارسال کیا گیا تھا۔ امید ہے کہ خدمت میں پہنچ چکا ہوگا۔ اس خصوصی خط کے ذریعے آپکو یاددہانی کرائی جارہی ہے۔ براہ کرم مقررہ تاریخوں میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں ضرور تشریف لاکر، اجلاس کو اپنی شرکت کا اعزاز بخشیں۔ شکریہ! (مولانا) سلیم اللہ خان ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ

نوٹ:۔ اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر آپ کو خصوصی طور پر دعوت دی جارہی ہے۔ اس لئے آپ اس اجلاس میں ضرور شرکت فرمائیں۔[۱]

(۳)

۱۹ر رجب ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۴رمئی ۱۹۸۱ء **(وفاق المدارس کے استحکام ومضبوطی کیلئے تجاویز بھیج دیں)**

گرامی قدر فضیلت مآب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق ومہتمم دارالعلوم حقانیہ کثر اللہ سوادکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جیسا کہ آپ کو دعوت نامہ اجلاس شوریٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان منعقدہ ۱۰۔۱۱۔۱۲ شعبان سنہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۴۔۱۵۔۱۶ جون سنہ ۱۹۸۱ء ارسال کیا گیا تھا۔ ایجنڈا ملاحظہ فرما کر اجلاس کی اہمیت سے واقف ہو چکے ہونگے۔ تنظیم وفاق المدارس کے استحکام ومضبوطی اور اسے مزید مؤثر بنانے کیلئے آپ کے پاس اگر کوئی معقول تجویز ہو تو براہ کرم اجلاس سے قبل تحریری طور پر ذیلی دفتر وفاق جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے پتہ پر ارسل فرمائیں تاکہ انکو مرتب کر کے شوریٰ میں پیش کیا جاسکے اور فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔

والسلام مولانا سلیم اللہ خان (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۱۔ **عظیم اسلامی جہاد اور قرارداد کا متن:** الحمدللہ احقر نے وفاق المدارس کے اس سہ روزہ اجلاس میں شرکت کی اور بھرپور حصہ لیا افغانستان کا جہاد زوروں پر تھا احقر نے اس کی تائید میں قرارداد تحریر کی اور اتفاق رائے سے پاس ہوئی۔ اس فورم سے یہ پہلی قرارداد تھی جس میں اس جہاد کو عظیم اسلامی جہاد قرار دیا گیا جس کا متن اس اجلاس کے قراردادوں سے یہاں درج کیا جارہا ہے:۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا یہ عظیم الشان اور نمائندہ اجلاس علماء کرام، مشائخ اور طلباء مدارس دینیہ کی اس برادری کو پُرزور خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ جو نہایت جانثاری وجانسپاری کے ساتھ افغانستان میں دنیا کی سب سے بڑی استبدادی طاقت اور دشمن عناصر ومذہب اشتراکی روس حکومت سے برسر پیکار ہے۔ جہاں روسی حکومت اور اس کے اشتراکی ہمنواؤں نے مدارس عربیہ کو تہہ وبالا کر دیا ہے۔ خانقاہیں مسمار ہو چکی ہیں۔ اور مساجد کو تباہ کیا جارہا ہے۔ اور دینی وعلمی حلقوں سے وابستہ ایک ایک شخص کو چن چن کر تہہ تیغ کیا جارہا ہے۔ وفاق المدارس العربیہ کا یہ اجلاس اپنے ان افغانستان کے قابل فخر سپوتوں اور فضلاء کو بھی سلام کرتا ہے، جو وفاق المدارس العربیہ سے وابستہ مدارس سے فارغ ہوئے اور اب اپنے ملک میں روسی حکومت کے خلاف جہاد میں بدر وحنین جیسے مثالی واقعات کو خون سے رقم کر رہے ہیں۔ اور ان فضلاء میں اب تک سینکڑوں جام شہادت نوش کر چکے ہیں، وفاق المدارس العربیہ کے نزدیک یہ غیور علماء، شمع اسلام پر نثار ہو کر جہاد وعزیمت کا زرین باب رقم کر رہے ہیں۔ جو دنیا بھر کے علماء کے لئے عموماً اور پاکستان کے دینی اور علمی حلقوں کے لئے خصوصاً دعوت عملی دے رہے ہیں۔ چونکہ اشتراکیت کی یہ یلغار پاکستان کے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ اس لئے وفاق المدارس کا یہ اہم اجلاس یہاں کے اہل علم ارباب مدارس خانقاہوں اور دینی مراکز سے وابستہ حلقوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ان حالات پر گہری نظر رکھیں۔ اور اس بارے میں مسؤلیت خداوندی کا احساس اور جذبہ بیداری کو اپنے اندر پیدا کریں، وفاق المدارس کا یہ اجلاس اس جہاد کو عظیم اسلامی جہاد قرار دیتے ہوئے شہداء کیلئے دعا مغفرت کرتا ہے۔

(۴)

(مدارس پر برے وقت کیلئے لائحہ عمل کی ضرورت قومی کمیٹی برائے دینی مدارس کے مجوزہ آرڈیننس اور وفاق سے متعلق امور پر غور)

۱۰۔۱۱۔۱۲ رشعبان المعظم ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۴۔۱۵۔۱۶ رجون ۱۹۸۱ء

حضرت محترم، زید مجد ہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی! جیسا کہ آنجناب کو معلوم ہے حکومت کی نامزد کردہ "قومی کمیٹی برائے دینی مدارس" نے دینی مدارس کے بارے میں جو پالیسی مرتب کی ہے۔ "وفاق المدارس العربیہ" اپنی متعدد قراردوں میں اسے مسترد کر چکا ہے۔ اور "لمحہ فکریہ" اور "ردعمل" نامی کتابچوں کے ذریعہ اپنا موقف حکومت پر واضح کر چکا ہے۔ اگر چہ باوثوق اطلاعات کے مطابق سر دست حکومت اس معاملہ میں جلدی نہیں کر رہی لیکن مجوزہ آرڈیننس کا مسودہ تیار ہو چکا ہے۔ اور اسے کسی وقت بھی نافذ کیا جاسکتا ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر ضروری ہے کہ علماء کرام اور ارباب مدارس کوئی ایسا لائحہ عمل تجویز فرمائیں کہ اگر خدانخواستہ دینی مدارس پر ایسا بُرا وقت آئے تو دینی علوم کو زندہ رکھنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے وفاق المدارس نے یہ طے کیا کہ علماء کرام اور ارباب مدارس کا ایک اہم اجلاس کراچی میں طلب کیا جائے۔ جس میں مدارس کے مہتممین حضرات کے علاوہ دیگر اہل رائے اور اصحاب بصیرت کو بھی دعوت دی جائے۔ اور درپیش مسائل کے بارے میں کوئی ٹھوس طریق کار تجویز کیا جاسکے۔

یہ اجلاس ۱۰۔۱۱۔۱۲ رشعبان المعظم ۱۴۰۱ھ بروز اتوار، پیر، منگل کو جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵ میں منعقد ہوگا۔ طعام وقیام کا انتظام وفاق المدارس کی جانب سے ہوگا۔ بستر موسم کے مطابق ساتھ لائیں اور حسب دستور مدارس اپنے اپنے نمائندوں کی آمد ورفت کے مصارف خود برداشت کریں گے۔ جناب والا ضرور اس اہم اجلاس میں شرکت فرمائیں۔ فیصلہ طلب اُمور (ایجنڈا)

۱۔ دینی مدارس کے بارے میں مسودہ آرڈیننس پر اور حکومت کے حالیہ اقدامات پر غور اور آئندہ کے لائحہ عمل کا تعین

۲۔ وفاق کے تحت وسطانی درجات کے امتحانات پر غور اور نصاب کا تعین۔

۳۔ حضرات ناظرین کے ملحقہ مدارس کے معائنہ جات کی روئدادوں پر غور۔

۴۔ دینی مدارس کے حکومت سے زکوٰۃ وغیرہ کی مد میں امداد وصول کرنے یا نہ کرنے پر غور۔

۵۔ دینی مدارس کے اصلاح طلب اُمور پر غور۔ ۶۔ دیگر اُمور باجازتِ صدر۔

۱۔ شوریٰ کے روزانہ تین اجلاس ہوں گے۔ پہلی نشست صبح ۹ سے ۱۲ تک دوسری نشست ۳ سے ۵ تک تیسری نشست رات ۱/۲ ۹ سے ۱/۲ ۱۱ تک ۲۔ مہربانی فرما کر دعوت نامہ اپنے ساتھ لائیں۔ مولانا سلیم اللہ خان ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ

(۵)

(افغانستان کے مجاہدین کے ساتھ تعاون ○ مولانا حمید الرحمٰن کے پروگرام کے بارہ میں وضاحت)

۱/۷/۱۴۰۲ھ

محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ مزاج بخیر ہونگے۔ گذشتہ دنوں مولانا حمید الرحمٰن صاحب (مدرس مدرسہ مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ امیر نظام العلماء لاہور آپکا ایک خط دار العلوم حقانیہ کے پیڈ پر لکھا ہوا لائے تھے۔

جسمیں افغانستان کے مجاھدین کیساتھ تعاون کیلئے فرمایا ہوا تھا۔ مولانا حمید الرحمن صاحب نے فرمایا کہ ھم پاکستان کے تمام مدارس کا دورہ کر رہے ہیں۔ اور طلبہ کو چھٹیوں میں ٹریننگ دینے کیلئے افغانستان لیجائینگے۔ ا۔ کیا اس قسم کا پروگرام آپ حضرات نے ترتیب دیا ھے۔ ۲۔ کیا یہ حضرات اتنا اثر رکھتے ہیں کہ اگر یہ طلباء کو لیجائیں تو انہیں واقعی ٹریننگ دیجائیگی۔ اور طلبہ کا وقت ضائع نہیں ہوگا۔ ھمارے ہاں مدرسہ میں کئی سو طلبہ نے نام لکھوائے ہیں اور یہ بہرحال بہت بڑی ذمہ داری کی بات ہے براہ کرم تمام صورتحال وضاحت سے تحریر فرمائیں۔ کیا اسمیں حصہ لیا جائے یا نہیں؟ امید قوی ہے کہ جلد جواب مرحمت فرمادیں گے۔ فقط والسلام

(۶)

۲۰ ستمبر ۱۹۸۷ء (قرآن مجید کا متفقہ ترجمہ مرتب کرنے کا حکومتی پروگرام اور دیگر امور پر غور)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بحکم صدر سابق وفاق مولانا محمد ادریس صاحب دام مجدہم آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس 15 صفر 1408ء مطابق 8 اکتوبر 1987ء بروز جمعرات صبح 1/2 8 بجے دفتر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کچہری روڈ ملتان میں منعقد ہوگا۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے۔ کہ آپ اس اہم اجلاس میں ضرور شرکت فرمادیں۔ معلوم رہے کہ قرآن مجید کا متفقہ ترجمہ مرتب کرنے کیلئے وزارت تعلیم نے ایک پروگرام شروع کرلیا ہے۔ جسمیں چاروں وفاقوں کے نمائندوں کو دعوت دی ہے۔ اسکے علاوہ دیگر ماہرین تعلیم کو بھی مدعو کیا ہے۔ اجلاس میں اسی مسئلہ پر خصوصیت سے غور کیا جائیگا۔ اور اس میں شرکت کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں طے کیا جائیگا۔ اسکے علاوہ سالانہ امتحان منعقدہ شعبان 1407ھ ضمنی امتحان منعقدہ ہونے والے سالانہ امتحانات کے بارے فیصلے کئے جائینگے۔ محرم 1407ھ میں منعقد ہونے والے سالانہ امتحانات کے بارے فیصلے کئے جائینگے۔ محرم 1407ھ سے ذوالحجہ 1407ھ تک وفاق کے آمد وخرچ کے حسابات عاملہ کے سامنے پیش کئے جائینگے۔ ان امور کے علاوہ حسب ضرورت دیگر متعلقہ امور موقعہ پر پیش کئے جائینگے۔ گزشتہ عاملہ وشوریٰ کے فیصلے لف ہیں۔ والسلام مولانا سلیم اللہ خان صاحب ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، ملتان

(۷)

۲/۶/۱۴۰۹ھ (اپنے استاذ حضرت شیخ الحدیث کی وفات پر تاثرات اور خراج عقیدت اور جامع تبصرہ)

مخدوم ومحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت الاستاد مولانا عبدالحق صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی وفات کا حادثۂ جانکاہ آپکے عزیز واقارب کے لئے تو عظیم وسنگین ہے ہی لیکن حضرت موصوف کے بے شمار تلامذہ جو ہندوپاک میں خصوصاً اور بلاد اسلامیہ اور دنیا بھر میں عموماً پھیلے ہوئے ہیں ان سب کے لئے بھی انتہائی رنج والم کا باعث بنا۔ بلکہ ملت اسلامیہ پاکستان میں ہر دردمند دین سے تعلق رکھنے والے مسلمان کو اس سے صدمہ پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین، اور مرحوم ومغفور کو جنت الفردوس میں بلند مراتب عطا فرمائیں اور کروٹ کروٹ ان کو راحت وسکون اور چین وآرام نصیب فرمائیں۔ آمین۔ احقر کو ان کے ہزارہا شاگردوں کی فہرست میں ایک ادنی درجے کے شاگرد کی حیثیت سے شمولیت کا شرف حاصل ہے۔ اور میرے اپنے گمان کے مطابق یہ عزت صرف دنیا کی حد تک ہی وجہ افتخار نہیں بلکہ آخرت کے ابدالآباد کی زندگی میں بھی اس کے ذریعہ کامیابی اور سعادت اندوزی کی بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ حضرت مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی جامع صفات شخصیت عطا فرمائی تھی اگر وہ ایک طرف علم کے سمندر کے شناور تھے اور تمام اقسام علوم میں ان کو وسعت نظر کے ساتھ حقیقی بصیرت بھی عطا ہوئی تھی تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے عالم ینتفع بعلمہ کی عظمت سے ان کو ایسی درخشاں بلندی عطا فرمائی تھی کہ بلاشبہ اپنے دور میں علمی افادے کے اندر ان کی مثال

اگر نایاب نہیں تو کم یاب ضرور تھی۔ان کے اخلاق عالیہ،تواضع وانکساری،صبر وتحمل،احسان وکرم گستری،شفقت ورحمت،عفوودرگزر،جرأت ایمانی اورحق وصداقت کیلئے اولوالعزمی،عمل وعلم میں کمال امتیاز استغناء وسیر چشمی وغیرہ نے ہر کہ ومہ دوست دشمن،اپنے اور غیر سب ہی سے اپنالوہا منوایا کمال یہ تھا کہ صفات حمیدہ میں رسوخ نے وہ طبعی کیفیت حاصل کر لی تھی کہ کبھی بھی انکی نمود وظہور میں تکلف کا شائبہ کسی کو محسوس نہ ہوتا تھا۔ایک طرف وہ عالم بے بدل تھے اور مسند علم پر علمی تحقیقات سے تشنہ گان علوم کو سیراب فرماتے تھے تو دوسری طرف شیخ وقت اور مرشد کامل تھے کہ طالبین کو تعلق مع اللہ کی دولت سے مالا مال فرمایا کرتے تھے۔پھران عظیم دینی اور روحانی خدمات کے ساتھ انہوں نے پاکستان میں نظام اسلام کے قیام کیلئے مملکت خداداداور پاکستان کے تحفظ واستحکام کیلئے جو گرانقدر خدمات انجام دیں پاکستان کا ہر ذی شعور شہری اس سے بخوبی واقف ہے اور اسمبلی کا ریکارڈ اس کے لئے شاہد عدل ہے۔اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کے آثار علمیہ اور دارالعلوم حقانیہ کے فیوض وبرکات کو تا دیر قائم ودائم رکھیں اور آپ حضرات کو ان کا صحیح جانشین بنائیں۔آمین احقر جنازے میں حاضر نہ ہوسکا چونکہ اسی دن فیصل آباد میں ایک عزیز کا انتقال ہوا تھا اور اس میں شرکت کے لئے وہاں گیا ہوا تھا۔جامعہ فاروقیہ کراچی سوگوار ہے اور دست بدعا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر اور سلف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق اور دارین میں کامیابی نصیب فرمائیں۔آمین سلیم اللہ خان

(۸)

(کنونشن سنٹر اسلام آباد میں دینی مدارس کنونشن)

۱۲۷پریل ۲۰۰۵ء

بخدمت گرامی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کے لئے یہ امر باعث مسرت ہوگا کہ وطن عزیز پاکستان کے دینی مدارس وجامعات کی سب سے قدیمی،بڑی اور ملک گیر تنظیم "وفاق المدارس العربیہ پاکستان" نے ۱۵مئی ۲۰۰۵ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ بروز اتوار بوقت ۹:۰۰ بجے صبح کنونشن سنٹر اسلام آباد میں تقسیم انعامات کی ایک پروقار تقریب اور "دینی مدارس کنونشن" منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس پروگرام کی دونشستیں ہوں گی پہلی نشست 9:00 تا 1:00 اور دوسری نشست 2:00 تا 5:00 بجے ہونگی جس میں گزشتہ دوس سال ۱۴۲۴ھ اور ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۴ء مین وفاق کے سالانہ امتحانات میں اول،دوم اور سوم پوزیشنیں حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات کو انعامات دیئے جائیں گے۔اس تقریب میں علماء،مشائخ،سفراء اور ممتاز دینی شخصیات کے علاوہ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے نمایاں ترین افراد شرکت فرمائیں گے اور ملک کے ممتاز اہل فکر ونظر مدارس عصر حاضر اور متعلقہ موضوعات پر فاضلانہ خطاب فرمائیں گے۔ "وفاق المدراس العربیہ پاکستان" ملک کا ایک وقیع علمی دینی امتحانی بورڈ اور مدارس وجامعات کی نمائندہ تنظیم ہے جو پچاس سال سے قائم ہے۔ملک کے نو ہزار سے زائد دینی مدارس اس سے ملحق ہیں جن میں چھ لاکھ سے زائد طلبہ وطالبات دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔"وفاق" نے سالانہ امتحانات میں نمایاں پوزیشن لینے والے طلبہ وطالبات کی حوصلہ افزائی کے لئے ملکی سطح پر پہلی مرتبہ تقسیم انعامات کی اس تقریب کا اہتمام کیا ہے۔اس تقریب میں شرکت اور علوم دینیہ حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات کی حوصلہ افزائی ہماری دینی واخلاقی ذمہ داری ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس خالص علمی ودینی تقریب میں شرکت فرما کر علم دوستی کا ثبوت دیں۔اور اپنی تشریف آوری کے نظم سے مطلع فرما کر ممنون فرمادیں۔ والسلام الداعیان

(۹)

(وفاق المدارس کیلئے مرکزی سیکرٹریٹ بنانے کا منصوبہ)

۱۴افروری ۲۰۰۷ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اُمید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے!وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا موجودہ دفتر وقت کی ضروریات کے لئے ناکافی ہورہا ہے۔خاص طور پر امتحانی ایام میں پرچوں کی پڑتال کے لئے ملک بھر سے آئے ہوئے ممتحن حضرات کو کافی مشکلات کا سامنا

کرنا پڑتا ہے۔اس سلسلہ میں مجلسِ عاملہ کے مختلف اجلاسوں میں دفتر کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے وسیع اراضی خریدنے کے لئے غور ہوتا رہا۔ حال ہی میں 11 ایکٹر اراضی خانیول روڈ ملتان کے نزدیک خرید لی گئی ہے جس کی مالیت مبلغ -/4,08,07,410 (چار کروڑ آٹھ لاکھ سات ہزار چار سودس) روپے ہے۔ زمین کے مالک کو مبلغ -/2,44,13,845 (دوکروڑ چوالیس لاکھ تیرہ ہزار آٹھ سو پینتالیس) روپے ادا کیے جا چکے ہیں۔ جب کہ -/1,63,93,,565 (ایک کروڑ تریسٹھ لاکھ ترانوے ہزار پانچ سو پینسٹھ) روپے قابلِ ادا ہیں جو ماہ مئی 2007ء میں ادا کرنے کا وعدہ ہے۔ جو رقم مبلغ -/2,44,13,845 (دوکروڑ چوالیس لاکھ تیرہ ہزار آٹھ سو پینتالیس) روپے زمین مالک کو ادا کی گئی ہے ان میں -/775 ,01 ,54 (چوّن لاکھ ایک ہزار سات سو پچھتر) روپے قرض حاصل کیا گیا ہے اور یہ رقم بھی واپس کرنی ہے۔ مزید براں دفتر کی عمارت بھی تعمیر کی جانی ہے۔ نیز اس اراضی سے ملحق ۱۴ ایکڑ اراضی مزید خرید کرنے کا بھی ارادہ ہے۔

ان ضروریات کے پیشِ نظر مجلسِ عاملہ اور شوریٰ کے حالیہ اجلاس منعقدہ ۶،۷/ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق 28، 29/ نومبر 2006ء میں متفقہ فیصلہ کیا گیا کہ وفاق المدارس سے ملحقہ مدارس میں یہ رقم بطور تعاون تقسیم کی جائے، لہٰذا آنجناب کے نام مبلغ پانچ لاکھ روپے آئے ہیں۔ وفاق المدارس (جو کہ آپکا اپنا ادارہ ہے) کے ساتھ مالی تعاون فرما کر مشکور فرمائیں۔

مذکورہ خط دسمبر ۲۰۰۶ء میں آپ کو وصول ہو چکا ہے۔ جو رقم آپ کے ذمہ تھی ابھی تک وصول نہیں ہوئی۔ چونکہ دفتر وفاق کو رقم کی اشد ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں اگلے ہفتہ دفتر وفاق کا ایک نمائندہ آپ کے پاس آئے گا۔ آنجناب سے امید کی جاتی ہے کہ آپ رقم کی ادائیگی کا بندوبست فرمالیں گے۔ شکریہ!

سلیم اللہ خان — محمد حنیف جالندھری

صدر وفاق المدارس العربیہ — ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ

(۱۰)

(لال مسجد اسلام آباد کا سانحہ اور علماء ایکشن کمیٹی کا قیام)

۲۳ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۸ جون ۲۰۰۸ء باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

محترم ومکرم حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گزارش ہے کہ ''لال مسجد'' کے سانحہ کو ایک سال گزرنے کو ہے لیکن ابھی تک نہ تو اس شرمناک خونریزی کے ذمہ دار حضرات کے خلاف کوئی قانونی کارروائی عمل میں آئی ہے نہ ''جامعہ فریدیہ'' میں تعلیمی سلسلہ شروع ہوا ہے اور نہ ہی ''جامعہ حفصہ'' کی دوبارہ تعمیر کا سپریم کورٹ کے واضح حکم کے باوجود آغاز کیا گیا جبکہ مولانا عبدالعزیز کے مقدمات کو بھی مسلسل طول دیا جارہا ہے۔ اس سلسلہ میں سپریم کورٹ میں ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کا رٹ باقاعدہ زیرِ سماعت ہے لیکن موجودہ عدالتی بحران کے باعث اس میں کوئی مؤثر پیش رفت سرِ دست دکھائی نہیں دے رہی۔

ان حالات میں راولپنڈی اور اسلام آباد کے علماء کرام نے ''لال مسجد علماء ایکشن کمیٹی'' قائم کر کے عوامی احتجاج کو منظم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو وقت کی اہم ضرورت ہے اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ نے ۱۹ جون ۲۰۰۸ء کو صدر وفاق شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم کی زیرِ صدارت اجلاس میں ''لال مسجد علماء ایکشن کمیٹی'' کے قیام کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے بھرپور حمایت وتعاون کا یقین دلایا ہے۔ مجلس عاملہ کے فیصلہ کے کے مطابق ملک بھر میں وفاق المدارس کے تمام مسئولین اور ملحقہ مدارس کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ''لال مسجد علماء ایکشن کمیٹی'' کی اس جدوجہد میں قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے مکمل تعاون کریں اور

(۱) جامعہ حفصہؓ کی دوبارہ تعمیر (۲) جامعہ فریدیہ کی تعلیمی سرگرمیوں کی بحالی (۳) وحشیانہ آپریشن کے ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی اور (۴) مولانا عبدالعزیز کی رہائی کے مطالبات کے لئے ''علماء ایکشن کمیٹی'' یا کسی بھی دوسری جماعت کی طرف سے کئے جانے والے

پُرامن احتجاجی پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کی حدود کار کے دائرہ میں رہتے ہوئے ان سے مکمل تعاون کریں۔ نیز اس سلسلہ میں اپنی سرگرمیوں سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر کو بھی باخبر رکھیں۔ ''لال مسجد علماء ایکشن کمیٹی'' کے زیرِ اہتمام ٦ جولائی ۲۰۰۸ء کو لال مسجد اسلام آباد میں ہونے والے احتجاجی کنونشن کی کامیابی کے لئے بھرپور کوشش فرماویں۔ والسلام منجانب حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم العالی صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

(۱۱)

(پاکستان پر عالمی استعمار کا تسلط O اہل حق کے صفوں میں انتشار O اجتماعی رائے قائم کرنے کیلئے جامعہ اشرفیہ لاہور میں علماء دیوبند کی مشاورت O اکابر کا مشترکہ دعوت نامہ)

گرامی قدر محترم ومکرم زیدت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ تعالیٰ سے آپ کی صحت وعافیت مطلوب ہے۔ اپنی آزادی اور عقیدۂ حق کے دفاع کے لیے لازوال قربانیوں سے امت اسلام کی تاریخ مزین ہے اور اس راہ میں ثبات واستقامت اسکا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ آپ بخوبی واقف ہیں کہ گذشتہ ایک دہائی سے خطے کے مسلمان ''عالمی استعمار'' کے جبر واستبداد کے ہاتھوں آگ وخون کا دریا عبور کر رہے ہیں، ماضی میں ہمارے حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کے نتیجے میں وہی آگ ''پاکستان'' کی حدود میں داخل ہی نہیں ہوئی بلکہ اس آگ نے ہمارے پورے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جس کی وجہ سے جہاں ہمارا امن وسکون تاراج ہوگیا، وہاں پوری قوم شدید اقتصادی دباؤ کا شکار رہی۔ عالمی استعمار نے پوری دنیا پر سیاسی غلبہ قائم کرنے اور اسلامی دنیا کے معاشی وسائل تک رسائی کے لیے عسکری مہم جوئی ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے عنوان سے شروع کی جس کا اصل نشانہ، اسلام، امت اسلام، اور اسکے شعائر واقدار ہیں۔

بدقسمتی سے ہمارے حکمرانوں نے عالمی آقاؤں کی پیروی میں پوری قوم کو ایک ایسی دلدل کی طرف دھکیلا کہ آج منتخب پارلیمنٹ کی واضح قرار داد اور اس پر مبنی سفارشات بھی پارلیمنٹ کی بالادستی اور جمہوریت کے بلند بانگ دعوؤں کے باوجود اس مسئلے کے حل میں بے بس نظر آرہی ہیں جبکہ دوسرے طرف پس پردہ کارفرما، نادیدہ قوتیں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو سبوتاژ کرنے کے لیے اور باہمی تعصب ونفرت کو فروغ دینے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لارہی ہیں جو اس بات کی ایک شعوری کوشش ہے کہ ''اہل حق'' کو تنہا کر دیا جائے اور تعلیمی میدان میں مدارس، معاشرے کی راہنمائی کے لیے محراب ومنبر کا کردار اور کلمۂ حق کی سربلندی کے لیے تحریکی جدوجہد کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس کے نتیجے میں عالمی استعمار اہل حق کے ہاتھوں اپنی واضح شکست اور برصغیر پر اپنے جارحانہ تسلط کے خاتمے کا انتقام لے سکے۔

مگر اس سارے منظرنامے کا سب سے زیادہ تشویشناک پہلو یہ ہے کہ خود ''اہل حق'' کی صفوں میں توافق وتوازن موجود نہیں اور حکمت عملی میں یکسانیت کا فقدان ہے جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مخالفِ اسلام قوتیں اپنے تمام تر وسائل، علماء، مدارس، مساجد اور علمی اداروں کے ہدم واستیصال کے لیے بروئے کار لارہی ہیں۔ اس اعتراف کے ساتھ کہ اس مشکل پر قابو پانے کے لیے ایک اجتماعی رائے قائم کرنے میں تاخیر ہوئی مگر اس کی ضرورت واہمیت اپنی جگہ قائم ہے، اس مقصد کے لیے ملک بھر کے جید علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی اجتماعی مشاورت ناگزیر ہے۔ چنانچہ ہم نے باہمی مشاورت سے ملک بھر کے جید علمائے کرام واکابر کا نمائندہ اجلاس بتاریخ ۱۵، ۱۶ اپریل ۲۰۱۰ء بروز جمعرات وجمعۃ المبارک (۲۹ ربیع الثانی وکیم جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ) بوقت ۹ بجے صبح جامعہ اشرفیہ لاہور میں طلب کیا ہے۔

آپ سے مودبانہ درخواست ہے کہ موجودہ حالات کی نزاکت کے احساس کے ساتھ اس اجتماع میں اپنی شرکت یقینی بنائیں اور اپنی وقیع علمی رائے سے امت کی راہنمائی فرمائیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پوری امت مسلمہ اور وطن عزیز کو اس امتحان میں عزت وکامیابی سے ہمکنار فرمائیں اور مدارس، مساجد اور قافلۂ اہلِ حق کو

اپنی حفاظت اور تائید سے سرفراز فرمائیں۔ آمین حضرت اقدس خواجہ خان محمد صاحب، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب، مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی پاکستان، حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب، مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، صدر جامعہ دارالعلوم کراچی، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، امیر جمیعت علماء اسلام پاکستان، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب، نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب، مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، امیر جمیعت علماء اسلام پاکستان۔



انجینئر سلیم اللہ خان[1] لاہور
سیکرٹری جنرل جمیعۃ علماء پاکستان

(۱)

۱۴ ستمبر ۱۹۹۲ء (اسلامی نظام معیشت کیلئے تحریک نفاذ شریعت کا اجلاس)

محترمی جناب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ بخیر وعافیت ہونگے۔ ملک میں مکمل نفاذ شریعت کی خاطر آئینی ترمیم کے ذریعے شریعت کو سپریم لاء قرار دینا اور فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کر کے سودی بنکاری ختم کر کے اسلامی شراکت اور مضاربت کی بنیاد پر بنکاری کے قانون کے اجراء کیلئے تحریک نفاذ شریعت کے صدر مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے ہنگامی طور پر ۱۲ ردسمبر ۱۹۹۲ء بروز ہفتہ صبح ۲/۱۰/۱ بجے اپنی رہائش گاہ منسٹر کالونی ہاؤس نمبر ا بالمقابل ہالیڈے ان اسلام آباد میں اجلاس طلب کیا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنی تمام دوسری مصروفیات کو موخر کر کے اس اہم اجلاس میں شرکت فرمائیں۔ فقط المخلص انجینیر محمد سلیم اللہ خان سیکرٹری رابطہ کمیٹی

(۲)

۱۵ ر مارچ ۲۰۰۰ء (تحفظ ناموس رسالت کانفرنس)

مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی، حسب ہدایت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، تحریک تحفظ ناموس رسالت میں شامل جماعتوں کا سربراہی اجلاس مورخہ ۲۰ ر مارچ ۲۰۰۰ء بمقام ہمدرد سنٹر لٹن روڈ لاہور صبح ساڑھے دس بجے منعقد ہوگا جسمیں مندرجہ ذیل مقاصد کے حصول کیلئے تحریکی وسیاسی اقدامات کے بارے غور وخوض ہوگا۔

۱) ملک میں نفاذ شریعت، (ملک کی تمام دینی جماعتوں کا متفقہ طور پر تیار کردہ آئینی، عدالتی، قانونی، معاشی، انتظامی، معاشرتی، اصلاحی، اسلامی پیکج اور قرآن وسنت کے سپریم لاء کی آئینی ترمیم پر عملدرآمد)

۲) بلاسود معیشت کا نفاذ (سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بنچ کے فیصلہ پر عملدرآمد)

۳) تحفظ ناموس رسالت کے قانون سیکشن ۲۹۵ سی کی حفاظت

۴) عشق رسول ﷺ کا فروغ اور جہاد فی سبیل اللہ۔

---

[1] مولانا عبدالستار خان نیازی کی جمعیۃ میں انکے ساتھی تھے، شریعت بل ڈیفنس کونسل وغیرہ میں بھی سرگرم عمل رہے۔

۵)　ملکی سیاست ومعیشت پر لادینی تسلط سے چھٹکارہ۔

اس بارے میں مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کا گرامی نامہ منسلک ہے۔ اور گزشتہ دنوں آپ سے خصوصی ملاقات میں انجینئر محمد سلیم اللہ خان اور قاری عبدالحمید قادری پر مشتمل دو رکنی وفد نے مولانا نیازی کا پیغام بھی پہنچایا تھا۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس انتہائی اہم اجلاس میں شرکت فرما کر اس مشکل گھڑی میں ملک وملت کی رہنمائی فرمائیں۔ فقط والسلام مع الاکرام،

المخلص انجینئر محمد سلیم اللہ خان

سیکرٹری جنرل تحریک تحفظ ناموس رسالت

(۳)

(گوانتانا موبے میں قرآن کریم کی توہین)

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب (امیر جمعیت علمائے اسلام پاکستان) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ امریکی دہشت گردوں کی طرف سے گوانتانا موبے میں قرآن مجید کو لیٹرینوں میں بہایا گیا اور سنگینوں پہ اچھالا گیا (نعوذ باللہ)، یوں قرآن مجید کی توہین کر کے عالم اسلام کی غیرت کو للکارا گیا ہے۔ اس موقع پر عالم اسلام کی بے حسی کفار کو مزید توہین آمیزیوں کا حوصلہ دے گی، جب کہ امت مسلمہ کی بیداری امریکہ اور اس کے حواریوں کو یہ پیغام دے گی کہ انہوں نے غیرت مند قوم کو للکارا ہے جو قرآن کی حرمت پر کٹ مرنے کو تیار ہیں۔ قائدین کرام! حرمت قرآن کے پاسبان بننے کی اب بڑی اور اہم ذمہ داری آپ پر ہے۔ آیئے ! میدان میں اتریں اور قربانیوں کی بے مثال داستان مرتب کریں ورنہ ہماری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں۔ اس سلسلہ میں حرمت قرآن کنونشن مورخہ 25 مئی بروز بدھ 3 بجے سہ پہر بمقام مسجد شہداء مال روڈ لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں آپ کی شرکت ہمارے لیے باعث اعزاز ہوگی۔ براہ کرم کنونشن میں شرکت اور خطاب فرما کر ممنون فرمائیں۔　　　والسلام　محمد سلیم اللہ خان

☆☆☆

سلیم راز پشاور
چیئرمین عالمی پشتو کانفرنس

(۱)

۲۰۰۰

دتاریخي اوعلمي اوعالمي اهمیت حامل دویم عالمي پښتو کانفرنس په ۳،۴، او ۵ نومبر ۲۰۰۰ دپښتنو دعلمي، سیاسي اوتهذیبي ښار پېښور په ادبي او ثقافتي مرکز نشترهال کښې کیدونکے دے. چې پکښې به قامي اوبین الاقوامي شهرت لرونکي ادیبان، صحافیان او دانشوران دپښتوژبې، پښتون قام اوپښتنې خاوري سره په تړلو موضوعاتو او مسائلو خپلې درنې علمي اوتحقیقي مقالـــې وړاندې کوي چې دنوي عصر دغوښتنو په رڼرا

کښ دپښتنو ادیبانو،صحافیانو اوعالمانو په قامي اوعالــمـي سطح دمنصبي ذمه داریو اوپه معاشرتي ژوند کښي دهغو دصحیح مقام دتعین اودحقوقودحصول اوتحفظ سره سره پښتوژبي ،پښتون اولس اوپښتني خاوري ته دپیښومسئلو دادراک اوحل،په افغانستان کښي د مستقل امن دقیام،دسر دوباره آبادی،ترقي، اوخوشحالي لاری چاری ولټولی شي.

تاسوته په دی اهم تاریخي علمي اوادبي کانفرنس کښي دمندوب/مبصرپه حیث دشرکت بلنه درکولے شي.

ستاسوسلیم راز(چئیرمین دویم عالمي پښتو کانفرنس پیښور ۲۰۰۰)

(۲)

۲۸/۱۰/۲۰۰۰

ډیرمحترم مولانا سمیع الحق صاحب،السلام علیکم،امیددے روغ جوړبه ئـي .مونږدعالمي پښتو کانفرنس په لړکښ پخپله تاسوته بلنی درکولوته راغلی وو .خوتاسوموجودنه وی.دابلنه درته پریږدواویقین لروچی تاسوبه دی دروندکانفرنس کښ شرکت وکړی.اوداکانفرنس به په خپلوراتلودروندااوښائسته کړئ.مونږبه ډیرممنون اوپه انتظاریو .ستاسوله طرفه پیغام هم رارسیدلی دی دهغی هم مننه کوو .ماسره ستاسوملاقات دپاره دکانفرنس آرګنائزنګ کمیټي سیکرټری انورزیب خان هم وو .ستاسوراتګ ته به سترګی په لاریو.

والسلام،ستاسومخلص سلیم راز(چیئرمین عالمي پښتو کانفرنس)

☆☆☆

سلیم سیف اللہ خان[1] سینیٹ آف پاکستان

(۱)

۲۰/مارچ ۱۹۸۵ء (ملاقات کیلئے آمد)

مولانا محترم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔میں خود بمعہ دیگر احباب اور طارق خان صاحب کے آپ کے ہاں برائے شکریہ حاضر ہوا تھا' لیکن شومئ قسمت کے آپ کے ساتھ شرف ملاقات نصیب نہ ہوسکی۔انشاء اللہ پھر حاضر ہوں گے۔ہم سب کی طرف سے آپ کو میری والدہ[2] محترمہ کی کامیابی پر مبارکباد عرض ہے۔انشاء اللہ آئندہ بھی اپنی پُرخلوص دعاؤں میں یاد فرمائیں گے۔

فقط والسلام سلیم سیف اللہ سینیٹر

---

[1] احقر اسلامی جمہوری اتحاد کے سینئر نائب صدر ہونے کی وجہ سے سرحد میں خصوصی سرگرم تھا۔

[2] سرحد کے مشہور سیاسی اور کاروباری خاندان مرحوم سیف اللہ خان نے خاندان کو جدائی کا صدمہ دیا تو انکی اہلیہ کلثوم سیف اللہ خان نے بچوں کی تعلیم و تربیت کفالت اور کاروبار کو سنبھالا اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے اولاد کی تربیت اور علاقہ کی خدمت کی ایک مثال قائم کی وہ کرک کے ایک ممتاز کاروباری خاندان اور نامور شخصیت علی قلی خان کی بیٹی اور جناب اسلم خٹک سابق وزیر داخلہ اور گورنر کی بہن تھیں۔سیاسی میدان میں پارلیمنٹ کی رکنیت اور وزارت تک پہنچی اور بیٹے بھی سلیم سیف اللہ، انور سیف اللہ خان وغیرہ نے بڑا نام کمایا ان کی والدہ بھی قومی اسمبلی میں ہمارے ارکان کے تعاون سے منتخب ہوئی جس کے شکریہ کا ذکر ہے۔

(۳)

۱۳ستمبر ۱۹۸۸ء　　(امت مسلمہ کی ایک عظیم اسلامی لیڈر سے محرومی)

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مرحوم ومغفور ایک سکالر اور روحانی راہنما اور مذہبی قائد تھے۔آپ کی دنیا بھر میں دینی علوم کے پھیلانے کی خدمات محتاج تعارف نہیں۔آپ کی وفات سے عالم اسلام اور امت مسلمہ ایک عظیم اسلامی لیڈر سے محروم ہوگئی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کی روح جنت میں ہو اور آپ کی برکتیں آپ کے اہل وعیال پر قائم ودائم ہوں۔

(۴)

Season's Greetings & Best Wishes

for the New Year

H.No 3, St. No. 61　　Salim Saifullah Khan Federal Minister for
F-6/3, Islamabad　　Inter Provincial Coordination

☆☆☆

سلیم فاروقی۔کراچی

جولائی ۱۹۸۵ء　　(حضرت علی اور فن سپہ گری O مشہور پہلوان کا قتل)

مئی ۸۵ء کا الحق نظر نواز ہوا میجر افضل خان کا مضمون پڑھا موصوف لکھتے ہیں۔''جنگ خندق میں عرب اور قریش کے مشہور پہلوان عمر بن عبد جو جنگ کی حسرت کو اٹھائے دن بدن بوڑھا ہورہا ہے اس کا حضرت علیؓ کی تلوار نے کام تمام کردیا۔''اگر اس واقعہ کو کوئی غیر مسلم پڑھے تو وہ حضرت علیؓ کی مافوق الفطرت بہادری کا اثر قبول کرنے کی بجائے یہ سوچے گا کہ ایک بوڑھے پہلوان کو موت کے گھاٹ اتارنا کونسی بہادری ہے بوڑھا خواہ کتنا ہی بڑا پہلوان کیوں نہ ہو بڑھاپے کی معذوری کا شکار ضرور ہوتا ہے پھر یہ کہنا کہ اس بوڑھے پہلوان نے جنگ کی حسرت میں اپنا سر قلم کرایا اور وہ بھی ''شیر خدا'' کی تلوار سے تو میجر صاحب نے لاشعوری طور پر اس جرأت وبہادری کا کریڈٹ بوڑھے پہلوان کو دے دیا کیونکہ خندق کے وقت حضرت علیؓ جوان بھی تھے اور ''شیر خدا'' بھی۔مضمون کے آخر میں میجر صاحب لکھتے ہیں۔''انگریز مورخ جان گلب حیران ہے کہ حضرت علیؓ جو اس وقت ساٹھ سال کے ہوچکے تھے چالیس برس کے قریب کی عمر والے معاویہؓ کو مقابلہ میں بلا کر بڑا خطرہ مول لے رہے تھے اب بے چارہ گلب حضرت علیؓ کی شان کو کیا سمجھے۔البتہ امیر معاویہؓ اس چیز کو سمجھتے تھے اور مقابلہ کے لئے نہ آئے ان کو معلوم تھا کہ ان کے غلام کیہان کی طرح اللہ کا شیر ان کو گردن سے پکڑ کر گیند کی طرح کئی سو گز دور پھینک دے گا۔''اب آپ ذرا پہلے واقعہ سے دوسرے واقعہ کا تقابل کیجئے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ حضرت امیر معاویہؓ اتنے بزدل اور کم حوصلہ تھے کہ وہ حضرت علیؓ کی دعوت مبارزت پر پیٹھ دکھا گئے۔اور قریش کا بوڑھا پہلوان اتنا بہادر اور باحوصلہ تھا کہ اس نے ضعف پیری کا خیال کئے بغیر حضرت علیؓ سے مقابلہ کیا۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والا اصحابی رسول گا تب وحی کے مقام ومرتبہ سے بالکل ناواقف ہے بات سلیقہ سے یوں بھی لکھی جاسکتی ہے۔کہ جناب امیر معاویہؓ حضرت علیؓ کے مقابلہ پر اس لئے نہ آئے کہ وہ ان کے انداز سپہ گری سے واقف تھے۔ نیازمند سلیم فاروقی کراچی

محمد سمیع اللہ[1]
سیکرٹری ادارۂ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

(۱)

اکتوبر ۱۹۸۱ء (تھائی لینڈ اور جنوب مشرقی ایشیاء کے مسلمان)

''الحق'' کے حالیہ شمارہ میں تھائی لینڈ کی مسلم اقلیت کی حالت زار والا مضمون پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ازحد دکھ ہوا۔ کہ وہاں کے مسلمانوں کے دیندار طبقہ کو کس قدر بے دردی سے شہید کیا جارہا ہے۔ اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی جارہی ہیں۔ ازراہ کرم اپنے وقائع نگار خصوصی مقیم تھائی لینڈ کا پتہ تحریر کریں تاکہ ان سے زیادہ اور تفصیلی معلومات حاصل کی جاسکیں۔ اور انگریزی میں یہ مضمون مرتب کر کے پھیلایا جاسکے۔ اور عالم اسلام کو جھنجوڑا جاسکے۔

میرا ارادہ ہے کہ کسی طرح جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک کا دورہ کر کے ان کے حالات، مسائل، مشکلات، ضروریات اور دعوت الی اللہ کے بارے میں منصوبہ بندی کے کام سے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ تیار ہوجائے۔ تاکہ ان کی نصرت کے اسباب پیدا ہوسکیں۔ حال ہی میں نے نجی حیثیت سے لاطینی امریکی ممالک کا دو ماہ کا دورہ کیا ہے۔ اور وہاں اسلام اور مسلمانوں کا ایک مکمل جائزہ لیا ہے۔

آپ کا ادار یہ بابت ۱۴/اگست (یوم آزادی) اور مولانا کو "ستارہ امتیاز" کا اعزاز قابل قدر ہے۔ مگر یہ تقریبات ۱۴/اگست کی بجائے ۲۷ رمضان المبارک کو ہونی چاہئیں۔ کہ اسی مبارک روز پاکستان معرض وجود میں آیا۔

محمد سمیع اللہ 1.FS+,68,G6/4 اسلام آباد

(۲)

(مغربی ممالک میں جانوروں کے ذبح کرنے کا طریق کار۔ استفتاء)

۲۸/جنوری ۱۹۸۲ء

مکرمی جناب مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب محمد ادریس صاحب[2]، امام رڈائریکٹر مرکز ثقافت اسلامیہ ڈنمارک کے دو خطوط کی نقلیں ہمراہ ارسال ہیں۔ جس میں انہوں نے وہاں جانوروں اور مرغیوں کے ذبح کرنے کا طریقہ کار بیان کیا ہے اور دریافت کیا ہے کہ آیا یہ طریقہ کار اسلامی شریعت کے مطابق جائز ہے یا نہیں؟ ازراہ کرم ان کو جواب دینے میں ہماری معاونت کریں۔ آپ کی ازحد عنایت ہوگی۔ والسلام محمد سمیع اللہ سیکرٹری

استفتاء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ درج ذیل مسائل میں ادارہ تحقیقات اسلامی کے موقف سے آگاہ فرمائیں۔

---

[1] ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کے سیکرٹری، اہم استفتاء اس کے ساتھ شامل۔

[2] سکنڈے نیویا کے مرکز ثقافت اسلامیہ ڈنمارک کے ڈائریکٹر

ا۔ یہاں ڈنمارک سے سعودی عرب، خلیج کے ممالک اور دیگر اسلامی ممالک کو کافی مقدار میں گوشت برآمد ہوتا ہے۔ جسکی نگرانی مرکز ثقافت اسلامی کررہی ہے۔ ذبح کرنے سے پیکنگ تک طریق کار حسب ذیل ہے۔

ا۔ جانور مذبح کو زندہ لایا جاتا ہے۔

۲۔ اسکو ایک قسم کے پستول سے پیشانی پر ایک ضرب لگایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی گولی نہیں ہوتی۔ صرف ایک پٹاخہ جیسا ہوتا ہے۔ جس کے پھٹنے سے حیوان بے ہوش ہوکر گر جاتا ہے۔ یہ بارود اسکے جسم کے اندر نہیں جاتا۔ حتی کہ جلد کو بھی نہیں متاثر کرتا۔ نہ اس سے خون بہتا ہے۔ اس ضرب لگنے کے فوراً بعد جانور بے ہوش ہوکر گر پڑتا ہے۔ اس میں پوری زندگی ہوتی ہے۔ پاؤں زور سے ہلاتا ہے۔ دُم ہلاتا ہے۔ بدن کے تمام اعضاء میں حرکت ہوتی ہے۔ اور اس میں مکمل حیات ہوتی ہے۔ بے ہوش گر پڑنے کے بعد میں نے خود مشین سے اس کے دل کے دھڑکن سن لئے۔ اس عمل کو یہ لوگ انگریزی میں (Stunning) کہتے ہیں۔

۳۔ اس کے بعد ایک مسلمان آتا ہے۔ اور حیوان کو چُھری سے ذبح کرتا ہے۔ اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتا ہے۔

۴۔ یہ مسلمان قصاب مرکز کی طرف سے لگایا جاتا ہے۔ اور مرکز پہلے سے یہ تاکید کرلیتا ہے کہ وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہے۔ قادیانی یا مرزائی بہائی وغیرہ نہیں ہے۔

(۴)

(مغربی افریقہ کے مسلمان اور اسلامی لٹریچر)

جولائی ۱۹۸۲ء

ادارہ تحقیقات اسلامی کو سفارتی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانان مغربی افریقہ بالخصوص لائبیریا۔ ٹوگو۔ ایوری کوسٹ اور آپر والٹا وغیرہ کے ممالک میں دینی تعلیمات اور اسلامی اقدار کے فروغ کے لئے حسب ذیل اشیاء کی اشد ضرورت ہے جسکے لئے درخواست کی گئی ہے۔

ا۔ دینی اساتذہ کی پاکستان میں تربیت۔

۲۔ قرآن مجید کے نسخے اور اسلامی مطبوعات انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں۔ بالخصوص قرآن مجید (عربی متن مع فرانسیسی ترجمہ) برائے ٹوگو۔ ایوری کوسٹ اور آپر والٹا وغیرہ۔

۳۔ مسلمانان لائبیریا اور ٹوگو وغیرہ کی اسلامی تنظیموں کو پاکستان آنے کی دعوت تاکہ وہ دینی مدارس اور دیگر دینی وفلاحی انجمنوں کے کام سے واقفیت حاصل کرسکیں۔

۴۔ علمائے کرام کے وفود کے دورے اور تبادلے کے انتظامات وغیرہ۔

۵۔ وہاں کے مسلمانوں کا پاکستان کے تکنیکی کالجوں (انجینئرنگ، میڈیکل، پولی تکنیک وغیرہ) میں داخلے کی سہولتوں کی فراہمی آپ سے گذارش ہے کہ آپ احیائے اسلام کے سلسلہ میں مسلمانان مغربی افریقہ کی بھرپور مدد کریں۔

اگر اس ضمن میں مزید معلومات درکار ہوں تو مظہر حسین صاحب سیکنڈ سیکرٹری سفارت خانہ پاکستان پوسٹ بکس ۱۱۱۴۔ اکرہ۔ گھانا (مغربی افریقہ) سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ (محمد سمیع اللہ سیکرٹری ادارہ تحقیقات اسلامی۔ اسلام آباد)

مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل[1] زیارت کاکا صاحب

(۱)

(دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں تعارفی مضمون اور اخبارات میں اسکی اشاعت ○ ۵۵ء کے دستور کیلئے جدوجہد)

۲۶ راگست ۱۹۵۵ء

عزیز محترم مولوی سمیع الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از سلام مسنون عرض ہے کہ میں نے واپس آنے کے بعد ہی دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں مضمون لکھا۔ چونکہ متعدد نقل لے کر مختلف اخبارات کو بھیجنے کا ارادہ تھا اور کثرت مشاغل کی وجہ سے لکھنے کے کام کیلئے فرصت بہت کم ملتی ہے اس لئے دیر ہوگئی۔ میں نے مضمون تسنیم، نوائے وقت، نوائے پاکستان، امروز، تعمیر، کوہستان، آفاق وغیرہ سب اخبارات کو بھیجا تھا۔ اور یہاں کے مقامی اخبارات کو آج کل دینے کا خیال تھا۔ مگر مزید نقل نہیں ہوسکی۔ میں خود مصروفیت کی وجہ سے سارے اخبارات نہیں دیکھ سکتا۔ تسنیم بھی کبھی دیکھنے سے رہ جاتا ہے۔ اس لئے اب تک مجھے یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ کس اخبار نے لیا اور کس نے نہیں لیا۔ لیکن امید ہے کہ آگے پیچھے سب شائع کردیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض مختصر کردیں اگر مجھے معلوم ہوا کہ کسی اخبار میں چھپ گیا ہے تو اخبار خرید کر بھیجدوں گا۔ آپ نے لفافوں کے بھیجنے کا تکلف کیوں کیا۔ یہ کوئی اتنا بڑا خرچ تو نہ تھا جسے میں برداشت نہیں کرسکتا یا برداشت کو بوجھ سمجھوں گا۔ آخر ایک دینی ادارہ کی حیثیت سے دارالعلوم کا ہم پر حق ہے۔ سخنے قدمے قلمے کی طرح درمے امداد بھی تو کرنی چاہیے۔ اب ان لفافوں کا واپس کرنا میرا تکلف ہوگا۔ اس لئے بہتر یہ معلوم ہوا۔ کہ ان کو مزید دارالعلوم کی خاطر کام میں لایا جائے۔ ارادہ تو پہلے بھی تھا کہ کراچی کے اخبارات کو بھیجوں گا۔ اب اسی ارادہ کی تکمیل انہی لفافوں سے کروں گا۔ کراچی، پشاور اور لاہور کے مزید اخبارات کو بھیجوں گا اور یہاں کے مقامی اخبارات کو بھی دیدوں گا۔ خدا کرے کہ ہماری یہ سعی کامیاب بھی ہوجائے۔ آپ میری طرف سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب کو یہ ساری تفصیل عرض کردیجئے۔ جمعیۃ الطلبہ کے لئے اخبارات ورسائل کے اجراء کے بارے میں بے فکر نہیں ہوں۔ وہاں نوشہرہ صدر میں حکیم عبدالعزیز صاحب سے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہاں سے ایک اخبار تسنیم روزانہ وہاں کے لئے بھیجنے کے واسطے تیار ہیں۔ لیکن تانگہ والے یا کسی اور ذریعہ سے پہنچانے کا انتظام وہ خود کردیں۔ آدمی روز آیا کرے اور ہم اخبار دیا کریں گے۔ اگر آپ یہ انتظام معقول طریقہ سے کرسکتے ہوں تو آپ خود حکیم صاحب سے بات چیت کرلیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہاں سے کام ہوجائے گا اور اگر یہ انتظام آپ کیلئے ناممکن ہو تو پھر اور کوئی صورت سوچ لوں گا۔ المنیر کے بارے میں مولانا اشرف صاحب نے فرمایا کہ المنیر تو ہم نے وہاں کے لئے جاری کردیا ہے۔ اعلان کے بارے میں کہہ دوں گا۔ البتہ چونکہ وہ آپ کے ہاں ذرا دیر سے پہنچے گا تو خبروں کی حیثیت سے وہ باسی ہوگا۔ بہر حال مفید ہوگا۔ چراغ راہ اور فاران کے لئے جیسا وعدہ کیا ہے میں ضرور کوشش کروں گا ایک خاص وجہ سے میں نے قصداً تاخیر کردی تھی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے ماہ سے آپ کے نام جاری ہوجائیں گے۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب کو درس وتدریس سے فرصت بہت کم ملتی ہے۔ لیکن اگر اُن کی توجہ ہو اور دوسرے اساتذہ اور سابقہ شاگردوں اور موجودہ طلبہ سے تھوڑا تھوڑا بھی دستوری جدوجہد کے سلسلہ میں کام لیا جائے۔ تو بہت مفید ہوگا۔ آج کل خاص طور سے

---

[1] عالم فاضل، ادیب اور مدرس وخطیب، اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن۔ ۲۳ راپریل ۱۹۸۷ء میں پشاور سے اسلام آباد جاتے ہوئے حسن ابدال کے قریب بمع اپنے صاحبزادوں معین الدین، محی الدین کے کار کے حادثہ میں جاں بحق ہوئے۔ زندگی بھر جماعت اسلامی سے وابستہ اور اسکے منادر ہے۔ اکوڑہ خٹک کے قریب موضع زیارت کاکا صاحب سے تعلق تھا ابتداء سے حضرت شیخ الحدیث اور حقانیہ سے تعلق چلا آرہا تھا، جس کی کچھ تفصیل شیخ الحدیث کے نام مکاتیب سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ مجھ سے نہایت شفقت اور محبت کی وجہ سے کبھی کبھی بعض امور وسائل میں نوک جھونک تک نوبت پہنچ جاتی تھی، جس کی مثالیں خطوط میں موجود ہیں۔

مطالبہ کو تیز تر کرنے کی ضرورت ہے۔ وہاں تو انیٹی یونٹ کا ہنگامہ گرم ہوگا۔ لیکن علماء کا فرض ہے کہ تعصبات کی رو میں بہنے کی بجائے خالص دینی مسئلہ کو اپنائیں اور اسلامی آئین کے مسئلہ کو نمایاں رکھیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس شور وغل میں یہ مقصد کی بات دب کر نہ رہ جائے۔ جلسوں، قراردادوں اور ہمہ وقت اور ہر مجلس میں اس ذکر کو تازہ رکھنے کی خاص ضرورت ہے۔ حاملین دین وعلم دین ہی سے یہ توقع ہوسکتی ہے اور حقیقت یہی ہے کہ اسلامی آئین ہی کے ذریعہ آئندہ دین اور دینی اداروں کا تحفظ ہوسکتا ہے ورنہ خدانخواستہ کوئی دوسرا آئین ودستور نافذ ہوا تو وہ ایک ایسا لادینی کا سیلاب ہوگا کہ سب کچھ دینی آثار کو بہالے جائے گا۔ آپ بھی اسی کو اپنا کام سمجھیں اور طلبہ میں اسی جذبہ کو بیدار کرنے اور بیدار رکھنے کی کوشش کیجئے۔ خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے اور دین کے علم اور دین کی خدمت سے سرفراز فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اخلاص وللّٰہیت اور خدمت دین کے حقیقی جذبہ کی دولت سے مالا مال کردے۔ آمین

مولانا محمد یوسف صاحب کو خصوصاً اور دوسرے اساتذہ کرام اور طلبہ دارالعلوم کو تسلیمات مسنونہ قبول ہوں۔ مولوی عبدالعظیم صاحب اگر موجود ہوں تو اُن سے کہیئے کہ "تذکرہ" کے جو نسخے آپ کے پاس تھے اُن کو فروخت کرنے کی ضرور کوشش کیجئے اور یہاں آئیں تو اُن کی قیمت کا حساب کر کے ساتھ لیتے آیئے۔ والسلام ناظم صاحب کو بھی سلام مسنون قبول ہو۔

سیاح الدین جامع مسجد لائل پور

(۲)

۹ ردسمبر ۱۹۵۷ء (ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ کی ادارت)

عزیز محترم مولوی سمیع الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ابھی ابھی آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ رسالہ شمس الاسلام کی کتابت وغیرہ کا انتظام تو یہاں ہی کررہا ہوں اور اس کی اشاعت بھیرہ سے ہوتی ہے اور وہاں منشی غلام حسین صاحب باقی سارا کام کیا کرتے ہیں۔ میں نے ابھی منشی صاحب کو خط لکھا ہے۔ اگر وہاں دفتر میں رسالے زائد موجود ہوں۔ تو بیس ۲۰ یا اُس سے اگر کم ہوں تو کم آپ کے نام یا حضرت مولانا صاحب کے نام وی پی کردیں گے۔ میں نے تو اُس کو سفارشاً لکھا ہے کہ ممکن حد تک قیمت میں رعایت کرو۔ امید ہے کہ وہ کردے گا۔ اور میں نے یہ بھی کہا کہ مدرسہ کے نام یا مولانا صاحب کے نام مستقل طور سے رسالہ جاری کردے۔ رسالہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر ماہ پہنچے گا اور طلبہ پڑھ لیا کریں۔ میں کوشش کررہا ہوں کہ اس میں اچھے علمی مضامین ہر ماہ جمع ہوتے رہیں۔ اس کا چندہ ویسے بھی کم ہے اور طلبہ سے کچھ رعایت بھی ہے۔ آپ اگر کرسکیں تو اس کی توسیع اشاعت اور خریداری میں بھی امداد کیجئے۔ میں نے تو ادارت کا کام محض اس لئے لیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے کچھ دین کی باتیں مسلمانوں تک پہنچا سکوں گا۔ جسقدر ہر ماہ اشاعت ہوگی میرا یہ مقصد حاصل ہوگا۔ مالی فائدہ میرے پیش نظر نہیں لوگوں تک پہنچانا ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ علم تعلیمی مضامین خاص طور سے شائع کراتا رہوں۔ حضرت مولانا کی خدمت میں آپ میری طرف سے تعظیم وسلام مسنون کے ساتھ یہ عریضہ پیش کیجئے۔ اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کی خدمت میں بھی سلام مسنون کے بعد عرض ہے۔ کہ میں نے ضروری سمجھا کہ آپ کا سارا مضمون یکجا شائع ہوتا کہ غور کرنے والے ایک ہی مرتبہ پڑھ کر رائے قائم کرسکیں مقصد سے مجھے پورا اتفاق تھا۔ نیز اب آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض ہے۔ کہ یعنی اہم علمی مسائل پر اس طرح تحقیقی مضامین لکھ کر مجھے بھیجا کریں میں رسالہ میں شائع کیا کروں گا اور اس مقصد کے لئے میں نے اس کی ادارت کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ میں آپ کے مقالات ومضامین کا انتظار کرتا رہوں گا۔ ضروری ہے۔

فقط والسلام : سیاح الدین عفا اللہ عنہ

(۳)

(کتاب کا انتظار)

۳۰/جون ۱۹۵۹ء

برادر عزیز سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کافی دن ہوئے آپ کا خط ملا تھا جس میں تحریر کیا گیا تھا کہ ایک کتاب ارسال[1] ہے۔ میں اب تک اس کے انتظار میں ہوں اسی لئے منگوانے میں دیر ہوئی۔ براہ کرم ایک کتاب جلد بھیج دیں تا کہ یہ فیصلہ کر سکوں کہ کتنی منگوانی ہے۔ والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں السلام علیکم عرض کر دیں اور درخواست دعاء امید ہے آپ بعافیت ہونگے۔

والسلام سیاح الدین

(۴)

(الحق کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں)

۱۴/مارچ ۱۹۶۶ء

جناب محترم حضرت مولوی سمیع الحق صاحب اسعدک اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۳/فروری کی شام کو مغرب کی آذان کے وقت اکوڑہ حاضر ہوا تھا۔ جامعہ میں کام تھا ایک مہمان ساتھ تھا۔ ارادہ تھا کہ اُسی وقت فارغ ہو کر رات کو خیبر میل سے واپسی ہو مگر دیر ہوگئی۔ مجبوراً رات کرنی پڑی اور صبح سویرے بادشاہ گل صاحب کی کار کے ذریعہ عوامی میں سوار ہونے کے لئے نوشہرہ آنا پڑا بالکل وقت نہ ملا ورنہ آپ حضرات کی ملاقات کے لئے بھی حاضر ہو جاتا۔ ۴/کو ۸ بجے لائل پور پہنچا اور ۵/کو لاہور گیا۔ دو روز وہاں واپس ہوا تو آپ کا گرامی نامہ ملا۔ ہر روز جواب دینے کا ارادہ کر رہا ہوں مگر حقیقت یہ ہے کہ مختلف اعذار کی بنا پر تاخیر در تاخیر ہوتی گئی۔ دوسرے عوارض اور موانع کے علاوہ ایک بڑی وجہ اب یہ ہے کہ خط لکھنے کی طرف طبیعت بالکل مائل نہیں ہوتی ضروری خطوط کافی دنوں تک لا جواب پڑے رہتے ہیں اور مقالہ یا مضمون لکھنا تو کارے وارد۔ ساڑھے بارہ بجے تک پڑھانے کے بعد دماغ بالکل تھک جاتا ہے اور کوئی دماغی کام کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ بارہا ارادہ کرتا رہا ہوں کہ ''الحق'' کے لئے کچھ لکھ کر حق ادا کروں۔ مگر بہت سے دوسرے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی طرح اس بارے میں کوتاہی ہوتی رہی۔ یہاں ۱۲/نومبر کو میونسپل کالج میں ''مسئلہ شہادت'' پر ایک تقریر کی تھی۔ جس کے نوٹ لئے گئے تھے۔ بارہا ارادہ ہوا کہ اسی کو مرتب کر کے اور نظر ثانی کر کے بھیجوں مگر اس کی بھی توفیق نہیں ہوئی۔ عزیزم عبداللہ[2] کو خط لکھنے کا بارہا قصد کیا وہ دور مسافرت میں ہے خط کے ذریعہ خبر گیری سے اس کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے مگر اس کو بھی گویا پانچ ماہ کے بعد پرسوں خط لکھ کر بھیجا ہے۔ یہ ساری تفصیل اس مقصد کے لئے لکھ رہا ہوں کہ آپ جواب خط میں تاخیر کو عذر ہی پر محمول کر کے معاف فرمائیں۔

(۵)

(بعض معاشی مسائل کے بارہ میں سوالنامہ اور دارالافتاء حقانیہ کے جواب میں اختصار پر ناراضگی)

۱۴/ستمبر ۱۹۶۸ء

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بہت دن ہوئے آپ کی طرف سے میرے پہلے ارسال کردہ استفتاء کا اور سوال نامے کا جواب آیا ہے۔ پڑھنے کے بعد سوچتا رہا کہ اس بارے میں آپ کو کچھ لکھوں یا نہ لکھوں۔ اور اگر لکھوں تو کس انداز سے لکھوں تا کہ مافی الضمیر کا اظہار بھی ہو جائے اور آپ کے عتاب شاہی میں بھی نہ آؤں۔ اسی سوچ میں اتنے دن گزر گئے اور پورا فیصلہ نہ کر سکا۔ اس وقت قریب بہ مغرب اچانک خیال آیا۔ اور لکھنے لگا ہوں جو اللہ تعالیٰ لکھوائے گا۔ وہ پیش کر رہا ہوں۔ اور اسکی معافی

---

[1] غالباً قاری محمد طیب قاسمی کی حقانیہ کی جلسہ دستار بندی میں فضیلت علم پر کی گئی تقریر تھی جو احقر کے ضبط و ترتیب سے انسان فضیلت کا راز کے نام سے شائع ہوا۔ [2] برادرم مولانا عبداللہ کاکاخیل

پیشگی چاہتا ہوں۔آپ کے دارالافتاء سے بہت توقعات وابستہ تھیں۔مگر ساری توقعات کا آپ حضرات نے خون کردیا۔اگر کوئی علم کی طرف منسوب شخص کسی دارالافتاء میں کوئی سوال نامہ بھیجتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ عام سائلین کی طرح اُسے ہاں اور نہ کی صورت میں جواب دیا جائے۔اس قدر حسن ظن سے کام لینا چاہیے کہ آخر وہ پڑھا لکھا مولوی اس قدر ناواقف تو نہیں ہوتا کہ اس قدر مختصر جواب سے اُس کا اطمینان ہو سکتا ہے وہاں مطلوب تو مسئلہ سے متعلق تمام دلائل و براہین ہوتے ہیں اور کتابوں کے حوالے۔اس عتبار سے درحقیقت میرے سوال نامہ کا جس کی اہمیت موجودہ دور میں مسلّم ہے کوئی جواب مجھے نہیں ملا۔میرا مطلب یہ نہیں کہ میرے ذہن میں کوئی خاص جواب پہلے سے تھا۔وہ مجھے نہیں ملا تو اس لئے مطمئن نہیں ہوا۔واقعہ یہ ہے کہ ان سوالات کے بارے میں ابھی تک میں نے خود کوئی رائے قائم نہیں کی ہے مقصد تو یہ تھا کہ یہ سوالات آج کل مختلف اذہان میں پیدا ہو رہے ہیں۔میں یہ معلوم کروں کہ ان کے بارے میں علمائے کرام کا ذہن کیا ہے۔اور وہ جب فرماتے ہیں کہ اسلام میں معاشی نظام بھی ہے تو پوری تفصیل کے ساتھ دلائل و براہین کی روشنی میں وہ کچھ لکھیں گے اور اُن علمائے کرام کے تفصیلی جوابات کی روشنی میں ایک مفصل خاکہ میں تیار کروں گا۔چنانچہ یہ سوال نامہ مغربی پاکستان کے ۵۰ علمائے کرام اور اکابر اور مہتممین مدارس کی خدمت میں بھیجا۔بعض حضرات نے تو اپنی عدیم الفرصتی اور مسائل کی اہمیت کے پیش نظر وسیع مطالعہ کی ضرورت کا عذر لکھا اور یہ اُنہوں نے ایک اخلاقی جرأت کی ہے۔لیکن بعض نے تو جواب دینا ہی گوارا نہیں کیا۔خواہ اس وجہ سے کہ ان کی نگاہوں میں میری اہمیت نہیں تھی یا درحقیقت وہ صحیح جواب دینے سے عاجز تھے۔مگر اتنی اخلاقی جرأت بھی نہیں تھی کہ عذر پیش کریں۔ایک حضرت نے تو یہ کمال دکھایا کہ اپنی عاجزی کے اعتراف کی بجائے یہ لکھا کہ یہ سب مودودی ذہنیت کی ساخت ہے۔ہم اس کا جواب نہیں دیتے یہ اسلاف کے خلاف باتیں ہیں۔چند حضرات نے جواب دیا مگر بالکل مختصر جیسا کہ کوئی عام آدمی اُن سے کوئی آسان سا مسئلہ پوچھ رہا ہے۔

<u>مولانا حسن جان اور مولانا معین الدین کے تفصیلی جوابات پر خوشی</u>: صرف دو جواب مفصل اور میرے معیار کے مطابق آئے ہیں۔ایک مولانا معین الدین صاحب کوہاٹی نے لکھا ہے۔اگرچہ اُس میں یہ کمی ہے کہ حوالوں کے ساتھ کتابوں کے صفحات درج نہیں حوالوں کی تلاش میں مجھے وقت ہوگی۔اور دوسرا جواب اتمان زئی سے مولانا حسن جان کا لکھا ہوا آیا ہے جس کو پڑھ کر بہت زیادہ خوش ہوا۔اُس نے حق ادا کردیا ہے اور اس سے اندازہ ہوا کہ اُس کو ان مسائل سے دلچسپی پہلے سے ہے اور جو مفصل حوالے دیئے ہیں وہ گویا اُن کے پاس پہلے سے نوٹ تھے۔بہرحال اس کی تحریر سے بڑی خوشی ہوئی اور میں نے مہتمم مدرسہ کو خاص طور سے مبارکباد اور تحسین کا خط لکھ کر بھیجا۔دارالعلوم حقانیہ میں تو میں نے اس خیال سے بھیجا تھا کہ مولانا صاحب خود کچھ لکھیں گے یا لکھوائیں گے یا آپ کچھ محنت اور مطالعہ کرکے اچھے انداز سے مرتب کرکے بھیجدیں گے۔مگر آپ حضرات نے بے توجہی فرمائی گویا مجھ حقیر کے عریضہ کو کچھ اہمیت نہ دی۔اور عام فتوؤں کی طرح دارالافتاء میں بھیج دیا اور اس کا حشر یہی ہوا۔

<u>مفتی محمد فرید کا ذکر</u>: مولانا فرید صاحب تو بزرگ آدمی ہیں تدریس کے اعتبار سے جیسا کہ سنا ہے اچھے ہیں۔لیکن اُن کو نہ تو ان مسائل سے دلچسپی ہے نہ اس قسم کی کتابیں وہ مطالعہ فرماتے ہوں گے۔اور شائد بعض اور علماء کرام کی طرح وہ بھی ان مسائل کو لغو سمجھتے ہوں گے۔بہرحال اب تو میں یہی سمجھوں گا۔کہ دارالعلوم حقانیہ کے تمام ارکان وعمائد کی طرف سے ان سوالات کا بس یہی جواب ہے۔چونکہ جوابات کے شائع کرنے کا بھی ارادہ ہے۔اسلئے اگر آپ اجازت دیتے ہیں کہ دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے معاشی مسائل کی یہی تحقیق میں شائع کردوں۔اگر یہی منظور ہے تو اجازت دیجئے!اور اگر نہیں تو حضرت مولانا صاحب خود اپنی تحقیق تحریر فرمائیں یا آپ سے لکھوائیں تاکہ اُسے

شائع کروں۔ میں بعض حضرات کو پھر لکھ رہا ہوں۔ اگر انہوں نے پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اِسی طرح بالکل سرسری اور مختصر سادیا۔ تو اس کے بعد میں اپنی دانست کے مطابق جو کچھ ہے مرتب کر کے شائع کروں گا۔ اور پھر کسی کو تنقید واعتراض کا حق اس لئے نہ ہوگا کہ باوجود بار بار درخواست کرنے کے ان حضرات نے رہنمائی نہیں فرمائی۔ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کیجئے اور اس عریضہ کا مضمون اُن کو بھی سنا دیجئے۔ کیونکہ درحقیقت اُن تک بات پہنچانا مقصود ہے۔ تمام اساتذہ کرام مدرسہ اور ارکان کو سلام مسنون قبول ہو۔

والسلام: مفتی سیاح الدین کاکا خیل عفااللہ عنہ

(۶)

(جماعت اسلامی کی مسئلہ تحدید ملکیت سے موقف کے اختلاف پر شدید ناراضگی اور غم وغصہ کا اظہار)

۷/مارچ ۱۹۷۰ء

عزیز محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجد ہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عید کے ایام میں وطن گیا تھا۔ وہاں کسی نے فروری کا "الحق" دکھایا[1]۔ اور آپ نے جماعت اسلامی کے خلاف جوزوردار مقالہ تحریر فرمایا ہے۔ اس کی طرف توجہ دلائی۔ پڑھ کر حیرت بھی ہوئی اور

(تحدید ملکیت سوشلزم مساوات پر اداریہ)

[1] حضرت مفتی صاحب مرحوم نے میرے جس اداریہ پر بڑی شدومد کے ساتھ اور جذباتی انداز میں ناراضگی اور غم وغصہ کا اظہار کیا ہے مناسب ہے کہ وہ اداریہ بھی قارئین کے نگاہ میں رہے۔

اس جذبہ نصح وخیر وخواہی کی بناء پر ''جماعت اسلامی'' سے بھی ایک گذارش کرنی ہے جو ہر قومی وملی موڑ پر حکمت عملی کی آڑ میں فتنوں کا کوئی نہ کوئی دروازہ کھول دیتی ہے۔ حالانکہ انکے قائد مودودی صاحب کے الفاظ میں ''کسی مقصد کی برتری کیلئے صرف مقصد کا اعلیٰ ہونا کافی نہیں بلکہ اس تک پہنچنے کے ذرائع اور خطوط بھی بے لاگ اور پاکیزہ ہونے چاہئیں''۔ مگر عملاً ہم دیکھتے ہیں کہ مقصد برآری کی خاطر جماعت نہ صرف یہ کہ طریق کار کی صحت کا خیال نہیں رکھتی بلکہ دین کے ایک ایک اصول کو سیاست کے خراد پر چڑھا دیتی ہے، اس وقت جماعت اسلامی کا انتخابی منشور سامنے آچکا ہے۔ اس میں زراعت کے عنوان میں زمین کی ملکیت مغربی پاکستان میں سو اور دوسوا ایکڑ کے درمیان اور مشرقی پاکستان میں ۱۰۰ بیگھہ تک محدود کردی گئی ہے اور تمہید میں کہا گیا ہے کہ غیر معمولی حالات میں ایسی غیر معمولی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں جو اسلام کے اصولوں سے متصادم نہ ہوں۔ قطع نظر اس بات کے کہ شریعت اسلامیہ نے نہ زمین کے بارہ میں کسی قسم کی تحدید کی ہے اور نہ دیگر اموال واملاک میں انفرادی اور شخصی ملکیت کی کسی قسم کی حد بندی گوارا کی ہے۔ جائز اور حلال ذرائع سے جتنی بھی ملکیت حاصل کی جائے شریعت نہ صرف اُسے جائز بلکہ اللہ کی ایک نعمت قرار دیتی ہے۔ قرآن حدیث ایسے نصوص وشواہد سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہم نہ تو حالات کی نزاکت اور وقت کی رو میں بہہ کر انکی تاویل کر سکتے ہیں اور نہ سوشلزم کا ہوا کھڑا کر کے اس کے ڈر سے اسلام کے کسی مسئلہ میں تحریف اور تحدید کر سکتے ہیں۔ اسلام غیر محدود ملکیت سے نہیں روکتا، البتہ وہ مالک کو اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق کا پابند بنا کر ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت ملکیت کی تحدید کرتا جاتا ہے، یہ زکوٰۃ وعشر، یہ صدقات اور ہبات اور سب سے بڑھ کر اسلام کا قانون میراث تحدید ملکیت نہیں تو اور کیا ہے مگر لامحدود کو محدود بنانے کا یہ منصوبہ قدرت ہی کا بنایا ہوا ہے، ہم اس میں نہ اضافہ کر سکتے ہیں نہ کمی، ہم مجرموں اور معاشرہ کی حق تلفی کرنے والوں کا ہاتھ توڑ سکتے ہیں، مگر انہیں کسی حلال کمائی کے ایک پیسہ سے نہیں روک سکتے۔ ہمیں حالات کا مقابلہ اور خرابیوں کی اصلاح کرنی ہے۔ مگر یہ اصلاح ایسی نہیں کہ دین کے کسی اصول پر قینچی چلا کر فساد کا ایک اور دروازہ کھول بیٹھیں۔ دین کا مسئلہ بہر حال اپنی جگہ رہے گا۔ جماعت اسلامی اسے ہماری ناعاقبت اندیشی سمجھے یا کچھ اور ہم تو اس ''حکمت عملی'' کو بہر حال دین کے لئے زہر قاتل سمجھیں گے۔ اگر جماعت اسلامی غیر معمولی حالات کی وجہ سے ۱۲۰۰ ایکڑ تک زمین کی تحدید کو غیر معمولی تدبیر اور دین کے اصول سے غیر متصادم سمجھتی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ کل سوشلسٹ اور کمیونسٹ اسی دلیل سے ملکیت زمین کا حق قطعی طور پر چھین کر اسے غیر معمولی تدبیر اور دین کے اصول سے غیر متصادم قرار نہ دے بیٹھیں۔ اگر جماعت کی طرف سے دین کے اصول کی کوئی واضح تشریع بھی ہو جائے تو معاملہ صاف ہو۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی چاہا اُس نے کسی چیز کو اصول اور پھر جب چاہا تو اسلام کے اصولوں سے غیر متصادم کا فتوی لگا کر اسی اصول کو حکمت عملی کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ آہ! اصول اسلام کی اس بے دردی سے پائمالی۔ جنگ آزادی میں جمہوریت اور پارلیمانی نظام کو لات اور منات کہا گیا ہے۔ مگر بعد میں یہی چیز اصل الاصول بن گئی۔ عورت کی امارت اور حکومت کو ہر حال میں اسلام سے متصادم کہا گیا، پھر یہی چیز وقت کا اہم ترین جہاد قرار پایا۔ انتخابی جدوجہد کو خلاف شریعت کہا گیا، پھر یہی مشغلہ روزگار بن گیا، مقصد کے حصول کے لئے ذرائع کی تقدیس ہر حال میں قائم رکھنے پر زور دیا گیا مگر پھر اس راہ کی ہر گری پڑی چیز کو گلے سے لگا کر رفیق جادۂ منزل بتایا گیا اور اب مسئلہ ملکیت زمین میں گو (اسے عارضی کہا گیا) ایک ایسا موقف اختیار کیا گیا جسکی مخالفت خود عمر بھر کا شیوہ بنا رہا تھا۔ کاللتی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا معلوم نہیں جماعت کے عمائدین اس نئے اجتہاد اور حکمت عملی کی کیا توجیہ کریں، تاویل جو بھی ہو مگر یہ نہیں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

افسوس بھی ہوا۔ کہ "الحق" کی دعوۃ الحق یہی ہے۔ اور عدل وانصاف کا خون اس طرح حق پسندی کی آڑ میں کیا جاتا ہے۔ ۲۶ر فروری کو اکوڑہ حاضر ہوا۔ کہ آپ سے تو "لڑ کر بات کروں" اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں شکایت پیش کروں۔ آپ موجود نہیں تھے۔ مگر معلوم ہوا کہ سیر وتفریح کیلئے یا کسی "سرمایہ دار" کے ہاں سے استحصال کر کے غریبوں کا انتقام اُن سے لینے کیلئے کراچی تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے مولانا کی خدمت میں بطور شکایت ساری بات بالتفصیل پیش کی۔ وہ خاموشی سے ساری معروضات سنتے رہے۔ کوئی جواب نہیں دیا۔ البتہ آخر میں اتنا فرمایا کہ بہتر ہے سمیع الحق کو خط کے ذریعہ سے ساری بات لکھ کر بھیجو۔ یکم ر مارچ کو واپس ہوا تو طبیعت پر آپ کی اس "بے انصافی اور جانبداری" کا خاص بوجھ تھا۔ اور آپ حضرات کی یہ روش حق پسندی اور عدل وانصاف کے دعوؤں کے خلاف نظر آئی۔ کسی نے کہا کہ وہ جادہ اعتدال وتوسط سے آج کل اس لئے ہٹ کر اس انداز میں جماعت اسلامی کی مخالفت کیلئے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں کہ حاجی شیر افضل خان صاحب[1] آئین ساز اسمبلی کے امیدوار بن کر سامنے آنے والے ہیں۔ اور یہ حضرات اس کیلئے ان کے خیال میں میدان صاف کر رہے ہیں اور آج کل اس جوڑ توڑ میں بھی پورا حصہ لے رہے ہیں۔ یہاں اگر میں نے آپ کی تردید میں ایک مضمون لکھنا شروع کیا۔ اور خیال تھا کہ نہ صرف ایشیا اور آئین میں بلکہ چٹان اور روزناموں میں بھی اشاعت کیلئے بھیجوں۔ نصف کے

فلاں فلاں جماعتوں نے بھی ایسا کیا اور فلاں بزرگ نے بھی ایسا کہا ہے۔ اگر ایک چیز کا برائی ہونا ثابت ہو جائے تو اسکے وزن میں اس بات سے کمی نہیں آسکتی کہ اور لوگ بھی ایسا کرتے ہیں، ایسی بات تو جرائم کی تاریخ میں بھی کسی نے نہیں کہی کہ میں اگرچہ مجرم ہوں مگر یہ تو ایک ایسا جرم ہے کہ ع در شہر شما روز کنند۔ اور نہ کسی عدالت نے مجرم کے اس موقف کو قابل تسلیم قرار دیا ہے۔ تعدیل صحابہ اور دیگر علمی وفقہی مسائل اور اب لاہوری مرزائیوں کے بارہ میں جماعت کا یہی عذر گناہ سامنے آچکا ہے۔ مگر غلط بات غلط ہے خواہ اس کا کہنے والا کتنا بڑا آدمی کیوں نہ ہو یہ تو ایک ضمنی بات تھی، اب رہا ملکیت شخصی کو سلب کرنا یا اسے محدود کرنا۔

تو جہاں تک اصل مسئلہ انفرادی اور شخصی ملکیت کا تعلق ہے، خواہ املاک منقولہ ہوں یا غیر منقولہ ہوں اسلام نے اسے انسان کا فطری حق بنایا ہے، نہ تو اسکی تحدید کی جاسکتی ہے اور نہ عصر حاضر کے لادینی اقتصادی نظاموں کے علمبردار اس میں قطع برید کر سکتے ہیں۔ قرآن کریم نے آیت اولم یر وا انا خلقنا لھم مما عملت ایدینا انعاما فھم لھا مالکون ۔ میں انسان کی شخصی ملکیت پر مہر ثبت کر دی ہے اور قرآن کی بے شمار آیتیں اس جملہ فھم لھا مالکون (پس وہ اس کے مالک ہیں) کی تائید کرتی ہیں۔ جو لوگ ان الارض للہ۔ (زمین اللہ کی ہے) قسم کی آیات کو آگے پیچھے سے کاٹ کر اپنے مدعیٰ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں متصلاً اللہ نے خود یورثھا من یشاء (وہ جسے چاہے زمین کا وارث بنادے) یا اسکے ہم معنی الفاظ میں انفرادی ملکیت بیان کر کے ایسے لوگوں کا مذاق اڑایا ہے۔ قل اللھم مالک الملک کیساتھ توتی الملک من تشاء بھی ہے اور والذین یکنزون الذھب و الفضۃ کیساتھ و لا ینفقو نھا فی سبیل اللہ کی قید انسان کی انفرادی مالکیت کا اعلان کر رہی ہے، پھر وہ اسے اپنی ملکیت میں ہر جائز تصرف کرنے اور اسے اپنی ملکیت سے منتقل کرنے کا حق بھی دیتا ہے۔ چنانچہ بیع، شراء، ہبہ، تملیک، اعتاق، تدبیر، کتابت اجارہ، اعارہ، مزارعۃ، وقف، رہن، قرض، صدقہ، وصیت، میراث وغیرہ اس تصرف کے شواہد عدل ہیں۔ اسی طرح وہ کسی دوسرے مسلمان کے مال ودولت میں ناجائز دست اندازی سے بچنے کو ایمان کی اولین علامت قرار دیتا ہے۔ ظلم وتعدی، چوری ڈاکہ، خیانت، غصب، لوٹ کھسوٹ، جبر و استحصال کو حرام قرار دیکر اسلام انسان کے شخصی ملکیت ہی کا تحفظ کرنا چاہتا ہے۔ وہ یکساں طور پر سرمایہ دار اور غریب دونوں کو ولا تا کلو اموالکم بینکم بالباطل (ایک دوسرے کے مال کو ناحق نہ کھاؤ) سے مخاطب کرتا ہے۔ الا لا یحل مال امری الا بطیب نفسٍ منه. الحدیث (خبردار کسی ایک کا مال دوسرے کو بغیر اسکی مرضی کے حلال نہیں)۔

پس جو لوگ سوشلزم کو تمام معاشی بربادیوں کا مداوا سمجھتے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ اللہ کے بھیجے ہوئے عادلانہ نظام اسلام کے تمام اصول وفروغ کو تہس نہس کرنا چاہتے ہیں، بلکہ وہ لوٹ کھسوٹ اور انسان کے تمام حقوق کی پائمال وبربادی کا ایک ایسا کھیل کھیلنا چاہتے ہیں جس میں نہ صرف غریب اپنے رہے سہے سکھ اور چین سے محروم ہو جائے بلکہ پوری قوم چند خونخوار درندوں کی جماعت کے رحم وکرم پر رہ جاتی ہے، اسلام کے مذکورہ تمام اصول کو ایک طرف رکھ کر ایک لحہ کیلئے فرض کر لیں کہ سوشلزم آجاتا ہے اور وہ پوری قوم کو حق ملکیت سے محروم کر کے اللہ کی دی ہوئی تمام دولت اور وسائل معاش کو ایک پارٹی کے حوالے کر دیتا ہے، تو کیا وہ پارٹی انسانیت کو اس کے تمام حقوق دلادے گی اور کیا وہ پارٹی موجودہ معاشرہ ہی سے ابر کر سامنے آئی ہوگی یا آسمان سے فرشتوں کی شکل میں اترے گی۔ لیکن اگر اسکی اٹھان اس معاشرہ سے ہو جسکا مشت نمونہ خروار ۳۰۳ بدعنوان افسروں کی شکل میں سامنے آچکا ہے اور اس کا حل وعقد اس بیوروکریسی کے ہاتھوں میں ہو جو فائل کی سطح پر بڑے بڑے پراجیکٹ کھڑے کر کے پھر اسے نذرِ سیلاب بھی کر دیتی ہے، اور اس طرح کروڑوں روپے ہضم کر کے جائل داخل دفتر کر دیتی ہے۔ تو خدارا سوچئے کہ ایسے لوگوں کا لایا ہوا سوشلزم یا کوئی بھی معاشی نظام انسان کے مال وجان اور اس کے حقوق میں مساوات قائم رکھ سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ **(بقیہ اگلے صفحہ پر)**

[1] الحاج شیر افضل خا مرحوم چیف آف بدرشی دارالعلوم کے رکن رکین اور مدرسہ کے تعمیراتی کمیٹی کے صدر شیخ الحدیث اور اکابر دیوبند کے عاشق زار پختون قوم پرستی کے باوجود انتخابات کے سخت موڑوں پر شیخ الحدیث کا جان نثاری سے ساتھ دیا فرحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ مکتوب نگار جماعت اسلامی کی وکالت کی جوش میں مرحوم پر بے جا برس پڑے جبکہ وہ اسمبلی کے امیدوار بھی تھے حضرت شیخ الحدیث امیدوار تھے اور کامیاب ہوئے۔

قریب لکھا تھا کہ دل میں خیال آیا۔ کہ مولانا صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ سمیع الحق کو ضرور ایک خط لکھو۔ نیز مضمون میں "الحق" اور سمیع الحق کے ساتھ لازماً مدرسہ حقانیہ اور ضمناً مولانا عبدالحق صاحب بھی لپیٹ میں آئیں گے۔ اور یہ بات اُن کو ناگوار ہوگی اس لئے مضمون مرتب کر کے اخبارات کو بھیجنے سے پہلے نجی خط لکھ کر توجہ دلانا بھی ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ سمیع الحق صرف سمیع الحق نہ ہوں۔ بلکہ سامع الحق بھی ہوں۔ اور دوسروں کو حق سنانے کے ساتھ ساتھ کبھی وہ بھی تو حق سن لیا کریں۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے جماعت اسلامی کے بارے میں یہ آپ کی پہلی تنقید بلکہ تنقیص نہیں۔ ہر ماہ کچھ نہ کچھ مہربانی آپ فرماتے رہتے ہیں۔ اور جماعت والے دیکھ سن کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ جواب دینا آسان ہے اور حقیقت تو مسلّم ہے کہ جماعت اسلامی میں لکھنے والے افراد آپ سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ مگر یہ اُن کی بنیادی پالیسی ہے۔ کہ دینی تعلیم گاہوں پر جہاں خراب اثر پڑسکتا ہو یا علماء کے بارے میں عوامی عقیدت میں کچھ فرق پڑسکتا ہو اس قسم کا جواب کسی کو نہ دیا جائے۔ اور دین کی خاطر صبر و تحمل سے کام لیا جائے۔ اور ایسے علماء کرام جو مدارس سے وابستہ ہیں۔ جتنے بھی حملے کریں اور تیر و تفنگ چلائیں۔ بس صبر و استقامت کے ڈھال سے اُن کا مقابلہ ہو جوابی کارروائی بالکل نہ کی جائے۔ لیکن اُن کی اس شرافت نفس اور دین داری سے لوگ غلط فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور ہر قسم کی الزام تراشی اور جھوٹ کی اشاعت کے باوجود جب وہاں سے کوئی جواب نہیں ملتا تو اور حوصلہ مند ہو کر پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہوتے ہیں۔

سوشلزم کی بنیاد تاریخ کی مادی تعبیر پر ہے۔ جس میں نہ خوف خدا کی گنجائش ہے نہ محاسبہ آخرت کی، اور نہ کسی کو تنقید اور نصیحت کی۔ اسکے مقابلہ میں اسلام ہے جو ایک ایسا معاشرہ تعمیر کرتا ہے جو ہر لحہ اور ہر عمل میں خدا کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے، آخرت کا محاسبہ اسکے دل میں رچا بسا ہوتا ہے، ہر فرد کو دوسرے پر ظلم و غصب اور ہر برائی سے روکنے کا پورا حق ہے اور وہ امیر کو بھی چاہے تو تلوار سے درست کر سکتا ہے، وہ اگر اسلامی قلمرو کے دوسرے سرے پر کسی کتے کے بھوک و پیاس سے مرجانے کی خبر سنتا ہے تو اللہ کے سامنے جواب دہی کے تصور سے تڑپنے لگتا ہے وہ ہر انسان کی بھوک و پیاس کو اپنی حاجت سمجھتا ہے اور جذبہ ایثار سے خود فقیر رہ کر دوسروں کو اپنی متاع کا مالک بنا دیتا ہے اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام نے معاشی مسائل کی بنیاد مساوات پر نہیں بلکہ مواسات پر رکھی۔ وہ معاشی ناہمواری کو جبر سے نہیں بلکہ ایمان اور یقین کی بیداری سے حل کرنا چاہتا ہے، اسلام نے ایسا معاشرہ قائم کیا خلافت راشدہ اسکی واضح مثال ہے دوسری طرف سوشلسٹوں کے طور طریقے تھے اور جبر و ظلم کی اساس پر ایک ایسی عمارت اٹھائی گئی جو نصف صدی میں دم توڑتی نظر آنے لگی ہے۔ تاریخ کی اس مادی تعبیر پر تازہ چانٹا حال ہی میں روس کے سیکرٹری جنرل برزنیف نے یہ کہہ کر رسید کیا کہ روس میں سوشلسٹ نظام عملاً ناکام ہو چکا ہے۔ اور اسطرح فشهد شاهد من اهلها کا ایک نمونہ سامنے آگیا۔ الغرض ہمارے پاس معاشی اور معاشرتی یگانگت کیلئے اسلام جیسا نسخہ کیمیا موجود ہے مگر افسوس اور صد افسوس کہ نہ تو ہم نے اسے سمجھا نہ پرکھا اور نہ کبھی آزمایا و من لم یذق لم یدر

ع چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زوند

ہماری اس بے علمی اور حقیقت سے بے خبری سے موجودہ دور کے ابن الوقت سیاستدانوں نے خوب فائدہ اٹھایا بیچارے عوام اسے اپنی ساری بربادیوں کا تریاق سمجھ کر ان کے پیچھے دوڑنے لگے اور اس حقیقت سے غافل ہو گئے کہ چور اپنی کمین گاہ تک پہنچا کر رہی سہی پونجی سے بھی ہمیں محروم کر دے گا۔ بات ناشائستہ سی ہے مگر مثال خوب چسپاں رہے گی کہ ہمارے علاقہ میں بچے کا ختنہ کراتے وقت عموماً بچے کو ادھر ادھر کی بول بھلیوں میں بہلایا جاتا ہے اور ختنہ کا عین موقعہ ہوتا ہے تو کہتے ہیں وہ دیکھو سونے کی چڑیا اڑ رہی ہے اور ابھی تیرے قدموں میں ہے۔ بچہ شوق سے نگاہ اٹھاتا ہے اور ادھر اپنے جسم کے ایک حصہ سے محروم۔ تو ہمارے ہاں سوشلزم کی مثال اسی سونے کی چڑیا کی سی ہے جس سے عیار لیڈر خوب خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

اب تک کئی سیاسی جماعتوں کے انتخابی منشور سامنے آچکے ہیں مگر جمعیۃ العلماء اسلام نے یکم جنوری سے بہت قبل جو اسلامی منشور مرتب کیا اور جس جامع انداز سے ملک کے تعلیمی، اقتصادی معاشرتی اور انتظامی مسائل کو اس میں کتاب و سنت کی روشنی میں سمویا ہے، اسکی داد نہ دینا ستم ظریفی ہوگی یہ علماء کی طرف سے اپنی قسم کی پہلی جامع اور موثر کوشش ہے جسکی تحسین پوری فراخدلی سے کرنی چاہئے پیش نظر منشور کا قصہ بعض جماعتوں سے جمعیۃ کے مشروط معاہدہ سے قطعی طور پر علیحدہ مسئلہ ہے۔ جمعیۃ کے بعض معاہدوں یا پالیسیوں سے از روئے اخلاص اختلاف کی گنجائش بھی ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کسی کی صوابدید اسے مذکورہ معاملہ میں شرح صدر نہ ہو سکنے دے۔ تاہم یہ بات بالکل اٹل ہے کہ ایسا منشور نہ تو کمیونسٹ نواز جماعتوں کا ہو سکتا ہے اور نہ کوئی سوشلسٹ ذہن اسے ایک لحہ کیلئے برداشت کر سکتا ہے۔ اگر کسی جماعت اور پارٹی کا لائحہ عمل اس کے منشور سے واضح ہو سکتا ہے۔ تو جمعیۃ کا منشور ان تمام الزامات کا جواب ہے جو جمعیۃ پر سوشلسٹ ہونے کے لگائے جا رہے ہیں۔ صاف بات تو یہی ہے کہ اکابر علماء حق پورے انصاف سے ایک دوسرے کی لغزشوں پر گرفت کرتے ہوئے بھی اتحاد و اتفاق کی کوئی راہ نکالیں کہ اسی میں دین کا فائدہ اور اسی میں قوم کی نجات ہے، ورنہ باہمی اختلاف اور باہمی الزام اور جواب الزام سے فائدہ بے دین اور گمراہ جماعتوں ہی کو پہنچے گا، افسوس (بقیہ اگلے صفحہ پر)

<u>جماعت کے خلاف لکھنے والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے:</u> لیکن اب ہم نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ چونکہ موجودہ دور میں قلعہ اسلام کے محافظ یہی لوگ ہیں۔ جو ہر محاذ پر لادینی قوتوں سے سرتوڑ مقابلہ کررہے ہیں۔ جو کوئی اُن کے بارے میں کوئی بھی ایسی کوشش کرتا ہے جس کے نتیجے میں یہ جماعت یا اس کی آواز کمزور ہوتی ہو تو درحقیقت وہ کوشش کرنے والا اُن طاقتوں کو قوت پہنچا رہا ہے۔ جو دین کی دشمن اور اس ملک سے اسلام کو باہر نکالنے والی ہیں تو وہ بھی ڈاکوؤں، چوروں کا ساتھی ہوتا ہے اور محافظ و چوکیدار کی قوت کو اس لئے مضمحل کررہا ہے۔ کہ اُن ڈاکوؤں کو ڈاکہ زنی میں آسانی رہے۔ اس لئے جماعت کے خلاف کوئی بھی لکھے ہم حمایت حق اور نصرت دین کے جذبہ سے اس کا مقابلہ کریں گے۔ اب شرافت کا یہ تقاضا نہیں کہ ظلم و تعدی کرنے والوں کے سامنے جھک کر بات کی جائے۔ بلکہ شرافت یہ ہے کہ ہر ظلم و جور کا مقابلہ کر کے اُس کا ازالہ کر دیا جائے۔ ہماری نیت تو ہرگز ہرگز نہ ہوگی۔ کہ اس کش مکش اور مقابلہ میں کسی دینی ادارے کو نقصان پہنچے۔ علماء کے ساتھ عوام کی عقیدت مجروح ہو۔ اندرونی حالات اور پوشیدہ خرابیوں کو میدان میں لانے سے ان "علماء" کے ساتھ ساتھ اگر اہل علم اور اہل دین کی بدنامی ہو تو یہ بدنام کرنا ہمارا مطمح نظر نہ ہو۔ لیکن اگر جوابی کارروائی میں خدانخواستہ ناگوار نتائج رونما بھی ہوں تو اس کی ذمہ داری اُن حملہ آوروں پر ہوگی۔ جو ملحد و بے دینی قوتوں کا ہراول دستہ بن کر ان محافظین اسلام پر بہتان تراشی کے تیر برساتے اور اپنی ساری طاقتیں صرف کررہے ہیں۔ الغرض جوابی مضمون کا ارادہ کر کے اور نصف حصہ لکھنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اس سے پہلے آپ کو ایک خط لکھ کر اتمام حجت کروں۔ اور شائد اس طرح جوابی مضمون کی اشاعت کی نوبت ہی نہ آئے۔

<u>تحدید ملکیت اور جماعت اسلامی کا منشور:</u> آپ نے "تحدید ملکیت" کا جو مسئلہ چھیڑ کر "نصح و خیر خواہی" سے تفصیلی تنقید کی ہے۔ اس سلسلہ میں دو چیزیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایک تو یہ موجودہ حالات میں وقتی تدبیر کے طور پر، جماعت اسلامی نے تحدید ملکیت زمین کا مسئلہ لکھا ہے۔ کیا شرعاً یہ جائز ہے یا ناجائز۔ اور دوسری بات یہ کہ جماعت اسلامی کے منشور میں مسئلہ تحدید کے آجانے سے جماعت اسلامی کو نشانہ ملامت بنایا جائے اور اُنکے بارے میں اس مسئلہ کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت کچھ بُرا بھلا کہا جائے۔ اور یہ اعلان کیا جائے کہ جماعت

(گزشتہ سے پوستہ) روم جل رہا ہے مگر نیرو بانسری بجانے میں مشغول ہے کاش! باہمی اختلاف کے ہولناک نتائج پر ہمارے تمام اکابر علماء حق کی نظر پڑ جائے اور وہ کسی متفقہ طریق کار اور لائحہ عمل پر یکجا ہوسکیں، محمد قاسم نانوتویؒ کے جانشینوں پر آج پوری قوم کی نگاہیں لگی ہوئی ہیں پھر کیا وہ اپنی باطنی فراست سے نہیں دیکھتے کہ محمد قاسمؒ سمیت محمود الحسن دیوبندیؒ شیخ الاسلامؒ مولانا مدنیؒ اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ جیسے تمام اکابر کی سعید روحیں اپنی روحانی اولاد کے افتراق و انتشار سے کتنی بے چین ہیں!

حیدر آباد پر کیا گذری، مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں بے آبرو ہوئے، جل گئے اور لٹ گئے اس سے پہلے ڈھاکہ میں ملکی اور غیر ملکی کے نام پر یہی کچھ ہوا۔ ان فی ذلک لذکرای لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید پاکستان جس نام پر بنا تھا اسکے لئے مہاجرین نے گھربار اور عزت و عصمت لٹائی اور انصار نے سب کچھ نثار کر دیا مگر بائیس سال میں وہ چیز سامنے تو کیا آتی پس پردہ ڈال دی گئی۔ نتیجۃً وہی ہوا کہ پاکستان خاکم بدہن ریت کا تودہ ثابت ہونے لگا اگر دعوی اور عمل میں تضاد نہ ہوتا اور قول میں سچائی ہوتی تو پاکستان اسلام کا ایک عظیم قلعہ ثابت ہوتا۔ اصلها ثابت و فرعها فی السماء مگر اب تو اسکی عمارت علی شفا جرف هار (کھائی کے گرتے ہوئے کنارے پر) دکھائی دیتی ہے۔ کروڑوں مسلمانوں نے ملک و وطن کو خیر باد کہا، ادھر کی ہجرت کی اب بنگا انہیں ٹکنے نہیں دیتا۔ سندھ انہیں مار رہا ہے، سرحد پر پختونوں کا دعوی ہے۔ پنجاب پہلے سے گنجان ہے تو لیلائے پاکستان پر لٹ مرنے والوں کا ٹھکانہ کیا ہوگا کچھ ابتک اسکی پاداش میں احمد آباد اور گجرات میں جل رہے ہیں اور جو ادھر آئے اب علاقائی قومی اور لسانی عفریت کی نذر ہورہے ہیں۔ قرآن نے تو اتحاد اور یگانگت کا ایک ہی نسخہ تجویز کیا تھا کہ وہ ہیں اسلام اور دین کے علائق، مگر وہ رسی تو اپنے ہاتھوں سے کٹتی چلی گئی، اب روئے زمین کی کوئی طاقت کوئی مادی سہارا کوئی خوشنما اقتصادی پروگرام اور کوئی دلکش علاقائی اور قومی نعرہ اسکی شیرازہ بندی نہیں کرسکتا۔ قرآن نے اپنے رسول ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے اس حقیقت کیطرف اشارہ کیا۔ لو انفقت مافی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبهم. کہ اگر تو دنیا کا ہر مادی وسیلہ، منصوبہ اور نعرہ کام میں لگا دیتا، تب بھی انہیں یکجا نہ کرسکتا یہ تو صرف اللہ نے انہیں (دین اور اسلام) کی رسی سے باہم جکڑ دیا ہے۔ اب جب رسول ﷺ کے بس کی بات نہ تھی کہ دنیا اور اسکے سارے وسائل لیکر بھی اپنی امت کو یکجا کر دیتے جب تک اسکا ذریعہ اللہ اور اسکے بھیجے ہوئے دین کو نہ بناتے تو موجودہ دور کے علاقائی، اقتصادی اور سیاسی نعرہ بازیوں کا نتیجہ موجودہ ہولناک مثالوں کے سوا اور کیا ظاہر ہوسکتا ہے۔

واللہ یقول الحق وهو یهدی السبیل — سمیع الحق ۲۲ ذی قعدہ

اس طرح فتنوں کے دروازے کھولتی رہتی ہے۔ پہلی بات کے بارے میں تو بعد میں عرض کروں گا۔ میں یہ مان لیتا ہوں کہ مسئلہ تحدید میں آپ نے خوب تحقیق کی اور دینی کتابیں مطالعہ کرنے اور غور وفکر کے بعد آپ کی یہ علمی رائے قائم ہوئی۔ کہ تحدید ملکیت زمین شرعاً ناجائز ہے۔ تو آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ اس مسئلہ کی بنیاد پر آپ جماعت اسلامی کے منشور کے اس حصہ پر تنقید کریں۔ آپ کا یہ حق ہم چھیننا نہیں چاہتے۔ منشور کے ہر جُز پر تمام اہل علم کو دلائل کی روشنی میں تبصرہ وتنقید کا حق ہے اور اس حق کا اظہار بھی ہونا چاہیے۔ لیکن آپ سے اصل شکایت کی وجہ یہ ہے اور جس کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے۔ آپ نے یہ تنقید کسی علمی نظریہ کی بناء پر نہیں کی ہے۔ بلکہ جماعت اسلامی کو رگڑنے اور اس منشور کو مسلمانوں کی نگاہوں میں مخدوش ثابت کرنے کیلئے محض ایک بہانہ کے طور پر اس مسئلہ کو لے کر فصاحت وبلاغت کی داد لینی چاہی ہے۔ (ممکن ہے شیر افضل خان صاحب یا مولانا غلام غوث صاحب کو خوش کرنا ہی پیش نظر ہو۔) اور اس سوءِظن کی دلیل یہ ہے کہ آپ تحدید ملکیت کے مسئلہ پر علمی تنقید کے ساتھ جماعت اسلامی اور مولانا مودودی صاحب کے "جرائم کی ایک اور فہرست" اس موقع پر تیار نہ کرتے۔ نیز یہ ایک بات اگر محل نظر تھی۔ تو باقی منشور کے وہ دینی اجزاء جن سے اختلاف نہیں ہوسکتا اُن کی تحسین میں تو بخل سے کام نہ لیتے

<u>مودودی سے اختلاف کرنے والے علماء پر شدید برہمی:</u> اور "ہمارے علماء کرام" کی اخلاقی حالت اور کم ظرفی کی انتہا ہے کہ انہیں ان نیم ملاؤں یا جاہلوں کے ناموں کیساتھ تو علامہ اور مولانا اور کیا کیا القاب لکھنے پر جو دین کے الف باء سے واقف نہ ہوں۔ لیکن مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے نام کیساتھ ان کو مولانا کا لفظ بھی گوارا نہیں۔ وہ ان القاب سے تو مستغنی ہیں۔ لیکن ان کی پست ذہنیت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ اور جس طرح آپ نے جمعیۃ علمائے اسلام کے منشور کی تعریف وتوصیف میں اپنی ادبیت کا پورا زور صرف کیا ہے کم از کم اُس کا دسواں حصہ جماعت کے منشور کے اُن اجزاء کی تعریف فرماتے جن سے آپ کو بھی اختلاف نہیں۔ آخر "عیب گوئی" کیساتھ "ہنرش نیز بگو" پر عمل کرنا بھی اسلامی اخلاق میں شامل ہے۔ مگر دیکھا جارہا ہے کہ جماعت اسلامی اور مولانا مودودی صاحب کے بارے میں ہمارے حضرات علماء کرام کسی اسلامی اخلاق پر عمل کرنے کے جواز کے قائل نہیں۔ ہر فاسق وفاجر کے سامنے جھکنے دبنے والے اور اکرام مسلم کے پردے میں ہر باطل پسند کے ساتھ مصالحت کرنے والے ان مظلوموں کے سامنے شیر بن جاتے ہیں۔ (فالی اللہ المشتکیٰ) اور اگر آپ سے (اس کی توقع نہ تھی) صرف ایک مسئلہ پر اس منشور کو نشانہ تنقید بنانا تھا۔ تو تحدید ملکیت زمین کا یہی مسئلہ اسی انداز میں "اسلامی منشور" کے صفحہ ۱۴ پر بھی ہے اور ساتھ ہی انہوں نے ضمیمہ ا پر حوالہ دیا ہے۔ اور ضمیمہ میں تین چار ورقے اس مسئلہ کی دلیل کے طور پر موجود ہیں۔ تو کیا آپ کو اُس اسلامی منشور میں یہ چیز نظر نہیں آئی۔ آپ نے اُس کے بارے میں بڑی فراخ دلی کے ساتھ لکھا ہے" کہ جس جامع انداز سے ملک کے تعلیمی، اقتصادی، معاشرتی اور انتظامی مسائل کو اس میں کتاب وسنت کی روشنی میں سمویا ہے اس کی داد نہ دینا ستم ظریفی ہوگی۔ یہ علماء کی طرف سے اپنی قسم کی پہلی جامع اور مؤثر کوشش ہے جس کی تحسین پوری فراخ دلی کے ساتھ کرنی چاہیے"۔ آپ خدارا بتایئے کہ اقتصادی مسائل کے سلسلہ میں تحدید ملکیت کا جلی عنوان اور اُس کے تحت یہی مسئلہ اور پھر ضمیمہ میں اس کی دلیلیں آپ نے ملاحظہ فرمائی تھیں یا نہیں۔ اگر آپ نے یہ مطالعہ فرمایا ہے تو کیا یہ مسئلہ کتاب وسنت کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔ یا کتاب وسنت سے قطع نظر سوشلزم کے ڈر سے اسلام میں تحریف وتاویل کرکے، اگر پہلی صورت ہے۔ اور علماء کی طرف سے یہ مؤثر اور جامع کوشش کتاب وسنت کی روشنی میں کی گئی ہے۔ تو پھر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایسی جامع اور مؤثر کوشش جماعت اسلامی کے منشور میں کی جائے تو وہ فتنوں کا دروازہ کھولنا ہے اسلام میں تحریف وتبدیل ہے۔ تاویل کے خراد پر چڑھانا ہے۔ اور جمعیۃ علمائے اسلام کے منشور میں ہو تو پوری فراخ دلی کے ساتھ تحسین آفرین کی مستحق، شائد شاعر نے آپ جیسے حضرات کی ایسی دورنگیوں کو دیکھ کر کہا تھا۔

تمہاری زلف میں پہنچی تو حُسن کہلائی وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں ہے۔

جماعت اسلامی کے منشوراور ''نامہ سیاہ'' میں جو تیرگی اور بے دینی تھی۔ وہ جمیعۃ علمائے اسلام کے زلف گرہ گیر میں جا کر حُسن اور عین اسلام بن گئی۔ یک بام ودو ہوا کی مثال سُنی تھی اب سمجھ میں آیا کہ وہ یوں ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں تو بار بار عدل وانصاف کی تاکید کی گئی ہے۔ **لایجرمنکم شنأن قوم علیٰ ان لاتعدلوا اعدلوا هوا قرب اللتقویٰ، واقسطوا ان اللّٰه یحب المقسطین.** لیکن دیکھا جارہاہے کہ آپ لوگ جماعت اسلامی کے معاملہ میں ان صریح نصوص کو پامال کررہے ہیں اور بالکل یہ خیال نہیں ہوتا کہ حسد ورقابت کی وجہ سے ہم کس طرح احکام قرآنی کو پامال کرکے اللہ تعالیٰ کو ناراض کررہے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ کی علمی تحقیق کی رو سے تحدید ملکیت زمین کا مسئلہ ناجائز تھا۔ تو دونوں پر یکساں تنقید کرکے دونوں کو ایک برابر مجرم قرار دیتے۔ اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ جماعت کے منشور پر تنقید کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے کہ جماعت اسلامی کی اسی دلیل سے کل سوشلسٹ اور کیمونسٹ انفرادی ملکیت کو بالکل ختم کردیں گے۔ گویا جماعت نے سوشلسٹوں کی مطلب برآری کی بنیاد رکھ دی اور سوشلسٹ اس سے خوش ہوں گے کہ ہمارے لئے اس فتنے کا دروازہ جماعت نے کھول دیا۔ اور جمعیت کے منشور کے بارے میں آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ ایسا منشور نہ تو کیمونسٹ نواز جماعتوں کا ہوسکتا ہے اور نہ کوئی سوشلسٹ ذہن اِسے ایک لمحہ کے لئے برداشت کرسکتا ہے۔

<u>جماعت اسلامی اورسوشلسٹ:</u> لیکن ہم تو دیکھ رہے ہیں۔ کہ پورے ملک میں سوشلسٹ حضرات جماعت اسلامی کے جانی دشمن ہیں۔ اس منشور کو اپنے لئے عظیم خطرہ سمجھتے ہیں۔ اور جماعت کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگارہے ہیں۔ اور جمعیت علمائے اسلام کے منشور کو وہ بالکل برداشت کئے ہوئے ہیں۔ اور اس کو کیمونسٹ نوازی برایں معنی سمجھتے ہیں کہ چونکہ اس منشور کے پشت پر کوئی عملی جدوجہد ان مقاصد کے لئے نہیں یہ محض ایک جادو اور منتر کے کلمات ہیں جو مسلمانوں کو مسحور کرنے کیلئے بطور تعویذ استعمال میں لائے گئے ہیں۔ اور منشور والے عملی طور پر سوشلسٹوں کے ہم سفر ہیں، وہی کچھ کررہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں جو سوشلسٹ کرانا اور کہلوانا چاہتے ہیں۔ آپ اس منشور کے بارے میں اُن کو کس طرح مخلص سمجھیں۔ جب کہ وہ ہر جگہ ہر جلسہ میں یہی کہتے پھرتے ہیں کہ پاکستان میں سوشلزم سے اسلام کو کوئی خطرہ نہیں۔ سوشلزم سے سرمایہ داری کو خطرہ ہے۔ آج کل ملک میں جو جنگ برپا ہے۔ یہ کفرواسلام کی جنگ نہیں۔ محض غریب وامیر کی جنگ ہے۔ فتویٰ سوشلسٹوں پر لگایا گیا ہے لیکن وہ اتنے بے چین اور مضطرب نہیں جس قدر مفتی محمود اور ہزاروی گروپ کے مولوی صاحبان اور اُن تمام علماء کرام کو جنہوں نے دستخط کئے ہیں اپنے اپنے انداز میں سب وشتم کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ یہ آپ نے بالکل غلط لکھا ہے میں اس کی تردید مضمون پر حوالوں کے ساتھ کروں گا کہ سوشلسٹ ذہن اسے ایک لمحہ کے لئے برداشت نہیں کرسکتا۔ آپ خدا کو حاضر ناظر یقین کرکے ایمان سے کہیں کہ ملک میں ہر جگہ نیشنل عوامی پارٹی اور پیپلز پارٹی کے ارکان ان علمائے اسلام کی پذیرائی نہیں کرتے ان کے جلسوں جلوسوں کا انتظام نہیں کرتے۔ میر رسول بخش تالپور کی گود میں مفتی محمود صاحب اپنے پروگرام سرانجام نہیں دیتا۔ میں حیران ہوں کہ آپ لوگ کیا اس پر یقین نہیں رکھتے۔ کہ ہر قول وعمل کا حساب وکتاب ہونے والا ہے۔ جو منہ میں آیا کہہ دیا اور جو نوک قلم پر آیا لکھ دیا۔

تحدید ملکیت کا مسئلہ جماعت اسلامی نے یونہی بلاتحقیق نہیں لکھا۔ تین سال سے جماعت کی ایک منتخب مجلس علمی طور پر اس کی تحقیق کررہی تھی۔ مجھ سے بھی اس بارے میں پوچھا گیا تھا۔ میری ذاتی تحقیق اور رائے جو کچھ تھی اُن کے سامنے وہ بتانے کی بجائے میں نے مناسب بلکہ ضروری سمجھا کہ ملک کے ممتاز اہل علم سے استفتاء وتحقیق کرکے آخری منقح رائے اُن کو پیش کردوں۔ تاکہ وہ مجلس اس بارے میں جو فیصلہ کرے گی علماء کرام کی تحقیقات کی روشنی میں کرے گی۔ میں نے ملک کے پچاس ۵۰ علماء کرام کو مفصل سوال نامہ بھیجا۔ چنانچہ آپ حضرات

کے پاس بھی بھیجا گیا تھا۔ پورے ملک سے صرف تین جوابات تفصیلی اور بادلائل آئے اور انہوں نے کچھ محنت کر کے حوالے بھی لکھے اور انہوں نے تحدید کے عارضی جواز کی بات لکھ دی تھی۔ دو یا تین بالکل مختصر اور غیر اہم انداز میں جوابات آئے۔ جو **لا یغنی من الحق شیئاً** کے درجہ میں تھے۔ آپ کے دارالافتاء کا جواب بھی اسی زُمرے میں تھا۔ اور جواب ایسا لکھا گیا تھا جیسا کہ یہ ایک غیر اہم بات ہے اور کوئی اَن پڑھ پوچھنے والا مفتی صاحب سے ہاں اور نہیں کے بارے میں سوال کر رہا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا میں نے دوبارہ آپ کو لکھا۔ کہ مسئلہ اہم ہے حضرت مولانا صاحب خود تحقیق فرما کر اور دوسرے اساتذہ کرام کو بھی تحقیق و مطالعہ پر لگا کر مواد جمع کریں اور پھر مجھے مفصل جواب آپ لکھ کر اور علماء کی دستخطیں ثبت کر کے ارسال کیجئے۔ آپ نے مختصراً لکھا کہ مزید ہمیں فرصت نہیں فی الحال جتنا کچھ لکھا گیا ہے اس سے زائد ہم کچھ نہیں لکھ سکتے۔ آپ کے دونوں خطوط میرے پاس محفوظ ہیں اور بوقت ضرورت ان کو شائع بھی کر دوں گا۔ حیرانی ہوتی ہے کہ جن حضرات کو اس وقت جواب دینے کی فرصت نہیں تھی وہ رسالہ میں اتنی لمبی چوڑی تنقید کے لئے وقت نکال سکتے ہیں۔ ملک کے باقی مقتدر علماء کرام نے یا تو جواب ہی نہیں دیا۔ یا لکھا کہ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ان مسائل کی تحقیق کر سکیں جواب دینے سے معذور ہیں۔ چھ سات مہینے تک انتظار کرنے کے بعد پھر میں نے جتنی تحقیق کی تھی اور جس قدر کتابوں کے حوالے مرتب کر سکا تھا وہ میں نے لکھ کر اُس مجلس کے پاس بھیجدئے اور میں نے اپنی یہ رائے ظاہر کی۔ کہ موجودہ غیر فطری معاشی تفاوت اور اونچ نیچ کو اعتدال پر لانے کے لئے عارضی طور پر اگر تحدید کی جائے تو شرعاً جائز ہے۔ جواز کی دلیل میں قریباً ۲۵ یا ۲۷ حوالے مختلف کتابوں کے بالتفصیل پیش کئے۔ بعض دوسرے علماء کرام نے اُن کو مزید دلیلیں بھی پیش کر دیں۔ پھر تین چار روز تک اس پر مجلس کے ارکان بحث و تمحیص کرتے رہے اور آخر کار جواز تحدید کو درست قرار دیا گیا۔ اور پھر مجلس شوریٰ میں یہ بات پیش ہوئی اور اُس پر آزادانہ بحث ہوئی اور آخر کار منشور میں درج کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ درحقیقت تین سال کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ اور یہ بھی عرض کروں کہ اس بارے میں خود مولانا مودودی صاحب نے خود کم حصہ لیا ہے انہوں نے اپنی ذاتی رائے اس میں بالکل استعمال نہیں کی۔ جماعت اسلامی سے وابستہ علماء کرام کی رائے پر اعتماد کیا ہے۔ خواہ آپ مانیں یا نہ مانیں حقیقت یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ وابستہ علماء کرام میں بہت سے حضرات ایسے مستند اور محقق موجود ہیں۔ جن کے مقابلہ میں علمی طور پر کسی اور کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے تو صرف جمعیۃ علمائے اسلام ہی کو اہل حق کی جماعت سمجھا ہے اور صرف وہی اہل حق ہیں جو ہزاروی اور تھانوی گروپ ہو گئے ہیں۔ اور آپ کو صرف اِن اہل حق کی باہمی آویزش سے پریشانی ہے۔ لیکن واقعہ تو یہ نہیں بہت سے اہل حق ایسے بھی ہیں جو ان دونوں گروپوں سے باہر دین کی خدمت اعلیٰ درجہ میں کر رہے ہیں۔ باقی آپ حضرات کی طبیعت کا تو کوئی علاج نہیں۔ حق کو صرف اپنے اندر منحصر سمجھنا ہرگز درست نہیں۔

تھانوی گروپ کو بھی بادل ناخواستہ آپ اہل حق صرف اس لئے بتلاتے ہیں کہ دیوبند سے اُن کا تعلق ہے اور دیوبندی عصبیت ہی کا تقاضا ہے کہ اُن کو اہل حق کے زمرہ سے نہ نکالا جائے۔ یہ اُن کی خوش قسمتی ہے۔ اگرچہ اِن اہل حق کو وہ دوسرے اہل حق جن گالیوں اور الزام تراشیوں سے نوازتے ہیں اُن کو صحیح سمجھنے کی صورت میں اہل حق کہاں رہ سکتے ہیں۔

<u>حالات اور احکام میں تبدیلی:</u> آپ نے اپنے نقش آغاز جنگ آزادی کے موقع پر پارلمنٹری جمہوریت کو ناجائز قرار دینے اور اب جائز بتلانے اور عورت کی صدارت اور لاہوریوں کی عدم تکفیر کا مسئلہ بھی چھیڑا ہے اور چوٹیں کی ہیں۔ اگر مضمون شائع کرنے کی نوبت آئی۔ تو مضمون ہی میں ان سب باتوں کا تفصیلی جواب دے دوں گا۔ اور ساتھ ہی جنگ آزادی کی طویل تاریخ کی بہت سی مثالیں پیش کروں گا۔ کہ اِس قسم کے سیاسی مسائل میں پیش رو علماء کرام نے بھی حالات کی تبدیلی اور سیاسی فضا بدل جانے کی صورت میں احکام میں تبدیلی کی ہے۔ جو بظاہر سابقہ فتویٰ یا فیصلہ سے رجوع معلوم ہوتا ہے اور ایک مغالطہ دینے والا معترض ان باتوں کو بطور اعتراض پیش کر سکتا ہے لیکن

درحقیقت وہ نہ تو فتویٰ سے رجوع ہوتا ہے نہ فیصلہ کی تبدیلی۔ یا دینی حکم میں تحریف وتاویل بلکہ وہ حالات کی تبدیلی کی وجہ سے تازہ حالات کے مطابق اصل شرعی حکم اور فیصلہ۔ اور اگر اس کو آپ تحریف وتاویل کہیں گے۔ تو پھر میں آپ کے عدل وانصاف سے اپیل کروں گا کہ اُن سب لوگوں کو آپ مولانا مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کی طرح مجرم ٹھہرائیں جنہوں نے مختلف حالات میں اس قسم کے مختلف فیصلے کئے اور شرعی احکام صادر فرمائے۔

لاہوری مرزائی اور مودودی: لاہوریوں کی تکفیر وہ کس معنیٰ میں نہیں کرتا اور اس مسئلہ کی اصل حقیقت کیا ہے۔ اس سے قطع نظر آپ یہ بھی تو دیکھئے۔ کہ لاہوری مرزائی بھی اس "تکفیر نہ کرنے والے مودودی" کو اپنے لئے اور اپنے مشن کیلئے کس قدر خطرناک سمجھتے ہیں۔ اُن کا اخبار "پیغام صلح" دیکھئے کہ وہ مسلسل جماعت اسلامی کے خلاف لگا ہوا ہے۔ اور ہر پہلو سے وہ تنقید واعتراض کرتا اور جماعت کی مخالفت کرتا رہتا ہے۔ لیکن جو تکفیر کرنے والے حضرات ہیں ان کے فتوؤں کو پرکاہ کے برابر وقعت نہیں دیتا۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان فتوؤں کی پشت پر کوئی فعّال قوت نہیں۔ یہ صرف فتویٰ بازی ہے کہ مولوی صاحبان نے جاو بے جا بار بار کی فتویٰ بازی کر کے اس کی وقعت ختم کردی ہے۔ نیز لاہوری مرزائی جب یہ دیکھتے ہیں کہ جو مولوی صاحبان ہمارے خلاف کفر کا فتویٰ دیتے ہیں دوسرے وقت وہ یا اُن کا کوئی سفیر اُن کے پاس جا کر اپنے مدرسہ اور مسجد کیلئے چندے بھی طلب کرتے ہیں۔ تو اُن کی نگاہوں میں مولوی صاحبان کی فتویٰ کی وقعت باقی نہیں رہتی۔ اگر آپ فرمائیں کہ ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔ تو پھر میں ذرا کھل کر نام لے کر بتاؤں گا۔ کہ جہانگیرہ ملز کے لاہوری مرزائی مالکان سے کن کن مدارس اسلامیہ نے مدرسوں اور مسجدوں کے لئے چندہ لیا ہے۔ اور اگر پھر بھی آپ نے انکار کیا تو میں ثبوت کے ساتھ اسے شائع کروں گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ عدل وانصاف کے قائل ہیں اور اس کو خداوند تعالیٰ کا ایک حکم سمجھتے ہیں تو آئندہ پرچہ میں اسی تحدید ملکیت کے مسئلہ پر جمعیۃ علمائے اسلام ہزاروی گروپ کے منشور پر بھی اس طرح کھل کر تنقید کیجئے۔ نیز سوشلسٹ جماعتوں کیساتھ اُن کے عملی اشتراک کے خلاف بھی واضح الفاظ میں لکھ کر اُن کی روش سے نفرت کا اظہار کیجئے۔

(احقر سمیع الحق کے جانب سے دیا گیا جواب ○ تنقید کی ناوک افگنی مسائل واصول ومبادی میں تبدیلی کا فلسفہ)

احقر نے اس خط کے جواب میں مختصر عریضہ لکھا جس کا مسودہ حسن اتفاق سے مل گیا ہے اور یہاں اسے دیا جا رہا ہے۔

محترم المقام حضرت مولانا مفتی صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طویل گرامی نامہ ملا۔ پڑھ کر حیرت ہوئی کہ ایک مخلصانہ جذبہ پر مبنی تنقید آپ حضرات کے اس حد تک اشتعال کا موجب کیسے بنی۔ اور اس کے جواب میں آپ جیسے ثقہ حضرات بھی ذاتیات پر اُتر آئے ذرا انصاف سے کام لیکر آپ اپنے مجلّات و مطبوعات سابقہ ولاحقہ پر ایک نگاہ ڈالیں تو محسوس ہوجائے گا کہ اِس طومار تنقید کی ناوک افگنی سے متقدمین ومتاخرین میں سے کون ہے۔ جو نالہ کناں نہیں اور کون ہے جو بچ کر نکلا ہو۔ مگر اپنے آقا کے اوپر ذراسی تنقید بھی آپ کی طبیعت پر اتنی شاق گزرنے لگی ہے کہ اس کے جواب میں طعن وتشنیع پر مشتمل ایک دفتر تیار کر بیٹھے ہیں۔ آپ کا والا نامہ بھی اسی طرز کی غماز اور اول تا آخر تہدید اور دھمکیوں پر مشتمل ہے افسوس کہ اس تقلید ائمیٰ اور غلو عقیدت نے ایسے ایسے حضرات علم وفضل کو ذہنی پستی کے کس مقام تک پہنچا دیا ہے۔ فنعوذ باالله من الحور بعد الکور میری جو رائے تھی۔ اُسے میں نے ظاہر کردیا۔ اگر جمعیۃ کے منشور میں ایسی چیز ہے تو قابل گرفت وتنقید ہے مگر ان لوگوں کے دینی ثقاہت اور تصلب کے پیش نظر اسے فروگزاشت پر محمول کیا جاسکتا ہے جس سے شائد وہ رجوع کریں۔ مگر آپ حضرات نے تو بقول آپ کے تین سال کے محنت شاقہ کے بعد یہ رائے قائم کی ہے۔ لہٰذا جب مولانا نے بھی اسے پاس کرالیا ہے تو اب تقدیر مبرم کو کون مٹا سکے گا۔ جمعیت کے بارہ میں اس مسئلہ میں اگر میرا تذبذب رفع نہ ہوا تو انشاء اللہ میں حقیر رائے کے اخفاء کو کتمان حق سمجھ کر ضرور ظاہر کروں گا۔ رہا اس وجہ سے دارالعلوم اور الحق کے بارہ میں دھمکیوں اور بہت سی "ناگفتنیوں" کے اظہار کا مسئلہ تو اگرچہ ایک مخلصانہ علمی بحث وتنقید میں ایسی باتوں سے تہدید ثقاہت سے گھری ہوئی بات ہے۔ لیکن اگر آنجناب نے یہ فیصلہ کرلیا ہے تو بخوشی مگر اتنا عرض ہے کہ آپ کے ایک رفیق طریق بہت پہلے اس کام سے فارغ ہوچکے ہیں۔ اور اس طرح دارالعلوم کی نیک نامی اور ترقیات ظاہرہ وباطنہ کا کافی سامان مہیا کرچکے ہیں۔ بے شک آپ اس پر حاشیہ آرائی کیجئے مگر ہمارا ردعمل وہی ہوگا جو اُن کے سعی کے بارہ میں تھا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر۔ آپ کے ترکش میں جو تیر باقی ہوں وہ بھی چلا دیجئے۔ ع سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی، آپ کے گرامی نامہ میں مدارس عربیہ کے بارہ میں اپنے رویہ پر نظر ثانی کرلینے کی دھمکی موجود ہے۔ بے شک آپ اور آپ کی جماعت اس سد سکندری کو اپنے راہ سے ہٹانا چاہے گی کہ یہاں سے اسلاف کے دین اور آبرو پر مر مٹنے والوں کی فوج ظفر موج نکل نکل کر اسلام کے دفاع کا فریضہ ہر قرن میں انجام دیتی آرہی ہے۔ اور اب بھی ان

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

۲۔تحدید ملکیت زمین کے شرعی جواز کے سلسلہ میں اگر آپ میرا مفصل مضمون رسالہ میں شائع کرنے پر آمادہ ہوں تو تحریر فرمایئے گا کہ میں وہ مضمون تیار کر کے بھیجوں اور آپ اُسے شائع کر دیں۔ بے شک اگر آپ کو اس سے علمی اختلاف ہو تو دلائل کے ساتھ آپ پھر اس کی تردید کر دیجئے۔ میں اس کو پسند کروں گا۔ نیز آپ نے اس نقش آغاز میں مولانا مودودی صاحب پر جو چوٹیں کی ہیں۔ اُن کا جواب بھی تیار کروں گا آپ رسالہ میں اُسے بھی شائع کیجئے اور اگر آپ پھر اس کی تردید کرنا چاہیں تو بے شک کیجئے۔ اور اگر ان باتوں کیلئے آپ تیار نہیں۔ ایک ماہ تک میں آپ کے جواب کا یا رسالہ میں مضمون شائع کرنے کا انتظار کروں گا۔ اگر اطمینان بخش صورت سامنے نہ آئی۔ تو پھر میں اپنے اس خط کا بھی حوالہ دے کر جوابی مضمون مختلف رسائل واخبارات میں شائع کروں گا آپ حضرات کو پھر شکایت نہ ہونی چاہیے اور اس مضمون میں کوشش تو کروں گا کہ کوئی ایسی بات نہ آئے جو دارالعلوم حقانیہ کیلئے نقصان دِہ ثابت ہو۔ لیکن پھر ایسی " قلمی جنگ " میں ناگزیر ہے کہ بعض ایسی باتیں منظر عام پر لانی پڑیں گی جو ناگفتنی ہیں۔ "الحق" کو سرمایہ داروں کی سرپرستی کس قدر حاصل ہے۔ اشتہارات کے پردے میں کارخانہ دار سرمایہ دار کیا کچھ اثرانداز ہو رہے ہیں۔ یہ عمدہ کاغذ کس سرمایہ دار کے ہاں سے کس غرض کے لئے مفت مہیا کیا جا رہا ہے۔ جمعیۃ علمائے اسلام کے معتمد ومستند ارکان کے حوالوں سے یہ سب باتیں پھر سامنے آئیں گی۔

امید ہے کہ آپ مجھے اس کے جواب سے مطلع فرمائیں گے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں تسلیمات مسنونہ عرض کر رہا ہوں۔ والسلام احقر سید سیاح الدین عفا اللہ عنہ

(۷)

۱۹۷۴ء (قادیانی اقلیت قرار دیئے جانے کا فیصلہ اور اہل علم کے مکمل اتحاد کی ضرورت)

بہ خدمت اقدس جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہم ودامت افضالہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تسلیمات مسنونہ کے بعد عرض ہے کہ الحمدللہ تعالیٰ، مسلمانان پاکستان (علماء کرام مشائخ عظام، سیاسی جماعتوں کے لیڈروں۔ عزیز طلبہ، تجّار وصنّاع اور دوسرے تمام طبقوں) کے اتحاد واتفاق اور مشترکہ جدوجہد کے نتیجے میں اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے ہم کو عظیم کامیابی نصیب فرمائی اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے مرزائیوں (قادیانیوں اور لاہوریوں) کو آئین پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا

(گزشتہ سے پیوستہ) مدارس کا فیض ہے کہ ینفون عن دین اللّٰہ تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تاویل الجاھلین مگر واضح رہے کہ خدائے حی وقیوم دین کے ان بے بضاعۃ اداروں کا نگہبان ہے۔ آپ کی جماعت کی تحسین و تقبیح کا کوئی اثر نہیں پڑ سکے گا انشاء اللہ مدارس عربیہ کے اندرونی خبایا واسرار کے بارہ میں ایسا تصور اگر علی گڑھ اور کیمبرج سے نکلے ہوئے کسی اپٹوڈیٹ کا دیکھنے میں آتا تو اتنی حیرت نہ ہوتی جوان ہی مدارس عربیہ میں پروان چڑھے ہوئے ایک بزرگ کی تحریر میں جھلکتی نظر آئی انا للّٰہ و انا الیہ راجعون. جہاں تک تحدید ملکیت کی تائید میں آپ کے سہ سالہ کاوشوں کا تعلق ہے۔ میں اُسے بہر حال کمیونزم کی خدمت سمجھوں گا۔ اور آپ اپنی اس تحقیق انیق کو بھٹو اور بھاشانی کی خدمت میں بھیج کر یقیناً داد تحسین پا سکیں گے۔ مگر اُس محنت کا ثواب کارل مارکس، اینگلز اور ماؤزے تنگ کے ارواح خبیثہ کو بخشنا نہ بھولیں۔ آپ کے والا نامہ کے آخری حصہ کا تعلق زیادہ تر حالات اور ظروف کے تبدیلی کے ساتھ ساتھ از روئے حکمت عملی مسائل اور احکام میں تبدیلی کی گنجائش نکالنے سے ہے اور شائد آپ اسکی مبسوط شرح میں اسے منقح اور مدلل کر کے پیش کریں گے آپ کی مرضی مگر میری دردمندانہ التجاء بہر حال یہ ہے کہ خدارا یہ انداز اصول ومبادی دین کے بارہ میں اختیار نہ کیجئے۔ اس کا اثر متصلبین فی الدین پر تو نہیں پڑے گا۔ مگر ڈاکٹر فضل الرحمان اور اسکی ذریت متجددین ومستشرقین اور اُن کے قائدین الحاد وتجدد۔ گولڈزیر شاخت اور استھ کے ارواحِ خبیثہ کی تسکین کا سامان ہو جائے گا۔ تحدید ملکیت کے بارہ میں اگر آپ ۲۷۔۲۸ حوالے جمع کر سکتے ہیں تو آگے تحدید نسل اور تحدید ازدواج کی باری آئے گی۔ کیونکہ اس کی " گنجائش " تو بہر حال تحدید ملکیت کے مسئلے سے زیادہ نکالی جاسکتی ہے۔ آخر میں ایک کم سواد طالب العلم اور بے بضاعۃ انسان کو چند طالب العلمانہ سطور پر اتنی سرزنش کرنے اور راہ راست پر لانے کے مساعی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اتنی گزارش ہے کہ ایک نالائق طالب العلم اور پھر ایک پراگندہ بال واشغال ناتوان انسان آپ کے اُس " قلمی جنگ " کی سکت نہ رکھنے اور موقع نہ پانے کی وجہ سے شاید آپ کے اس جذبہ مبارزت کی تسکین نہ کر سکے اسلئے پیشگی معذرت قبول فرمالیں تو کرم ہوگا۔ والسلام: سمیع الحق

بنیادی اور دیرینہ مطالبہ بھی پورا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے انتظامی اور قانونی مطالبات پورا کرنے کا بھی پختہ وعدہ کیا گیا اور یہ بہت بڑی فتح مبین ہے جو اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد سے مسلمانانِ پاکستان کو نصیب ہوئی ہے اور دوسری دینی فتح یابیوں کے لئے ایک دروازہ کھل گیا ہے۔ اس عظیم کامیابی پر میں خود اپنی طرف سے اور ارکانِ جمعیت اتحاد العلماء پاکستان کی طرف سے آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس عظیم کامیابی پر اُن علماء کرام، مشائخ عظام اور شہداء ختم نبوت کی مقدس روحیں آج عالم برزخ میں یقیناً بہت خوش ہوں گی۔ جنہوں نے لعین مرزائے قادیانی کے دعاویٔ باطلہ کے وقت سے لے کر اب تک ہر دور میں اور پاک و ہند کے لئے ہر طرح کی جدو جہد کرتے رہے ہیں جنہوں نے تصانیف و تقاریر اور مناظروں کے ذریعہ اس گروہ کا مقابلہ کیا جنہوں نے اموال و اوقات اسی کام میں صرف کئے جنہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جنہوں نے جانیں قربان کر کے حیاتِ جاودانی حاصل کی اور ہمارے اس اتحاد و اتفاق پر بھی وہ یقیناً انتہائی مسرور و شاداں ہوں گے جس کے نتیجے میں یہ عظیم الشان تاریخی کامیابی ہم کو حاصل ہوئی ہے۔

خوشیوں اور مسرتوں اور شکر گزاری کے اس موقع پر ہدیہ تبریک و تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ میں آپ جیسے بزرگوں کی خدمت میں یہ درخواست بھی پیش کرتا ہوں کہ اہل علم طبقہ کے ہر مکتب فکر کے اس بے نظیر اور تاریخی اتحاد و اتفاق کو اسی طرح قائم و دائم رکھا جائے اور شیطان لعین کو بالکل موقع نہ دیا جائے کہ وہ وسوسہ اندازی کر کے اور باہمی غلط فہمیاں پیدا کر کے پھر فرقہ وارانہ شقاق و خلاف پیدا کر کے اور ہماری اس مشترکہ مجلس عمل کو منتشر کر دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شیاطین الجن والانس دونوں کو ہمارا یہ تاریخی اور بے نظیر اتحاد ہرگز گوارا نہیں اور وہ اس کو ختم کر کے ہم کو پھر پارہ پارہ کرنے کی بے شمار ابلیسانہ چالیں چلانے کی کوشش کریں گے۔ لیکن ہم کو چاہئے کہ مؤمنانہ فراست سے ان چالوں کو سمجھ کر اُن کو کسی طرح کامیاب نہ ہونے دیں اور اس اتحاد و اتفاق اور ہم آہنگی کو اسی طرح باقی رکھ کر مجلس عمل کی سرکردگی میں مملکت پاکستان کے اندر مکمل اسلامی نظام قرآن و سنت کے مطابق (جیسا کہ آئین میں تسلیم کیا گیا ہے) عملاً جاری اور ہر شعبہ زندگی میں نافذ کرائیں اور ایسی فضا پیدا کریں کہ اسلام کے سوا اس ملک میں کسی بھی اور "ازم" کا کوئی نام تک بھی نہ لے سکے۔ اور دوسرے "ازموں" کے پرستار اور خواہش مند خس و خاشاک کی طرح بہ کرنیست و نابود ہو جائیں۔ قادیانیت کے اس مورچہ پر اس فتح مندی کے بعد اب باطل کے دوسرے کمین گاہوں پر حملہ آور ہو کر باطل کے سپاہیوں کو شکست دینا چاہیے۔ اور ضروری ہے کہ حق کی حمایت اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے متحدہ اور مشترکہ طاقت و قوت سے پاکستان میں یہ منظر پیش کریں کہ **بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه فاذاهو زاهق** میں اُمید کرتا ہوں کہ مبارکباد کے ساتھ ساتھ آپ میری اس درخواست کو بھی قبول فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور وہ اپنے فضل و کرم سے ہم ناتوانوں کو نصرتِ دینِ متین اور جہاد فی سبیل اللہ کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

والسلام　　احقر سید سیاح الدین کاکاخیل عفی عنہ

(۸)

یکم مارچ ۱۹۷۵ء　(اسیر مالٹا مولانا عزیر گل کے بارہ میں افتراءات کا جواب)

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مصروفیات بہت زیادہ اور متنوع ہیں اور اوقاتِ کار منضبط نہیں اس لئے کسی کام کیلئے اور خاص کر لکھنے کے لئے وقت بالکل نہیں ملتا۔ گل دادا[1] کے بارے میں مضمون بہت ضروری تھا مگر تاخیر ہوگئی۔ متفرق

---

[1] اسیر مالٹا مجاہد اعظم مولانا عزیر گل کاکاخیل جسے خاندان میں گل دادا کہا جاتا تھا ایک ناہنجار شخص نے غلط بیانی کر دی تھی جسکی تفصیل مکتوبات مولانا اسعد بنام سمیع الحق کے حاشیہ میں مل سکتی ہے۔

نشتوں میں قلم برداشتہ جو کچھ لکھا وہ آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ یہ پہلی قسط ہے۔ دوسری قسط جس میں عبدالرحمان کی "دلائل ثبوت" کا ترتیب وار جواب ہوگا وہ ابھی لکھ رہا ہوں۔ میری عادت بھی تفصیل سے لکھنے کی ہے اور یہاں تو میں نے ضرورت بھی محسوس کی اس لئے مضمون لمبا تو ہو گیا۔ مگر آپ اپنے رسالہ کے قیمتی صفحات کو نہ دیکھئے بلکہ مضمون کی اہمیت کو دیکھئے اس لئے سارا کا سارا شائع کیجئے۔ عنقریب دوسری قسط بھی بھیج دوں گا۔ یہ کسی اور سے نقل کرادی ہے۔ میں چارروز سے صاحب فراش بیمار ہوں۔ یہ عریضہ بھی بستر علالت پر لیٹے لکھ رہا ہوں۔ اس نقل شدہ کو پورے طور سے دیکھنے اور تصحیح کرنے کا موقع نہیں۔ آپ غور سے دیکھ کر کہیں غلطی دیکھیں درست کریں۔ اگر یہ قسط آپ کے رسالہ کی ایک کاپی میں آسکتی ہو تو بہتر یہ ہوگا۔ کہ آپ کتابت مستقل ایک کاپی میں کرادیں۔ اور صرف وہ کاپی ۲۰۔۳۰ زیادہ طبع کرادیں۔ اس کی قیمت میں ادا کروں گا۔ وہ کاپیاں آپ مجھے بھیج دیں۔ بار بار نقل کرنے کی مجھے فرصت نہیں۔ بعض اور رسائل و ہفتہ وار اخبارات کو وہی بھیجدوں گا۔ کہ وہ سارا مضمون یا اس کا ضروری خلاصہ وہ شائع کردیں گے۔ "الحق" دیوبند اور دہلی جاتا ہوگا۔ اُن کے علاوہ بھی جہاں میں ضروری سمجھوں گا۔ وہی بطور کاپی بھیج دوں گا۔ طبیعت ٹھیک نہیں خدا کرے کہ درست ہو جائے تو وطن آنے والا ہوں موقع ملے تو شائد اکوڑہ بھی آجاؤں۔ اب تو میرا دارالعلوم حقانیہ میں آنا آپ کے ہاں ممنوع اور جرم تو نہ ہوگا آپ داخلہ کی اجازت دیدیں گے۔ حضرت مولانا صاحب اور دیگر اساتذہ کی خدمت میں تسلیمات مسنونہ عرض کررہا ہوں۔

فقط والسلام　احقر سید سیاح الدین کاکاخیل جامع مسجد لائلپور شہر

(۹)

۳ اپریل ۱۹۷۵ء　(مفتی سیاح الدین کے جوابی تفصیلی مضمون کی الحق میں اشاعت)

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا گرامی نامہ کافی دن ہوئے موصول ہوا تھا۔ آپ نے اپریل کے پرچہ میں مضمون شائع کرنے کا وعدہ فرمایا تھا امید ہے کہ اس پرچہ میں وہ شائع ہوگا۔ یہ مضمون کراچی بھی بینات میں شائع کرنے کیلئے ارسال کیا تھا۔ چندروز ہوئے۔ عزیزم مولوی عبداللہ صاحب کا خط آیا۔ کہ مضمون مولانا بنوری صاحب کو پسند آیا بہت خوش ہوئے اور اپریل کے پرچہ میں شائع کردیا جائے گا۔ آپ کو خط کا جواب دیر سے دے رہا ہوں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ گھر والوں کی بیماری کی وجہ سے پریشان خاطر بھی ہوں اور عدیم الفرصت بھی مدرسہ کے ضروری اسباق کے لئے بھی بمشکل وقت نکال لیتا ہوں۔ دوسری قسط لکھ چکا ہوں اور آپ کے لئے اس کی نقل بھی کرائی ہے۔ تکمیل ابھی باقی ہے۔ مضمون میں چند ایسی باتیں تھیں۔ جس کا مجھے علم تھا اور اس لئے لکھ دی ہیں مگر مزید تحقیق کے لئے میں نے عبدالرؤف صاحب[1] کو خط لکھا ہے کہ کسی طریقہ سے گل دادا سے ان امور کی مزید تحقیق کی جائے۔ مقصد یہ تھا کہ ہر بات تحقیقی ہو۔ ہفتہ عشرہ تک اگر اُس نے جواب دیا تو بہتر ورنہ سابقہ معلومات کے مطابق لکھ کر یہ دوسری قسط آپ کو ارسال کردوں گا۔ مئی کے پرچہ میں وہ دوسری قسط ضرور آجائے۔ میں ۲ مارچ کو وطن گیا تھا۔ اور ۱۱ رکو واپس آیا ہوں۔ گھر والوں کی بیماری کی وجہ سے نہ آپ کے ہاں باوجود ارادہ کے آسکا نہ گل دادا کے ہاں جاسکا۔ ۱۱ رکو گھر والوں کو ساتھ لے کر واپس آیا ہوں۔ مدرسہ کے اسباق اور دوسری ذمہ داریاں بھی ہیں۔ پریشان خاطری بھی ہے۔ اور دوسری طرف اب قویٰ بھی مضمحل ہو رہے ہیں زیادہ کام نہیں ہوسکتا۔ مولوی عبدالرحمان کے بارے میں جو کچھ میں نے لکھا ہے واقعہ یہ ہے کہ یہ اصل حقیقت کی پوری تعبیر سے بہت ہی کم ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ الفاظ کا مستحق ہے اس کی سیرت و کردار، اخلاق اعمال عقائد سب امور کے بارہ میں اس سے بھی زیادہ کہا جاسکتا ہے اور کہنا چاہیے۔ اس تردیدی مضمون لکھنے میں اب تک تاخیر بھی اس لئے ہوئی ہے کہ میں اس پاگل کے نوشتہ کو اہمیت نہیں دینا چاہتا تھا۔ یہ خیال نہیں تھا کہ اس سے بھی لوگ گمراہ

[1] مولانا عزیر گل اسیر مالٹا کے فرزند

ہوں گے۔مگر وہی تمثنی والی بات ہوئی کہ

وقد ضل قوم باصنامھم. واما بزق ریاح فلا

فتلک صموت وذانا طق. اذا حرکوہ فسا اوھذیٰ

مرتب کتاب عبدالرحمان کی حالت: دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ اصل حقیقت کے اعتبار سے وہ جن الفاظ تقبیح وتذلیل کا واقعی مستحق ہے اور جن الفاظ کے ذریعہ اس کی سیرت وکردار اور اعمال واخلاق کی پوری تعبیر کی جاسکتی ہے۔میں اپنے مزاج اور افتادطبع کی بناپر اپنے قلم سے وہ لکھ نہیں سکتا تھا۔اس قسم کے مضمون کو اپنی حیثیت سے فروتر سمجھ رہا تھا۔اب یہ مضمون لکھنے لگا تو ایک ذہنی کشمکش رہی۔ضروری تھا کہ اس کی سیرت وکردار زراندوزی وعیاشی اور افیون وچرس اور سگریٹ نوشی کا پورا پورا ذکر کر کے اس کا اصل مقام بتلا دیا جائے کہ اس بے حیا شخص کو افسانہ طرازی اور کذب وافترا میں کس قدر " کمال" حاصل ہے۔لیکن یہ ساری باتیں میں اپنے قلم سے لکھ نہیں سکتا تھا۔اپنا مزاج یہ نہیں۔الغرض اس ضرورت کے احساس اور اپنی افتادطبع کے درمیان کشمکش رہی اور ایسی حالت میں کچھ پہلی قسط میں لکھا اور کچھ دوسری قسط میں لکھ دیا ہے۔آپ حضرات اسے محسوس نہ کریں۔اور کہیں یہ فتویٰ نہ لگادیں کہ میرے قلم نے بے اعتدالی سے کام لیا ہے۔اور جوش غضب میں ہوش کو ہاتھ سے جانے دیا ہے۔میں اُسے ۳۳ سال سے جانتا ہوں انتہائی فضول درجے کا شخص ہے۔آج کل تو سوشلسٹوں کے نظریات کے فروغ میں لگا ہوا عام علماء تو کیا ائمہ مجتہدین تک کو معاف نہیں کرتا۔اور صحابہؓ کو تو خاص کر جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے ایجنٹ قرار دینے میں باک محسوس نہیں کرتا۔

آپ نے اسعد میاں صاحب اور مولانا محمد میاں صاحب کے خطوط طلب فرمائے ہیں۔کہ میں اُن کا فوٹوسٹیٹ کاپی لے کر رکھتا ہوں۔میرے خیال میں تو اس کی خاص ضرورت نہیں مگر آپ کی طلب کی بناپر بھیج رہا ہوں۔یہ چونکہ مجھے مولوی عبداللہ کاکاخیل صاحب نے دئے ہیں۔اُن کی امانت ہے۔اس لئے آپ اِن کو پڑھ کر فوٹو لے کر اپنے ہاں محفوظ رکھیں اور ڈاک کے ذریعہ پھر مجھے یا مولوی عبداللہ صاحب کو ضرور واپس کریں ممکن ہے وہ اصل خطوط اپنے ہاں محفوظ رکھنا ضروری سمجھتے ہوں۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ اور دوسرے اساتذہ مدرسہ کی خدمت میں سلام مسنون قبول ہو۔آپ جب "مہربان" تھے اور مجھے مفت خوان مفتی سمجھ کر الحق بھیجا کرتے تھے۔اُس دور کے رسائل کے فائل میں نے مرتب کر کے مجلد کئے ہیں۔اور آپ کی یادگار کے طور پر محفوظ کئے ہیں۔دو تین جلدوں میں کچھ رسائل کی کمی ہے لہٰذا فائل مکمل نہ ہونے کی وجہ سے اُن کی تجلید نہ کرسکا۔اگر آپ پھر حسب سابق "مہربان" ہوسکتے ہوں۔اور مولانا غلام غوث صاحب کا خوف اب آپ کے قلوب سے نکل چکا ہو تو میں اُن شماروں کی فہرست لکھ کر بھیجوں گا آپ دفتر میں وہ رسائل تلاش کر کے مجھے بھیج دیں تو فائل مکمل ہو جائے گا۔آپ اس کا جواب دیں گے تو پھر فہرست لکھ کر بھیجوں گا۔

فقط والسلام احقر سیاح الدین کاکاخیل عفی عنہ جامع مسجد لائل پور شہر

(۱۰)

۱۳/اپریل ۱۹۷۵ء (تحریک ریشمی رومال اور مولانا عزیر گل کے بارہ میں غلط بیانی کی تردید)

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔الحق رسالہ اور گرامی نامہ دونوں موصول ہوئے۔کرم فرمائی کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور دُعا بھی۔مضمون اگرچہ طویل ہوگیا ہے۔لیکن واقعہ یہ ہے کہ دل کا بھڑاس پھر بھی نکالا نہیں جاسکتا۔"الحق" کے صفحات تو حق کی اشاعت ہی کے لئے ہیں۔اگر اس میں یہ احقاق حق ذرا طویل چھپ جائے اور صفحات گھیر لے تو آپ محسوس نہ فرمائیں۔

احادیث کی رو سے تو کسی بھی مومن پر بہتان تراشی کی مدافعت میں کچھ کہنے اور کرنے کو بہت بڑا کار ثواب قرار دیا گیا پھر اس مجاہد کبیر اور مخلص ترین عالم کے بارے میں افتراءات کے مجموعہ کی جواب دہی اور اُن کی مدافعت میں کچھ چھاپا جائے تو موجب اجر و ثواب ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق دی کہ چند سطریں لکھ دوں تو آپ کو بھی توفیق دی کہ آپ وہ شائع کردیں۔ جتنے لوگ پڑھیں گے اور اُن کا ذہن صاف ہوگا تو آپ کو بھی ثواب ملے گا۔ مقصد یہ ہے کہ تطویل سے نہ گھبرایئے۔ دوسری قسط ارسال کررہا ہوں۔ یہ بھی طویل ہے۔ اور قصداً طوالت کی ہے۔ اور تیسری قسط بھی ہوجائے گی۔ وہ مسودہ تو لکھا ہے مگر اُس میں آپؒ کی اہلیہ مرحومہ کے اسلام لانے اور نکاح وغیرہ کا بھی تفصیلی ذکر ہے معلوم نہیں کہ مولانا مدظلہ کو یہ تفصیل گوارا ہوگی یا نہیں اس لئے ابھی صاف نہیں کیا یا تو کسی طریقہ سے استمزاج کروں گا۔ یا تو کل بر خدا اظہار حق کی نیت سے اگلی قسط بھی بھیج دوں گا۔ انشاء اللہ تین قسطوں میں مکمل ہوجائے گی۔ عبدالرحمٰن کا کچا چٹا اور اسکی سیرت واخلاق اور افیونی اور چرسی ہونے کا ذکر کرنا ضروری تھا۔ اگر روایات حدیث کے سلسلہ میں جرح کیا جاسکتا ہے۔ تاکہ موضوعی احادیث کا سدباب ہو تو اس بارے میں بھی بالکل مبنی بر حقیقت جرح میں کوئی حرج نہیں۔ بے شک آپ بھی تمہید میں اس بات کو تازہ کردیجئے۔ کہ عبدالرحمان کے بارے میں اگر کچھ الفاظ کی سختی برتی گئی ہے تو مقالہ نگار نے اعتذار کیا ہے۔ کہ اُس نے جو گستاخی کی ہے اس کی بناء پر ضروری تھا کہ اُس کی سیرت وکردار اور اخلاقی حالت کو واضح کرکے بتادیا جائے کہ اس وضع وقماش کے آدمی کی ایسی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس قسط میں بھی اس کے احوال، کوائف اور موجودہ مشاغل کچھ لکھ دیئے ہیں۔ ضروری سمجھیں تو آپ اس پر حاشیہ میں نوٹ دیجئے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ضرورت نہ سمجھیں تو نہ لکھیں۔

مولانا اسعد میاں صاحب کا خط اور مولانا محمد میاں صاحب کا خط پہلے لفافہ میں ڈالنا بھول گیا تھا۔ ابھی ارسال کررہا ہوں۔ آپ دونوں کو محفوظ رکھئے یا فوٹو کاپی لے کر مجھے یہ دونوں واپس کیجئے۔ کیونکہ یہ عزیزم عبداللہ صاحب کی طرف سے امانت ہے اُس کو واپس کروں گا۔

میں مصروف بہت ہوں۔ مدرسہ کے اسباق اور انتظامی امور کی نگرانی کے علاوہ لوگوں کی آمد و رفت اور فتاویٰ کا کام بھی ہوتا ہے۔ اب صحت اچھی نہیں رہتی۔ اکثر کوئی نہ کوئی عارضہ بھی لاحق ہوتا ہے۔ گھر والوں کی مستقل بیماری کی وجہ سے بھی پریشانی لاحق ہے۔ آپ دعا کریں اور کرائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ دونوں کو نصیب فرماکر پریشانی دور کرے اور خدمت علم و دین کی مزید ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ میں کسی وقت فہرست بنالوں گا کہ "الحق" کے کون سے شمارے میرے فائل میں کم ہیں۔ اگر دفتر میں ہوں تو بھیج دیں میں ہر ششماہی کا فائل مجلد کرکے رکھ دیتا ہوں۔ حضرت مولانا صاحب اور دیگر اساتذہ مدرسہ کی خدمت میں تسلیمات مسنونہ عرض کررہا ہوں۔ مضمون کے پہنچنے کے بارے میں اگر اطلاع آپ دے دیں تو اطمینان ہوجائے گا۔ والسلام احقر سید سیاح الدین کاکاخیل عفی عنہ

نوٹ: کتابت کے بعد تصحیح آپ خود یا کسی سمجھدار سے کرادیں۔ اس مضمون میں بھی بعض غلطیاں رہ گئی ہیں۔ مثلاً ایک جگہ اِختلاق کو اختلاف لکھا گیا ہے۔ کاپی کی تصحیح کرنے سے ایسی غلطیاں درست کی جاسکتی ہیں۔

(۱۱)

۱۴ مئی ۱۹۷۵ء (عبدالرحمان کی کارستانیاں اور مولانا عزیر گلؒ کا دفاع)

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از سلام مسنون عرض ہے کہ آپ کا ارسال کردہ گرامی نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری اور کرم فرمائی کا شکریہ۔ آپ راولپنڈی ہی میں تھے۔ اور ملاقات نہیں کی اور یہ عجیب جملہ لکھ دیا کہ "جرأت نہیں کی" اس میں جرأت کی کونسی بات تھی اور آپ کو ڈر کس بات کا تھا۔ یوں لکھتے۔ کہ اتحاد العلماء کی کانفرنس میں یا اس کے قریب جانا گوارا نہیں تھا۔

اور موجودہ حالات میں یہ بات میرے لئے قابل افسوس ہے۔ بہر حال مضٰی ما مضٰی۔ آئندہ ایسا موقع مل جائے۔ تو ضرور جرأت کیا کریں۔ تیسری قسط بھی ارسال کر رہا ہوں۔ اس کی تکمیل ابھی تھوڑی سی باقی ہے وہ بعد میں لکھ کر بھیجوں گا۔ بینات میں تھوڑا حصہ چھپ سکا۔ بقایا اب وہ شائع کریں گے۔ تصحیح کی انہوں نے بھی کوشش نہیں کی۔ بہت سی کتابت کی غلطیاں اس میں بھی پائی جاتی ہیں۔ میں نے حافظ مولوی عبداللہ صاحب کو لکھا ہے کہ کتابت کے بعد کاپیوں کی تصحیح وہ خود کریں۔ مجھے باہر سے متعدد خطوط آئے ہیں جن میں اس مضمون کی ضرورت واہمیت تسلیم کر کے لکھے ہوئے کی تحسین کی گئی ہے۔ کل ہی اکبر پورہ سے ایک صاحب کا نہایت ہی حوصلہ افزاء خط آیا ہے اُس نے لکھا ہے کہ اتنی تفصیل کے ساتھ لکھو کہ مولانا مدظلہ کی پوری سوانح عمری اس میں آجائے۔ بعض حضرات نے مشورہ دیا ہے کہ بعد میں اس کو کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ البتہ زبانی طور پر بعض نے مجھے خود کہا اور بعض کا بالواسطہ یہ قول پہنچا۔ کہ عبدالرحمٰن کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ بالکل ایک حقیقت ہے۔ اس میں مبالغہ بھی نہیں۔ مگر ایک تو اُس کو اتنی اہمیت بھی نہیں دینی چاہیے تھی۔ اور دوسری بات یہ کہ آپ کے علم وحلم اور ثقاہت کے خلاف تھا کہ اس انداز سے آپ لکھتے۔ بہر حال یہ اُن کی رائے ہے اور مخلصانہ ہوگی حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب خود تو مجھے نہیں ملے نہ فون پر گفتگو ہوئی۔ لیکن پرسوں کسی نے بتایا کہ وہ بھی اس قسم کا تبصرہ کر رہے تھے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ''الحق'' اور ''بینات'' نے اسے کیوں شائع کیا۔ ممکن ہے آپ کو خط بھی لکھا ہو۔ وہ خطوط نویسی میں بھی بڑا چست ہے۔ مجھے مل جائے تو اس کی تسلی کرادوں گا۔ آپ اُس کی رائے سے متأثر نہ ہوں۔ ہر بات پر تنقید وتبصرہ اور اپنی رائے پر بہر حال اصرار اُس کی عادت ہے۔ اور رائے میں انفرادیت وہ ضرور باقی رکھنا چاہتا ہے۔ دوسری قسط میں بھی عبدالرحمان صاحب کی کارستانیوں کا ذکر آ گیا ہے۔ اور آنا چاہیئے تھا یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ میں طبعاً متحمل ہوں۔ کسی معاملہ میں بھی شدت وحدت سے کام نہیں لیتا۔ مگر میری رائے یہ ہے کہ جب تک عبدالرحمٰن کی پوری حقیقت بیان نہ کی جائے اور اس کی زندگی کے سارے نشیب وفراز واضح نہ کئے جائیں اس کتاب اور اُس کے مندرجات کی اہمیت ختم نہیں ہوسکتی میں نے محض اس ضرورت کی بنا پر یہ سب کچھ لکھا ہے ورنہ میرے ہاں تو واقعۃً وہ قابل ذکر نہیں۔ کوشش کیجئے کہ دوسری اور یہ تیسری قسط صحیح کتابت کے ساتھ آجائے آپ تکلیف کر کے خود الفاظ کی تصحیح کیجئے۔ یہ نقل میں کسی اور سے کرا رہا ہوں اسلئے شائد بعض الفاظ صاف نہ ہوں اور کاتب کو غلط فہمی ہوجائے۔ ''الحق'' کے پرچے انڈیا تو جاتے ہیں۔ وہاں کے جو بعض مقامات یا اشخاص کو آپ اہم سمجھتے ہوں اور اس سے قبل ''الحق'' اُنکے نام نہیں جارہا۔ تو آپ اُن کے نام پرچے بھیج دیجئے اور اُن پرچوں کی قیمت میں ادا کروں گا۔ ''الجمعیۃ'' کو خط لکھوں گا کہ جتنے پرچوں میں پورا مضمون شائع ہوجائے۔ وہ سارے پرچے یہاں مجھے بھیجدیں۔ آپ کے ہاں اخبار آرہا ہو تو آپ بھی محفوظ رکھیں۔ اگر مجھے نہ پہنچ سکیں تو آپ کے ہاں تو موجود ہوں گے۔ سرحد میں نئی وزارت بن گئی ہے۔ آپ کے تو سب مُرید ہیں۔ نصر اللہ[1] کی وزارت میں صوبے کا کیا حال ہوجائے گا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ خدا کرے کہ امن وامان قائم ہو اور لوگوں کی روحانی اور اخلاقی حالت کے ساتھ ساتھ معاشی اطمینان بھی حاصل ہوجائے۔

حضرت مولانا صاحب اور دوسرے اساتذہ مدرسہ کی خدمت میں سلام مسنون عرض کرتا ہوں۔ فقط والسلام

آپ خط بہت عجلت میں لکھتے ہیں آپ بعض الفاظ ایسی جلدی لکھ دیتے ہیں۔ کہ سمجھ میں نہیں آتے۔ معلوم نہیں کہ عادت ایسی ہے۔ ایسی

---

[1] نصر اللہ خٹک جوان دنوں بھٹو کے حکومت میں صوبائی وزیر اعلیٰ تھے۔ اسی ٹرم کے آخر میں شیخ الحدیث کے مقابلہ میں الیکشن ہار گئے۔

صورت میں تو کاتب کو بھی بڑی تکلیف ہوتی ہوگی۔ایک دومنٹ مزید قربانی کر کے خط صاف لکھا کریں۔مزید مہربانی ہوگی۔

"الحق" کے پرچے جس زمانہ میں آپ مجھے میرے نام بھیجتے رہے۔میں محفوظ کرتا رہا بعد میں چھ چھ پرچوں کا فائل مجلد کر کے رکھا ہے۔کچھ شمارے درمیان میں نہیں مل رہے تھے۔لہٰذا نامکمل ہونے کی وجہ سے اُن کی تجلید نہیں کر سکا۔اور وہ رسالے ابھی تک غیر مجلد پڑے ہوئے ہیں۔محفوظ کرنے کیلئے اُن کو مجلد کرنا بھی ضروری ہے۔اس لئے جو پرچے کہیں گم ہوئے ہیں یا کوئی لے گیا ہے اور مجھے یاد نہیں رہا اس کی فہرست ارسال کر رہا ہوں۔اگر آپ کے ہاں دفتر میں یہ پرچے مل جائیں تو میرے لئے علیحدہ کر کے مجھے لکھ دیجئے۔میں شائد وسط جون میں خود وطن آؤں گا تو حقانیہ میں حاضر ہو کر خود لے لوں گا۔ ہم تو آنے کی "جرأت" کر لیں گے۔مجھے اطلاع دیجئے کہ یہ پرچے مل سکیں گے۔ والسلام احقر سیاح الدین کاکاخیل عفی عنہ

(۱۲)

دسمبر ۱۹۸۱ء **(سنین وفات کی تصحیح)**

ذی الحجہ کے شمارہ میں ڈاکٹر محمد حنیف صاحب کے مضمون جو خوشحال خان کے بارہ میں ہے جس میں ۳۳ پر حضرت شیخ رحمکار کاکا صاحبؒ کا سن وفات ۱۰۴۳ھ درج ہے جو بالکل غلط ہے۔شاید کتابت کی غلطی ہے۔اصلی سن وفات ۲۳ ماہ رجب ۱۰۶۳ء ہے۔۲۰ سال کا یہ فرق بڑا فرق ہے۔اس صورت میں تو ان کی وفات کے وقت خوشحال خان کی عمر ۲۱ سال بنتی ہے۔آگے جا کر ۳۵ کے حاشیہ ۳ پر مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کی سنِ وفات ۱۰۹۹ھ لکھا ہے۔جبکہ بالاتفاق ان کا سنِ وفات ۱۰۶۷ء ہے غلط سنین سے بہت تاریخی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آپ بے حد مصروف ہیں مگر ہندسوں کی تصحیح کا خاص اہتمام کسی سمجھدار شخص سے کروالیا کریں۔

(مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان)

☆☆☆

سید الامین میر نگری۔کراچی

یکم رجمادی الثانی ۱۳۹۸ھ **(دینی مدارس کے نصاب کی اصلاح دو متوازی نظام تعلیم)**

محترم المقام۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مجلّہ "الحق" برائے ربیع الاول اربیع الثانی ۱۳۹۸ھ کے شمارے میں "دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی" کے عنوان سے مولانا مفتی عبدالشکور صاحب کا بصیرت افروز مضمون پڑھ کر خوشی ہوئی کہ "ابھی کچھ لوگ ہیں باقی جہاں میں" اور "الحق" اسم با مسمیٰ ثابت ہوا۔ورنہ اس دور میں قول وفعل کے تضاد نے جو فتنے ڈھائے ہیں۔اُسکے اثرات قومی زندگی میں ہر جگہ نمایاں ہیں۔مفتی صاحب کی رائے سے شاید ہی کسی کو اختلاف ہو سکے اُنہوں نے بڑے واضح، مدلل اور دردمندانہ انداز میں ملی ضرورت کے اس پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔خدا کرے کہ دل سے نکلی ہوئی بات دلوں پر اثر کر جائے۔

بایں ہمہ اس ضمن میں گزارش یہ ہے کہ "دینی مدارس کے نصاب کی اصلاح" اور اسلامی قانون سازی کو ایک دوسرے سے الگ رکھا جائے تو بہتر ہوگا اور یہ دونوں موضوعات جداگانہ بحث ونظر کے محتاج ہیں۔مفتی صاحب نے بجا طور پر لکھا ہے کہ مروجہ نصاب وحی نہیں ہے اگر

دینی مدارس کے اصل مقاصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی تبدیلی کی جائے جس سے مطلوبہ مقاصد میں کس قسم کے خلل کا اندیشہ ہو تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ مفتی صاحب مزید کہتے ہیں کہ "لیکن ماضی کے تجربوں کے نتائج سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ درس نظامی کے اندر تبدیلی کے بعد دینی مدارس کے مطلوبہ مقاصد پوری طرح ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے"۔

یہ بات محل نظر ہے کہ درس نظامی میں مناسب تبدیلی کے ساتھ دینی مدارس کے مطلوبہ مقاصد ہرگز پورے نہیں ہو سکتے۔ عجیب اتفاق ہے کہ ریڈیو پاکستان پر ایک مذاکرہ میں سابق وزیر تعلیم جناب اشتیاق حسین قریشی صاحب نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔

ایسا کیوں ہے اور کب تک رہے گا کہ سواد اعظم کے تقاضوں کے باوجود وہی کچھ ہوتا رہے جسے بجز میراث افرنگ کے کچھ اور نہیں کہا جا سکتا برطانوی استیلاء کے عہدے کے تقاضے اور تھے اور ایک آزاد اسلامی جمہوریہ کی حیثیت سے ملی تقاضے بالکل مختلف ہیں اسکا احساس ہونا چاہئے آج کے دور میں یعنی ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد سے مملکت پاکستان میں دو متوازی نظام تعلیم کے وجود کا جواز کیا ہے؟ دینی مدارس کے فضلاء سے معاندانہ رویہ کب تک جاری رہے گا۔ درآنحالیکہ ملک کی بڑی آبادی آج بھی اس نظام تعلیم سے مستفید ہو رہی ہے۔ آپ نے دعوت اظہار خیال دیکر بڑا اچھا اقدام کیا ہے بلکہ حجت تمام کی ہے۔ تعمیل ارشاد میں ایک مضمون ارسال خدمت ہے اُمید کہ جناب اسے قارئین الحق کے سامنے پیش کرینگے۔ میں اس موضوع پر قسط وار اظہار خیال کیلئے تیار ہوں۔

والسلام　　نیازمند سید الامین میرنگری



حکیم سید علی شاہ[1] دومیلی جہلم

۶ ردسمبر ۱۹۸۳ء

حضرت جی مکرم و معظم زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اپنی بدقسمتی کا احساس محسوس کرتا ہوا یہ عریضہ لکھ رہا ہوں کہ میری آنکھوں کے دو سیاہ موتیا کے آپریشنوں اور ایک سفید مزید آپریشن نے بینائی سے قریباً محروم فرما دیا ہے خود پڑھ نہیں سکتا اور جو لے جائے وہ نہ تو سناتا ہے یا لے کر لوٹاتا نہیں اس معذوری کی وجہ سے ناخواستہ بند کرنے کا التماس گزار رہوں۔ جب تک چوتھا آپریشن نہ ہو جائے ڈاکٹر عینک سے بھی انکار کرتے ہیں۔ دعا فرمائیے۔ اللہ کریم بینائی کی اتنی قوت نصیب فرمائے کہ پھر اجراء کا عریضہ حاضر کر سکوں۔ حضرت بزرگوارم کی خدمت میں سلام مسنون اور التماس دعا۔　　والسلام: احقر سید علی شاہ

[1] فاضل طب وجراحت طبیہ کالج دہلی، فاضل جامعہ امینیہ دہلی

پروفیسر سید محمد سلیم[1] شکار پور سندھ

(۱)

۱۶ مارچ ۱۹۷۰ء

مکرم ومحترم زیدہ مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ شاہ ولی اللہ کالج منصورہ میں امام محمد بن حسن شیبانی کی یادگار تقریب مختلف اصحاب علم مقالات پڑھیں گے اور تقریریں کریں گے۔ میری دلی خواہش تو یہ تھی کہ اس تقریب سعید کے موقعہ پر نوخیز نسلی بالمشافہہ آپ سے امام موصوف کے مرتبہ علمی اور جلد۔۔قدر پر مقالہ سنتی۔ لیکن اہم تر مصروفیت کے پیش نظر شاید یہ ممکن نہ ہو۔ اس لئے بصورت دیگر علم دین سے آنجناب کی محبت اور فقہ سے وابستگی کے باعث یہ قوی امید ہے کہ آپ ایک مبسوط پیغام اس تقریب کے لئے ارسال فرمائیں گے۔ اور سامعین کو اپنے افکار سے مستفید فرمائیں گے۔ آنجناب کے چند کلمات تحسین ہی کارکنان کی کوششوں کا سب سے بڑا صلہ ہوں گے۔

بشرف ملاحظہ جناب مولانا عبدالحق حقانی صاحب اکوڑہ خٹک پشاور

(۲)

۲۸ رجنوری ۱۹۷۶ء (ذکری فرقہ کے بارہ میں شاہ فقیر اللہ شکارپوری کا ایک اہم اقتباس)

مکرم ومحترم زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ، رسالہ الحق کی ایک اشاعت میں ذکری فرقہ سے متعلق پُر از معلومات مضمون شائع ہوا تھا۔ ذکری فرقہ سے متعلق ایک قیمتی اقتباس یہاں درج کرتا ہوں۔ شاید مضمون نگار کو اس میں مفید معلومات حاصل ہوں۔

حاجی شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری ایک نقشبندی بزرگ ہیں۔ ۱۱۰۰ھ اتیاس جلال آباد افغانستان میں پیدا ہوئے تھے ۱۱۵۰ میں شکارپور آئے اور یہیں متوطن ہو گئے ۱۱۹۵ء میں انتقال ہو گیا۔ شکارپور میں اسکا مزار ہے۔ ان کے مکاتیب بنام مکتوبات حاجی شاہ فقیر اللہ ایک زمانہ ہوا لاہور سے شائع ہوئے تھے اس میں مکتوب ۸۵ صفحہ ۳۷۳ پر درج ہے۔ خوارج کے فرقے گناتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نهم خليفه اصحاب خلف بن عمر خارجی اند ایشاں از خوارج کرمان ومکرا... اضافت قدر خیر و شر بالله تعالیٰ کنند. چنانچه در شرح مواقف و ملل والنحل وغیرهما آورده. دریں ایام ایں طائفه خلیفه مشهور بداعی مذهب اند. و مرتد محض اند. اهل قبله نیستند. قتل رجال و سبی نساء و اطفال ایشاں مثل سائر مرتدین جائز است. چنانچه در کتب فقه دراحکام و مرتدین مذکوراست. وحق تعالیٰ حامی عالی جاه محمدنصیر خاں غازی ولد مرحوم عبدالله خاں قنبرانی امیر بلوچستان بادکه درایام سلطنت فیض منزلت بادشاه کهوری اشتباه تیمورشاه بن احمدشاه خلدآشیان علیه الرحمة والغفران. خلدالله ملکه بعث سرایا طرف کیچ مکران غوره. قتل رجال و سبی نساء و صبیان آنها کرده. ولایت کیچ مکران گرفته. ایں طائفه را از جائے دراندرخته. درشته یک هزار و یک صد و هشتاده هشت هجری تربت خلف بن عمر را خراب کرده و دین متین محمدی درایشاں جاری ساخته حفظه الله تعالیٰ سبحانه ووفقه الله تعالیٰ لاکتساب السعاده"

اس مکتوب میں اگرچہ ان کا معروف نام ذکری نہیں لیا گیا ہے مگر چونکہ میر نصیر خان نے ذکریوں پر فوج کشی کی تھی جیسا کہ قلات بلوچستان کی تاریخ میں مذکور ہے۔ اسلئے ان سے مراد ذکری ہیں۔ گویا حاجی صاحب کی تحقیق کے مطابق یہ لوگ اصل میں خارجی ہیں۔ ممکن ہے خارجی

[1] مؤرخ، محقق، ماہر تعلیم وسیرت نگار، تنظیم اساتذہ پاکستان کے صدر، شاہ ولی اللہ کالج منصورہ کے سابق پرنسپل، کئی علمی تحقیقی کتابوں کے مصنف، حال ہی میں زوار اکیڈمی کراچی نے انکی حالات زندگی پر خاص اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔

اور یہودیوں کا مرکب ہو۔ بہر کیف یہ قدیم بیان اہمیت رکھتا ہے۔ اور تحقیق کیلئے ایک راہ دکھاتا ہے۔ فقط والسلام

احقر (پروفیسر سید محمد سلیم ناظم شعبۂ تصنیف تنظیم اساتذہ پاکستان۔۔شکار پور سندھ)

(۳)

(۱۲سوسالہ یوم یادگار O امام محمد بن حسن شیبانیؒ)

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مشہور شاگرد امام محمد ﷺ بن حسن شیبانی کا انتقال ۱۸۹ھ میں ہوا ہے۔ امام محمد فقہاء اسلام میں ایک خاص امتیاز کے مالک ہیں۔ فقہ حنفی جو اسلام کی پہلی فقہ ہے۔ اور آج بھی عالم اسلام کی اکثریت کا مسلک ہے۔ اسکی تدوین اور ترتیب امام موصوف کے ہاتھوں ہی عمل میں آئی ہے۔ امام موصوف ہی نے پہلی مرتبہ دنیا میں بین الاقوامی قانون پر قلم اٹھایا ہے جس کا اعتراف مغربی قانون دان بھی کرتے ہیں۔ آج ان کے انتقال کو ۱۲سو سال گزر چکے ہیں۔ انکے علمی کارناموں کے اعتراف کے طور پر دنیا کے مختلف شہروں میں انکی ۱۲سو سالہ یادگار منائی جارہی ہے۔ پیرس اور استنبول وغیرہ میں جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی علمی ادارہ یونیسکو ان کی کتاب المبسوط کا فرانسیسی ترجمہ شائع کررہا ہے۔

ہم پاکستانی مسلمان انکے علم کے وارث اور انکے مسلک کے متبع ہیں۔ انکے کارناموں کو روشناس کرانا ہمارا فرض ہے اس لئے شاہ ولی اللہ کالج منصورہ میں ۲۹ مارچ ۱۹۷۰ مطابق ۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ امام محمد بن حسن شیبانیؒ کی یادگاری تقریب منائی جاری ہے۔ توقع ہے کہ اس تقریب میں اہل علم اور قانون دان حضرات شرکت فرمائیں گے اور موصوف کی علمی خدمات پر مقالے پیش کریں گے اور تقریریں کریں گے۔ تاکہ نوخیز نسلیں اپنے عظیم علمی ورثہ سے روشناس ہوں۔ محمد سلیم پرنسپل شاہ ولی اللہ کالج منصورہ

☆☆☆

مولانا سیف الرحمان درخواستی[۱]

(۱)

(جمعیۃ علماء اسلام (س) کا صوبائی کنونشن لاہور)

محترم ومکرم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی

جمعیۃ علماء اسلام کے ایک ذمہ دار فرد کی حیثیت سے آپ بخوبی واقف ہیں کہ

☆ تمام طاغوتی قوتوں نے عالم اسلام خصوصاً امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف متحدہ یلغار کررکھی ہے۔

☆ ملک میں قتل وغارت گری، دہشت گردی، چوری، ڈکیتی، فحاشی، عریانی اور مہنگائی کا بازار گرم ہے۔

☆ حکومتی سطح پر مدارس، مساجد، دینی اداروں، تنظیموں اور افراد کے خلاف منفی پروپیگنڈہ زوروں پر ہے۔

---

[۱] جمعیۃ علماء اسلام (س) کے کئی عہدوں پر فائز رہے مولانا عبداللہ درخواستی مرحوم امیر جمعیۃ کے بھانجے ہیں وہ اوران کے برادران مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی، مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی خان پور میں جامعہ عبداللہ بن مسعود اور دوجہان وغیرہ میں اہم دینی ادارے چلارہے ہیں وعظ وارشاد اور تصنیف وتدریس کے ذریعہ بھی حضرت درخواستیؒ کے سلسلہ کو بڑھارہے ہیں۔

☆ مختلف بہانوں سے بلا امتیاز دینی کارکنوں کی گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے اور اس طرح حکمران شعوری یا غیر شعوری طور پر یہود ونصاریٰ کے مقاصد کی مزاحمتی قوتوں کو کچل دینے پر عمل پیرا ہیں۔

ان حالات میں جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں کی دینی ذمہ داریوں میں بے پناہ اضافہ ہوگیا ہے اور ضرورت ہے کہ ہم منظم ہو کر اپنی جدوجہد کو تیز تر کردیں۔ چنانچہ جمعیۃ کی صوبائی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ خانپور کے فیصلہ اور پھر مرکزی شوریٰ کے اجلاس منعقدہ اسلام آباد کی تائید کے مطابق صوبہ بھر سے تمام ضلعی عہدیداروں کا تربیتی وتنظیمی اجلاس: ۲۱ راپریل ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ ۹ بجے صبح سے ۲۲ راپریل، اتوار نماز ظہر تک جامعہ عثمانیہ اے بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوگا۔ اس موقع پر قائد جمعیۃ مفکر اسلام حضرت مولانا سمیع الحق، محرک شریعت بل، یادگار اسلاف حضرت مولانا قاضی عبداللطیف، جانشین حافظ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی مہمان خصوصی ہوں گے جبکہ جمعیۃ کے حاضر صوبائی امیر اجلاس کی صدارت اور قائدین جمعیۃ مختلف عنوانات پر خطاب فرمائیں گے۔ آپ سے اس دعوت نامہ کے ذریعہ تاکیداً درخواست کی جارہی ہے کہ اپنے ہمراہ دیگر چار ضلعی عہدیداروں (جنرل سیکرٹری، خزانچی، سیکرٹری اطلاعات، سالار) اور مزید دو کارکنوں کو لیکر بروقت اجلاس میں شرکت کیلئے تشریف لائیں۔

نوٹ:۔ (۱) جامع عثمانیہ پہنچنے کے لئے لاہور کے کسی بھی مقام سے قصور یا چونگی امر سدھو، جنرل ہسپتال کی طرف جانے والی بس یا ویگن پر سوار ہوں اور فیروز پور روڈ پر بھابڑہ سٹاپ پر اتر کر ڈی ایس پی ماڈل ٹاؤن کے دفتر کے سامنے تشریف لائیں۔

(۲) شرکاء کے قیام وطعام کا انتظام ہوگا، موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

(۳) اجتماع کے اخراجات کے لئے ہر ضلع کی جماعت کے ذمہ پانچ سو روپے لگائے گئے ہیں برائے مہربانی اجلاس کے موقع پر اپنے ضلع کی طرف سے یہ رقم جمع کرائیں۔

والسلام سیف الرحمٰن درخواستی

جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام پنجاب

(بھیجا جانے والا دعوت نامہ برائے ملاحظہ ارسال ہے)

(۲)

(جمعیۃ کے ضلعی عہدہ داروں کا تربیتی کنونشن)

محترم ومکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عالم اسلام کے لئے عموماً اور پاکستان کے لئے خصوصاً جو دینی، سیاسی معاشی اور اخلاقی مسائل درپیش ہیں۔ ان سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ ان مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لئے دینی کارکنوں کا فکری طور پر منظم وبیدار ہونا انتہائی ضروری ہے اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام پنجاب نے صوبہ بھر کے تمام اضلاع سے ضلعی عہدیداروں کے تربیتی اجلاس کا اہتمام کیا ہے جو ۲۱ راپریل ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ صبح ۹ بجے سے ۲۲ راپریل اتوار، نماز ظہر تک جامعہ عثمانیہ اے بلاک ماڈل ٹاؤن میں منعقد ہوگا۔ جس میں قائد جمعیۃ حضرت مولانا سمیع الحق، یادگار اسلاف مولانا قاضی عبداللطیف، جانشین حافظ الحدیث مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی، اور دیگر علماء ومشائخ بطور مہمان خصوصی شریک ہوکر خطاب فرمائیں گے۔

آپ اگر اس اجلاس میں بطور مبصر شرکت فرمائیں تو ہماری عزت افزائی ہوگی اور دینی جدوجہد کو منظم کرنے میں ہمیں مزید تقویت حاصل ہوگی۔ امید ہے کہ آپ ہماری دعوت کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اپنی شرکت کے پروگرام سے پیشگی مطلع فرمائیں گے۔

والسلام سیف الرحمٰن درخواستی (جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام پنجاب)

حاجی سیف اللہ[1] وفاقی وزیر مذہبی امُور پاکستان

(۱)

۲۱/اپریل ۱۹۸۷ء (وزارت مذہبی امور کا اجلاس)

مکرمی جناب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب حاجی محمد سیف اللہ صاحب، وفاقی وزیر مذہبی امُور نے سینٹ میں زیر بحث شریعت بل کے سلسلے میں آپ سے ملاقات کی خواہش فرمائی ہے۔

۲۔ آپ سے استدعا ہے کہ آپ مورخہ ۳ رمئی ۱۹۸۷ء کو بوقت ۱۰ بجے دن وزارت مذہبی امور کے کمرہ اجلاس میں تشریف لائیں۔آپکی رہائش کا انتظام اسلام آباد ہوٹل میں کیا گیا ہے۔احترامات فائقہ کے ساتھ۔

(۲)

(رکنیت قومی اسمبلی پر مبارکباد کا شکریہ)

محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اُمید ہے کہ آپ بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہوں گے۔قومی اسمبلی کے انتخاب میں کامیابی کے سلسلہ میں آپ نے جس خلوص محبت اور نیک تمناؤں کا اظہار فرمایا ہے اس کے لئے صمیم قلب سے سپاس گزار ہوں دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے ان عظیم ذمہ داریوں سے عہدہ برآء ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام آپکا مخلص محمد سیف اللہ خان

☆☆☆

مولانا مفتی سیف اللہ[2] مفتی دارالعلوم حقانیہ

(۱)

جولائی ۱۹۷۷ء (جمہور کو لادینی قوانین اور فیصلوں کا اختیار)

اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم سلطنت کی امارت آپ کو سونپ دی ہے جو آپ کو للکار رہی ہے۔ کہ یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ۔اس لئے آئین اور نظامِ مملکت کے بارہ میں سارے منصوبے نظر انداز کرتے ہوئے یکلخت اسلامی آئین کے نفاذ کا اعلان کردیں۔ایسا کرنا غیر جمہوری اقدام نہ ہوگا جیسا کہ مودودی صاحب نے مشرق ۲۲ مارچ میں کہا کہ "صدر کیطرف سے خود کسی آئین کا نفاذ غیر جمہوری ہوگا"۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جمہور سے کسی لادینی قانون کو جاری کرنے کا اختیار سلب کرلیا ہے۔اور مخلوق کی وہ طاعت جائز نہیں جس میں خالق کی نافرمانی ہوں۔نہ اللہ

---

[1] جونیجو اور ضیاء الحق کے دور میں وزیر مذہبی امور کے فرائض انجام دیئے۔اس سے قبل وفاقی کونسل مجلس شوریٰ میں نمایاں کام انجام دیئے۔اسلامی قانون سازی شریعت بل آٹھویں ترمیمی بل میں بڑے پُر جوش مگر ہمارے جدو جہد میں سرکاری وکیل بنے رہے اب بہاولپور کے اللہ آباد گاؤں میں عزلت نشین ہیں۔

[2] مولانا مفتی سیف اللہ حقانی دارالعلوم سے تحصیل علم کے بعد مختلف اداروں میں پڑھاتے رہے اور شوال ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء میں دارالعلوم حقانیہ میں خدمات تدریس پر مامور ہوئے ساتھ ساتھ مولانا مفتی محمد فرید مدظلہٗ کے معاون مفتی رہے اور ان کے بعد افتاء کے بیشتر ذمہ داری ان پر آپڑی حضرت شیخ الحدیث سے خصوصی تعلق اور ناچیز سے مخلصانہ محبت رہا۔تادم تحریر دارالعلوم میں مصروف خدمت ہیں۔اپنے جاری کردہ فتاویٰ کا ایک بڑا حصہ مرتب کررہے ہیں ساتھ ہی دارالعلوم کے شعبۂ تخصص سے ہٹ کر اپنے طور پر فقہ وافتاء میں تخصص کا آزادانہ خدمت بھی انجام دے رہے ہیں۔

اوراس کے رسول کے مقابلہ میں جمہور کوآئین سازی کا حق ہے۔ ماکان لمومن ولا مؤمنه اذا قضی الله و رسوله امراً ان یکون لهم الخیرة.

(۲)

۲۷ر دسمبر ۱۹۷۶ء (دادی اماں کی وفات پر تعزیت)

بخدمت جناب مخدومی مطاعی استاذی الحنون ادام الله تعالیٰ اظلال رأ فتکم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وبعدہ عرض یہ ہے کہ کسی دوست سے زبانی حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی والدہ محترمہ کی رحلت کا خبر سنا جس سے بڑا غم حاصل ہوا کہ مرحومہ ہماری بھی روحانی والدہ تھیں۔ اسلئے کمترین آپ حضرات کے ساتھ اس غم میں پورا پورا شریک ہے اور مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعا گو ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماویں۔ بندہ کچھ ایسی دشواریوں میں مبتلا ہے کہ حاضر خدمت ہونے سے مجبور ہوں ورنہ حاضر ہوتا۔ اسلئے امید ہے کہ آپ حضرات میرے ان الفاظ ناقصہ پر اکتفاء فرمائیں گے اور ناراض نہ ہوجائیں گے اور دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں گے۔ فقط والسلام: سیف اللہ عفا اللہ عنہ مدرس جامعہ حلیمیہ درہ پیزو (ڈیرہ اسماعیل خان)

(۳)

۳۰/جولائی ۱۹۷۷ء (جامعہ حلیمیہ پیزو سے علیحدگی ○ تدریس کیلئے موزوں جگہ کی تلاش)

بخدمت جناب محترم المقام مخدومی ومطاعی حضرت الاستاذ صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وبعد عرض یہ ہے کہ عرصہ دراز سے کوئی عریضہ ارسال خدمت نہ کیا اس پر آنجناب کے سامنے بے حد شرمندہ ہوں۔ مگر آپ عالی اخلاق سے امید ہے کہ معاف فرمائیں گے۔ باقی عرض بلب ادب یہ ہے کہ گذشتہ سال میں نے پیزو کے جامعہ حلیمیہ میں برادرم مولانا محمد حسن کے ساتھ گزار دیا۔ مگر اب ان سے میرا انقطاع آگیا ہے۔ اور وجہ انقطاع چونکہ طویل ہے۔ اسلئے اسکے ذکر کرنے سے آپ کے قیمتی وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ غرض یہ کہ چونکہ بندہ فارغ ہے اسلئے آئندہ سال کیلئے اگر کوئی موزوں جگہ بندہ کو برائے خدمت علوم دینیہ میسر ہوجائے تو بہت بہتر ہوگا۔ اخیر میں آنجناب سے اور حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں دعاؤں کا درخواست ہے۔ نیز حضرت شیخ الحدیث صاحب ادام اللہ تعالیٰ ظلال رحمۃ کی خدمت میں تسلیمات بھی عرض ہے۔ فقط والسلام از سیف اللہ عفا اللہ عنہ

(۴)

دسمبر ۱۹۸۴ء (کسی اجماعی یا منصوص مسئلہ میں اجتہاد کی گنجائش؟ شرائط، اجتہاد اور عورت کی دیت)

حکمت قرآن لاہور کے شمارہ نومبر ۱۹۸۴ء میں چودہری محمد رفیق صاحب کا مضمون قتل خطاء میں عورت کی دیت کا مسئلہ نظر سے گزرا۔ انہوں نے اپنے مضمون مین شریعت اسلامیہ کی صحیح ترجمانی کی ہے لیکن مضمون کے آخر میں ایک عجیب علمی غلطی ہوئی ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے پہلے اپنے مضمون مین قتل خطاء کے بارہ میں عورت کی دیت کے نصف ہونے پر حدیث کے ساتھ اجماع بھی نقل کیا ہے اور پھر آخر میں لکھا ہے۔

''البتہ موجودہ حالات میں ایک اجتہاد ممکن ہے اور شریعت اسلامیہ میں اس کی پوری پوری گنجائش ہے۔ اور یہی اصل قانون اسلامی ہے تاہم اگر کوئی ایسی عورت قتل ہو جائے جو اپنے خاندان کی واحد کفیل ہو یا اس کے مرجانے سے خاندان کو بہت زیادہ مالی دشواری کا سامنا ہو تو ایسی صورت میں قاضی کو یہ اختیار ہونا چاہیے۔ کہ وہ دینی صوابدید سے عورت کی نصف دیت کے علاوہ مزید نصف دیت تک (مرد کی دیت کے برابر) کا اضافہ کرسکے اور قتل خطاء کے مرتکب فرد کی عاقلہ پر اس پوری دیت کو واجب الادا قرار دے سکے''۔

اور یہ ایک عجیب غلطی ہے۔اس لئے کہ اجماع کے خلاف کوئی اجتہاد سرے سے جائز نہیں۔چنانچہ علامہ تفتازانی تلویح میں لکھتے ہیں:۔
نعم یشترط ان یعرف اقوال المجتهدین فی المسائل القیاسیة لئلا یقع فی مخالفة الا جماع البتہ مسائل قیاسیہ میں اقوال مجتہدین کا جاننا ضروری ہے تا کہ اجماع کا خلاف لازم نہ آجائے۔اور یہی علامہ تفتازانی باب الاجتہاد میں لکھتے ہیں وکان الاولی ذکر الاجماع (ایضاً) اذلا بدمن معرفته و معرفة مواقعه لئلا یخالفه فی اجتهاده اور اجماع کو بھی ذکر کرنا چاہیے تھا۔کیونکہ اجماع اور مواقع اجماع کی معرفت مجتہد کے لئے ضروری ہے تا کہ اجماع کی مخالفت میں نہ پڑ جائے۔اور حاشیہ توشیح میں ہے۔
لا جل ذالک وقع من بعض المجتهدین المخالفة للا جماع فرد بذالک اجتها دهم اور اس وجہ سے جب بھی بعض مجتہدین سے اجماع کا خلاف آیا ہے تو ان کا اجتہاد مسترد کیا گیا ہے۔اور نورالانوار میں ہے۔ و انما یحتاج الیه لان یعلم المسائل الا جماعیة فلا یجتهدفیها بنفسه اور اجماع کا علم اس لئے ضروری ہے تا کہ مسائل قیاسیہ کو جان لے اور پھر اس میں اجتہاد نہ کرے۔
اور قمرالاقمار میں ہے قوله فلا یجتهد فیها کیلا یفتی بخلاف الاجماع از خود اجتہاد اس لئے نہ کرے گا تا کہ اجماع کے خلاف فتویٰ نہ دے۔
ایسا قیاس اور اجتہاد ایک اور اصولی قاعدہ کی رو سے بھی صحیح نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ قیاس کے لئے یہ شرط ہے کہ فرع میں نص موجود نہ ہو چنانچہ صاحب نورالانوار لکھتے ہیں والرابع عدم وجود النص فی الفرع اور چوتھی شرط یہ ہے کہ فرع میں نص موجود نہ ہو۔اور اس شرط رابع پر صاحب منار کی تصریح کے تحت صاحب نورالانوار تحریر فرماتے ہیں:۔
لانه لا یحتاج الی القیاس مع وجود النص ۲۳۵ کیونکہ نص کے ہوتے ہوئے قیاس کی کوئی حاجت نہیں اور چودہری صاحب مرد کو اصل اور عورت کو فرع ٹھہراتے ہیں۔اور عورت کو مرد پر قیاس کرتے ہیں۔حالاں کہ عورت میں خود نص موجود ہے اور وہ حدیث ہے جس کو اس نے خود کتاب السنۃ سے حکمت قرآن کے ۱۵/۱۶ پر نقل کیا ہے تو فرع میں نص کے موجود ہونے کی وجہ سے اس کا قیاس باطل ہے۔لہٰذا؛ مضمون نگار کے اس قول کہ "اور شریعت اسلامیہ میں اس کی پوری پوری گنجائش ہے"۔کی صحت کی کوئی وجہ نہیں۔بلکہ یہ قول،اصول فقہ سے لاعلمی یا تجاہل برتنا ہے۔
اس کے علاوہ اس مسئلہ مین اجتہاد سے اس حدیث اور اجماع کا (جو عورت کی دیت کے بارے میں ہیں) تقریباً اہمال لازم آتا ہے اور وہ نا قابل عمل ہو کر رہ جاتے ہیں کیونکہ آج بہت سی عورتیں مختلف قسم کی نوکریوں پر ہیں اور بعض تو بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسی عورتوں کے مر جانے سے خاندان کو بہت زیادہ مالی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔اسی طرح فاحشہ عورتیں اپنے خاندان کے لئے بہت زیادہ کمائی کرتی ہیں اور بعض علاقوں میں عورتین لاکھوں روپیہ پر بیچی جاتی ہیں۔یہ اگر چہ شرعاً جائز نہیں لیکن ان کا خاندان تو کہے گا کہ ایسی عورت کے مر جانے سے ہم کو بہت زیادہ مالی دشواری کا سامنا پڑا ہے۔لہٰذا محمد رفیق چودہری صاحب کے اجتہاد کے مطابق تو ہمارے لئے بھی پوری دیت واجب قرار دی جائے۔لہٰذا حدیث اور اجماع کے ماتحت بہت کم عورتیں رہ جائیں گی جو بلا دلیل تقریباً حدیث اور اجماع کا ابطال ہے جو بالکل جائز نہیں اور اسی طرح اس کی تعلیل کے پیش نظر ایک اور مفسدہ بھی لازم آتا ہے۔وہ یہ کہ اگر ایسا مرد مر جائے جس کے مر جانے سے خاندان کو بہت زیادہ مالی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑتا ہو بلکہ الٹا وہ خاندان پر بوجھ ہو اس کی دیت بھی دوسرے مردوں کی دیت کے برابر نہ ہونی چاہیے۔بلکہ نصف دیت ہونی چاہیے اور اس مفسدہ کی رو سے اس کا قیاس ایک اور طریقہ سے بھی غلط ثابت ہوتا ہے وہ یہ کہ اس قیاس کی وجہ سے اصل کا حکم بھی متغیر ہو گیا اور ایسا قیاس غلط اور باطل ہوتا ہے چنانچہ صاحب منار شرائط قیاس میں لکھتے ہیں۔
والشرط الرابع ان یبنی حکم النص بعد التعلیل علی ما کان قبله اور چوتھی شرط یہ ہے کہ حکم نص بعد از تعلیل علی ما کان قبلہ باقی رہے گا۔اور اس کے تحت صاحب نورالانوار لکھتے ہیں۔ومعنی بقاء حکم النص ان لا یتغیر عما کان علیه سوی انه تعدی

الی الفروع فعم ۲۳۵ بقاء حکم النص کا معنی یہ ہے کہ حکم کی حالت سابقہ میں کوئی تغیر نہ آجائے بغیر اس کے کہ وہ فرع کو متعدی ہوکر عام بنا۔ اور یہ سب کچھ میں نے اس بنیاد پر لکھا ہے کہ اس بات کو علت تسلیم کیا جائے۔ کہ عورت کی ہلاکت خاندان کے لئے اتنی مالی پریشانی کا باعث نہیں بنتی جتنی کہ مرد کی ہلاکت۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ علت نہیں یہ حکمت ہے جیسا کہ چودہری صاحب نے خود اس کا اقرار کیا ہے اور علت وحکمت میں فرق واضح ہے علت پر حکم کا مدار ہوتا ہے۔ حکمت پر نہیں۔ پھر یہ حکمت بھی ایسی ہے جس کا ثبوت قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔ لہٰذا غیر منصوص حکمت کو علت ٹھہرانا ایک ایسی اصولی غلطی ہوگی جس کو ہر ذی عقل اور صاحب علم انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

مولانا سیف اللہ فاضل حقانیہ مدرس جامعہ ارشدیہ پائی تحصیل ٹانک

(۵)

جنوری ۱۹۸۷ء **(چودھری ظفر اللہ خان کی تعزیت پر تنقید اور مرزائی ترجمان جریدہ کی دھمکیاں)**

استاذ محترم مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کی خداداد جرأت وشجاعت اور بروقت وبرمحل گرفت سے قارئین الحق بخوبی واقف ہیں۔ اپنی ان صفات محمودہ کی بناء پر آپ نے ماہنامہ الحق اگست ۱۹۸۵ء کے شمارہ میں چودہری ظفر اللہ خان قادیانی کی وفات پر تعزیت کرنے والے بعض افراد کے بارہ میں جرات مندانہ ادارتی تحریر لکھی۔ جو حسب توقع مرزائیت کے سینہ میں ایک بہت بڑا کیل ثابت ہوا۔ جسکی وجہ سے مرزائیت کے آرگن ماہنامہ تحریک جدید نے ''کس نے کیا کہا'' کے عنوان سے مولانا مدظلہ کی تحریر نقل کی۔ اور اس پر تنقید وتبصرہ بھی لکھا۔

حضرت استاذ مدظلہ نے اپنی ادارتی تحریر میں ان لوگوں کی مذمت کی ہے جنہوں نے چودہری صاحب مذکور کی وفات پر تعزیتی پیغامات بھیجے اور نشر کرائے اور پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور چودہری صاحب علیہ ماعلیہ کو خراج تحسین پیش کیا اور بعض نے تو شرعی حدود سے تجاوز کر کے اس کافر اور مرتد کے لئے روح کی ٹھنڈک کی دعائیں کیں۔ اور یہ عام اَن پڑھ لوگ نہیں ہیں بلکہ صدر مملکت اور وزیر اعظم، کابینہ، وکلاء، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے جج۔ وفاقی محتسب اور سیاسی لیڈرانِ عظام جیسے اشخاص ہیں۔ اس پر مرزائی آرگن ماہنامہ تحریک جدید نے اپنے تبصرہ میں لکھا:- "اب آپ خود اندازہ کریں کہ ایک طرف مولوی سمیع الحق صاحب ایک ماہنامہ کے مدیر اور دوسری طرف صدر مملکت وزیر اعظم، کابینہ، وکلاء، سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ کے جج، وفاقی محتسب، سیاسی لیڈر ترازو کے پلڑوں میں رکھ کر دیکھ لیجیے۔ کہ مولوی سمیع الحق صاحب زیادہ وزنی ہیں یا دیگر تمام حضرات جنہوں نے چودہری صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا"۔

میں تحریک جدید سے پوچھتا ہوں کہ ترازو کے کس پلڑے میں رکھیں۔ شریعت مصطفیٰ ﷺ کے ترازو کے پلڑے میں یا شریعت مرزا کے ترازو کے پلڑے میں۔ اگر شریعت مصطفےٰ کے ترازو کے پلڑے میں رکھتے ہیں۔ تو مولانا سمیع الحق صاحب زیادہ وزنی بنتے ہیں کیونکہ آپ ایک بلند پایہ عالم دین ہیں۔ اور شریعت مصطفیٰ ﷺ کا اعلان ہے **ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون** اور اگر شریعت مرزا کے ترازو میں رکھیں تو ظاہر ہے کہ تمہاری مراد بھی یہی ترازو ہے تو پھر صدر مملکت اور وزیر اعظم وغیرہ تمام حضرات وزن والے بن جاتے ہیں۔ کیونکہ اس ترازو سے تو وہی نتیجہ نکلے گا جسے تمہارا خود ساختہ نبی بتا چکا ہے۔ ان تمام لوگوں کو جو تمہارے جھوٹے نبی پر ایمان نہ لائے اولاد البغایا کہا گیا ہے۔ واقعی استاذ محترم نے ادارتی تحریر میں عقل وخرد اور تدبیر ودانش کے سر پیٹنے کی جو بات فرمائی ہے بالکل صحیح اور درست ہے۔ کیونکہ یہ کہاں کا عقل وخرد ہے کہ ایک مرتد اور کافر کی طرف سے تو اس قسم کی غلط گالیاں دی جائیں۔ اور جب ان میں سے کوئی جہنم رسید ہوجائے تو امت مسلمہ کے صاحب اقتدار وصاحب اعتبار لوگوں کی طرف سے تعزیتی پیغامات بھیج دئے جائیں۔

بدیں عقل ودانش بباید گریست

اس کو عقل ودانش کی بات تو نہیں کہی جاسکتی۔ البتہ اس کو بزدلی کہا جاسکتا ہے۔ آخر میں تحریک جدید نے حضرت الاستاذ کو دھمکی دیتے ہوئے لکھا ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ بعض لوگوں کی سوچ کا زاویہ اور سمجھ بوجھ کا انداز درست کرنے کی ضرورت ہے۔ میں تحریک جدید پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ تمہاری دھمکیوں سے اب کچھ نہ بنے گا کیونکہ تمہارے شجرہ خبیثہ کی جڑیں تو ہم نے نکال دی ہیں۔ اور قریب ہے کہ اس کو

وطنِ عزیز پاکستان سے جلد ان لوگوں کی جھولیوں میں پھینک دیں گے جنہوں نے اس کو کاشت کیا تھا۔ چنانچہ بطور مقدمہ الجیش کے تمہارا سربراہ پہلے وہاں پہنچا دیا گیا ہے اور نہ اہل حق کبھی اہل باطل سے دبے ہیں۔ آخر میں حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ قادیانیوں کو لگام دیں ورنہ حالات کی خرابی کی ساری ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔ اور حکومت پر یہ بھی واضح کردینا چاہتا ہوں کہ استاذ محترم کو اس کے بعد جو بھی تکلیف پہنچی تو اس دھمکی کے پیشِ نظر ہمارے مجرم ربوہ کے قادیانی ہوں گے۔ سیف اللہ، خادم دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

(۶)

[1]بخدمت جناب محترم المقام مخدومنا و مطاعنا شیخ العرب والعجم حضرت العلامہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وبعد عرض یہ ہے۔ کہ یہاں بہمہ وجوہ خیریت ہے اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو بمعہ تمام متعلقین کے خیر و عافیت سے رکھیں۔ آمین۔ اخبارات کے ذریعہ یہ معلوم کرے کہ آپ نے ضعف و بیماری کے باوجود دین متین کی مزید خدمت کرنے کیلئے اور اسکو اندرونی اور بیرونی حملوں سے محفوظ کرنے کیلئے ایک اور طریق کو بھی اختیار فرما چکے ہیں۔ اور وہ یہ کہ آنجناب نے جمعیۃ علماء اسلام (درخواستی گروپ) کے صوبہ سرحد کی امارت قبول فرمائی ہے۔ بے حد خوشی حاصل ہوئی اور جمعیۃ میں اختلاف کی وجہ سے جو تحیر پیش آیا تھا وہ ختم ہوا اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا کہ ہم ظلمت سے نکل کر نور میں آ گئے ہیں۔ اسلئے میں اور میرے متعلقین آپ کے اس کرم فرمانے پر تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ اور ہم ہر وقت آنجناب کے ادنیٰ اشارہ سے ہر کام اور ہر خدمت کو انجام کرنے کیلئے تیار رہیں گے۔ میں تو خود آنجناب کا یہ کرم فرمانا اللہ تعالیٰ کا امت مسلمہ پاکستانیہ کیلئے ایک امداد غیبی سمجھتا ہوں۔ جس پر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر گزار ہوں۔ اور امت مسلمہ کو بھی اس نعمت عظمیٰ کا شکر گزار رہنا چاہیے۔ اور اب تو امید اور حق یہ ہے کہ روٹھے ہوئے ساتھی واپس آجائیں گے۔ **وقد فعل اللّٰہ ذالک** ۔ آخر میں دعاؤں کا درخواست پیش خدمت کرتا ہوں۔ فقط والسلام سیف اللہ عفا اللہ عنہ مفتی وصدر مدرس جامعہ ارشادیہ پائی تحصیل ٹانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

☆☆☆

ڈاکٹر ایس ایم واسطی[2] لاہور

(اسلامی روایات کا تحفظ جدید طرز تحریر ثقافتی حملہ کا جواب)

نومبر ۱۹۸۲ء

محترمی مولانا سمیع الحق ایڈیٹر ماہنامہ الحق۔ سلام مسنون! آپکا گرامی نامہ مورخہ 31/10/1982ء ملا۔ آپکو عنقریب "اسلامی روایات کا تحفظ" کی 25 جلدیں ارسال کررہا ہوں۔ بالخصوص اسلئے کہ یہ طرز تحریر جدید ہے۔ جسمیں تفصیل حوالہ جات اعداد و شمار اور راشنل طریقہ سے کسی مضمون کا مطالعہ کر کے اُسکو نئی نسل تک پہنچایا جاتا ہے۔ جس کا یقین حدِ ایمان تک نہیں پہنچتا۔ اور جنکو خدا اور رسول ﷺ کے احکام کے باوجود مزید ثبوت کی ضرورت رہتی ہے۔ اور تشکک کی اُن مرحلوں کی زندگی گزارتے ہیں۔ جن کا نتیجہ ذہنی انتشار و ہیجان کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ نئے طرز تحریر کی یہ کتاب ایک مثال ہے۔ اور پادریوں کے طرز بیان جو کہ مسلم عوام کے بے راہ روی کرنے کے لئے لگے ہوئے ہیں کے مطابق موزون ہے۔ اور مسلمانوں پر "ثقافتی حملہ" کا مُنہ توڑ جواب ہے۔ خیر اندیش سید ایم واسطی

میں آپکے فرزند کو دوبارہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اُسے ضرور میرے پاس بھیجدیں۔ انشاء اللہ پوری کوشش کی جاوے گی۔

---

[1] خط شیخ الحدیث کے نام ہے وہاں شامل نہ ہونے کی وجہ سے یہاں درج ہوا ہے۔

[2] لاہور کے مایہ ناز ڈاکٹر

سیکرٹری الیکشن کمیشن پاکستان

۲۵رجنوری ۱۹۸۸ء (سینیٹ کی دوسری مدت کیلئے قرعہ اندازی میں دوبارہ کامیابی)

Subject: <u>Drawal of Lots to determine the term of Office of the Senators</u>

Dear Sir,

1. As you know, the term of office of the Members of the Senate has been fixed as three years and six years under Article 59 (3) of the Constitution. For the purpose of dividing the members into two groups, the Chief Election Commissioner is required to draw lots in the prescribed manner, in the presence of such members of the Senate as may wish to attend the proceedings at the appointed place, date and time as laid down under section 82A of the Senate (election) Act, 1975.

2. The Chief Election Commissioner has accordingly decided to draw lots to determine the term of office of the Senators in the Parliament House (Committee Room No 2), Islamabad, at 10.00 a.m on January 30, 1988, as per copy of Notification No F 10(1)/86-Cord, dated the 20th January, 1988 enclosed. You may, if so desired, attend the proceedings relating to the drawal of lots at the place, date and time as specified in that Notification. If you are not in a position to be present on the occasion, a person duly authorized by you in writing would be permitted to witness the proceedings on your behalf.

3. Procedure for the drawal of lots has been spelled out in the Notification SRO No 33 (1)/88, dated 19th January, 1988, a copy of which is also annexed hereto.

Yours Faithfully

(M.M Kazim)

ترجمہ۔ جیسا کہ آنجناب کے علم میں ہے کہ آرٹیکل (3)59 کے تحت سینٹرز کی مدت ۳ سال اور ٦ سال کیلئے مقرر ہے۔اس سلسلہ میں ۳۰ جنوری ۱۹۸۸ء کو کمیٹی روم نمبر ۲ میں صبح دس بجے قرعہ اندازی ہوگی۔خود شرکت فرمادیں یا اپنے نامزد نمائندہ کو بھی بھیج سکتے ہیں۔

---

[1] نصف مدت کے بعد اگلے نصف ٹرم کیلئے قرعہ اندازی میں متعدد بار اللہ تعالیٰ نے سرخرو کردیا اللہ کے فضل وکرم پر اسی اعتماد و یقین کی بنا کبھی قرعہ اندازی میں شرکت کیلئے نہ خود کبھی گیا نہ نمائندہ کو بھیجا۔

سیکرٹری سینیٹ۔ اسلام آباد

۱۲ ستمبر ۱۹۸۸ء (شیخ الحدیث کی وفات پر سینٹ کا تعزیتی قرارداد اور سرکردہ ممبران کی تقریریں)

مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ سینٹ آف پاکستان نے ۱۰ ستمبر ۱۹۸۸ء کو اپنی نشست میں ایک تعزیتی قرارداد منظور کی جس میں آپ کے والد بزگوار مرحوم مولانا عبدالحق سابق رکن قومی اسمبلی کی افسوسناک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ چیئر مین سینٹ اور اراکین نے آپ کے مرحوم والد کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

۲۔ قرارداد کی ایک نقل جو ایوان نے متفقہ طور پر منظور کی منسلک ہے۔

آپ کا مخلص

عزیز احمد قریشی سیکرٹری (سینٹ)

---

[1] مناسب ہے یہ قرارداد اور اس پر سینٹ کے سرکردہ ممبران کے تعزیتی تقاریر اور حضرت کو خراج عقیدت سینٹ کی رپورٹنگ کردہ تفصیلات کے ساتھ یہاں محفوظ کرلی جائے۔ قرارداد پر جناب فضل آغا ڈپٹی چیئر مین سینٹ جناب طارق چوہدری، جناب پروفیسر خورشید احمد جناب محمد علی خان ہوتی وزیر تعلیم جناب سرتاج عزیز وزیر خزانہ جناب نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی جناب وسیم سجاد وزیر انصاف و پارلیمانی امور اور سابق چیئر مین سینٹ نے تقریریں کیں۔

قرارداد یہ ہے

جناب قائم مقام چیئر مین سید فضل آغا صاحب: جی طارق چوہدری صاحب! آپ اپنی قرارداد پیش کردیجئے۔ جناب محمد طارق صاحب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایوان مولانا عبدالحق مرحوم کی وفات پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کرتا ہے اور اس ایوان کے معزز ممبران انکے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور انکو اپنے قرب میں بہترین جگہ عطا فرمائے۔ میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ ان قرار دادوں کی نقل مرحوم کے لواحقین کو بھجوائی جائے۔ جناب قائم مقام چیئر مین شکریہ۔

جناب محمد طارق چوہدری: میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ ان قراردادوں کی نقل جو ہے وہ مرحوم کے لواحقین کو بھجوائی جائے جناب مولانا عبدالحق مرحوم بزرگ شخصیت اور مسلمانوں کے عظیم دینی راہنما تھے۔ مرحوم نے اپنی پوری زندگی ایک ہی جگہ پر ایک ہی لکڑی کی چوکی کے اوپر بیٹھ کر مسلمانوں کے بچوں کو دین کی تعلیم سے آراستہ کرنے میں صرف کردی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی تکمیل کے ساتھ اسکی حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا۔ جب ہم ایسے اداروں میں جاتے ہیں تو ہمیں یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے دین کی حفاظت فرماتے ہیں اور کس طرح اس کی تکمیل کرتے ہیں اور کس طرح اسکو پھیلانے کیلئے سامان کرتے ہیں۔ ایک درویش آدمی جسکی گدڑی بالکل خالی ہے کروڑوں روپے میں ایک بلڈنگ بنی ہے۔ تیس، پینتیس لاکھ روپے سالانہ اس کے اخراجات ہیں۔ جدید اور دینی تعلیم وہاں دی جارہی ہے سینکڑوں طلبہ انکے پاس رہائش پذیر ہیں جنکے رہنے کا جنکے کھانے کا بندوبست وہ خود فرماتے ہیں۔ پھر اتنے طلبہ اور اساتذہ کی نگرانی کے بعد تصنیف و تالیف، لکھنے پڑھنے کے بعد وعظ کرنے اور اپنے علاقوں کی نمائندگی کرنے کے لئے بھی وہ وقت نکال لیتے ہیں۔ سترہ برس تک مولانا نے پارلیمنٹ میں اپنے علاقے کی بے باک نمائندگی فرمائی اور اپنی پوری زندگی انہوں نے پاکستان کے تحفظ، پاکستان کی بقا کیلئے پاکستان کی بہتری اور پاکستان کی بھلائی کیلئے اور اللہ تعالیٰ کے دین کو پھیلانے کیلئے مشتہر کرنے کیلئے اسکے لیے تالیف وتصنیف میں گزار دی۔ اللہ تعالیٰ انکو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ جناب چیئر مین: شکریہ پروفیسر خورشید صاحب

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئر مین میں بھی آپکے ریزولیوشن اور عزیزم طارق چوہدری کے ریزولیوشن کی پوری پوری تائید کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا عبدالحق اس دور میں قرونِ وسطیٰ کے علم وتقویٰ کی ایک زندہ مثال تھے۔ انہوں نے علم وتحقیق کی بھی خدمت کی اور طلبہ کی دینی، اخلاقی تربیت کے ذریعے سے ایک نسل تیار کی جس نے دین کی خدمت کی۔ انکے شاگردوں نے جہادِ افغانستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس پورے علاقے میں پاکستان و افغانستان میں انکے شاگردوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ انکا اہم کنٹری بیوشن خود جہاد افغانستان کی تقویت میں ہے۔ جناب والا! میں آپکو یاد دلاؤں اس پیرانہ سالی کے باوجود نفاذ شریعت کی مہم میں اور خصوصیت سے پرائیویٹ شریعت بل، اسکی تیاری پارلیمنٹ میں، اسکے لیے فضا کو ہموار کرنا عوامی جدوجہد میں شرکت، ذاتی طور پر جو احتجاج ہوا اس میں شرکت۔ یہ وہ تمام چیزیں ہیں جو ان کی ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اس ایوان کے تمام شرکاء کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے یہ بات کہوں گا کہ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے لیکن انکے اٹھنے سے علم کا ایک بڑا خزانہ اُٹھ گیا۔ ایک بڑا سرمایہ دولت سے ہم محروم ہو گئے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے انکے درجات کو بلند فرمائے اور انکے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مسلمانوں کو توفیق دے کہ دینی اور علمی تحقیق اور جہاد ان میدانوں میں جو انہوں نے روشن مثال قائم کی ہے اس پر چلیں اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اس خلاء کو پُر کریں۔ ان جذبات کے ساتھ میں تائید کرتا ہوں آپکے اور طارق چوہدری کے ریزولیوشن کی۔ جناب قائم مقام چیئر مین شکریہ جناب محمد علی خان صاحب

جناب محمد علی خان ہوتی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب کہا جاتا ہے کہ موت العالِم موت العالَم۔ یعنی ایک عالِم کی موت ساری دنیا کی موت ہوا کرتی ہے جناب والا! مولانا عبدالحق صاحب ایک نہایت ہی متقی اور پرہیزگار عالم دین تھے جن پر نہ صرف اہالیانِ صوبہ سرحد کو بلکہ میں سمجھتا ہوں سارے پاکستان کو فخر تھا۔ انہوں نے دین کی خدمت میں کوئی کمی نہیں کی اور وہ پاکستان کے ان جید علماء میں سے تھے جن کو دارالعلوم دیوبند میں پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔ بعد میں انہوں نے اکوڑہ خٹک میں ایک دارالعلوم قائم کیا جس میں نہ صرف ملک کے اندر کے سٹوڈنٹس تھے بلکہ افغانستان کے طلباء بھی وہاں سے مستفید ہوتے رہے اور وہاں کی ٹریننگ کی وجہ سے وہی لوگ آج بڑی طاقت کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں۔ جناب والا! ملک میں ایسے لوگوں کی بہت زیادہ کمی ہے اور انکی وفات سے ملک ایک نہایت جید عالم کی خدمات سے محروم ہوگیا ہے، ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور انکے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے آمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین شکریہ جناب سرتاج عزیز صاحب

جناب سرتاج عزیز وفاقی وزیر: جناب چیئرمین صاحب مولانا عبدالحق نے جس خلوص اور محنت سے اپنی زندگی اسلام اور علم کے لئے وقف کی وہ ہم سب کے لئے ایک مثال اور ایک مشعل کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ ہمارے ملک میں بہت کم ہستیاں ایسی گذری ہوں گی جنہوں نے ایک ایسے دارالعلوم کا قیام اپنی محنتوں اور کوششوں سے کیا جو پورے علاقے بلکہ پاکستان کے بہت سے حصوں کے لئے ایک اہم درسگاہ کی شکل اختیار کر گئی اور میں سمجھتا ہوں اس سارے علاقے میں اس وقت ان کے شاگردوں کی جو تعداد ہے وہ ہزاروں نہیں بلکہ ایک لاکھ سے زیادہ کو پہنچ چکی ہوگی اور انکے جنازے میں مجھے شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس میں جس عقیدت اور محبت سے انکو سپردِ خاک کیا گیا وہ بجائے خود انکی خدمات کے لئے ایک اہم پیغام تھا۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ انکا دارالعلوم انکے جانے کے بعد اسی طرح تمام قوم کے لئے ایک مشعلِ راہ بنے۔ اسلام اور اپنی علمیت کی بدولت وہ نور جو انہوں نے اپنی زندگی میں اور روحانیت کا وہ پیغام جو انہوں نے اپنے درسوں میں اپنے شاگردوں کے ذریعے پھیلایا وہ اسی طرح پھیلتا رہے تاکہ دنیاوی اور دینی زندگی کا یہ امتزاج جو اس دارالعلوم نے پیش کیا اسکی تقلید میں اور بھی ایسے دارالعلوم ہمارے ملک میں قائم ہوں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ دُعا کرتا ہوں کہ خدا انکو رحمت اور جنت نصیب کرے اور انکے لواحقین کو صبر عطا کرے۔ جناب قائم مقام چیئرمین شکریہ

جناب نوابزادہ جہانگیر شاہ صاحب۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں جناب مولانا صاحب سے ذاتی طور پر بھی واقف تھا اور ذہنی طور پر بھی متاثر تھا۔ جہاد تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک جہاد نفس سے ہوتا ہے۔ ایک جہاد مال سے ہوتا ہے۔ ایک جہاد قلم سے ہوتا ہے۔ اس نے قلم کا جہاد ساری عمر جاری رکھا۔ اس نے اسلام کی تبلیغ کی اور اپنے مدرسہ حقانیہ سے ہزاروں کی تعداد میں طلباء صاحبِ علم ہوئے اور ملک میں پھیل گئے۔ اسلام کا ٹمٹماتا ہوا چراغ جو انگریزوں کے بعد اس ملک سے ناپید ہونے کے درپے تھا اس شمع کو اس نے بجھنے نہیں دیا یہ انکا ملک پر بڑا احسان ہے۔

اجر تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ جو اجر دیتا ہے وہ ہمارے اجر سے ہزار گنا زیادہ ہے انہوں نے اللہ کے دین کی خدمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں وہ مقام دے گا جسکے وہ حقدار ہیں۔ جب ہم آخرت میں ملیں گے تو ہمیں یہ حیرت ہوگی کہ جس شخص نے ساری عمر ایک کوٹھی میں ایک حجرہ میں صرف تبلیغ دین کے لئے گذاری ہوا سکا مقام کہاں ہے اور وہ لوگ جو تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور عیش وعشرت میں ڈوبی ہوئی زندگی گذارتے تھے وہ کہاں ہیں۔ دین کی خدمت انسان کا سب سے اولین فرض ہے۔ دین کو اپنے آپ پر نافذ کرنا اور دوسروں کو بتانا، نہ صرف بتانا بلکہ عمل کر کے دکھانا ہی دین کی اصل خدمت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ وہ بات نہ کہو جو تم نہیں کر سکتے۔ انہوں نے وہی بات کہی جو خود بھی کرتے تھے اور دوسروں کو بھی بتاتے تھے۔ جب کوئی شخص ہم سے جدا ہو جاتا ہے تو دوسرے انسان بے بس ہو جاتے ہیں۔ کسی کا بھی کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ جانے والے کو روک سکے۔ صرف ہم اسکے لئے دعا کر سکتے ہیں۔ اسکی مغفرت کے لئے دعا کر سکتے ہیں اور اس مدرسے کی خدمت کرنی چاہیے جہاں وہ دین کی تعلیم دیتے تھے تاکہ وہ مرجھا نہ جائے بلکہ اس میں اور بالیدگی اور زندگی آنی چاہیے تاکہ وہ اس قابل ہو جائے کہ یہاں سے دین کی تبلیغ کے لئے زیادہ مبلغ پیدا ہوں۔ اس زمانے میں دین کے بارے میں لوگوں کے ذہن میں یہ بات پیدا ہوگئی ہے کہ بس یہ تو ایک ملاؤں کا نظام ہے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ بات نہیں۔ ہمیں تو چاہیے کہ ہم دنیا کو سائنٹیفک طریقے سے بتائیں کہ اگر آپنے بہتر زندگی گزارنی ہے اور انسانوں کی خدمت کرنی ہے سماج کو بہتر بنانا ہے تو صرف یہی دین ہے جو قرآن وسنت میں ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ہمارے لیے ایک کام اور فکر چھوڑ گئے ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم ادارہ کی مدد کریں۔ یہ خدمت انکی خدمت ہوگی میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور یہ بھی توفیق دے کہ وہ بھی دینی معاملات میں اسی طرح منہمک رہیں جس طرح وہ رہتے ہیں اور یہ لوگوں کی خدمت کریں۔ جناب قائم مقام چیئرمین۔ اب میں پروفیسر خورشید احمد صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ دعا مانگیں۔ جناب وسیم سجاد وفاقی وزیر انصاف وپارلیمانی امور۔ جناب والا! میں بھی کچھ کہوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین! جناب وسیم سجاد صاحب (سابق وفاقی وزیر انصاف وپارلیمانی امور، حال چیئرمین سینٹ)

جناب! میں حکومت کی جانب سے اس قرارداد کی حمایت کرنے پر فخر محسوس کرتا ہوں، مرحوم مولانا عبدالحق ایک عظیم مذہبی سکالر اور سیاسی رہنما تھے انہوں نے اپنے پسماندگان میں ملک میں ایک وسیع تعداد شاگردوں اور اپنے مریدوں کی چھوڑی انکا وصال ایک عظیم قومی سانحہ ہے۔ صدر پاکستان، سینئر وزیر اور دیگر وزیروں کی مولانا مرحوم کے آخری رسومات میں شرکت اس بات کی دلیل ہے کہ ملک میں مولانا کو کیا مقام حاصل تھا۔ جناب قائم مقام چیئرمین پروفیسر خورشید صاحب! دعا مانگیے (اس موقع پر ہاؤس نے مولانا عبدالحقؒ کی روح کے ایصالِ ثواب کے لئے دعا مانگی۔ جناب قائم مقام چیئرمین۔ جو قرارداد طارق چوہدری صاحب نے پیش کی ہے وہ میں آپکو پڑھ کر سناتا ہوں۔

سینیٹ کی مذمّتی قرارداد

(بیلجیم اور برطانیہ میں میرے داخلہ پر افسوسناک سلوک کا واقعہ O
سینیٹ میں قائد ایوان کامل علی آغا کی تحریک پر مذمتی قرارداد)

RESOLUTION[1]

This House regrets the discriminatory attitude towards the honorable member of Pakistan Senate delegation, Maulana Samiul Haq,in Burssels, on 19th April 2005. This House resolves that the Government of Pakistan should register its strong protest with the European Parliament and should ensure that members of Parliament are given due respect and recurrence of such unpleasant incidents is avoided in future.

(SENATOR KAMIL ALI AGHA)



سیکرٹری وزارت مذہبی اُمور واقلیتی اُمور

۲۶ جولائی ۱۹۹۵ء (مجالس قائمہ برائے مذہبی امور کا اتحاد کیلئے اجلاس ملی یکجہتی کونسل کو شرکت کی دعوت)

محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بحوالہ گفتگوئے امروز۔ وزارت مذہبی امور نے باشتراک مجالس قائمہ (برائے مذہبی امور) سینٹ وقومی اسمبلی ایک غیر رسمی مجلس کا اہتمام کیا ہے جو بروز بدھ اور بتاریخ 2 اگست 1995ء بوقت چار بجے بعد دوپہر کمیٹی روم نمبر 2 قومی اسمبلی میں زیر صدارت خورشید احمد شاہ وفاقی وزیر تعلیم منعقد ہوگی۔

موضوع مشاورت اتحاد بین المسلمین اور فرقہ واریت کے خاتمے کی تدابیر ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی جن امور پر شرکاء مجلس گفتگو فرمانا چاہیں مناسب ہوگا۔ آپ کی وساطت سے جناب صدر ومعزز اراکین ملی یکجہتی کونسل سے استدعا ہے کہ وہ اس مجلس میں شرکت فرما کر اپنے قیمتی مشوروں سے نوازیں۔

والسلام مع الاکرام مخلص محمد لطف اللہ مفتی سیکرٹری

---

[1] سینیٹ میں مسلم لیگ (ق) حکمران جماعت کے قائد ایوان نہایت سلجھے ہوئے انسان، مذمتی قرارداد کے محرک ہے۔

(بیلجیم اور یورپ کی پابندی کا واقعہ)

[2] فارن کمیٹی کے ساتھ دورۂ یورپ کے دوران جرمنی سے بیلجیم برسلز پہنچے تو پوری حکومت الرٹ تھی ائیر پورٹ پر مجھ سے پوچھ گچھ کی کوشش کی گئی اور ڈی پورٹ کرنے کا ارادہ تھا۔ مگر وفد کے چیئر مین سید مشاہد حسین اور تمام ارکان ڈٹ گئے کہ انکے بغیر ہم بھی ائیر پورٹ سے باہر نہیں جائیں گے۔ دو گھنٹے کے بعد مجھ سے ایک تحریر پر دستخط لیا گیا کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر ملک چھوڑنا ہوگا جبکہ ہمارا پروگرام بھی پہلے سے مختصر تھا اور ۲۴ گھنٹے کے اندر واپسی کا تھا۔ دوسرے دن یورپین پارلیمنٹ کا دورہ اور کئی اہم ملاقاتیں طے تھیں حکومت نے میرا ان پروگراموں میں شرکت سے معذرت ظاہر کردی ہمارے غیور وجسور اراکین نے انکے پروگراموں میں شرکت سے ہی انکار کردیا۔ ہم نے دن نپولین بوناپارٹ سے وابستہ تاریخی مقام واٹرلو وغیرہ کی سیر کی۔ شام کو وہاں سے وفد لندن گیا بیلجیم کے ہائی اتھارٹی بشمول وزیر اعظم اور بادشاہ نے میری آمد کو از حد خطرناک سمجھا وہاں کے اخبارات نے شہ سرخیوں اور فل صفحوں کے ساتھ اس خبر کو شائع کیا اور میرا طالبان افغانستان اور اسامۃ بن لادن سے گہرے رشتے جوڑتے ہوئے مجھے ایک خطرناک دہشت گرد اور میری آمد کو ایک المیہ قرار دیا اور کہا گیا کہ یورپین پارلیمنٹ پر اس شخص کا سایہ بھی نہیں پڑنا چاہیئے۔ برطانیہ کے دورہ کے بعد واپسی پر لندن ائیر پورٹ پر بھی اس قسم کی تنگ دلی اور غیر جمہوری برتاؤ کا مظاہرہ کیا گیا۔ اس معاملہ کو دنیا کے ذرائع ابلاغ اور پاکستان کے میڈیا نے انتہائی اہمیت سے محسوس کیا دوسرے دن قومی اسمبلی اور سینیٹ نے اس پر احتجاجی قراردادیں منظور کیں اور بیلجیم وغیرہ کے سفراء کو وزارت خارجہ نے بلا کر احتجاج کیا۔ بعد میں برطانیہ نے تین سال تک میرے داخلہ کا حکم نامہ جاری کیا دو صفحات میں فرد جرم کی تفصیلات تھیں کہ میں امریکہ اور مغرب کا شدید دشمن ہوں میں نے اس فرد جرم کو آخرت کیلئے پروانۂ نجات سمجھا۔ برطانوی خط مکتوبات کے غیر ملکی حصہ میں شامل ہے۔